

عزازیل عارب نیمطہ سطروں اور زروع کو لے کر یمن کے شہر مارب سے باہر نمودار ہوا۔ اس کا ساتھی حبر اس سے اجازت لے کر چلا گیا تھا۔ عزازیل اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مارب شہر سے باہر ایک کوہستانی سلسلے پر نمودار ہوا جس کے سامنے حد نگاہ تک پانی کی ایک جھیل پھیلی ہوئی تھی عزازیل تھوڑی دیر تک ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے رفیقو یہ بائیں طرف کوہستانی سلسلوں میں وادی کے اندر تم جو شہر دیکھتے ہو یہی یمن کی عظیم قوم سبا کا شہر مارب ہے یہ جو تم اپنے سامنے پھیلی ہوئی جھیل دیکھتے ہو اسے یہاں کے لوگ سد مارب کہہ کر پکارتے ہیں اس بند سے پہلے دونوں طرف کے پہاڑوں پر جب بارش ہوا کرتی تھی تو پانی سیلاب کی صورت میں آیا کرتا تھا اور ہر سال اس مارب شہر کو نقصان پہنچا کر گزرا کرتا تھا پھر قوم سبا کے بادشاہوں نے اس مارب شہر کو بچانے کے لئے یہ بند تعمیر کیا اب اس کوہستانی سلسلے میں جتنے بھی چشمے یا ندی نالے ہیں ان کا پانی اس بند میں جمع ہوتا ہے اس کے علاوہ بارشوں کے موسم میں جب اس کوہستانی سلسلے پر بارشیں ہوتی ہیں تو اس کا پانی بھی اس بند میں آکر جمع ہو جاتا ہے اس طرح اس مارب شہر کو اس بند کی وجہ سے سیلاب سے بچا لیا گیا ہے۔

سنو میرے ساتھیوں اس بند کے اندر اوپر نیچے پانی نکالنے کے لئے تین دروازے رکھے گئے ہیں تاکہ پانی کا یہ ذخیرہ انتظام کے ساتھ شہر کے لوگوں اور زمین کی آبپاشی کے لئے استعمال میں لایا جاسکے سب سے پہلے اوپر کا دروازہ کھول کر پانی لیا جاتا ہے جب اوپر کا پانی ختم ہوتا ہے تو اس سے نیچے کا پھر اس سے بھی نیچے کا دروازہ کھول کر پانی کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے سال بھی پھر بارشوں کا زمانہ آتا ہے تو پانی پھر اوپر کے دروازے تک بھر جاتا ہے اس طرح سال بھر اس بند سے پانی لے کر نا صرف لوگوں کے پینے کے لئے کام میں لایا جاتا ہے بلکہ اس سے اس سارے علاقے کی آبپاشی کا انحصار ہے۔

یمن کے یہ کوہستانی سلسلے جن کے اندر یہ بند بنا ہوا ہے اس بند کی وجہ سے نا صرف یہ کہ کوہستانی سلسلوں کے اندر جو وادیاں ہیں وہ سرسبز بنا دی گئی ہیں بلکہ اس بند کے پانی سے صحرا کے ایک حصے کو بھی آباد کر کے زراعت کے قابل بنا دیا گیا ہے۔ مارب شہر کے اطراف میں جس شاہراہ پر بھی تم سفر کرو گے اس کے دونوں طرف اس تسلسل کے ساتھ تمہیں باغ دکھائی دیں گے کہ دیکھنے والے کو یہی دکھائی دے گا جیسے یہ دو ہی باغ ہوں جو اس کے دائیں بائیں میلوں تک پھیلتے چلے گئے ہوں اس بند کی وجہ سے یمن کے علاقے کی زرخیزی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھ کر اس بند سے آباد کیے

کے نبی داؤد کے دور میں یہ قوم اپنی عسکری قوت کے لحاظ سے انتہائی طاقتور اور زراعت کی وجہ سے بے حد دولت مند خیال کی جاتی تھی المراف و اکنات کے قبائل میں اسکا بڑا چرچا تھا آغاز میں یہ لوگ آفتاب پرست تھے پھر جب ان کی ملکہ بلقیس اللہ کے نبی سلیمان کے ہاتھ پر ایمان لے آئی تو اس علاقے کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے مجھے ان کے اسلام قبول کرنے کا بے حد دکھ اور افسوس ہوا لہذا میں نے ان کے اندر اپنا کام کرنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں وحدانیت بھلا کر شرک میں ملوث کرنے میں کامیاب ہو گیا اس سلسلے میں میں نے کیا کامیابیاں حاصل کیں یہ تمہیں میں بعد میں مارب کے مندروں کی طرف لے جا کر عملی ثبوت دکھاؤں گا کہ اس علاقے میں میں نے کس قدر محنت کی ہے اور مجھے کس قدر کامیابیاں حاصل ہوئیں پہلے میں تمہیں مختصر الفاظ میں اس قوم کی تاریخ سے آگاہ کرتا ہوں۔

اس قدیم قوم کی تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے پہلے دور میں اس قوم سبا کے حکمران مکرہب کہلایا کرتے تھے اغلب ہے کہ یہ لفظ عربی کے لفظ مغرب کا ہم معنی تھا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بادشاہ انسانوں اور دیوتاؤں کے درمیان اپنے آپ کو واسطہ قرار دیتے تھے یا دوسرے الفاظ میں یہ کاہن بادشاہ تھے اس دور میں قوم سبا کا پایہ تخت سردا شہر تھا جس کے کھنڈر آج بھی مارب شہر سے مغرب کی جانب ایک دن کی راہ پر پائے جاتے ہیں اور خربہ کے نام سے مشہور ہیں اس دور میں مارب کے اس مشہور بند کی بنیاد رکھی گئی تھی پھر وقتاً فوقتاً مختلف بادشاہوں نے اس بند کی توسیع کا کام کیا۔

اس قوم کی تاریخ کے دوسرے دور میں اس کے حکمرانوں نے مکرہب کا لفظ چھوڑ کر ملک کا لقب اختیار کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت میں مذہبیت کی جگہ سیاست غالب آ گئی تھی اس زمانے میں قوم سبا اور اس کے بادشاہوں نے سردا شہر کو چھوڑ کر اس مارب شہر کو دارالسلطنت بنالیا اور اسے غیر معمولی ترقی دی اس دور میں قوم سبا نے خوب ترقی کی اور اس کے اطراف میں جو قومیں بستی تھیں وہ نہ صرف یہ کہ اس کی عسکری طاقت کی معترف تھیں بلکہ اسے دنیا کی ایک انتہائی دولت مند قوم خیال کرتی تھیں۔

اس قوم کے تیسرے دور میں اچانک اس قوم کے ایک ذیلی قبیلے حمیر نے خوب طاقت اور زور پکڑا یہاں تک کہ یہ قبیلہ باقی پر غالب رہا اور قوم سبا کا حکمران قبیلہ بن گیا عدوی لحاظ سے بھی یہ قبیلہ دوسرے قبیلوں کی نسبت زیادہ بھاری اور طاقت ور تھا بنو حمیر کے اس دور میں مارب شہر کو چھوڑ کر ریدان شہر کو پایہ تخت بنایا گیا یہ شہر قبیلہ حمیر کا بھی مرکزی شہر تھا بعد میں بنو حمیر کو نہ جانے کیا ہوا انہوں نے ریدان شہر کا نام بدل کر زفار رکھ دیا اور شہر

جائے والے یاغوں میں سے گزر جائے تو جب وہ اس باغ سے نکلے گی تو اس کے سر پر رکھی ہوئی خالی ٹوکری درختوں سے ٹوٹ کر گرنے والے پھلوں سے بھر جائے گی یعنی اس قدر بہتات ہے پھلوں کی بہن کے ان یاغوں کے اندر اور یہ سب کچھ اسی بند مارب کی وجہ سے ہے۔

پانی جب بند کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو دروازے سے باہر ایک بہت بڑا تالاب بنایا گیا ہے پانی اس تالاب میں جمع ہوتا ہے اور پھر اس تالاب سے بارہ نہریں نکالی گئی ہیں جو مختلف سمتوں کو چاٹیں ہیں اور میلوں دور تک سارے علاقے کو سیراب کرتی ہیں۔ اس علاقے میں فصلوں کے علاوہ باغات بھی بڑے عمدہ ہوتے ہیں جس کی بنا پر یہاں اناج ہی نہیں پھلوں کی بھی بہتات ہے میرے ساتھیوں یہ کوہستانی سلسلے کے ایک طرف وادی کے اندر مارب نام کا شہر دیکھتے ہو یہ کبھی قوم سبا کا مرکزی شہر ہوا کرتا تھا پر افسوس اس کی مرکزیت اس سے چھین لی گئی ہے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا کس بنا پر اس شہر کی مرکزیت چھین لی گئی ہے کیا اس قوم نے اپنے لئے کوئی اور شہر آباد کر لیا ہے جو اس سے بھی زیادہ خوبصورت اور اہم ہو اور اسے انہوں نے اپنا مرکزی شہر بنالیا ہو اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا سنو میں تمہیں اس قوم کی تاریخ مختصر الفاظ میں سناتا ہوں پھر تمہیں اندازہ ہو گا کہ پہلے اس شہر کی کیا اہمیت تھی اور اب اس کی اہمیت کو کس بنا پر گھٹا کر رکھ دیا گیا ہے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب بیٹھ سڑوں اور زردہ خوش ہو گئے تھے پھر سڑوں بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا ہاں آقا آپ ہمیں ضرور اس قوم کی تاریخ سے آگاہ کریں سڑوں جب خاموش ہوا تو عزازیل بولا اور ان چاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیوں سبا جنوبی عرب کی ایک بہت بڑی قوم کا نام ہے جو چند بڑے بڑے قبائل پر مشتمل ہے۔ قدیم دور میں سبا ایک شخص کا نام تھا اس کی اولاد کو سبا کہا جاتا ہے جو کئی ایک بڑے بڑے قبائل میں تقسیم ہو چکی ہے قوم سبا سے تعلق رکھنے والے قبائل میں زیادہ تر بنو کندہ، بنو عیر، بنو ازد، بنو عثر، بنو منج، بنو انمار، بنو آملہ، بنو جرام، بنو لم شامل ہیں بہت قدیم زمانے سے دنیا میں عرب قوم کا شہرہ چلا آ رہا ہے ان کے ہمسائے اور بنو عسسان میں رہنے والی بڑی بڑی قوموں مثلاً اہل بابل اور آشوریوں نے ان میں اپنے ہاں ساہوم کہہ کر پکارا تھا اس قوم نے بڑے عروج و زوال کے دور دیکھے ہیں لیکن زوال کے قریب پہنچتے پہنچتے یہ قوم ہدایہ اس طرح سنبھل جاتی ہے اور پھر اپنے عروج کو پالیتی ہے اللہ

بتایا گیا تھا اس بت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل عارب نید اور سطرون اور زروع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیوں! یہ یمن کا سب سے بڑا دیوتا ہے اس کا نام ملکہ دیوتا ہے اور اسے چاند دیوتا بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ قوم سہا کا سب سے بڑا دیوتا ہے تم اسے دیوتاؤں کا دیوتا کہہ کر پکار سکتے ہو یمن کے بادشاہ اپنے آپ کو اسی دیوتا کے وکیل کی حیثیت سے اطاعت کا حقدار قرار دیتے ہیں ہر چہ ماہ بعد اس دیوتا کا تہوار منایا جاتا ہے اس دیوتا کے چھوٹے چھوٹے بت جنگی رتھوں میں رکھ کر مارب شہر کے اطراف میں گھمائے جاتے ہیں اس روز مارب شہر میں جشن کا سماں ہوتا ہے لوگ جوق در جوق شام کو اس مندر میں داخل ہوتے ہیں اور اس ملکہ دیوتا کے سامنے نظروں نیاز پیش کرتے ہیں اور اپنی فطیں مانے کے ساتھ ساتھ چڑھاوے بھی چڑھاتے ہیں یہاں تک کہ بعد عزازیل خاموش ہو گیا پھر وہ آگے آگے بڑھنے لگا تھا۔

یہاں تک کہ عزازیل ایک بہت بڑے نسوانی مجسمے کے سامنے آن رکا یہ مجسمہ بھی ایک ہی چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا تھوڑی دیر تک عزازیل اس عورت کے مجسمے کو بڑے غور اور اشناک سے دیکھتا رہا پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو یہ عشر دیوی ہے اور دوسرے الفاظ میں یہاں کے لوگ اسے زہرہ دیوی بھی کہہ کر پکارتے ہیں یہ عینیوں کی سب سے بڑی دیوی ہے جس طرح وہ ملکہ کو دیوتاؤں کا دیوتا کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح عشر کو دیویوں کی دیوی خیال کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عشر ملکہ دیوتا کی بیوی ہے اس قدر تفصیل بتانے کے بعد عزازیل پھر آگے بڑھا اور قریب قریب کھڑے دو بتوں کے سامنے جا رکا وہ بھی چٹانیں تراش کر بنائے گئے تھے اپنی شکل و صورت سے وہ دونوں بت آپس میں ملتے جلتے تھے معمولی سا فرق ان کے جسمانی حصے میں دکھایا گیا تھا ان دونوں بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے دوستوں یہ جو دونوں بت ہیں ان میں ایک کو ذات جیم اور دوسرے کے ذات بعدان کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ ایک ہی دیوتا کے دو روپ ہیں پہلے اسے ذات جیم کہہ کر پکارا جاتا تھا اس کی شکل و صورت یہ تھی جو تم واسنے والے بت کو دیکھتے ہو بعد میں اس دیوتا کے جسم میں تھوڑی بہت تبدیلی کی گئی اور تبدیل شدہ دیوتا کا نام ذات بعدان رکھ دیا گیا اسے سورج دیوتا خیال کیا جاتا ہے اور ملکہ کے بعد اسے دوسرا بڑا دیوتا خیال کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بعد عزازیل پھر آگے بڑھ گیا تھا۔

تھوڑا سا آگے جا کر عزازیل پھر رکا اور دو مجسموں کے سامنے کھڑا ہو گیا ان میں ایک

یمن کے مشہور شہر یومیم کے قریب ایک مدور پہاڑی پر واقع ہے بنو حمیر ہی کی دور سلطنت میں اس علاقے کو پہلے مننت پھر معنات کہہ کر پکارا جانے لگا یہی لفظ بعد کے دور میں بگڑ کر یمن مشہور ہو گیا۔ آج کل اس علاقے کو یمن ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے ان دنوں بنو حمیر ہی اس پر حکومت کر رہے ہیں اور ان کا مرکزی شہر ذفار اپنے تمدنی لحاظ سے اپنے عروج پر جا رہا ہے یہاں تک کہ بعد عزازیل خاموش ہوا تو عارب اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا آپ کی بڑی نوازش آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں قوم سہا کی تاریخ کے متعلق آگاہ کیا اور آپ کی یہ بھی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں مارب شہر کا یہ بند دکھایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ دنیا کے اندر پہلی مصنوعی جھیل ہے جو ہم نے دیکھی ہے یقیناً اس جھیل کی تعمیر انسان کا ایک بڑا کارنامہ ہے جس کی وجہ سے اس علاقے میں اناج اور پھلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اے آقا اس بندھ کو دیکھنے کے بعد کیا آپ ہمیں مارب شہر کی طرف نہیں لے جائیں گے تاکہ ہم اس شہر کے مندروں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ان علاقوں میں وحدانیت کے خلاف شرک کی ابتدا کرنے کے لئے آپ کو کس قدر جدوجہد اور کوشش کرنا پڑی اور آپ اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے عارب کی گفتگو سن کر عزازیل ہلکے ہلکے مسکرایا پھر وہ کہنے لگا ہاں میرے ساتھیوں آؤ اب میں تمہیں مارب شہر کی طرف لے کر چلتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ اس کو ہستانی سلسلے سے اتر کر قریب ہی مارب شہر کی طرف چل دیئے تھے۔

عزازیل عارب نبیطہ سطرون اور زروع کو لے کر مارب شہر میں داخل ہوا تھوڑی دیر تک وہ انہیں شہر میں گھوما کر اس کے مختلف حصے دیکھاتا رہا پھر وہ پتھروں کی ایک بہت بڑی وسیع اور بلند عمارت کے سامنے آن کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میرے دوستوں میرے رفیقو مارب شہر کا یہ سب سے بڑا مندر ہے آؤ اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں عارب نبیطہ سطرون اور زروع عزازیل کی یہ گفتگو سن کر خوش ہوئے پھر وہ اس کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہوئے تھے وہ عمارت عجیب سی وضع کی تھی بڑے بڑے کوہستانی پتھروں کو تراش کر اس کی دیواریں کھڑی کی گئیں تھیں اس عمارت کی چھتیں پختہ اور مخروطی تھیں عمارت میں داخل ہونے کے بعد مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا عزازیل عارب نبیطہ سطرون اور زروع کے ساتھ ایک بہت بڑے بت کے سامنے آن کھڑا ہوا یہ ایک ایسا بت تھا جسے نگاہ اور اٹھا کر یکنا پڑتا تھا اور یہ ایک ہی چٹان تھی جسے تراش کر وہ بت

مٹی ہے اس عمارت میں قیام کے دوران جھیل کا پانی اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے باغات صاف اور واضح دکھائی دیتے ہیں اور بہت اچھا منظر پیش کرتے ہیں میرا خیال ہے کہ تم اسی سرائے میں قیام کرو آؤ میں تمہیں اس سرائے میں چھوڑ کر پھر کوچ کرتا ہوں عارب نبیطہ سطرون اور زروعدہ نے عزازیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا عزازیل ان چاروں کو بند مارپ کے قریب ہی ایک سرائے میں لایا وہاں ان چاروں کے لئے اس نے دو کمرے حاصل کئے اور اس سرائے میں ان کے قیام کا بندوبست کرنے کے بعد عزازیل اس سرائے سے کوچ کر گیا تھا۔

رومن ماضی میں اپنی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں لگے رہے تھے لیکن سکندر اعظم کی موت تک انہوں نے اپنے اطراف و اکناف کے شہروں چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور کمزور حکمرانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں شکست دی اس طرح ان رومنوں نے تا صرف یہ کہ اپنی سلطنت میں بے پناہ وسعت پیدا کر لی بلکہ اپنی عسکری حیثیت بھی انہوں نے پہلے کی نسبت کئی گنا مضبوط کر لی تھی رومنوں کی اس قوت و طاقت کا اندازہ لگاتے ہوئے مورخین یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر سکندر اعظم مشرق کی فتوحات سے فارغ ہونے کے بعد زندہ سلامت مقدونیا پہنچ جاتا اور پھر وہ مغرب پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کرتا تو اسے رومنوں کے مقابلے میں یقیناً شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔

اٹلی میں رومنوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت سے جہاں سسلی میں سیرائیوز کی سلطنت کے یونانی خائف تھے وہاں افریقہ اور سسلی کے کنعانی بھی رومنوں کی اس قوت و طاقت کو شک و شبہ اور اندیشوں بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے اسی دوران سسلی میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس کی بناء پر حالات نے رومنوں اور کنعانیوں کو میدان جنگ میں ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کیا۔

وہ یوں کہ سیرائیوز کے حکمران اگا تھک کا اچانک انتقال ہو گیا اس اگا تھک نے اپنی زندگی میں باقی قبائل پر مشتمل ایک لشکر تیار کر رکھا تھا جسے وہ کنعانیوں کے خلاف جنگوں میں استعمال کرتا تھا اگا تھک کی موت کے بعد جب ایک شخص ہیارو سیرائیوز کا حکمران بنا تو ان قبائل کے جنگجوؤں نے ایک طرح کی سیرائیوز کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی انہوں نے سسلی کے مشہور شمالی شہر اور بندرگاہ مینا پر قبضہ کر لیا اور مینا کے لوگوں میں انہوں نے کسی کو قتل کر دیا کسی کو شہر سے باہر نکال دیا جنگجو قبائل نے مینا کی اس بندرگاہ پر قبضہ کرنے کے بعد شہر کی ہر چیز اپنی ملکیت میں لے لی تھی اس کے بعد انہوں نے اپنا ایک لشکر ترتیب دیا اور مینا کی بندرگاہ کے اطراف میں یہ لوگ سسلی کے دوسرے چھوٹے شہروں

مجسمہ مردانہ اور دوسرا نسوانی تھا دونوں مجسمے ایک دوسرے کے پہلو پہ پہلو کھڑے اس طرح دکھائی دیتے تھے کہ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر تک عزازیل ان مجسموں کو دیکھتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ بھی قوم سبا کے دیوتا ہیں اس میں جو مردانہ ساخت کا ہے اس کا نام جوہس دیوتا ہے یہ یارش اور زرخیزی کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے اور قوم سبا میں اسے بڑے وقار اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ جو حسین عورت کا مجسمہ کھڑا ہے یہ حریت دیوی کا مجسمہ ہے یہ ہواؤں طوفانوں اور مصیبتوں کی دیوی خیال کی جاتی ہے اور اہل سبا اسے جوہس دیوتا کی بیوی خیال کرتے ہیں یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد عزازیل آگے بڑھ گیا اور چھوٹے چھوٹے جو قوم سبا کے بت تھے ان کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بتانے لگا تھا۔

یہاں تک کہ جب عزازیل ان سارے دیوی اور دیوتاؤں کے متعلق تفصیل سے بتا چکا اور عزازیل اس عمارت سے نکلنے لگا تو عارب اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے آقا کبھی اس سرزمین پر وحدانیت کا پرچار تھا اور لوگ خدا واحد کی بندگی اور عبادت کرتے تھے اور اس کے بعد آپ نے اس قوم کو یہاں تک لا کھڑا کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ان لوگوں کو ان دیوی دیوتاؤں کی طرف لانے اور شرک میں مبتلا کرنے کے لئے بڑے جدوجہد بڑی کوشش اور محنت کی ہے عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل بڑا خوش ہوا اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا عارب میرے دوست میرے بھائی تمہارا اندازہ درست ہے کبھی ان سرزمینوں میں وحدانیت کا بڑا شہرہ تھا لوگ خدا کی بندگی کرتے تھے خدا کے لئے عبادت گاہیں اور اس کے گھر تعمیر کرتے تھے لیکن بعد میں میں نے ان میں شرک کا زہر گھولنا شروع کیا آہستہ آہستہ میں ان لوگوں کو وحدانیت سے منحرف کرنا چلا گیا تم دیکھتے ہو کہ بہت کم لوگ جن کا شمار کیا جاسکتا ہے وحدانیت پر قائم ہیں ورنہ قوم سبا کی اکثریت اپنے انہیں دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش میں مشغول ہے اسی طرح کی گفتگو کرتے ہوئے وہ عمارت سے باہر نکل آئے پھر عارب عزازیل کو مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

اے آقا اب آپ کا کیا لائحہ عمل ہے جس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا میں تو اب جاؤں گا عارب پھر بولا اور پوچھا کہ ہمارے متعلق آپ کا کیا خیال ہے اس پر عزازیل نے کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگا میرا خیال ہے کہ تم چاروں ابھی مارپ شہر میں ہی قیام کرو اگر کسی موقع پر کسی سلسلے میں تم چاروں کی ضرورت پڑی تو میں یہیں مارپ شہر میں آکر تم لوگوں سے رابطہ قائم کروں گا سنو میرے ساتھیوں اس شہر کے غریب حصے میں جھیل کے بالکل قریب ایک انتہائی خوبصورت سرائے ہے جس کی عمارت بڑے بڑے خوبصورت پتھروں سے بنائی

اور قصبوں پر قبضہ کرنے لگے تھے۔

اس صورت حال کی خبر جب سیرایوز کے نئے حکمران ہیارو کو ہوئی تو اس نے ایک جرار لشکر تیار کیا اس نے مہم ارادہ کر لیا کہ وہ سینا پر قبضہ کرنے والے ان باغی قبائل کو کچل کر رکھ دے گا لہذا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے شمال کی طرف پیش قدمی کی اور سینا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے شہر پر قبضہ کرنے والے قبائل کے سردار ایک جگہ جمع ہوئے تاکہ آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کریں کہ سیرایوز کے نئے حکمران ہیارو سے کس طرح چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے اس مجلس و مشاورت کے نتیجے میں ان قابض قبائل کے سردار دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ کچھ قاصد افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجہ کی طرف روانہ کیے جانے چاہیے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو سسلی ہی میں جو کنعانیوں کی نو آبادیاں ہیں ان ہی کی طرف قاصد بھجوائے جائیں اور سیرایوز کے حکمران کے خلاف ان کی مدد اور حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہمیں سیرایوز کے حکمران ہیارو کے خلاف کنعانیوں کی مدد نہیں حاصل کرنی چاہیے اس طرح ہو سکتا ہے کہ کنعانی خود ان علاقوں پر قابض ہو کر نہ صرف یہ کہ سیرایوز کو ان کی سلطنت سے محروم کر دیں بلکہ ہمیں بھی اس شہر سے نکال باہر کریں لہذا ہمیں کنعانیوں کے بجائے رومنوں سے مدد حاصل کرنی چاہیے ان کا خیال تھا کہ رومن اب ماضی کی حکومت نہیں رہے بلکہ وہ ان علاقوں کی سب سے بڑی قوت اور طاقت بن چکے ہیں ان لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر سمندر اور خشکی میں کہیں بھی رومن یا کنعانی ٹکرائے تو رومن کنعانیوں کو شکست دیں گے دوسرے یہ کہ رومنوں کو اسلئے بھی اپنی مدد کیلئے بلانا چاہئے تھے۔ اسلئے کہ اٹلی کے رومن ان کے شہر سینا سے بالکل قریب تر تھے اور وہ کنعانیوں کی نسبت جلدی ان کی مدد کو پہنچ سکتے تھے۔

اس سلسلے میں سینا شہر میں قابض ہونے والے قبائل کا آپس میں کوئی اتحاد اور تعاون کا فیصلہ نہ ہو سکا ایک گروہ نے کچھ قاصد کنعانیوں کی طرف روانہ کئے اور سیرایوز کے حکمران ہیارو کے خلاف ان کی مدد اور حمایت کے طلبگار ہوئے دوسرے گروہ نے اسی وقت اپنے قاصد رومنوں کے مرکزی شہر روم کی طرف بھجوا دیئے تھے اور انہوں نے رومنوں سے التماس کی تھی کہ سیرایوز کے حکمران ہیارو کے خلاف ان کی مدد کی جائے۔

سینا شہر پر قابض ہونے والے قبائل کے قاصد جب رومنوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے رومنوں سے مدد اور حمایت کی التماس کی رومنوں کی حکمرانی میں یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی

ان کی مدد کا طلب گار ہوا تھا اسلئے کہ ان علاقوں میں انہوں نے نئی نئی طاقت اور قوت حاصل کی تھی جب سینا شہر کے قاصد روم شہر میں پہنچے تو رومن فی الفور سینا والوں کی مدد پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ انہوں نے اپنی سینٹ کے ممبران کا اجلاس طلب کیا تاکہ سینا کی طرف سے آنے والے قاصدوں کو کوئی مقبول جواب دیا جاسکے۔ سینٹ کا یہ اجلاس کئی ہفتوں تک جاری رہا اور سینٹ فوراً کوئی فیصلہ نہ کر سکی اس دوران سینا شہر کی طرف سے آنے والے قاصد روم میں ہی ٹھہرے رہے کافی دنوں کے مشورے کے بعد آخر رومنوں کی سینٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ اب چونکہ رومن ایک بڑی طاقت ہیں اسلئے اسے ہمسایوں کی مدد کرنی چاہئے تاکہ حکومت پھلے پھولے انہوں نے دو لشکر تیار کئے ایک سمندر کے ذریعے شہر کی بندرگاہ کی طرف اور دوسرا خشکی کے راستے اٹلی سے سینا کی بندرگاہ کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف سینا کے جو قاصد کنعانیوں سے مدد حاصل کرنے کے لئے گئے تھے انہیں خاطر خواہ جواب ملا جو نئی یہ قاصد قرطاجہ پہنچے کنعانیوں نے وقت ضائع کئے بغیر اپنے نامور جرنیل ہانو کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو انہوں نے جنگی جہازوں میں سوار کر کے سینا کی بندرگاہ کی طرف روانہ کیا۔ ہانو بڑی برق رفتاری سے سسلی کی شمالی بندرگاہ سینا کی طرف بڑھا۔ جہاں پر پہلے سے سیرایوز کے حکمران ہیارو نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ ہیارو کو جب یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کا ایک بڑا بحری بیڑہ سینا والوں کی مدد کے لئے آگیا ہے تو اس نے کنعانیوں سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اس نے بات چیت کر کے کنعانیوں سے صلح صفائی کر لی اور خود لشکر لے کر پیچھے ہٹ گیا اس طرح کنعانیوں کا بحری بیڑہ اپنے سالار ہانو کی سرکردگی میں آگے بڑھ کر بندرگاہ میں داخل ہوا اور شہر کو انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ کنعانی ابھی سینا کی بندرگاہ کے انتظامات کرنے میں ہی مصروف تھے کہ رومنوں کا جرنیل کلاڈیوس بھی اپنا لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ سینا کی بندرگاہ کے سامنے نمودار ہوا۔ اس طرح سینا کی بندرگاہ کے باہر معاملات کو سلجھانے کے لئے رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان گفت و شنید اور پیغامات کے تبادلے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

رومنوں کو خطرہ تھا کہ اگر سینا کی بندرگاہ پر کنعانی قابض ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے خطرات پیدا ہو جائیں گے اس لئے سینا سسلی کی انتہائی شمالی بندرگاہ تھی اور اگر وہاں تک بھی کنعانی پہنچ گئے تو کسی وقت بھی وہ اٹلی میں داخل ہو کر رومنوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہو سکتے تھے۔ اسی بناء پر سینا کے سلسلے میں رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس نے معاملات طے کرنے کے لئے کچھ شرائط پیش کیں۔ ان شرائط کو کنعانیوں کے جرنیل ہانو نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی گفت و شنید کے دوران سیرایوز کا حکمران ہیارو بھی رومنوں سے مل گیا۔

ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنے سوار دستوں کو جب آگے بڑھایا تو رومن جو سینا شہر کی فتح کے نشے میں ابھی تک ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوری تندی اور تیزی کے ساتھ کتھانیوں کے ان سوار دستوں پر حملہ کر دیا تھا۔

کتھانیوں کے یہ سوار دستے اپنے جرنیل کی ہدایت کے مطابق آہستہ آہستہ جنگ کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ رومنوں نے خیال کیا کہ ہم سے یہ دستے شکست کھانے کے بعد پیچھے ہٹنے لگے ہیں لہذا وہ اور زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے ان پر آگ بگولا ہو کر حملہ آور ہونے لگے تھے اسی جنگ و دو میں وہ کافی آگے بڑھ آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ہانو کے لشکر کے بڑے حصے کی طرف پہنچ گئے تھے۔ عین اس وقت ہانو رومنوں پر اس طرح حملہ آور ہوا جیسے کوئی درندہ اپنی کھچار سے نکل کر اپنے شکار پر بھجستا ہے۔ ہانو نے بیک وقت دائیں بائیں سے رومنوں پر حملہ کر دیا تھا اور ہانو کا حملہ ایسا زور دار اور ایسا ہولناک تھا کہ رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر پیچھے ہٹے اور اپنے پڑاؤ کے قریب جا کر اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ عین ان ہی دنوں سیرائیوز کا حکمران ہیارو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ رومنوں کی مدد کو پہنچ گیا تھا۔ لہذا رومنوں کے وہ حوصلے جو ہانو کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد پست ہو گئے تھے۔ وہ پھر بحال ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اگر ہیارو لشکر لے کر نہ آتا تو شاید اس شکست کے بعد رومن واپس چلے جاتے لیکن ہیارو کی آمد کے بعد انہوں نے کتھانیوں کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کچھ عرصہ تک دونوں لشکر اپنے درمیان صرف ایک میل کا فاصلہ رکھ کر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رہے۔ اسی دوران اگر کسی جنم شہر میں قحط نمودار ہو گیا تھا کھانے پینے کی اشیاء بالکل نایاب و مفقود ہو گئی تھیں۔ اس صورت حال کی اطلاع ہانی بال نے اپنے جرنیل ہانو کو بھی دے دی اور اس سے التماس کی کہ رومنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی کی جائے تاکہ رومنوں کو یہاں سے بھگایا جائے اور شہر میں کھانے پینے کی اشیاء لانے کا بندوبست کیا جائے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانو نے رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دی تھی حالانکہ وہ کچھ عرصہ مزید جنگ کو التوا میں ڈال کر اپنی تیاری کو مزید مضبوط اور مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ تاہم یہ جنگ شروع ہوئی تو ہانو کے مقابلے رومنوں کے علاوہ سیرائیوز کا بھی لشکر تھا۔ اس جنگ میں رومنوں اور سیرائیوز کے ہاتھوں کتھانیوں کو شکست ہوئی ہانو اور ہانی بال اگر کسی جنم کو رومنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنے بچے لگے لشکر کے ساتھ اپنے بحری بیڑہ میں منتقل ہو گئے تھے۔ رومن فتح کے نعرے بلند کرتے ہوئے اگر کسی جنم شہر میں داخل ہوئے اور شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس فتح کے بعد رومن یہ

رومنوں اور کتھانیوں کی اس گفت و شنید کی ناکامی کے نتیجے میں خلیج سینا میں رومنوں اور کتھانیوں کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں چونکہ سیرائیوز کا حکمران ہیارو بھی رومنوں کے ساتھ مل گیا تھا لہذا کتھانیوں کو بیک وقت دو قوتوں سے ٹکرانا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے سینا کی بندرگاہ سے انہیں پسپا ہونا پڑا۔ نتیجتاً رومن سینا کی بندرگاہ پر قابض ہو گئے۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست کے بعد کتھانی کچھ چوکنے ہو گئے انہیں خطرات دکھائی دینے لگے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رومن آگے بڑھ کر انہیں سسلی ہی سے نکال باہر کریں۔ لہذا سسلی میں انہوں نے اپنی عسکری قوت کو بڑھانا شروع کیا۔ مختلف شہروں سے لشکر جمع کر کے اپنے دفاع کو مزید استحکام بخشنا شروع کیا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سسلی کے مشہور شہر اگر جنٹم کو اپنا مرکز بنا لیا۔ یہیں پر انہوں نے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو جمع کر کے ایک بڑے لشکر کو ترتیب دینا شروع کیا اور اسی شہر میں انہوں نے خوارک اور ہتھیاروں کے ذخائر بھی جمع کرنے شروع کر دیئے تھے۔

اسی دوران کتھانیوں کا جرنیل ہانو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلا گیا تاکہ رومنوں کے خلاف وہاں سے مدد حاصل کر لے۔ جبکہ سسلی میں کتھانیوں کے معاملات انکا ایک جرنیل ہانی بال چلانے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ کتھانیوں نے سسلی کے شہر اگر جنٹم کو اپنا مرکز بنا کر وہاں اپنی قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے تو انکا جرنیل کلاؤیوس حرکت میں آیا اپنے بحری بیڑے اور اپنے لشکر کو وہاں اگر کسی جنٹم لایا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کتھانیوں کے جرنیل ہانی بال نے تیز رفتار قاصد اپنے افریقی مرکز قرطاجنہ کی طرف بھجوائے اور رومنوں کے خلاف مدد طلب کی۔ قرطاجنہ سے ہانی بال کی مدد کے لئے کتھانیوں کا جرنیل ہانو اپنے ساتھ ایک لشکر لے کر آیا اس لشکر میں ہاتھی بھی شامل تھے اپنے اس لشکر کے ساتھ ہانو اگر کسی جنٹم شہر سے باہر رومنوں کے سامنے خیمہ زن ہوا تھا۔ سسلی میں آتے ہی ہانو نے رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔ رومنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اس نے پہلے اپنے سوار دستوں کو آگے بڑھایا اور انہیں حکم دیا کہ رومنوں کے ساتھ ٹکرانے کے بعد آہستہ آہستہ پسپائی اختیار کرتے ہوئے اپنے بڑے لشکر کی طرف آنے کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی ہانو نے اپنے باقی لشکر کو میدان جنگ میں دائیں بائیں خوب پھیلا دیا تھا تاکہ رومن جب ان کے سوار دستوں کا پیچھا کرتے ہوئے آگے بڑھیں تو ان پر دائیں بائیں سے ضرب لگا کر انہیں مغلوب کرنے کی کوشش کی جائے پس ہانو نے

فتوحات کے بعد رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ لہذا اس نے سوچا کہ ان حالات میں اگر وہ سسلی سے نکل کر افریقہ میں داخل ہو تو کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجہ کو بڑی آسانی سے فتح کر کے کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایہ کر سکتا ہے۔

یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کلاڈیوس نے نہ صرف یہ کہ سسلی سے مزید بحری جہاز حاصل کئے بلکہ یہاں سے اس نے کچھ یونانیوں کو بھی اپنے لشکر میں بھرتی کرنے کے ساتھ ساتھ اٹلی سے مزید رومن دستے بھی بلا لئے۔ پھر اس نے اس بڑے لشکر کے ساتھ سسلی سے افریقہ کی جانب کوچ کیا تھا۔ افریقی ساحل پر ایک محفوظ جگہ اس نے اپنے بحری بیڑے کو لشکر انداز کر دیا۔ ساحل پر اتر کر اس نے کنعانیوں کے علاقے میں دور دور تک گھس کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ کلاڈیوس چاہتا تھا کہ اس کا بحری بیڑہ ایک جگہ محفوظ پڑا رہے جبکہ وہ کنعانیوں کے علاقے میں لوٹ مار کر کے دولت کے انبار اپنے بحری بیڑے میں جمع کرتا رہے اور جب کبھی بھی کنعانی اس کے مقابلے میں کوئی لشکر روانہ کریں اسے شکست دیتا رہے اور اس طرح آہستہ آہستہ افریقہ میں بھی کنعانیوں کی قوت کو کمزور کرتا ہوا آخر کار ان کے مرکزی شہر قرطاجہ پر بھرپور ضرب لگائے اور قرطاجہ پر قبضہ کر کے کنعانیوں کا مکمل طور پر دنیا سے خاتمہ کر دے۔ اپنے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کلاڈیوس نے افریقہ میں دور دور تک بڑی تیزی سے لوٹ مار کرنا شروع کر دی تھی۔

رومنوں کی اس لوٹ مار کا نتیجہ یہ نکلا کہ افریقہ میں کنعانیوں کے اندر جو قدیم افریقی قبائل تھے اور جو اب تک کنعانیوں کی فرمانبرداری اور مطیع بن کر زندگی بسر کرتے رہے تھے۔ رومنوں کی اس لوٹ مار سے ان قبائل کی حوصلہ افزائی ہوئی انہوں نے بھی کنعانیوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرتے ہوئے اپنی اپنی سمت سے کنعانی علاقوں میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔ اس نازک صورت حال میں کنعانی حکمران بڑے فکر مند اور پریشان ہوئے ایک طرف ان کے اپنے قبائل ان کے خلاف بغاوت کر چکے تھے تو دوسری طرف رومن سسلی سے نکل کر افریقہ میں ان کی مرکزی سلطنت میں داخل ہو کر چاروں طرف لوٹ مار برپا کئے ہوئے تھے۔ تیسری طرف گذشتہ جنگوں میں کنعانیوں کی بحری اور بری طاقت مکمل طور پر مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔

اس صورت حال سے کنعانیوں کے تجارت پیشہ لوگ بے حد فکر مند ہوئے۔ انہیں نہ صرف یہ فکر تھی کہ ان کی سرزمین ان کے ہاتھوں سے جاتی رہے گی۔ بلکہ ان کی تجارت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ لہذا کنعانی جو اس وقت مکمل طور پر دنیا کی تجارت پر چھائے ہوئے تھے انہیں اپنے حکمرانوں کے سامنے دولت کے ڈھیر اور انبار لگا دیئے اور ان سے استدعا کی کہ

خیال کرنے لگے تھے کہ کنعانیوں کو سسلی سے نکالنا کوئی مشکل کام نہیں لہذا انہوں نے تیسہ کر لیا کہ سسلی سے کنعانیوں کو نکال کر خود سسلی پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ان کے سامنے تھی وہ کنعانیوں کا طاقت ور بحری بیڑہ تھا جس کی مدد سے وہ سسلی میں اپنا اقتدار قائم رکھ سکتے تھے۔ لہذا کنعانیوں کی بحری قوت کا مقابلہ کرنے کے لئے رومنوں نے بڑی تیزی سے کنعانیوں ہی کی طرز پر اپنے جنگی بحری جہاز تعمیر کرنا شروع کر دیئے تھے۔ گو رومنوں کے پاس پہلے ہی سے ایک بحری بیڑہ تیار تھا لیکن اس جنگ میں انہوں نے اندازہ لگایا کہ کنعانیوں کے جہاز ان سے زیادہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ جنگ میں زیادہ موثر ثابت ہوئے ہیں۔ خوش قسمتی سے اس جنگ میں کنعانیوں کا ایک جہاز بھی رومنوں کے ہاتھ لگ گیا۔ لہذا اسی طرز پر رومنوں نے بڑی تیزی سے اپنے لئے بھی جہاز تیار کرنا شروع کر دیئے تھے۔ دوسری طرف سیراکیوز کے حکمران ہیارو نے بھی رومنوں کے کہنے پر اپنے بحری بیڑے میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا کہ تاکہ بحری جنگ میں وہ بھی رومنوں کی مدد کر سکے۔

رومنوں نے جب اپنا بحری بیڑہ تیار کر لیا تو بحری جنگ کرنے کے لئے وہ سمندر میں کنعانیوں کے مقابل آئے۔ سمندر کے اندر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ جنگ کی ابتداء میں کنعانیوں نے رومنوں کو بدترین شکست دی اور ان کے کافی جہاز انہوں نے سمندر میں ڈبو دیئے۔ قریب تھا کہ رومن بحری جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد اٹلی کی طرف بھاگ جاتے پر ان کی خوش قسمتی کہ عین موقع پر سیراکیوز کے بحری بیڑے نے کنعانیوں کی پشت پر حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے رومنوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے بھی سامنے کی طرف سے کنعانیوں پر تیزی سے حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ اس دو طرفہ حملے کی وجہ سے کنعانیوں کو شکست ہوئی اور ان کا جرنیل ہانو پچھے گئے لشکر کے ساتھ افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔

○

رومنوں کے مقابلے میں کنعانیوں کو اس جنگ میں بے شمار نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ رومنوں کے صرف چھبیس جہاز اس جنگ میں سمندر میں غرق ہوئے جبکہ ان کا کوئی بھی جہاز کنعانیوں کے ہاتھ نہ لگا۔ دوسری طرف کنعانیوں کے تقریباً سو جہاز سمندر میں غرق ہو گئے اور ساتھ کے قریب ان کے جہاز رومنوں کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ اس طرح جنگی اور سمندر دونوں میں رومنوں نے کنعانیوں کی طاقت کو مکمل طور پر کچل دیا تھا۔ ان بحری اور بری

دی تھی۔ یہ اجازت ملنے کے بعد ایکسٹی پیوس نے نہ صرف یہ کہ تیزی سے اپنے لشکر میں مزید اضافہ کیا بلکہ اپنے رسد اور کمک کے وسائل کو بڑی تیزی سے بہتر بنانے لگا۔ تاکہ وقت ضائع کئے بغیر وہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ٹیولش کی طرف کوچ کر سکے۔

○

یونان اور ہیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک قرطاجنہ شہر کی ایک نواحی سرائے ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز یونان سرائے کے مطبخ سے اپنا اور ہیوسا کا کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوا کہ کمرے میں ہیوسا پہلے سے اس کا انتظار کر رہی تھی کھانے کی اشیاء یونان نے ہیوسا کے سامنے رکھی پھر وہ اسے کسی قدر حیرت لے لے جلتے جذبات میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو ہیوسا میں سمجھتا ہوں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی بدبختی کی ابتداء ہونے والی ہے۔ اس پر ہیوسا نے چونک کر پوچھا کیا ہوا۔ جواب میں یونان متفکر سے انداز میں کہنے لگا۔

فکر مند کی بات یہ ہے کہ رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کو بدترین شکست ہوئی ہے اور انکے اکثر لشکر جنگ میں کام آچکے ہیں۔ اس شکست سے رومنوں کے حوصلے ایسے بڑھے ہیں کہ رومن جرنیل کلاڈیوس اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا قرطاجنہ سے صرف پانچ میل دور ٹیولش کے مقام پر پڑاؤ کر چکا ہے اور بتا ہے کہ کلاڈیوس کا یہ ارادہ ہے کہ چند دن اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کے بعد وہ قرطاجنہ پر ضرب لگائے گا اور کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دے گا۔ دوسری طرف رومنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے کنعانیوں نے اپنے جرنیل ایکسٹی پیوس کو ٹیولش کی طرف پیش قدمی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ایکسٹی پیوس انتہا درجے کا دلیر دانش مند اور شجاع جرنیل ہے اور مجھے امید ہے کہ اپنے تربیت یافتہ لشکر کو حرکت میں لا کر یہ ضرور رومنوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کر سکے گا۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہم دونوں بھی اس ایکسٹی پیوس کے لشکر میں شامل ہو کر حالات کا جائزہ لیں۔ اب کو تمہاری کیا مرضی ہے۔ اس پر ہیوسا مسکراتے ہوئے کہنے لگی جو آپ کی مرضی ہے وہ ہی میری مرضی۔ جواب میں یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر یہ بات ہے تو آؤ کھانا کھائیں اور پھر سرائے کو چھوڑ کر ایکسٹی پیوس کے لشکر میں شامل ہو جائیں مجھے امید ہے کہ شام تک ایکسٹی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ ٹیولش کی طرف کوچ کر لے گا۔ اس لئے کہ رومنوں کی راہ روکنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں ہے۔ ہیوسا نے یونان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں قہیاں

کسی نہ کسی طرح اپنی سرزمین کی حفاظت کی جائے۔ باقی قبائل کو دوبارہ مطیع بننے پر مجبور کیا جائے اور رومنوں کو اپنی سرزمین سے مار بھگایا جائے۔ دولت کے اس قدر انبار پانے کے بعد کنعانی حکمرانوں نے بڑی تیزی سے اپنے علاقوں میں نئی بھرتی شروع کی۔ بے شمار جوانوں کو انہوں نے اپنے لشکر میں شامل کیا پھر اس لشکر کے انہوں نے دوحے کئے۔ لشکر کا ایک حصہ انہوں نے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں دے کر مغرب کی طرف روانہ کیا تاکہ رومنوں سے جنگ کر کے انہیں اپنی سرزمین سے باہر کرے۔ جب کہ دوسرے حصے کو انہوں نے بڑی تیزی سے اعلیٰ قسم کی جنگی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔ تربیت کا یہ کام کنعانیوں نے اپنے ایک بہترین اور لاجواب جرنیل ایکسٹی پیوس کے سپرد کیا تھا۔ اس ایکسٹی پیوس نے دن رات ایک کر کے اپنے لشکر کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔

دوسرا لشکر کنعانیوں کے تین جرنیلوں کی سرکردگی میں رومنوں کی طرف بڑھا۔ رومنوں کو بھی خبر ہو چکی تھی کنعانیوں کا ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے انکے مرکزی شہر قرطاجنہ سے کوچ کر چکا ہے۔ لہذا وہ بھی لوٹ مار ختم کر کے کنعانی لشکر کی طرف بڑھے۔ ایک کو ہستانی سلسلے کے قریب کنعانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ انکے لشکر کا اکثر حصہ جنگ میں کام آگیا اور جو سپاہی جنگ سے بچے وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر قرطاجنہ کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد رومنوں کے حوصلے مزید بڑھ گئے تھے۔ لہذا انہوں نے آہستہ آہستہ لوٹ مار کرتے ہوئے قرطاجنہ شہر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس نے کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ سے صرف پانچ میل دور ٹیولش کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ اب کلاڈیوس کا مقصد یہ تھا کہ ٹیولش میں چند روز قیام کر کے اپنے لشکر کو سستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرے اس کے بعد وہ قرطاجنہ پر آخری ضرب لگائے اور کنعانیوں کا دنیا سے خاتمہ کر کے رکھ دے۔

دوسری طرف کنعانیوں کے جرنیل ایکسٹی پیوس نے دن رات ایک کر کے اپنے لشکر کو بہترین جنگی تربیت دے لی تھی۔ رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی حالیہ شکست کے بعد اس ایکسٹی پیوس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے اس تربیت یافتہ لشکر کے ساتھ ٹیولش کی طرف کوچ کرے گا اور ہر صورت میں رومنوں کو شکست دے کر انہیں اپنی سرزمین سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔ اپنے ان خیالات کا اظہار جب ایکسٹی پیوس نے اپنے حکمران طبقے سے کیا تو ایکسٹی پیوس کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا گیا اور ایکسٹی پیوس کو حکمران طبقے نے ٹیولش کی طرف پیش قدمی کر کے رومنوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت دے

لئے نقصان وہ بنا دیا جائے۔ جب رومن ایسا کرنے لگیں تو ہر ہاتھی کے پیچھے جو تمہارے دس جوان ہوں گے وہ نیزوں اور تیروں سے کام لیتے ہوئے ہاتھیوں پر حملہ آور ہونے والے رومنوں کو مٹی کا ڈھیر بناتے چلے جائیں۔

سنو ۱۔ میکینٹی پیوس اپنے باقی لشکر کے تم دو حصے کرو۔ دونوں حصوں کو سامنے کھڑے ہاتھیوں کے دائیں اور بائیں کناروں پر لے جاؤ تمہارے وسطی حصے کی طرف سے جو تمہارے یہ تربیت یافتہ ہاتھی رومنوں کے وسطی حصے کو روک لیں گے۔ لیکن عین اس موقع پر جبکہ وسطی حصے پر جنگ اپنے عروج پر ہوگی تم دائیں بائیں کناروں سے رومنوں پر زور وار حملے کرو تو وسطی حصے پر دھاؤ کم ہو جائے گا۔ اس طرح جہاں کناروں کے طرف سے رومنوں پر پہلے ہی سے دھاؤ بڑھ رہا ہو گا وہاں وسطی حصے سے ہی جنگی ہاتھی آگے بڑھ کر رومنوں کے اندر تباہی و بربادی پھیلانا شروع کر دیں گے جس کے نتیجے میں تمہیں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ہونے والی جنگ میں رومنوں کو بدترین شکست ہوگی۔

یونان کی یہ تجویز سن کر ۱۔ میکینٹی پیوس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میں تم دونوں میاں بیوی کو اپنے لشکر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ سنو یونان تمہاری تجویز نہ صرف بہترین ہے بلکہ قابل عمل بھی ہے اور مجھے قوی امید ہے کہ اس کو اپنا کر ہم رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم دونوں میاں بیوی بھی اس جنگ میں میرے ساتھ رہو اور مجھے اپنے ایسے ہی مشوروں سے مستفید کرتے رہو۔ مجھے امید ہے تمہارے ان مشوروں کی بناء پر میرے لئے مزید کامیابیوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ اس پر یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ضرور میں اور میری بیوی تمہارا ساتھ دیں گے۔ ۱۔ میکینٹی پیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ آؤ تاکہ جنگ کی ابتداء سے پہلے ہم اپنے لشکر کی ترتیب کو درست کر لیں۔ ۱۔ میکینٹی پیوس کی خواہش پر یونان اور بیوسا اس کے ساتھ ہو لیے تھے۔

رومن اپنے لشکر کو صف آراء کر چکے تھے۔ ۱۔ میکینٹی پیوس نے بھی جلدی جلدی اپنے لشکر کے اندر تبدیلی کرنا شروع کی تھی۔ لشکر کے آگے اس نے اپنے ہاتھیوں کو رکھا۔ ہاتھیوں کے اوپر مہات کے علاوہ جو اس نے اپنے ہتھیاروں سے لیس شکرے بیٹھا رکھے تھے۔ ان کے علاوہ ہر ہاتھی کے پیچھے اس نے دس مسلح جوان رکھے جو نیزوں اور تیروں سے آراستہ تھے اور ان ہاتھیوں کے پیچھے اس نے اپنے لشکر کی تھوڑی سی تعداد رکھی تاکہ ہاتھیوں کے پیچھے کام کرنے والے جوانوں میں سے اگر کوئی زخمی ہو کر ختم ہو جائے تو پچھلے

بیوی نے پہلے کھانا کھایا پھر وہ سرائے سے نکل کر ۱۔ میکینٹی پیوس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ اسی روز شام کے قریب کنعانیوں کا جرنیل ۱۔ میکینٹی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا راستہ روکنے کے لئے یونش کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

رات کے پہلے حصے میں ہی کنعانی جرنیل ۱۔ میکینٹی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ یونش پہنچ گیا تھا۔ رات کا باقی حصہ اس نے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کے لئے کہا اور صبح سویرے ہی دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے لگے تھے۔ رومنوں کو امید تھی کہ وہ کنعانیوں کے اس لشکر کو بھی پہلے کی طرح مار بھگائیں گے اس لئے کہ ۱۔ میکینٹی پیوس کے ساتھ جو لشکر تھا۔ اس کی تعداد رومنوں کے لشکر سے کم تھی۔ جس وقت دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی اپنی صفیں درست کر رہے تھے۔ اس وقت ۱۔ میکینٹی پیوس اپنے ان سو ہاتھیوں کو حرکت میں لایا تھا جو اس کے لشکر میں شامل تھے۔ شاید وہ ان ہاتھیوں کو اپنے لشکر کے اگلے حصے میں رکھ کر رومنوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اسی موقع پر یونان اور بیوسا دونوں میاں بیوی ۱۔ میکینٹی کے پاس آئے۔ پھر یونان ۱۔ میکینٹی پیوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ میرا نام یونان اور میری بیوی کا نام بیوسا ہے۔ ہمارا تعلق تو ایشیائی سرزمینوں سے ہے اور تمہارے لشکر میں ہم اجنبی ہیں لیکن کنعانی چونکہ ایک ایشیائی قوم ہی ہیں لہذا ایشیاء کی نسبت سے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک زمانہ دیکھ رکھا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس جنگ میں ایسا کر سکتا ہوں۔ جسے تم استعمال کر کے ان رومنوں کے خلاف بہترین کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ یونان کی یہ گفتگو سن کر ۱۔ میکینٹی پیوس چونک سا پڑا اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی اور بڑے شوق سے اس نے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہارے پاس وہ کون سا گر ہے جسے استعمال کر کے رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس پر یونان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو ۱۔ میکینٹی پیوس میں دیکھ چکا ہوں کہ تمہارے لشکر میں سو کے قریب ہاتھی بھی شامل ہیں۔ ان ہاتھیوں کو اپنے لشکر کے اگلے حصے میں فیل کے طور پر استعمال کرو۔ اپنے لشکر کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پھیلاؤ اور ہاتھی کے پیچھے دس دس جوان ایسے مقرر کرو جو نیزوں اور تیروں سے مسلح ہوں۔ جس وقت جنگ کی ابتداء ہوگی تو رومن سب سے پہلے گردہ در گردہ ان ہی ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ان کی سوغتیں کاٹنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ ہاتھیوں کو نقصان پہنچا کر انہیں ہوانہ بختم کیا جائے اور انہیں اپنے ہی لشکر کے

ہونے کے ساتھ ہی ساتھ کنعانوں کا دوسرا پہلو بھی حرکت میں آچکا تھا۔ وہ بھی تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے مایوسی کے نقاب لئے قہر کی بارش، نحوست کی گھڑیوں اور ظلمتوں کی زنجیروں کی طرح بڑی سرعت کے ساتھ رومنوں پر چھانے اور حاوی ہونے لگا تھا۔

میدان جنگ میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے پوری طرح بھڑک اٹھے تھے۔ چاروں طرف خاموشیاں اور صدائیں خاک اور خون، سازش و سرگوشیاں، تہذیب و تاریخ اور تعمیر و تخریب ایک دوسرے سے ٹکراتے لگے تھے۔ عداوت اور محبت، امن و جنگ فتح مندی کے نعرے اور مغلوبوں کی قریاد، صداقت و ناراستی اور شرافت و ہدی ایک دوسرے پر ضرب لگاتی ہوئی۔ اپنے مقابل کو زیر و مغلوب کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ میدان جنگ طوفان کی جوش مارتی ہوئی دیگ کی طرح بھڑک اٹھا تھا۔ چاروں طرف دلخراش صدائیں بلند ہو رہی تھی۔ ہر سمت موت کی دیوایاں شرارت اور کبھدی، زخم و ذکت، کانٹوں اور پھندوں، زہر بھری آوازوں اور جھوٹی طلب سے لیس ہو کر رقص کنناں ہو گئی تھیں۔

رومنوں کا ارادہ تھا کہ پہلے وہ کنعانوں کے ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں بری طرح نقصان پہنچائیں گے اور انہیں زخمی کر کے جب پسپا ہونے پر مجبور کریں گے تو پسپا ہوتے ہوئے ہاتھی اپنے ہی لشکریوں کو نقصان پہنچائیں گے اور عین اس موقع پر وہ زور دار حملے کرتے ہوئے میدان جنگ سے کنعانوں کے قدم اکھاڑ پھینکنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن ان کی ہر تدبیر اور ہر تجویز برباد اور ناکارہ گئی۔ اس لئے کہ وہ جنگی ہاتھیوں کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ اس لئے کہ جو لشکری اپنے ہاتھیوں کے پیچھے محافظوں کے طور پر ہی کام کر رہے تھے انہوں نے آگے بڑھنے والے رومنوں کو چھلنی کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں کنعانوں کے مہادت اپنے ہاتھیوں کو حرکت میں لائے۔ یہ خونخوار اور پھرے ہاتھی آگے بڑھے اور رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے چاروں طرف تباہی و بربادی پھیلانی شروع کر دی تھی۔ ہاتھیوں کے اس ریلے کو رومن روکنے میں بری طرح ناکام ہوتے ثابت ہوئے تھے۔

عین اس موقع پر کنعانوں کے دائیں بائیں پہلو پر جنگ کرنے والے لشکریوں نے اپنے حملوں میں انتہا درجے کی تیزی اور قوت پیدا کر لی۔ وہ عجیب سے سکرو و سرور میں شعلہ ریز آگ، امواج تند خو کی طرح حملہ آور ہوئے تھے اور رومنوں کے سارے وجدان اور عرفان کو انہوں نے انہیں پنا شروع کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں رومن پیچھے ہٹنے لگے

لشکر سے مزید لشکری ان کی جگہ لیتے رہیں۔ باقی لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کر کے دائیں بائیں کناروں پر صف آراء کر دیا تھا۔ ایکسٹی پیوس جب اپنے لشکر کی یہ ترتیب درس کر چکا تو رومنوں کے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجتے لگے۔ جس کے جواب میں کنعانوں کے لشکر میں بڑی بڑی ایشیائی و منیں حرکت میں آئیں تھیں۔ اور ان پر ضربیں پڑنے لگی تھیں۔ جس کے جواب میں میدان جنگ طبل اور دفوں کی آوازوں سے بری طرح گونج اٹھا تھا۔ ان ہی آوازوں پس پردہ رومنوں نے کنعانوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تھی۔

رومن زاپٹوں کی بھارت، عجائبات کے ادھام اور مقدر کی نحوست کی طرح حرکت میں آئے۔ شوق رزم آرائی میں وہ کسی تشہ دین عفریت، آگ کے ایندھن، قہر کے سیلاب، ہدی کے دھوکے کی طرح آگے بڑھے تھے اور کنعانوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے چاہا تھا کہ اپنے تیز حملوں سے وہ چاروں طرف موت کی خاک، بے دینی کے سیلاب اور کذب کی ریگ کھڑی کر دیں۔

دوسری طرف کنعانوں نے بھی کمال جرات مندی اور استقامت کا مظاہرہ کیا تھا۔ رومن سب سے پہلے کنعانوں کے ہاتھیوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ تاکہ انہیں نقصان پہنچا کر پسپا ہونے اور انکے اپنے ہی لشکریوں کو نقصان پہنچانے پر مجبور کر دیں لیکن ان کے مقابلے میں وہ کنعانی جو ہاتھیوں کے پیچھے پہرہ دے رہے تھے۔ زندگی کی رونقوں، زرفشاں کرنوں، دھند کی مسافت اور دینی روح کی طرح حرکت میں آئے جو رومن آگے بڑھ کر چاہتے تھے کہ ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انکی سوئیڈیں کاٹ کر یا انہیں زخمی کر کے نقصان پہنچائیں اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیں ان پر کنعانی کچھ ایسے انداز سے حملہ آور ہوئے کہ اپنے نیزوں اور اپنی تیز تیر اندازی سے اپنے ہاتھیوں کی طرف بڑھنے والے رومنوں کے سینے چیر کر رکھ دیئے تھے۔ جس کے نتیجے میں اندھا دھند ہاتھیوں کی طرف بڑھنے والے رومن چیخ دیکار کرتے ہوئے رک گئے تھے۔ اگلی صفوں کے رومن پیچھے ہٹنے لگے تھے اور پچھلی صفوں نے رومنوں کے اندر ایک افراتفری برپا ہونے لگی تھی۔

وسطی حصے میں رومنوں کو روک دینے کے بعد کنعانوں کے جرنیل ایکسٹی پیوس نے اپنے پہلوؤں کے لشکر کے ساتھ رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔ پہلے کنعانوں کا دائیں پہلو حرکت میں آیا اور اس کے بعد میں لشکر کا یہ حصہ عجیب سے انقلابی شعور صبح کی زرفشانی، ذوق خود آرائی اور سناٹے کی چھاؤں کی طرح حملہ آور ہوئے۔ رومنوں کو خون آلود اور ان کی صفوں کو درہم برہم کرنے لگے تھے۔ اس لشکر کے حملہ آور

اس طرح یونش کے میدانوں میں کنعانیوں نے بڑی مہارت اور بڑی دہری کا ثبوت دیتے ہوئے رومن لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور باقی کو انہوں نے رومنوں کے سپہ سالار کلاڈیوس کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا۔

جنگ کے خاتمے اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد کنعانی جرنیل ا۔ کیسٹی پیوس اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں یونانف اور یوسا دونوں میاں بیوی کھڑے تھے۔ اور دونوں کے قریب آ کر ا۔ کیسٹی پیوس اپنے گھوڑے سے اترا۔ پہلے وہ بھاگ کر یونانف کے گلے ملا اور اس کے بعد اس کی پیشانی چومی اور شکرگزار لہجے میں وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے دوست! میرے عزیز! تمہارا مشورہ یقیناً میرے لئے اس جنگ میں کارگر ثابت ہوا ہے تم دیکھتے ہو کہ تمہاری تجویز کو اپنانے ہوئے میں ان رومنوں کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہوا ہوں۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم اس سرزمینوں میں اجنبی ہو۔ یہ تو کہو تم نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ اس پر یونانف بولا اور کہنے لگا۔

سنو! ا۔ کیسٹی پیوس میں اپنی بیوی کے ساتھ قرطاجنہ شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کئے ہوئے ہوں۔ اس پر ا۔ کیسٹی پیوس جھٹ سے بولا! اب تم سرائے میں قیام نہیں کرو گے۔ میں تم دونوں میاں بیوی کے رہنے کے لئے قرطاجنہ شہر میں بہترین انتظامات کروں گا۔ اس پر یونانف بولا اور کہنے لگا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ سرائے ہی میں قیام کروں گا۔ ہاں میں تم لوگوں کے ساتھ رابطہ اور تعلق برقرار رکھوں گا اور کسی بھی موقع پر میں اپنی خدمات تمہارے حوالے کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔ یونانف کا یہ جواب سن کر ا۔ کیسٹی پیوس کسی حد تک مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے ارد گرد جمع ہو جانے والے چھوٹے سالاروں کو حکم دیا کہ وہ رومن قیدیوں کو ان کے جرنیل کلاڈیوس سمیت اسکے سامنے پیش کیا جائے۔ اس پر وہاں کھڑے کچھ سالار بھاگتے ہوئے ایک سمت چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد رومن جنگی قیدیوں کو ا۔ کیسٹی پیوس کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان قیدیوں میں سب سے آگے آگے رومنوں کا جرنیل اور سالار کلاڈیوس تھا۔ جب یہ سارے جنگی قیدی صفوں کی صورت میں ان کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ تب ا۔ کیسٹی پیوس نے رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو رومنوں کے سالار! یہ جنگ تمہیں کیسی لگی۔ تم اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی سے نکل کر سسلی میں داخل ہوئے تو یہ بات ہمارے لئے قابل برداشت تھی۔ لیکن تم نے یہ جرات و ہمت کیسے کی کہ سسلی سے تم نے افریقہ میں داخل ہونے کی حماقت کر ڈالی اور اب

تھے۔ رومنوں کا یہ پیچھے ہٹنا ہی رومنوں کی بریادی اور کنعانیوں کی فتح مندی کا باعث بن گیا۔ اس لئے کہ ان کے پیچھے ہٹنے سے کنعانیوں کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور وہ اپنے مقدر کے ناخدا بن کر رومنوں کے لئے آلام کا شروع ہپولوں کا غبار قربانیت کا سیلاب بہتے ہوئے بڑی تیزی سے ان پر چھا گئے تھے۔

یعنی اس موقع پر جبکہ کنعانی تین اطراف سے رومنوں پر طوفان کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ یونانف اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا ا۔ کیسٹی پیوس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ! ا۔ کیسٹی پیوس میری تجویز تمہارے خوب کام آئی لیکن اب میں تجھے ایک اور تجویز بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ تو دیکھتا ہے کہ تین اطراف سے تیرا لشکر رومنوں کا قتل عام شروع کر چکا ہے۔ تھوڑی دیر تک مجھے امید ہے کہ رومن بھاگ کھڑے ہوں گے۔ تو ایسا کر کہ جو لشکر تو نے اپنے ہاتھیوں کے پیچھے متعین کر رکھا ہے اسے حکم دے کہ وہ چکر کاٹ کر رومنوں کی پشت پر جائیں اور حملہ آور ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ تھوڑی دیر تک رومن میدان جنگ سے بھاگ کر واپس جائیں گے۔ لیکن جو نبی یہ مڑیں پشت سے تمہارا یہ لشکر حملہ آور ہو گا اس طرح اس میدان جنگ میں رومنوں کا مکمل طور پر صفایا ہو جائے گا اور کسی کو میدان جنگ سے بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا اس طرح یہ جنگ رومنوں کے لئے عبرت بن کر رہ جائے گی۔ کہ کسی کی سرزمین میں داخل ہو کر لوٹ مار کرنے کے کیا نتائج سامنے آتے ہیں۔

ا۔ کیسٹی پیوس نے یونانف کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا۔ لہذا اسی وقت اس نے اپنے لشکر کے اس حصے کو رومنوں کی پشت پر سے حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا جو ہاتھیوں کے پیچھے احتیاط کے طور پر رکھا گیا تھا۔ ا۔ کیسٹی پیوس کا حکم پاتے ہی وہ لشکر بڑی تیزی سے چکر کاٹ کر رومنوں کی پشت کی طرف گیا اور ایسے انداز میں رومنوں پر حملہ آور ہوا کہ رومنوں کی پشت انہوں نے چھید کر رکھ دی تھی۔

تین اطراف سے پہلے ہی رومنوں کا قتل عام شروع ہو چکا تھا۔ اب جو چوتھی طرف سے بھی ان کا قتل عام شروع ہوا تو رومن بری طرح تھلا و بلبلا اٹھے تھے۔ جب ان کے لشکر میں یہ خبر پھیلنے لگی کہ پشت کی طرف سے جب ایک کنعانی لشکر ان پر حملہ آور ہو گیا ہے تو ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ انہوں نے لڑنا بند کر دیا تھا اور کسی نہ کسی طریقے سے ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرنے لگے تھے لیکن کنعانی چاروں طرف سے گھیر کر ان کا قتل عام کر چکے تھے۔ لہذا اس جنگ میں بے شمار رومن کنعانیوں کے ہاتھ مارے گئے اور ان کے جرنیل کلاڈیوس کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

تمہیں اس جنگ میں شکست کے بعد اپنی حماقت کا احساس ہو چکا ہو گا۔ سنو کلاڈیوس کنعانی ابھی زندہ و بیدار ہیں۔ اور اس قدر وسائل رکھتے ہیں کہ کسی موقع پر بھی تمہارے سامنے اپنی پسند اور اپنی مرضی کا لشکر کھڑا کر کے حالات کو اپنے حق میں پلٹا دے دیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سسلی سے افریقہ میں داخل ہو کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ ا۔ کیسینی پیوس اس گفتگو کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی اس کے بعد کلاڈیوس بولا اور کہنے لگا۔

سنو ا۔ کیسینی پیوس میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میرے مقابلے میں تم بہترین جرنیل اور سالار ثابت ہوئے ہو۔ دوسری بات جو دوران جنگ میں نے دیکھی وہ یہ کہ تمہارے لشکر پہلی جنگوں میں حصہ لینے والے کنعانیوں سے زیادہ تربیت یافتہ تھے اور جنگ کی ابتدا کرتے وقت تم نے میرے حملے کو روکنے کے بعد جو جارحیت اختیار کی تھی۔ وہ بہترین انداز اور عمدہ تنظیم کے تحت تھی۔ جس کی بنیاد پر تمہیں اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے اور میرے ان ساتھیوں کو قیدی بنا لیا گیا ہے اور ہماری زندگی کا دار و مدار اب کنعانیوں کے حکمرانوں پر منحصر ہو گا۔ لیکن قرطاجہ شہر کی طرف کوچ کرنے سے قبل میں تمہارے سامنے ایک التجا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم ان سب رومنوں کو معاف کر دو تاکہ واپس اپنے گھروں کو جا سکیں۔ اس سلسلے میں تم لوگ اگر کوئی شرط عائد کرنا چاہتے ہو تو ہم وہ بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ جو شرائط تم مقرر کرو گے۔ وہ شرائط میں لے کر روم شہر کی طرف جاؤں گا۔ اگر ہماری سیٹھ نے وہ شرائط تسلیم کر لیں تو معاہدہ اپنی تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اور اگر سیٹھ نے وہ شرائط ماننے سے انکار کر دیا تو میں تم لوگوں کے ساتھ شریفانہ عمدہ کرتا ہوں کہ میں واپس آ جاؤں گا اور اپنے لئے ان ساتھیوں کے ساتھ اس وقت تک غلامی کی زندگی بسر کروں گا جب تک تم لوگ پسند کرو گے۔ کلاڈیوس کی اس تجویز پر ا۔ کیسینی پیوس بولا اور کہنے لگا۔

سنو کلاڈیوس جنگی قیدیوں سے متعلق شرائط طے کرنا یا اس سلسلے میں کوئی اہم فیصلہ کرنا۔ میرا کام نہیں۔ یہ میری قوم کے حکام پر منحصر ہے کہ وہ تمہاری اس التجا پر کیا فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ ہاں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری یہ التجا میں اپنے حکام تک ضرور پہنچاؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ا۔ کیسینی پیوس رک گیا پھر اس نے اپنے لشکر کو رومنوں کے پڑاؤ کا سارا سامان سمیٹ کر قرطاجہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ا۔ کیسینی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجہ کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

ا۔ کیسینی پیوس جب ایک قلعہ کی حیثیت سے قرطاجہ شہر میں داخل ہوا تو قرطاجہ شہر میں اس فتح کی خوشی میں ایک جشن کا سماں برپا ہو گیا تھا۔ کئی روز تک حکام کے کہنے پر شہر میں چراغاں رہا فتح کی یاد میں جشن منایا جاتا رہا۔ اس کے بعد ا۔ کیسینی پیوس نے کلاڈیوس کی فریاد حکام تک پہنچائی۔ قرطاجہ کے حکمرانوں نے کمال فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومن قیدیوں کے لئے چند شرائط پیش کیں اور ساتھ ہی رومنوں سے جنگ مسلط کرنے کی سزا کے طور پر بھاری رقوم بھی طلب کیں۔ اور یہ شرائط لے کر انہوں نے کلاڈیوس کو روم شہر کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

○

کلاڈیوس روم شہر میں اپنی سیٹھ کے سامنے پیش ہوا پہلے اس نے افریقہ میں رومنوں کی شکست کے اسباب سینٹ کے سامنے پیش کئے اس کے بعد اس نے وہ شرائط بتائیں جو صلح کے لئے کنعانیوں نے اس کے ہاتھ روانہ کی تھیں۔ ساتھ ہی سینٹ کو تاوان جنگ کی وہ رقم بھی بتا دی گئی جو کنعانیوں کو ادا کی جانی تھی۔ رومنوں کی سینٹ نے نہ صرف یہ کہ کنعانیوں کی ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ وہ اس بات پر بھی براہم اور خفا ہوئے کہ افریقہ میں کلاڈیوس کو شکست ہوئی ہے لہذا آپس میں صلح و مشورہ کرنے کے بعد سینٹ کے ممبران نے کلاڈیوس کی موت کا حکم جاری کر دیا۔ اس طرح جس روز کلاڈیوس شرائط لے کر روم شہر میں داخل ہوا تھا۔ اسی روز اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ کلاڈیوس کی موت کے بعد رومن حکمرانوں نے اس کی بیوی کی قتل اور تشفی کے لئے یہ کیا کہ روم شہر میں دو کنعانی قیدی تھے دونوں قیدیوں کو کلاڈیوس کی بیوی کے حوالے کر دیا تاکہ ان دونوں سے انتقام لے سکے اور اپنے شوہر کی موت کو فراموش کر دے۔ کلاڈیوس کی بیوی انتہائی ظالم اور سخت بد مزاج تھی۔ اس عورت نے ان دونوں کنعانیوں کو بھوکا پیاسا رکھنا شروع کر دیا۔ چند ہی روز بعد اس میں سے ایک بھوکا پیاسا مر گیا۔ اس پر کلاڈیوس کی بیوی حرکت میں آئی اور دوسرے کو اس نے بہت کم مقدار میں کھانا اور پانی مہیا کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک عرصہ تک مسک مسک کر جان دے۔ کلاڈیوس کی بیوی کی یہ حرکت دیکھتے ہوئے اس کے ملازموں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کنعانی کو یوں مسک مسک کر مارنے کی اجازت نہ دی بلکہ انہوں نے اس معاملے کی اطلاع شہر کے عام لوگوں کو کر دی۔ رومن شہر کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ کلاڈیوس کی بیوی اس طرح کنعانیوں پر مظالم روا رکھے ہوئے ہے تو انہوں نے شہر کے اندر

نصیب ہوں گی۔ ایکسٹی پیوس کی اس تجویز پر یونان نے بڑے غور سے پیوسا کی طرف دیکھا۔ دونوں میاں بیوی نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا پھر یونان اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔ میں مملکوبرقہ کے ساتھ اس کے بحری بیڑے میں سسلی کی طرف جانے کو تیار ہوں۔

مملکوبرقہ اور ایکسٹی پیوس دونوں یونان کا یہ جواب سن کر خوش ہو گئے تھے۔ ایکسٹی پیوس پر ایسی سرشاری طاری ہوئی تھی کہ وہ آگے بڑھ کر یونان سے لپٹ گیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی تھی۔ اس پر مملکوبرقہ خود یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یونان میں اپنے بحری بیڑے کی تیاری کا کام مکمل کر چکا ہوں۔ اس بار میں نے بحری بیڑے کے لئے بہترین جہاز تیار کروائے ہیں اور جو لشکر اس بحری بیڑے میں میرے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہو گا اس کی تربیت کا بھی بہترین انتظام اور اہتمام کیا گیا ہے۔ میرے الفاظ کو تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ بحری بیڑہ اور لشکری دونوں ہی بہترین انتظامات اور تربیت پر تیار کئے گئے ہیں۔ چند روز تک میں اپنے اس بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہوں گا۔ اس پر یونان مملکوبرقہ کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ جب بھی تم سسلی کی طرف روانہ ہو گئے تو مطمئن رہو میں تمہارے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا۔ یونان کا یہ جواب ایکسٹی پیوس اور مملکوبرقہ دونوں ہی کے لئے اطمینان بخش تھا۔ لہذا وہ اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے سسلی سے چلے گئے تھے۔ چند ہی روز بعد مملکوبرقہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف کوچ کر دیا اور اس کوچ میں یونان اور پیوسا دونوں میاں بیوی اس کے ساتھ شامل تھے۔

اپنے بحری بیڑے کے ساتھ مملکوبرقہ جب سسلی کے ساحل کے قریب آیا تو جہاز کے عرشے پر اپنے پہلو میں بیٹھے یونان کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔ سنو یونان میرے دوست تم دیکھتے ہو سسلی کا ساحل اب ہمارے سامنے قریب ہی ہے۔ اس موقع پر میں تم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ رومنوں پر اپنے حملے کی ابتداء ہمیں کیسے اور کہاں سے کرنی چاہیے مملکوبرقہ کے اس استفسار پر یونان نے تھوڑی دیر کے لئے گردن جھکا کر سوچا پھر اپنا رخ اس نے مملکوبرقہ کی طرف کیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو برقا! جس وقت رومنوں نے کنعانیوں کو سسلی سے نکالا تھا اس وقت انہوں نے اپنے لشکر اور اپنے ساز و حرب و ضرب کا مرکز اگر جشم شر کو بنایا تھا لیکن اب اگر جشم کو انہوں نے چھوڑ کر سسلی کے ایک گمان ساحلی شہر لی بیوم کو اپنا مرکز بنا لیا ہے۔ لی بیوم

ہنگامے کرنا شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ شہر کے اندر خانہ جنگی کا سا عالم برپا ہو جاتا اس پر روما کے حکمران حرکت میں آئے اور کھڑیوس کی بیوی سے زندہ بچنے والے کنعانی کو چھڑا کر آزاد کر دیا۔ اس طرح روما کے لوگ اس کنعانی کی آزادی پر مطمئن ہو گئے تھے۔

دوسری طرف یونش کے میدانوں میں رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد کنعانیوں کے حوصلے بے حد بلند ہو گئے۔ افریقہ سے رومنوں کو نکالنے کے بعد انہوں نے اپنے دوسرے بڑے جرنیل مملکوبرقہ کو حکم دیا کہ وہ ایک بحری بیڑہ تیار کرے اور اس بحری بیڑے میں اپنا ایک بہترین لشکر سوار کر کے وہ سسلی پر حملہ آور ہو اور اس سے قبل جو سسلی میں کنعانیوں کے مقبوضہ جات تھے انہیں بحال کرنے کی کوشش کرے۔ یہ حکم ملتے ہی مملکوبرقہ بڑی تیزی سے اپنے جنگی جہاز تیار کرنے کے ساتھ ساتھ جس لشکر کو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ لے جانا چاہتا تھا اسے تربیت دینے لگا تھا۔ جب کہ اپنے جرنیل ایکسٹی پیوس کو کنعانیوں کے حکمرانوں نے قرطاجنہ شہر میں نئے لشکر کی بھرتی اور تربیت کا کام سونپ دیا تھا۔

○

یونان اور پیوسا نے ابھی تک قرطاجنہ کے نواح میں سسلی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز وہ دونوں میاں بیوی اس سسلی کی سطح سے کھانا کھا کر نکلے ہی تھے کہ سامنے سے انہیں کنعانیوں کے جرنیل ایکسٹی پیوس اور مملکوبرقہ سسلی میں داخل ہوتے دیکھائی دیئے۔ ان دونوں نے بھی یونان اور پیوسا کو دیکھ لیا تھا لہذا ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے دونوں میاں بیوی کو رکنے کا اشارہ کیا تھا جس پر یونان اور پیوسا سسلی کے کھلے صحن میں رک گئے تھے۔ ایکسٹی پیوس اور مملکوبرقہ ان دونوں کے قریب آئے پھر ایکسٹی پیوس یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یونان تم جانتے ہو کہ یونش کے میدانوں میں رومنوں کے خلاف ہمیں بہترین کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں اور ان کامیابیوں میں تمہاری دانش مندانہ رائے ہی شامل تھی۔ سنو اب یہ ہمارا جرنیل مملکوبرقہ عنقریب اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ تم اس مملکوبرقہ سے پہلے ہی متعارف ہو اس لئے کہ یونش کی جنگ میں یہ لشکر کے ایک حصے کے سالار کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم مملکوبرقہ کے ساتھ سسلی کی طرف چلے جاؤ تم اس کے ساتھ رہو۔ اسے اپنے مشوروں سے نوازتے رہو اور مجھے امید ہے کہ تمہارے مشوروں کی وجہ سے مملکوبرقہ کو سسلی میں کامیابیاں

سمندر میں جاں تک نگاہ اٹھتی تھی رومنوں کے جہاز ہی جہاز دیکھائی دیتے تھے۔ رومن جہازوں نے ابھی تک اپنے لشکریوں کو ساحل پر اترنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے لشکری ابھی تک اپنے جہازوں ہی میں رہ کر ان کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ دونوں رومن جہازیں چاہتے تھے کہ کچھ دن اسی طرح ان کا بحری بیڑہ سسلی کے دونوں شہروں کے درمیان کھڑا رہے اور کنعانیوں کے سالاروں اور لشکریوں پر ان کے اس عظیم بحری بیڑے کا خوف طاری ہوتا رہے اس کے بعد وہ اچانک ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دیں گے لیکن دوسری طرف مملکورتہ اور امیر البحر آدرہال بھی رومنوں سے نمٹنے کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کر چکے تھے۔

○

ایک روز جبکہ یونان، یوسا، مملکورتہ اور آدرہال ساحل سمندر پھر کھڑے رومن بیڑے کا نظارہ کر رہے تھے کہ مملکورتہ یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میرے دوست تو نے دیکھا کہ رومن ہم سے مقابلہ کرنے کے لئے کس قدر بڑا بحری بیڑہ لے کر آئے ہیں اور میرے تجربوں نے مجھے یہ بھی اطلاع کی ہے کہ اس بحری بیڑے میں کم از کم ایک لاکھ رومن لشکری سوار ہیں جو سسلی پر حملہ آور ہوں گے۔ اے میرے دوست کہو رومنوں سے ہمیں کس طرح نمٹنا چاہیے۔ مملکورتہ کے اس سوال پر یونان کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ مملکورتہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بڑے دوست اپنے امیر البحر آدرہال سے کہو کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرے۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھے اور سمندر کے اندر لہا چکر کاٹنے کے بعد رومن بحری بیڑے کے اس سرے کی طرف جائے جو دریپلون شہر کی طرف ہے۔ بحری بیڑے کا دوسرا حصہ اپنے کسی تجربہ کار سپہ سالار کی کمانداری میں دے اور اسے بھی رات کی تاریکی میں سمندر کے اندر لہا چکر کاٹنے کے بعد وہ اپنے حصے کے بحری بیڑے کو لے کر رومن لشکر کے دوسرے سرے کی طرف چلا جائے جو ساحل شہر کیمرون تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ کام سرانجام دینے کے بعد تم خود بھی لی یوم میں اپنے لشکر کو تیار رکھو۔

ان امور کی تکمیل کے بعد رومنوں کے رد عمل کا انتظار کیا جائے مجھے امید ہے کہ چند ہی یوم تک رومن ضرور اپنے کسی نہ کسی رد عمل کا اظہار کریں گے اور لی یوم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ جہازوں سے اپنے لشکریوں کو خشکی پر اتاریں گے۔ جب وہ ایسا کر کے لی یوم کا محاصرہ کرنا چاہیں تو تم شہر کے اندر محصور ہو جانا

چھوٹا سا ساحلی شہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین بندرگاہ بھی ہے اور اس شہر کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندر ایسا مضبوط قلعہ ہے جسے تین اطراف سے بلند کوہستانی سسلی گھیرے ہوئے ہیں اور ایک سمت مضبوط پتھروں کی فصیل ہے جسے توڑ کر قلعے کے اندر داخل نہیں ہوا جاسکتا۔ جب تک اس قلعے کو فتح نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی بھی حملہ آور لی یوم پر مکمل طور پر قابض نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ہمیں اپنے حملے کی ابتداء ہی لی یوم نام کے شہر ہی سے کرنی چاہیے۔

اور حصہ کچھ اس طرح کیا جائے کہ جس سمت ہم بڑھ رہے ہیں اس سمت سسلی کے ساحل تک ہم آگے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ جس ساحل پر ہم اتریں گے۔ لی یوم وہاں سے چند میل مغرب کی طرف پڑتا ہے۔ لی یوم کو فتح کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ ساحل پر اترنے کے بعد تم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ ایک حصے کو ساحل پر ہی اتار دو اور وہ دن میں گھاس میں چھپا رہے اور رات کو تاریکی کی ادھ میں وہ لی یوم کے ساحلی شہر کی طرف بڑھے۔ جب کہ لشکر کے دوسرے حصے کو تم اپنے بحری جہازوں میں سوار کر کے لی یوم کا تیزی سے رخ کرو۔

رومن یہی سمجھیں گے کہ کنعانی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ لی یوم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہذا وہ ضرور اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائیں گے اور تمہارے بحری بیڑے کا مقابلہ کر کے تمہیں مار بھگانے کی کوشش کریں گے میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری بحری طاقت خوب پر قوت اور مجتمع ہے اور مجھے امید ہے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ تم سمندر میں رومنوں کو شکست دے سکتے ہو۔ دوسری طرف خشکی پر تمہارے لشکر کا دوسرا حصہ رات کی تاریکی میں بڑی تیزی سے لی یوم کی طرف بڑھے اور رسوں کی سڑھیاں پھینک کر وہ لی یوم کے قلعے پر چڑھنے کی کوشش کرے اور جس وقت سمندر کے اندر رومنوں کا بحری بیڑہ تمہارے ساتھ ٹکرا رہا ہو اس وقت ہی تمہارے لشکر کے دوسرے حصے کو لی یوم کے قلعے پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ اس لئے کہ تمہارے ساتھ جنگ کے دوران ہی رومنوں کے بحری بیڑے کو خبر ہوئی چاہیے کہ ان کی پشت پر ان کے شہر لی یوم پر کنعانی قبضہ کر چکے ہیں اور جب انہیں یہ خبر پہنچے گی تو یاد رکھنا تمہارے مقابلے میں سمندر کے اندر رومنوں کو بدترین شکست ہوگی اور ایک دن تمہارے سامنے پیا ہونے کے بعد انہیں پھر سسلی میں کہیں بھی تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے قدم بھانے کی جگہ نہ ملے گی اور جب ایسا ہو گا تو پھر تم لوگ سسلی کے اندر اپنی من مانی کر سکو گے۔

یونان جب خاموش ہوا تو مملکورتہ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا یونان



اب رومن جرنیل یہ کام کریں گے کہ لالی بیوم کا محاصرہ کر کے تمہیں مغلوب کرنے کی کوشش شروع کر دیں گے جب یہ کوشش شروع ہو جائے تو تم اپنے قاصد بھجوا کر اپنے بحری بیڑے کے دونوں حصوں کو رومنوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیتا۔ تمہارے دونوں بحری بیڑے یہ کام کریں گے کہ وہ سامنے اور پیچھے کی طرف سے رومن بحری بیڑے پر حملہ آور ہو کر ان کے جہازوں کو آگ لگانا شروع کر دیں گے اور جو رومن ان جہازوں کی حفاظت پر مامور ہوں گے ان کا قتل عام شروع کر دیں گے جبکہ خشکی کی طرف سے تم شہر کا محاصرہ کرنے والے رومنوں پر خوفناک حملے شروع کر دیتا اس طرح جب تین اطراف سے رومنوں پر ضرب پڑے گی تو میرے خیال میں وہ زیادہ دیر تک سمندر میں ٹھہر نہ سکیں گے اور نہ ہی لالی بیوم کا محاصرہ جاری رکھ سکیں گے۔ یہاں تک کہ بعد یونان جب خاموش ہو گیا تو مملکت بڑے اور آذربال دونوں ہی کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہو گئی تھی پھر مملکت بڑے آگے بڑھ کر بڑے پر جوش انداز میں یونان سے پشت کیا اس کی پیشانی پڑی پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ یونان میرے دوست تمہاری تجویز بہترین اور انتہائی کارگر ہے اور مجھے امید ہے کہ اس پر غلٹی کر کے سمندر اور خشکی دونوں ہی طرف ہم رومنوں کے دامن اور جھولی میں بدبختی اور شکست ڈال کر رکھ دیں گے۔ میرے خیال میں اب ہمیں تمہاری تجویز کے مطابق اپنے لٹل کی ابتداء کر دینی چاہیے۔ یونان نے اثبت میں سرہلاتے ہوئے مملکت بڑے کی تائید کی دوسری طرف آذربال بھی مملکت بڑے کی تائید کر رہا تھا۔ پھر وہ سب حرکت میں آئے بحری بیڑے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ان کی منزل کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ جبکہ مملکت بڑے اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں محصور ہو کر رومنوں کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

چند روز تک اپنے بحری بیڑے کو سمندر میں کھڑا کرنے کے بعد آخر دونوں رومن جرنیل حرکت میں آئے انہوں نے اپنے لشکر کو ساحل پر اترنے کا حکم دیا پھر انہوں نے لالی بیوم کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ایک لاکھ رومن لالی بیوم کے اطراف میں پھیل کر شہر کا محاصرہ کر چکے تھے۔ انہوں نے شہر پر تیر اندازی کرنے کے ساتھ شہر کی فصیل کے برجوں پر پتھر بھی پھینک کر فصیل اور اس کے برجوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔ کئی بار رومنوں نے رسوں کی سیڑھیوں کی مدد سے شہر کی فصیل پر بھی چڑھنے کی کوشش کی لیکن فصیل کے اوپر سے کتھانیوں کی جواہی تیر اندازی اور ان کے خونخوار حملوں کے باعث رومن فصیل پر چڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ کتھانی جرنیل مملکت بڑے نے ابھی تک اپنے بحری بیڑے کے دونوں حصوں کو رومنوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کا حکم نہ دیا تھا۔ دراصل وہ

چاہتا تھا کہ محاصرے کو تھوڑا سا طول دے کر رومنوں کو تھکا دے اس کے بعد وہ خود بھی ان پر پر جوش حملے شروع کر دے۔ سچا تو یہی ان کے بحری بیڑے پر دو طرفہ حملہ کر دینے کے بعد انہیں مکمل طور پر پوکھلا کر رکھ دے اسی لئے مملکت بڑے شہر میں محصور ہو کر جنگ کو طول دینے لگا تھا۔

دوسری طرف رومن بھی جنگ کے اس طویل ہونے کو اپنے لئے برا شگون خیال کرنے لگے تھے لہذا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وقت ضائع کئے بغیر وہ لالی بیوم پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے ایک روز وہ شہر کی فصیل توڑنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور جب فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے رومن لشکر نے شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو ان کے لئے ایک قیامت برپا ہو گئی اس وقت مملکت بڑے نے اپنے قاصد بھجوا کر اپنے دونوں بحری بیڑوں کو رومن بحری بیڑے کے دونوں سروں پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ خود مملکت بڑے بھی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آ گیا تھا۔

وہ رومن جو فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے لالی بیوم شہر میں داخل ہوئے تھے مملکت بڑے ان پر آفاق کے کسی مشعل بردار آذرہ برکشتہ ہیولوں کے غبار اور خوابیدہ ارادوں کو پکارتی موت کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ جس قدر بھی رومن فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے شہر میں داخل ہوئے تھے مملکت بڑے نے انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے باہر نکل کر رومنوں پر حملہ کر دیا تھا۔ رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ شہر کے ٹوٹے ہوئے حصے کے قریب مملکت بڑے پر قابو پالیں لیکن مملکت بڑے ان کے درمیان اور ان کے سامنے مضبوط چٹانوں کی صلابت کی طرح کھڑا ان سے جنگ لڑ رہا تھا۔

رومن لشکر میں جب یہ خبر پھیلی کہ جو رومن فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے شہر میں داخل ہوئے تھے ان کا کتھانیوں نے خاتمہ کر دیا ہے اور اب کتھانی شہر سے باہر نکل کر رومنوں سے جنگ کرنے لگے ہیں تو چاروں طرف سے رومن کثیر دھوکے کی طرح سسٹے ہوئے باد و باراں کے طوفان سمندر کی ہیت اور آندھیوں کی ہلاکت خیزی کی طرح کتھانیوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ انہیں امید تھی کہ وہ بہت جلد کتھانیوں کو اپنے سامنے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس لئے کہ مملکت بڑے تو اپنے لشکر کے ساتھ ان کے لئے اجل کا قطع طریق ان کی رگ رگ میں سنسن ڈور اتے ہوئے انہیں مژدہ مرگ و اجل سے دوچار کرنے لگا تھا۔ شہر سے باہر ہونا ان اور خون زیر جنگ شروع ہو گئی تھی۔ کتھانی اور رومن ایک دوسرے کے خلاف سرد ہنر کی

بازی لگا دینے پر تل گئے تھے۔

عین اس وقت جبکہ لی یوم شہر سے باہر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان جنگ اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ کنعانی بحری بیڑے نے رومنوں کے بحری بیڑے کے دونوں اطراف سے ایک ساتھ حملہ شروع کر دیا تھا۔ ایک طرف سے خود امیر البحر اور بال اپنے لشکر کے ساتھ شعلہ ریز آگ کی طرح حملہ آور ہوا اور اس نے جہازوں میں سوار رومنوں کی روح روح میں اضطراب، رگ رگ میں وحشت اور برگ برگ میں آتش بھر کے رکھ دی تھی۔ اس نے رومن بحری بیڑہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے طلسمات کا ایک سماں باندھ دیا تھا اور رومنوں کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان کے بحری جہازوں کو آگ بھی لگانے لگا تھا اس طرح سمندر کے اندر رومنوں کے جہاز پرانی بوسیدہ لکڑی کی طرح جلنے لگے تھے۔

دوسری طرف سے آدرہال کا نائب امیر البحر رومن بحری بیڑے کے دوسرے سرے پر جیتے چنگار تے بحر شور پریشان لحوں کے فروغ اور نا آشنا تب و تاب کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ وہ اپنے بلاتوں کے ساتھ رومنوں پر صاعقہ وار چھپٹتا تھا اور ان کی اعنام خیالی اور غبار ابلیس کے سے تکبر کو اس نے جگر تشوب لحوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ رومن بحری بیڑے کے دونوں طرف سے کنعانی حملہ آور ہو چکے تھے۔ جبکہ خشکی پر لی یوم سے باہر نکل کر محکوبرقہ نے رومنوں کے اندر ایک طوفان اور آہوں کا شور مچا کر کے رکھ دیا تھا۔ کافی دیر تک یہ جنگ جاری رہی یہاں تک کہ رومنوں کو یہ خبریں پہنچنے لگی کہ کنعانیوں نے ان کے بحری بیڑے پر دو طرفہ حملہ کر کے انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ خبریں سن کر ساحل پر محکوبرقہ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے رومنوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی ان پر گھبراہٹ اور افسردگی طاری ہو گئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ پیچھے ہٹ کر کم از کم اپنے بحری بیڑے کی حفاظت ہی کر سکیں جب انہوں نے ایسا اقدام اٹھانا چاہا محکوبرقہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس تندی اور زور سے حملہ آور ہوا کہ اس نے رومن لشکر کے بڑے حصے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کچھ رومن سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت کم ایسے تھے جو تیر کر صرف تیس بحری جہازوں میں سوار ہو کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ باقی جہازوں میں سے کچھ کو کنعانیوں نے آگ لگا کر ڈبو دیا تھا اور جو جہاز بچے تھے ان پر کنعانیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

لی یوم کی اس جنگ میں خشکی اور سمندر دونوں پر کنعانیوں کو رومنوں کے مقابلہ میں شاندار کامیابی اور فتح نصیب ہوئی تھی۔

عزازیل اپنے ساتھ عارب، فیبطہ، مطرون اور زروعد کو یمن کی طرف لے گیا تھا۔ اس نے ان چاروں کو کچھ عرصہ یمن میں گھوم پھر کر شرک کی ترقی اور ترویج کا جائزہ لینے کے لئے کہا اس کے بعد اس نے انہیں ایران کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دیا لہذا عزازیل کے حکم کے مطابق عارب، فیبطہ، مطرون اور زروعد چاروں یمن سے نکل کر ایران میں داخل ہو چکے تھے۔ ایران میں اس وقت سلیوکس کی حکومت تھی جو سکندر کے بہترین جرنیلوں میں تھا۔ ایران اور خراسان میں سلیوکس نے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے بعد دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس وقت تک ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ پنجاب میں چندر گپت موریہ اپنی حکومت کو خوب مستحکم کر چکا تھا۔ لہذا وہ ایک جرار لشکر لے کر سلیوکس کے مقابلے پر آیا۔ سلیوکس کو خبر ہوئی چندر گپت موریہ ہندوستان میں طاقت اور قوت حاصل کر چکا ہے اور یہ کہ اگر وہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس کے شکست اٹھانے کے بھی خطرات ہیں۔ لہذا اس نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بجائے چندر گپت موریہ سے اپنے تعلقات مستحکم اور مضبوط کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بجائے سلیوکس نے چندر گپت سے مصالحت کر لی۔ چندر گپت نے سلیوکس کو پانچ سو ہاتھی تحفے میں پیش کیے جس کے جواب میں کوہ ہندوکش کا سارا یونانی علاقہ چندر گپت کے حوالے کر کے اس کے ساتھ دوستانہ روابط استوار کر لئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ان تعلقات کو مزید مضبوط کرنے کے لئے سلیوکس نے اپنی بیٹی چندر گپت سے بیاہ دی تھی۔

دو سو انچاس قبل مسیح میں جن دنوں کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان سسلی کے شہر لی یوم کے سسلے میں خون خوار جنگ ہوئی تھی ان ہی دنوں یعنی دو سو انچاس قبل مسیح میں ایران کے اندر بھی ایک انقلاب رونما ہوا یہ اشکانی تھے جنہوں نے ایران میں سلیوکس کے خلاف بغاوتوں اور سرکشی کا ایک سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ خاندان اشکانی کا مورث اعلیٰ ارشک نام کا ایک شخص تھا جس نے اشکانی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ ارشک کون تھا کس زمانے میں ہوا کیسے اس نے ترقی کی اس سلسلے میں جو روایات ہمارے سامنے آئی ہیں ان کی رو سے ارشک اور تیرداد دو بھائی تھے جو فریاب کے بیٹے تھے۔ بیچ ان کا وطن تھا

کہتے ہیں کہ سکندر کے نائب سلیوکس نے ایک شخص ڈیوڈوٹس کو بلخ، سند اور مرو کا حکمران مقرر کیا تھا۔ ان علاقوں کا حکمران بننے کے بعد ڈیوڈوٹس نے ایسی قوت اور طاقت پکڑی کہ اس نے سلیوکس کے خلاف بغاوت کر دی اور بلخ، سند اور مرو میں اس نے اپنی ایک خود مختار حکومت قائم کر لی تھی۔ اسی زمانے میں ارشک اور تیرداد دونوں بھائی ڈیوڈوٹس

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ڈیوڈوش ان کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا اور انہیں اپنے ہاں مہمان رکھ لیا۔ ڈیوڈوش کے پاس رہتے ہوئے اندر ہی اندر ان دونوں بھائیوں نے طاقت اور قوت حاصل کرنا شروع کر دی پھر ایک ایسا وقت آیا کہ دونوں بھائیوں نے مل کر ڈیوڈوش کو ہلاک کر دیا اور پھر "سغد اور مرو کی متحدہ سلطنت پر دونوں بھائی قابض ہو گئے۔

دونوں بھائیوں میں سے ارشک حکومت کرنے لگا۔ دونوں بھائیوں نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور سیوکس سے مزید علاقے چھین کر اپنی سلطنت میں انہوں نے اضافہ کرتے ہوئے خوب قوت پکڑ لی۔ اس کے علاوہ دونوں بھائیوں نے گرگان کے علاقے میں ایک نیا شہر بسایا جس کا نام انہوں نے ایران کے "سخری قرماں رود در" کے نام پر رکھا۔ یہ شہر پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے ارد گرد چٹے پتے تھے جس کی بنا پر اس شہر کے اطراف میں خوب کھیتی باڑی کی جاسکتی تھی۔ پہاڑوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ بھی رکھا جاسکتا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ سیوکس کی حکومت عراق اور دوسرے شمالی حصوں پر محدود ہو کر رہ گئی تھی جبکہ ایران کے اندر اشکانیوں نے اپنی حکومت قائم کر لی تھی اور ارشک ان کا پہلا بادشاہ قرار پایا تھا۔

اس خاندان نے ارشک اول سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار یوں کیا کہ ارشک اول کے بعد جتنے حکمران بھی اس خاندان میں ہوئے وہ اپنے نام کے ساتھ لفظ ارشک ضرور لگانے لگے تھے۔

249 قبل مسیح میں جب سسلی میں رومن اور کنٹانی ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار تھے ان دنوں مشرق میں اب یہ حالت تھی کہ ہندوستان پر چندر گپت موریہ حکمران ہو گیا تھا جبکہ ایرانی اور شمالی علاقوں میں دو متوازی حکومتیں قائم ہو گئیں تھیں۔ ایک حکومت سیوکس کی تھی۔ سیوکس نے دریائے دجلہ کے کنارے سلوکیا نام کا شہر آباد کیا جو بابل سے 40 میل کے فاصلے پر تھا اور اسی سلوکیا کو اس نے اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ دوسری متوازی حکومت ان علاقوں میں اشکانیوں کی تھی جنہوں نے اپنے لئے نیا مرکزی شہر دارا کے نام سے آباد کر لیا تھا۔ اپنی حکومت کو خوب مستحکم کرنے کے بعد ارشک اول 247 ق۔ م میں اپنے ہی نیزہ بردار کے ہاتھوں اچانک زخمی ہو جانے کی وجہ سے مر گیا اس کی موت کے بعد اس کا بھائی تیردار ارشک دوم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔ دوسری طرف سیوکس کو بھی ایک شخص کیرانس نے عین اس وقت حملہ آور ہو کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جب کہ وہ عبادت میں مصروف تھا۔ سیوکس کے بعد اس کا بیٹا اینٹی اؤس باپ کا چچا اینٹی ادیس فوت ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا سیوکس دوم کے نام سے

تحت نشین ہوا۔ اس سیوکس دوم نے خراسان کا رخ کیا جو چار سال سے خود مختار ہو چکا تھا۔ خراسان کا حکمران سیوکس کے مقابلے پر آیا لیکن سیوکس کے کثیر لشکر کے سامنے اس کا بس نہ چلا اور پسپا ہوا دشت کویر کی طرف نکل گیا لیکن جلد ہی وہ واپس لوٹا اور سیوکس کے علاقوں میں اس نے مار دھاڑ شروع کر دی تھی انہی مہموں کے دوران یہ سیوکس دوم شام کے رخ پر سفر کر رہا تھا کہ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گیا اس سیوکس دوم کے بعد اس کا بیٹا سیوکس سوم کے نام سے یونانیوں کا حکمران بنا یوں ان علاقوں میں یونانیوں اور اشکانیوں کی دو متوازی حکومتیں بڑی تیزی سے پروان چڑھنے لگی تھی۔

ارشک دوم کے دور حکومت میں جو سب سے اہم واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ مصر کے حکمران بطلمیوس کو جب یہ خبر ہوئی کہ ایران اور اس کے شمالی علاقوں میں سیوکس کے جانشین کمزور ہو گئے ہیں تو وہ اپنا ایک لشکر لے کر مصر سے نکلا اس کا ارادہ تھا کہ ان سارے یونانی مقبوضہ جات کو اپنے سلطنت میں شامل کر کے ایشیا میں یونانیوں کی ایک وسیع اور طاقتور سلطنت قائم کرے لگا بطلمیوس جب ان علاقوں میں داخل ہوا تو اس وقت یونانیوں کا حکمران سیوکس دوم تھا۔ بطلمیوس نے اسے شکست دی اور انطاکیہ پر قابض ہو گیا پھر آگے بڑھ کر فرات تک کا علاقہ سیلویوں سے لے لیا اب وہ فرات کو عبور کر کے مزید آگے بڑھا اور سیلوی کی مقبوضہ جات ایک ایک کر کے فتح کر لئے چنانچہ عراق، آشور، بابل، شوش، پارس اور میدیا بطلمیوس کے تسلط میں چلے گئے تھے اب بطلمیوس کا حوصلہ ایسا بڑھا کہ وہ مزید پیش قدمی کرتے ہوئے بلخ کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن اسی دوران اسے مصر سے ایسی خبریں ملیں کہ مصر داخلی شورشوں کا شکار ہو گیا ہے لہذا ان شورشوں کا خاتمہ کرنے کے لئے بطلمیوس اپنے لشکر کے ساتھ مصر واپس چھا گیا تھا۔

○

ارشک دوم مصر کے حکمران بطلمیوس کی یلغاروں کی وجہ سے سخت ہراساں تھا اس کی واپسی کی خبر سنی تو بڑا مطمئن ہوا اپنے لشکر کو اس نے ترتیب دیا اور گرگان کے علاقے کی طرف بڑھا بڑی قوت سے اس پر حملہ آور ہوا اور گرگان کے اکثر علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر کے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر لیا۔ ارشک دوم نے اپنی سلطنت کو خوب مضبوط اور مستحکم کیا اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا اردوان ارشک سوم یا اردوان اول کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا

○

میں لنگر انداز ہے اسے یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ کنعانیوں کے یہ جہاز غلے اناج اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے ہیں لہذا سمندر میں جو ٹی طوفان تھا کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آیا اور بڑی تیزی سے وہ ہرا کی طرف بڑھا تاکہ کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہو۔

اگر کنعانیوں کا جرنیل مملکورتہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہوتا تو رومن جرنیل کیٹلوس کو کبھی بھی کنعانیوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کی ہمت اور جرات نہ ہوتی لیکن مملکورتہ اس وقت سسلی کے کوہستان ایرکس پر اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھا اور کنعانی جرنیل ہانو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کوہستان ایرکس کا ہی رخ کر رہا تھا تاکہ وہ اناج غلہ اور ہتھیار جو وہ افریقہ سے لے کر آیا تھا مملکورتہ کے حوالے کرے۔

رومن جرنیل کیٹلوس عین اس وقت کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا جب کنعانی بحری بیڑے کو ان کا جرنیل ہانو جزیرہ ہرا سے کوچ کر کے سسلی کے ساحل کی طرف سے جا رہا تھا۔ گمرے سمندر میں اچانک رومن بحری بیڑہ کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا اس جنگ میں رومنوں کو یہ فوقیت تھی کہ ان کے جہاز خالی تھے لہذا وہ بڑی تیزی سے دائیں بائیں اور آگے پیچھے حرکت کر سکتے تھے جبکہ دوسری طرف کنعانیوں کے بحری جہاز اناج اور اسلحے سے بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے جنگ میں تیزی سے حرکت نہ کر سکتے تھے جس کی وجہ سے اس بحری جنگ میں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کو نقصان اٹھانا پڑا تاہم کنعانی جرنیل ہانو نے بڑی دانش مندی کا ثبوت دیا اور رومنوں کے ساتھ جنگ کرتے کرتے وہ برابر سسلی کے ساحل کی طرف بڑھتا رہا سسلی کے ساحل تک پہنچتے پہنچتے رومنوں نے کنعانیوں کے 50 جہازوں کو سمندر میں ڈبو دیا تھا اور 70 پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا باقی کو ہانو سسلی کے ساحل پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

کوہستان ایرکس میں جب مملکورتہ کو اپنے بحری بیڑہ کے نقصان کی اطلاع ملی تو وہ بڑا متفکر اور پریشان ہوا اس لئے کہ اپنی بحری قوت کے مفلوج ہو جانے کی وجہ سے وہ سمندر میں رومنوں کا تعاقب نہ کر سکتا تھا جبکہ رومن خشکی پر اتر کر مملکورتہ کا سامنا نہ کرنا چاہتے تھے وہ جانتے تھے کہ اگر خشکی پر اتر کر انہوں نے مملکورتہ کا سامنا کیا تو مملکورتہ انہیں چیر چھاڑ کر رکھ دے گا اسی بنا پر رومنوں اور کنعانیوں میں گفت و شنید کا سلسلہ چلا اور کئی دن کے صلاح و مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ کنعانی اور رومن دونوں ہی سسلی کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اور اپنے اپنے لشکر کو لیکر اپنے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہو جائیں یہ

ایشیا کے بعد روم اٹلی اور سسلی میں ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ اس طرح کہ ملی بیوم کنعانیوں کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد رومنوں نے اپنی اس شکست کا بدلہ اور انتقام کا تہیہ کر لیا تھا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اپنی تمام بندرگاہ پر جنگی جہاز تیار کرنا شروع کر دیئے تھے چند ہی ماہ میں رومنوں نے دو سو بحری جنگی جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ تیار کر لیا پھر وہ کسی ایسے موقع کا انتظار کرنے لگے جو سسلی پر حملہ آور ہونے کے لئے مناسب اور سودمند ہو۔

اسی دوران رومنوں کو یہ خبریں ملیں کہ سسلی میں جس قدر کنعانیوں کا بحری بیڑہ تھا وہ سارا سسلی کی طرف آ رہا ہے تاکہ سسلی میں جو کنعانی آباد ہیں یا ان کا جو وہاں لشکر ہے ان کے لئے وہاں سے دامنوں غمہ مہیا کیا جاسکے۔ رومنوں نے اس موقع کو کنعانیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بہترین سمجھا۔ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ جو بحری بیڑہ افریقہ سے سسلی کی طرف آ رہا ہے اس پر حملہ آور ہو کر اسے برباد کر دیا جائے تو طاقت اور قوت میں ایک طرح سے کنعانیوں کی کمر لوث کر رہ جائے گی اور وہ زیادہ عرصہ تک سسلی میں رومنوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے رومنوں نے اپنے ایک جرنیل کیٹلوس کو اپنے ایک بحری بیڑہ کا سپہ سالار مقرر کیا اور کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا رومن سپہ سالار کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بڑی تیزی سے اٹلی سے روانہ ہوا اپنے آگے اس نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں روانہ کر دی تھیں تاکہ وہ افریقی ساحل سے سسلی کی طرف آنے والے کنعانیوں کے بحری بیڑے کی نقل و حرکت سے اسے آگاہ کر سکیں ایسا کرنے کے بعد کیٹلوس بڑی تیزی سے سسلی کی طرف بڑھا اور سسلی کے ایک جنوب مغربی جزیرے ڈریپنوم پر قبضہ کرنے کے بعد وہ کنعانیوں کے بحری بیڑے کا بڑی شدت سے انتظار کرنے لگا تھا۔

اسی دوران سمندر میں تیز اور تند طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ افریقہ سے جو کنعانیوں کا بحری بیڑہ سسلی کی طرف آ رہا تھا اس کا سپہ سالار ہانو تھا جس وقت سمندر میں طوفان اٹھے تو اس ہانو نے اپنے بحری بیڑے کو سسلی کے جنوب میں پرانام کے جزیرے میں لنگر انداز ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ چونکہ کنعانیوں کے جہاز اناج اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے تھے اور ہانو انہیں طوفان کی نذر کر کے اپنی قوم کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ اپنے جہازوں کی حفاظت کے لئے اس نے ہرا کے جزیرے میں لنگر انداز ہونا پسند کیا تھا دوسری طرف رومنوں کے سپہ سالار کیٹلوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ افریقہ کی طرف سے آنے والے کنعانیوں کے بحری بیڑے کا سپہ سالار ہانو ہے اور اس وقت یہ بحری بیڑہ ہرا کے جزیرے

شرائط طے ہونے کے بعد منکبہ اور ہاتھ اپنے بحری بیڑے کو لے کر قرطاجہ کی طرف چلے گئے تھے جبکہ رومن جرنیل کیٹوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا تاہم سسلی میں کنعانیوں کو پہلے کی طرح تجارتی مراعات حاصل تھیں۔

○

امن کے اس دور میں رومنوں اور کنعانیوں دونوں پر ایک طرح کی مصیبتیں اور انتشاریں آ پڑی تھیں۔ رومن ان مصیبتوں سے کچھ اس طرح دوچار ہوئے کہ امن کے اس دور میں اٹلی کے شمال میں کوستانا-پلس اور اپنیٹانس کے درمیان وحشی اور خونخوار گال آباد تھے۔ انہوں نے رومنوں کے خلاف سرکش کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغاوتیں کر دیں تھیں۔ رومن کافی عرصہ ان وحشی گالوں کے ساتھ الجھے رہے اس میں رومنوں کا کافی نقصان بھی ہوا تاہم کافی جدوجہد کے بعد وہ گال قبائل کو دبانے اور ان کی بغاوتوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسری طرف کنعانیوں پر مصیبتوں کے پہاڑ کچھ اس طرح ٹوٹے کہ جب کنعانی اور رومن دونوں کے لشکروں نے سسلی کو خالی کر دیا تو سسلی میں بے شمار کنعانی ایسے تھے جو پہلے سے وہاں آباد تھے اور تجارتی بین دین کرتے تھے امن کے اس دور میں کنعانی اور رومن دونوں کی رضا مندی سے سسلی کے مغربی حصے کا گورنر ایک شخص گاسکو کو مقرر کیا گیا تھا۔ نسلی لحاظ سے یہ شخص یونانی تھا۔ اس گاسکو نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے بعد رومنوں کے کہنے پر ان کنعانیوں اور افریقہ سے تعلق رکھنے والے دوسرے قبائل کے لوگوں کو سسلی سے نکالنا شروع کر دیا تھا۔ یہ گاسکو اس طرح کرنے لگا کہ ہر روز کئی کئی جہاز یہ نکالے جانے والے لوگوں کے ہٹ کے ہٹ افریقی ساحل پر بھیجنے لگا اس طرح سسلی سے ہونے والے لوگ کنعانیوں کی حکومت سے مطالبہ کرنے لگے تھے یہ اکٹھے کے کھانے پینے کا معقول بندوبست کیا جائے لیکن کنعانی گزشتہ دنوں میں رومنوں کے ساتھ طویل جنگ میں الجھے رہنے کی وجہ سے معاشی طور پر کمزور ہو چکے تھے لہذا وہ بروقت سسلی سے آنے والے ان لوگوں کی مدد نہ کر سکے۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سسلی نے آنے والے ان لوگوں کے اندر کنعانیوں اور سسلی کے گورنر گاسکو کے درمیان انتہائی جذبے ابھرنے لگے ان انتقامی جذباتوں سے دو آدمیوں نے خوب کام لیا ان دو میں سے ایک کا نام سینٹیوس تھا دوسرے کا نام ماتھو تھا۔ سینٹیوس کا

تعلق کنعانی قوم سے تھا جبکہ ماتھو کا تعلق قدیم افریقی قبائل سے تھا یہ دونوں انتہائی جنگجو دلیر اور بہادر تھے لہذا جو لوگ سسلی سے نکالے جانے کی وجہ سے افریقی ساحل پر جمع ہو گئے تھے ان سب کو ان دونوں نے اپنے ساتھ ملا کر ایک قوت بنانا شروع کر دیا تھا۔ ان باغی لوگوں کو ساتھ لے کر ان دونوں نے افریقی ساحل پر شب خون مارنے شروع کر دیے تھے یہ ہر روز کئی کئی شہروں پر اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے اس طرح انہوں نے افریقی ساحل پر اپنے لئے خوراک کے انبار جمع کر لئے تھے۔ ان شب خونوں اور حملوں میں ان کے ہاتھ بے شمار مال و دولت بھی لگا جس کے بل بوتے پر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جو لوگ بھی سسلی سے نکل کر افریقہ آئے ہیں انہیں ایک بہترین لشکر کی صورت میں ترتیب دے کر کنعانی حکومت کے خلاف حرکت میں آیا جائے اور حکومت کو تبدیل کر کے خود کنعانیوں کی سلطنت پر قبضہ کر لیا جائے ساتھ ہی مغربی سسلی کے حکمران گاسکو کو بھی سزا دی جائے جس نے انہیں سسلی سے نکلنے پر مجبور کیا اپنے ان ارادوں کی تکمیل کے لئے سینٹیوس اور ماتھو دونوں نے ان لوگوں کو جنگ کی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔ جو سسلی سے نکل کر افریقہ میں داخل ہوئے تھے۔

ان باغیوں کی تعداد آہستہ آہستہ کچھ اس طرح بڑھی تھی کہ ان کی تعداد کنعانیوں کے لشکر سے بھی کہیں زیادہ ہو گئی تھی انہوں نے مزید کام یہ کیا کہ انہوں نے اپنے لئے ایک بحری بیڑہ بھی تعمیر کرنا شروع کر دیا تھا جب ان کا بحری بیڑہ تیار ہوا تو سب سے پہلے یہ سسلی کے خلاف حرکت میں آئے اپنے بحری بیڑے کو لے کر یہ سسلی کی طرف روانہ ہوئے سسلی کے ساحل پر انہوں نے حملہ کیا گاسکو جو مغربی سسلی کا گورنر تھا ان کے خلاف جنگ کے لئے نکلا لیکن گاسکو کو ان باغیوں نے شکست فاش دی گاسکو کو اس جنگ میں زندہ گرفتار کیا گیا اور مغربی سسلی پر ان باغیوں کا قبضہ ہو گیا بعد میں ان باغیوں نے گاسکو کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سسلی میں گاسکو سے انتقام لینے کے بعد یہ باغی پھر افریقی ساحل کی طرف گئے اپنے لشکر کو بہترین انداز میں انہوں نے منظم کیا اور کنعانیوں کی سلطنت کے خلاف حرکت میں آئے سب سے پہلے ان باغیوں نے اپنے جرنیل سینٹیوس اور ماتھو کی سرکردگی میں کنعانیوں کے مغرب میں سب سے بڑے شہر ہیپو پر حملہ کیا۔ ہیپو میں جو مختصر سا کنعانیوں کا محافظ لشکر تھا وہ باغیوں کی تاب نہ لا سکا اور اسے شکست ہوئی اور باغیوں نے ماتھو اور سینٹیوس کی سرکردگی میں ہیپو شہر پر بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا۔

اس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ان باغیوں کے حوصلے اور دلولے کچھ اس طرح بڑھے کہ ایک شہر کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا اس طرح یکے بعد دیگرے دوسرے شہر

فتح کرتے ہوئے کنعانیوں کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف بڑھتے گئے یہاں تک کہ کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ سے چند ہی میل کے فاصلے پر ان باغیوں نے کنعانیوں کے دوسرے بڑے شہر بویکا پر قبضہ کر لیا تھا۔

بہر شہر سے لے کر بویکا تک جتنا بھی علاقہ تھا اس پر باغیوں کے قبضہ کرنے کی وجہ ہو گئی تھیں ان دنوں اسپین اور سسلی کے درمیان پڑنے والے جزائر سارڈینیا اور کورسیکا پر بھی کنعانیوں کا قبضہ تھا۔ ان بخدوئوں کی وجہ سے سارڈینیا اور کورسیکا میں بھی کنعانیوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہو گئیں۔ کنعانیوں کے مفادات کو وہاں سخت نقصان پہنچایا گیا۔ رومنوں نے جب دیکھا کہ کنعانیوں کے خلاف جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں تو وہ بھی کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آئے اس وقت تک رومن وحشی گالوں کی طرف سے اٹھنے والی بغاوت کو مکمل طور پر دبا چکے تھے لہذا فی الفور انہوں نے اپنی توجہ سارڈینیا اور کورسیکا پر مبذول کی وہاں کی بغاوتوں کا انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور سارڈینیا اور کورسیکا دونوں جزائر پر رومنوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

باغی سردار سیسٹریوس اور ماتھو شہر فتح کرتے ہوئے جب بویکا پر بھی قابض ہو گئے تو کنعانی حکمران چونک سے پڑے انہوں نے اپنے جرنیل ہانو کی سرکردگی میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا بویکا شہر سے باہر ہانو اور باغیوں کے درمیان ایک خوفناک جنگ ہوئی جس میں ہانو نے باغیوں کو شکست دی بظاہر باغی شکست کھانے کے بعد ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے اس فتح کے بعد ہانو آنے والے حالات سے سب خبر اپنی فتح کا جشن منانے اپنی فتح کا جشن منا رہا ہے تو وہ پھر ایک جگہ جمع ہوئے سارڈینیا اور سیسٹریوس سارے منتشر باغیوں کو اکٹھا کر کے اس وقت ہانو پر حمہ آور ہوئے جب وہ مدہوشی کے عالم میں جشن کی خوشیاں منا رہے تھے۔ باغی سردار ماتھو اور سیسٹریوس اس زور اور خونخواری سے حمہ آور ہوئے کہ انہوں نے ہانو کے لشکر کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا اس طرح ہانو کی فتح کو ان باغی سرداروں نے اس کی بدترین شکست میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔

ہانو کو شکست دینے کے بعد باغی سرداروں نے بویکا پر قبضہ کر لیا اپنی پوزیشن وہاں مستحکم کرنے کے بعد انہوں نے وہاں سے بھی کوچ کیا اور قرطاجنہ شہر کی طرف بڑھے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کنعانیوں کے حکمران انتہائی فکر مند ہوئے اب باغیوں سے بچنے کے لئے صرف ایک ہی جرنیل تھا جو ان کی امیدوں کا سہارا اور ان کی شکست کو فتح میں تبدیل

کرنے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا یہ ہمکوبرقہ تھا جس نے گزشتہ کئی جنگوں میں رومنوں کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ پس باغیوں کا سامنا کرنے کے لئے کنعانیوں نے بڑی تیزی سے ایک لشکر ترتیب دیا اس لشکر کی کمانداری ہمکوبرقہ کو سونپ دی۔ ہمکوبرقہ بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس وقت تک باغی سردار اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ شہر کے مغرب میں بنے والے دریا ماکار کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہمکوبرقہ بھی بڑا دانش مند آدمی تھا وہ سمجھ گیا کہ اگر باغی دریا کے کنارے تک پہنچ گئے ہیں تو پھر کوئی بھی طاقت اور قوت انہیں قرطاجنہ شہر میں داخل ہونے سے روک نہیں سکتی تھی لہذا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا دریائے ماکار کے پل کو عبور کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو گھات میں بٹھا دیا اور دوسرے لشکر کے ساتھ وہ باغیوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا۔

دریائے ماکار سے چند میل کے فاصلے پر باغی سرداروں اور ہمکوبرقہ کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی عین اس وقت جب جنگ اپنے عروج پر اور اپنی خونخواری پر تھی برقہ کا وہ لشکر جو اس نے گھات میں بٹھا رکھا تھا حرکت میں آیا اس نے لشکر کی کمانداری برقہ کا داماد حسدرویل کر رہا تھا۔ یہ حسدرویل بڑی جرات مندی اور کمال دانش مندی کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنی گھات نکل کر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ باغی لشکر کے پہلو میں آیا پھر ایسے زور دار ایسے پرجوش عزم کے ساتھ یہ حملہ آور ہوا کہ اس نے باغیوں کے ایک پہلو کو کاٹے ہوئے ان کی صفوں کے اندر انتشار اور افرا تفری پیدا کر دی تھی۔ دوسری طرف جب ہمکوبرقہ کو پتا چلا کہ اس کا داماد گھات سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہو رہا ہے تو اس نے بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی اس طرح دریائے ماکار کے قریب ہمکوبرقہ اور اس کے داماد حسدرویل نے مل کر باغیوں کو بدترین شکست دی شکست کھانے کے بعد باغی لشکر بویکا شہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔

اس جنگ میں یونان اور بیوسا بھی ہمکوبرقہ کے لشکر میں شامل تھے شکست کھانے کے بعد باغی جب اجتماعی طور پر بویکا شہر کی طرف بھاگ گئے تو دریائے ماکار کے کنارے ہمکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا وہ چاہتا تھا کہ اپنے لشکر کو سستے کا موقع فراہم کرے اور اس کے بعد نئے محاذ کی ابتداء کرے اس دوران ہمکوبرقہ کی خوش قسمتی کہ جنوبی علاقوں کے رہنے والے وحشی اور خونخوار بربر قبائل کا ایک سردار بھی اپنے لشکر کے ساتھ ہمکوبرقہ کی مدد کے لئے آ پہنچا جس کے شامل ہونے سے باغیوں کے مقابلے میں اب ہمکوبرقہ کی طاقت خوب مضبوط ہو گئی تھی۔

دریائے ماکار کے کنارے پر چند روز پڑاؤ کرنے کے بعد ایک زور ہمکوبرقہ یونان اور

سیاتھ جو اس کے پاس سامان رسد اور خوراک کے ذخیرے تھے اس نے انہیں پیچھے ہی ڈھیر کر دیا اس کے بعد اسے دشمن کو حملہ آور ہونے میں پہل نہیں کرنے دی بلکہ وہ خود امواج تند خوشعلہ ریز آگ، چیتے چنگھاڑتے بحر پر شور اور پریشان لہجوں کے فردغ کی طرح باغیوں کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

باغیوں کا خیال تھا کہ وہ بوتیکا شہر سے باہر محکو کے لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے لیکن محکو برقہ نے اپنے پہلے حملے میں ہی ان کی حالت شکستہ پائیدان اور پرانی کڑی جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ بوتیکا کے باہر محکو برقہ اپنی پوری کاوش و اخلاص کے ساتھ سنگین موت، سنان مسافت اور متعن جوہر انسان بن کر باغیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ ان کی باطن کی خباثت کو تعجب و حماقت میں بدلتے ہوئے محکو برقہ نے باغیوں کو کاٹنا شروع کر دیا تھا۔

باغیوں کے سردار سینڈیوس اور ماتھو نے اپنی سی پوری کوشش کی کہ محکو برقہ کے سامنے اپنے لشکر کے حوصے بند رکھیں کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ دریائے ماکار کے بعد اگر بوتیکا شہر کے باہر بھی ان کو شکست ہوئی تو پھر کہیں بھی محکو برقہ ان کے قدم نہیں بٹھنے دے گا۔ لہذا وہ زور زور سے چیتے چلاتے ہوئے اپنے لشکریوں کو پورے جوش اور عزم کے ساتھ کھانوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دیتے رہے تھے۔

لیکن ان باغی سرداروں کی بد قسمتی کہ ان کی کوئی بھی ترغیب اور حربہ اور حوصلہ کامیاب نہیں ہو سکا اس لئے کہ محکو برقہ کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی وہ تو ان لشکریوں کے اوپر آہن شکن اور تقدیر کے ترکش کا کڑا تیر بن کر شام کے غمگین سایوں اور رات کے سرد ویران اندھیروں کی طرح بڑی تیزی سے ان کے اوپر پھالے لگا تھا۔ دونوں باغی سردار یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ وہ بوتیکا شہر کے باہر محکو برقہ کو شکست دے کر دریائے ماکار کے کنارے اپنی شکست کا بدلہ لے لیں گے لیکن یہاں معاملات ان کی امیدوں اور خواہشات کے الٹ پڑ رہے تھے محکو برقہ فطرت کی پراسرار قوت اور بیکراں آرزوں کے سرسام کی طرح باغیوں کا قتل عام کر چکا تھا اور اس نے باغیوں کی حیوانی طلب اور زہنی رفعت کو موت کی خاموشی میں ڈبو کر رکھ دیا تھا۔

محکو برقہ کی طرف سے جنگ میں لمحہ بہ لمحہ بڑھتے ہوئے دباؤ کو باغی سردار زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے پھر ایک ایسا لمحہ بھی آیا کہ محکو نے باغیوں کی اگلی صفوں کا قتل عام کرتے ہوئے ان کا مکمل صفایا کر دیا تھا۔ اگلی صفوں کے خاتمے کے بعد بچے صفوں کے باغیوں پر ایسا خوف اور لرزہ طاری ہوا کہ وہ محکو برقہ کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنی جانیں بچانے کے لئے پیچھے ہٹنے لگے تھے یہی وہ برے آثار تھے کہ جن سے دونوں سردار بچنا

یو سا کے خیمے میں داخل ہوا وہ دونوں میاں بیوی اپنے خیمے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے محکو برقہ آگے بڑھ کر یوناف کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس سے کہنے لگا۔

یوناف میرے بھائی میرے دوست تم نے بیش جنگوں میں مفید مشوروں سے نوازا ہے اب جب کہ ہم دریا کے کنارے باغیوں کو شکست دیتے ہیں کامیاب ہو گئے ہیں تو کو اب ہمیں کیا قدم اٹھانا چاہیے جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب جو تمہیں کرنا ہے وہ بالکل ظاہر ہے یہاں زیادہ دیر پڑاؤ کر کے اپنا وقت برباد نہ کرو برر وحشی قبائلی سردار کے ملنے سے تمہاری قوت میں اضافہ بھی ہو چکا ہے لہذا تم وقت ضائع کئے بغیر فی الفور شہر بوتیکا کی طرف بڑھو تاکہ یہاں سے بھاگنے والے باغیوں کو زیادہ سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے اگر تم نے بوتیکا باغیوں سے واپس لے لیا اور انہیں شکست دے دی تو پھر کہیں بھی تمہارے مقابلے میں ان کے پاؤں نہ جم پائیں گے اور جگہ جگہ ان کی ہوا اکھڑتی جائے گی اور مجھے خطرہ ہے کہ اگر ان باغیوں کو زیادہ سہلت دی گئی تو ہو سکتا ہے کہ رومن بھی ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر کھانوں کے جزائر سازگھیا اور کاریکا پر قبضہ کر چکے ہیں لہذا میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ فی الفور باغیوں کے خلاف حرکت میں آؤ اور وقت ضائع کئے بغیر ان کا قلع قمع کر کے رکھ دو۔

محکو برقہ نے یوناف کے اس مشورے کو بے حد پسند کیا اسی روز اس نے دریائے ماکار سے اپنا پڑاؤ ختم کیا اور بڑی تیزی سے اس نے بوتیکا شہر کی طرف پیش قدمی کی تھی بوتیکا شہر کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے لہذا اپنے دونوں سرداروں سینڈیوس اور ماتھو کی آراء ہوئے تھے۔

دریائے ماکار کے کنارے سے محکو کی بوتیکا کی طرف پیش قدمی کے دوران کھانوں کا دوسرا جرنیل ہانو بھی اپنے شکست خوردہ اور بچے کھجے لشکر کے ساتھ محکو برقہ سے آگے تھا۔ اس طرح ہانو کے آجانے سے محکو برقہ کی قوت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔ محکو برقہ جب اپنے لشکر کے ساتھ بوتیکا کے قریب آیا تو اس نے دیکھا اس کی آمد سے پہلے ہی دشمن اس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے صف آراء ہو چکا تھا۔ محکو برقہ ایسا جرات مند اور دلیر سپہ سالار تھا کہ اس نے دشمن کی اس صف بندی کو کوئی اہمیت نہ دی اپنے لشکر

چاہتے تھے لیکن اب بات ان کے ہاتھ سے نکل چکی تھی اس لئے کہ منکوبرقہ کے سامنے ان کے لشکر میں افراتفری اور بد نظمی پھیل چکی تھی چند لکھوں بعد ایسا موقع بھی آیا کہ باغیوں کا لشکر مکمل طور پر شکست کا سامنا کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا اس جنگ میں باغیوں کے جرنیل سینٹیوس اور ماتھو کو منکوبرقہ نے زندہ گرفتار کر لیا۔ ان کی گرفتاری سے باغیوں کے رہے سے حوصلے بھی جاتے رہے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ منکوبرقہ نے پوری طاقت سے ان کا تعاقب کیا اور دور تک ان کا قتل عام کرتے ہوئے میدان جنگ اور اس کے نواح میں ان کی لاشیں پائی، لاشیں بکھیر کر رکھ دی تھیں۔

یونیکا سے باہر کھسے میدانوں میں باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد منکوبرقہ نے دم نہیں لیا بلکہ وہ تادمی اور طوفان کی طرح سپہ شہر کی طرف بڑھا جسے باغیوں نے اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔ سپہ پر بھی منکوبرقہ دھول نچاتے بگولوں، موت کے پیغامبر کی طرح حملہ آور ہوا دشمن پر وہ لکھوں کے اندر شب بھڑوں کے زہر طاقت و جہوت کی آندھی اور دلدل کی حصار کی طرح چھا گیا تھا اور ان کی تقدیر کی لوحوں میں اس نے کارب اور شکست بھر کر رکھ دی تھی۔ سپہ شہر کے باہر منکوبرقہ کے ہاتھوں باغیوں کو بھرپور شکست ہوئی۔ جواب میں باغی سپہ شہر میں محصور ہو کر جنگ کرنے لگے تھے لیکن منکوبرقہ اور اس کے لشکریوں کے حوصلے کچھ ایسے بڑھے ہوئے تھے کہ وہ کالے کوسوں کی پرہوں رات، شام کے بے انت اندھروں اور تاریکیوں کے تیز جھکڑوں کی طرح سپہ شہر کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ شہر کی فصیل پر بڑی مدد سے منکوبرقہ نے باغیوں کا قلع قمع کر دیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ فصیل سے اتر کر شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ شہر میں اس کے داخلے کے بعد عجیب سا منظر پیش آیا تھا۔ اس نے باغیوں کے ہر مسلح جوانوں کے سینوں سے زندگی کی آخری رنق چھیننے والے انہیں بدترین اور موت کے کڑے سز میں ڈال دیا تھا۔ شہر کے اندر منکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ خزانہ کی رتوں اور اندھے ریگستان کے طوفانی سایوں کا کھیس شروع کر دیا تھا۔

سپہ شہر میں جس قدر باغی ٹھہرے ہوئے تھے منکوبرقہ نے پوری طرح ان کا صفایا کر دیا تھا منکوبرقہ کی اس کامیابی پر سپہ شہر کے کنعانیوں نے شاندار طریقے سے نہ صرف یہ کہ منکوبرقہ کا استقبال کیا بلکہ کئی روز تک وہ اس کے لئے ضیافتوں کا اہتمام کرتے ہوئے فتح کا جشن مناتے رہے۔ سپہ کو فتح کرنے کے بعد منکوبرقہ اپنے لشکر کے ساتھ پھر حرکت میں آیا۔ اب باغیوں کے پاس صرف یونیش کا قصبہ رہ گیا تھا جو کہ بندرگاہ تھا اور جس پر باغیوں کا مستحکم قصبہ تھا لیکن اب کسی بھی جگہ منکوبرقہ باغیوں کو معاف کرنے پر تیار نہ تھا ایک روز رات

کی تاریکی میں وہ یونیش پر حملہ آور ہوا اور یونیش میں جس قدر باغیوں کا لشکر تھا اس میں پوری طرح ان کا قتل عام کر دیا اور یونیش کی بندرگاہ پر باغیوں کے جس قدر بحری جہاز کھڑے تھے ان پر منکوبرقہ نے قبضہ کر لیا تھا۔

منکوبرقہ کی ان شاندار فتوحات نے جس کنعانیوں کی سلطنت میں باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا وہاں منکوبرقہ کی ان کامیابیوں نے اس کے لئے کنعانیوں کے دل بھی جیت لئے اب کنعانی عوام بڑی قوت اور بڑے پر جوش انداز میں یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ منکوبرقہ کو کنعانیوں کا بادشاہ بنا دیا جائے لیکن منکوبرقہ حکمران بن کر اپنی قوت اور اپنی صلاحیتوں کو زنگ آلود نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے چاہنے والوں سے یہ استدعا کی کہ حکمران بننے کے بجائے وہ کنعانی لوگوں کا سپہ سادر رہتا ہی پسند کرے گا اس لئے کہ سپہ سالار کی حیثیت سے وہ اپنے ملک کی زیادہ بہتر طور پر خدمت کر سکتا ہے کنعانیوں نے منکوبرقہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہذا منکوبرقہ کو کنعانی لشکر کا مستقل طور پر سالار اعظم مقرر کر دیا تھا۔

منکوبرقہ جو اپنی دلیری، شجاعت، دانش مندی اور فہم و فراست میں جواب نہیں رکھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کر دے وہ رومنوں کو اپنا بدترین دشمن سمجھتا تھا اور دل کی گہرائیوں سے اس سے نفرت اور کینہ رکھتا تھا۔ وہ دلی طور پر یہ چاہتا تھا کہ افریقہ میں باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد سسلی کا رخ کرے سسلی پر کنعانیوں کا قبضہ کرنے کے بعد وہ مغرب کی طرف بڑھے اور سسلی اور اسپین کے درمیان سارڈینیا اور کارسیکا پر حملہ آور ہو کر وہاں سے رومنوں کو نکلے اور پھر کنعانیوں کا قبضہ مستحکم کر دے یہ وہ سوچیں تھیں جنہیں برقہ مکمل کرنا چاہتا تھا لیکن ان کی تکمیل کے راستے میں بڑی دشواریاں اور رکاوٹیں تھیں۔ وہ اس طرح کہ سسلی، سارڈینیا اور کارسیکا پر قبضہ مستحکم کرنے کے لئے اسے ایک عظیم الشان بحری بیڑے کی ضرورت تھی جو اس وقت منکوبرقہ کو میسر نہ تھا۔

○

یونیش کی بندرگاہ پر باغیوں کو آخری اور فیصلہ کن شکست دینے کے بعد ایک روز منکوبرقہ سمندر کے کنارے اس جگہ آیا جہاں یوناف اور اس کی بیوی سمندر کے کنارے خشک ریت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ منکوبرقہ یوناف کے قریب ریت پر بیٹھ گیا اور اس نے سوالیہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا اے میرے دوست میرے عزیز ماضی کے مظانف گزشتہ جنگوں میں تم نے میری کارگزاری کو کیسا پایا؟ منکوبرقہ کے اس سوال پر

یونان کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر وہ کہنے لگا بلاشبہ تم باغیوں کے خلاف اس طرح حرکت میں آئے ہو جس طرح میں دیکھتا تھا۔ یقیناً "افریقہ کے باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد تم نے کنعانی قوم کے لئے ایک بہت بڑی اور قابل تعریف خدمت انجام دی ہے۔ یہاں تک کہتم کے بعد یونان جب خاموش ہوا تو محکوبرقہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کچھ کہتا ہی چاہتا تھا کہ ایک اور سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا نمودار ہوا اور اسے دیکھتے ہی محکوبرقہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا۔

وہ سوار محکوبرقہ کے قریب آ کر گھوڑے سے چھٹنگ لگا کر اترا۔ اس کے پیچھے گھوڑے پر ایک نو دس سال کا لڑکا بھی بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھتے ہی محکوبرقہ اپنی جگہ سے تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا اور لڑکے کو اپنی چھاتی سے پٹا کر اسے پیار کرنے لگا پھر وہ محکوبرقہ نے یونان اور یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے اور اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس سے ملو یہ میرا بیٹا ہانی بال ہے۔ محکوبرقہ کے الفاظ سن کر یونان اور یوسا اپنی جگہ سے اٹھے یونان نے "گے بڑھ کر ہانی بال کو اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا یوسا نے آگے بڑھ کر ہانی بال کی پیشانی چوم لی پھر محکوبرقہ نے یونان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہانی بال سے کہا کہ اے میرے فرزند یہ دونوں میوں بیوی ہیں جن کے نام یونان اور یوسا ہیں ان کے پاس کچھ فوق الفطرت قوتیں ہیں جن کی وجہ سے جنگ میں بہترین اور سودمند مشورے یہ مجھے دیتے رہتے ہیں اے میرے بیٹے تم کو تم نے قرطاجنہ سے یہاں آنے کی رحمت کیے کی جواب میں محکوبرقہ کا بیٹا ہانی بال کچھ کہنے کے بجائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا اپنے بیٹے کے یوں رونے پر محکوبرقہ کچھ پریشان ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو تسلی دے کر چپ کرانے کے ساتھ وہ سوار جو اس کے بیٹے کو لے کر آیا تھا وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور پھر چھپا تم جانتے ہو کہ میرا بیٹا کیوں رو رہا ہے؟ اس پر وہ سوار بولا اور کہا آپ کا بیٹا اس لئے رو رہا ہے کہ آپ کی بیوی چند یوم بیمار رہ کر مر گئی ہے لہذا اس کی موت کے بعد میں آپ کے بیٹے کو آپ کے پاس پہنچانے کے لئے آیا ہوں یہ خبر سن کر محکوبرقہ غمزدہ ہو گیا تھا اس کے آنسو بہہ نکلے تھے۔ پھر وہ اپنے بیٹے ہانی بال کی طرف بڑھا اور اس کو لپٹا لیا۔ تھوڑی دیر تک دونوں باپ بیٹا رو رو کر آنسو بہاتے رہے پھر یونان آگے بڑھا اس نے دونوں باپ بیٹے کو الگ کیا اور ان کو تسلی دے کر چپ کرایا۔ تھوڑی دیر تک محکوبرقہ سنبھل گیا اور اس نے آنے والے سوار سے کہا اب تم جاؤ اب میرا بیٹا جنگ میں میرے ساتھ رہے گا لہذا وہ سوار اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ یونان "یوسا" محکوبرقہ اور اس کا بیٹا سمندر کے کنارے پھر ریت پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک چاروں

خاموش بیٹھے رہے پھر اس کے بعد محکوبرقہ پھر بولا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یونان میرے دوست میرے بھائی اپنے بیٹے کی آمد سے پہلے میں تم سے یہ مشورہ کرنے آیا تھا کہ اب مجھے کیا قدم اٹھانا چاہیے۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور خواہش یہ ہے کہ کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کروں اور یہ اس وقت ہی حاصل ہو سکتی ہے جب کنعانیوں کے لئے سسلی کے علاوہ سارڈنیا اور جزیرہ کارسیکا پر بھی قبضہ کر لوں لیکن ایسا کرنے کے لئے تم جانتے ہو کہ مجھے ایک عظیم الشان بحری بیڑے کی ضرورت ہے۔ جب میں سسلی، سارڈنیا اور کارسیکا کی طرف بڑھوں گا تو رومن ضرور میرے خلاف حرکت میں آئیں گے اور سمندر میں مجھے روکنے کی کوشش کریں گے تم جانتے ہو کہ رومنوں کی بحری قوت اس وقت عروج پر ہے۔ لہذا سسلی، سارڈنیا اور کارسیکا پر قبضہ کرنے کے لئے مجھے رومنوں کو سمندر میں نیچا رکھنا ہو گا اور ان کے بحری بیڑے کو مکمل طور پر شکست دے کر مفلوج کرنا ہو گا اسی صورت میں ان جزائر پر قبضہ کر کے میں کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کر سکتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ میرے پاس ایسا بحری بیڑا نہیں جسے میں رومنوں کے خلاف استعمال کر سکوں میرے قبضے میں چند بحری جہاز ضرور آئے ہیں جو باغیوں کے تھے جن پر میں نے ٹیونس کی بندرگاہ پر قبضہ کیا ہے اور یہ اس قابل نہیں ہیں کہ میں ان کو بحری بیڑے کی شکل دے کر رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کر سکوں۔ لہذا میرے بھائی کوئی طریقہ قاعدہ کلیہ سوچو کہ بحری جنگ سے بچتے ہوئے رومنوں کے خلاف فتوحات حاصل کروں اور اپنی قوم کی عزت اور رفعت کر بڑھا لوں۔

یہاں تک کہتم کے بعد محکوبرقہ جب خاموش ہوا تو یونان کچھ دیر گردن جھکا کر خاموش رہا پھر وہ کہنے لگا سنو محکوبرقہ میرے دوست میرے عزیز میرے بھائی میرے ذہن میں ایک ایسی ترکیب ہے کہ جس پر عمل کر کے تم یقیناً رومنوں کو بدترین شکست دیکر انکے نقصان اور انکی بربادی کا سبب بن سکتے ہو۔ سنو برقہ تمہیں کھلے سمندر میں رومنوں سے ٹکرا کر سسلی اور سارڈنیا اور کارسیکا پر حملہ آور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بحری جہاز تمہارے ہاتھ لگے ہیں ان کو استعمال کرو۔ ان بحری جہازوں کے ذریعے حرکت میں آکر اپنے لشکر کو سمندر عبور کر کے ہسپانیہ کی حدود میں لے جاؤ تم جانتے ہو ہسپانیہ میں تجارت کے سلسلے میں بہت سے کنعانی آباد ہیں جب تم ہسپانیہ پر حملہ آور ہو گے تو وہ کنعانی تمہارا ساتھ دیں گے انکے ذریعے تمہیں اپنے لشکر کیلئے رسد اور کمک کا سامان فراہم ہو سکتا ہے۔ لہذا تم جب جلد اپنی طاقت اور قوت بڑھاتے ہوئے ہسپانیہ پر قابض ہو جاؤ ہسپانیہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی قوت کو خوب مستحکم اور مضبوط کرو اپنے لشکر کی تعداد میں اضافہ کرو۔ جب یہ

معاملہ پیش آیا سطورن تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اور عارب کے پیچھے جو اسکی نیلی دھند کی قوتیں پھیلی اور بکھری ہوئی تھیں انکی طرف غور سے دیکھتا رہا پھر وہ بول اور کہنے لگا میرے عزیز و میرے ساتھیو میں نے اس دارا شہر کے نواح میں ایک عجیب و غریب لڑکی دیکھی ہے جو اپنے حسن میں طائر فردوس اور شوخ و طرار لڑکی ہے اسکی خوبصورتی حیات بخش ہے اسکی آواز آبیاردوں کا ترنم اور اسکی سانس پھولوں کی مشک ہے اس لڑکی کا بسم شباب کی انگلیوں کا ابلتا چشمہ ہے۔ جبکہ اسکے چہرے پر نسوانی وقار اور ظلمات کے شگرفی رنگ برستے ہیں پہلی نظر میں وہ لڑکی مجھے کوکب سحر اور اوس میں رچی خوشبو لگی اسکے حسن اسکی خوبصورتی اسکی جوانی اسکی کشش اسکے جذب نے میرے دل میں تجسس اور ذہن میں تحیر بھر کر رکھ دیا ہے۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب بیبطہ اور زردہ تینوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر عارب بولا اور سطورن سے پوچھنے لگا وہ کونسی لڑکی ہے جسے دیکھ کر تمہاری یہ کیفیت ہو گئی ہے۔ اور تم نے اسے کہاں اور کس جگہ دیکھا ہے۔ اس پر سطورن بول اور کہنے لگا سنو ساتھیو میں دارا شہر کے مغرب میں بننے والی ندی کی طرف چلا گیا تھا وہاں میں نے ایک لڑکی کو اپنا ریوڑ چراتے ہوئے دیکھا اسکے ساتھ اسکا بھائی بھی تھا۔ لڑکی کی عمر سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ ہوگی جبکہ لڑکا چودہ پندرہ برس سے زیادہ نہ ہوگا۔ بس یہی وہ لڑکی ہے جسکے حسن جسکی جوانی نے مجھے متاثر کیا ہے شام کو پھر اس لڑکی کی طرف جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کہاں رہتی ہے پھر اس کے گھر جاؤں گا اور اس لڑکی کے گھر والوں سے اس لڑکی کا رشتہ طلب کروں گا میں اس لڑکی سے شادی کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔ سطورن کی یہ گفتگو سن کر عارب بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا شام کو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ لڑکی کیسی اور کس قدر خوبصورت سے یہاں تک کہنے کے بعد عارب جب خاموش ہوا تو سطورن نے اس بار زردہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سنو زردہ اگر میں اس لڑکی کو اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں تو تمہیں اس مسئلے میں کوئی اعتراض تو نہ ہو گا اس پر زردہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی نہیں تم اس جیسی اور لڑکیوں کو بھی اپنی زندگی کا ساتھی بناؤ تب بھی مجھے تمہارے ان اقدام پر کوئی اعتراض اور احتجاج نہیں ہو گا زردہ کا جواب سن کر سطورن خوش ہو گیا وہ عارب کی طرف دیکھ کر کہنے لگا سنو عارب میرے خیال میں شام سے کچھ پہلے وہ لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ اپنے ریوڑ کو ہانک کر ضرور اپنے گھر کی طرف جائے گی۔ پس شام سے کچھ پہلے اس لڑکی کی طرف جائیں گے پھر

کام تم کر چکو تو ہسپانیہ سے نکل کر خشکی کے راستہ تم اٹلی میں داخل ہو اور رومنوں پر خشکی پر ضرب لگاؤ مجھے یقین ہے کہ رومن خشکی پر تمہارے سامنے جم نہیں سکیں گے جو سسلی ساؤٹھنیا اور گاریکا میں ہیں اس طرح بحری جنگ کے بغیر ہی وہ ان جزائر سے نکل کھڑے ہونگے تاکہ وہ خود کو مجتمع کر کے خشکی میں تمہارے ساتھ جنگ کر سکیں۔ اگر ان جنگوں میں ساتھ ساتھ تم اپنی قوت بڑھاتے رہو تو مجھے امید ہے کہ رومنوں کے خلاف تمہیں ایسی کامیابیاں حاصل ہونگی جو اس سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوئی ہوگی۔

یونان کی یہ تجویز سن کر مسکو برقہ ایسا خوش ہوا کہ اچھل کر وہ کھڑا ہو گیا آگے بڑھ کر وہ گھٹنوں کے بل یونان کے سامنے گرا پھر وہ یونان کو گئے لگا کر خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ اسکے بعد وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا یونان میرے بھائی تم نے مجھے بہت مفید مشورہ دیا ہے میں واقعی اگر افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ پر حملہ آور ہو سکتا ہوں لیکن میرے بھائی اس معاملے میں ایک رکاوٹ اور تہنیش ہے اور وہ یہ کہ میرے حکمران کبھی بھی مجھے افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت نہیں دیں گے اس پر یونان پھر بولا اور کہنے لگا کہ تم ان پر ظاہر ہی نہ کرو کہ تم ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے لگے ہو تم انکو یہ ہی پیغام پہنچاؤ کہ تم افریقہ کے مغرب اور دور دراز کے وحشی قبائل کو زیر کر کے انکے خلاف فتوحات حاصل کر کے کنعانیوں کی سلطنت کو وسیع کرنا چاہتے ہو یہ چکر دے کر تم ہسپانیہ میں داخل ہو جاؤ اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرو یونان کی یہ تجویز سن کر مسکو برقہ مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔



عرب، بیبطہ، سطورن اور زردہ چاروں نے اشکانیوں کے مرکزی شہر دارا سے باہر ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا ایک روز عارب نیبہ اور زردہ سرائے کے کمرے میں بیٹھے آپس میں دُش گہیوں میں مصروف تھے کہ سطورن باہر سے کمرے میں داخل ہوا وہ بڑا سنجیدہ اور کسی قدر تفکرات میں ڈوبا ہوا لگتا تھا ان تینوں کے سامنے وہ آکر بیٹھ گیا پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا میرے ساتھیو میرے ساتھ آج ایک ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس نے مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ سطورن کی یہ گفتگو سن کر عارب، بیبطہ اور زردہ تینوں نے چونک کر اسکی طرف دیکھ پھر عارب بولا اور سطورن سے پوچھا کہ سنو سطورن تمہارے چہرے سے یوں لگتا ہے جیسے تم کسی شے سے بے حد متاثر ہوئے ہو کہو تمہارے ساتھ کیا

میں تمہیں وہ لڑکی دکھاؤں گا اور پھر تم دیکھنا کہ وہ کیسی خوبصورت اور حسین ہے۔ عارب نے سطران کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ وقت گزارنے کیلئے باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔

○

شام سے تھوڑی دیر پہلے سطران عارب زور و اور نبیٹہ سرائے سے نکل کر دارا شر کے مغرب میں ان کھلی وادیوں کی طرف گئے جن کے پتھوں بیچ ایک ندی بہتی تھی جس کے کنارے کافی بلند تھے اور جس کے اندر نیلے پانی کی ایک دھار اسکے درمیان بہتی تھی انہوں نے دیکھا کہ اس ندی کے کنارے چھوٹا سا ایک ریوڑ چر رہا تھا اور ریوڑ کے ایک طرف ایک لڑکی اور لڑکا ایک چٹان پر بیٹھے تیس میں باتیں کر رہے تھے۔ سطران نے اس لڑکی اور لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ وہی لڑکی ہے جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے اسکے ساتھ اسکا بھائی بیٹھ ہوا ہے اس پر عارب بولا اور سطران کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو سطران ایسا کرتے ہیں کہ یہاں سے سیدھا آگے جاتے ہیں اور دونوں بھائی بہن کے پاس سے گزرتے ہیں اس طرح ہم یہ بھی اندازہ لگا میں گے کہ وہ لڑکی کیسی خوبصورت ہے پھر تھوڑا سا آگے نکل کر ہم اوٹ میں بیٹھ جائیں گے اور ان دونوں پر دھیان رکھیں گے جب یہ سورج غروب ہونے کے قریب اپنے ریوڑ کو ہانک کر چلیں گے تو ہم وہیں بیٹھے رہیں گے جب کہ تم ان دونوں کے پیچھے لگ جانا اور جس گھر میں داخل ہوں وہاں داخل ہو کر اسکے ماں باپ سے اس کا رشتہ طلب کرنا سطران نے عارب کی اس تجویز کو پسند کیا لہذا وہ بڑی جیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

اس لڑکی اور اسکے بھائی کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ چاروں ندی کے اندر اتر گئے تھے ندی میں جا کر عارب سطران کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو سطران تمہارا کہنا درست ہی تھا وہ لڑکی واقعی شب عروسی کے قصے کی طرح حسین اور سحر و جذب میں اپنا جواب نہیں رکھتی وہ عروس فطرت کے حسن شاداب کی طرح روح کو پر نشاں کر دینے والی ایک لڑکی ہے اسکے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اسکے خوبصورت اور حسین چہرے پر ستاروں جیسا میٹھا اور مدھ بھرا تبسم تھا اور اسکا جسم مجھے شام کے زپش جلوؤں اور مثل رنگ سحر محسوس ہوا تھا سنو سطران جس انداز میں تم نے اس لڑکی کی تعریف کی تھی واقعی یہ لڑکی اس تعریف پر صحیح پوری اترتی ہے تم نے اس لڑکی کو اپنے اور اسے اپنے ساتھ بننے کا جو فیصلہ کیا ہے تو اس فیصلے کو میں بہترین فیصلہ قرار دے سکتا ہوں اس لڑکی کی یوں تعریف کرنے پر سطران نے عارب کا شکریہ ادا کیا

پھر وہ ندی کے اندر جنگ ریت پر بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔ شام سے تھوڑی دیر پہلے وہ لڑکی اور اسکا بھائی جب اپنے ریوڑ کو سمیٹتے ہوئے ایک طرف ہانکنے لگے تھے تو عارب نے فوراً سطران کو مخاطب کر کے کہا سنو سطران وہ دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو ہانکنے لگے ہیں لہذا تم انکے تعاقب میں لگ جاؤ اس پر سطران اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ فاصلہ رکھ کر ان دونوں بہن بھائی کے پیچھے لگ گیا تھا۔ وہ دونوں اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے ندی کے کناروں سے ذرا ہٹ کر شمال کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ کوئی آدھا میل آگے جا کر ندی کے کنارے ایک بستی آگئی تھی جسکے مکانوں کا سلسلہ ندی کے کنارے کے ساتھ ساتھ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے اس بستی کے ایک گھر میں داخل ہو گئے تھے سطران تھوڑی دیر باہر رک کر انتظار کرتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور اس مکان کے دروازے پر اس نے دستک دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اسی لڑکے نے دروازہ کھولا تھا جو تھوڑی دیر پہلے اپنی بہن کے ساتھ ریوڑ کو ہانکتا ہوا گھر آیا تھا۔ سطران نے بڑی نرمی سے اس لڑکے کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے خوش نصیب بچے حیرا نام کیا ہے؟ اس پر وہ لڑکا بولا اور کہنے لگا میرا نام بابک ہے۔ سطران نے پھر پوچھا تھا تمہارے گھر میں کوئی بڑی عمر کا مرد ہے جس سے میں ایک موضوع پر گفتگو کر سکوں اور سنو تم گھر کے کتنے افراد ہو اس پر بابک پھر بولا اور کہنے لگا ہم گھر کے صرف تین افراد ہیں ایک میں ایک میری بہن میدخت اور ایک ہمارا دادا ساہور ہے۔ اس پر سطران پھر بولا اور بڑی تیزی سے پوچھا اور تمہارے ماں باپ کہاں ہیں اس پر بابک بولا ہمارے ماں باپ مر چکے ہیں ہم اپنے دادا کے پاس رہ رہے ہیں اور ریوڑ چرا کر گزر بسر کرتے ہیں اس پر سطران پھر کہنے لگا میں ایک اہم موضوع پر تمہارے دادا سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں تم اپنے دادا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ سطران نام کا ایک جوان اس سے ملنا چاہتا ہے اس پر وہ لڑکا بولا اور سطران سے کہنے لگا آپ یہیں رکھیں میں ابھی اپنے دادا سے بات کر کے آتا ہوں اسکے ساتھ ہی وہ لڑکا بھاگتا ہوا اندر چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور سطران سے کہنے لگا میرے دادا جنکا نام میں نے آپ کو ساہور بتایا ہے وہ دیوان خانے میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اسکے ساتھ ہی سطران اس لڑکے کے ساتھ انکے گھر میں داخل ہوا وہ لڑکا اسے مکان کے دائیں جانب دیوان خانے میں لے گیا جہاں ایک بوڑھا پہلے سے وہاں بیٹھا شاید سطران ہی کا انتظار کر رہا تھا اپنی عمر کے لحاظ سے وہ بوڑھا اسی () برس کے قریب ہو گا سطران جب اندر داخل ہوا تو اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سطران کا استقبال کیا وہ لڑکا سطران کو کمرے میں چھوڑ کر مکان کے دوسرے حصے کی

طرف چلا گیا تھا۔ سٹرون اس بوڑھے کے قریب بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموش رہی پھر سٹرون اس بوڑھے ساہور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر میں ایک سچی بات کہوں تو آپ اس کا برا تو نہیں مانو گے؟ جواب میں بوڑھا ساہور بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے اجنبی میں نہیں جانتا تمہارا کیا نام ہے تم کون ہو اور کس مقصد کیلئے تم مجھ سے ملنے کیلئے آئے ہو بہرحال تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو میں برا نہیں مانوں گا اس پر سٹرون پھر بولا اور کہنے لگا میرا نام سٹرون ہے اور میں بہت کھاتے پیتے اور صاحب حیثیت لوگوں میں سے ایک ہوں اصل بات یہ ہے کہ میں آپکی پوتی میدخت کو کئی بار اپنا ریلوڈ چراتے ہوئے دیکھ چکا ہوں میں اسے پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنا دوں اسی لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے گزارش کر سکوں کہ تم اپنی پوتی میدخت کو مجھ سے بیاہ دو۔ سٹرون کی یہ بات سن کر بوڑھے کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ سٹرون کو مخاطب کر کے ہمدردانہ انداز میں کہنے لگا۔

سنو سٹرون جو بات تم نے کہی ہے اس میں برا ماننے کا کوئی پہلو نہیں ہے کیونکہ جس گھر میں بیٹی ہوتی ہے وہاں اس طرح کے پیغام کی ضرورت ہی کرتے ہیں جو تم نے سوال کیا ہے میری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ میری پوتی میدخت کی سگائی اور منشی پہلے ہی ہمارے ہمسایوں کے لڑکے سے ہو چکی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے ہیں لہذا میں میدخت کو تمہارے ساتھ کیسے اور کیونکر منسوب کر سکتا ہوں۔ ہاں اگر میدخت کی بات میرے ہمسایوں کے لڑکے سے ملے نہ ہوتی تو میں تمہارے معاملے پر ضرور غور کرتا۔ بوڑھے ساہور کی یہ بات سن کر غصے اور غضب میں سٹرون کا چہرہ تبدیل ہونے لگا تھا لیکن جلد ہی کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا کہنے لگا کہ اگر میدخت کی پسند ہی کیس سگائی ہو چکی ہے تو پھر مجھے اسے اپنا مسافر بنانے کا کوئی حق نہیں اس کے ساتھ ہی سٹرون ساہور کے کسی جواب یا رد عمل کا انتظار کئے بغیر کمرے سے نکل کر صحن میں آیا اور اس نے دیکھا کہ کمرے کے دروازے کے قریب ہی میدخت اور اس کا بھائی بابک شاید اسکی ساری گفتگو سن چکے تھے۔ سٹرون نے ایک گہری نگاہ میدخت پر ڈال پھر وہ صحن کو عبور کرتا ہوا مکان سے نکل گیا تھا۔

دوسرے روز سٹرون حرکت میں آیا بدی کی ابتداء کی اور میدخت کے منگیتر کو اس نے اس وقت موت کے گھاٹ اتار دیا جب وہ بستی کے باہر اپنے کھیتوں میں کام کر رہا تھا۔ چند روز کا وقفہ ڈال کر سٹرون پھر ساہور کے ہاں داخل ہوا اس وقت ساہور اپنے صحن میں

پریشانی کی حالت میں ایک کھاٹ پر بیٹھا ہوا تھا سٹرون اس کے سامنے دوسری کھاٹ پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک وہ میدخت کے منسوب کی موت پر ساہور کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کرتا رہا پھر وہ اپنے مہلب کی طرف آیا اور کہنے لگا۔

اے بزرگ ساہور تم جانتے ہو میں پسے بھی میدخت کے رشتے سے متعلق تمہارے پاس حاضر ہوا تھا اب جبکہ میدخت کا جو منسوب ہے کسی ظالم شخص نے اسے قتل کر دیا ہے تو پھر میں میدخت کو اپنا ساتھی بنانے کیلئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں سٹرون کی یہ گفتگو سن کر اس بوڑھے کا چہرہ لال سرخ ہو گیا تھا پھر وہ بولا اور سٹرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو اجنبی! اچھا ہوا تم اس وقت آئے ہو جب میری پوتی اور پوتا دونوں ہی ریلوڈ چرانے باہر گئے ہوئے ہیں۔ سنو تم کسی طرح بھی میری پوتی میدخت کو اپنا ساتھی بنانے کے لائق نہیں ہو جب تم پہلی بار مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے تو میں تمہاری اصیت سے آگاہ نہیں تھا۔ اس بار تم آئے تو میرے تمہارے متعلق کیا جذبات ہیں سنو میں تمہیں جانتا ہوں گو میں مانتا ہوں کہ میدخت کا منسوب مارا جا چکا ہے لیکن یہ بات اپنے دل میں رکھو کہ میدخت اور اسکا بھائی اور خود میں بھی اس بات کے قائل ہیں کہ میدخت کے منگیتر کو قتل کرنے والے تم ہو کیونکہ اس کے قتل سے صرف ایک دن پہلے تم میدخت کو مجھ سے مانگنے کے لئے آئے تھے اور جس دن تم مجھ سے مانگنے آئے اس سے دوسرے روز تم نے میدخت کے منسوب کو کھیتوں میں قتل کر دیا سنو اجنبی اس طرح کا معاملہ پہلے کبھی ہماری ان بستیوں میں نہیں ہوا لہذا تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے اس لئے کہ اگر میں نے آواز دیکر ہمسایوں سے یہ کہہ دیا کہ تم انکے بیٹے کے قاتل ہو تو معاملہ بہت بڑھ جائے گا لوگ تجھے ماریں گے بیٹیں گے تیری ذات پر تھوکیں گے لہذا تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے ساہور کی یہ گفتگو سن کر سٹرون کی حالت قہر و ریخت، سفاک تقدیر، گرم جوا اور موت کے تاریک ہیولوں کی سی ہو کر رہ گئی تھی اسکی آنکھوں میں بے یقینی کے دھندلکے اور بے انت رتوں کا عذاب جوش مارنے لگا تھا اس کے چہرے پر حقیقت کے جمال کی جگہ اسم افروز ہیداریاں، تواضع و چاہت کی جگہ سلگتی نظموں کی آغچ اور نرمی اور ملاطفت کی جگہ پختہ بارو کی سی کیفیت رقص کرنے لگی تھی۔ پھر وہ بولا اور بوڑھے ساہور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بوڑھے ساہور تو میری اصلیت اور میری حقیقت کتنے سچے نہیں ہیں ایسی قوت اور طاقت رکھتا ہوں کہ اگر تو میدخت کو میرے ساتھ بیاہنا نہ بھی چاہے تو بھی میں میدخت کو

پریشان اور فکر مند تھے۔ وہ دونوں عجیب سے خوفزدہ سے انداز میں سطرون کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ اس موقع پر سطرون نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ میدخت کا بھائی بابک تو تمہارے ساتھ اسی کمرے میں ہی قیام کرے گا۔ جبکہ میں اپنے اور میدخت کے لئے ایک علیحدہ کمرہ کا انتظام کرتا ہوں۔ اس مقصد کیلئے میں سرائے کے مالک کی طرف جاتا ہوں تاکہ وہ مجھے ایک اور کمرہ مہیا کر دے۔ اتنی دیر تک تم لوگ ان دونوں بہن بھائی پر نگاہ رکھنا اسکے ساتھ ہی سطرون اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

یونان اور یوسا نے ٹیونس کی بندرگاہ پر ہلکو برقہ کے لشکر میں ایک خیمہ میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جبکہ وہ دونوں میاں بیوی شام کے وقت اکٹھے بیٹھے تھے اچانک ابلیکا نے یونان کی گردن پر لس دیا۔ یونان چونک کر مستعد سا ہو گیا۔ یوسا بھی ابلیکا کی گفتگو سننے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ اپنا ریشمی لس دینے کے بعد ابلیکا فوراً بولی اور کہنے لگی یونان میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی فوراً اٹھ کھڑے ہو اور سطرون کے خلاف ایک مہم کیلئے تیار ہو جاؤ اسکے بعد ابلیکا نے سطرون کے ہاتھوں میدخت اور بابک کی بے بسی اور میدخت کے منسوب اور اسکے دادا کے قتل کی پوری روداد سنا ڈالی تھی۔ یہ بات سننے کے بعد یونان بے چین ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ یوسا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی میں تم دونوں کے ساتھ ہوں ابھی اور اسی وقت ایران میں دارا شہر کے پاس اس سرائے کی طرف کوچ کر دو جس میں سطرون عارب نیند اور زروعہ نے قیام کر رکھا ہے میں اس سرائے تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں عارب نیند اور عارب کی نیلی دھند کی قوتوں کو میں سنبھال لوں گی تم سطرون پر وارد ہونا جبکہ اگر زروعہ بھی حرکت میں آئی تو اسکے سامنے یوسا جم جائے گی۔ اس طرح ہم ان سے میدخت اور اسکے بھائی بابک کو چھڑا کر نیکی کا ایک کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یونان اور یوسا فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور طوفانی انداز میں وہ تیونس کی بندرگاہ سے ایران کے شہر دارا کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

عارب نیند اور زروعہ سرائے کے کمرے میں بڑی بے چینی سے سطرون کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سطرون لوٹا اسکے ہاتھ میں ایک چابی تھی جسے اس نے

زبردستی حاصل کر سکتا ہوں یہ الفاظ سن کر بوڑھے سا بوری کا چہرہ غصے میں لال سرخ ہو گیا تھا وہ جواب میں کچھ کہتا ہی چاہتا تھا کہ سطرون اپنی جگہ سے اٹھا ایک ہاتھ اسکے منہ پر رکھا اور دوسرا اسکی گردن پر لے گیا پھر بوڑھے سا بوری کو اس نے گلہ گھونٹ کر مار دیا۔ اس کا خاتمہ کرنے کے بعد اسے لاش کی صورت میں چارپائی پر بچھا کر اس پر ایک چادر ڈال دی۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔

سطرون اس جگہ آیا جہاں ندی کے کنارے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو چراتے تھے اس وقت وہ دونوں بہن بھائی ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے آبلں میں خوش گئیں کر رہے تھے۔ سامنے ندی کے کنارے انکا ریوڑ چر رہا تھا سطرون ان دونوں کے پاس آیا وہ دونوں اسے دیکھ کر پریشان اور فکر مند ہو گئے اسکے قریب آ کر سطرون نے غور سے میدخت کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میدخت شاید تمہیں تمہارے دادا نے بتا دیا ہو گا کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور تمہیں اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ اگر تو انکار کرے تب بھی میں تجھے حاصل کر سکتا ہوں اس پر میدخت غصے اور خفگی میں بولی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ تم میرے منسوب کے قاتل ہو سطرون نے بڑی ڈھٹائی سے کہا میں صرف تمہارے منسوب ہی کا قاتل نہیں بلکہ ابھی میں تمہاری دیر پہلے تمہارے دادا کا بھی خاتمہ کر کے آیا ہوں اس لئے کہ اس نے مجھے تمہارے ساتھ بیاہنے سے انکار کر دیا تھا۔ اب تم دونوں میرے ساتھ چو اور اگر انکار کر دو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ سطرون کی یہ گفتگو سن کر میدخت اپنے سے باہر ہو گئی تھی وہ چاہتی تھی کہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھری سطرون کو دے مارے کہ سطرون آگے بڑھا ایک ساتھ اس نے دونوں بہن بھائی کو دلوچ لیا پھر وہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا اور دوسرے ہی لمحے اس نے میدخت اور اسکے بھائی بابک کو دارا شہر کے باہر سرائے کے اس کمرے میں پہنچ دیا تھا جہاں اس نے قیام کر رکھا تھا۔

میدخت اور بابک کو ایک چارپائی پر گرانے کے بعد سطرون کمرے میں بیٹھے ہوئے عارب زروعہ اور نیند کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے ساتھیو یہ ہے وہ لڑکی جس کا نام میدخت ہے اور جسے میں پسند کرتا ہوں میں اسے آج زبردستی اسکے بھائی کے ساتھ اٹھا لایا ہوں۔ آج سے یہ میری بیوی ہے اور اسکا بھائی میرے ساتھ رہے گا تاکہ یہ اپنی بہن کی جدائی میں ادھر ادھر بھگتا اور شور نہ مچاتا پھرے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی بے چارے جواب میں کچھ بھی نہ کہہ سکے تھے۔ کیونکہ وہ سطرون کی ان سری قوتوں کو جنہیں استعمال کرتے ہوئے وہ ان دونوں کو پلک جھپکتے ہوئے سرائے میں لے آیا تھا۔ بڑے

سطرون غصیناک ہو گیا۔ میدخت کا پکڑا ہوا ہاتھ اس نے چھوڑ دیا میدخت بے چاری نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور بھاگ کر وہ اپنے بھائی کی طرف گئی اسے اپنی گود میں سمیٹ کر ڈھارس تسلی اور دلاسا دیتے لگی تھی۔ بابک اپنے آپ کو اپنی بہن کی گود میں دیکھ کر کچھ سنبھل گیا تھا اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ عین اس موقع پر سطرون نے جوش مارتے الاؤ کی طرح یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے! خیر کے گماشتے! میری راہ سے ہٹ جا یہ لڑکی اب میری ملکیت ہے میں اسے اپنی بیوی بنا چکا ہوں میں جانتا ہوں تو اسکی مدد کے لئے آیا ہو گا لیکن اگر تو نے میرے راستے کی دیوار میری راہ کا روڑا بننے کی کوشش کی تو پھر لکھ رکھ میں تیرے تصور تیرے تخیل تیرے یقین تمناؤں اور تیری امیدوں تیری خواہشوں میں عذابوں کا نشان موت کے سناٹے بھر کر رکھ دوں گا قبل اس کے کہ سرائے کے اس کمرے سے باہر میں تیرے اور تیری بیوی یوسا کیلئے کفن فردش اور گور کن ثابت ہوں میں تم دونوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم دونوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر میدخت کے چہرے پر کچھ امید اور رونق نمودار ہو گئی پھر وہ اپنے بھائی بابک کو مخاطب کر کے کہنے لگی سن بابک میرے بھائی لگتا ہے جو لوگ مجھے اٹھا کر لائے ہیں یہ بدی اور گناہ کے مجسم ہیں اور یہ جو دونوں میاں بیوی اس سطرون نام کے جوان کی راہ روکے کھڑے ہیں اور جنہیں اس سطرون نے نیکی کے نمائندے کہہ کر پکارا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس کائنات کے خالق نے میرے آنسوؤں اور آہوں میں ڈبل ہوئی دعا کو قبول کیا ہے دیکھ میرے بھائی میں یہ محسوس کر رہی ہوں جیسے اس کمرے میں اب نیکی اور بدی کی قوتیں آپس میں ٹکرائیں گی شاید یہ کمرے میں قیوم کرنے والے اور یہ باہر سے آنے والے دونوں میاں بیوی پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ماضی میں بھی یہ ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے ہوں سطرون کی گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ آنے والے بھی کوئی معمولی قوت والے نہیں میرا خیال ہے کہ وہ بھی ان ہی جیسے مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہوں گے۔ بس میرے بھائی مجھے امید لگ چکی ہے کہ میری آبرو سرعام لئے گی نہیں بلکہ ہم دونوں بہن بھائیوں کی جان بچ جائے گی یہ دونوں آنے والے نیکی کے نمائندے شاید ہمارے نجات دہندہ ہی ثابت ہوں۔

یہاں تک کہتے کہتے میدخت خاموش ہو گئی اس لئے کہ اس نے دیکھا سطرون کی گفتگو کے جواب میں یوناف کے چہرے کی نکتوں میں غصہ کی خونخواری بھیاں نکھڑا رہی ہیں اور نہ تھمنے والے طوفان جوش مارنے لگے تھے جبکہ اسکی آنکھوں کے اندر مرگ کے خونیں بھنور

عارب کو دکھاتے ہوئے کہا دیکھ میرے ساتھی میں اپنے اس کمرے سے ایک کمرہ چھوڑ کر اگلہ کمرہ سرائے کے مالک سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اب میں اس میدخت نام کی لڑکی کو اس کمرے میں لے جاتا ہوں تم اس کے بھائی کو بیس روکے رکھو اب یہ دونوں مستقل ہمارے ساتھ رہیں گے۔ اس پر سطرون آگے بڑھا میدخت کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس نے اوپر اٹھایا اس پر میدخت کا بھائی بابک بے چارہ ان سب کی منت سماجت کرنے لگا وہ کبھی عارب کبھی سطرون اور کبھی بسطہ اور زرود کے پاؤں پکڑتا اور باری باری ان سے التجا اور فریاد کرتا کہ ان دونوں بہن بھائی کو چھوڑ دیا جائے اور یہ کہ اسکی بہن کو بے آبرو نہ کیا جائے لیکن عارب سطرون بسطہ اور زرود میں سے کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی جب وہ زیادہ ہی منت سماجت پر اتر آیا تو سطرون نے بڑی سفاکی سے اپنے پاؤں کی ایک شرب اسکی پسلیوں پر لگائی اور وہ لڑکا بے چارہ بل کھاتا ہوا کمرے کے ایک کونے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں جا پڑا تھا۔

اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے میدخت بے چاری پتھرے میں بند کسی پرندے کی طرح تڑپ اٹھی تھی اپنا ہاتھ چھڑا کر اس نے بھائی کی طرف بھاگنا چاہا لیکن اس کے بازو پر سطرون کی گرفت ایسی مضبوط اور سخت تھی کہ وہ اپنا آپ چھڑا نہ سکی تھی بے چاری تڑپ کر اور پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی اور پریشان کن آواز میں کہنے لگی۔

کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم سب لوگ پست اور پامال ہو کیا تم سب ہی اعمال نامہ منہاگار کی طرح سیاہ اور جنس زدہ مخلوق ہو کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم سب ہی موت کی شعلیں روشن کرنے والے ہو پر سنو گمراہی سے گام نہ کر چلنے والو کنن فردشی گور کنی کرنے والو بچوں کی چیخوں اور عورتوں کی آہوں پیواؤں کے آنسوؤں عصمتوں کے بلبلوں پر قبضے لگانے والو سنو شرف آدمیت کے دشمنو! نفس کے اسیرو! اگر اس وقت میرے وقت کی طنائیں اور لگائیں تمہارے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں تو مت بھولو اس کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا بھی ہے جو خالق اور مالک کہلاتا ہے۔ تمہارے جبر تمہارے ستم تمہارے ظلم کے سامنے میں اسی کے آگے قریاد کرتی ہوں اپنی اقبال مندی پر قبضے لگانے والو اس کائنات کے خالق کے قبر کی لاٹھی سے ڈرو سطرون عارب زرود یا بسطہ میں سے کسی نے بھی میدخت کی اس گفتگو کا جواب نہ دیا بلکہ اس گفتگو سے سطرون کی حالت لمحہ بہ لمحہ غصیناک ہو گئی تھی اور وہ غصے میں سانپ کی طرح پھنکارنے لگا تھا۔

سطرون میدخت کو جب زبردستی کھینچتا اور گھینٹتا ہوا اس کمرے کے دروازے کے قریب آیا تو اچانک اس دروازے کے باہر یوناف اور یوسا نمودار ہوئے یوناف کو دیکھتے ہی

رقص کر رہے تھے ایسا لگتا تھا سطورن کی گفتگو سن کر یونانف کے اندر سندان اجاڑ بھجھوکا
سی چنگاریاں اور سلگتی خزانیں جوش مارنے لگی ہوں۔ تھوڑی دیر تک یونانف کی ایسی کیفیت
رہی پھر وہ سطورن کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطورن تیری عداوت اور رقابت تیرے رشک و حسد تیرے غرور و نخوت تیری
آتش مزاجی و تیرے قسادت قہمی اور حیوانی طلب کے سامنے میں نیکی کا ایک نمائندہ بن
کر آیا ہوں میں تم لوگوں سے ٹکرانا نہیں چاہتا پر میں تم لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ یہ لڑکی
اور اسکا بھائی دونوں میرے حوالے کر دو۔ یونانف کی اس گفتگو کے جواب میں سطورن نے
ایک سکرودہ تقہ لگایا پھر وہ یونانف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تیرے حوالے کیسے کر دوں جبکہ
یہ لڑکی میری بیوی ہے۔ اور میری بیوی کی حیثیت سے وہ تیرے ساتھ کیوں جانا پسند کرے
گی۔ سطورن کی گفتگو کے جواب میں یونانف کہنے لگا اگر تو اس لڑکی کو اپنی بیوی ہی کہتا ہے تو
ذرا اس سے پوچھ کر تو دیکھ یہ میرے ساتھ جانے پر آمادہ ہے کہ نہیں یونانف کی اس گفتگو
پر سطورن کے چہرے پر بڑی غضبناکیاں پھیل گئی تھیں پھر بڑی خونخواری سے اس نے
میدخت اور بابک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا سنو میدخت اور بابک کیا تم دونوں اس اجنبی
کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہو اس پر میدخت فوراً بولی اور کہنے لگی ہاں ہم دونوں بہن بھئی
ان دونوں اجنبیوں کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں میدخت کی یہ گفتگو سن کر سطورن بڑی
تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا اور چاہتا تھا کہ اپنے پاؤں کی ایک لات وہ میدخت کو دے
مارے کہ اسی وقت یونانف ہواؤں کے وحشی ہماؤ کی طرح جوش میں آیا اور اعصابی ضعف
طاری کر دینے والا ایک مکا اس نے سطورن کی گردن پر دے مارا تھا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ
سطورن ایک طرف جھک سا گیا اور میدخت اس کے پاؤں کی ضرب سے محفوظ رہ گئی تھی
یونانف کا مکہ کھانے کے بعد سطورن اور زیادہ خونخوار کیفیت اختیار کر گیا تھا۔ اس موقع پر
اچانک زروع حرکت میں آئی اس نے ایک زہریلی اور لمبی چھلانگ پیوسا پر لگائی تھی اور
پیوسا پر اس نے لگا مار گھونسوں اور کموں کی بارش کر دی تھی۔ زروع نے آنا "فانا" پیوسا کو
اپنے نیچے گرا لیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ زروع طاقت اور قوت میں پیوسا سے کہیں زیادہ ہو۔
پیوسا بیچاری کی یہ حالت دیکھتے ہی یونانف زروع کی طرف لپکا اس نے دو گھونٹے زروع کے
ایسے مارے کہ زروع بل کھاتی اور چیختی پیچھے ہٹتی تھی عین اس موقع پر سطورن رگوں میں
اچھلتے خون، فحش نائک اور راہوں کے آشوب کی طرح حرکت میں آیا اندھیروں کے بھنور
اور زہر آلود تشدد کی مانند وہ یونانف پر حملہ آور ہوا لگاتار کئی ضربیں اس نے یونانف کی
گردن اس کے چہرے اور اس کے کاندھوں اور پیٹ پر بھی دے ماری تھیں۔ ان ضربوں کے

سامنے یونانف بے چارہ بری طرح کراہ اٹھا تھا اور اس کے منہ سے خون بھی بہہ نکلا تھا۔
ایسا لگتا تھا کہ ایسے موقع پر عارب نیند اور عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی یونانف
اور پیوسا کے خلاف حرکت میں آنا چاہ رہی تھیں مگر وہ آگے نہ بڑھ پا رہی تھیں شاید ابلیکا
ان کے خلاف حرکت میں آ چکی تھی اور انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک کہ
عارب نیند اور انکی نیلی دھند کی قوتیں بری طرح چیختے لگی تھیں شاید ابلیکا نے ان پر
ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یہ کیفیت دیکھتے ہوئے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی
کمرے سے باہر نکل آئے تھے سطورن کے ہاتھوں بری طرح پٹنے کے بعد یونانف ایک بار پھر
کھڑا ہوا اس نے آگے بڑھ کر سطورن کو ضرب لگانا چاہی لیکن سطورن نے ہوا میں ہی اسکا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر روک لیا پھر گردن کے نیچے یونانف کے اس نے ایک ایسی ضرب
لگائی کہ یونانف ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا کر اٹھا عین اس موقع پر زروع پھر پیوسا پر حملہ آور
ہوئی تھی وہ چاہتی تھی کہ پہلے کی طرح پیوسا کو پھر پیچھے گرا کر اسکی پٹائی کرے لیکن یونانف
پھر طوفان کی طرح حرکت میں آیا تھا ایک طرف سے ہٹ کر اس نے سطورن سے پہلو بچایا
پھر پاؤں کی ایک ایسی ٹھوکر زروع کی گردن کے نیچے لگائی کہ زروع انتہائی شدت کی تکلیف
کا اظہار کرتے ہوئے پشت کی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ اس طرح زروع پر ضرب لگا کر
یونانف نے پیوسا کو اس کے جسے سے بچا لیا تھا لیکن اس وقت تک سطورن پھر یونانف پر حملہ
آور ہو چکا تھا۔

سطورن نے پہلے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر یونانف کے پیٹ پر ماری پھر اسکی پیٹھ پر لگاتار
اس نے دو تین گھونٹے ایسے مارے کہ یونانف اسکی ضربوں کی شدت سے دوہرا ہو کر کراہ
رہا تھا۔ قبل اسکے کہ سطورن یونانف پر مزید ضربیں لگاتا اچانک وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور پیٹھ
کے بل گر گیا شاید ابلیکا اس کے خلاف بھی حرکت میں آ گئی تھی اور اس پر ضرب لگا کر
یونانف کی مدد کی تھی۔

یونانف نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جو نہی اس کے قریب سطورن نے بے بسی
کی حالت میں گرا وہ بھاگ کر میدخت کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا دیکھ میری بہن یہ
شیطانی نمائندے اور گناہ کے گماشتے ہیں دیکھ تو اور تیرا بھائی ہمارے ساتھ آؤ میرا نام
یونانف ہے اور وہ لڑکی جو میرے ساتھ آئی ہے میری بیوی ہے اور اس کا نام پیوسا ہے ہم
تم دونوں بہن بھائی کی ان نکالوں اور ستم گروں کے ہاتھوں سے جان بچانا چاہتے ہیں اس پر
میدخت فوراً بولی اور کہنے لگی میں اور میرا بھائی بابک تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ جانے
کیلئے تیار ہیں اس پر یونانف نے آنکھ سے پیوسا کو مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں وہ

حرکت میں آئی یونانف نے میدخت کا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ بیوسا بھاگ کر آگے بڑھی اس نے میدخت کے بھائی بابک کا بازو پکڑا پھر وہ دونوں کو کھینچتے ہوئے میڑھیوں کی طرف بھاگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سطران اور ذروعہ بھی اٹھ کر انکے پیچھے پیچھے بھاگے تھے تاکہ انہیں میڑھیوں سے نیچے نہ اترنے دیں میڑھیوں کے نزدیک جا کر اچانک یونانف نے میدخت کا ہاتھ چھوڑ دیا عین اس موقع پر جب پیچھے کی طرف سے سطران اس پر ضرب لگانے لگا تو یونانف نے اسکا ہوا میں اٹھا وہ ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچ کر اسے اپنے سامنے لایا پھر اسکے پیٹ میں ایسی لات ماری کہ سطران بری طرح میڑھیوں پر لڑھکتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا تھا پھر آنا "فانا" یونانف نے ذروعہ کو بھی پکڑا تھا اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں اوپر اٹھا کر بری طرح اس نے دیوار سے ٹکرائے والے سطران کے اوپر دے مارا تھا۔ پھر اس نے ایک لمبی زہریلی جست لگائی پوری قوت کے ساتھ وہ سطران اور ذروعہ کے اوپر گرا پھر اسے ذروعہ کے منہ چہرے ناک اور اسکے سر پر ضربیں لگانی شروع کر دیں تھیں۔ بیوسا نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اس نے بابک کا پکڑا ہوا بازو چھوڑ دیا وہ زمین پر گری ہوئی ذروعہ کی طرف بڑھی اور اسکے منہ اسکے پیٹ اسکی پیٹھ اسکی ریڑھ کی ہڈی پر اس نے اپنے پاؤں اور اپنے ہاتھوں سے ایسی ضربیں لگائیں کہ ذروعہ درد کی شدت سے بری طرح چیخ چلا اٹھی تھی اسکے بعد ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئی یونانف اور بیوسا ایک بار پھر حرکت میں آئے پہلے کی طرح وہ میدخت اور بابک کے ہاتھ پکڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

میڑھیوں سے نیچے اترتے ہی یونانف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے میدخت اور بابک کو لیکر وہ انکی بستی کے اندر جا نمودار ہوئے پھر شاید ابدیکا انکی رہنمائی کر رہی تھی اسلئے کہ وہ میدخت کے گھر میں داخل ہوئے جب انہوں نے ایسا کیا تو میدخت نے بڑی حیرانی اور پریشانی میں یونانف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میرے بھائی تجھے کیسے پتا چلا کہ ہماری کونسی بستی ہے اور تو نے یہ کیسے جانا کہ یہ ہمارا گھر ہے جس میں تو ہمیں لے آیا ہے اس پر یونانف نے مسکراتے ہوئے کہا دیکھ میری بہن جس طرح تجھے اٹھانے والے کچھ مانوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں ایسے ہی میں بھی کچھ خرق عادت طاقتوں کا مالک ہوں دیکھ میں تیرے ساتھ لمبی گفتگو کر کے وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا اسلئے کہ وہ بدی کے گماشتے ہمارا تقاب کرتے ہوئے یہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے لہذا تو جلدی سے ایسا کر کہ مجھے ایک کونکہ اور چھری لا دے میدخت نے مزید کوئی بات نہ کی

بھاگی بھاگی وہ سبک کی طرف گئی وہاں سے وہ ایک کونکہ اور ایک چھری لے آئی یونانف نے آگے بڑھ کر وہ کونکہ اور چھری لے لی۔ اور پھر وہ سامنے والے کمرے میں گیا دائیں ہاتھ کی دیوار پر جلدی جلدی اس نے سطران کی شبیہ بنائی پھر چھری اور شبیہ پر اس نے اپنا آتش عمل کیا پھر وہ بیوسا میدخت اور بابک کو لے کر اس دیوار کے پاس کھڑا ہو گیا تھا عین اس وقت آندھی اور طوفان کی طرح سطران ذروعہ، بیوسا اور عارب اور نیلی دھند کی قوتیں میدخت کے گھر میں داخل ہوئیں تھیں یونانف فوراً حرکت میں آیا وہ چھری جو اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اس شبیہ کے پیٹ میں گاڑ دی جو اس نے دیوار پر بتا رکھی تھی اس چھری کا اس شبیہ کے پیٹ میں گاڑا جانا تھا کہ سطران زمین پر گرا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑ کر بری طرح دادیلا اور شور کرنے لگا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ بہت بڑی کرب اور تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو۔ سطران کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عارب نبیطہ ذروعہ اور نیلی دھند کی قوتیں اس کمرے سے باہر ہی رک کر سطران کی طرف پریشانی اور تعجب سے دیکھنے لگی تھیں۔

یونانف نے چھری دیوار پر سطران کی شبیہ میں ہی گڑھی رہنے دی۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے کونکے پر اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر اس نے وہ کونکہ عارب کی نیلی دھند کی قوتوں کے اندر جب پھینکا تو نیلی دھند کی وہ قوتیں چیخ چلاتی ہوئی بہت پیچھے ہٹتی چلی گئی تھیں اسکے ساتھ ہی یونانف آگے بڑھا اپنے پاؤں کی ایک زبردست ٹھوکر اس نے کچھ اس وقت اور اس انداز سے عارب کے پیٹ میں ماری کہ عارب ہوا میں کئی پشیاں کھاتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا تھا ابھی ذروعہ اور نیلی دھند کی قوتوں کی پسپائی اور عارب کی تکلیف وہ حالت پر پریشان ہی ہو رہی تھیں کہ یونانف آندھی اور طوفان کی طرح ذروعہ کی طرف بڑھا اس نے اسے دونوں شانوں سے اٹھا کر سامنے والی دیوار کی طرف دے مارا اتنی دیر میں بیوسا بھی حرکت میں آ چکی تھی وہ نبیطہ پر برس پڑی۔ نبیطہ کے بال پکڑ کر اس نے اسکے دائیں بائیں کئی طمانچے دے مارے اسکے بعد اسے اسکی گردن سے پکڑا وہ اسکی پشت پر آئی اسکی پیٹھ پر بیوسا نے ایسا گھونسا مارا کہ نبیطہ بے چاری بل کھاتی ہوئی عارب کے قریب جا گری تھی۔

کمرے میں میدخت اور بابک یونانف اور بیوسا اس کامیابی پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کر رہے تھے یونانف جب عارب اسکی نیلی دھند کی قوتوں اور ذروعہ سے فارغ ہوا تو زمین پر لیٹے ہی لیٹے سطران نے اسکے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہ تم نے مجھے جس اذیت میں مبتلا کیا ہے ایک بار اس سے مجھے نجات دو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میدخت نام کی اس لڑکی کو

ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے اور اسی عمل کی وجہ سے یہ اکثر اوقات ہمارے خلاف برتری اور کامیابی بھی حاصل کر لیتا ہے اس پر سطرون شرمندہ اور کھینا سا ہو کر بولا آؤ عارب چلیں اب ان لوگوں سے تعارض کرنا اچھا نہیں ہے اگر دوبارہ یونان نے اسی اذیت میں مبتلا کر دیا تو میں سمجھتا ہوں یہ اذیت دوبارہ میرے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ یونان زورور اور ضبط نے سطرون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں نیلی دھند کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔

ان چاروں کے جانے کے بعد میدخت اور اسکا بھائی بابک دونوں کمرے سے نکل کر صحن میں آئے پھر میدخت نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا میرے بھائی تم کون ہو تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے کہاں سے آئے ہو تمہیں کیسے خبر ہو گئی کہ ہم ان مکاروں اور شیطانی قوتوں کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔ اس پر یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا سن میدخت میری بہن میں اور میری بیوی بیوسا دونوں ہی نیکی کے نمائندے ہیں جہاں کہیں بھی شیطانی قوتیں نیکی کے خلاف بدی کا لبادہ اوڑھ کر حرکت میں آتی ہیں یا جہاں کبھی بھی ابلیسی طاقتیں مظلوم انسانوں کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرتی ہیں میں اور میری بیوی دونوں وہاں پہنچتے ہیں اور اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ بدی کی ان قوتوں کو کسی پر حاوی نہ ہونے دیں۔ تم اپنے دل میں یہ بات لکھ رکھو کہ جس طرح یہ شیطانی قوتیں مانوق الفطرت انداز میں حرکت میں آسکتی ہیں اسی طرح ہم نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے کچھ خرق عادت قوتیں رکھتے ہیں جنہیں استعمال کر کے ہم ان بدی کے گماشتوں کو زیر اور مغلوب کرتے ہیں دیکھ میری بہن میں اور میری بیوی اب یہاں سے کوچ کریں گے مجھے امید ہے کہ سطرون آئندہ تم دونوں بہن بھائیوں کو تنگ نہیں کرے گا۔ اور اگر کبھی وہ ایسا کرے تو وہ چھرن جو میں نے تم سے لی تھی وہ چھری تم دیوار پر بنی ہوئی شبیہ پر گاڑ دینا اور پھر تم دیکھنا کہ سطرون کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اب تم دونوں بہن بھائی اپنے گھر میں پرسکون زندگی کی ابتداء کرو اور مجھے امید ہے کہ سطرون تم سے آئندہ کوئی تعارض نہیں کرے گا۔ یونان کا جواب سن کر میدخت اور بابک دونوں ہی خوش ہو گئے تھے اس کے بعد یونان اور بیوسا انہوں نے ان بہن بھائیوں سے اجازت لی ان کے مکان سے باہر نکل کر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دوبارہ وہ پہلے کی طرح ٹیوش کے ساحل پر محکوبرقہ کے لشکر میں جا شامل ہوئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ ٹیوش کے ساحل پر قیام کے دوران ایک روز عظیم کنعانی جرنیل محکوبرقہ نے یونان اور بیوسا کو طلب کیا جب وہ دونوں میاں بیوی محکوبرقہ کے خیمے میں

کبھی بھی گزند پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا۔ یونان آگے بڑھا اپنے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر اس نے سطرون کے شانے پر اس قوت سے لگائی کہ سطرون بلبلا اٹھا تھا اسکے بعد دوسری اور تیسری ضرب بھی اس نے سطرون کے دوسرے شانے اور پیٹھ پر دے ماری تھی درد کی شدت سے سطرون دوہرا ہو کر زمین پر لوٹنے لگا تھا۔ پھر آخر کار اس نے یونان کے پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگا کہ اے نیکی کے نمائندے ایک بار تو مجھے اس اذیت سے نجات دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان دونوں بہن بھائی کو کسی تکلیف میں مبتلا نہ کروں گا اسکے ساتھ ہی یونان کمرے میں گیا سطرون کی شبیہ میں جو چھری گڑی تھی وہ اس نے نکال لی پھر وہ بلند آواز میں سطرون سے کہنے لگا۔ سطرون ستو تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ آئندہ تم میدخت اور اسکے بھائی بابک کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاؤ گے اور اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو میں دوبارہ تمہیں اسی اذیت میں مبتلا کروں گا اور پھر میں تمہیں ایسا سبق سکھاؤں گا زندگی بھر یاد رکھو گے۔

یونان نے جس وقت دیوار پر بنی سطرون کی شبیہ سے چھری نکالی تو سطرون ٹھیک تھا ہو کر کھڑا ہو گیا تھا اتنی دیر تک زمین پر گرے ہوئے عارب زورور اور ضبط بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ نیلی دھند کی قوتیں بھی قریب آگئی تھیں سطرون کے قریب آکر عارب نے بڑی پشیمانی اور تاسف کے انداز میں کہا سنو سطرون تم اچانک جب تکلیف میں مبتلا ہوئے تو میں بڑا بدحواس ہو گیا تھا میں مدت تمہیں یہ بتانا بھول ہی گیا تھا کہ جب کبھی بھی یونان تمہیں ایسی اذیت میں مبتلا کرے تو تم اپنی ہیئت اور اپنی شکل تبدیل کر دیا کرو اس طرح تمہیں اس اذیت سے نجات مل جائے گی اس لئے کہ جس چیز کی یہ شبیہ دیوار پر بناتا ہے اس پر جب یہ چھری مارتا ہے تو اسی شکل اور شبیہ کے انسان کو اذیت اور نقصان پہنچتا ہے۔ اگر شکل بدل لی جائے تو انسان اس اذیت میں مبتلا نہیں رہتا۔ یہ حربہ یونان ماضی میں ہمارے اور آقا عزازیل کے خلاف بھی استعمال کرتا رہا ہے اور ہم یہ طریقہ استعمال کر کے اس سے بچتے رہے ہیں۔

اس پر سطرون نے غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا سنو عارب جو دیوار پر شبیہ بنا کر کسی کو اذیت میں مبتلا کرنے کا حربہ یونان ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے تو کیا یہ حربہ تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس پر عارب بولا اور کہنے لگا سنو سطرون یہ عمل اس یونان نے مصر کی ایک عظیم کاہنہ سے حاصل کیا تھا یہ عمل یہ سحر یہ راز ہم نے اس کاہنہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس راز کو ہم سے پہلے ہی یونان نے اڑا لہذا میں عزازیل اور ضبط اس عمل کو حاصل کرنے میں ناکام رہے اب یہی عمل گاہے بگاہے یونان

سنو یونان اور یوسا تم جانتے ہو کہ میں تم دونوں میاں بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں تم دونوں کی حیثیت میرے ہاں نہایت ہی قابل اعتماد اور بھروسے کے عزیزوں جیسی ہے۔ مختصر الفاظ میں تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ میں یونان کو اپنا بھائی اور یوسا کو اپنی بہن تصور کرتا ہوں مجھے تم دونوں کی دانشمندی فہم و فراست اور جنگی مہارت پر بھی پورا پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی سمت قدم اٹھانے والا ہوں اور یہ قدم اٹھانے سے پیشتر میں تم دونوں سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ تمہاری مشاورت سے میں کوئی صحیح اقدام کرنے میں کامیاب ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد مملکت پر قبضہ کا مشورہ ہوا تو یونان یولا اور بڑے غور اور اطمینان سے اس نے مملکت پر قبضہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سنو برقہ میرے عزیز پہلے یہ کہو کہ تم کونسا عملی قدم اپنے لشکر کے ساتھ اٹھانا چاہتے ہو اس پر ہم کو برقہ فوراً بولا اور کہنے لگا یونان میرے بھائی تم جانتے ہو کہ ماضی میں میری قوم کی دنیا کے اندر بڑی حیثیت عزت اور تکریم تھی لیکن گزشتہ سالوں میں کنعانیوں کو رومنوں کے ہاتھوں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے جسکے نتیجے میں سسلی کے علاوہ جزائر سارڈینیا اور کارسیکا میں کنعانیوں کے مفاد کو بری طرح نقصان پہنچا ہے میں ان جزائر میں کنعانیوں کے مفادات کی بحالی کا اہتمام تو نہیں کرنا چاہتا اسلئے کہ یہ ایک مشکل اور دشوار کام ہے اور اسکے لئے رومنوں کے ساتھ ہماری نہ ختم ہونے والی جنگ شروع ہو جائے گی اور یہ جنگ کے علاوہ سمندر میں بھی تمام ساحلوں پر پھیل جائے گی اور ایسا کر کے میں اپنی قوم کو مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ اپنی قوم کی سطوت، عزت اور شہرت کی بحالی کیلئے میں ایک نیا اور انوکھا اقدام کرنا چاہتا ہوں۔

اور وہ یہ کہ میں اپنے موجودہ لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کروں گا۔ مغرب میں ابھی تک بے شمار قبائل ایسے ہیں جو آزاد رہ کر گزر بسر کر رہے ہیں ان قبائل کے

پس سنو یونٹ میرے بھائی اس کام کے درپردہ میں ایک بہت بڑی مہم سر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ ان صحرائی قبائل پر حملہ آور ہو کر اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد میں بڑی حمزئی سے مغرب کی طرف پیش قدمی کروں گا اور طنجہ کے ساحل تک جا پہنچوں گا۔ وہاں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر کے میں ایک بحری بیڑہ تیار کراؤں گا اس بحری بیڑے کی مدد سے میں افریقی ساحل اور اسپین کے درمیان پڑنے والے سمندر کو عبور کروں گا اور پھر اپنے لشکر کے ساتھ اسپین پر حملہ آور ہوں گا۔ میں تو چاہتا ہوں جہاں سبکی مارٹینیما کاریکا اور دوسرے جزائر میں کنعانیوں کے مفادات کو نقصان پہنچی ہے وہاں اسپین کو فتح کر کے ان نقصانات کی عطا کی کر دی جائے۔

سنو یوناف میرے بھائی اس موضوع پر تمہاری رائے طلب کرنے سے پہلے میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ اسپین کے ساحل کے ساتھ ساتھ پہلے سے میری قوم کی تجارتی چوکیاں قائم ہیں ہمارے تجارتی بیڑے اسپین کے ساحل پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں ان بحری بیڑوں کو جنگ میں استعمال کرنا نہیں چاہتا اسلئے کہ اس طرح عام لوگوں کو بھی خبر ہو جائے گی کہ میں اسپین پر حملہ آور ہونا چاہتا ہوں جبکہ میں ابھی ان باتوں کو خفیہ رکھنا چاہتا ہوں۔ طنز کے ساحل پر اس مقصد کے لئے میں اپنا ایک عظیم الشان بحری بیڑہ تیار کروں گا جسکی مدد سے میں اسپین پر حملہ آور ہوں گا۔ میرے لشکر میں بہت سے سپاہی ایسے ہیں جو اسپین کے ساحل سے خوب آشنا اور واقف ہیں اور یہ لوگ میرے لئے بڑے مددگار اور سودمند ثابت ہوں گے اب تم کو یوناف میرے بھائی کہ میری اس مہم کے سلسلے میں تمہاری کیا صلاح اور تمہارا کیا مشورہ ہے یہاں تک کہنے کے بعد مملکوتہ برقہ جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو برق مغربی صحراؤں کے باغی قبائل کو مغلوب کرنے کی آڑ میں اسپین پر حملہ آور ہونے کی تمہاری تجویز بہترین اور عمدہ ہے اگر تم اسپین کی اپنی مہم میں کامیاب رہو تو پھر تم یقیناً کنکاتیوں کے مفادات کی بحالی کا کام سرانجام دے سکتے ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اجرام میں داخل ہونے کے بعد جب تم شمال کی طرف اپنی فتوحات کا سلسلہ وسیع سے وسیع

تر کرتے چلے جاؤ گے تو اس سرزمین میں بھی تمہیں رومنوں سے خطرات ضرور درپیش ہونگے اس لئے جنوب سے شمال کی طرف تم یلغار کرتے ہوئے جب پیش قدمی کرو گے تو رومنوں کی شمالی سرحدیں چونکہ اسپین سے ملتی ہیں لہذا وہ تمہیں اپنے لئے ضرور خطرہ تصور کریں گے اور ضرور تمہارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کریں گے ایسی صورت میں میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ اسپین کے ساحل پر اترنے سے پہلے ایک بہترین بحری بیڑے کے ساتھ ساتھ ایک پر قوت اور جرار لشکر بھی تیار کرو تاکہ اسپین پر قبضہ کرنے کے بعد اگر تمہیں رومنوں کے خلاف جنگ کرنا پڑتی ہے تو تم کوئی پس و پیش اختیار نہ کرو۔

سنو برفہ اسپین کو فتح کرنے کے بعد جب رومنوں کے ساتھ تمہارا سامنا ہوتا ہے اور تم اگر رومنوں کے مقابلے سے پہلو تہی کرتے ہو اور ان کے ساتھ ٹکراتا نہیں چاہتے ہو تو اس طرح تم کنعانیوں کے مفادات کو مزید نقصان پہنچانے کا باعث بنو گے اور دنیا کے اندر کنعانیوں کی رہی سہی عزت اور شہرت بھی جاتی رہے گی لہذا اسپین کے ساحل پر تمہیں اپنی پوری تیاریوں کے ساتھ اترنا ہو گا تاکہ رومن جب تمہارے سامنے آئیں تو تم بے محابہ ان سے ٹکرا سکو اگر تم شمالی اسپین کی سرحدوں پر رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح تم ماضی میں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی کھوئی ہوئی عزت و شہرت کی بحالی کا فریضہ انجام دے سکتے ہو اور اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو تمہاری حیثیت کنعانیوں کے عظیم جرنیلوں اور با عظمت رہنماؤں میں شمار ہونے لگی گی۔ یہاں تک کہنے کے بعد یونان جب خاموش ہوا تو حکمبوقہ بولا اور کہنے لگا۔

یونان میرے بھائی تمہاری تجویز تمہاری رائے بہترین اور عمدہ ہے تم فکر مند نہ ہو میں مغربی صحراؤں کے باغی قبائل کی پوری طرح سرکوبی کرنے کے بعد طنجہ کے ساحل پر نہ صرف یہ کہ بہترین بحری بیڑہ تیار کروں گا بلکہ اپنے لشکر میں بھی اضافہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ باغی قبائل جب میرے مطیع ہوں گے ان میں سے بھی بھرتی کر کے میں اپنے لشکر کو بڑھاؤں گا اسکے علاوہ اسپین کے ساحل پر اترنے کے بعد وہاں بھی بھرتی کا سلسلہ جاری رکھوں گا اور اپنے لشکر کی تعداد کو کئی گنا بڑھا کر رکھ دوں گا اب جبکہ تم میرے ساتھ میرے اس حملے کی تائید کر رہے ہو تو تمہاری رائے اور اصلاح کی روشنی میں میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ہم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے مغرب کی طرف کوچ کریں گے تم دونوں میاں بیوی بھی میرے ساتھ ہو گے۔ میرے داماد حسد روبال اور بیٹا ہانی بال بھی میرے ساتھ ہو گا پہلے ہم مغرب کے صحرائی باغی قبائل کی مکمل سرکوبی کریں گے اسکے بعد اسپین پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اب تم دونوں میاں بیوی جا کر آرام کرو اسلئے

کہ کل صبح ہی صبح کوچ کیا جائے گا۔ اسکے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی یونان اور بیوسا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ حکمبوقہ کے خیمے سے نکل کر ہاتھ ڈالے اپنے خیمے کی طرف جا رہے تھے۔

دوسرے روز حکمبوقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ تیونس کے ساحل سے کوچ کیا اور وہ صحرا کے اندر مغرب میں بسنے والے ان باغی قبائل کی طرف بڑھا تھا جو وقتاً فوقتاً "کنعانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقوں میں لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم کرتے رہتے تھے اپنے لشکر کے ساتھ حکمبوقہ اپنی اساطیری شخصیت میں موت کی نگاہ اور عناصر ترکیبی کو منتشر کر دینے والے دھول نچاتے ہوئے گھوڑوں کی طرح ان باغی قبائل پر وارد ہوا تھا اور اپنے تیز حملوں میں اسی نے ان سارے قبائل کے دم خم لگانے شروع کر دیئے تھے۔

افریقہ کے صحراؤں میں یہ باغی قبائل طوفان کے طائر سیاہ جیسے خوفناک، امن کے کھیتوں میں زہر بونے والے اجنبی دلدل کی جاؤ جیسے خطرناک اور ظلمات کے سفر جیسے بھیناک خیال کئے جاتے تھے لیکن حکمبوقہ نے ایسے برق رفتار حملوں سے ان باغی قبائل کے جسم و روح کے مرکب کو دھنکی ہوئی اون اور بکھرے پتنگوں کی طرح منتشر کرنا شروع کر دیا تھا۔ باغی قبائل کے خلاف صحراء میں جگہ جگہ حکمبوقہ نے داستان ازم و الم کھڑی کرتے ہوئے اور انہیں خاک کا رزق بناتے ہوئے مٹی کے ڈھیر کی طرح ان کی لاشوں کے ٹودے لگانے شروع کر دیئے تھے۔ اس نے باغی قبائل کی ساری قوتیں منجمد کر کے رکھ رکھ دی تھیں اور صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ جس طرف بھی حکمبوقہ اپنے لشکر کے ساتھ رخ کرنا باغی قبائل اس طرح سے اسکے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوتے جیسے پرندے دھماکوں کی آواز سے درختوں سے اڑنے لگتے ہیں۔

ان باغی قبائل کی طاقت کے پشتوں اور قوت جبروت کے زعم کو توڑنے اور ان کے درد کے آنگن میں جلتی دھوب پھیلانے اور ان کی صفوں میں اپنی فتح اور کامیابی کے علم گاڑنے کے بعد چند ہفتوں تک اپنے لشکر کے ساتھ حکمبوقہ نے صحراء کے اندر ہی پڑاؤ کئے رکھا تاکہ اس دوران اگر کوئی اور قبیلہ ان کے خلاف سر اٹھائے تو اسکا قلع قمع کیا جا سکے۔ اس دوران اپنی کامیابی کی ساری خبریں وہ اپنے مرکزی شہر قرطاجت بھی روانہ کرتا رہا۔ قرطاجت کا حکمران طبقہ حکمبوقہ کی کامیابیوں پر بے حد خوش ہوا وہ مطمئن تھا کہ اسلئے دور میں اب افریقہ کے باغی قبائل کنعانیوں کیلئے نقصان دہ ثابت نہ ہوگا۔ دوسری طرف حکمبوقہ نے اپنے حکمران طبقے کو یہ خبر تک نہ ہونے دی کہ باغی

حملہ آور ہونے کے لئے وہ سمندر میں بڑی تیزی سے کوچ کر گیا تھا۔

○

اپنے باپ مملکورتہ کے ساتھ ہانی ہال اسپین کے ساحل پر اترا تو اس وقت اس کی عمر صرف نو برس تھی۔ مملکورتہ اسپین کے ساحل پر اتر کر بڑا کامیاب اور کامران رہا اپنے لشکر کے ساتھ لگا تار 9 سال تک وہ اسپین کے خلاف برسر پیکار رہا اس دوران اسپین کی حکومت اپنی پوری طاقت کے ساتھ مملکورتہ کے سامنے اپنا دفاع کرتی رہی اس کے علاوہ اسپین کی حکومت کو رومنوں کے علاوہ دیگر یورپی ممالک سے بھی مدد ملتی رہی اسپین کی حکومت کا خیال تھا کہ وہ مملکورتہ کی اس مہم کو مکمل طور پر ناکام بنا کر رکھ دے گی مملکورتہ پورے نو برس تک اسپین کے خلاف برسر پیکار رہا یہاں تک وہ ایک جنگ کے دوران مارا گیا۔ مملکورتہ کی موت کے بعد اس کے داماد حسدروہال نے سپہ سالار کی حیثیت سے کام کرنا شروع کر دیا۔

مملکورتہ کا داماد بھی لگا تار آٹھ برس تک اسپین میں برسر پیکار رہا اور جنوبی اسپین کو فتح کرنے کے بعد اس نے وہاں ایک منتخب حکومت قائم کر لی تھی۔ آٹھ سال کی اس جدوجہد کے بعد حسدروہال ایک جنگ کے دوران اسپین کے ہاتھوں مارا گیا حسدروہال کے بعد ہانی ہال نے لشکر کی سپہ سالاری سنبھالی۔ ہانی ہال ایک ایسا دلیر ایک ایسا شجاع اور جوانمرد تھا جو آج تک کنعانی قوم میں پیدا نہ ہوا تھا وہ انتہا درجے کا نڈر اور اپنی قوم کی عزت اور عظمت پر اپنی جان کو قربان کر دینے والا تھا۔

ہانی ہال کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ وہ بے حد دلیر تھا اور بہت کم خفا ہوا کرتا تھا وہ گرمی اور سردی دونوں خوب اچھی طرح برداشت کرنے کا عادی تھا۔ کھانے پینے کی طرف بہت کم دھیان دیتا تھا۔ جو ملتا تھا کھا لیتا تھا۔ سونے کی طرف بھی اس کی رغبت کم تھی بس جو فالتو وقت اسے ملتا اس میں وہ نیند کر لیا کرتا تھا۔ لباس کے سلسلے میں بھی وہ کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا کرتا تھا بس وہ عروں جیسا چنڈ اور عبا پہن کر اپنے عام لشکریوں میں سو رہتا تھا لیکن جس چیز پر وہ سب سے زیادہ دھیان اور توجہ دیا کرتا تھا وہ اس کی سواری اور اس کے ہتھیار تھے۔ وہ اپنے نیچے بہترین اور عمدہ نسل کا گھوڑا رکھتا تھا اور اپنے ہتھیاروں کے انتخاب میں بھی اس کا نقطہ نظر بہت بلند اور واضح تھا۔

ہانی ہال کا باپ مملکورتہ اور اس کا بہنوئی حسدروہال لگا تار سترہ سال تک اسپین میں برسر پیکار رہے تھے اور وہ اس طویل عرصے میں زیادہ سے زیادہ آٹھ اسپین کو فتح کرنے

اور فرمانبردار کرنے کے بعد وہ اسپین کا رخ کرے گا بلکہ اس نے اپنے حکمران کو بھی تار و پا کہ باغی قبائل کی قوت کو مغلوب کرنے کے بعد وہ کچھ عرصہ ان کے اندر ہی قیام کئے رکھے گا تاکہ پھر انہیں کبھی کنعانیوں کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت اور جرات نہ ہو۔ قرطاجہ کے حکمرانوں نے مملکورتہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہذا وہ مطمئن ہو گئے کہ مملکورتہ اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کے باغی قبائل کے اندر ہی پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔

دوسری جانب باغی قبائل کو سر کرنے کے بعد مملکورتہ بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف پیش قدمی کی اور طنجہ کے مقام پر وہ ساحل سمندر پر آ رہا۔ یہاں اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ اس پاس کی بستیوں، قصبوں اور شہروں سے اس نے اپنے لئے سامان رسد اور خوراک کے بہترین ذخیرے بھی جمع کر لئے تھے اسکے بعد اس نے اپنے لشکر کو قریبی جنگوں میں پھیلا کر لکڑی حاصل کی اور اس سے جہاز تعمیر کرنے شروع کر دیئے تھے تاکہ ایک مضبوط بحری بیڑہ تیار کر کے اسپین پر حملہ آور ہو سکے۔ اب ایک طرف اسپین پر حملہ آور ہونے کیلئے بڑی تیزی سے بحری بیڑہ تیار ہونے لگا تھا۔ دوسری طرف مملکو کے حکم پر سمندر کے کنارے کنعانیوں کے سب سے بڑے دیوتا جس کیلئے ایک قربان گاہ بھی تیار ہونے لگی تھی۔ اس ساحل پر مملکورتہ کا دوسرا بیٹا ماکو بھی اس سے آ ملا تھا۔

جب یہ قربان گاہ تیار ہو گئی تو اس قربان گاہ کے اندر مملکورتہ نے محل اور ملکت دیوتاؤں کے علاوہ عشتار دیوی کا بت بھی اس قربان گاہ کے اندر رکھا پھر وہ اپنے بیٹے ہانی ہال کو اس قربان گاہ میں لے گیا اس نے اپنے بیٹے کو دیوتاؤں کے سامنے کھڑا کیا اور دیوتاؤں کے نام کی قسم دلا کر اس نے ہانی ہال سے عہد لیا کہ وہ جب تک زندہ رہے گا رومنوں کے خلاف کام کرتا رہے گا اور یہ کہ وہ ہمیشہ کنعانیوں کی شہرت اور ان کی سر بلندی اور ان کے مفادات کی خاطر رومنوں کے مفادات پر ضرب لگاتا رہے گا اپنے باپ کا حکم مانتے ہوئے ہانی ہال نے محل دیوتا کے سامنے سر سجدہ ہوتے ہوئے اپنے باپ کے ساتھ عہد کرتے ہوئے قسم کھائی کہ وہ اپنی ساری زندگی کو رومنوں کے خلاف وقف کر کے رکھ دے گا اور یہ کہ اپنی کنعانی قوم کے مفادات اور اس کی عزت و آبرو کی خاطر وہ ہمیشہ رومنوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب رکھنے کی کوشش کرے گا۔ جب ہانی ہال یہ قسم دیوتاؤں کے سامنے کھا چکا تو مملکو ایسا خوش ہوا کہ اس نے چند یوم تک اپنے لشکر کو جشن منانے کا حکم دیا۔ صحرا کے اندر چند روز تک میے کا سا سماں رہا پھر ایسا ہوا کہ مملکورتہ کا بحری بیڑہ بھی تیار ہو گیا لہذا اس نے اپنے لشکر کو بحری بیڑے میں سوار کرایا اور اسپین پر

کرنے کے لئے آکر خیمہ زن ہوا تھا۔

دونوں لشکروں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کیں۔ حملے کی ابتداء وحشی اور خونخوار قباہ کی طرف سے ہوئی تھی۔ وہ ایک دم اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ دھوپ کی ابرق بے داری کی شام اور عقوبت کدے کی طرح ہانی ہال کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے حملہ آور ہوتے وقت ان وحشی قباہ کے افراد کی آنکھوں میں خار اور ان کے چروں پر بے چہرگی کا موسم جوش مار رہا تھا۔ وہ اس انداز اور اس بے باکی سے ہانی ہال اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے گویا وہ ہانی ہال اور اس کے لشکریوں کی حیات کی دھوپ اور زندگی کا محور چھین کر اپنے سامنے ان کی حالت کھوئی ہوئی کوار کے متلاشی طور جیسی کر دینا چاہتے ہیں۔

لیکن ان وحشی اور خونخوار قباہ کو اپنی خواہش اور اپنی امیدوں میں مکمل طور پر ناکامی ہوئی تھی اس لئے کہ وہ ماضی کی طرح اپنے حق میں بہتر امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے جبکہ اس بار ان کا مقابلہ ہانی ہال سے تھا جو خون کے سمندر میں بھی کود جانے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا ان خونخوار اور باغی قباہ کے حملوں کو روکنے کے بعد ہانی ہال خاک سے اُگ بن گیا تھا وہ آگ خون اور دھوپ کی طرح حرکت میں آیا اور اس انداز میں اس نے دریائے ٹیگوس کے کنارے خونخوار قباہ پر حملہ ہونا شروع کیا جیسے سیلاب ٹوٹ پڑا ہو یا طوفان زمین پھاڑ کر نکل کھڑا ہوا ہو دریائے ٹیگوس کے کنارے خونخوار قباہ پر حملہ آور ہوتے وقت ہانی ہال چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو کہہ رہا تھا۔ سنو کھینوں کے فرزندوں ان خونخوار قباہ پر اس طرح حملہ آور ہو کہ سین کی سر زمین پر ان کے دمہ کوئی آگن اور ان کے سر پہ کوئی چھت مت رہنے دنا انہیں اپنے سامنے سرخیدہ اور سرکشیدہ کرنا اور ان کی حالت روح کی راکھ اور پھٹے آنچل کی دھپوں، مسلی اوڑھینوں، عکس بے منظر، ابر گریز یا شجر سے کٹے ہوئے سائے کی طرح اور جلا وطن امیدوں جیسی بنا کر رکھ دینا۔

ہانی ہال کے ان الفاظ نے اس کے لشکریوں میں نیا جوش ایک ولولہ بھر کے رکھ دیا تھا وہ ایک اندھی قوت اور بے حساب طاقت کی طرح سین کے ان وحشی قباہ کو گھیر کر ان کا قتل عام کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ہانی ہال کے لشکر کے سامنے وہ وحشی قباہ پوری طرح مغلوب اور زیر ہوتے دکھائی دے رہے تھے اور پھر چند ساعتوں کی مزید جنگ کے بعد ہانی ہال کے لشکر نے ان خونخوار قباہ کا مکمل طور پر قتل عام شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے بہت کم کو اپنی چائیں بچا کر بھاگنے کا موقع ملا ورنہ اکثریت کو ہانی ہال نے تاج کر کے رکھ دیا تھا یوں ہانی ہال نے دریائے ٹیگوس کے کنارے اپنی

میں کامیاب ہو سکے تھے۔ ہانی ہال نے نو سال اپنے باپ کے زیر کمان کام کیا تھا اور آٹھ سال تک اپنے بہنوئی کے زیر نگرانی وہ جنگوں میں حصہ لیتا رہا تھا اس طرح اسپین میں اس نے لگا تار سترہ سال تک جنگی تجربات حاصل کئے اب اس کی عمر چھپیس برس ہو چکی تھی جب اپنے بہنوئی حیدر ہال کی موت کے بعد وہ اپنے لشکر کا سپہ سالار بنا تھا۔

سپہ سالار بننے کے بعد ہانی ہال طوفانی انداز میں اسپین کے خلاف حرکت میں آیا اور یکے بعد دیگرے اسے شکستیں دیتے ہوئے باقی ماندہ علاقہ بھی اس نے چھیننے کے بعد اپنے قبضے میں کرنا شروع کر دیا تھا۔ لشکر کا سپہ سالار اور کماندار اعلیٰ بننے کے بعد ہانی ہال کو اسپین میں جو سب سے بڑی مہم پیش آئی وہ دریائے ٹیگوس کے کنارے تھی۔ دریائے ٹیگوس کے کنارے اسپین کے سب سے زیادہ وحشی خونخوار اور بربریت پسند قباہ آباد تھے یہ ایک طرح سے نیم آزادانہ زندگی بسر کر رہے تھے اسپین کی حکومت کبھی بھی ان قباہ کے خلاف کامیابی حاصل نہ کر سکی تھی اور وہ ہمیشہ شمالی اسپین اور فرانس کی حدود تک اپنی من مانی کیا کرتے تھے ان وحشی قباہ کے متعلق اسپین اور فرانس کے سرحدی لوگوں کا خیال تھا کہ یہ لوگ بے تعلقی کے گھنے جنگل میں پھڑپھڑاتے۔ کچھ جیسے خطرناک اور بدگمانی کے انگاروں جیسے ہولناک ہیں ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ وحشی قباہ اپنے دشمنوں کے گھروں کو راکھ اور ان کے لوح دل پر آدمی رات کا سناٹا طاری کر دینے والے لوگ ہیں۔

لیکن اب ان وحشی قباہ کا مقابلہ اسپین کی حکومت یا ہانی ہال کے باپ مملکوبرقہ یا اس کے بہنوئی حیدر ہال سے نہیں تھا بلکہ ان قباہ کا پالا اب خود ہانی ہال سے پڑنے والا تھا جو اہل طب و علم اور اہل جاہ و حشم کی زیست کی ساری یکسوئی دھو ڈالنے کا فن خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ ہانی ہال ایک ایسا جرنیل ایک ایسا کماندار تھا جو اپنے دست ہنر سے قاتل کو قتل کے آداب سکھاتا بھی جانتا تھا اور دوسری طرف وہ لباس رسوائی طہارت اور پاکیزہ و پسندیدگی کے پوند لگانا بھی خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

ہانی ہال جب باغی اور خونخوار قباہ کے خلاف حرکت میں آیا تو سارے قباہ دریائے ٹیگوس کے کنارے جمع ہو گئے انہیں بچی اور بچتہ امید تھی کہ جس طرح ماضی میں انہوں نے اپنے آپ کو مملکوبرقہ اور حیدر ہال کے سامنے زیر اور مغلوب نہیں ہوئے دیا اسی طرح وہ ہانی ہال کو بھی اپنے مقابلے میں کامیاب اور کامران نہ ہونے دیں گے لہذا اپنی پوری طاقت اپنی پوری قوت اور اپنی پوری انفرادی تعداد کے ساتھ وہ ہانی ہال کے خلاف جنگ کرنے کے لئے دریائے ٹیگوس کے کنارے جمع ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ہانی ہال بھی طوفانی انداز میں پیش قدمی کرتا ہوا دریائے ٹیگوس کے سامنے ان باغی قباہ سے جنگ

کی ایک وحشی اور خونخوار قوت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔

دریائے ٹیگوس کے کنارے ان وحشیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہانی بال آندھی اور طوفان کی طرح سین میں حرکت میں آیا ہر شہر پر وہ اندھے سایوں سفاک و ستوں اور ہانپتی خاموشیوں کے بھیانک کھنڈرات کی طرح چھا گیا۔ ہر قصبے کو انہوں نے خونخوار خوابوں کے سایوں، زندگی کے اجڑے شمشان اور تاریک روحوں کے استھان کی صورت دی۔

ہر بستی کو اس نے تاریک روحوں کے استھان، گونگے سیاہ تاب اندھیرے، ریت کے سمندر اور صحراؤں کے سراب میں تبدیل کیا ہر قلعے کو اس نے مسمار کر کے اس کی حالت تشہ سائل، پیاسی ریت، نفرتوں، کشادوں اور شکادتوں جیسی کی۔ ہر لشکر پر وہ عناد و انتقام روح کی گھٹن اور جبر مسلسل بن کر طاری ہوا اور ہر دشمن کے لئے اسپین میں وہ فریب و قاف کا صحرا خور آلام اور زہر بھرا جام ثابت ہوا اسپین کی حکومت نے ہانی بال کی اس نقل و حرکت کو روکنے کی بہتری کوشش کی لیکن بری طرح انہیں ناکامی ہوئی ایک شہر سے دوسرے شہر ایک قصبے سے دوسرے قصبے اور ایک بستی سے دوسری بستی میں جست لگاتا ہوا ہانی بال مینوں میں نہیں بلکہ ہفتوں میں پورے سین پر آندھی اور طوفان کی طرح چھا گیا تھا۔

اسپین پر اپنا قبضہ اور استیلاء مکمل کرنے کے بعد ہانی بال نے کچھ عرصہ اپنے لشکر کو ستانے کا موقع دیا اس کے لشکر میں جو اسپین کے رضا کار شامل ہو گئے تھے انہیں اس نے ان کی کئی ماہ کی تنخواہ پیشگی دے کر گھر جا کر آرام کرنے کا موقع فراہم کیا اس لئے کہ سردیاں سر پر آگئی تھیں اور وہ پوری سردیاں اپنے لشکر کو آرام کرنے دینا چاہتا تھا۔ اسپین کے ان گھر بھیجے جانے والے لشکریوں کو اس نے تاکید کے ساتھ یہ حکم دیا تھا کہ جو نئی سردیاں ختم ہوں اور بہار شروع ہو وہ فوراً اس کے لشکر میں لوٹ آئیں تاکہ نئی مہم کی ابتداء کی جائے ہانی بال نے اسپین کے ان لشکریوں کو یہ بھی ترغیب دی کہ اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے انہیں بے شمار فوائد اور بے انت دولت حاصل ہوگی لہذا اپنے بقایا لشکر کو پوری سردیاں ہانی بال نے اسپین میں آرام کرنے کا موقع فراہم کیا جو نئی سردیاں ختم ہوئیں اسپین کے وہ رضا کار جو چھٹی پر گئے تھے وہ بھی لوٹ آئے یوں ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کو تیار کیا اور اب اس نے اسپین سے باہر اپنی مہم کی ابتداء کی تھی۔

اسپین کو مکمل طور پر اپنے زیر نگیں کرنے کے بعد ہانی بال نے سگنتوم شہر کا رخ کیا یہ شہر بظاہر تو اسپین اور اٹلی کی سرحد پر واقع تھا پورے اٹلی پر چونکہ اب رومنوں کی حکومت تھی لہذا اس شہر کو بظاہر تو رومن اسپین کے ساتھ ایک حد فاصل سمجھتے تھے لیکن ہانی بال کے حالیہ حملوں اور فتوحات کے پیش نظر رومنوں نے اس سگنتوم شہر میں اپنا ایک

بہت بڑا لشکر جمع کر دیا تھا اس سگنتوم شہر کا قلعہ بڑا مضبوط تھا۔ شہر کے گرد بڑے بڑے پتھروں کی ایک ایسی فصیل تھی جسے رومن کم از کم ناقابل تسخیر ضرور خیال کرتے تھے۔ رومنوں کو خدشہ تھا کہ اسپین پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال ضرور اپنی قوت کا رخ اٹلی کی طرف کرے گا لہذا انہوں نے سگنتوم شہر میں اس احتیاط کے تحت اپنا ایک بہت بڑا لشکر جمع کر دیا تھا تاکہ جب اسپین سے نکل کر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کا رخ کرے تو سگنتوم میں اسے شکست دے کر واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا جائے۔

سگنتوم بنیادی طور پر یونانیوں کا شہر تھا جو ایک آزاد اور خود مختار شہر شمار کیا جاتا تھا لیکن جب ہانی بال نے اسپین میں پے در پے فتوحات حاصل کیں تو یونانیوں کو اس کی طرف سے خطرہ ہوا لہذا انہوں نے رومنوں سے التماس کی کہ وہ اس شہر کی حفاظت کریں۔ رومن پہلے ہی چاہتے تھے کہ اس سرحدی شہر میں لشکر جمع کر کے ہانی بال کی پیش قدمی کو روکا جائے یہ ساری خبریں ہانی بال کو بھی اس کے جاسوسوں کی مدد سے پہنچ گئی تھیں لہذا ہانی بال نے اسی سگنتوم شہر کو اپنا ہدف اپنا نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ہانی بال اپنے وطن کی مانگ کا تارا اپنی قوم کے وقار کی رگ بن کر جانکاہ لہجوں اور ش کے بے کل سانسوں کی طرح قدم قدم پر ٹھوکر اور نفس نفس پر ضرب لگاتا ہوا سگنتوم شہر کی طرف بڑھا تھا۔ راستے میں پڑنے والے کو ہستانوں کی چوٹیوں کو اور لہجائے کھیتوں کو اس نے پامال کیا گاتے چشموں کے بستے امرت پانی اور چمکتی بل کھاتی ندیوں کو اس نے بے دھڑک عبور کیا خوابوں کے سبز موسموں، گمرے اندھیرے کی ویران راتوں اور زندگی کی ساری گرمی کو اپنا ہمنوا بناتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سگنتوم شہر کے سامنے آنمواد ہوا تھا۔

سگنتوم شہر میں جو یونانیوں اور رومنوں کا مشترکہ لشکر تھا اس کے سالاروں اور کمانداروں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہانی بال کے سامنے اس شہر میں محصور رہ کر مقابلہ کیا جائے ہانی بال نے دو ایک روز تک اس شہر پر حملہ آور ہو کر فوج کرنے کی کوشش کی جب اس نے اندازہ لگایا کہ اس شہر کے دروازے اس قدر مضبوط ہیں کہ انہیں توڑنا انتہائی مشکل کام ہے اور شہر کی فصیل ایسے بڑے بڑے اور مضبوط پتھروں سے بنی ہوئی تھی کہ اس میں شکاف کرنا جان جو کھوں کا کام تھا دو دن تک اپنے لشکریوں کے ساتھ کئی جگہ سے ہانی بال نے رسیوں کی سیڑھی کی مدد سے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن فصیل کے اوپر سے یونانی اور رومنوں کی طرف سے اس قدر کھوتا پانی آگ کے انگارے اور تھر پھٹکے جاتے کہ ہانی بال کے لشکریوں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑتا۔

جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ ہانی بال ر محتاط کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ہانی بال میرے عزیز! اس موقع پر جب کہ تمہارے لشکری بڑے بڑے مینڈھوں کے سر ٹکرا کر مگنتوم شہر کی فصیل میں شکاف ڈال چکے ہیں میرے خیال میں اگر تم ان شکافوں کے ذریعے اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرو گے تو شہر کے اندر جو محافظ لشکر موجود ہے اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر تمہیں شہر میں داخل ہونے سے روکے گا لہذا تمہیں شہر میں داخل ہونے کے لئے ان کے ساتھ طویل جدوجہد کرنا پڑے گی اتنی دیر تک پشت کی طرف سے آنے والے رومن بھی پہنچ جائیں گے اور وہ بھی تمہاری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جائیں گے اس طرح تمہارا لشکر دو طرفہ حملے میں پس کر رہ جائے گا اس صورت حال سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس جگہ تم نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا ہے یہاں سے اپنا پڑاؤ ہٹا کر پیچھے ہو جاؤ کم از کم دو میل تک اپنے لشکر کو شمال کی طرف لے جاؤ ایسی صورت میں رومنوں کا آنے والے لشکر اور شہر کے محافظ دونوں ہی تمہارے سامنے رہیں گے اور پشت کی طرف سے تمہیں کسی حملہ کا خطرہ اور اندیشہ نہ رہے گا اور اگر آنے والے رومنوں کا لشکر اس شہر کے محافظوں کے لشکر کے ساتھ مل کر تمہارے سامنے آ جائے پھر بھی خطرے کی کوئی بات نہیں ہے تم بڑی آسانی سے متحدہ لشکر کو شکست دے کر شہر میں داخل ہو سکو گے۔

ہانی بال کو یونان کا یہ مشورہ بے حد پسند آیا اور اس نے اسی وقت اپنے لشکر کو وہاں سے اپنا پڑاؤ ختم کر کے دو میل شمال کی طرف جانے کا حکم دیا ہانی بال کے لشکری یہ حکم سنتے ہی آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے اپنی ہر چیز کو انہوں نے لہجوں اور ساعتوں کے اندر سمیٹ کر رکھ دیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے وہاں سے کوچ کیا اور وہاں سے دو میل شمال میں جا کر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈال دیا تھا۔

ایسا کرنے کے تھوڑی دیر بعد رومنوں کا نیا آنے والا لشکر بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ رومن یہ امید لگائے بڑی تیزی سے مگنتوم شہر کی طرف بڑھے کہ وہ ہانی بال کے لشکر کی پشت پر حملہ آور ہو کر اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے لیکن مگنتوم شہر کے پاس پہنچ کر جب انہیں یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ شہر کا محاصرہ ختم کر کے دو میل شمال میں جا کر بیٹھ گیا ہے تو انہیں بڑی مایوسی ہوئی تاہم ہانی بال کے اس خطرے کو ٹالنے کے لئے انہوں نے ہانی بال کے لشکر سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا تھا شہر کے محافظ لشکر کے جرنیل نے رومنوں کے سالار کو یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر ہانی بال کے لشکر سے مقابلہ کرے لیکن رومن جرنیل نے اس کی اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانی بال نے اپنے لشکر کی اسلحہ تیار کرنے والی بھٹیاں گرم کیں لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر بنائے گئے پھر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بڑے شہتیروں کو جنگلی رتھوں کے اندر رکھا گیا ان رتھوں کے اوپر اگلے حصوں کو لکڑی کے بڑے بڑے تختوں سے ڈھانپ دیا گیا تاکہ ہو گھوڑے اور لشکری ان رتھوں پر کام کریں فصیل کے اوپر سے جو تیر اندازی کی جائے ان سے وہ محفوظ رہیں۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال انتہائی غضبناک اور غصے کے عالم میں حرکت میں آیا۔ وہ بڑے بڑے مینڈھے کے سر لگے ان شہتیروں کو کئی جگہوں سے ہری طرح بار بار شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرایا گیا جس کے نتیجے میں فصیل کئی جگہ سے پھٹ گئی اور اس میں شکاف پیدا ہو گئے اب ہانی بال کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ مگنتوم شہر میں داخل ہونا انتہائی سہل اور آسان ہو گیا تھا لیکن جس وقت اس نے فصیل میں شکاف کئے تھے اور وہ شہر میں داخل ہونے کے متعلق سوچ رہا تھا اسی وقت اس کے جاسوسوں نے اسے یہ خبر دی کہ رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر مگنتوم شہر والوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا ہے اور وہ اس وقت چند میل کے فاصلے پر ہے اور ہانی بال کے لشکر پر ضرب لگانے کے لئے بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا ہے۔

ہانی بال کو جس وقت یہ اطلاع دی گئی اس وقت وہ اپنے گھوڑے پر سوار مگنتوم شہر کی فصیل میں ڈالے جانے والے شکاف کو بڑے غور اور اطمینان سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دائیں پسو میں اس وقت یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی بھی فصیل کے اندر پڑنے والے شکافوں کا جائزہ لے رہے تھے اپنے ان جاسوسوں کے جانے کے بعد ہانی بال یونان کی طرف متوجہ ہوا اور بڑی اپنائیت میں وہ یونان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا یونان میرے عزیز! اس کائنات میں زندگی بسر کرتے ہوئے تم نے ایک طویل عرصہ گزارا ہے میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تم خرق عادت اور مانوق البشریت قوتوں کے مالک بھی ہو اس لئے کہ جس طرح جوان اور توانا تم میرے باپ کے دور میں تھے اب بھی تم دونوں میاں بیوی دیسے کے دیسے ہی ہو میں تم دونوں میاں بیوی کو گزشتہ سترہ برس سے اسی حالت اور کیفیت میں دیکھتا آ رہا ہوں اس موقع پر جبکہ میں مگنتوم شہر کی فصیلوں میں شکاف ڈال چکا ہوں اور دوسری طرف سے رومن میری پشت پر حملہ آور ہونے والے ہیں مجھے کیا کرنا چاہیے کیا میں اپنے لشکر کے ساتھ فصیل میں پڑنے والے شکافوں سے شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر کے رومنوں کا مقابلہ کروں یا کھلے میدانوں میں اپنی طرف پیش قدمی کرنے والے رومنوں پر حملہ آور ہوں یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال خاموش ہوا تو یونان نے گردن

پھیلاتے ہوئے ایک طرح سے رومنوں کو گھیرنے لگے تھے جلدی ہی ہانی ہال نے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا گھیراؤ کر لیا اور پھر چاروں طرف سے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ سگنتوم شہر سے دو میل پر کھلے میدانوں میں ہانی ہال نے اس جنگ میں کسی بھی رومن کو بھاگنے کا موقع نہ دیا سارے رومنوں کا اس نے صفایا کر کے رکھ دیا اور ان کی ہر شے پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومنوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد ہانی ہال پھر سگنتوم شہر کی طرف بڑھا۔ پہلے کی طرح بڑی جانفشانی کے ساتھ اس نے لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر لگے شہتیر فصیل سے کرا کرا کر فصیل کے اندر کئی جگہ سے شکاف پیدا کر دیئے تھے پھر مزید انتظار کئے بغیر ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ اس طرح سگنتوم شہر میں داخل ہوا جس طرح زندگی کے گلستان میں موت کی آہٹ، وقت کے تیز منجدھار میں زہر آلود شب اور ایک سیل بے پناہ داخل ہوتا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد ہانی ہال اور اس کے لشکریوں نے خوب موت کا کھیل کھیلا ہر روح کو انہوں نے زخمی اور ہر جسم کو انہوں نے گھٹا کر لیا سگنتوم شہر کے اندر جو محافظ لشکر تھا اس کا انہوں نے پوری طرح قتل عام کیا اور ہر شہری کی امیدوں اور ارمانوں میں آگ لگا کر رکھ دی تھی۔ شہر کے اندر جس قوت نے بھی کنعانیوں سے کمرانے کی کوشش کی کنعانیوں نے اس کا دامن شعلوں اور شراروں سے بھر دیا ہر قوت کو انہوں نے شہر کے اندر اندر ریزہ ریزہ آئینوں اور پارہ پارہ عکس میں تبدیل کر دیا تھا۔ شہر کے محافظ لشکر کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد ہانی ہال نے سگنتوم شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

سگنتوم شہر پر قبضہ کرنے اس کے حالات اس کا نظم و نسق درست کرنے اور اس پر اپنا ایک حاکم مقرر کرنے کے بعد ہانی ہال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تھا۔ اس نے دریائے امیرو کے کنارے آ پڑاؤ کیا تھا اور یہ وہ دریا تھا جس کے آگے رومنوں کی باقاعدہ سلطنت کا آغاز ہوتا تھا۔ اس وقت تک چونکہ سردیاں شروع ہو گئی تھیں لہذا ہانی ہال نے اپنے لشکر کو سستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اسپین کے وہ لشکری جو ہانی ہال کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے انہیں اس نے چٹیاں دے دیں کہ وہ سردیاں اپنے گھروں میں گزار سکیں۔ یہ سپاہی سردیاں گزارنے کے بعد بھاگے بھاگے ہانی ہال کے لشکر میں دوبارہ شامل ہو گئے تھے اس لئے کہ ان گرمیوں میں انہیں بے شمار فوائد حاصل ہونے کی امید تھی۔

جب سردیاں گزر گئیں اور موسم بہار کا آغاز ہوا تو ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ حرکت

کر دیا بلکہ اس نے مشورہ دیا کہ شہر کا محافظ لشکر شہر کے اندر ہی رہے اور وہ اکیلا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی ہال کے لشکر سے ٹکرائے گا۔

رومن جرنیل نے شہر کے محافظ لشکر کے جرنیل کو تنبیہ کی کہ اگر وہ بھی میرے ساتھ مل کر ہانی ہال سے ٹکرائے کی کوشش کرتا ہے تو اسے خطرہ اور خدشہ ہے کہ ہانی ہال جیسا تیز ہنر اور فہم و فراست رکھنے والا جرنیل کہیں دوسری سمت چلا جائے اور پھر وہ شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لے ایسی صورت میں وہ ہم دونوں کے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گا۔ رومن جرنیل کی یہ تجویز شہر کے محافظ لشکر کے سالار کو پسند آئی لہذا شہر کا محافظ لشکر شہر کے اندر ہی رہا اور انہوں نے بڑی تیزی سے حرکت میں آتے ہوئے فصیل کے اندر پڑنے والے شکافوں کو پر کر کے پھر پہلے جیسا مضبوط اور مستحکم بنا دیا تھا دوسری طرف رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے شمال کی طرف بڑھا تاکہ ہانی ہال سے ٹکرائے اور اسے پسپا کر کے اسپین کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دے۔

ہانی ہال کے لشکر کے سامنے آتے ہی رومن جرنیل نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیتے ہوئے جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔ رومن اپنے پورے نئی پاگل پن میں جسموں کا آشوب، زبان کا جبر اور وقت کے الٹاک پر حسد کا نگار خانہ بن کر ہانی ہال اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے رومن کنعانیوں کو عسوری اور ترائی عربوں کا رشتہ دار سمجھ کر اپنے سے بیچ اور کمتر خیال کرتے تھے حمہ آور ہونے میں انہوں نے دیر اس لئے نہ کی تھی کہ وہ اچانک حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بھول گئے تھے کہ ان کا پالا ان کا واسطہ کسی عام جرنیل سے نہیں بلکہ ہانی ہال سے تھا جو جنگ کے درمیان دشمن کی صفیں الٹ دینے کا فن خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

رومنوں کے اس حملے کے سامنے ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ عداوت کی سخت چٹان ثابت ہوا تھا پھر دفاع سے نکل کر جب اس نے جارحیت اختیار کی تو وہ نوے بائیس تارکیوں اور بارود کے سوداگر کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ جلتے بجھتے شعلوں کی دستک کی طرح اس نے رومنوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور ہانی ہال کے جوابی حملے کے سامنے رومن یوں محسوس کر رہے تھے جیسے ناگ بھنی کے جنگل میں ان پر سلگتا ہوا صحرا اور سمندر اپنے پورے تلاطم کے ساتھ وارو ہو گیا ہو۔ یہ جنگ زیادہ دیر نہ رہ سکی اس لئے کہ ہانی ہال نے سامنے کی طرف سے حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

سامنے کی طرف سے وہ خود حملہ آور رہا اور دائیں بائیں سے دو جرنیل اپنے لشکر کو

اور طوفان کی طرح آگے بڑھتا چلا گیا میڈیا پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کیا یہاں اس نے اور اس کے لشکریوں نے خوب لوٹ مار کی اور ایرانیوں کی سب سے بڑی دیوی اناہیدہ کے مندر کے خزانے کو بھی لوٹا اور مندر کو بھی انہوں نے گرا کر زمین کے برابر کر دیا تھا۔

میڈیا ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اشک سوئم نے چاہا کہ جیسے بھی بن پڑے اینٹی اوگس کا راستہ روکے چنانچہ اس نے زیر زمین بننے والے پانی کی کریڑوں کو پتھروں سے بھرا دیا تاکہ دشمن کو پانی نہ مل سکے اور وہ لوٹ جانے پر مجبور ہو جائے بعض مقامات پر اس نے پانی کے اندر زہر بھی ملا دیا تھا لیکن اشک سوئم کی یہ ساری تدبیریں بھی کارگر ثابت نہ ہو سکیں کیونکہ اینٹی اوگس بڑی برق رفتاری سے شہر پر شرفخ کرتا چلا جا رہا تھا۔

پشتر اس کے کہ اشک سوئم پانی کو مزید ضائع کرتا اینٹی اوگس ایک لمبا چکر کاٹ کر اس کے شہر صدور پہنچ گیا اور یہ شہر بھی اس نے فتح کر لیا اینٹی اوگس کا خیال تھا کہ اس قدر فتوحات کے بعد اشک سوئم ضرور مغلوب ہو کر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا لیکن اشک سوئم ہر قیمت پر اپنی مملکت کی مدافعت کرنا چاہتا تھا اینٹی اوگس کا مقابلہ کرنے کے لئے اشک سوئم نے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا اس نے جب دیکھا کہ کسی بھی میدان میں وہ اینٹی اوگس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور وہ اس کے شہر پر شرفخ کیے جا رہا ہے تو اشک سوئم نے وحشی اور خونخوار سکائی قبائل کا رخ کیا وہ گرگان پہنچا اور سکائی قبائل کے سرداروں سے اس نے اینٹی اوگس کے خلاف مدد طلب کی۔ سکائی اینٹی اوگس کے خلاف اشک سوئم کی مدد پر آمادہ ہو گئے اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا گیا اتنی دیر تک اینٹی اوگس بھی اپنے لشکر کے ساتھ اشک سوئم کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا۔

کہا اہلس کی دشوار گزار راہوں کو عبور کرتا ہوا اینٹی اوگس گرگان تک آن پہنچا تو اشک سوئم نے سکائی قبائل پر مشتمل جو لشکر تیار کیا تھا اس کا سامنا اینٹی اوگس کو کرنا پڑا۔ اشک سوئم کا خیال تھا کہ وہ سکائی قبائل کی مدد سے بہت جلد اینٹی اوگس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کی امید بیکار گئی اس لئے کہ یہ جنگ طول پکڑ گئی تھی۔ اینٹی اوگس نے بڑی جرات مندی اور دلیری سے سکائی قبائل کا سامنا کیا تھا جب جنگ طول پکڑنے لگی تو اینٹی اوگس اور اشک سوئم دونوں یہ چاہنے لگے کہ کسی نہ کسی طرح ان کے درمیان صلح ہو جائے۔ لہذا دونوں نے آپس میں گفت و شنید کی اور اینٹی اوگس نے یہ شرط پیش کی کہ اشک سوئم تلخ پر قبضہ کرنے میں اینٹی اوگس کی مدد کرے تو وہ اشک سوئم کی خود بخاری کو تسلیم کر لے گا۔

میں آیا شاید وہ رومنوں پر بھرپور ضرب لگا کر نہ صرف یہ کہ رومنوں کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنا چاہتا تھا بلکہ اس قسم کو بھی پورا کرنا چاہتا تھا جو افریقی ساحل پر اس کے باپ نے، جل دیوتا کے سامنے اس سے لی تھی۔ بہر حال رومنوں پر ضرب لگانے کے لئے ہانی بال نے دریائے ایبرو کو پار کیا اور نوے ہزار پیدل اور بارہ ہزار سوار فوج کے علاوہ وہ اپنے اکیس ہاتھیوں کے ساتھ دریائے ایبرو کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کی سلطنت میں بڑی تیزی سے کوہ الپس کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔

○

دوسری طرف عرب، لیبیہ، سطورن اور زروہ نے ایران میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ ایران کے متعلق ہم پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ سکندر اعظم کے بعد ایران کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی ایک حصے پر یونانیوں کی حکومت رہی اور دوسرے حصے پر ایران کا اشکانی خاندان حکمران ہو گیا تھا۔ یونانی حصے پر اس وقت اینٹی اوگس حکمران تھا جبکہ اشکانی سلطنت کا حکمران اشک سوئم تھا۔ اشکانی سلطنت اپنے ہر بادشاہ کو اشک کہہ کر ہی پکارتی تھی پہلے دو اشک کے بعد اشک سوئم ایران کے آدھے حصے کی سلطنت پر حکمران ہوا تھا۔

نکتہ پر بیٹھتے ہی اشک سوئم نے جب یونانی حکمران اینٹی اوگس کو ایشیائے کوچک کی مہم میں مصروف دیکھا تو اس نے اپنی مملکت کو وسیع کرنا چاہا پس قدم اس نے میڈیا کی طرف اٹھایا اور اس شہر کو اس نے مسخر کر لیا پھر گرگان کے پہاڑوں میں سے ہوتا ہوا کروستان پہنچا اور سارے علاقے کو مطیع کرتا ہوا وہ مزید پیش قدمی پر آمادہ ہوا اس طرح اس نے گرگان کے بعد ہمدان، کلاہ اور بین النہرین کو بھی فتح کر کے اپنے تسلط میں لے لیا تھا۔

دوسری طرف یونانی حکمران اینٹی اوگس بھی اشک سوئم کی ان مہموں سے فکر مند ہوا اپنی چھوٹی موٹی مہموں سے فارغ ہونے کے بعد اینٹی اوگس نے اشک سوئم کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا مورخین کہتے ہیں کہ اس لشکر میں کم از کم ایک لاکھ پیدل اور بیس ہزار سوار تھے اس لشکر کے ساتھ یونانی حکمران اینٹی اوگس حرکت میں آیا اور وہ علاقے جو اشک سوئم نے فتح کر لئے تھے وہ اس نے واپس لینے کا تہیہ کیا۔

اینٹی اوگس سب سے پہلے آرمینیا کی طرف بڑھا اور پہلے ہی زور دار حملے میں اس نے آرمینیا کو فتح کر لیا پھر میڈیا کا رخ کیا وہاں اشک سوئم نے مزاحمت کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا ہوا تھا چنانچہ میڈیا پر بھی اینٹی اوگس قابض ہو گیا اس کے بعد اینٹی اوگس آندھری

چنانچہ اس شرط پر اینٹی اوگس اور اشک سوئم میں صلح ہو گئی۔ اشک سوئم نے تلخ پر

ہوئے کہنا شروع کیا عارب میرے دوست میرے بھائی ایک عرصہ ہوا ہم نے یونان اور یوسا کی کوئی خبر نہیں لی اس دنیا میں جب میں اپنے اطراف میں نگاہ دوڑاتا ہوں تو مجھے صرف ایک یونان ہی دکھائی دیتا ہے جس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں مجھے صحیح حلف اور سرور آتا ہے اس لئے کہ اور کوئی اس کے علاوہ ایسا ہے ہی نہیں جو میرے ساتھ مقابلہ کر سکے یونان کے ساتھ گزشتہ مقابلوں میں میں نے یہ تو اندازہ لگا لیا ہے کہ میں اس سے زیادہ طاقتور اور زور آور ہوں گو میری ضربوں کے جواب میں وہ بھی مجھے خوب ضربیں لگاتا ہے لیکن تم جانتے ہو کہ بالآخر غلبہ میں ہی اس پر حاصل کرتا رہا ہوں اور اس غلبے میں میرے لئے کمال سرخوشی اور اطمینان کا پہلو نکلا کرتا تھا۔ گزشتہ دنوں آقا عزازیل جب ہم سے ملنے آئے تھے تو انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ یونان اور یوسا دونوں میوں بیوی کنعانوں کے جرنیل ہانی بال کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں اور ہانی بال اسپین کو فتح کرنے کے بعد رومنوں پر ضرب لگانے کے لئے اٹلی میں داخل ہوا چھوٹا ہے لہذا میری خواہش ہے کہ آؤ چاروں ہانی بال کے لشکر کی طرف کوچ کریں وہاں کوئی اچھا موقع دیکھتے ہوئے یونان اور یوسا پر ضرب لگائیں اور ان پر ثابت کریں کہ نیکی کے نمائندے ہونے کے باوجود وہ دونوں ہمارے سامنے زیر اور مغلوب ہیں اور ہم جب بھی چاہیں انھیں مار مار کر اپنا مقصد اور اپنا مطلب حل کر سکتے ہیں۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا سطرون میرے بھائی تم نے میرے دل کی بات کہی ہے یونان پر ضرب لگانا اور اس کو اپنے سامنے زیر کرنا ہمیشہ سے میری دلی خواہش رہی ہے جب کبھی بھی وہ اذیت دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ اگر تم یونان سے ٹکرا کر اسے پھر سے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا چاہتے ہو تو آج ہی یہاں سے کوچ کرتے ہیں اور ہانی بال کے لشکر کا رخ کرتے ہیں اور وہاں یونان پر ایسی ضرب لگائیں گے جسے وہ صدیوں تک یاد رکھے گا۔ عارب جب خاموش ہوا تو فیصلہ بولی اور کہنے لگی۔

کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنے اس کام کی اطلاع آقا عزازیل کو بھی کریں تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ جائیں مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ اگر ہم چاروں یونان اور یوسا کے مقابلے میں ناکام رہے تو جو حالت ہم ان کی بنانے کے بارے میں سوچ بیچارہ کر رہے ہیں کہیں ایسی ہی حالت وہ ہماری نہ بنا کر رکھ دے۔ اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں یونان سے صرف سطرون ہی ٹکرائے گا میں تم اور ذرودہ علیحدہ کر کے

قبضہ کرنے کے لئے اینٹی اوگس اور اشک سوئم دونوں کے متحدہ لشکر کو بلخ کے حکمران یوتی ڈیموس کے مقابلے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لہذا اینٹی اوگس بلخ سے واپس لوٹ گیا جبکہ اشک سوئم بھی واپس جا کر اپنی سلطنت پر حکمرانی کرنے لگا تھا۔

بلخ میں ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد اینٹی اوگس نے سکندر اعظم کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کیا تھا بلخ کو فراموش کر کے اس نے ہندوستان کا رخ کرنے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے اس نے کوہ ہندو کش کو عبور کر کے کابل کا رخ کیا پھر درہ خیبر سے گزر کر ہندوستان میں داخل ہوا۔ ہندوستان میں اس وقت راجہ اشوک کے جانشین حکمران تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ اینٹی اوگس ہندوستان پر حملہ آور ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ اینٹی اوگس سے صلح کر لی جائے چنانچہ زر کثیر اور ہاتھیوں کا تحفہ اینٹی اوگس کو پیش کیا گیا اور اسے یہ التماس کی گئی کہ وہ ہندوستان میں مزید پیش قدمی نہ کرے اینٹی اوگس نے اس پیش کش کو قبول کر لیا وہ واپس ہوتا اور سرحدوں کو پامال کرتا ہوا محمد دریا کے کنارے کنارے سیتان کی طرف چلا گیا تھا۔ صحرائے لوط کو عبور کر کے اینٹی اوگس ایرانی شہر بزم شیر آیا اور یہاں بھی اس نے اپنے لئے بہت فوائد حاصل کئے اس کے بعد اس نے یہاں سے بھی پیش قدمی کی۔ سردیوں کا موسم اس نے کسان میں ہر کیا اس کے بعد اس نے خلیج فارس کا رخ کیا اور کرا شہر کو مسخر کرنے اور مالی اور معاشی فوائد حاصل کرنے کے بعد وہ واپس اپنے مرکزی شہر چلا گیا تھا۔

اشک سوئم اپنی اشکانی سلطنت کو کچھ مضبوط اور مربوط بنانے کے بعد اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا فریابت اشک چہارم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا سربراہ بنا تھا۔ دوسری طرف یونانی سلطنت پر اینٹی اوگس ہی حکومت کر رہا تھا لیکن اب اینٹی اوگس کی قوت بھی دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی جبکہ بلخ کی حکومت اس کے مقابلے میں دن بدن ترقی کرتے ہوئے بڑی تیزی سے طاقت اور قوت حاصل کرتی جا رہی تھی اس طرح قدیم ایرانی سلطنت میں بیک وقت تین حکومتیں پردریش پا رہی تھیں۔ ایک بلخ کی حکومت دوسری یونانیوں کی حکومت تیسری اشکانی سلطنت۔

○

عارب فیصلہ سطرون اور ذرودہ نے ابھی تک اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جبکہ چاروں بیٹھے کسی موضوع پر باہم گفتگو کر رہے تھے سطرون کو کوئی خیال گزرا اور ایک دم اس نے چونکتے ہوئے عارب کو مخاطب کرتے

(1) ذرودہ ایران کہتے ہیں کہ یہ اپنے پیش رو ڈیوڈس کا خاتمہ کر کے حکمران ہوا تھا (تاریخ ایران قبول ایک بدعنوانی)

پھر کوئی تعرض نہیں کریں گے اس پر فیصلہ پھر بولی اور کہنے لگی جب سطرون کے مقابلے میں یونان مار کھانے لگے گا تو ظاہر ہے کہ یوسا بھی یونان کی مدد کے لئے میدان میں اترے گی تم لوگ جانتے ہو کہ شروع میں یوسا یونان سے بدترین نفرت کرتی تھی مگر اب وہ اس سے دیوانگی کی حد تک محبت اور پیار بھی کرتی ہے لہذا وہ کسی بھی صورت یونان کو زیر اور مغلوب نہیں دیکھ سکتی اگر سطرون نے اس مقابلہ میں غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی تو یوسا ضرور میدان میں اترے گی اس بار ذروہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اگر سطرون اور یونان کے مقابلے میں یوسا نے میدان میں اترنے کی کوشش کی تو پھر ہم تینوں بھی ان کے مقابلے کے لئے جم جائیں گے اور ان دونوں میاں بیوی کو مار مار کر ان کی شکل اور ہیئت ہی تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ اس پر فیصلہ پھر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے بولی ایسا کرنا ہمارے لئے کسی بھی صورت آسان نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اگر ہم سب مل کر ان دونوں پر وارو ہوں گے تب اہلیکا جو ایک نا آشنا اور ایک بھرپور اجنبی طاقت ہے بھی ہمارے خلاف حرکت میں آئے گی اور جب اہلیکا ہم پر ضرب لگائے گی تو پھر ہم میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور اس کے مقابلے میں ہمیں کہیں پناہ بھی نہ ملے گی تم لوگ جانتے ہو کہ ماضی میں کئی بار اہلیکا آقا عزازیل پر بھی ضرب لگا کر اسے مقابلے کے میدان سے بھاگ جانے پر مجبور کر چکی ہے۔ لہذا اہلیکا ہی وہ اصل آفت اور مصیبت ہے جو ہمیشہ سے ہمارے مقابلے میں یونان اور یوسا کو غالب اور کامیاب رکھتی رہی ہے اس بار سطرون بولا اور کہنے لگا شروع میں تو ہم صرف یونان سے ہی تعلق رکھیں گے یوسا پر ہاتھ نہیں ڈالیں گے اور اگر یوسا نے بھی میدان میں کودنا پسند کیا اور اس کی وجہ سے اہلیکا بھی میدان میں آئی تو پھر ہم اہلیکا سے بھی پیٹ لیں گے۔ اس پر بھی ہم ثابت کریں گے کہ جس طرح مقابلے میں ہم یونان اور یوسا کے لئے دشوار گزار اور مشکل ہیں ویسے ہی زوردار اور طاقتور ہم اہلیکا کے مقابلے میں بھی ثابت ہوں گے سطرون کی گفتگو سے فیصلہ کو کچھ ڈھارس ہوئی تو پھر چاروں آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس سرائے سے اسپین اور اٹلی کی سرحد کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

اسپین سے نکل کر اٹلی کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال کا خیال تھا کہ وہ لگاتار چند روز تک پیش قدمی کرے گا یہاں تک کہ اٹلی کے کوہستان اہلیس پر جا کر اپنے لشکر کو سستے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرے گا اس کے بعد وہ اٹلی کے اندرونی

حصوں میں اپنی فتوحات کا طوفانی آغاز کرے گا لیکن کوہستان اہلیس تک پہنچنے سے قبل اسے راستے میں پڑنے والے دریائے ایبرو دریائے ہیرا نیز اور دریائے رون کو عبور کرنے کے ساتھ ساتھ ان علاقوں میں پھیلے ہوئے رومنوں اور وحشی گال قوم کے لشکروں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا یہ وحشی گال شمالی اٹلی میں آباد تھے اور یورپ کے اندر انہیں ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا تھا یہ انتہائی قسم کے خونخوار اور بربریت پسند قبائل تھے اور اپنے جس دشمن کے خلاف بھی یہ حرکت میں آتے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے تھے ان سارے خطرات کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا تھا۔

دریائے ایبرو اور دریائے ہیرا نیز کو اس نے بڑی آسانی سے عبور کر لیا اس کے بعد وہ بڑی تیزی سے یلغار کرتا ہوا دریائے رون تک آپہنچا تھا راستے میں چٹنے قصبے شہر اور بستیاں پڑتی تھیں ان سب کو اس نے فتح کیا وہاں سے اس نے پیشار مال و دولت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کے لئے خوراک اور اناج کے بھی وسیع ذخائر حاصل کر لئے تھے۔ دریائے رون کے کنارے اس نے اپنے لشکریوں کے درمیان ہاتھ آنے والی ساری دولت تقسیم کر دی تھی جس کی وجہ سے اس کے لشکریوں کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے تھے۔ دریائے رون کو عبور کرنے سے پہلے ہانی بال نے وہاں اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تاکہ مزید آگے پیش قدمی کرنے سے قبل اس کے لشکری سستاپیں لہذا اس نے اپنے لشکر کو وہاں تین روز تک دریائے رون کے کنارے پڑاؤ کرنے اور آرام کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

○

ایک روز یونان اور یوسا اپنے لشکر سے تقریباً دو میل شمال میں دریائے رون کے کنارے چل قدمی کرنے کے بعد اپنے لشکر میں واپس جا رہے تھے کہ اچانک ایک بہت بڑی پٹھان کے قریب اہلیکا نے یونان کی گردن پر بڑا تیز بس دیا۔ اہلیکا کی طرف سے یہ بس ملنے کے بعد یونان چونک سا پڑا تھا اس کی حالت اور کیفیت دیکھتے ہوئے یوسا بھی سمجھ گئی تھی کہ اہلیکا اس سے کچھ کہنے والی ہے۔ اپنا ریشی بس دینے کے بعد اہلیکا بولی اور یونان کو مخاطب کرنے ہوئے کہنے لگی۔

یونان میرے عزیز میرے حبیب! مجھے غور سے سنو میں تمہارے لئے ایک بہت اہم خبر رکھتی ہوں۔ عارب فیصلہ سطرون اور ذروہ نے اشکانی قوم کے مرکزی شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا اچانک وہاں انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ وہ اتنے

سنو یوسا سطرون نبیطہ عارب اور ذرودہ ہم دونوں پر وارد ہونے والے ہیں اگر سطرون اکیلے نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو تو ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جانا میں اس سے ٹکراؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میرا خدا جسے میں نے ابھی پکار پکار کر التجا اور التماس کی ہے وہ مجھے سطرون کے سامنے مایوس اور مغلوب نہیں رکھے گا۔ مجھے امید ہے کہ بدی کے سامنے وہ نیکی معصیت کے سامنے خیر اور برائی کے سامنے اچھائی کو وہ فنا اور زیر نہ ہونے دے گا۔ یونان ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ خاموش ہو گیا اس لئے کہ اس چٹن کے قریب اور ان دونوں میاں بیوی کے سامنے سطرون عارب نبیطہ اور ذرودہ نمودار ہوئے تھے اور پھر سطرون چند قدم آگے بڑھا پہلے اس نے ایک بھیاںک اور مکروہ قہقہہ لگایا پھر تکبر بھرے انداز میں وہ یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے اٹلی کی اس سر زمین کے اس دریا کے کنارے تم پر میں آوازوں میں گونجتی جدائی ہجر کے لمحے اور لمحوں کی سی ہے بی طاری کروں گا۔ تیرے دل کا آئینہ مکروہ اور تیرے ضمیر کی حالت وقت کے تیز منجدھار میں ندامتوں کے منظر جیسی کروں گا۔ سن خاک کے پیکر سن وقت گزیدہ شخص تیرے شیشے کے خوابوں پر میں چراغ آخر شب طاری کر کے رہوں گا دیکھ نیکی کے نمائندے میں سطرون اپنی ذات کے بے اتھاہ سمندر میں ناقابل تغیر ہوں۔ مجھنا میرا مقصود نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے دشمنوں کی روح زخمی اور جسم گھائل کر دیا کرتا ہوں۔ دیکھ دریائے رون کے کنارے میں تجھے ایسی اذیت تجھے ایسی ذلت آمیز اذیت میں ڈالوں گا کہ تو اسے صدیوں نہ یاد رکھے گا اب میں تیرے پیچھے پڑ چکا ہوں تجھ سے تیرا لقمہ تجھ سے تیری ساری قوت چھین کر رہوں گا یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یونان بھی بڑی غضبناکی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے اتنی لافزنی اور اتنے قفاخرد تکبر سے کام مت لے دیکھ میں بھی بوندوں میں بہہ جانے والا ریت سے کٹ جانے والا اور بے انت خلاء میں کی بھول بھلیوں کا کوئی مسافر نہیں ہوں تمہارے مقابلے میں میں اپنا معیار شرف قائم و دائم رکھوں گا۔ تیری آمد سے پہلے میں اپنے آقا اپنے مالک اور اپنے رب کو انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ پکار چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ دریائے رون کے کنارے میں تیری ساری سرمستیاں اور مکاریاں و خوش گمانی اور تیرے سارے نشتر پیرا کو مٹا کے رکھ دوں گا۔ سن سطرون اس بزمگاہ ہستی میں اس بزمگاہ ہستی میں جینے کے وسائل تم نہیں میرا اللہ پوٹھا ہے اور میں اسی کی فیصل ذات پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی مدد اور نصرت کے بل بوتے پر میں تم سے یہ

عرصے سے بیکار بیٹھے ہیں لہذا تم پر ضرب لگانی چاہئے اب وہ آندھی اور طوفان کی طرح تم پر وارد ہونے کے لئے دریائے رون کا رخ کر رہے ہیں لہذا ان کے آنے سے قبل تم لوگ مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جہاں تک میرا خیال ہے سطرون اکیلا تم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ یوسا پر بھی حملہ آور ہوئے یا تم دونوں کے مقابلے میں عارب نبیطہ اور ذرودہ نے بھی آنے کی کوشش کی تو پھر میں ان کے خلاف آگ اور طوفان کی طرح حرکت میں آؤں گی اور ہاں اگر سطرون اکیلا تم سے مقابلہ کرتا ہے تو میں نے جب دیکھا کہ وہ تم پر غائب آنے کی کوشش کر رہا ہے تو میں اس پر بھی ایسی ضرب لگاؤں گی کہ اسے تمہارے سامنے بے بس کر کے رکھ دوں گی۔

ایلیکا کی یہ گفتگو سن کر یونان اور یوسا کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے۔ یونان وہاں بیٹھ گیا۔ چٹان کے قریب اس نے اپنے خداوند کے حضور ایک طویل سجدہ کیا پھر وہ دوزانو ہو کے بیٹھ گیا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے بڑی رقت بڑی عاجزی سے وہ دعا مانگتا ہوا کہہ رہا تھا۔

”اے اللہ اے سرے جہانوں کے ناظم اور مدبر عزائیل کے گماشتے خزاں کے ساختی اور بکھرے لمحوں کے امین بن کر میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ اے اللہ روپ کے یہ زشت من کے کالے اور نیکی کے خیالات سے میرا وہموں کے پرستار جبر مسلسل اور قریب وفا کا صحرا بن کر مجھ پر روح کی گھٹن زخموں کی جلن طاری کرتے ہوئے میری حالت بے لباس ہستی تشنہ سرحل اور پیاسی ریت جیسی کر دینا چاہتے ہیں۔ اے آسمان کو بزم انجم سے سجانے والے زمین کو قبائے خاک عطا کرنے والے بدی کے ان گماشتوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اے رات کی آنکھوں میں تاریکی بکھیرنے والے اور دن کے چہرے پر اجالا پھیلانے والے میں تم سے ہی عزائیل کے ساتھیوں کے مقابلے میں اور نصرت کی التجا کرتا ہوں۔“

یونان بیچارا چٹان کے پاس بیٹھا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے بڑی عاجزی بڑی انکساری کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا جبکہ یوسا بیچاری طائر پر شکستہ کی طرح اس کے قریب کھڑی تھی اس کی آنکھوں میں ہزاروں سوال ہوئیں پھر چپ چہرے پر غبار آلود اداسی چھائی ہوئی تھی وہ بیچاری قبر کی تنگی کے منظر جیسی بے سکوں لہو سے رنگین صلیب جیسی انسرہ اور زہر آلود ڈو جیسی لچار دکھائی دے رہی تھی۔ وہ محبت سے بھرے عجیب سے جہنموں کے ساتھ بڑے غور اور انہماک سے یونان کی طرف دیکھے جارہی تھی۔ دعا ختم کرنے کے بعد یونان اپنی جگہ سے اٹھا محبت اور چاہت بھرے انداز میں وہ یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کو لہو لہو کر کے رکھ دوں گا۔

جواب میں سطران یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے کالی شریندی سراب دشت گمان اور عذاب بے نوائی کی طرح آگے بڑھا۔ دکھ کے سایوں کی طرح اس نے اپنا ہاتھ بکراں خلاؤں میں بلند کیا تاکہ یوناف پر احساس معطل کر دینے والی ایک ضرب لگائے لیکن اپنا ہاتھ فضاؤں میں بلند کر دینے کے بعد وہ ضرب لگائے کے لئے اپنا مکا یوناف پر گرائی چاہتا تھا کہ یوناف برق کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا ہوا میں اچھلتے ہوئے اس نے سطران کا اٹھا ہوا بازو پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا اس کے بعد اس نے ایک جست فضا میں لی پوری قوت سے اس نے اپنے دونوں پاؤں ٹھوکر کے سے انداز میں سطران کے پیٹ میں دے مارے تھے یہ کالی ہونناک ضرب تھی جو سطران کے پیٹ میں لگی تھی اس ضرب کو لگانے کے ساتھ ساتھ یوناف نے اس کا پکڑا ہوا بازو بھی چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے سطران بل کھاتا ہوا تھوڑی دور جاگرا تھا اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے سطران کی حالت لسلوں کی نفرت، طلسمات کے گمان خواہشوں کی دھوپ اور جس کے لحوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی وہ زمین پر گر گیا تھا اور انتہائی بے بسی اور تعجب سے یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا اس موقع پر یوناف اس سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے عزادیل کے بدکار ساتھی! تیری ستم کاری کے سامنے میں مجبوری کا کھیل تیرے دہم و گمان کے ساحل پر کالج کا ٹکڑا اور تیرے خوابوں کے سایوں میں بے بسی کا بھنور نہیں ہوں گا بلکہ تیری ساری بدگمانی پر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ تیرے خیالات کی وحشت کو ماند کر کے رکھ دوں گا۔ اٹھ اور میرے ساتھ کرا پھر دیکھ خداوند قدوس فتح اور شکست کا فیصلہ کس کے مقدر میں لکھا ہے۔

یوناف کے اس چیلنج پر سطران ایک زہریلی جست کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا دیوانگی کے انداز میں اور ایک جنونی کیفیت میں وہ یوناف کی طرف بڑھا اس بار اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کے پیٹ چہرے اور کندھے پر لگا مار کئی کئی دے مارے تھے۔ جنہیں یوناف کمال جرات مندی اور ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے برداشت کر گیا تھا ساتھ ہی وہ کسی زہریلے انسان کی طرح حرکت میں آیا پہلے اس نے اپنی کہنی سطران کی گردن کے بالائی حصے پر ماری اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں کی ٹھوکر اس نے سطران کے دائیں گھٹنے پر لگائی پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح مڑا اور اپنے دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ سطران کی ناک اور آنکھوں پر اس قوت سے مارا تھا کہ تکلیف کے باعث سطران بری طرح بلبلا اٹھا تھا اور بل کھاتا ہوا کئی گز پیچھے لڑھک گیا تھا۔

یوناف کی کارگزاری کو دیکھ کر پیوسا کے چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں رقص کر رہی تھیں اس کے خوبصورت ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ چل رہی تھی جبکہ دوسری طرف عارب نبیطہ اور زروعہ کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی تھی وہ تینوں سطران کا مدد کرنے کے لئے پر تول ہی رہے تھے کہ اس موقع پر پیوسا بلند آواز میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ ستو بدی کے گماشتہ اگر تم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر سطران کی مدد کرنے کی کوشش کی تو پھر لکھ رکھنا دریائے رون کے کنارے ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا اور اس طوفان میں تمہاری حالت بگولوں اور آندھیوں کے اندر اڑتے ہوئے خس و خاشاک سے مختلف نہ ہوگی لہذا یوناف اور سطران کو آپس میں ٹکرانے دو اور دیکھو حادثات کس کے حق میں پلٹ کھاتے ہیں۔ پیوسا کی یہ گفتگو سن کر عارب نبیطہ اور زروعہ کسی حد تک سنبھل گئے تھے اور انہوں نے آگے بڑھ کر سطران کی مدد کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

یوناف نے جب اپنے دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ سطران کے چہرے پر مارا اور سطران لڑکھاتا ہوا دور گرا تو یوناف آگے بڑھ کر اس کے قریب آیا اور اسے پھر مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ سطران اٹھ آج دریائے رون کے کنارے تو دیکھے گا کہ تو اس قابل نہیں کہ مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکے دیکھ سطران جب تک میرا اللہ میرا خداوند اس کائنات کا ناظم اور مدبر میرے ساتھ ہے اور جب تک مجھے اس کی مدد اور حمایت حاصل ہے میں تیرے جیسے کتوں کو مار مار کر بھگاتا رہوں گا۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطران بیخ پ ہو گیا تھا وہ اٹھ کر کھڑا ہونا ہی چاہتا تھا تھا کہ یوناف پھر آگے بڑھا اور لگاتار پاؤں کی کئی ٹھوکریں اس نے سطران کے پیٹ میں دے ماری تھیں سطران بری طرح جھک گیا تھا اس موقع پر یوناف پھر حرکت میں آیا فضاؤں کے اندر اس نے لمبی جست لی اور پھر اپنی دونوں کہنیاں اپنی پوری قوت کے ساتھ اس نے سطران کی پیٹ پر دے ماری تھیں۔ سطران درد کی شدت کے باعث بوجھ لدے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا اور کالی حد تک لڑھکنا ہوا وہ پیچھے کی طرف ہٹ گیا تھا۔

یوناف آندھی اور طوفان کی طرح سطران کے خدق حرکت میں آیا تھا شاید اب وہ سطران کو سنبھلنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا اپنے دونوں پاؤں کو باری باری اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے سطران پر بری طرح لائقوں مکوں اور طمانچوں کی بارش کر دی تھی۔ یوں یوناف بری طرح سطران کو مارتا رہا یہاں تک کہ جب وہ بالکل ہی متعطل دکھائی دینے لگا تو اچانک یوناف کسی شاہین کی طرح آگے بڑھا نیچے جھک کر اس نے سطران کو اپنے دونوں ہاتھوں میں فضا کے اندر بلند کر دیا تھا پھر اس نے اسے زروعہ کے

پاؤں کے قریب بری طرح شیخ دیا تھا پھر وہ چلاتے ہوئے عارب فیصلہ اور زور سے کہنے لگا۔

سنو خداوند کے باغیو! سنو عزادیل کے ساتھیو! تم لوگ بڑے قناظر اور بڑے مہمذ کے ساتھ میری طرف آئے تھے کہ دریائے رون کے کنارے مجھے مغلوب کر کے میری بے بسی اور ناچارگی کا تماشا دیکھ سکو پر سن رکھو کسی کو فتح نصیب یا شکست خوردہ بنانا کسی انسان کسی فرشتے یا جن کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ سارے کام خداوند قدوس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھے ہیں وہی مقدرات کا بتانے اور قسمتوں کا بگاڑنے والا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ کس قدر تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ سطرون میرے ساتھ ٹکرانے کے لئے آیا تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ اپنے خداوند کی مدد کے سارے میں نے اسے مار مار کر اس کی حالت یم غشی کی سی کر دی ہے لہذا تم تینوں یہاں سے دفع ہو جاؤ اور اس سطرون کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ سطرون بھی یونان کی یہ غیض و غضب کی گفتگو سن چکا تھا لیکن اس پر ایسا لاغرین اور ایسی ناچارگی طاری ہو گئی تھی کہ وہ مزید یونان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا لہذا وہ چاروں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے رون کے کنارے سے شاید وہ واپس اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر کی اس سرائے کی طرف چلے گئے تھے جہاں انھوں نے پہلے سے قیام کر رکھا تھا۔



ہانی ہانی نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے چند روز تک قیام کئے رکھا اس دوران اپنے لشکر کے ساتھ دریا کو پار کرنے کے لئے اس نے بہترین انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے کچھ مجر دریائے رون کے کنارے کنارے شمال کی طرف روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ دریا کا پاٹ کس جگہ سے تنگ ہے جہاں سے اسے آسانی کے ساتھ عبور کیا جاسکے۔ دریائے رون کے کنارے قیام کے دوران ہانی ہانی نے مقامی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کی چھوٹی اور بڑی کشتیاں تیار کروانا شروع کیں اس کے علاوہ اس نے بڑے بڑے لٹھوں کے ٹھٹ بن کر ان پر خوب مٹی ڈال کر اور ان میں بٹی کو کوٹ کر اس پر لپائی کر دی گئی تھی تاکہ لٹھوں کے ان ٹھاٹھوں کے ذریعے ان ہاتھیوں کو دریائے رون پر کرایا جاسکے جو ہانی ہانی کے لشکر میں شامل تھے۔

جب یہ سارے انتظامات مکمل ہو گئے تو ہانی ہانی نے دریائے رون کے دوسرے کنارے وحشی اور خونخوار گلوں کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس دوران

اس کے مجر ہانی نے اسے یہ بھی اطلاع کر دی تھی کہ شمال میں تقریباً بیس میل اوپر جا کر دریا کا پاٹ ایک جگہ تنگ ہے جہاں سے دریا کو یا آسانی عبور کیا جاسکتا ہے یہ اطلاع پانے کے بعد ہانی ہانی نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا جبکہ دوسرا حصہ اس نے اپنے ایک جرنیل ہانو کی سرکردگی میں دیا۔ یہ ہانو نوجوان تھا اور کنعانیوں کے ماضی کے ایک بہترین جرنیل بولمکر کا بیٹا تھا۔ لشکر کی تقسیم کے بعد ہانی ہانی نے اپنے جرنیل ہانو کو حکم دیا کہ وہ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی میں بیس میل شمال کی طرف چلا جائے وہاں سے وہ مجر ہانی کی رہنمائی میں دریائے رون کو پار کرے اور پھر وہ دریا کے دوسرے کنارے لہا چکر کائناتے ہوئے وحشی گلوں کی پشت پر نمودار ہو کر ان پر اچانک حملہ آور ہو جائے اور جب وہ ایسا کر چکے گا تو ہانی ہانی بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ سے دریا کو پار کرے گا جس جگہ اس نے پڑاؤ کر رکھا ہے اور سامنے کی طرف سے گلوں پر حملہ آور ہو جائے گا اس طرح وحشی گلوں کو اس دو طرفہ حملے سے پس کر رکھا دیا جائے گا۔ لہذا ہانو اپنے مجر ہانی کی اطلاع کے مطابق اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی میں دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ہانو ایک دلیر نوجوان اور مہم جو نوجوان تھا رات کی تاریکی میں اس نے دریائے رون کو اس جگہ سے عبور کیا جس کی نشاندہی مجر ہانی نے کی تھی دریا کے دوسرے کنارے جا کر اس نے اندھیرے کی آڑ میں ایک لہا چکر کائنات پھر وہ گلوں کی پشت پر جا کر بڑی تیزی سے ان پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ دوسری طرف ہانو کی روانگی کے بعد ہانی ہانی بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کرنے کی تیاریاں کرنے لگا یہاں اس نے جو چھوٹی بڑی کشتیاں تیار کی تھیں اس نے اس میں اپنے پیدل دستوں کو سوار کروا دیا اور لٹھوں کے جو بڑے بڑے ٹھٹ اس نے بنائے تھے اس میں سے کچھ پر اس نے اپنے ہاتھی سوار کرواتے باقی اس نے اپنے گھوڑ سواروں کو بٹھا دیا تھا اس طرح وہ دریا عبور کرنے کے لئے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دوسرے روز صبح ہی صبح کنعانیوں کا نوجوان اور مہم جو جرنیل ہانو دریائے رون کے اس پار گلوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا گو ہانو کے لشکر کی تعداد گلوں کے لشکر سے بہت کم تھی پھر بھی ہانو ایسی دلیری سے حملہ آور ہوا جیسے دل کے آگینوں کی خاموش تلوں میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو اس اچانک حملے سے گال اول اول تو پریشان ہوئے تھے لیکن جلد ہی انھوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ انھوں نے جب دیکھا کہ پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے لشکر کی تعداد ان کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے تو انھوں نے

ہانو کے اس لشکر کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے بڑی تیزی سے ان پر حملہ آور ہوئے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن جواب میں ہانو بھی کسی صف شکن مرد جری کی طرح جذبہ حب الوطنی کی شمع سے لیس ہو کر ان پر قلعہ موں کے مدوجزر کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور ان کے جھوٹے خوابوں اور کالے آنکھوں میں دعاؤں کی کرچیوں کی سی کیفیت پیدا کر کے رکھ دی تھی ہانو اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے پیانہ شب و روز میں جانتاری کے لحوں اور جن طلب لحات کی طرح آگے بڑھتے ہوئے وحشی اور خونخوار گالوں پر وحشت میں ٹھنڈی طویل اندھیاری رات اور آگ و موت کے خونی کھیل کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا۔

آگاہی ہوئی تو اس نے آئسر کے حکمران کے چھوٹے بھائی سے فوراً رابطہ قائم کیا اور اسے یہ شرط پیش کی کہ اگر وہ اسے اسکے لشکر کے لئے رستہ اور کمک فراہم کرے تو وہ اسے آئسر کی حکومت حاصل کرنے میں مدد دے گا آئسر کے حکمران کا چھوٹا بھائی اس بات پر آمادہ ہو گیا لہذا آئسر پر حملہ آور ہو کر ہانی بال نے اس کے حکمران کو وہاں سے مار بھگایا اور اس کے چھوٹے بھائی کو آئسر کا حکمران بنا دیا جواب میں آئسر کے اس حکمران شہزادے نے ہانی بال کو ہر وہ چیز مہیا کی تھی جس کی ہانی بال نے خواہش کی تھی اس طرح آئسر میں چند روز قیام کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کے اندر پیش قدمی شروع کر دی تھی۔

اتنی دیر تک ہانی بال نے بھی اپنے لشکر اور ہاتھیوں کے ساتھ دریائے رون کو عبور کر لیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال جب دریائے رون کے بائیں کنارے پر پہنچا تو دشمن کی پشت اب اس کی طرف تھی اس لئے کہ اس سے پیسے ہی اس کا جرنیل ہانو دشمن سے برسرِ پیکار ہو چکا تھا دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے ہانی بال کے پاس یہ سنہری موقع تھا لہذا آنا "قانا" اس نے اپنے لشکر کو ترتیب کیا پھر وہ نسلوں کی نفرت ظلمات کے گمان اور خواہشوں کی دھوپ کی طرح وحشی اور خونخوار گالوں کی پشت سے حملہ آور ہوا تھا ہانی بال کے یوں حملہ آور ہوتے ہی جنگ کی حدت بڑھنے لگی لڑائی کا دامن پھیلنا رہا۔ آہ و فغاں کے شعلے شدت اختیار کرتے چلے گئے غلظ بناتی اور خون چاتی سامنے کی طرف سے ہانو اور پشت کی طرف سے ہانی بال کے حملہ آور ہو جانے کی وجہ سے وحشی اور خونخوار گالوں کے لئے مرگ کی میق گہری گھٹیوں میں قیامت کی گھڑیاں موت کی نمود کے مناظر عذاب بے نوائی اور قتل گاہوں کے تلاؤ جوش مارنے لگے تھے۔ وحشی گال ہانی بال اور ہانو کے دو طرف جسے کا زیادہ دیر مقابلہ نہ کر سکے لہذا وہ شکست اٹھ کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے ہانی بال اور ہانو دونوں نے ملکر تھوڑی دور تک ان خونخوار گالوں کا تعاقب کیا ان کا خوب قتل عام کر کے ان کی تعداد کو انھوں نے کم کر کے رکھ دیا اور ان کے ساتھ جو مال و اسباب تھا وہ سب ان سے چھین لیا دریائے رون کے کنارے ہانی بال اور ہانو کے ہاتھوں وحشی گالوں کی یہ بدترین شکست تھی گالوں کو شکست دینے کے بعد ہانی بال نے پھر اٹلی کے اندر پیش قدمی کی یہاں تک کہ وہ آئسر شہر میں جا پہنچا۔

اس شہر میں اسے ایک نئی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ آئسر شہر کا جو حکمران تھا وہ رومنوں کے شہزادوں میں سے ایک تھا۔ جبکہ اس کا چھوٹا بھائی بھی اسی شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ اور یہ بھی آئسر شہر کی حکومت کا متمنی تھا۔ ہانی بال کو جب اس صورت حال سے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی میں داخل ہو کر دور دور تک ترکناز اور یلغار کئے ہوئے تھا تو رومن اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کہاں چھپے بیٹھے تھے صورتحال یہ تھی کہ رومن ان دنوں اپنے شمالی علاقوں میں خونخوار گالوں ہی کے ساتھ الجھے ہوئے تھے ان وحشی گالوں نے رومنوں کے علاقوں پر لگاتار شب خون مار کر ان کا جینا دو بھر کر رکھا تھا۔ وہ رومنوں کے شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے اور ہر چیز چھین کر ان شہروں اور بستیوں کے رہنے والوں کا قتل عام کر دیتے تھے بڑی مشکل سے ان گالوں کا خاتمہ کرنے کے بعد رومن ہانی بال کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے تھے فی الفور انھوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے ایک مانے ہوئے اور آزمودہ کار نلیوس کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ اور کار نلیوس کے چھوٹے بھائی نائیوس کو اس کا ماتحت بنانے کے بعد کتھنیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا کار نلیوس اور نائیوس دونوں بھائی اپنے لشکر کو لے کر بڑی تیزی سے دریائے رون کی طرف بڑھے تھے یہاں پہنچ کر جب انھیں یہ خبر ہوئی کہ کتھانیوں کے جرنیل ہانی بال نے دریائے رون کے کنارے وحشی گالوں کو بدترین شکست دی ہے اور اب وہ دریائے رون کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھ گئے ہیں تو کار نلیوس اور نائیوس دونوں بھائیوں کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ہانی بال کا تعاقب کریں بلکہ وہ دریائے رون سے ہی اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

جبکہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے کنارے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ ویائن کے مقام پر جا پہنچا یہاں ہانی بال نے دریا کا کنارہ چھوڑ دیا اور دائیں طرف ہٹ کر وہ اٹلی کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا تھا ایک لمبا چکر کائے ہوئے وہ دوبارہ سینٹ جینکس کے مقام پر دریائے رون کے کنارے آکر پھر پیش قدمی کرنے لگا تھا یہاں تک کہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے جب وہ سینٹ برنارڈ کے مقام پر آیا تو اس

کے سامنے اذیتوں اور مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے ہو گئے تھے۔

اور وہ اس طرح کہ کوستانی سلسلوں کے وحشی اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر ہانی یال کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے وہ حشرات الارض کی طرح پہاڑوں کے اندر سے نمودار ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کا قتل عام کریں اور ان کے لشکر کی ہر چیز چھین کر دوبارہ کوستانی سلسلوں میں روپوش ہو جائیں لیکن ان کوستانی وحشیوں کے مقابلے میں ہانی یال نے کمال نظم و ضبط شجاعت اور دسری کا مظاہرہ کیا جو نہی اس نے دیکھا کہ یہ پہاڑی وحشی قبائل ان پر حملہ آور ہونے لگے ہیں ان کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی اس نے اپنے آپ کو تیار کر لیا اور ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی ہانی یال کا یہ حملہ ایسا خونخوار تیز اور تند تھا کہ اس نے سامنے آنے والے ہر وحشی اور خونخوار قبائلی کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کوستانی سلسلوں کے اندر ہانی یال کے حملے کے نتیجے میں دور دور تک ان پہاڑی افراد کی لاشیں پھیل اور بکھر گئی تھیں۔

ایک بار ان کا صفایا کرنے کے بعد ہانی یال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی اس پیش قدمی کے دوران یہ پہاڑی قبائل رات کی تاریکی میں اچانک نمودار ہو کر ہانی یال کے لشکر پر شب خون مارتے تھے اور اسے کافی نقصان پہنچاتے رہے تاہم ہانی یال بڑے صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹلی کے اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی جاری رکھی یہ پہاڑی قبائل دن کے وقت ہانی یال کے لشکر پر حملہ آور نہ ہوتے تھے اس لئے کہ انہیں خدشہ تھا کہ جوابی کارروائی کر کے ہانی یال انہیں نیست و نابود کر دے گا اس لئے کہ ایک بار وہ اس کے ہاتھوں دن کی لڑائی میں کافی نقصان اٹھا چکے تھے لہذا وہ رات کی تاریکی کا سہارا لے کر صرف شب خون مارنے پر ہی اکتفا کر رہے تھے تاہم ہانی یال بھی اپنے لشکر کے ساتھ پسے کی نسبت چوکن ہو گیا تھا اور ان سے پہنچنے کے لئے اس نے دور تک اپنے جاسوس پھیل دیئے تھے جن کی بتائی ہوئی خبروں کی روشنی میں ہانی یال پیش قدمی کرتا رہا۔

ان وحشی پہاڑی قبائل نے جب دیکھا کہ ہانی یال کسی طرح بھی ان کے قابو نہیں آتا تو ان کے کچھ سردار ہانی یال کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنے رویے کی انہوں نے معافی مانگی اور ہانی یال کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں تک اس کے لشکر کی رہنمائی کریں گے ہانی یال نے بظاہر ان کی رہنمائی کو قبول کر لیا لیکن اندرونی طور پر وہ ان پر اعتماد اور بھروسہ نہ کر رہا تھا اور احتیاط کے طور پر اس نے اپنے لشکر کو ہریری صورت حال سے نمٹنے کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا تاہم ان پہاڑی قبائل کے رہبروں کی رہنمائی میں ہانی یال نے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

یہ پہاڑی قبائل کے راہبر ہانی یال اور اس کے لشکر کو ایک ایسی وادی میں لے آئے جو چاروں طرف سے بلند اور ناقابل عبور کوستانی سلسلوں سے گھری ہوئی تھی ہاں مشرق کی طرف ایک چھوٹا سا درہ تھا جس سے نکل کر اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں میں داخل ہوا جاسکتا تھا۔ کوستانی سلسلوں سے گھری ہوئی اسی وادی میں ان پہاڑی قبائل نے اچانک اس کے لشکر پر حملہ کر دیا ہانی یال چونکہ ان قبائل کے راہبروں پر مکمل اعتماد اور بھروسہ نہ کر رہا تھا لہذا وہ متوقع صورتحال کے لئے تیار تھا اس نے بھی جوابی حملہ کیا اور تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد اس نے پہاڑی قبائل کے ان وحشیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا بہت کم لوگوں کو بھاگ کر اپنی جانیں بچانا نصیب ہوا۔

پہاڑی قبائل نے جب دیکھا کہ ان کے دوسرے لشکر کو بھی ہانی یال کے مقابلے میں بدترین شکست ہوئی ہے تو انہوں نے اپنی دونوں کشتوں کا ہانی یال سے انتقام لینے کا عہد کر لیا تھا یہ پہاڑی قبائل فوراً حرکت میں آئے اور مشرق کی طرف جو درہ اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں کی طرف کھلتا تھا اس درے کو انہوں نے بھر دینے کا ارادہ کر لیا تاکہ انہی وادیوں کے اندر ہانی یال اپنے لشکر کے ساتھ سسک سسک کر مرجائے اس درے کو بھرنے کے لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ کوستانی سلسلوں کے اوپر انہوں نے بڑی بڑی چٹانیں پیچے لٹھکانا شروع کر دیں یہ چٹانیں اتنی بڑی تھیں کہ تین تین چار چار سو آدمی اکٹھے ان کو پیچے کی طرف دھکیل دیتے تھے اس طرح لگا تار چٹانیں پیچے گرانے سے درہ پر کر کے اسے انہوں نے ناقابل عبور بنا کر رکھ دیا تھا۔

پہاڑی قبائل کے لشکر کو بری طرح شکست دینے کے بعد جب ہانی یال اپنے لشکر کے ساتھ اس درے کی طرف بڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہ درہ مکمل طور پر بند کیا جا چکا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانی یال بڑا متفکر ہوا اس لئے کہ اس درے کے بند ہو جانے سے اس کے لئے مشکلات کھڑی ہو سکتی تھیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کے ساتھ کوستانی سلسلوں کو عبور تو کر سکتا تھا لیکن اس میں اس کے لشکر کے نقصان ہونے کا اندیشہ تھا۔ دوسرے ہانی یال کے لئے سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ اس کے لشکر میں جو ہاتھی تھے وہ ان بلند کوستانی سلسلوں کو عبور نہ کر سکتے تھے لہذا اس درے کے بند ہو جانے پر ہانی یال پریشان اور متفکر ہو گیا تھا۔ اسی فکر مندی میں اس نے یونائف اور بیوسا کو طلب کیا یہ دونوں میاں بیوی جب اس کے سامنے آئے تو ہانی یال نے بڑی پریشانی میں یونائف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے بیوی! تم سمجھتی ہو کہ اٹلی کے میدانوں میں داخل ہونے کے لئے صرف

ایک ہی ورہ ہے جسے ان پہاڑی قبائل نے پر کر دیا ہے۔ اب تم مجھے کیا مشورہ دیتے ہو آگے بڑھنے کے لئے مجھے کیا طریقہ استعمال کرنا چاہئے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اگر میں اس کو ہستانی سلسلوں کو عبور کرتا ہوں تو اس میں میرے لشکریوں کا کافی نقصان ہونے کا احتمال ہے اس لئے کہ سرما کا موسم شروع ہو چکا ہے اگر میں ان کو ہستانی سلسلوں کو عبور کروں تو کسی بھی وقت برف باری شروع ہوئی تو میرے لشکر کے تباہ و برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے دوسری طرف سامنے یہ ورہ ہے جسے پر کر دیا گیا ہے اور اس کا کھولنا میں سمجھتا ہوں اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور پھر میرے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اپنے لشکر کے ہاتھیوں کو کیسے اور کس طرح نکالوں یہاں تک کہنے کے بعد ہانی ہال خاموش ہوا تو یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ہانی ہال اس ورے کے بند ہو جانے پر فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ ورے کو اتنی بڑی بڑی چٹانوں سے پر کر دیا گیا ہے جنہیں ہٹانا بڑا مشکل اور دشوار ہے لیکن میرے ذہن میں ایک طریقہ ہے جسے استعمال کر کے اس ورے کو کھولا جا سکتا ہے یونان کے یہ اغاظ سن کر ہانی ہال چونک سا پڑا تھا پھر وہ بولا اور کہنے لگا سن میرے بھائی اگر تیرے ذہن میں کوئی طریقہ ہے تو جلدی سے بتاؤ تاکہ اس پر عمل کر کے ورے کو کھولا جائے اور اپنے لشکر کے ساتھ میں اٹلی کی وادیوں میں داخل ہو سکوں۔

یونان میں یونان کہنے لگا۔

سن میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ ان وادیوں میں بے شمار درخت ہیں ان درختوں کو کٹاؤ چند روز تک ان کی لکڑی کو خشک ہونے دو پھر جن چٹانوں سے ان دروں کو پر کر دیا گیا ہے ان چٹانوں کے سامنے اور اوپر جہاں یہ ممکن ہو لکڑیاں ڈال دی جائیں پھر ان لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے اور جب آگ بھڑک اٹھے تو اور لکڑیاں ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے جب یہ چٹانیں خوب گرم ہو کر سرخ ہوں گی تو تم دیکھو گے کہ یہ خود بخود پھٹنے لگیں گی اور چھوٹے چھوٹے پتھروں میں تبدیل ہو جائیں گی جس کے بعد اس ورے کو کھولنا تمہارے لئے انتہائی آسان ہو جائے گا۔

ہانی ہال کو یونان کی یہ تجویز بے حد پسند آئی اسی روز اس نے درخت کٹانے کا عمل شروع کر دیا تھا اور جب درختوں کی لکڑیاں خشک ہو گئی تو وہ لکڑیاں ان چٹانوں پر ڈال دی گئیں پھر آگ لگا دی گئی پھر یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ آگ کے اندر لکڑیاں ڈالی جاتی رہیں چٹانیں گرم سرخ ہو کر پھٹتی رہیں اور چھوٹے چھوٹے پتھروں میں تبدیل ہوتی رہیں اس طرح آگ کا یہ سلسلہ آگے بڑھایا جاتا رہا یہاں تک کہ ورے کے اندر جس

قدر چٹانیں تھیں انہیں گرم سرخ کر کے ریزہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہانی ہال کا لشکر طوفانی انداز میں حرکت میں آیا ورے کے اندر بکھرے ہوئے پتھروں کو ہٹ کر ورہ صاف کر دیا گیا پھر ہانی ہال اپنے لشکریوں اور ہاتھیوں کے ساتھ اس وادی سے نکل کر اٹلی کی ان وادیوں میں اور میدانوں میں داخل ہو گیا تھا جو اوستا کے نام سے مشہور تھے۔

کوستان ایلپس کو عبور کرنے اور اوستا نام کی وادیوں میں داخل ہونے کے بعد ہانی ہال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا اور اپنے لشکریوں کو اس نے چند روز تک مکمل آرام کرنے کا موقع فراہم کیا تھا اس لئے کہ کوستان ایلپس کے اندر پہاڑی قبائل سے ہانی ہال کے لشکری کئی روز تک لگا تار جدوجہد کرتے رہے تھے اس دوران چونکہ ہانی ہال کے لشکر کا نقصان بھی کافی ہوا تھا لہذا اپنے لشکریوں کو آرام کا موقع فراہم کر کے وہ ان کے اوسان بحال کرنا چاہتا تھا اوستا کی وادیوں میں پڑاؤ کرنے کے بعد ہانی ہال نے اپنے جاسوس چاروں طرف پھیلا دیئے تاکہ وہ دشمن پر نگاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ آس پاس میں نمودار ہونے والی تہذیبوں کی اطلاع بھی بروقت ہانی ہال کو دیتے رہیں اوستا کی انہی وادیوں کے اندر قیام کرنے کے دوران ہانی ہال کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ اس وادی کے تھوڑی سی دور شمال میں کوستانی سلسلے کے اندر دور دور تک وحشی گال قبائل کے ٹھکانے ہیں اور وہ کسی بھی وقت کنعانوں پر حملہ آور ہو کر ان کے لئے نقصان اور خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔

یہ خبریں ملنے کے بعد ہانی ہال نے وحشی گال قبائل کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں جن سے اسے پتا چلا کہ گال قبائل میں سے سب سے زیادہ طاقتور تاریخی نام کا ایک قبیلہ ہے جس اسی قبیلے کے سردار سے ہانی ہال نے رابطہ قائم کیا اور اسے پیش کش کی کہ رومنوں کے خلاف وہ آئندہ جنگوں میں اس کے ساتھ اتحاد کرے اور جس قدر ان جنگوں میں کنعانوں کو فوائد حاصل ہوں گے اس میں تاریخی قبیلہ بھی پورا حقدار ہو گا لیکن تاریخی قبیلوں کو اپنی طاقت اور قوت پر ایسا بھروسہ اور گھمنڈ تھا کہ انہوں نے بڑے تکبر اور تفاخر کا اظہار کرتے ہوئے ہانی ہال کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور مزید انہوں نے اقدام یہ کیا کہ دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر وہ ہانی ہال کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے متعلق تیاریاں کرنے لگے تھے۔

ہانی ہال کو جب خبر ہوئی کہ تاریخی قبیلہ دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر کنعانوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے تو ہانی ہال بڑا غضبناک ہوا اس نے بڑے خلوص بڑی امانتداری سے تاریخی قبیلے کو اپنے ساتھ ملنے اور اتحاد کرنے کی پیش کش کی تھی لیکن اس

د

سے گزر کر ہانی بال اور اس کے لشکر پر ایسی ضرب لگائے گا کہ وہ واپس اپہین کی طرف بھاگ جانے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن کوہستان اہلیس کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے راستے میں رومن جاسوسوں نے کارنلیوس کو یہ خبریں پہنچائیں کہ ہانی بال نہ صرف یہ کہ کوہستان اہلیس سے گزر کر اوستا کی وادیوں میں خیمہ زن ہو چکا ہے بلکہ اس نے کوہستان اہلیس کے اندر پہاڑی قبائل کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اوستا کے شمال میں وحشی گالوں کو بھی مغلوب کر کے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا ہے یہ اطلاع پا کر کارنلیوس نے اس شاہراہ کو چھوڑ دیا جو کوہستان اہلیس کی طرف جاتی تھی اب وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا تھا جو پائینا شہر سے ہوتی ہوئی اہلستان کی وادیوں کی طرف جاتی تھی دوسری طرف ہانی بال کو بھی رومنوں کے جرنیل کارنلیوس کی پیش قدمی کی اطلاع ہو چکی تھی لہذا اس نے بھی اوستا کی وادیوں سے اپنا پڑاؤ ختم کیا اور اس سمت بڑھا جس طرف سے کارنلیوس اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرنا چلا آ رہا تھا۔

ہانی بال اور کارنلیوس دونوں اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ بڑی تیزی سے ایک دوسرے کی طرف پیش قدمی کرتے رہے یہاں تک کہ رومن جرنیل کارنلیوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائینوس کے کنارے آ رہا۔ بڑی تیزی کے ساتھ اس دریا پر کارنلیوس نے پل تعمیر کرایا جس کے ذریعے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائینوس کو پار کیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے دریائے پو کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا جبکہ ہانی بال بھی اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

اب صورت احوال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ کنعانی دریائے پو کو اپنے دائیں جانب رکھتے ہوئے مشرق کی طرف بڑھ رہے تھے جبکہ رومن ان کا سامنا کرنے کے لئے بڑی تیزی سے مغرب کی سمت بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پورا ایک دن دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھتے رہے یہاں تک کہ اگلے روز صبح دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے نمودار ہوئے اور جنگ کرنے سے پہلے انہوں نے اپنے اپنے پڑاؤ کر لئے تھے۔

رومن جرنیل کارنلیوس نے اپنے لشکر کو جنگ سے پہلے کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ اپنے سواروں کو اس نے لشکر کی چند اگلی صفوں میں رکھا اس کے بعد اس نے پیدل دستوں کو بٹھا دیا تھا۔ پیدل دستوں کو اس نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ جوئی جنگ شروع ہو اور اس کے سوار دشمن سے ٹکرائیں تو وہ دائیں اور بائیں طرف سے آگے کو نکلتے ہوئے دشمن کے پہلوؤں پر ضرب لگانے کی کوشش کریں دوسری طرف کنعانیوں کا جرنیل ہانی بال بھی بڑا دانشمند بڑا تیز اور بڑا جرات مند تھا لشکر کی ترتیب اس نے بھی بڑے خوب انداز میں کی

کی پیش کش ٹھکرائے جانے کی وجہ سے اس نے تاریخی قبیلے کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور جب اسے خبر ہوئی کہ تاریخی قبائل دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر کنعانیوں کے خلاف لشکر تیار کر رہے ہیں تو اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے آندھی اور طوفان کی طرح تاریخی قبیلے کی طرف پیش قدمی کی ہانی بال کی سرکردگی میں کنعانی خون آشام عقابوں، چڑھتی ہندی، پیا سے ساحل کی طرح تاریخی قبیلے پر حملہ آور ہوئے اور وحشی گالوں کی شجاعت کے طاقتوں میں مرگ اور رقص ہستی میں موت بھر کر رکھ دی تھی ہانی بال کے حملے ایسے زور دار اور جان لیوا تھے کہ وحشی گال قبائل جنہیں اپنی شجاعت اپنی دلیری اپنی جرات مندی پر بڑا بھروسہ بڑا گھمنڈ تھا ان کی حالت ہانی بال نے ریت پر نکسی تحریروں اور بے نام خواہشوں کی سی بنا کر رکھ دی تھی۔ کوہستانی سلسلوں کے اندر تاریخی قبیلے کی ہانی بال نے بدترین حالت کی انہیں ذلت سمیز شکست دی اور ان کا قتل عام کیا اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے تاریخی قبیلے کے سرداروں نے ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور رومنوں کے خلاف اس کا ساتھ دینے کا عہد کیا تاریخی قبیلے کی دیکھا دیکھی دوسرے گال قبائل بھی ہانی بال کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ ہانی بال کے لشکر کو طاقت پہنچانے کے لئے اپنے بہترین جنگجو جوان مہیا کئے بلکہ ہانی بال کے لشکر کو بہترین رسد کا سامان انہوں نے فراہم کیا تھا یوں شمالی اٹلی کے وحشی گال قبائل کو مکمل طور پر زیر اور مغلوب کرنے کے بعد اٹلی میں ہانی بال نے اپنی پوزیشن خوب مضبوط اور مستحکم کر لی تھی۔

دوسری طرف رومنوں کی حکومت کو جب یہ اطلاع ملی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے اپہین سے نکل کر اٹلی کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد اپنے سامنے آنے والے ہر قبیلے اور ہر شہر میں موت کا بازار گرم کرنا شروع کر دیا ہے تو انہوں نے ایک ایسا لشکر تیار کیا جس کی تعداد ہانی بال کے لشکر سے کئی گنا بڑی تھی اس لشکر کا سامان رومنوں نے اپنے سب سے دلیر، شجاع، جرات مند اور تجربہ کار جرنیل کارنلیوس کو بنایا اور کارنلیوس کو حکم دیا کہ وہ تیزی سے شمال کی طرف بڑھے ہانی بال اور اس کے لشکریوں کو اٹلی کی سرحد ہی پر روک دے۔

کارنلیوس کو پکا اور پختہ یقین تھا کہ اٹلی میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال زیادہ پیش قدمی نہ کر سکے گا اس لئے کہ اس کے سامنے کوہستانی اہلیس کا طویل بلند اور خطرناک سلسلہ تھا اس کوہستانی سلسلے کے اندر ایسے ایسے پہاڑی قبائل آباد تھے جو کسی بھی حملہ آور کو وہاں سے گزرتے ہی نہ دیتے تھے لہذا کارنلیوس کا یہ خیال کہ وہ خود کوہستان اہلیس

چالاک جرنیل تھا وہ رومنوں کے جرنیل کارنیوس کی ساری ہی چابوں کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے تھا اور پورے رد عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ تعداد میں کم لشکر رکھنے کے باوجود بھی میدان جنگ کی طنائیں بڑی تیزی سے کھینچتا اور سمیٹتا چلا جا رہا تھا۔

رومنوں کے پیدل دستے جب اپنے سواروں کے پیچھے سے دائیں بائیں ہٹ کر کنعانوں کے پہلو پر حملہ آور ہوئے تو میدان جنگ میں ایک قیامت برپا ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ کنعانی اور ان کے حلیف افریقہ کے وحشی قبائل پہلے ہی ایسے حملے کی توقع رکھتے تھے اور انہوں نے جوابی کارروائی کرنے کی پہلے ہی مکمل تیاریاں کر لی تھیں۔ جونہی رومن کنعانوں کے پہلو سے ٹکرائے پہلوؤں پر متعین افریقہ کے وحشی سوار خونخوار درندوں کی طرح حرکت میں آئے رومنوں کی ناامیدیوں کی دہلیز پر انہوں نے ہمتوں کے باب رقم کرنا شروع کر دیئے تھے۔ رومنوں کے وقت کو انہوں نے منقل کر کے ان کے مقدر کو سیاہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ افریقہ کے وحشی سوار عالم وجدان میں نفرت کی آگ 'لو میں رقص کرتی وحشت' تپتی دوپہر اور کالے تھن کے عذاب کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوئے تھے ان کے حملہ آور ہونے کا اندازہ کچھ ایسا خوفناک اور بھیٹاک تھا جیسے وہ رومنوں کے سپاہیوں کو بھی چھید ڈالیں گے اور انہیں مثل خاشاک دربردار اڑا کر رکھ دیں گے۔

میدان جنگ میں ایک شور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تھا ہر سپاہی ہر لشکری اپنی اپنی کمانیوں کے متلاشی اپنی اپنی داستانوں کے اسیر اپنی اپنی موت کے حال اور اپنی اپنی مرگ کے صید کی طرح جدوجہد کرتے ہوئے موت سے بچ رہے تھے لیکن موت تو میدان جنگ میں چاروں طرف اپنا نہ ختم ہونے والا رقص شروع کر چکی تھی کافی دیر تک یہ جنگ جاری رہی میدان جنگ میں رومن دستے تو کنعانی حاوی ہوتے ہوئے دکھائی دیتے گئے تھے پہلوؤں کی طرف سے کنعانوں نے رومنوں کے پیدل دستوں کو بری طرح کاٹتے ہوئے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ جبکہ وسطی حصے میں جو دونوں لشکروں کے سوار ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے وہاں بھی کنعانوں کا پلہ بھاری تھا اور وہاں بھی کنعانی رومنوں کو نیت کی خرابی ارادوں کی ناپاکی مقاصد کی گندگی اور نصب العین کی غلطی پر پوری طرح حاوی اور غائب ہوتے دکھائی دے رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد رومنوں کے وسطی حصے کے سوار بھی پسپا ہونے لگے تھے اب رومن جرنیل کارنیوس بڑا فکر مند ہوا تھا اس لئے کہ وہ پہلے سے اپنے پسپا ہونے والے پیدل دستوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا وہ اور اس کے دوسرے جرنیل ادھر ادھر بھاگ کر پیدل دستوں کی صفوں میں بد نظمی پھیل گئی تھی۔ اسے درست کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے لیکن عین اس وقت جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے

اس نے سارے کنعانی سواروں کو اگلے حصے کے وسط میں رکھا جبکہ بائیں اور بائیں پہلوؤں پر اس نے افریقہ کے خونخوار سواروں کو مسرور کیا۔ وسطی حصے کے علاوہ اگر رومن کنعانوں کے پہلوؤں پر بھی ضرب لگانے کی کوشش کریں تو افریقہ کے وہ بربر اور وحشی قبائل جنگ میں رومنوں کی دھول اڑا کر رکھ دیں۔ یہ انتظامات کرنے کے بعد جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف رخ کر گئے۔

پھر جنگ کی ابتداء ہوئی اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر ایسے کے زہریلے عنوان 'ہزاروں دوسلوں' 'بہت سے عم کی پرتوں' 'صف در صف' 'اس لشکر' 'لشکر بر قنار' 'نوکلی' 'ابتداء کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ موت بے نام لہروں کی سرسراہٹ کی طرح ہر طرف صدادیتی تندھیوں کی طرح چیخ پکار کرنی ہوئی دستک دینے لگی تھی۔ خزاں کے بو بھل تشکرات میدان جنگ میں چاروں طرف غلبہ کرنے لگے تھے قلب و فکر کے خاموش زخموں پر ٹمک چھڑکا جانے لگا تھا ہر کوئی پتھر پیلے لمحات میں سانسوں کے خود کار عمل کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑا تھا۔

رومنوں کو قوی امید تھی کہ وہ اس جنگ میں غالب اور فتح مند رہیں گے اس لئے کہ کنعانوں کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت زیادہ تھی مزید برآں یہ کہ انہیں پشت کی طرف سے رسد اور کمک کا سامان وافر مقدار میں ملتا چلا جا رہا تھا جبکہ کنعانی اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں اپنے وطن سے بہت دور دشمن کی سرزمین میں داخل ہو کر حملہ آور ہوئے تھے انہیں اپنی پشت کی طرف سے کسی کمک کسی رسد کے سامان کے ملنے کی امید تک نہ تھی۔ اسی بنا پر رومن یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بہت جلد وہ کنعانوں پر غالب رہیں گے اپنی عددی برتری کو بھی سامنے رکھتے ہوئے وہ صداقت مستبر کی طرح کنعانوں کے خیمہ دل پر بھنور بناتے حالات کی طرح وارد ہونے لگے تھے۔ شریانوں میں ٹھاٹھیں مارتے خون اپنے بلند کوہ ارادوں کو سامنے رکھتے ہوئے رومن لوح تاریخ پر اپنی قوم کے لئے بہترین حادثات مرقوم کرنے کے منتہی تھے۔

عددی برتری حاصل ہونے کی وجہ سے رومن شروع شروع میں بڑے مطمئن تھے کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں کنعانوں کو مغلوب کر لینے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے وہ بڑھ چڑھ کر حملے بھی کرتے جا رہے تھے تاکہ اپنا مقصد اور مدعا حاصل کر سکیں ان کے سوار پہلے ہی کنعانوں سے بری طرح ٹکرا رہے تھے۔ ان کے سواروں کے پیچھے پیدل لشکر کی صفیں تھیں وہ بھی اپنے جرنیل کارنیوس کے حکم پر دائیں بائیں طرف ہٹتی ہوئی کنعانوں کے پہلو پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھی تھیں۔ دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا تیز اور

سپاہی کنعانیوں کے مقابلے پر بری طرح پسا ہونے لگے ہیں تو انہوں نے پیدل دستوں کو سنبھلنا ترک کر دیا اور پھر آخری فیصلے کے طور پر شکست قبول کر کے پسپائی اختیار کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

جونہی رومن کنعانیوں کے مقابلے میں پسا ہوتے ہوئے بھاگتے گئے ہانی بال نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی اور بڑی خونخواری اور بڑی تندی کے ساتھ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کیا تھا۔ اس نے جی بھر کر بھاگتے رومنوں کا قتل عام کیا کچھ دیر تک وہ ان کا تعاقب کرتا چلا گیا پھر اپنے لشکر کے پاس وہ لوٹا اور رومنوں کے پڑاؤ پر اس نے قبضہ کر لیا اس پڑاؤ سے ہانی بال کو بے شمار ہتھیاروں کے علاوہ خوراک کے ذخائر بھی ہاتھ لگے تھے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو بھی پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کر رومن جرنیل کارنیوس نے ہیشیا شہر میں جائے پناہ لی تھی اس لئے کہ اس جگہ کمک کے طور پر کارنیوس کے ساتھ ایک بہت بڑا لشکر آں ملا تھا اور اس کی قوت میں پھر پہلے کی طرح اضافہ اور استحکام آگیا تھا لہذا اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ کنعانیوں سے اپنی اس بدترین شکست کا انتقام ضرور لے گا شہر میں محصور ہونے کے بجائے اس نے ہیشیا شہر کے باہر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا اسے امید تھی کہ ہانی بال ضرور اس کے تعاقب میں اس طرف آئے گا۔ جب وہ ایسا کرے گا تو وہ ہیشیا شہر سے باہر اسے عبرت خیز شکست دے گا۔ اس نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ اگر ہانی بال اس کے تعاقب میں ہیشیا شہر تک نہ آیا تو وہ خود کوچ کرے گا اور اپنی تک کنعانیوں کا تعاقب کرتا چلا جائے گا لیکن ہانی بال نے ایسا نہ ہونے دیا اس نے چند روز تک اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پڑاؤ کئے رکھا جہاں اس نے رومنوں کو شکست دی تھی پھر اس نے کوچ کیا اس کے مقرر اسے پہلے ہی اطلاع کر چکے تھے کہ رومن جرنیل کارنیوس کو بہت بڑی کمک اور رسد مل چکی ہے اور وہ دوبارہ جنگ پر آمادہ ہے لیکن ان سب چیزوں کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال نے بڑی تیزی سے ہیشیا شہر کا رخ کیا جہاں کارنیوس اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ آدھری اور طوفان کی طرح پیش قدمی کرتا ہوا ہانی بال ہیشیا شہر سے باہر رومنوں کے لشکر کے سامنے نمودار ہوا اس نے رومنوں پر ایسا خوفناک تاثر بھیجا کہ رومنوں کے سامنے پڑاؤ کرنے اور اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کا موقع دینے بغیر آتے ہی اس نے رومنوں پر حملہ کر دیا تھا یہ حملہ ایسا خوفناک اور رومنوں کے لئے کچھ اس

قدر غیر متوقع تھا کہ رومن ہانی بال کے اس حملے کی سختی اور تندی کو برداشت نہ کر سکے گو انہیں بہترین کمک مل چکی تھی عدوی لحاظ سے ان کا لشکر پہلے جیسی صورت اختیار کر چکا تھا اس کے علاوہ ان کی پشت پر ان کا اپنا شہر ہیشیا تھا جہاں سے ہر وقت انہیں مزید کمک اور رسد کا سامان بھی مل سکتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی ہانی بال کے سامنے وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے تھے اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے انہیں مکمل طور پر ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

ہانی بال کے حملہ آور ہونے کا انداز ہی کچھ ایسا تھا کہ رومنوں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر اس نے تھس تھس کر دیا اگلی صفوں سے جو رومن اپنی جانیں بچا کر پچھلی صفوں کی طرف بھاگے تو ان کی وجہ سے پچھلی صفوں کے اندر ہی افرا تفری اور بد نظمی پھیل گئی تھی اس افرا تفری اور بد نظمی سے ہانی بال نے پورا فائدہ اٹھایا اپنے لشکر کے ساتھ وہ رومنوں کے اندر گھس گیا ان کے اندر قتل و غارتگری کا ایک طوفان اس نے کھڑا کر کے رکھ دیا تھا یوں ہیشیا شہر سے باہر بھی رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور رومن جرنیل کارنیوس اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر ہیشیا شہر سے اپنے دوسرے بڑے شہر قریبہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ہانی بال آگے بڑھا ہیشیا شہر پر اس نے بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا یہاں اسے خوراک کے بہترین ذخائر کے علاوہ بے شمار جنگی ہتھیار بھی ملے جن پر اس نے قبضہ کر لیا پھر اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کی خاطر اس نے ہیشیا شہر میں قیام کر لیا تھا جبکہ دوسری طرف رومن جرنیل اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ قریبہ شہر میں جائے پناہ گزین ہوا تھا اس نے اپنے حکمرانوں کی طرف قاصد بھجوائے کہ اگر وہ ہانی بال کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو وقت ضائع کیے بغیر اس کے لئے ایک نئے لشکر کا انتظام کریں رومن حکمران فوراً حرکت میں آئے اور ایک تربیت یافتہ جرنیل سیرنیوس کی سرکردگی میں انہوں نے ایک جرار لشکر اپنے جرنیل کارنیوس کی مدد کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ اب ایک نیا جرنیل سیرنیوس اپنے نئے لشکر کے ساتھ کارنیوس سے جا ملا تھا۔ اس طرح رومنوں کی قوت میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا اور وہ ایک بار پھر یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اپنی عدوی برتری کی وجہ سے وہ اس بار ضرور ہانی بال کو اپنی سر زمین سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

رومنوں کے مرکزی شہر روم سے نیا جرنیل سیرنیوس جو بہت بڑا لشکر اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اس لشکر کے ساتھ رومن حکومت نے خوراک اور ہتھیاروں کے بڑے بڑے ذخائر بھی روانہ کئے تھے اور یہ ذخائر اتنے بڑے تھے کہ لگا تار یہ کئی ماہ تک رومن لشکر کے لئے کافی ثابت ہو سکتے تھے کارنیوس اور سیرنیوس دونوں جرنیلاں نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ

طرف رخ کیا جہاں دونوں رومن جرنیلوں نے قیام کر رکھا تھا کو ہستانی سلسلے سے پانچ میل دور ہانی بال نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا ہانی بال کو خبر تھی کہ اگر وہ کو ہستانی سلسلے میں داخل ہوتے ہیں تو رومن اسے نقصان پہنچائیں گے لہذا کو ہستانی سلسلے سے دور ہی رہ کر دریائے ترسیا کے کنارے پڑاؤ کر لیا تھا۔

اسی دوران ہانی بال کو اس کے جاسوسوں نے یہ خبریں دیں کہ کو ہستانی سلسلے کے قریب ہی آباد وحشی گال قبائل نے رومن جرنیلوں کے ساتھ ایک سمجھوتہ کر لیا ہے اور وہ جوق در جوق ہانی بال کے خلاف جنگ کرنے کے لئے رومن لشکر میں شامل ہو رہے ہیں یہ خبریں سننے ہیں ہانی بال رات کی تاریکی میں طوفان کی طرح حرکت میں آیا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پیش قدمی کرتے ہوئے وحشی گال قبائل کی بستیوں پر حملہ کر دیا اس نے ان بستیوں کو خوب لوٹ مار کی اور رات کی تاریکی میں ان کی ساری بستیوں کو آگ لگا کر رکھ دی تھی۔ یہ ایک ایسی کارروائی تھی جس کی وجہ سے وحشی گال قبائل پر ہانی بال کی وحشت اور خوف طاری ہو کر رہ گیا تھا رات کی تاریکی میں اپنا یہ کام مکمل کرنے کے بعد ہانی بال پھر کو ہستانی سلسلے کے قریب دریائے ترسیا کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ آخیمہ زن ہوا تھا۔ دوسری طرف جب وحشی گال قبائل کو یہ خبریں پہنچیں کہ رات کی تاریکی میں ان کی بستیوں پر حملہ آور ہو کر ہانی بال نے نہ صرف یہ کہ ان کے افراد کا خوب قتل عام کیا ہے اور ان کی بستیوں کو بھی آگ لگا دی ہے تو وہ مایوس ہو کر رومنوں کا ساتھ چھوڑتے ہوئے واپس جانے لگے تھے۔

چونکہ ان کے پاس ہتھیار اور خوراک کا ذخیرہ ضرورت سے زیادہ جمع ہو گیا ہے لہذا قاتلوں ہتھیاروں اور خوراک کو کسی محفوظ جگہ ذخیرہ کر دینا چاہیے جہاں سے بوقت ضرورت ہتھیار اور خوراک ملے کر کھانوں کے خلاف استعمال کرتے رہیں اس مقصد کے لئے دونوں جرنیلوں نے تیس میں صلاح مشورہ کیا اس کے بعد یہ طے پایا کہ تربیہ شہر کے قریب جو ایک قدیم پرانا اور مضبوط قلعہ ہے اس کے اندر فاقو ہتھیار اور خوراک رکھ دی جائے اور قلعے کے اندر لشکر کے کچھ دستے بھی متعین کر دیئے جائیں جو ہتھیاروں اور خوراک کی حفاظت کریں اور پھر اسی قلعے سے خوراک اور ہتھیار لے کر کھانوں کے خلاف جنگ کا سلسلہ جاری رکھا جائے جب دونوں جرنیل اس امر پر متفق ہو گئے تو لشکر کے پاس صرف تین ماہ کی خوراک اور ہتھیار رکھے گئے باقی جتنے ہتھیار اور خوراک تھی وہ سب اس قلعے میں منتقل کر دیئے گئے اور وہاں سے چند دستے خوراک اور ہتھیاروں کی حفاظت پر بھی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اسی دوران کارنیوس اور سپینوس دونوں جرنیلوں کو خبر ہوئی کہ ہلیشیا شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو کچھ روز سستانے کا موقع فراہم کیا تھا اب وہ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے تربیہ شہر کی طرف کوچ کر چکا ہے یہ خبر ملنے ہیں رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ تربیہ شہر سے نکلے اور تربیہ شہر کے مضافات میں جو کو ہستانی سلسلہ تھا اپنے لشکر کے ساتھ وہ اس پہاڑی سلسلے میں گھات لگا کر بیٹھ گئے تاکہ ہانی بال جب ان عدوتوں کا رخ کرے تو وہ اپنی کہیں گاہ سے نکل کر اس پر ایسا زور دار حملہ کریں کہ میدان جنگ میں اس کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دیں۔

دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا محتاط اور دور اندیش تھا اس نے اپنے اطراف میں اپنے بہترین جاسوس بھیلہ رکھے تھے جنہوں نے ہانی بال کو یہ خبر کر دی کہ دونوں رومن جرنیل اپنے ہتھیاروں اور فاقو خوراک کے ذخائر تربیہ شہر کے قریب پڑنے والے ایک قدیم مضبوط اور پرانے قلعے میں جمع کرنے کے بعد تربیہ شہر کے نواح کے کو ہستانی سلسلے میں گھات میں جا بیٹھے ہیں تاکہ ہانی بال جب ان سرزمینوں میں داخل ہوا تو وہ گھات سے نکل کر ان پر اچانک حملہ آور ہو سکیں۔ یہ خبر سننے ہی ہانی بال نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا سیدھا تربیہ شہر کے اس کو ہستانی سلسلے کی طرف جانے کے بجائے اس نے اس قلعے کا رخ کیا جس کے اندر رومنوں نے ہتھیار اور خوراک جمع کر رکھی تھی۔ بجلی کے کوندوں کی طرح رات کی تاریکی میں ہانی بال اس قلعے پر حملہ آور ہوا قلعے کے اندر جس قدر محافظ تھے ان سب کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور قلعے کے اندر جس قدر رومنوں نے ہتھیار اور خوراک کا ذخیرہ کر رکھا تھا اس پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے تربیہ شہر کے نواح کے کو ہستانی سلسلے کی

رومن جرنیلوں نے جب دیکھا کہ وحشی گال قبائل آہستہ آہستہ ان کے لشکر کو چھوڑ کر چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے جنگ میں تاخیر نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا انہیں خدشہ ہو گیا تھا کہ اگر وحشی گال قبائل ان کے لشکر سے نکلے رہے تو ان کے لشکر میں کمزوری کے آثار نمودار ہو جائیں گے اس لئے کہ وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ وحشی گال قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر وہ ہر صورت میں ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں لہذا قبل اس کے کہ مارے گال قبائل ان کے لشکر کو چھوڑتے انہوں نے ہانی بال کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ان دنوں سرما کا موسم اپنے عروج پر تھا بر فباری اور بارشوں کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا اور دریائے ترسیا کے اندر کناروں تک ہانی ہمہ دہا تھا گو اپنی رفتار کے لحاظ سے یہ دریا کوئی زیادہ خطرناک نہ تھا پھر بھی سردی تیز بارشوں اور بر فباری کی وجہ سے اسے پار کرنا ایک تکلیف دہ کام ضرور تھا لیکن رومنوں نے اس کام کو کر گزرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے کہ وہ جنگ میں مزید تاخیر نہیں کرنا چاہتے تھے ابھی تک کافی وحشی گال قبائل ان کے ساتھ

پر شب گزیدہ سویرے اور نیوٹوں کے عکس میں سنگین یادوں بھرے سائے اور فراق کے پھیلتے اندھیرے رقص کرتے گئے ہوں ہر آنکھ میں خون برسنے لگا تھا ماضی کی بند کتاب جیسے خدشات غیر ملغوف سوالات اور یادوں کے بوسیدہ اوراق کی طرح ادھر ادھر بکھرنے لگے تھے۔

بڑے بڑے جنگجو بڑے بڑے سورا میدان جنگ میں یوں کٹ کر گرنے لگے تھے جیسے پت جھڑ کے پیلے پتوں سے خزاں کے تیز طوفان کھیلتے ہیں یا کالے وقتوں کی دیواریں اچانک گر کر اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے میدان جنگ کے کالے ماحول میں ٹوٹی سائیس سیاہ مکروہ سایوں اور وصل و ہجر کی داستانوں کی طرح معدوم ہونے لگی تھیں نیلی دھوپ میں بے ہنگم آوازیں پرانے خوابوں کی تعبیر کی طرح ڈنگ آلود اور بوسیدہ ہونے لگی تھیں پہلی رتوں کے طوفان لفظوں کے ذہر اور حرفوں کے تیر کی طرح موت جسم و جان کو چاٹنے لگے تھے اور وحشوں کے شیشوں نے میدان جنگ میں ہر سولہوں کے تہ طم اور وقت کا بدترین اضطراب کھڑا کر دیا تھا۔

جنگ آہستہ آہستہ طول پکڑنے لگی تھی دونوں رومن جرنیل کارنلیوس اور سپرنیوس نے اپنے لشکر کو اپنے پہلوؤں کی طرف پھیلانا شروع کر دیا تھا وہ ایسا اس ارادے سے کر رہے تھے کہ ہانی بال کے مقابلے میں چونکہ اسکے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی لہذا اپنا لشکر انہوں نے اسلئے پھیلانا شروع کیا تھا کہ اسکے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ ہانی بال کو بھی اپنے لشکر کو پھیلانا پڑ جائے گا اور اگر وہ ایسا کرے گا تو تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے اسکے لشکر میں جگہ جگہ رخنے اور خالی جگہ پیدا ہو جائے گی اور ان رختوں اور خلی جگہوں پر حملہ آور ہو کر وہ اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے دونوں رومن جرنیلوں کی طرف سے یہ ایک بہترین اور اچھی چال تھی جو انہوں نے ہانی بال کے خلاف چلی تھی لیکن ہانی بال بڑا دانشمند بڑا سیانا اور بڑا دور اندیش جرنیل تھا اس نے رومنوں کے مقابلے میں اپنے لشکر کو نہیں پھیلا یا بلکہ اپنے بھائی ماگو کو اس نے اشارہ کر دیا کہ وہ اس سے جدا ہو کر اور لبا چکر کانتے ہوئے رومنوں کی پشت کی طرف چلا جائے جبکہ خود اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال رومنوں کے سامنے جم گیا تھا۔

اپنے بھائی ماگو کے جدا ہونے کے بعد ہانی بال نے رومنوں کے مقابلے میں اپنے لشکر کو صرف اپنے دفاع تک محدود کر رکھا تھا اس نے جارحیت ترک کر دی تھی اسلئے کہ اسکے لشکر کی تعداد اس قابل نہ رہی تھی کہ وہ دفاع کے ساتھ ساتھ جارحیت بھی کرنا رہے۔

تھے اور انہیں وہ ہانی بال کے خلاف ضرور استعمال کرنا چاہئے تھے لہذا دونوں جرنیلوں نے مشورہ کیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوستانی سلسلے سے نکلے دریائے ترسیا کو انہوں نے پار کیا اور پھر وہ دریا کے کنارے عین ہانی بال کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہو گئے تھے رومنوں نے اپنے لشکر کو جنگ سے پہلے دو حصوں میں تقسیم کر لیا دوسری طرف جب ہانی بال کو خبر ہوئی کہ رومن لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تو اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور دوسرا حصہ اس نے اپنے چھوٹے بھائی ماگو کی سرکردگی میں دے دیا تھا۔

دریائے ترسیا کے کنارے دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے میدان جنگ کے اگلے حصے میں رومنوں کے نئے آنے والے جرنیل سپرنیوس نے اپنے چالیس ہزار کے لشکر کو رکھ اور اسکے پیچھے رومنوں کا دوسرا جرنیل کارنلیوس بھی اتنے ہی لشکر کے ساتھ اپنی صفیں درست کر چکا تھا دوسری طرف ہانی بال کے کل لشکر کی تعداد اتنی تھی جتنی اس وقت رومن جرنیل سپرنیوس کی سرکردگی میں کام کر رہی تھی۔ تاہم ہانی بال نے حوصلہ نہیں ہارا لشکر کے آدھے حصے کی کمانداری اس نے اپنے چھوٹے بھائی ماگو کو دے دی تھی اور اسے تاکید کی تھی کہ جب جنگ اپنے عروج پر آئے تو وہ میدان جنگ سے نکل کر اور چکر کاٹتا ہوا دشمن کی پشت پر حملہ آور ہو اس طرح دشمن کو یقینی طور پر شکست دی جاسکتی ہے یہ انتظامات کرنے کے بعد ہانی بال نے جنگ کی ابتدا کر دی تھی۔

رومنوں کے نئے جرنیل سپرنیوس کو ابھی تک چونکہ ہانی بال کے طریقہ جنگ سے پالا نہیں پڑا تھا لہذا جنگ کی ابتداء ہوتے ہی وہ بڑے پرجوش اور خونخوار انداز میں کشتیوں پر حملہ آور ہونے لگا تھا جسکے جواب میں ہانی بال نے اپنا وہی پرانا طریقہ استعمال کئے رکھا وہ رومنوں کے حملوں کے سامنے اپنے دفاع کے ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی جارحیت کا بھی مظاہرہ کرتا رہا جسکی وجہ سے رومنوں کا جرنیل سپرنیوس یہ ہی سمجھتا رہا کہ رومنوں کے مقابلے میں کھائی شروع میں ہی ماند پڑتے جا رہے ہیں لیکن یہ ساری ہانی بال کی جنگی چال تھی وہ دوسرے رومی سے اپنے کام کئے چلا جا رہا تھا اور دشمن کو تھکا کر وہ اپنے سامنے مغلوب کر دینے کی چال چھوئے تھا۔

اپنے نئے جرنیل سپرنیوس کی سرکردگی میں رومن بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہو رہے تھے جبکہ دوسرا جرنیل کارنلیوس ہانی بال ہی کی طرح معتدل انداز میں کشتیوں کے بائیں پہلو پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ دریائے ترسیا کے کنارے جنگ اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی چاروں طرف دھول اور گھوڑوں کی ہنناہٹیں بھرنے لگی تھیں یوں لگتا تھا کہ لمبی سنہاں شاہراہوں

کہ کھانوں کا مقابلہ کرتے کرتے رومنوں کے اندر بڑی منظم پسپائی شروع ہوئی تھی لیکن جلد ہی اس تنظیم کو ہانی ہال اور ماگو دونوں نے درہم برہم کر کے رکھ دیا دریائے توبیہ کے کنارے لڑتے لڑتے رومن پیچھے ہٹے انکا خیال تھا کہ پیچھے ہٹتے ہوئے وہ اپنی رفتار میں اضافہ کر لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کھانی اسکے پڑاؤ کی ہر چیز کو لوٹنے میں مصروف ہو جائیں لہذا انکی اس مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر وہ میدان جنگ سے جانیں بچا کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا اسلئے کہ جو منی رومن دریائے توبیہ کے کنارے پسپا ہونے لگے ہانی ہال اور ماگو دونوں سمجھ گئے کہ رومنوں نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے لہذا وہ میدان جنگ سے بھاگنے لگے ہیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی ہال اور ماگو دونوں بھائی پھر یکجا اور اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے زوردار حصے رومنوں پر شروع کر دیئے تھے جسکے مقابلے پر رومنوں کی منظم پسپائی درہم برہم ہو کر رہ گئی تھی اور ہر کوئی اپنے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے لگا تھا جسکے نتیجے میں ہانی ہال اور ماگو دونوں بھائی دریائے توبیہ کے کنارے کنارے انکا تعاقب کرتے ہوئے انکا قتل عام شروع کر چکے تھے۔

اٹلی میں دریائے تریہیا کے کنارے ہانی ہال اور اسکے بھائی ماگو نے مل کر دور تک اپنے سامنے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کیا جہاں تک یہ تعاقب رہا وہاں تک دریا کے کنارے کنارے رومنوں کی لاشیں بکھر گئی تھیں یہ تعاقب تقریباً دس میل تک جاری رہا اسکے بعد رومن ادھر ادھر منتشر ہو کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو گئے تھے جبکہ ہانی ہال اور ماگو دونوں بھائی اپنے لشکر کو لے کر واپس لوٹ گئے تھے رومنوں کے پڑاؤ پر دونوں بھائیوں نے قبضہ کر لیا اور اس پڑاؤ سے انہیں بے شمار دولت اور خوراک ہاتھ لگے تھے اب چونکہ سرما کا موسم اپنے عروج پر آگیا تھا برہماری روزمرہ کا معمول بن گیا تھا اور تیز بخ بستہ ہوائیں انسانی جسموں کو کاٹنے لگی تھیں لہذا دریائے توبیہ کے کنارے ہانی ہال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اس نے پوری سردیاں وہیں گزارنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اسکے پڑاؤ کے قریب ہی وحشی گال قبائل کی بستیاں تھیں جہاں سے اسے برابر خوراک میسر ہو رہی تھی وحشی گال جو کسی کے سامنے بھی سر جھکانے کیلئے تیار نہ تھے لیکن ہانی ہال کی اٹلی کے اندر پے در پے فتوحات سے وہ ایسے متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے زندگی کے ہر معاملے میں ہانی ہال سے تعاون کیا تھا۔

دریائے توبیہ کے کنارے ہانی ہال نے خیموں کے اندر پوری سردیاں گزار دیں یہاں تک کہ موسم بہار آگیا اور اس کے ساتھ ہی بارشوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ سردیاں ختم ہونے کے باعث ہانی ہال نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے توبیہ کے کنارے

طرف سے حملہ آور ہوا تو میدان جنگ کا نقشہ بڑی تیزی سے بدل گیا تھا رومن یہ سوچ بھی نہ سکے تھے کہ ہانی ہال کوئی چکر چلا کر انکی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو سکتا ہے اس وقت ان کے ہاتھوں سے طوطے نکل گئے جب ماگو ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا وقتی طور سے رومن لشکر کے اندر ایک افزائری اور ہد نطی کا عالم ضرور پڑا تھا لیکن جلد ہی دونوں رومن جرنیلوں نے اس کیفیت پر قابو پا لیا۔ جلدی جلدی انہوں نے اپنے لشکر کے کچھ حصوں کو ماگو کی طرف متوجہ کیا تاکہ وہ اسکے سامنے اپنا دفاع کر سکیں۔ جو منی رومن جرنیل نے ایسا کیا ہانی ہال پر انکا دھاؤ اور زور کم ہو گیا تھا بس اسی چیز سے ہانی ہال نے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

جو منی رومن لشکر کے کچھ حصے سامنے کی طرف سے ہٹ کر پشت کی طرف ماگو کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ ہانی ہال بھر گیا تھا اس نے دفاع کا لہرہ اتار پھینکا تھا وہ شد کی ٹونخوار کھیوں کی طرح رومنوں پر ٹوٹ پڑا تھا ہر سمت سے اس نے جارحیت کی ابتدا کر دی تھی اور اپنے حملوں میں اس نے ایسی تیزی ایسی تندی اور خونخواری پیدا کر لی تھی کہ اسکے چند ہی حصوں کے بعد رومنوں کی اگلی صفیں درہم برہم ہو کر رہ گئی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہانی ہال کے لشکر کی طرف سے رومن لشکر کو ذرا پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ یہ خبریں جب ان لشکریوں تک پہنچی جو اس وقت ہانی ہال کے بھائی ماگو کے خلاف برسرِ پیکار تھے تو انکی ہوا بھی اکڑنے لگی تھی اب دونوں سمت سے کھانی خطرات اور خدشات بن کر رومنوں کے دل اور ذہن پر بڑی تیزی سے چھانے لگے تھے۔

جنگ تھوڑی دیر مزید جاری رہی جسکے نتیجے میں ہانی ہال اور اسکے بھائی ماگو کے ہاتھوں ان گنت اور بے شمار رومن کٹ مرے تھے دریائے توبیہ کے کنارے کنارے دور دور تک مرنے والے رومنوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور انکی تعداد لحد بہ لحد مزید کم ہوتی چلی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ لوگ رومن کھانوں کا سامنا کرنے سے کترانے لگے تھے اور اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر کھسکنے اور بھاگنے لگے تھے۔ دونوں رومن جرنیلوں نے جب یہ سماں دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اگر جنگ کچھ دیر اور جاری رہی تو کھانوں کے ہاتھوں نہ صرف یہ کہ انہیں بدترین شکست ہوگی بلکہ ہانی ہال اور ماگو دونوں بھائی مل کر رومنوں کا مکمل صفایا کر دیں گے لہذا اپنی شکست تسلیم کر کے انہوں نے اپنے لشکریوں کو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جانے کا مشورہ دے دیا۔

رومن جرنیلوں کا میدان جنگ کو چھوڑنے، پسپا ہونے اور اپنی جانیں بچانے کا یہ مشورہ بڑی رازداری کے ساتھ ایک سپاہی سے دوسرے سپاہی تک پہنچا دیا گیا تھا یہاں تک

بیکار بیٹھنا پسند نہ کیا لہذا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے دریا کے کنارے سے کوچ کر لیا تھا۔ ہانی بال کا رخ اب اٹلی کے مرکزی شہر روم کی طرف تھا۔ اس مقصد کیلئے اس نے اٹلی کے صوبے انتوریا کا رخ کیا یہ روم کی طرف جانے کیلئے قریب ترین راستہ تھا لیکن اس راستے میں بڑی قباہتیں اور بڑی رکاوٹیں تھیں اسلئے کہ اس سمت سے آگے بڑھتے ہوئے راستے میں آرنو کے علاقے کی دلدلی پٹی تھی جو میلوں دور تک پھیلی ہوئی تھی اور بارشوں کے موسموں میں ان دلدلوں کو عبور کرنا انتہائی خطرناک فعل قرار دیا جاتا تھا۔ ان سارے خطرات کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال نے صوبہ انتوریا ہی کے راستے روم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔

اس راستے کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہانی بال کیلئے اس وقت مزید دشواریاں اٹھ کھڑی ہوئیں جب پیش قدمی کے دوران بارشوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی راستے میں پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ راستہ پہلے ہی دلدلی تھا پانی کی وجہ سے ہر سمت گھٹنے گھٹنے پانی پھیل گیا تھا۔ راستے میں کہیں بھی کنعانیوں کو آرام کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ جب کوئی لشکری یا سپاہی بہت زیادہ تھک جاتا تو وہ بستروں کے ذریعہ پانی میں لگا کر تھوڑی دیر آرام کر لیتا یا راستے میں وہابی امراض کے باعث جو گھوڑے مر جاتے انہیں پانی کے اندر لٹا کر لشکری اسکے اوپر سٹالیتے تھے اس طرح سفر بہر حال جاری رہا اور اس راستے سے سفر کرتے ہوئے ہانی بال کا لشکر ایک طرح سے ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا تھا پھر بھی ہانی بال نے ہمت نہ ہاری اور آرنو کا دلدلی علاقہ عبور کرنے کے بعد وہ صوبہ انتوریا کے وسطی حصے میں پہنچ گیا تھا۔

دوسری طرف رومن حکمرانوں کو بھی دریائے تیبیا کے کنارے اپنے لشکر کی بدترین شکست کی خبر پہنچ چکی تھی یہ خبر ملتے ہی رومن حکمرانوں نے دو مزید لشکر تیار کئے ان میں سے ہر لشکر تیس تیس ہزار سواروں پر مشتمل تھا ایک لشکر رومنوں کے نامور جرنیل فلمینوس کی سرکردگی میں اور دوسرا ایک اور جرنیل سرویلیوس کی سرکردگی میں کر دیا گیا تھا۔ دونوں جرنیلوں کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ وہ آگے بڑھیں اور ہانی بال کی راہ روک کھڑے ہوں لہذا یہ دونوں لشکر اپنے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں اس شاہراہ کے دائیں بائیں گھات لگا کر بیٹھ گئے تھے جس شاہراہ پر ہوتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ہانی بال کو اسکے مخبر بھی یہ اطلاع کر چکے تھے کہ رومنوں نے اسکی سرکوبی کیلئے مزید دو لشکر تیار کئے ہیں جو اس شاہراہ پر گھات لگا کر بیٹھ چکے ہیں جو روم کی طرف جاتی ہے یہ خبر

سننے ہی ہانی بال نے اپنا رخ تبدیل کر لیا تھا۔ وہ دائیں طرف مڑ گیا اور جو شاہراہ کرتونہ شہر سے ہوتی ہوئی ہیروسیا شہر کی طرف جاتی تھی اس پر چڑھ گیا اور ارادہ کیا کہ وہاں سے کسی نئی شاہراہ کو ڈھونڈتا ہوا روم کا رخ کرے گا اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے کرتونہ اور ہیروسیا شہر کے درمیان جھیل تر سینوس آگئی تھی اٹلی کی یہ بہت بڑی جھیل تھی۔ جو کوسستانی سلسلے کے اندر دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ جو شاہراہ کرتونہ سے ہیروسیا شہر کی طرف جاتی تھی وہ اس جھیل کی وجہ سے ایک بل کھاتی ہوئی کوسستانی درے کے ذریعے وسیع وادیوں میں داخل ہوتی تھی اور پھر ان وادیوں میں سے گزرنے کے بعد آگے جا کر پھر ایک درے سے نکل کر دوبارہ کھلے میدانوں میں داخل ہوتی تھی ہانی بال نے اپنے لئے اسی وادی کا انتخاب کیا جس کے اندر داخل ہوتے اور باہر نکلنے کے لئے دروں ہی سے کام لیا جاسکتا تھا اسلئے کہ اس شاہراہ کے ایک طرف بلند اور طویل کوسستانیوں کا سلسلہ تھا جسے عبور نہ کیا جاسکتا تھا جبکہ دوسری طرف جھیل تر سینوس دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اس جھیل کی وجہ سے اس وادی میں اکثر و بیشتر گہری دھند چھائی رہتی تھی جسکا انتخاب ہانی بال نے کیا تھا۔

ہانی بال کا خیال تھا کہ رومنوں نے اسکی سرکوبی کیلئے جو مزید دو لشکر تیار کئے ہیں وہ ضرور اسکے تعاقب میں اس سمت آئیں گے لہذا اس وادی میں اس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ وادی میں داخل ہونے والے درے کے قریب اس نے گھات میں بٹھا دیا۔ دوسرا حصہ جس میں وہ خود شامل تھا وادی کے وسطی حصے کے قریب کوسستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بٹھا دیا گیا جبکہ لشکر کا تیسرا حصہ اس درے کے قریب مقرر کر دیا گیا تھا جس درے سے نکل کر کھلے میدانوں میں داخل ہوا جاتا تھا۔ یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال بڑی بے چینی سے رومن لشکروں کے تعاقب کرنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دونوں رومن جرنیل فلمینوس اور سرویلیوس کو جب خبر ہوئی کہ ہانی بال راستہ تبدیل کر کے جھیل تر سینوس کی طرف چلا گیا ہے تو دونوں نے مل کر ایک لائحہ عمل تیار کیا۔ دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ فلمینوس اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال کا تعاقب کرے جبکہ سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جھیل تر سینوس کے باہر ہی باہر چکر کاٹ کر ان میدانوں کے اندر گھات میں بیٹھ جائے جو جھیل سے آگے پڑتے تھے اور جھیل سے متصل وادی کو درے کے ذریعے پار کر کے انہی میدانوں میں داخل ہونا پڑتا تھا۔ دونوں رومن جرنیلوں کا یہ خیال تھا کہ پشت کی طرف سے سرویلیوس ہانی بال پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے آگے دھکیلے گا اور اسے اس درے کے ذریعے سے کوسستانی وادی سے نکال کر کھلے

میدانوں کی طرف لے جائے گا اور جب ہانی بال ایسا کرے گا تو سامنے کی طرف سے سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہانی بال پر ٹوٹ پڑے گا اس طرح ہانی بال کے لشکر پر دو طرفہ حملہ کر کے اسے چکی کے دو پاؤں میں مکمل طور پر پیں کر رکھ دیا جائے گا۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد دونوں رومن جرنیل اپنے اپنے ہدف کی طرف بڑی تیزی سے بڑھے تھے۔

فلینیوس اپنے تیس ہزار لشکر کے ساتھ سیدھا جھیل تریمینوس کی طرف آیا اور جھیل کے دائیں پہلو میں جو وسیع وادی تھی اسکے درے میں داخل ہوا فلینیوس اور اسکے لشکریوں کی بد قسمتی کہ جس وقت وہ درے میں داخل ہوئے اس وقت وادی کے اندر گہری دھند پھیلی ہوئی تھی اور ذرا سے فاصلے پر بھی کوئی چیز صاف اور واضح دکھائی نہ دیتی تھی۔ فلینیوس سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہانی بال انہی وادیوں کے اندر اسکے لئے موت کا جال پھیلا چکا ہے۔ پس جونہی فلینیوس اپنے لشکر کے ساتھ کمر اور دھند سے اٹی ہوئی اس وادی میں داخل ہوا ہانی بال کا لشکر جو تین حصوں میں تقسیم تھا فلینیوس پر عذاب، کھردر، دریا۔ بیکراں، انتہائی وقت، سرخ فام شام، ریگتے سختیں جھیلے سایوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا فلینیوس حیران پریشان اور دنگ تھا کہ اسکے ساتھ کیا معاملہ پیش کیا ہے اسلئے کہ ہانی بال کے لشکر کے تینوں حصے بری طرح اس پر ٹوٹ پڑے تھے ایک حصہ سامنے والے درے کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا دوسرا حصہ پشت کی طرف والے درے سے نکل کر ٹوٹ پڑا تھا جبکہ دائیں طرف سے خود ہانی بال اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ایک سیل بدخیز کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں پر روح کی آشفگی اور ایک محشر پر جوش اور کالی گھٹاؤں کے اژدھام کی طرح ٹوٹا ہوا رومنوں پر اذیت بھری کیفیت طاری کرنے لگا تھا۔

رومن جرنیل فلینیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کمر اور دھند سے بھری ہوئی اس وادی میں کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کو نکال لے جائے لیکن اسے ناکامی ہوئی اسلئے کہ پشت اور سامنے کی طرف سے ہانی بال کے لشکری حملہ آور ہو کر اسکی راہوں کو مکمل طور پر مسدود کر چکے تھے۔ دائیں طرف ناقابل عبور بلند کوہستانی سلسلہ تھا اور مزید یہ کہ اس سمت سے ہانی بال حملہ آور ہو کر دشمن کی جڑوں کو کاٹنے لگا تھا۔ جبکہ دائیں طرف دور تک پھیلی ہوئی جھیل تریمینوس پھیلی ہوئی تھی جسے عبور کرنا کسی بھی لشکری کے بس کا روگ نہ تھا۔ فلینیوس نے جب دیکھا کہ چاروں طرف سے کنعانی بلائے بد کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے ہیں تو اس نے ان کمر آلود وادیوں کے اندر ان کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ لیکن یہ مقابلہ بھی انتہائی مشکل اور دشوار تھا گو رومن اپنے آپ کو انتہائی جنگجو، دلیر

اور شجاع تصور کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ دنیا کی کوئی بھی قوم جنگوں میں انکا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن ان وادیوں میں کنعانی انکے سارے وہم و خیال کو نکال دینے کا عزم کر چکے تھے۔ ان وادیوں میں کنعانیوں کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے لحات آفاق میں بکھرے غبار آلود موسم گہری خاموشی کے منوں، بے کراں چپ میں نئے موسموں کے عذاب اور گونجتے صحرا و دشت کی اذیتیں گھس آئی ہوں فلینیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ لشکر کو واپس لے جا کر اس موت کی وادی سے نکل جائے لیکن اسے کامیابی نہ ہو رہی تھی کنعانیوں نے رومنوں کو تین اطراف سے گھریا تھا اور وہ ایسی جانثری اور والہانہ پن کے ساتھ حملہ آور ہو رہے تھے کہ اپنے سامنے آنے والے کئی کئی رومنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد وہ خنجر کی نوک کی طرح انکے اندر گھسے چپے جا رہے تھے دھند اور کمر سے اٹی اس وادی میں کافی دیر تک کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور کنعانی برابر پرانے اداس نوحوں، سنگین لمحوں، نفرت کے طوفان اور انکار کے ہجوم کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو کر انکی شکستہ روحوں کے خواب منتشر کرتے ہوئے انکی بے رنگ ساعتوں پر بے زاری کی حمیں چڑھاتے چلے گئے تھے۔

اس دھند آلود وادی کے اندر چاروں طرف ایک دشور ایک اژدھام سا مچ گیا تھا۔ رومن جو بری طرح پٹے چلے جا رہے تھے اور جنگی تعداد لمحہ بہ لمحہ بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی وہ اب پوری طرح سمجھ چکے تھے کہ دشمن نے تین اطراف سے ان پر حملہ کر دیا ہے اب جب انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ میدان جنگ میں کنعانیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر جنگ مزید جاری رہی تو کنعانی مکمل طور پر انکا صفایا کر دیں گے تو وہ اپنی جانیں بچانے کیلئے بائیں طرف جھیل کی طرف بھاگے اسلئے کہ دائیں طرف سامنے اور پیچھے کی طرف سے انکی راہیں مکمل طور پر مسدود ہو چکی تھیں رومن جب اپنی جانیں بچانے کیلئے بھاگے تو کنعانیوں نے پوری شدت اور قوت سے انکا تعاقب کیا اکثر کونہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا بہت کم جو تھے وہ اپنی جانیں بچانے کیلئے جھیل میں کودے تھے لیکن وہ بے چارے بھی تھوڑی دیر تک تیرنے کے بعد ڈوب کر مر گئے تھے یوں موت کی ان وادیوں میں ہانی بال نے رومنوں کے اس لشکر کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

اس وادی میں ابھی تک دھند اور کمر پوری طرح چھائی ہوئی تھی۔ تاہم جوں جوں سورج بلند ہوتا جا رہا تھا اس کی تیز کرنیں دھند کو پھاڑتے ہوئے ٹھاؤں کو واضح اور صاف کرنے لگی تھیں۔ رومنوں کے پورے لشکر کا صفایا کرنے کے بعد اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو ہانی بال نے وادی کے وسطی حصے میں جمع کیا اور پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ جب پڑاؤ

قائم ہو گیا تو وادی سے جنگیں کام آنے والے رومنوں کی لاشیں ہٹا کر وادی کو صاف کر دیا گیا اور جب خیمے نصب ہو گئے تب ہانی بال نے یوناف اور پیوسا دونوں کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔ جس وقت یوناف اور پیوسا ہانی بال کے خیمے میں داخل ہوئے اس وقت اس خیمے میں ہانی بال اور اسکے بھائی ماگو کے علاوہ کھانیوں کا ایک نامور جرنیل محرمال بھی اسکے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جونہی یوناف اور پیوسا خیمے میں داخل ہوئے تینوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر انکا استقبال کیا پھر ہانی بال نے ہاتھ کے اشارے سے انکو سامنے والی کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے کہا۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تو ہانی بال بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یوناف میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ ان دھند آلود وادیوں میں ہم نے رومن لشکر کا پوری طرح صفایا کر کے رکھ دیا ہے جیسا کہ میرے مخبر مجھے اطلاع دے چکے ہیں اسکے مطابق رومنوں کے دو لشکروں کو ہمارے خلاف حرکت میں آنے کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ ایک لشکر اسکے جرنیل فلیمنوس کی سرکردگی میں تھا جس کا ہم اس وادی میں صفایا کر چکے ہیں۔ دوسرا لشکر اسکے ایک جرنیل سرویلیوس کی سرکردگی میں ہے اور اس وادی سے نکلنے کے بعد جو دوسری سمت کھئے اور وسیع میدان پڑتے ہیں میرے مخبروں کا کہنا ہے کہ یہ دوسرا جرنیل سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ انہی میدانوں کے اندر خیمہ زن ہے اسکا ارادہ ہے کہ جونہی میں ان وادیوں سے درے کے ذریعے نکل کر ان میدانوں میں داخل ہوں گا تو وہ سامنے کی طرف سے مجھ پر حملہ آور ہو جائے گا جبکہ میرے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے والے جرنیل فلیمنوس کا ارادہ تھا کہ وہ ان میدانوں میں پشت کی طرف سے مجھ پر حملہ آور ہو گا لیکن فلیمنوس کی تو ساری چالوں کو میں ناکام بنا چکا ہوں اب میرے سامنے سرویلیوس اور اس کا لشکر ہے میرے بھائی تم نے ہمیشہ مجھے بہترین اور سودمند مشورہ دیا ہے اب سرویلیوس سے نمٹنے کیلئے بھی کو تم کی طریقہ کار بتاتے ہو اور مجھے امید ہے کہ تمہارا بتایا ہوا مشورہ اور تدبیر ضرور ہی قابل عمل ہوئے یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو ہانی بال اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ اپنے جرنیل محرمال کی سرکردگی میں دو اور دوسرا حصہ تم اور اپنے بھائی ماگو کے پاس رکھو لشکر کا وہ حصہ جو تمہارے جرنیل محرمال کی سرکردگی میں ہو گا وہ اس وادی میں کوچ کرے اور سامنے پڑے والے درے سے گزر کر ان میدانوں میں داخل ہو جہاں پر یونانیوں کے جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے ظاہر ہے کہ جونہی سرویلیوس محرمال اور اسکے لشکر کو میدانوں میں داخل ہوتے ہوئے دیکھے گا وہ یہی اندازہ لگائے گا کہ تم اپنے لشکر کے

ساتھ جھیل سے ملحقہ وادیوں سے نکل کر میدانوں میں داخل ہوئے ہو اور اسے یہ بھی گمان ہو گا کہ اس کا دوسرا جرنیل فلیمنوس تمہارے تعاقب میں ہو گا لہذا محرمال کے لشکر کو دیکھتے ہی سرویلیوس اس پر حملہ آور ہو جائے گا۔

اور مزید یہ کہ محرمال کے یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جھیل تریمینوس کے گرد چکر لگاتے ہوئے ان میدانوں کے قریب پہنچ جاؤ جن کے اندر رومنوں کے جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے اور تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سرویلیوس کے لشکر کی پشت پر جا کر گھات میں بیٹھ جاؤ۔ جب سرویلیوس اپنے لشکر کے ساتھ محرمال کے لشکر پر حملہ آور ہو تو تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سرویلیوس کی پشت پر نمودار ہو کر ایسا حملہ کرو کہ رومنوں کو ان وسیع میدانوں میں سوائے اپنی تباہی اور بربادی کے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا تو اسکی تجویز اسکا یہ مشورہ ہانی بال کو اس قدر پسند آیا کہ ہانی بال اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا یوناف میرے بھائی تم نے جو مشورہ دیا ہے یقیناً اس پر عمل کر کے میں ان کھلے میدانوں میں سرویلیوس اور اسکے لشکر کی تباہی کا باعث بن جاؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائی ماگو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو ماگو میرے بھائی آج شام ہی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے لشکر کا ایک حصہ محرمال کی سرکردگی میں رہے گا جبکہ لشکر کا دوسرا آدھا حصہ میں اور تم آج ہی یہاں سے لے کر کوچ کر جائیں گے اور جھیل تریمینوس کے گرد چکر لگاتے ہوئے ان میدانوں کی پشت میں جا کر گھات میں بیٹھ جائیں گے جن میدانوں میں رومن جرنیل سرویلیوس نے پڑاؤ کر رکھا ہے اور محرمال تمہارے لئے یہ ہدایات ہیں کہ تم کم از کم دو روز تک اسی جگہ پڑاؤ کئے رکھو گے تیسرے روز تم یہاں سے کوچ کر کے درے کے ذریعے ان میدانوں میں داخل ہونا جہاں رومن لشکر نے پڑاؤ کر رکھا ہے اس وقت تک میں اور ماگو دونوں اپنے حصے کے لشکر کو لیکر اگلی پشت پر پہنچ چکے ہو گئے اور پھر ہم وہی طریقہ کار رومنوں کے خلاف استعمال کریں گے جو یوناف نے بتایا ہے ماگو اور محرمال دونوں نے ہانی بال کی تجویز سے اتفاق کیا اسی شام لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ کو لے کر ہانی بال اور ماگو جھیل تریمینوس کے اوپر سے ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے وادی کے ان کھلے میدانوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

رومنوں کے سامنے پسپا ہو رہا تھا۔ بیابانوں کے وحشیوں کی طرح مڑا اور بالکل وہ ہانی ہال کے انداز میں ہی سامنے کی طرف سے رومنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا اب رومنوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ محرمال ان کے حملوں سے پسپا نہیں ہوا تھا بلکہ اسکی یہ انکے خلاف ایک جنگی چال تھی۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ بہت دیر ہو چکی تھی اور کنعانیوں نے انہیں دونوں طرف سے پھینا شروع کر دیا تھا۔ یوں جھیل ترسمینوس کے ان قریبی میدانوں میں ہانی ہال نے رومنوں کے اس لشکر کا بھی مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

دوسرے لشکر کو بھی تباہی سے دوچار کرنے کے بعد ہانی ہال نے پھر کچھ روز تک اپنے لشکر اور گھوڑوں کو سستانے کا موقع فراہم کیا اسکے بعد اس نے کوچ کیا اور اٹلی میں وہ بڑی تیزی سے جنوب مشرق کی طرف بڑھا تھا۔ یہاں تک کہ آندھی اور طوفان کی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے وہ اٹلی کے مشرقی سمندر کے ساحلی شہر بادریہ جا پہنچا۔ بادریہ تک سفر کرتے ہوئے راستے میں پڑنے والے شہروں، قصبوں اور بستیوں کے ساتھ ہانی ہال نے وہ طرح کا سلوک کیا کہ وہ رومن جو اس قابل تھے کہ ہتھیار اٹھا کر اس کا مقابلہ کر سکیں ان سب کو اس نے تہ و تیغ کر دیا اور اٹلی کے اندر آباد دوسری اقوام کے لوگ جو رومنوں کی رعایا کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے انہیں ہانی ہال نے کچھ نہ کہا بلکہ ان کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ وہ پیش آتا رہا۔

بادریہ پہنچنے کے بعد ہانی ہال نے پھر اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا مہی روز اس نے یہاں قیام کئے رکھا لشکر کے وہ گھوڑے جو بری طرح زخمی ہو گئے تھے اور جنکے زخم ٹھیک نہیں ہو رہے تھے ان کیلئے ہانی ہال نے کافی مقدار میں شراب خریدی اور زخم اس نے کئی روز تک شراب سے دھلوائے جس کی وجہ سے گھوڑوں کے زخم ٹھیک ہو گئے تھے۔ یہاں بھی چند روز تک اس نے اپنے جوانوں اور گھوڑوں کو سستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا بادریہ میں قیام کے دوران ہانی ہال نے کئی ایک بڑے بڑے بحری جہاز بھی تیار کرائے اٹلی پر حملے کے دوران جو اسے مال و دولت حاصل ہوا تھا اسکا ایک حصہ ان جہازوں میں لدا کر افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجہ کی طرف روانہ کر دیا تھا ساتھ ہی کچھ قاصد بھی اس نے اپنے خط دے کر قرطاجہ کی طرف روانہ کئے تھے اور ان خطوں میں ہانی ہال نے اپنے حکمرانوں کو اسپین کے بعد اٹلی میں اپنی کارگزاری کی تفصیل سے اطلاع کر دی تھی۔

دنیا کا کوئی جرنیل یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ کسی اجنبی کسی پرانے دلس پر حملہ آور ہوتے وقت اپنے مرکز سے بالکل قطع تعلقی کر لے اسلئے کہ شکست کی صورت میں پھر اسکے بچھے کوئی سہارا کوئی آڑ نہیں رہتی لیکن ہانی ہال نے ان خطروں کی پروا نہ کی بغیر اور

دو دن بعد کنعانی جرنیل عمریال جھیل ترسمینوس سے ملحقہ اس وادی سے نکلا اور درے کے نیچے ان کھلے میدانوں میں داخل ہوا جنکے انتہائی شروع پر رومن جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا ان میدانوں میں داخل ہونے کے بعد عمریال آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ رومن جرنیل سرویلیوس کے لشکر کے سامنے جا نمودار ہوا سرویلیوس نے یہی اندازہ لگایا کہ یہ کنعانیوں کا لشکر ہے جو اپنے جرنیل ہانی ہال کی سرکردگی میں جھیل کی ملحقہ وادیوں میں درے کے ذریعے نکل کر ان میدانوں میں داخل ہوا ہے اور اس نے یہ بھی گمان کر رکھا تھا کہ اس کا دوسرا جرنیل نمینوس اس وقت ہانی ہال کے لشکر کے تعاقب میں ہو گا لہذا اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اپنے لشکر کو فوراً تیاری کا حکم دیا اور آوارہ پریشان زمزموں، ایک سیلہ بدخیز، فسوں کے پھیلتے ہوئے جال اور مہیب خوابوں کے سسلے کی طرح اس نے کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا سرویلیوس کے اس جسے میں عجیب شدت اور عجیب بہانہ خیز تیزی تھی اس نے اپنی پوری قوت اپنی پوری طاقت اور اپنی پوری ذہانت کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا دوسری طرف کنعانی جرنیل عمریال بھی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کام کر رہا تھا جو نہی رومنوں نے اس پر حملہ کیا اس نے ان حملوں کے سامنے اپنا دفاع کرتے ہوئے آہستہ آہستہ کو ہستانی سلسے کی طرف پسپا ہونا شروع کر دیا تھا تاکہ دوسری طرف سے ہانی ہال اور ماگو دونوں کو رومنوں پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔

رومن جرنیل سرویلیوس نے اپنے سامنے پسپا ہوتے کنعانیوں کا تھوڑی دور تک تعاقب کیا تھا کہ اسکی پشت پر سے ہانی ہال اور ماگو دونوں بھائی اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے اور پھر رنج و حوادث کے طوفان رقص کرتے سمندر اور دریائے بیکران کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اور اسکے حملہ آور ہونے سے رومنوں کی حالت اور کیفیت کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے جہنم کی پہاڑی میں تلخی غم حیات، زمانے کی گردش اور وقت کی الجھن کے بدترین اور ان گنت نشتر گڑ گئے ہوں ہانی ہال اپنے بھائی ماگو کے ساتھ رومنوں پر نمودار بیاباں اور بدروح کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ لہجوں کے اندر وہ رومنوں پر آسیب و چھلاوے اور وہم و وحشت کی طرح چھا گیا تھا اور جس طرح ہر تہ طم ساگر اپنے رستے میں آنے والے خس و خاشاک پتھروں کو بہا لے جاتا ہے ایسے ہی ہانی ہال بھی دشت و بیابان کی وحشیوں کی طرح رومنوں پر چھا گیا تھا اور انہیں اپنے سامنے بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح ہانکنا شروع کر دیا تھا۔

یہ جنگ کچھ زیادہ دیر تک جاری نہ رہی تھی اسلئے کہ جس وقت ہانی ہال پشت کی طرف سے رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اسی وقت اس کا جرنیل عمریال جو اپنے لشکر کے ساتھ

افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجہ سے کوئی ربط رکھے بغیر نہ صرف یہ کہ پورے اسپین کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا بلکہ اٹلی کے وسیع حصوں کو بھی تاراج کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے پے در پے رومنوں کو بدترین شکستیں بھی دی تھیں اٹلی میں وہ ان رومنوں کو جو ہتھیار اٹھانے کے قابل تھے اس لئے بے دریغ ہو کر قتل کر رہا تھا کہ افریقہ کے ساحل پر اس نے اپنے باپ کی خواہش پر بغل دیوتا کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھائی تھی کہ وہ رومنوں کے خلاف ضرور انتقامی کارروائی کرے گا بہر حال ہادیہ شہر سے ہانی بال نے اپنے حکمرانوں سے رابطہ قائم کر لیا تھا۔

ہادیہ شہر میں چند روز قیام کرنے کے بعد ہانی بال نے یہ اندازہ لگایا کہ اسکے گھوڑے اور لشکری آب تازہ دم ہو گئے ہیں اور وہ مزید پیش قدمی کرنے کے قابل ہو گئے ہیں تب اس نے پھر ہادیہ شہر سے کوچ کیا اور جنوب کی طرف وہ ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا تھا۔ راستے میں ہر آنے والے رومنوں کو وہ قتل کرتا چلا جاتا تھا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ شفقت آمیز سلوک کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ وہ رومنوں کے شر اپو یہ جا پہنچا۔ یہاں اس نے پھر لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔

رومن حکمرانوں نے جب دیکھا کہ ہانی بال شہر پر قبضہ چھ کرتا اٹلی کی سرزمینوں کو برباد کرتا ہوا لگتا جنوب میں اسکے مرکزی شہر روم کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے تو بڑے فکر مند اور پریشان ہوئے اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے انہوں نے بڑی تیزی سے کئی بڑے بڑے لشکر تیار کئے اور انہوں نے اپنے سارے لشکروں کے سالار اعظم ایک جرنیل فیبوس کو مقرر کیا۔ فیبوس انتہائی دلیر اور جرات مند تھا گزشتہ سہولوں میں وحشی گھن قبائل کے خلاف اس نے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے اور وہ گاؤں کو شکست دینے اور مغلوب کرنے میں بھی کامیاب رہا تھا اسی بناء پر اس فیبوس کو رومن اپنا قومی ہیرو تصور کر چکے تھے۔ بہر حال ہانی بال کو اٹلی سے نکالنے کیلئے فیبوس ہی کو ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

رومنوں کا سالار اعظم بننے کے بعد فیبوس نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ کہ وہ کوہستان کیٹولون پر چڑھ بیٹھ دیا کہ مندر گیا اس مندر میں کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں جن میں رومن سلطنت سے متعلق پیش گوئیاں کی گئی تھیں یہ کتابیں دراصل اٹلی کی ایک مشہور ساحرہ اور ستارہ شناس عورت سائبل نے لکھی تھیں اور یہ اس نے رومنوں کے پانچویں بادشاہ ترکیون کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ فیبوس چاہتا تھا کہ جہاں ان کتابوں میں رومنوں کیلئے عبادت اور زندگی بسر کرنے کی رہنمائی ملتی ہے وہاں ہو سکتا ہے ان کتابوں کے اندر ہانی بال سے رومنوں کو بچانے کیلئے بھی کوئی اشارہ یا کوئی طریقہ اور قاعدہ اسے ہاتھ

آجائے۔ چند یوم تک وہ ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرتا رہا پھر وہ حرکت میں آیا اپنے لشکر کو اس نے پہلا حکم یہ دیا کہ روم سے لے کر اپولہ تک سارے علاقے کو جلا کر خاکستر کر دیا جائے اور اگر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اپولہ میں سستانے کے بعد پھر روم کی طرف پیش قدمی کرتا ہے تو اس پیش قدمی سے راستے میں اسے کھانے پینے کو کوئی چیز میسر نہ ہو راستے میں اسے کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیں ساتھ ہی اس نے اپنے کچھ خفیہ جوانوں کو یہ بھی حکم دے دیا تھا کہ اس راستے میں جس قدر جوہریا تالاب یا پانی پینے کی جگہیں پڑتی ہیں ان سب میں زہر ملا دیا جائے چند ہی دنوں میں سارے کام کی تکمیل کر دی گئی اپولہ سے لے کر روم تک جس قدر سرزمین تھی اسکی ساری بستیوں قصبوں کھیتوں اور درختوں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا۔ راستے میں پڑنے والے سارے جوہروں کنوؤں اور تالابوں کے اندر زہر ملا دیا گیا تھا۔

ہانی بال کو جب خبر ہوئی کہ اپولہ سے آگے روم تک ساری سرزمینوں کھیتوں اور درختوں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا ہے اور پانی کے اندر زہر ملا دیا گیا ہے تو اس نے اپنے لشکر کی پیش قدمی کو جنوب کی طرف روک دیا تھا۔ چند یوم تک سوچ و بیچار کرنے کے بعد اس نے اپنا رخ موڑ دیا تھا اور مغرب کی طرف بڑھنا شروع کیا اسکا ارادہ تھا کہ وسطی اٹلی سے گزرتا ہوا وہ اسکے مغربی ساحل تک جائے گا اور وہاں تک پہنچتے پہنچتے رومنوں پر تباہی اور بربادی کرتا جائے گا۔ یہ ارادہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ اپولہ سے کوچ کیا اب وہ اٹلی کے مشرقی ساحل سے مغربی ساحل کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا سالار اعظم فیبوس بھی اپنے جاسوسوں کے ذریعے ہانی بال اور اسکے لشکر پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ فیبوس کی خوش قسمتی تھی کہ جن دنوں وہ ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے والا تھا ان دنوں رومنوں کا جرنیل سر دیلیوس بھی اپنے چند بچے کھجے ساتھیوں کے ساتھ روم پہنچ گیا یہ وہی جرنیل تھا جسے ہانی بال نے اسکے لشکر سمیت کوہستانی سلسلوں میں گھیر کر ختم کیا تھا لیکن یہ سر دیلیوس کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر روم پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ سر دیلیوس چونکہ ایک بہترین امیر البحر تھا لہذا فیبوس نے اسے رومنوں کے بحری بیڑے کا امیر البحر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائے اور اٹلی کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے فیبوس کو چونکہ اطلاع مل چکی تھی کہ ہانی بال بڑی تیزی سے مغرب کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے اس نے اپنے بحری بیڑے کو بھی ادھر کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ بحری بیڑے کے لشکر کو بھی ہانی بال کے خلاف استعمال کر سکے یہ انتظام کرنے کے بعد خود فیبوس بھی ایک بہت بڑے لشکر

سلسلہ کوہ میدانوں کے دائیں ہاتھ آگے بڑھتا ہے وہ شمال تک چلا گیا تھا جس میں چند درے پڑتے تھے جنہیں عبور کرنے کے بعد شمال کے وسیع میدانوں میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ فیوس چاہتا تھا کہ جب ان دروں سے نکل کر ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھے گا تو وہ ان دروں کو کھائیوں کا قبرستان بنا کر رکھ دے گا یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد فیوس نے اپنے امیر البحر سرویلیوس سے رابطہ قائم کیا دونوں کے درمیان دن اور وقت مقرر کیا گیا کہ وہ کب اور کیسے کوہستانی سلسلے اور سمندر کی طرف سے ہانی ہال اور اسکے لشکر پر شب خون مارنے کی ابتداء کریں گے۔

ہانی ہال کو بھی رومنوں کے ان ارادوں کی خبر ہو گئی تھی اسلئے کہ اس کے جاسوس بھوکے بھیڑیوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے ہوئے ہر چیز سونگھتے پھر رہے تھے۔ ہانی ہال کو جب یہ خبر ہوئی کہ رومن سمندر کوہستانی سلسلے اور سامنے والے درے کی طرف سے بیک وقت حملہ آور ہو کر سمندر کوہستانیوں اور دریائے ولسرون کے درمیان گھری ان وادیوں کے اندر اسکا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے دشمن کے خلاف ایک عجیب و غریب قدم اٹھایا وہ اس طرح کہ ہانی ہال کو اٹلی پر حملہ کے دوران بے شمار تیل ہاتھ آئے تھے ان بیلوں میں سے کچھ کو اس نے ذبح کیا انکا گوشت اس نے اپنے لشکریوں کو کھلایا اور چربی اس نے محفوظ کر کے رکھ لی پھر اس نے درختوں کی باریک باریک خشک ٹہنیاں اکٹھی کرواتیں اور انکا ایک ڈھیر اپنے لشکر میں لگا لیا۔ درختوں کی ان خشک ٹہنیوں کو اس نے دو سو بیلوں کے سینگوں کے گرد کس کر باندھ دیا اور ان شاخوں کو سینگوں سے باندھنے کے باعث ان شاخوں کے درمیان جو جگہ بچ رہی تھی اسکے اندر اس نے روٹی بھردی دی اور اس روٹی کے اوپر اس نے بیلوں کی چربی پگھلا کر ڈال دی تھی اس طرح اس نے ایک خطرناک چال رومنوں کے خلاف چلنے کیلئے دو سو بیلوں کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اسکے روز کا سورج جب غروب ہوا اور رات چھا گئی تو ہانی ہال نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنا پڑاؤ ختم کر لیا کوچ کیلئے اس نے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں دو سو تیل جو اس نے تیار کوائے تھے انکے سینگوں کے ارد گرد بندھی ہوئی خشک شاخوں اور ان کے درمیان روٹی اور چربی کو اس نے آگ لگا دی تھی پھر رات کے وقت جلتے سینگوں والے ان بیلوں کو اس نے سمندر کی طرف ہانک دیا تھا اسکے ساتھ ہی خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس وادی کے شمالی دروں کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ گیا تھا۔

یہ دو سو تیل جکے سینگوں پر چربی لگی روٹی اور درختوں کی ٹہنیاں چل رہی تھیں جلد ہی بج پا ہو کر جنوبی کیفیت اختیار کر گئے تھے کہ انکے سینگوں پر جب آگ جلنے کی وجہ سے

کے ساتھ روم سے نکلا اور ہانی ہال کے پیچھے پیچھے وہ بھی اٹلی کے مغربی ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔

اٹلی کے دسویں صدی کے تباہ و برباد کرتا ہوا ہانی ہال اٹلی کے مغربی ساحل پر قمرنیاں نام کے ان میدانوں میں پہنچ گیا جہاں ایک طرف سمندر اور دوسری طرف بلند کوہستانی سلسلہ تھا۔ ہانی ہال کا خیال تھا کہ ان ہی میدانوں کو وہ اپنا پڑاؤ بنا کر یہیں سے اٹلی میں رومنوں کے خلاف مزید کاروائیاں کرے گا۔ دوسری طرف رومن جرنل فیوس بھی ان ہی میدانوں میں ہانی ہال کے خلاف زندگی اور موت کا کھیل کھیلتا چاہتا تھا کیونکہ اس سے پہلے ہانی ہال رومنوں کے ایک لشکر کو کوہستانی سلسلے کے اندر گھر کر ختم کر چکا تھا ایسا ہی سلوک فیوس قمرنیاں کے میدان میں ہانی ہال کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔ فیوس کا ارادہ تھا کہ ہانی ہال کو اسکے لشکر سمیت ان ہی میدانوں میں گھیر کر ختم کر دیا جائے۔

ان میدانوں میں ہانی ہال کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے فیوس کے پاس طبعی اور قدرتی طور پر بہترین مواقع ہاتھ آ رہے تھے اس لئے کہ قمرنیاں کے جن میدانوں میں ہانی ہال نے قیام کیا تھا وہ بظاہر طبعی علتوں کی وجہ سے ہانی ہال کے خلاف پڑتا تھا اس لئے کہ جس میدان میں ہانی ہال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تھا اسکے بائیں طرف سمندر پڑتا تھا اور سمندر میں رومنوں کا امیر البحر سرویلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ موجود تھا ہانی ہال جہاز تیار کر دینے کے بعد اس سمت میں سے کہیں بھاگ نکلنے کے قابل نہ ہو سکتا تھا۔ جبکہ قمرنیاں نام کے ان میدانوں کے دائیں طرف بلند کوہستانی سلسلہ تھا۔ انہیں عبور کرنے کے بعد ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ ان میدانوں میں داخل ہوا تھا اب ان بلند کوہستانی سلسلوں کے دروں اور گھاٹیوں میں رومن سپہ سالار فیوس نے اپنے لشکر کو مقرر کر دیا تھا تاکہ ان میدانوں سے نکل کر ہانی ہال پھر آگے واپس جانا چاہے تو دروں میں اس پر ایسا خوفناک حملہ کیا جائے کہ ان دروں اور گھاٹیوں کے اندر ہی ہانی ہال اور اسکے لشکر کا خاتمہ کر دیا جائے قمرنیاں نام کے ان میدانوں کے جنوب میں دریائے ولسرون پڑتا تھا۔ یہ دریا چونکہ کوہستانی سلسلے میں پڑتا تھا اسلئے اسکے بننے کی رفتار کوہستانی سلسلے میں ایسی تیز اور خطرناک تھی کہ اسے عبور نہ کیا جا سکتا تھا پس فیوس چاہتا تھا کہ سمندر کی طرف سے سرویلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہانی ہال پر حملہ آور ہو جبکہ دائیں طرف سے وہ خود کوہستانی سلسلوں سے نکل کر ایک بار ہانی ہال کے ساتھ زندگی موت کا کھیل کھیلے ایسا کرنے کے بعد ہانی ہال جنوب کی طرف نہیں بڑھے گا۔ اسلئے کہ جنوب میں وہ دریائے ولسرون کو پار کر کے پیش قدمی نہ کر سکتا تھا اسکا خیال تھا کہ ہانی ہال شمال کی طرف بڑھے گا اور

میدانوں کے اندر یقینی ہو جائے گا۔ لیکن جب تیل ہانپتے اور بے پناہ غضب کا اظہار کرتے انکے قریب آئے تو پریشانی اور دہشت کے مارے رومنوں کے بحری بیڑے کے ان ملاحوں کی بری حالت ہو گئی اسلئے کہ سینک ٹپ جانے کی وجہ سے تیل بری طرح سٹخ پا ہو کر جنوں کی کیفیت اختیار کر گئے تھے اور جو رومن بھی انکے سامنے آیا انہوں نے انہیں سینگوں پر اٹھا کر بیٹھے ہوئے انتہائی غیض و غضب کا اظہار کیا اور سمندر تک رومنوں کو سینگوں سے مارنے کے بعد جب بیلوں نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے تو پھر وہ واپس پلٹے اور کوہستانی سلسلے کی طرف سے آتے ہوئے فلبوس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے فلبوس نے بھی دیکھ لیا کہ ہانی بال نے ان کے ساتھ دھوکہ اور فریب کیا ہے اور یہ کہ اس نے بیلوں کے سینگوں کے ساتھ آگ روشن کر کے انہیں احق اور بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے لہذا اپنے لشکر کی مدد سے اس نے سٹخ پا بیلوں کو سمندر کی طرف ہانکا اور انہیں مارتے کالٹے ہانکتے ہوئے سمندر میں پھینک دیا اس طرح بیلوں کے سینگوں میں لگنی ہوئی آگ بجھ گئی اور اسکے بعد وہ تیل سینک ٹھنڈے ہونے کے بعد خود بخود ہی سمندر سے نکل کر کنارے پر آگئے تھے اس طرح ہانی بال نے اپنی دانشمندی اور فہم و فراست سے رومنوں کی ساری تدبیروں کو ناکارہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

ہانی بال رومنوں کو بیلوں کا چمکہ دیکر اپنے لشکر کو لے کر انکے ٹکٹے اور انکی گرفت سے نکل گیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے وہ رومنوں کے شہر اپولیہ پر برس پڑا آنا فانا لہو میں اس نے شہر کو فتح کر کے یہاں سے بھی اس نے اپنے لئے خوراک کے ذخیرے حاصل کئے اسکے بعد وہ شہر سے باہر سمندر کے کنارے گردنیم نام کے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا سپہ سالار فلبوس ہانی بال کے بچ نکل جانے سے بڑا برا فردوسہ بڑا پریشان اور بڑا دل شکستہ ہوا اس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ ہانی بال عام سا جرنیل نہیں ہے بلکہ بڑا حیز اور دانشمند اور بڑا عیار جرنیل ہے لہذا اس نے اپنے موجودہ لشکر سے کام لیتے ہوئے وہ کسی بھی صورت نہ ہانی بال کو شکست دے سکتا ہے نہ اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتا ہے لہذا فلبوس نے فیصلہ کیا کہ وہ واپس اپنے مرکزی شہر روم جائے گا اور اپنی حکومت سے التماس کرے گا کہ ہانی بال پر غلبہ حاصل کرنے کیسے اور اسے اپنی سرزمینوں سے نکال باہر کرنے کیلئے اسے مزید لشکر مہیا کئے جائیں اپنے ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے فلبوس نے اپنے ایک نائب منسیوس کو اپنے لشکر کا سالار بنایا اور خود

جب انکے سینگوں کے نچلے حصے میں گرائش پہنچی تو ان پر پوری طرح پاگل پن اور جنوں سوار ہو گیا اور اندھا دھند صورت حال اختیار کرتے ہوئے سمندر کی طرف بھاگے تھے۔ رومنوں کے بحری بیڑے کے ملاحوں نے جب دو سو بیلوں پر مشتعل روشنیوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو انہوں نے یہ ہی اندازہ لگایا کہ شاید ہانی بال ان پر حملہ آور ہو رہا ہے لہذا وہ اس کا مقابلہ کرنے کیلئے خشکی پر جم گئے تھے دوسری طرف کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بیٹھے ہوئے رومنوں کے سالار فلبوس نے بھی یہ ہی اندازہ لگایا کہ شاید ہانی بال اسکے بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا ہے لہذا اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں سے اتر کر بڑی تیزی سے بیلوں کے پیچھے پیچھے سمندر کی طرف بڑھا تھا۔

رومنوں کے لشکر کا جو حصہ شمالی دروں پر متعین تھا اس نے بھی ان بیلوں کو سمندر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا انہوں نے بھی یہ ہی فیصلہ کیا تھا کہ ہانی بال انکے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو رہا ہے لہذا وہ درے کو چھوڑ کر بڑی تیزی سے ساحل سمندر کی طرف بڑھے تھے اور یہی انکی سب سے بڑی حماقت تھی جس سے ہانی بال نے پورا پورا فائدہ اٹھایا دروں کا محافظ لشکر جو نہی دروں کو چھوڑ کر میدان میں داخل ہوا ہانی بال اپنے لشکر کی ساتھ بجز دھ کی کلپناؤں، جان کے ناسور اور وقت کی طنائوں سے آزاد سیال جذبوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ لہوں کے اندر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کے لشکر کے اس حصے پر اندھیرے میں بھٹکتی یادوں دھ کے صحرا روشنی شاموں کی قربانی اور عمدہ دہر و غضب کی طرح چھا گیا تھا اپنے پہلے ہی حصے میں ہانی بال نے رومنوں کے لشکر کے اس حصے پر برہمی کے رنگ اور بڑھ کی آگ بھرنی شروع کر دی تھی اور انہیں اس نے ٹوٹے والے وعدوں، زنگ آلود دغیروں کی طرح کانٹے ہوئے انہیں ایک حرف فنا کی طرح ختم کر دیا اور ان وادیوں کے اندر رومنوں کے اس سارے لشکر کا لہوں کے اندر قتل عام کرنے کے بعد ہانی بال نے نہ انکا اسم ہانی رہنے دیا نہ جسم۔ رومنوں کے اس لشکر کے مکمل صفائے کے بعد ہانی بال اپنے لشکر کو باعائیت شمالی دروں سے نکال کر کھلے اور وسیع میدانوں میں داخل ہو گیا تھا۔

دوسری طرف سمندر کے ساحل پر رومنوں کا بحری بیڑہ بالکل تیار کھڑا تھا اور اسکے ملاح ساحل پر اتر کر اپنے زعم میں ہانی بال کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار تھے انہیں یہ بھی یقین تھا کہ انکے جرنیل فلبوس اور دروں کی حفاظت کرنے والے لشکر نے بھی ہانی بال کو ان پر حملہ آور ہوتے دیکھ لیا ہو گا لہذا جو نہی ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ نکرائے گا تو وہ دونوں حصے پشت کی طرف سے ہانی بال پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ اس طرح ہانی بال کا خاتمہ ان

فیبوس نے اپنے نائب مینسیوس کو بڑی سختی کے ساتھ یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسکی غیر موجودگی میں ہانی ہال کے ساتھ جنگ کی ابتداء نہ کرے بلکہ وہ اس پر نگاہ رکھے کہ وہ کدھر جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔

فیبوس کی روانگی کے بعد مینسیوس نے اپنی قسمت آزمائنا چاہی اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے شمال کی طرف کوچ کیا اور جس جگہ ہانی ہال نے پڑاؤ کر رکھا تھا اس جگہ سے دس میل دور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کر لیا ایک روز ہانی ہال کے لشکر کے چند دستے مینسیوس کے سامنے پڑاؤ کے قریب ہی ایک گاؤں میں وارد ہوئے تھے وہ اس گاؤں پر شاید اس لئے حملہ آور ہوئے تھے کہ اپنے لئے رسد کا سامان حاصل کریں مینسیوس نے اپنی قسمت آزمائے کیلئے اس موقع کو بہترین جانا اس نے اپنے چند دستوں کو ساتھ لیا اور اس گاؤں میں داخل ہونے والے کنعانیوں پر اس نے حملہ کر دیا یہ حملہ ایسا تیز اور اچانک تھا کہ اس نے ان کنعانی دستوں کو شکست دے کر مار بھگایا۔

کنعانیوں کے ان دستوں کو مار بھگانے کی خبریں جب روم شہر پہنچیں تو لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے سپہ سالار فیبوس کے خلاف احتجاج کرنے لگے بلکہ اپنے حکمرانوں سے یہ مطالبہ بھی کرنا شروع کر دیا کہ فیبوس کو سارے لشکروں کی کمانداری نہ سونپی جائے بلکہ مختلف جرنیلوں کو مختلف لشکر دیکر کنعانیوں کے خلاف حرکت میں لایا جائے انکا خیال تھا کہ اگر فیبوس کنعانیوں کے خلاف کامیابی حاصل نہیں کر سکتا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا جرنیل ایسا کر دکھائے رومن حکمرانوں کو اپنے عوام کی یہ بات پسند آئی لہذا فیبوس کے لشکر کو فوراً دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ایک حصہ فیبوس کی کمانداری میں دیا گیا اور دوسرا مینسیوس کے ماتحت کام کرنے لگا تھا۔

اس دوران فیبوس بھی روم پہنچ چکا تھا اس نے رومن حکمرانوں سے مزید لشکر مہیا کرنے کی التجا کی رومنوں نے اپنے سپہ سالار فیبوس کی اس تجویز کو قبول کیا بڑی تیزی سے انہوں نے دو بڑے لشکر تیار کئے لیکن یہ لشکر انہوں نے فیبوس کی کمانداری میں نہیں دیئے بلکہ فیبوس سے انہوں نے واپس جانے کو کہا اور نئے تیار ہونے والے یہ دونوں لشکر انہوں نے دو مختلف جرنیلوں کی سرکردگی میں دے کر فیبوس کے ساتھ روانہ کر دیئے تھے ان دونوں جرنیلوں میں سے ایک کا نام اہلیوس اور دوسرے کا نام وارو تھا اور یہ دونوں ہی بڑے آزمودہ کار جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ رومنوں میں دلیر اور بہترین جنگجو ہونے کی وجہ سے مشہور و معروف تھے۔ بہر حال رومنوں کا سالار اہلی فیبوس دو مزید بڑے بڑے لشکروں کو لیکر اس سمت میں بڑھا تھا جہاں اسکے جرنیل مینسیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ

ہانی ہال سے دس میل دور پڑاؤ کر رکھا تھا۔

چند روز تک چاروں جرنیلوں نے پورے لشکر کے ساتھ اس جگہ قیام کئے رکھا اس دوران وہ صلاح و مشورے کرتے رہے پھر چاروں جرنیلوں یعنی فیبوس مینسیوس اہلیوس اور وارو نے صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اپنے لشکر کے ساتھ اس سمت پیش قدمی کی جائے جس سمت ہانی ہال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا یہ چاروں جرنیل اب بے حد مطمئن اور خوش تھے اسلئے کہ ان کے لشکر کی تعداد مجموعی طور پر ہانی ہال کے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہو گئی تھی اور ان کا خیال تھا کہ جس جگہ ہانی ہال نے پڑاؤ کر رکھا ہے وہاں وہ ہانی ہال کو چاروں طرف سے گھیر کر اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی مقصد اور یہی مدعا لیکر یہ چاروں جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے وہ اس سمت آئے جہاں ہانی ہال نے قیام کر رکھا تھا اور پھر وہ عین ہانی ہال کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر کے بیٹھ گئے تھے۔

دو روز تک دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رکھا شاید رومن جرنیل اپنے لشکر کو سستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتے تھے جبکہ دوسری طرف ہانی ہال بھی اپنی جگہ مطمئن تھا اس نے رومنوں پر حمہ آور ہونے میں جلد بازی اور تہمل سے کام نہیں لیا بلکہ وہ انتظار کرتا رہا کہ کب رومن اسکے ساتھ جنگ کرنے کیلئے خود کو صف آراء کرتے ہیں شاید وہ رومنوں کے لشکر کی تعداد کئی گنا زیادہ ہونے کے باوجود بھی اعتماد اور بھروسہ رکھتا تھا کہ وہ ایک بار پھر رومنوں کو ان کی ہی سرزمین میں شکست و ریخت سے دوچار کرنے میں کامیاب ہو جائے گا دو روز بعد رومنوں نے اپنے لشکر کو جنگ کے لئے صف آرا کرنا شروع کیا اپنے لشکر کو چار حصوں میں رومنوں نے تقسیم کیا جو لشکر رومنوں کا سالار اعظم فیبوس اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ فیبوس نے اپنے پاس رکھا جبکہ دوسرا حصہ اپنے نائب مینسیوس کی سرکردگی میں دے دیا تھا جبکہ دوسرے دو حصے وہی تھے جو دوسرے دونوں جرنیل اہلیوس اور وارو اپنے ساتھ لیکر آئے تھے۔

اپنے ان چاروں لشکروں کی ترتیب رومنوں کے سالار اہلی فیبوس نے کچھ اس طرح کی کہ وسطی حصے میں اس نے اپنے اور مینسیوس کے لشکر کو رکھا جبکہ دائیں اور بائیں پہلو پر اس نے بالترتیب اہلیوس اور وارو کو اپنے اپنے لشکر کے ساتھ مقرر کیا تھا۔ فیبوس نے جنگ کا طریقہ کار یہ مرتب کیا کہ سامنے کی طرف سے وہ اپنے جرنیل مینسیوس کے ساتھ کنعانیوں پر ضرب لگائے گا جبکہ دائیں اور بائیں پہلو سے اہلیوس اور وارو اپنے اپنے

انداز کا جائزہ بھی لیتے رہے جب انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ حملہ آور ہونے کے انداز میں ان کا کیا مدعا اور مقصد ہے تو انہوں نے قاصدوں کے ذریعے سے ایک دوسرے کو پیغام بھیجاتے ہوئے دفاع سے نکل کر جارحیت میں داخل ہونا پسند کر لیا تھا پھر ماگو اور مخریال دونوں دائیں بائیں کی اطراف سے رومنوں پر خمار شام میں زمین کے نگران عناصر پر سراب و رنگ میں ہمت و عزیمت کے دیوتا اور اقبال مندی کے دشت میں داخل ہونے والے نفرت کے طوفان کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے ان دونوں نے چونکہ دفاع کا لبادہ اتار کر جارحیت کی جیلان اوڑھ لی تھی لہذا تھوڑی دیر پہلے جہاں رومنوں کے قدم آگے کی طرف بڑھ رہے تھے وہاں ماگو اور مخریال کے تیز اور خونخوار حملوں کے آگے دائیں بائیں کی اطراف سے رومن جرنیل امیلیوس اور وارو نے کنعانیوں کے تیز حملوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف یہی حالت ہانی ہال کی بھی تھی گو رومنوں کے سالار اعلیٰ فبوس اور اسکے جرنیل مینسیوس کے متحدہ لشکر کے سامنے اسکے لشکر کی تعداد کئی گنا کم تھی لیکن اس نے کمال مہارت اور ہرمنندی سے اپنے لشکر کو کچھ اس طرح پھیلایا تھا کہ اس نے فبوس اور مینسیوس کے حملوں کو مکمل طور پر روکتے ہوئے ان کے سامنے اپنا دفاع مکمل اور مضبوط کر لیا تھا پھر اپنے بھائی ماگو اور اپنے جرنیل مخریال کی طرح ہانی ہال بھی حرکت میں آیا اور دفاع سے نکل کر وہ بھی جارحیت پر اتر آیا تھا۔

پھر یوں ہوا کہ ہانی ہال عناد کی آگ، درندگی و سفاکی اور وحشت نیم خوابی کی طرح حرکت میں آیا اور وہ ابتلاء کے آسیب، عقوبت کے سمندر، دکھ کے چپختے صحرا اور دریدہ دہن وحشیوں کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے لمحہ بہ لمحہ اور ساعت بہ ساعت ان پر چھانے لگا تھا۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد رومنوں کو یہ احساس ہو گیا کہ وہ کسی بھی صورت ہانی ہال پر قابو نہیں پاسکتے اور اب تو انہیں ہانی ہال کے سامنے زیادہ دیر تک جنگ کرنے کے بھی لالے پڑ گئے تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ لمحہ بہ لمحہ ان کے لشکروں کی تنظیم درہم برہم ہو رہی تھی ان کے اگلی صفوں کے سپاہی جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھے وہ بھی ادھر ادھر ہٹتے ہوئے کنعانیوں کا مقابلہ کرنے سے کترا رہے تھے حالانکہ ان کے سامنے کنعانی اپنے سامنے صرف عربوں جیسے گول ڈھال اور ترچھی تلواریں لئے ہوئے تھے ان کے جسموں پر عربوں جیسی سادہ زریں تھیں اسکے علاوہ ان کے جسم پر کوئی بھی حفاظتی سبب کا آپ کو دفاع تک محدود کئے رہے اور رومنوں کو روکتے ہوئے

دستے کے ساتھ ضرب لگاتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور کنعانیوں کے پہلو پر ضرب لگاتے ہوئے ان کے پہلوؤں پر آگے بڑھتے ہوئے انہیں چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کریں گے اس طرح فبوس کو امید تھی کہ وہ اپنی سرزمین میں پہلی بار ہانی ہال کے خلاف جنگ جیتنے میں کامیاب رہے گا۔

دوسری طرف ہانی ہال نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنی سرکردگی میں رکھا اور اس حصے کو اس نے لشکر کے وسطی حصے میں مقرر کیا جبکہ لشکر کے باقی دو حصے اس نے اپنے بھائی ماگو اور اپنے بہترین جرنیل مخریال کی کمانداری میں دیتے ہوئے ماگو کو اپنے دائیں پہلو پر اور مخریال کو اپنے بائیں پہلو پر مقرر کیا تھا جب دونوں لشکر اپنی اپنی صفیں درست کر چکے تو پھر جنگ شروع ہوئی۔ جنگ کی یہ ابتداء رومنوں کی طرف سے کی گئی تھی۔

سب سے پہلے فبوس اور مینسیوس اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور کنعانیوں کے لشکر اس حصے پر حملہ آور ہوئے جس حصے کی کمانداری خود ہانی ہال کر رہا تھا فبوس اور مینسیوس دونوں پورے جنگی اسوب و ہنر میں جابر و قاہر جذبوں، جادوئے باہل اور حر ساری کی طرح ہانی ہال کے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوئے تھے ان کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی دائیں اور بائیں پہلو سے امیلیوس اور وارو بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کچھ اس انداز میں کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جیسے شبنم کی آسودگی میں شعلوں کی سی بیتابی دریا کے سے اضطراب میں سحر انگیزی اور وقت کی یلغار میں عذاب و کرب رقص کرتے ہوئے حرکت میں آتے ہیں فبوس اور مینسیوس نے سامنے والے حصے پر اپنی پوری قوت اور جبر سے حملہ آور ہوتے ہوئے کنعانیوں کو پسپا کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی جبکہ دوسری طرف امیلیوس اور وارو نے دائیں اور بائیں طرف سے تیز حملے کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کیا تھا تاکہ وہ پسو پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ پیش قدمی بھی کرتے ہوئے اپنے سالار اعظم فبوس کی خواہش کے مطابق کنعانیوں کا گھیراؤ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

لیکن رومنوں کے سالار اعظم فبوس اور اسکے تینوں جرنیلوں کو وہ کامیابی اور کامرانی کہیں دکھائی نہ دی تھی جس کی تمنا اور خواہش کرتے ہوئے انہوں نے کنعانیوں پر حملے کی ابتدا کی تھی ہانی ہال کے بھائی ماگو اور اسکے جرنیل مخریال نے پسوؤں کی طرف سے رومنوں کے جرنیل امیلیوس اور وارو کے حملوں کو مکمل طور پر روک دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے آپ کو دفاع تک محدود کئے رہے اور رومنوں کو روکتے ہوئے

لگا تھا۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہانی بال نے سمندر کے راستے چھوٹے سے ایک بحری بیڑے کے ہمراہ اپنے بھائی ماگو کو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اپنے حکمرانوں کے پاس جائے اور ان سے اٹلی کے اندر جنگ کو جاری رکھنے کیلئے رسد اور کمک کی التماس کرے۔

○

ماگو جب قرطاجہ میں داخل ہوا تو کنعانیوں کی حکومت نے اس کی آمد پر سارے وزراء مشیروں اور دوسرے حکام کا اجلاس طلب کیا اس اجلاس میں ماگو کو بھی دعوت دی گئی تھی ماگو نے اس موقع کو بہترین جانا وہ چاہتا تھا کہ اپنی حکومت کے کارندوں کو اپنے بھائی ہانی بال کی مدد پر آمادہ کرے گا جب وہ اجلاس میں آیا اور اسے بولنے کا موقع فراہم کیا گیا تو اس نے سب سے پہلے اسپین اور اس کے بعد اٹلی کے اندر اپنے بھائی ہانی بال کے بے شمار فتوحات کا ذکر کیا اس نے لوگوں کے سامنے اٹلی کے اندر ہانی بال کی فتوحات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور یہ بھی اپنی حکومت کے کارندوں پر انکشاف کیا کہ اس کے بھائی نے اٹلی میں لاکھوں رومنوں کو اپنا مطیع اور ہزاروں کو جنگی قیدی بنا لیا ہے اور قیدیوں سے متعلق ثبوت پیش کرنے کے لئے ماگو نے ایک گٹھڑی کھولی اور اپنے حکمرانوں کے سامنے الٹ دی اس گٹھڑی کے اندر بے شمار سونے کی انگوٹھیں تھیں جو فرش پر بکھر گئی تھیں ان انگوٹھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ماگو نے اپنے حکمران طبقے کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو کنعانیوں کے عظیم فرزند یہ سونے کی انگوٹھیاں ان رومنوں کی ہیں جنہیں ہم نے جنگ میں قیدی بنایا ہے۔ ہر رومن سپاہی سونے کی انگوٹھی پہننے کا بے حد شوقین ہوتا ہے اور جتنے رومن قیدی جنگ میں ہم نے بنائے ان سب کی ہم نے انگوٹھیاں اتار لی تھیں اور یہ جو انگوٹھیاں اس وقت تم لوگوں کے سامنے بکھری پڑی ہیں یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کتنے رومنوں کو ہم نے قیدی بنایا اور کس قدر کامیابیاں ہم نے اٹلی کے اندر حاصل کی ہیں لیکن آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس قدر فتوحات اور کامیابیاں حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا اپنا بھی جنگی نقصان ہوا ہے اور اس جنگی نقصان کو پورا کرنے اور جنگ کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ہمیں نہ صرف مزید لشکر کی ضرورت ہے بلکہ ہمیں خوراک اور ہتھیاروں کی بھی ضرورت درپیش ہے یہاں تک کہنے کے بعد ماگو جب خاموش ہوا تو ایک کنعانی وزیر اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے کنعانیوں کے ایک بوڑھے اور آزمودہ کار جرنیل ہانو کو

رہے تھے تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ہانی بال اور اس کا بھائی ماگو اور جرنیل **محرال** رومنوں پر کچھ س طرح چٹاری سے حملہ آور ہونے لگے تھے جس طرح کوئی خونخوار درندہ گیدڑوں اور بھیڑیوں کے انداز میں اپنی من مانی کرتا ہے یا جس طرح فضاؤں کے اندر کوئی بھوکا شاہین اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق گرگسوں پر چھایا رہتا ہے اب ایسی صورتحال ہانی بال نے بھی اختیار کر لی تھی اس نے تیز حملوں سے رومنوں کے وسطی حصے پر ضرب لگاتے ہوئے انہیں مکمل طور پر پسپا کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہانی بال کی طرح اسکے دونوں جرنیل **ماگو** اور **محرال** بھی رومنوں کے خلاف اسی طرح کا سلوک کرنے لگے تھے جس طرح ہانی بال کر رہا تھا اور جس طرح ہانی بال نے وسطی حصے میں رومنوں کو اپنے سامنے بڑی تیزی سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا اسی طرح اب **ماگو** اور **محرال** بھی رومنوں پر پوری طرح چھاپکے تھے اور وہ بھی انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر چکے تھے۔ دوسری طرف جب رومن جرنیلوں نے دیکھا کہ انکے لشکروں کے اندر پوری طرح اہتری بد نظمی اور افراتفری کا عالم برپا ہو چکا ہے اور یہ کہ اگر تھوڑی دیر تک انہوں نے اپنے لشکر کو سنبھال کر منظم پسپائی نہ کروائی تو لشکری خود ہی جس طرف کسی کا منہ اٹھا۔ کھڑے ہوں گے لہذا **لیوس** نے اپنے تینوں جرنیلوں **مینسیوس**، **اسیلیوس** اور **واروس** سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ یہی پسپائی رومنوں کے لئے تباہی اور بربادی کا باعث بن گئی اس لئے کہ جو فوجی رومن پسپا ہوئے ہانی بال **ماگو** اور **محرال** نے عجیب سی وحشی کیفیت اختیار کر لی تھی۔ اپنے حصوں میں اتار دوسرے کی خونخواری اختیار کرتے ہوئے انہوں نے ایسے جوش ایسے جذبے ایسی سختی اور ایسی شدت کے ساتھ رومنوں کا تعاقب کیا تھا کہ ان گنت رومنوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت کم انہوں نے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں بھاگ کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہونے دیا تھا۔ یوں رومنوں کے چاروں لشکر اپنے چاروں جرنیلوں کی سرکردگی میں عددی فوقیت رکھنے کے باوجود بھی ہانی بال کا مقابلہ نہ کر سکے اور ہانی بال نے انہیں انہی کی سرزمین میں ایک بار پھر ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دیا تھا۔

کینائی کے میدانوں میں رومنوں کے چاروں لشکروں کو شکست دینے کے بعد ہانی بال نے تھوڑی دور تک انکا تعاقب کیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا اور پہلے کی طرح کینائی کے میدانوں میں اس نے پڑاؤ کر لیا تھا اس جنگ میں ہانی بال نے گو رومنوں کو بدترین شکست دی تھی لیکن اس کا خود بھی بہت نقصان ہوا تھا اسکے خود کے بھی ان گنت لشکری جنگ میں مارے گئے تھے اور وہ رسد اور خوراک کے سامان کی کمی بھی محسوس کرنے

مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

میں جانتا ہوں جس وقت ہانی بال اسپین کے راستے اٹلی پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا تو تم اس کے حملوں کی مخالفت کرنے میں پیش پیش تھے۔ تمہارا کہنا تھا کہ اسپین میں تو ہانی بال کسی نہ کسی طرح کامیابیاں حاصل کرنے میں کامران رہا لیکن کوئی کامیابی وہ اٹلی میں رومنوں کے خلاف نہیں کر سکے گا تم نے یہ بھی پیش گوئی کی تھی کہ ہانی بال کو اٹلی کی سر زمین میں رومنوں کے مقابلے میں بدترین ناکامیوں کا سامنا دیکھنا پڑے گا تم نے ماگو کے اغاظ غور سے سنے ہوں گے اور ان انگوٹھیوں کو بھی غور سے دیکھا ہو گا جو اس وقت قرش پر بکھری ہوئی ہیں اور جو جنگ میں کام آنے والے رومنوں سے حاصل کی گئی ہیں کیا اب بھی تم یہ سمجھتے ہو کہ اٹلی میں اس قدر کامیابیاں اور فتوحات حاصل کرنے کے بعد رومنوں کے خلاف ہانی بال کی یہ مہم ناکام رہے گی۔ گو سوال میں بہت طنز اور ہنسن تھی لیکن ہانو بھی اپنے وقت میں بڑا دلیر اور جماندہ جرنیل رہا تھا اس نے اس گفتگو کو بڑے غور سے سنا پھر بڑے نرم اور ٹھنڈے لہجے میں اپنے اس وزیر کو جواب دیتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

تم جانتے ہو کہ ذاتی طور پر میں ہانی بال کا دشمن نہیں ہوں اس لئے کہ ہانی بال کے باپ برقہ کے ساتھ میرے تعلقات ایسے ہی تھے جیسے بھائیوں کے سے ہوتے ہیں اور پھر میں ہانی بال کے باپ برقہ کے ساتھ نہ صرف کئی جنگوں میں حصہ لے چکا ہوں بلکہ میں اس کے ماتحت بھی کام کر چکا ہوں وہ کنعانیوں کے اندر ایک ناجواب اور بہترین جرنیل تھا جہاں تک ہانی بال کا تعلق ہے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اپنے باپ سے بھی زیادہ دانشمند جری اور دلیر جرنیل ہے لیکن میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس نے روم پر حملہ آور ہو کر غلطی کی ہے ہمیں کسی بھی صورت اٹلی میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ ہانی بال کو اسپین کی فتوحات تک ہی اکتفا کر لینا چاہیے تھا اور اسپین کو کنعانی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد وہاں اسے چاہیے تھا کہ اپنی قوت کو خوب مضبوط اور مربوط کرتا جب دیکھا کہ اسپین کے اندر کنعانیوں کے پاؤں جم گئے ہیں تو یہ دو کام کرتا اول اسپین کی دولت آہستہ آہستہ افریقہ میں اپنی سلطنت کے مرکزی شہر کی طرف منتقل کرنا دیتا۔ دوم یہ کہ جو عسکری قوت یہ اسپین میں استوار کرنا اسے یہ رومنوں کے خلاف حرکت میں لاتا اور سارڈینیا، کارسیکا اور دوسرے جو آس پاس کے جزائر ہیں ان سب کے رومنوں کو مار بھاگ کر ان پر قبضہ کر لیتا اور اگر اس کے جواب میں رومن کنعانیوں کے خلاف کوئی بڑی جنگ چھیڑنے کی کوشش کرتے تو انہیں ان جنگوں میں بدترین شکست ہوتی وہ اس بنا پر کہ ایک طرف سے

کنعانی اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے طوفان کی طرح اٹھتے دوسری طرف سے ہسپانیہ کے اندر سے ہانی بال آندھی کی طرح رومنوں پر وارد ہوتا اور اس دو طرفہ حملے سے ہم مستقبل میں رومنوں کو اپنے سامنے سے گولوں کی طرح سے اڑا کر رکھ سکتے تھے۔

لیکن میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہانی بال نے اسپین کے بعد اٹلی میں داخل ہو کر غلطی کی ہے اور عنقریب ہمیں اس غلطی کا احساس ہو گا بلکہ اس وقت تھوڑا سا ہو بھی چکا ہے جب کہ اس کا بھائی ماگو رسد اور کمک کی فراہم کر تم لوگوں کے سامنے کھڑا ہے اور آنے والے دور میں تمہیں پیش گوئی کرتا ہوں کہ ہانی بال اس سے زیادہ رسد کمک اور نقدی کی ضرورت محسوس کرے گا اس لئے کہ اپنے مرکز سے سینکڑوں میل دور کسی ملک کے اندر جا کر جنگ چھیڑنا اور اسے جاری رکھنا کوئی آسان اور مذاق نہیں ہے ہانی بال اس وقت سخت خطرے اور دشواری کی حالت میں ہے عنقریب تم دیکھو گے کہ رومن اپنے شہروں میں سے اس کے خلاف بہت بڑا لشکر اٹھائیں گے اور کسی نہ کسی طرح ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے جبکہ رومن کے مقابلے میں ہانی کی پشت پناہی پر کچھ بھی نہیں ہے اس کی پیٹھ خالی ہے اور کہیں سے بھی اسے رسد اور کمک ملنے کی امید نہیں ہے اگر افریقہ سے کوئی لشکر سمندر کے راستے اس کے لئے جاتا ہے تو رومن اپنے بحری بیڑے کی مدد سے اسے سمندر میں روک کھڑا ہوں گے اگر ہم نے ایسا کوئی لشکر اسپین کے راستے بھجواتے ہیں تو وہ لشکر بھی پہنچتے پہنچتے کچھ عرصہ لے لے گا اس دوران ہو سکتا ہے رومن جنگ کا نقشہ بدل کر اپنے ہاتھ میں کریں لہذا میں اب بھی اس حق میں ہوں کہ ہانی بال کو اٹلی میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا یہاں تک کہ بعد ہانو تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اور جہاں تک ہانی بال کا اٹلی کے اندر مستقبل کا سوال ہے تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ اٹلی کے اندر تقریباً 35 بڑے بڑے قبائل بستے ہیں میرا تم سے سوال یہ ہے کہ کیا ہانی بال اب تک ان قبائل میں سے کسی کو اپنے ساتھ لانے میں کامیاب ہوا ہے یقیناً میرے اس سوال کا جواب تمہارے پاس نہیں ہے۔ میرا دوسرا سوال تم سے یہ ہے کہ ہمارے جرنیل ہانی بال نے اٹلی کے اندر داخل ہو کر سبے شک دور دور تک رومنوں کا قتل عام کیا ہے ان کے ان گنت شہروں پر قبضہ کیا ہے اور جگہ جگہ ان کے لشکروں کو بدترین شکست دی ہے کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ اس قدر تباہی و بربادی اور اپنے شہروں کے مغلوب ہونے کے باوجود کیا رومنوں نے اپنا کوئی وفد ہانی بال کے پاس بھیج کر امن اور صلح کی درخواست کی ہے یقیناً میرے اس سوال کا جواب بھی تمہارے پاس نہیں

ہی ہو گا یہاں تک کہنے کے بعد ہانو تھوڑی دیر کے لئے رک کر خاموش رہا پھر دوبارہ بولا اور پوچھنے لگا۔

میرا تیسرا سوال تم سے یہ ہے کہ خدا نہ کرے اگر اٹلی میں ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ کسی دشواری کسی شکست کا شکار ہوتا ہے اور اسے فی الفور رسد اور کمک کی ضرورت پیش آتی ہے تو کیا ہم یہاں افریقہ میں بیٹھ کر قرطاجہ سے اس کے لئے فی الفور کوئی رسد اور کمک بھیج سکتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد ہانو نے بڑے غور سے اپنے اس وزیر کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا یقیناً ”میرے اس سوال کا جواب بھی تمہارے پاس نہیں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو گا لہذا میری بات غور سے سنو میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہانی ہال اگر اس وقت بھی اپنے لشکر کو سمیٹ کر ہسپانیہ میں داخل ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ اس کی اٹلی کے خلاف بہترین کامیابی اور فتح ہوگی اور اگر اس نے اٹلی میں قیام کئے رکھا اور اپنی جنگوں کو اس نے طول دینا شروع کیا تو یاد رکھو ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ ہانی ہال دشواریوں اور خطروں میں گھر جائے گا اور اسے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے شکست کھا کر لکنا ہو گا اس لئے کہ ہانی ہال کی بیٹھ تھی ہے اس کی پشت کی طرف سے اسے کوئی مدد اور استعانت دینے والا نہیں ہے ہانو کی یہ گفتگو کنونیوں کے حکمران طبقے نے بھی سن لی تھی ہو سکتا ہے اس گفتگو سے پہلے وہ ہانی ہال کے بھائی ماگو کی التجا کے جواب میں ہانی ہال کے لئے ایک بہت بڑا لشکر اور ایک بھاری رقم کا انتظام کرتے لیکن ہانو کی گفتگو سننے کے بعد حکمران طبقے کے سارے ارکان چوکنے ہو گئے تھے لہذا طویل صلاح و مشورے کے بعد ہانی ہال کے بھائی ماگو کو یہ جواب دیا گیا کہ فی الحال قرطاجہ سے اسے چار ہزار کا ایک لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے علاوہ ایک رقم مہیا کی جائے گی اس کے علاوہ ہانی ہال اگر اٹلی میں مزید لشکر یا رقم کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو ماگو کو چاہیے کہ وہ چار ہزار کے لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے ساتھ اسپین کے راستے اٹلی کا سفر کرے اور اسپین اور اٹلی کے مفتوحہ علاقوں سے اپنے بھائی ہانی ہال کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کرنے کی کوشش کرے۔ ساتھ ہی حکمران طبقے کی طرف سے یہ بھی جواب ملا کہ اٹلی کے اندر جنگ جاری رکھنے کے لئے اخراجات اسپین یا مفتوحہ علاقوں سے پورے کئے جائیں یہ جواب سننے کے بعد ہانی ہال کا بھائی ماگو کچھ بھی نہ کہہ سکا تاہم چند روز تک اپنے مرکزی شہر قرطاجہ میں قیام کرنے کے بعد وہ چار ہزار کے لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے ساتھ بڑی بڑی کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے اسپین کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

اپنے بھائی ماگو کو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجہ کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہانی ہال بے کار اور نکما نہیں بیٹھا تھا کینائی کے میدانوں میں رومنوں کے چاروں لشکروں کو بدترین شکست دینے کے بعد اس نے چند روز تک انہی میدانوں کے اندر قیام کئے رکھا میدان جنگ میں جو اس کے سپاہی زخمی ہوئے تھے ان کی دیکھ بھال کی گئی اور جو مارے گئے تھے ان کی تدفین کا سامان کیا گیا۔ اٹلی کے اندر کئی جنگوں میں حصہ لینے کے بعد ہانی ہال کے لشکر کی تعداد گھٹ کر اب پہلے سے آدھے سے کم رہ گئی تھی اور مزید جنگیں جاری رکھنے کے لئے وہ مزید لشکر کے علاوہ نقدی اور خوراک کی ضرورت بھی محسوس کرتا تھا اسے امید تھی کہ اس کا بھائی ماگو ضرور اپنے مرکزی شہر قرطاجہ سے رسد اور کمک حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ بہر حال اس نے کینائی کے میدانوں میں زیادہ عرصہ نہیں گزارا بلکہ جب اس نے دیکھا کہ جنگ میں زخمی ہونے والے اس کے سپاہی تندرست ہو گئے ہیں جو گھوڑے زخمی ہوئے تھے وہ بھی اب بہتر ہو کر توانا ہو گئے ہیں تو اس نے پھر ایک بار انگڑائی لی حرکت میں آیا اب اس نے رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

سرا کے موسم کی اب ابتدا ہو چکی تھی سرد اور بچ بستہ ہوائیں جسم کو چھیدنے لگیں تھیں ان ساری دشواریوں اور ان ساری تکلیفوں کی پرواہ کئے بغیر ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا کینائی کے میدانوں سے کوچ کیا اور آندھی اور طوفان کی طرح رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کی طرف وہ بڑھا تھا۔ کیپوا شہر کے اندر اس وقت رومنوں کا ایک تیس ہزار کا لشکر تھا جو کیپوا شہر کی حفاظت پر مامور تھا یہ لشکر انتہائی آزمودہ کار تربیت یافتہ اور گزشتہ کئی جنگوں میں یہ بہترین کامیابیاں اور طعنے آرائیوں کا مظاہرہ کر چکا تھا لہذا رومنوں کو امید تھی کہ اگر ہانی ہال رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کا رخ کرتا ہے تو تیس ہزار کا لشکر کیپوا شہر میں محصور ہو کر ہانی ہال کی راہ روک کھڑا ہو گا۔ کیپوا شہر کے لوگوں اور لشکریوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا رخ کر رہا ہے تو انہوں نے ہانی ہال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاریاں کر لی تھیں۔ شہر کی فصیل کے اوپر بنے ہوئے بڑے بڑے برجوں کے اندر بڑے بڑے کڑھاؤ نصب کر دیئے گئے تھے تاکہ ان کے اندر پانی اور تیل گرم کر کے کھولتی حالت میں ہانی ہال اور اس کے لشکریوں پر پھینکا جاسکے اس کے علاوہ فصیل کے اوپر آگ کے انگارے تیار کرنے کے لئے ایندھن کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے تاکہ آگ کے انگارے بھی ان پر پھینکے جاسکیں اس طرح کنعانی کیپوا کا محاصرہ کرنے میں ناکام رہیں دوسری طرف ہانی ہال بھی بڑا تیز میر اور

کیپوا پہنچنے سے پہلے ہی اپنے جاسوس روانہ کر رکھے تھے اور اس کے جاسوسوں نے اسے اطلاع کر دی کہ کیپوا کے اندر محصور لشکر نے کھانوں کے اوپر کھوتا ہوا پانی، تیل اور آگ کے انگارے پھینکنے کا انتظام کر لیا ہے اس صورت حال کا پتا چلنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پڑاؤ کر لیا تھا۔

اس پڑاؤ کے دوران ہانی بال نے نہ صرف یہ کہ اپنے لشکریوں اور گھوڑوں کو آرام کرنے کا بہترین موقع فراہم کیا بلکہ جس جگہ اس نے پڑاؤ کیا تھا اس کے ارد گرد دور دور تک بڑے بڑے درختوں کے جنگلات اور جھنڈ پھیلے ہوئے تھے جس انہی درختوں سے ہانی بال نے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اپنے لشکریوں کی مدد سے اس نے جنگل کے بڑے بڑے درخت کٹوانے شروع کر دیئے تھے اور اپنے پڑاؤ میں اس نے لکڑیوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے پھر ان لکڑیوں کو کام میں لاتے ہوئے ہانی بال نے بڑے بڑے جنگلی رتھ تیار کرنے شروع کر دیئے تھے۔ جن کے اوپر لکڑی کی چھت ڈال کر اس لکڑی کے اوپر مٹی ڈال کر اچھی طرح کوٹنے اور سخت کرنے کے بعد اوپر سے بھس مٹی کے ساتھ اس کی لپائی کر دی تھی تاکہ ان رتھوں کو آگے بڑھانے کے بعد جب رومن ان کے اوپر آگ کے انگارے کھوتا ہوا پانی یا تیل پھینکیں تو رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے اس کے سپاہیوں کو ان چھتوں کی وجہ سے کوئی نقصان یا گزیدہ نہ پہنچے۔

اس کے علاوہ ان ہی لکڑیوں سے کام لیتے ہوئے ہانی بال نے چھت دار بڑی بڑی میڑھیاں بھی تیار کرنی شروع کر دی تھیں تاکہ ان چھت دار میڑھیوں کی مدد سے کیپوا کی فصیل پر چڑھا جاسکے اور ان چھت دار میڑھیوں کے نیچے پہیسے لگائے تاکہ ان کو حرکت دے کر آگے پیچھے کیا جاسکے اور ان میڑھیوں کی چھتوں پر بھی مٹی ڈال کر لپائی کر دی گئی تھی۔ یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال پھر حرکت میں آیا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے کیپوا شہر کے قریب جا کر پڑاؤ کر لیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا خیال تھا کہ ہانی بال ان کے شہر کا محاصرہ ضرور کر رہا ہے لیکن وہ اسے کامیاب نہیں ہونے دیں گے اس لئے کہ انہوں نے اپنی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ فصیل کے برجوں کے اندر نصب بڑے بڑے کڑاہوں کے اندر انہوں نے تیل اور پانی ایوانے کے انتظام اور انصرام مکمل کر لئے تھے۔ ایندھن کو کونوں میں تبدیل کرنے کے بھی انتظام مکمل تھے۔ لہذا جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کی فصیل کے پاس نمودار ہوا تو کیپوا شہر کے لوگ یا ان کے لشکر نے کسی قسم کی پریشانی یا تشکر کا اظہار نہ کیا اور کیپوا شہر کے اندر رومنوں کا جو تیس ہزار کا لشکر تھا اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا

پندرہ ہزار سپاہیوں کو فصیل کے اوپر برجوں کے اندر متعین کیا گیا اور پندرہ ہزار کو شہر کے اندر حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ شہر کی آبادی کسی طرح بچو لاکھ سے کم نہ ہوگی اور یہ آبادی بھی کھانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنے سپاہیوں کا ساتھ دے رہی تھیں شہر کے اندر جس قدر توانا اور مشقت کرنے کے قابل مرد تھے انہوں نے فصیل کے اوپر متعین پندرہ ہزار لشکریوں کی مدد کرنے کے لئے کھوتا ہوا پانی تیل اور آگ کے انگارے تیار کرنے کی ذمہ داریاں اپنے اوپر لے لی تھیں۔ اس طرح شہر کے عوام نے اپنے لشکر کی خوراک اور دیکھ بھال کی ذمہ داریاں قبول کر لی تھیں جو شہر کے اندر حفاظت کے لئے رکھا گیا تھا۔ اس طرح کیپوا شہر کے عوام اور لشکریوں نے آپس میں تعاون اور اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کا عہد کر لیا تھا۔

لیکن ہانی بال بھی کوئی عام جرنیل نہ تھا جسے وہ ڈرا دھمکا کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیتے وہ اپنی ضد کا پکا اور اپنے ارادے اور عزم کا انتہائی پختہ تھا۔ جس بات کا وہ ایک بار فیصلہ کر لیتا تھا اسے اس کی تکمیل تک وہ پہنچا کر ہی رہتا تھا۔ رومن یہ خیال اور گمان کئے ہوئے تھے کہ جونہی ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر حملہ آور ہوتے کے لئے بڑھے گا اور وہ ان پر آگ کے انگارے کھوتا ہوا پانی اور تیل پھینکیں گے تو ان کی اس پہلی ہی کارروائی سے ہانی بال اپنے نقصانات کو دیکھتا ہوا ایسا دلبرداشتہ ہو گا کہ اپنے لشکر کو لے کر چلتا بنے گا لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ ہانی بال نے ان کے کھولتے تیل پانی اور آگ کے انگاروں کا پہلے ہی بندوبست کر لیا ہے اور یہ سارے انتظامات مکمل کرنے کے بعد ہی وہ شہر کی فصیل کے پاس نمودار ہوا ہے شہر کی فصیل کے پاس پڑاؤ کرنے کے بعد ہانی بال نے دو ایک روز شہر کے اطراف میں گھوم پھر کر فصیل کا جائزہ لیا پھر ایک مناسب جگہ محسوس کرنے کے بعد اس نے وہیں سے حملے کی ابتداء کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

تیسرے دن صبح ہی صبح ہانی بال کے لشکر میں جنگ کے طبل و فیس اور نقارے بجنے شروع ہو گئے تھے جس سے رومنوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ کھانی اب ان کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے لگے ہیں لہذا ان کا پندرہ ہزار کا لشکر فصیل کے اوپر برجوں کے اندر مستعد اور تیار ہو گیا تھا اور شہر کے جوان بھی ان کے لئے آگ کے انگارے کھوتا ہوا پانی اور تیل تیار کرنے کے لئے اپنی اپنی جگہوں پر بالکل تیار اور مستعد تھے دوسری طرف ہانی بال نے حملے کی ابتداء کچھ اس طرح کی کہ بیک وقت وہ اپنے سارے جنگی رتھوں اور چھت دار اور پیوں والی میڑھیوں کو حرکت میں لایا اور انہیں اس نے فصیل کی طرف بڑھانا شروع کیا کیا تھا۔ بڑے بڑے جنگی رتھوں کے اندر اس کے تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ جنگی

جوان بھی تھے جو پوری طرح مسلح تھے جنہوں نے میڑھیوں کے ذریعے سے شہر کی فصیل کے اوپر چڑھنا تھا۔ جب یہ جنگی رتھ اور میڑھیاں فصیل کے قریب لائی گئیں تو رومنوں نے شہر کی فصیل کے اوپر سے دیکھا کہ جو کنعانی ان جنگی رتھوں اور میڑھیوں کو دھکیلتے ہوئے فصیل کے قریب لا رہے تھے وہ بھی مٹی سے لپائی کی ہوئی چھتوں کے نیچے چلتے آ رہے تھے لہذا اوپر سے کی گئی تیر اندازی یا تیل پانی یا آگ کے انگارے پھینکنے سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ سکتا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رومن لشکری اور ان کے عوام کسی قدر فکر مند ضرور ہوئے تھے۔

اپنے جنگی رتھوں کو فصیل کے قریب لانے کے بعد ہانی بال نے رتھوں کے اندر جو اس کے تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے انہیں حکم دیا کہ فصیل کے اوپر جو بھی برجوں کے اندر یا باہر رومن نظر آئے انہیں اپنے تیروں کا نشانہ بنا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیں ہانی بال کا یہ حکم ملتے ہی کنعانی تیر انداز طوفان کی طرح حرکت میں آئے اور انہوں نے فصیل کے اوپر ایسی تیز اور لگا تار تیر اندازی کی کہ رومن برجوں کے پیچھے پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جنگی رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے مسلح کنعانی چھت دار میڑھیوں کے ذریعے فصیل پر چڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ آنا "فانا" ان میڑھیوں کے ذریعے کنعانی حشرات الارض کی طرح کیپوا شہر پر چڑھنا شروع ہو گئے تھے اور انہوں نے فصیل کے اوپر اپنے سب کو منظم کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ فصیل پر محافظ رومنوں پر کاری ضرب لگائی جاسکے۔

رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ برجوں کے اندر سے نکل کر ان کنعانیوں پر حملہ آور ہو جائیں جو میڑھیوں کے ذریعے سے فصیل پر چڑھ رہے تھے تاکہ کنعانیوں کا فصیل پر چڑھنا بند ہو جائے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ جو نہی وہ برجوں سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے نیچے چھت دار جنگی رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے کنعانی انہیں کچھ اس طرح خوفناک انداز میں اپنے بھاری اور تیز پھل کے تیروں کا نشانہ بناتے کہ برج سے نکلنے والے رومنوں کو وہ بری طرح چھید کر رکھ دیتے اس طرح رومن اپنے برجوں سے نکل کر فصیل پر چڑھتے کنعانیوں کی راہ نہ روک سکے اور لمحوں اور ساعتوں کے اندر کنعانیوں نے کمزوروں کی طرح فصیل پر چڑھتے ہوئے دونوں اطراف میں پھیل کر خود برجوں کے اندر پڑھ پینے والے رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد کیپوا شہر کی فصیل کے اوپر رومنوں اور کنعانیوں میں ہولناک جنگ جھڑپیں تھیں شہر کے اندر چدرہ ہزار کا جو رومنوں کا محافظ لشکر تھا جب انہوں نے دیکھا کہ

کنعانی آنا "فانا" فصیل کے اوپر چڑھ کر ان کے لشکریوں کے ساتھ برسرِ کار ہو گئے ہیں تو وہ بڑے فکر مند ہوئے انہوں نے جب چاہا کہ فصیل کے اوپر چڑھ کر اپنے ساتھیوں کی مدد کریں تو اس وقت تک ہانی بال اور اس کے جرنیل بھی فصیل کے اوپر چڑھ چکے تھے جبکہ ہانی بال کا لشکر آدھے سے زیادہ فصیل کے اوپر آچکا تھا اور جو لشکر اب فصیل کے اوپر چڑھ رہا تھا اسے ہانی بال نے فصیل کے اوپر چڑھنے کے بعد شہر میں اتر کر اپنے حملوں کی ابتداء کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ لہذا شہر کا محافظ لشکر فصیل کے اوپر جا کر اپنے ساتھیوں کی مدد نہ کر سکا بلکہ وہ انتہائی فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں ان کنعانیوں کو روکنے کے لئے بھاگے تھے جو بڑی تیزی سے فصیل کے اوپر سے شہر میں اتر کر انتہائی خونخواری سے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اب کیپوا شہر میں دو محاذ جنگ کھل گئے تھے ایک فصیل کے اوپر اور دوسرا نیچے۔ فصیل کے اوپر ہانی بال کا جرنیل محرمال اپنے لشکر کی کمانداری کر رہا تھا جبکہ ہانی بال خود فصیل سے اتر کر شہر پر حملہ آور ہونے لگا تھا بڑی تیزی سے کنعانی فصیل سے اتر کر ہانی بال کے ساتھ ملنے لگے تھے اس طرح لمحہ بہ لمحہ ہانی بال کے لشکر میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا ہانی بال نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کی تعداد اس قابل ہو گئی ہے کہ وہ شہر کے اندر گھس کر حملہ آور ہونا شروع کر دے تو وہ بڑی بے خوفانہ انداز میں آگے بڑھا اور شہر کا محافظ لشکر جو اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا اس پر اس نے حملہ آور ہونے میں پھل کر دی تھی۔ جس طرح فصیل کے اوپر گھسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی اسی طرح شہر کے اندر بھی گھسان کا رن پڑنے لگا تھا۔

پر فصیل کے اوپر جنگ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی اس لئے کہ محرمال نے جلدی ہی فصیل کے محافظوں پر قابو پا لیا۔ فصیل کے محافظوں نے جب دیکھا کہ کنعانی پوری طرح شہر کی فصیل پر غالب ہو گئے ہیں تو وہ فصیل سے نیچے اترنے لگے ان کے پیچھے پیچھے محرمال بھی اپنے لشکر کے ساتھ فصیل سے اتر گیا تھا۔ اب ایک طرف ہانی بال اور دوسری طرف سے محرمال اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر کے محافظ لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے اس طرح کیپوا شہر میں رومنوں کے تیس ہزار مسلح لشکر کا پوری طرح صفایا کر دیا گیا اور ہانی بال نے کیپوا شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

کیپوا شہر کی فتح کے بعد ہانی بال نے کمال شرافت، شفقت، نرمی اور نیکی کا مظاہرہ شہر والوں کے ساتھ کیا شہر کے اندر جو مسلح دستے کلام آچکے تھے اس کے بعد اس نے اپنے لشکریوں کو حکام اس شہر میں رکھنے کا حکم دے دیا تھا۔ شہر کے لوگوں کو اس نے عام معافی

دے دی تھی اور شہر کے اندر متادوں کے ذریعے اعلان کروا دیا تھا کہ لوگ اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ جائیں جبکہ ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر میں قیام کر لیا تھا۔ سرما چونکہ دت بدن روز پکڑتا جا رہا تھا لہذا ہانی بال نے ارادہ کیا تھا کہ وہ سردی کا موسم اسی شہر میں گزارے گا۔

یوں ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ سرویوں کا پورا موسم کیپوا شہر میں گزارا اپنے قیام کے دوران اس نے شہر کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ اور ایسا عمدہ سلوک کیا کہ شہر کے وہ لوگ جنہیں اناج مہیا نہ تھا اس نے انہیں مفت اناج مہیا کیا اس کے علاوہ بھی اس نے شہر والوں کی ساری ضرورتوں کا خیال رکھا۔ شہر کے اندر جو بد معاش طبقہ تھا جنہوں نے غریب لوگوں کا جینا دو بھر کر رکھا تھا ان کا ہانی بال نے مکمل قطع قلع کر دیا شہر کے مقدمات کا وہ فوری فیصلہ کرتا رہا۔ شہر کے اندر جو غریب طبقہ تھا اس نے ان کی نقدی اور جنس کے لحاظ سے ایسی مدد کی کہ انہیں شہر کے متوسط طبقے کے برابر لاکھڑا کیا۔ اس طرح کیپوا شہر کے لوگ رومنوں پر ہانی بال کو ترجیح دینے لگے تھے۔ جب چھ ماہ ہانی بال کیپوا شہر کے اندر قیام کر چکا تو شہر کے روسا اور امراء ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التماس کی کہ وہ ہمیشہ کے لئے کیپوا شہر میں قیام کرے اور ان کے حکمران کی حیثیت سے باقی زندگی ان کے ساتھ بسر کرے۔ ہانی بال نے ان کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور معذرت کی کہ ابھی اٹلی کے اندر اسے بہت سا ادھورا کام مکمل کرنا ہے لہذا اسے کیپوا شہر سے ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہی ہو گا۔

ہانی بال کے اپنے دے دی پے فتوحات اور اس کے مقابلے میں رومنوں کی لگاتار شکستوں کی بنا پر رومن حکمران چونک کھڑے ہوئے لہذا انہوں نے ہانی بال کا سدباب کرنے کے لئے اقدام کرنے شروع کر دیئے تھے اپنے سارے جنگجو دلیر اور سورما قسم کے جرنیلوں کا جائزہ لینے کے بعد رومنوں نے اپنے دو جرنیلوں کا انتخاب کیا ان میں دو میں سے ایک کا نام مار سیلیوس اور دوسرے کا گریچوس تھا۔ ان دونوں جرنیلوں کا انتخاب کرنے کے بعد رومنوں نے اندھا دھند بھرتی کر کے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس کی تربیت کا کام انہوں نے اپنے جرنیل مار سیلیوس کو سونپ دیا تھا۔ اس لشکر کو تیار کرنے کے لئے رومنوں نے مار سیلیوس کو صرف تین ماہ کی مہلت دی تھی۔ دوسری طرف رومنوں کے مختلف شہروں کے اندر جو قید خانے اور زندان تھے ان کے اندر جس قدر بھی جرائم پیشہ بد معاش اور اوباش قسم کے قیدی تھے جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی ان سب کو رہا کر دیا گیا ان کا بھی ایک لشکر تیار کیا گیا اور اس لشکر کا کماندار دوسرے جرنیل گریچوس کو بنایا گیا تھا۔ مار سیلیوس نے دن رات کام کر کے نئے تیار ہونے والے لشکر کو بہترین تربیت دی تھی جب

یہ تربیت مکمل ہو گئی تو رومن حکمرانوں نے دونوں جرنیلوں کو اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کا حکم دیا تاکہ آگے بڑھ کر ہانی بال کی راہ روکیں اور اسے اٹلی سے نکل جانے پر مجبور کر دیں۔

کیپوا شہر سے ہانی بال کے کچھ قاصد رومن حکمرانوں کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے پیش کش کی کہ کینائی کے میدانوں میں جو جنگی قیدی ان کے ہاتھ لگے ہیں اگر رومن حکمران چاہیں تو وہ جنگی قیدی انہیں واپس کئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ رومن حکومت ایک سپاہی کے لئے دس پونڈ کے برابر رقم ادا کرے اور سوار کے لئے سترہ پونڈ ادا کرے گو رومن حکومت کے لئے یہ ہانی بال کی طرف سے بہترین پیش کش تھی۔ اس طرح ہانی بال کو رقم ادا کر کے وہ اپنے جنگی قیدی واپس لے سکتے تھے اور انہیں ہی وہ دوبارہ کنعانوں کے خلاف استعمال کر سکتے تھے اس لئے کہ یہ جنگی قیدی کنعانوں کے خلاف جنگ کا بہترین تجربہ رکھتے تھے لیکن رومن حکمرانوں نے رقم ادا کر کے اپنے جنگی قیدی واپس لینے سے انکار کر دیا اور جنگی قیدی واپس نہ لینے کی شاید رومنوں کے ہاں دو وجوہات تھیں اول یہ کہ ایسا کر کے وہ اپنی کمزوری اور ذلت محسوس کرتے تھے دوسرے یہ کہ شاید انہیں پتا چل گیا تھا کہ اٹلی کے اندر لگاتار جنگیں کرنے کے بعد ہانی بال رمد اور کمک کی سخت تنگی کا سامنا کر رہا ہے لہذا اس موقع پر اگر رومن حکمرانوں نے اسے رقم فراہم کر دی تو وہ اور زیادہ تیزی سے ان کے علاقوں کو کھنگالنا شروع کر دے گا لہذا رقم ادا کر کے رومن حکمرانوں نے اپنی جنگی قیدی واپس لینے سے انکار کر دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے سرما کا پورا موسم کیپوا شہر میں گزارا اور بہار کا موسم شروع ہوا تو اس نے کیپوا سے کوچ کیا اپنے لشکر کیساتھ پھر اس نے پیش قدمی شروع کی اب اس کا رخ رومنوں کے تیسرے بڑے شہر ٹونٹن کی طرف تھا۔ اس شہر کی حفاظت کے لئے بھی رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر شہر کے اندر موجود تھا۔ پس کیپوا شہر کو اپنے سامنے قلعہ اور مغلوب کرنے کے بعد ہانی بال کا خیال تھا کہ رومنوں کے تیسرے بڑے شہر کو بھی اپنے سامنے مفتوح بنائے اور اس کے بعد وہ رومنوں کے مرکزی شہر روم کا رخ کرے گا کیپوا شہر کی نگرانی اور حفاظت کے لئے ہانی بال نے اپنا ایک چھوٹا سا لشکر کیپوا شہر میں ہی چھوڑ دیا تھا پھر وہ تیزی سے رومنوں کے تیسرے بڑے شہر ٹونٹن کی طرف بڑھا تھا شہر کے پاس آکر اس نے ویسے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا جیسا اس نے کیپوا شہر کا کیا تھا اس جنگ میں فصل پر چڑھنے اور شہر کو فتح کرنے کے لئے وہ کیپوا شہر ہی کی طرح چھتوں والے رتھ اور

مار سیوس اور گرپچوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر سے نکل کر ٹونٹن شہر کی طرف کوچ کر گیا ہے لہذا وہ تیزی سے آگے بڑھے اور کیپوا شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا ان کا خیال تھا کہ کیپوا شہر میں چونکہ ہانی بال کے ذاتی لشکر کے کچھ دستے بھی شامل ہیں لہذا اگر کیپوا شہر کو فتح کر کے وہ کنعانوں کے ان دستوں کا خاتمہ کر دیں تو اس طرح ہانی بال کے لشکر میں کمی آکر اس کی کمزوری کا باعث بن جائے گی حالانکہ جو لشکر اس وقت مار سیوس اور گرپچوس کے ساتھ تھا ہانی بال کے لشکر کی تعداد کے مقابلے میں اس کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی اس کے باوجود بھی دونوں رومن جرنیلوں مار سیوس اور گرپچوس نے براہ راست ہانی بال سے ٹکرانے کی ہمت و جرات نہ کی تھی۔

کیپوا شہر ہی کی طرح ہانی بال نے ٹونٹن شہر پر پھت دار رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے اپنے تیر اندازوں سے زبردست تیر اندازی کرواتے ہوئے جنگ کی ابتداء کی تھی ساتھ ہی ساتھ پھت دار اور پیوں والی سیڑھیوں کے ذریعے سے اس کے لشکر کی بڑے محفوظ طریقے سے ٹونٹن شہر کی فصیل پر چڑھنے لگے تھے عین اس وقت جب یہ عمل ہانی بال کی طرف سے جاری تھا اور وہ شہر پر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کی ابتداء کر چکا تھا دو قاصد کیپوا شہر کی طرف سے ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے شہر کے اندر کنعانی دستوں کے سامدار اور شہر کے امراء کا ایک پیغام ہانی بال کو پیش کیا۔

اس پیغام میں ہانی بال کو خبردار کیا گیا تھا کہ اس کی کیپوا شہر سے ٹونٹن شہر کی طرف روانگی کے بعد رومن جرنیل مار سیوس اور گرپچوس دونوں نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا محاصرہ کر لیا ہے اور اگر اس محاصرہ کو جلد توڑنے کی کوشش نہ کی گئی تو رومن شہر پر قابض ہونے کے بعد نہ صرف یہ کہ شہر کے اندر جو کنعانی لشکر موجود ہے اس کا خاتمہ کر دیں گے بلکہ شہر کے لوگوں کو ہانی بال کا ساتھ دینے کی سزا میں ان کا قتل عام کریں گے اور شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔

یہ خبر ملنے کے بعد ہانی بال بڑا برا فروختہ اور بڑا غصیناک ہوا اس نے اپنے حملوں میں بڑی تیزی پیدا کر دی بڑی سرعت کے ساتھ اس نے اپنے لشکریوں کو فصیل کے اوپر چڑھانا شروع کر دیا تھا پھر وہ خود بھی اپنے جرنیلوں کے ساتھ فصیل پر چڑھ گیا اور رومن شہر کے محافظوں پر وہ آندھی اور طوفان کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ ہانی بال اور اس کے لشکریوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیں لیکن ہانی بال ایسی غصیناکی سے حملہ آور ہوا کہ بہت جلد اس نے فصیل کے اوپر شہر کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا پھر وہ شہر میں اترا مختصر سی جنگ کے بعد اس نے بچے کھچے رومنوں کا صفایا

کرتے ہوئے ٹونٹن شہر پر بھی قبضہ کر لیا لیکن شہر پر قابض ہونے کے بعد اس نے وہاں زیادہ دیر انتظار نہیں کیا بلکہ اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوچ کر گیا اور بڑی تیزی سے وہ کیپوا شہر کی طرف بڑھا تھا جہاں رومن جرنیل مار سیوس اور گرپچوس نے ایک ایسے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا جس کی تعداد کم از کم ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گی۔

ہانی بال بھی جانتا تھا کہ کیپوا شہر کے باہر اگر رومنوں کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی تو اسے اپنے سے دس گنا زیادہ رومنوں کا مقابلہ کرنا ہو گا لہذا رات کی تاریکی میں سفر کرتے ہوئے وہ کیپوا شہر سے تقریباً پانچ میل دور ہی رک گیا تھا رات کی تاریکی میں اپنے لشکر کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بڑے بڑے لمبے اور گہرے مورچے کھود دیئے تھے صبح تک وہ اس کام سے فارغ ہو گیا پھر اپنے لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے جرنیل مہریال کی سرکردگی میں اس نے ان کھودے جانے والے مورچوں کے اندر بٹھا دیا اور خود لشکر کے دوسرے حصے کو لے کر وہ کیپوا شہر کی طرف بڑھا تھا ہانی بال جانتا تھا کہ اس کے مقابلے میں ایک بہت بڑا لشکر آئے گا لہذا وہ کسی طریقے کسی ڈھنگ سے اس جنگ میں رومنوں کو اپنے سامنے نچا دکھانا چاہتا تھا۔ صبح سویرے کھودے ہوئے مورچوں میں اپنے دوسرے لشکر کو متعین کرنے کے بعد وہ بڑی تیزی سے شہر کی طرف بڑھا اس نے دیکھا شہر کا رومن جرنیل مار سیوس اور گرپچوس نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب ان دونوں جرنیلوں کو خبر ہوئی کہ ہانی بال ان سے نپٹنے کے لئے کیپوا شہر کے نزدیک پہنچ گیا ہے تو انہوں نے شہر کا محاصرہ ترک کر کے اپنے لشکر کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور پھر ہانی بال سے جنگ کرنے کے لئے انہوں نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

ہانی بال بھی چونکہ رومنوں کے خلاف مورچے کھودنے کا ایک جال بچھا چکا تھا لہذا اس نے بھی جنگ کرنے میں دیر اور تاخیر سے کام نہیں لیا رومنوں کے سامنے جا کر اس نے بھی اپنے چھوٹے سے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ رومنوں کے مقابلے میں ہانی بال جب ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ آیا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید ہانی بال اپنے لشکر کا ایک حصہ نئے فتح ہونے والے شہر ٹونٹن میں چھوڑ آیا ہے اسی لئے اس کے لشکر کی تعداد اس قدر کم ہو گئی ہے لہذا انہوں نے بڑے تاثر اور بڑے تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہانی بال کے لشکر پر حملہ آور ہونے میں پہل کی تھی۔

میدان جنگ میں تھوڑی دیر تک رومنوں سے جنگ کرنے اور اپنا دفاع کرنے کے بعد ہانی بال نے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تھا۔

ادھر ہٹے گئے تو ہانی ہال کے لشکر کا وہ حصہ جو مورچوں میں رہ کر اپنے جرنیل محرمال کی سرکردگی میں کام کر رہا تھا وہ بھی تلواریں اور ڈھالیں سونت کر باہر نکل آئے اور انہوں نے بھی بڑی خونخواری سے سامنے کی طرف سے رومنوں پر جان لیوا حملے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

رومنوں کے جرنیل مارسیوس اور گرپچوس نے جب یہ دیکھا کہ اگر انہوں نے اپنے لشکر کو نہ سنبھالا تو تھوڑی دیر تک ان کا سارا لشکر پسا ہو کر ذلت آمیز شکست سے دو چار ہو جائے گا تو یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو اپنے پاس جمع کرنے لگے اور اپنی طرف بلائے گئے ان کی اس پکار پر ان کے جو لشکری میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے وہ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک بار پھر مارسیوس اور گرپچوس اپنے لشکر کو مستحکم اور استوار کرنے میں کامیاب ہو گئے پھر عجیب سی عزیمت و استقامت اور جرات و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں نے کنعانیوں کے خلاف جنگ کرنے کی ٹھانی اور وہ گرم و سرد تنگی و فراخی اور تلخی و مایوسی کو فراموش کرتے ہوئے بڑی بے غرضی اور بڑی بے لوثی اور بلند ہمتی سے تہذبت سے نکلی ہولناک یلغار اور اضطراب انگیزی کی طرح کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اب ایک بار پھر میدان کارزار گرم ہو گیا تھا ایک طرف سے اب ہانی ہال اور دوسری طرف سے اس کا جرنیل محرمال نفرت کا طوفان عہد کی ہگ کریناک ایک بیداری فطرت کا ایک معرہ اور ادبار کی لانتناہی پر چھائیوں اور ارادوں کو سلب کر لینے والی سحر آفرین قوت کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے جبکہ دوسری طرف رومن بھی رعد سے مشابہ آوازیں نکالتے ہوئے زوال و فنا، انوکھی پراسرار قوت اور سکرو خود فراموشی میں کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اس ہولناک جنگ کے باعث تلواریں ڈھالوں کے ٹکرانے گھوڑوں کے ہنسنے زخموں کی چیخ و پکار سے میدان جنگ اٹ گیا تھا۔ خون سے زمین کے رخسار سرخ ہونے لگے تھے۔ بڑے بڑے کڑیل جوان کٹ کر یوں گرنے لگے تھے جیسے منقطع خواب ہوتے ہیں زندگی کے قفس میں موت کے مناظر رقص کرنے لگے تھے کنعانیوں اور رومنوں میں سے ہر کوئی عیسق رازدوں کا امین بن کر ایک دوسرے کو بے شرف و بے توقیر کر کے اپنی ضرورت کا اسیر بنانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ جنگ تھوڑی دیر تک اپنی پوری قوت اور لپٹے پورے عروج پر رہی یہاں تک کہ ایک بار پھر رومنوں کے اندر شکست و ریخت کے آثار پیدا ہوئے۔

رومن بھی سمجھے تھے کیونکہ ہانی ہال کے لشکر کی تعداد ان کے مقابلے میں کم ہے لہذا وہ رومنوں کے دباؤ اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکا اسی لئے پسا ہونا شروع ہو گیا ہے وہ بے حد خوش تھے کہ پہلی بار انہی کی سر زمین میں ہانی ہال کو پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لیکن انہیں یہ خبر نہ تھی کہ پیچھے ہٹتے ہوئے ہانی ہال ان ہی کو جہنم کی طرف دھکیل کر لے جا رہا ہے۔

اپنا دفاع کرتے ہوئے ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ برابر پیچھے ہٹتا رہا جبکہ رومن اس کی پسپائی پر خوشی اور مسرت کا اظہار کر کے بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے ہوئے اس کا تعاقب کرنے لگے تھے یہاں تک کہ ہانی ہال دشمنوں کو ان مورچوں کے قریب لے آیا جو رات کی تاریکی میں اس نے کھدوائے تھے اور جس کے اندر اس نے اپنے لشکر کا آدھا حصہ بٹھا دیا تھا۔ ہانی ہال کے لشکری چونکہ ان مورچوں سے آگاہ تھے لہذا ان کے پیچوں پیچ گزرتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گئے مگر اس کے پیچھے سے جب رومن لشکر قریب آیا تو ان مورچوں کے اندر بیٹھے ہوئے کنعانیوں نے اس قدر تیزی اور خونخواری سے رومنوں پر تیر اندازی کی کہ کنعانیوں کے بھاری اور دھن دھن پھل کے انتہائی ذہریلے اور تیز تیر رومنوں کے جسموں کو چھیدتے ہوئے گزر گئے تھے اس کا تار اور تیز تیر اندازی سے رومن لشکر کی اگلی صفیں چھید کر زمین بوس ہو گئی تھیں۔

اگلی کئی صفوں کے چھید جانے اور زمین پر گر جانے کے باعث باقی صفوں میں افرا تفری اور بد نظمی کا عالم برپا ہو گیا تھا اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہانی ہال فوراً حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کو وہ دائیں طرف لے گیا سامنے سے اس کے لشکر کا دوسرا حصہ چونکہ رومنوں کو چھید کر بری طرح نقصان پہنچا رہا تھا لہذا ہانی ہال دائیں طرف ہٹا اور پچھلی صفوں کی پشت کی طرف سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اب سامنے کی طرف سے رومن کنعانیوں کی تیز تیر اندازی کا سامنا کر رہے تھے جبکہ پشت کی طرف سے ہانی ہال ان پر حملہ آور ہو چکا تھا اس طرح رومن اس دو طرفہ حملے میں پسے گئے تھے تھوڑی دیر تک جم کر انہوں نے قسمت آزمایا چاہی ان کے دونوں جرنیل مارسیوس اور گرپچوس چیخ چیخ کر رومنوں کا حوصلہ بڑھا رہے تھے اور انہیں میدان جنگ میں کنعانیوں کے خلاف جنگ لڑنے کی تلقین کر رہے تھے۔ گرپچوس کے ماتحت جو ادیاش، بد معاش، قاتل اور ظالم قسم کے قیدی کام کر رہے تھے وہ قیدی اور خونخوار لوگ بھی کنعانیوں کے ان تیز حملوں کی تاب نہ لا سکے اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ان قیدیوں کے بھاگنے کی وجہ سے مارسیوس کے لشکر میں بھی افرا تفری اور بد نظمی کا عالم برپا ہو گیا جب جنگ

نے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر دی جس کی وجہ سے رومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے منہ موڑتے بھاگنے لگے جس کا ہانی بال اور مہربال نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے ایسی سختی ایسی درندگی ایسے تشدد سے رومنوں کا تعاقب کیا کہ جی بھر کر انہیں قتل کیا اور پھر کچھ دور تک ان کا تعاقب کرنے کے بعد انہیں بھاگ جانے دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال اور مہربال دونوں اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر سے باہر خیمہ زن ہو گئے تھے۔

کیپوا شہر سے باہر ایک ہار پھر رومنوں کے دو بڑے بڑے لشکروں کو ذلت آمیز شکست دینے کے بعد چند یوم تک ہانی بال نے اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا اس کے بعد پھر اس نے کوچ کیا اب اس کا ارادہ براہ راست رومنوں کے مرکزی شہر روم کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کا تھا اس مقصد کے لئے اس نے خیزی سے روم کی طرف کوچ کیا شمال کے ان علاقوں سے گزرا جو اٹلی کے اندر شراب بنانے اور پیدا کرنے کے لئے بڑے مشہور و معروف تھے ان علاقوں سے گزرنے کے بعد ہانی بال دریائے لیرس کے کنارے آنے لگا۔ ہوا اس نے دیکھا دریائے لیرس کے پل کو رومنوں نے توڑ کر گرا دیا تھا شاید اس طرح وہ روم کی طرف ہانی بال کی پیش قدمی کو روکنا چاہتے تھے۔ پل ٹوٹ جانے کی وجہ سے دریائے لیرس کے کنارے ہانی بال کو چند یوم تک پڑاؤ کرنا پڑا اس دوران اس نے دریا پر ایک نیا پل تعمیر کر کے دریا کو عبور کیا اس کے بعد وہ لاطیم نام کی وادیوں میں سے گزرتا ہوا اٹلی کے مشہور و معروف شہر اناگینیا کے قریب جا پہنچا تھا۔

اناگینیا میں رومنوں کا پہلے سے ایک لشکر موجود تھا لہذا اس نے ہانی بال کو روکنے کی کوشش کی لیکن اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے انہیں ذلت آمیز شکست دی پھر پیش قدمی کرتے ہوئے وہ اناگینیا پر قابض ہو گیا تھا یہاں اس نے اپنے لشکر کو صرف ایک دن آرام کرنے کا موقع فراہم کیا پھر اس نے اناگینیا شہر سے کوچ کیا اور کوستانا گلیڈس سے ہوتا ہوا وہ رومنوں کے ایک اور معروف شہر توسکولوم کی طرف بڑھا تھا۔ اس شہر کے لوگوں اور محافظ لشکر نے ہانی بال کے سامنے مزاحمت کی بھرپور کوشش کی لیکن ہانی بال کے سامنے ان کی بھی کوئی پیش نہ گئی۔ ہانی بال نے توسکولوم شہر کے محافظ لشکر کو بھی بری طرح روند کر اپنے سامنے مغلوب کر لیا پھر وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا تھا جو توسکولوم شہر سے اٹلی کے مرکزی شہر روم کی طرف جاتی ہے اس شاہراہ پر ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے سفر کیا یہاں تک کہ وہ اٹلی کے مرکزی شہر روم سے صرف آٹھ میل دور اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن جا ہوا تھا۔

روم سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہانی بال نے چند یوم تک قیام کئے رکھا اسے امید تھی کہ شاید رومن کوئی بہت بڑا لشکر تیار کر کے اس کے مقابلے پر لائیں اور اسے روم کی طرف بڑھنے سے روک دیں لیکن ایسا نہ ہوا لہذا ہانی بال نے مزید پیش قدمی شروع کی اور روم شہر سے صرف تین میل کے فاصلے پر دریائے اینیو کے مقام پر اس نے آ پڑاؤ کیا یہاں رومنوں کا ایک جرنیل قلوپوس ہانی بال کے مقابلے پر آیا۔ یہ بڑا نامور بڑا دلیر اور بڑا جنگجو جرنیل خیال کیا جاتا تھا لیکن ہانی بال نے دریائے اینیو کے کنارے قلوپوس کو ایک بدترین شکست دی اور یہ اپنے بچے کھجے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ہانی بال نے آگے بڑھنے کے لئے حالات کا جائزہ لیا اور اس نے دیکھا کہ دریائے اینیو پر جو پل تھا رومنوں نے توڑ دیا تھا تاکہ ہانی بال اسے پار کر کے ان کے مرکزی شہر روم کی طرف نہ بڑھ سکے یہاں ہانی بال نے چند روز تک قیام کیا اور اپنے لشکر کی مدد سے اس نے دریائے اینیو پر ایک نیا پل تعمیر کر لیا دریائے اینیو کو عبور کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں چند روز تک قیام کیا شاید وہ اس امید پر وہیں پڑا رہا تھا کہ رومن کوئی مزید لشکر تیار کر کے اس کے مقابل لائیں لیکن جب ایسا نہ ہوا تو دریا کے اس کنارے سے بھی ہانی بال نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن اپنے پورے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرنے سے پہلے ہانی بال نے اپنے منتخب دو ہزار سواروں کو ساتھ لیا اور روم شہر کی طرف بڑھا روم شہر کی فصیل کے جنوبی حصے کا وہ کافی دیر تک جائزہ لیتا رہا لیکن شہر کے اندر جو رومن لشکر موجود تھا اسے یہ ہمت و جرات نہ ہوئی کہ شہر سے نکل کر ہانی بال اور اس کے دو ہزار ساتھیوں پر حملہ آور ہو یوں ہانی بال شہر کی فصیل کا جائزہ لینے کے بعد شہر سے صرف تین میل دور اپنے پڑاؤ میں واپس چلا گیا تھا۔

اس کے بعد ہانی بال نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی اور روم شہر کی فصیل کے جنوبی حصے میں وہ اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا تھا شہر کی فصیل کے باہر لٹکار لٹکار کر ہانی بال نے رومن لشکر کو جنگ کی دعوت دی لیکن کوئی بھی رومن لشکر روم شہر سے باہر اس کے مقابل نہ آیا کچھ روز تک یونہی ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ روم شہر کے باہر پڑاؤ کئے رکھا یہاں تک کہ ایک روز انتہائی تیز اور سخت طوفان کے جھکڑ چلے گئے اس کے ساتھ ہی ایسی بارش ہوئی کہ چاروں طرف پانی ہی پانی ہو گیا تھا جس جگہ ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا وہ علاقہ تھیب میں تھا وہاں اس قدر پانی جمع ہونا شروع ہو گیا کہ جیسے دریا کا کوئی بند ٹوٹ گیا ہو یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی بال نے وہاں اپنا پڑاؤ ختم کر دیا اب اس طوفانی بارش کی وجہ سے وہ جہر بھی دیکھتا اسے پانی ہی پانی نظر

آتا تھا لہذا اپنے لشکریوں کو آرام دینے اور انہیں پانی سے ٹکانے کے لئے اس نے روم شہر کے باہر اپنا پڑاؤ ختم کر دیا اور اٹلی کے انتہائی جنوبی علاقوں کی طرف اس نے یلغار اور ترکنا کرنا شروع کر دی تھی لہذا اس طوفان اور بارش کی وجہ سے روم شہر ہانی بال کی زد اور ضرب سے بچ گیا تھا۔

ہانی بال جب روم شہر کو چھوڑ کر جنوب کی طرف نکل گیا تو رومن حکمرانوں نے ہانی بال سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے تین بڑے بڑے قدم اٹھائے وہ یہ تو جان چکے تھے کہ ہانی بال کو اٹلی میں شکست دینا ان کے بس کی بات نہیں اس سبب کہ ہانی بال نے شمال سے لیکر جنوب تک ان کے سارے ملک ہی کو کھنگال کر رکھ دیا تھا صرف روم شہر اس کی یلغار سے بچا تھا ورنہ ہر شہر کو اس نے اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دیا تھا۔ جو تین اقدام انہوں نے فی الفور اٹھائے ان میں سے دو تو یہ تھے کہ انہوں نے دو بڑے بڑے لشکر تیار کیے ان میں سے ایک لشکر کو انہوں نے شمال کی طرف ہانی بال کے جرنیل ہانڈ کی طرف روانہ کیا جسے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے کوہستان اسپس کے قریبی شہروں کی حفاظت پر مامور کر دیا تھا اور اسپس کے اندر حملہ آور ہونے کے بعد جو کچھ اسے مال و متاع ملا تھا اس کا زیادہ حصہ بھی ہانی بال نے حفاظت کے لئے ہانوہی کی سرکردگی میں دے دیا تھا۔ پس رومنوں نے بہلا کام یہ کرنا چاہا کہ ایک لشکر کے ساتھ ہانوہی پر حملہ آور ہوا جائے اور ہانوہی کے لشکر کو نقصان پہنچا کر یا تباہ برباد کر کے ہانی بال کا ایک بازو کاٹا جائے اور یہ کہ ہانوہی کے پاس جس قدر مال و متاع ہے اس پر قبضہ کر کے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کے لئے مزید بڑے بڑے لشکر تیار کئے جائیں۔ دوسرا کام جو رومنوں نے کیا یہ تھا کہ اسپس پر اس وقت ہانی بال کی طرف سے اس کا بھائی حسدروبال حکومت کر رہا تھا۔ حسدروبال کے پاس ان دنوں کوئی بڑا لشکر نہیں تھا اس لئے کہ جس قدر لشکری میا ہو سکے تھے وہ ہانی بال اسپس سے اٹلی میں اپنے ساتھ لے آیا تھا حفاظت اور دیکھ بھال کی خاطر حسدروبال کے پاس ایک چھوٹا سا لشکر ضرور تھا رومنوں کا خیال تھا کہ جب ان کا ایک لشکر شمال میں کوہستان اسپس کے پاس ہانوہی سے ٹکرائیں گے اور دوسرا لشکر اسپس پر حملہ آور ہو کر ہانی بال کے بھائی حسدروبال کو اپنے ساتھ مصروف رکھے گا تو ہانی بال کی توجہ اٹلی سے ہٹ جائے گی لہذا وہ اپنے حالات درست کرنے کے لئے اٹلی سے نکل کر ضرور اسپس کی طرف چلا جائے گا۔

ان دو کاموں کے علاوہ رومنوں نے ایک تیسرا کام اور بھی کیا اور وہ یہ کہ افریقہ کی سر زمین پر کنعانوں کے جنوب مغربی پہلو میں جو بربر اور وحشی قبائل آباد تھے ان پر سینٹک

نام کا ایک شخص حکومت کرتا تھا۔ اس سینٹک کے لشکر کے ساتھ کنعانوں کے اکثر و بیشتر تصادم ہوتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اسپس میں داخل ہونے سے پہلے ہانی بال نے سینٹک کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا تھا لیکن رومنوں نے اسی سینٹک کو کنعانوں کے خلاف استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا انہوں نے ایک وفد تیار کیا اس وفد میں اٹلی کی سب سے حسین اور خوبصورت لڑکیوں کو بھی رکھا گیا تھا اس لشکر کو ایک بڑی جہاز کے ذریعے افریقہ روانہ کیا گیا اس لشکر میں حسین ترین رومن لڑکیوں کو رکھنے کا یہ مقصد تھا کہ ان لڑکیوں کو سینٹک کے سامنے پیش کیا جائے اور ان لڑکیوں کی شادی سینٹک کے ساتھ کر دی جائے اور اس طرح سینٹک کے ساتھ رومنوں کا ایک رشتہ اور تعلق ہو جائے اور اس تعلق اور رشتے کی وجہ سے وہ سینٹک کو کنعانوں کے خلاف استعمال کر سکیں گے اس طرح جب شمال میں کوہستان اسپس کے قریب ہانوہی کے خلاف اور اسپس میں حسدروبال کے خلاف ہانی بال کو خبریں ملیں گی تو وہ ضرور اٹلی سے نکل کر اسپس کی طرف چلا جائے گا اور جب اسپس میں قیام کے دوران اسے یہ خبریں ملیں گی کہ افریقہ میں ان کی سلطنت کے خلاف وحشی قبائل کے بادشاہ سینٹک نے حملے شروع کر دیئے ہیں تو وہ اسپس سے نکل کر افریقہ کی طرف جانے پر مجبور ہو جائے یہ تھے وہ تین اقدام جو رومنوں نے ہانی بال کے خلاف کئے تھے۔

ان ہی دنوں میں ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ یوں کہ سسلی کے اندر یونانیوں کی حکومت سیراکیوز کا حکمران ہیارو جو اب بوڑھا ہو چکا تھا اپنی طبعی موت مر گیا اور پھر اس کا بیٹا ہرنومیوس سیراکیوز کا بادشاہ بنا اس ہرنومیوس کا رجحان شروع ہی سے کنعانوں کی طرف تھا لہذا سیراکیوز کا حکمران ہوتے ہی ہرنومیوس نے اپنے کچھ قاصد اٹلی میں برسہریکار ہانی بال کی طرف بھجوائے اور ان قاصدوں کے ہاتھوں ہانی بال کو ہرنومیوس نے یہ پیغام بھجوایا کہ میرا باپ مر چکا ہے اور میں سیراکیوز کا بادشاہ بن چکا ہوں لہذا اگر وہ اپنے کسی جرنیل کو بھیجے کہ وہ کسی دستے کے ساتھ سسلی میں داخل ہو تو میں اس کی مدد کروں گا اور سسلی کے اندر جس قدر رومن مقبوضہ جانتے ہیں میں ان سب کا خاتمہ کر کے سارا علاقہ کنعانوں کے قبضے میں دے دوں گا دوسری طرف رومنوں کو بھی اطلاع ہو گئی تھی کہ سیراکیوز کے حکمران ہرنومیوس نے یہ پیغام دے کر اپنے قاصد ہانی بال کی طرف روانہ کئے ہیں لہذا رومنوں نے راستے ہی میں ان قاصدوں کو پکڑ کر قتل کر دیا اس کے بعد رومنوں نے سسلی کے اندر بھی ہرنومیوس کے خلاف سازشوں کا ایک جاں بچھا دیا تھا جس کے نتیجے میں ہرنومیوس کو سیراکیوز کے اندر صرف 13 ماہ حکومت کرنا نصیب ہوا کیونکہ رومنوں نے اسے قتل کر دیا تھا اس

کے بعد رومنوں نے مزید یہ کیا کہ اپنا ایک لشکر اپنے جرنیل کلاڈیوس کی سرکردگی میں دے کر سسلی کی طرف روانہ کیا ساتھ ہی اپنا ایک بحری بیڑہ بھی تیار کیا اور اپنے بحری بیڑے کو امیر البحر مرسیلیوس کی سرکردگی میں دے کر اسے بھی سسلی کی طرف روانہ کیا دونوں جرنیلوں نے یعنی کلاڈیوس اور مرسیلیوس کے لئے یہ احکامات جاری کئے کہ وہ سسلی پر مکمل قبضہ کر لیں اور ہو سکے تو سیراکیوز پر بھی قابض ہو جائیں یوں رومن جرنیل کلاڈیوس اپنے لشکر کے ساتھ اور مرسیلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ ان دونوں جرنیلوں نے دن رات ایک کر کے یکے بعد دیگرے سسلی کے شہروں پر قبضہ کر کے انہوں نے اپنے مقبوضہ جات میں تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا۔

سسلی کے اندر ان تہریں کی بربانی بال نوہی ہو گئی تھی اس نے اپنے لشکر میں سے سسلی کے انتخاب کیا اس میوٹن کا باپ تو کنعانی تھا لیکن اس کی ماں کسی اور قوم سے تھی رکت تھی لیکن یہ تھا بڑا بہادر اور دیر۔ ہانی بال کی نظر انتخاب اس پر پڑی اس لئے کہ اس نے ہانی بال کے ساتھ رہتے ہوئے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ ہانی بال نے اٹلی کے گال قبائل پر مشتمل ایک لشکر میوٹن کی سرکردگی میں دیا اور اسے سسلی کی طرف روانہ کیا کہ وہ سسلی میں رومنوں کے خلاف اپنے کام کی ابتداء کرے تاکہ آہستہ آہستہ رومنوں کو سسلی سے نکالنے کا عمل شروع کیا جاسکے یہ میوٹن چھوٹے سے ایک بحری بیڑے کو لئے اٹلی سے سسلی پہنچا سسلی کے ساحل پر اترنے کے بعد یہ میوٹن آگے بڑھا اور اس نے سسلی کے مشہور و معروف شہر اگر جنٹم کو اپنا نشانہ بنانے کا عزم کر لیا تھا اگر جنٹم اس وقت تک رومنوں کے قبضے میں آچکا تھا اور وہاں رومنوں نے شہر کی حفاظت کے لئے خاصا بڑا لشکر بھی رکھا ہوا تھا رومنوں کے اس لشکر کی پرواہ کئے بغیر یہ میوٹن تندھی اور طوفان کی طرح بڑھا اور اگر جنٹم شہر کے کوستانی سلسلے میں اپنے لشکر کے ساتھ گھاٹ میں بیٹھ گیا تھا اس نے اگر جنٹم پر قبضہ کرنے کے لئے بڑا عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا تھا اس نے اپنے لشکریوں کو سبزی فروشوں کے بھیس میں اگر جنٹم شہر کی طرف روانہ کیا۔ ایک دن صبح یہ لوگ اگر جنٹم شہر میں داخل ہوئے میوٹن کے یہ آدمی سارا دن سبزی فروخت کرنے میں کافی مصروف رہے جب رات ہوئی تو میوٹن بھی کوستانی سلسلے کی گھاٹ سے نکل کر اگر جنٹم شہر سے نزدیک آگیا میوٹن کے ان ساتھیوں نے جو سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہوئے تھے پہلے اس شہر کی فصیل کے ایک دروازے کے پاس جا کر چلتے ہوئے پروں کا ایک تیر فضا میں داغ دیا جو میوٹن کے لئے اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ اپنے کام کی ابتداء کرنے لگے ہیں۔

چلتے ہوئے پروں کے اس تیر کے فضا میں بلند ہوتے ہیں میوٹن کے ساتھیوں نے جو سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہوئے تھے شہر کے ایک دروازے کے محافظوں پر حملہ کر دیا آنا "قانا" انہوں نے محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اس وقت تک میوٹن بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے دروازے تک پہنچ چکا تھا پھر جونہی شہر کا دروازہ کھلا وہ اپنے لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی طرح شہر میں داخل ہوا اور جو بھی مسلح رومن اس کے سامنے آیا اسے اس نے موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا تھا۔

رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ کنعانیوں کا ایک لشکر دھوکہ دہی سے کام لے کر شہر میں داخل ہو گیا ہے تو انہوں نے فصیل کے اوپر جس قدر رومن محافظ تھے انہیں بھی اور شہر کے اندر جو لشکری تھے انہیں بھی یکجا کر کے میوٹن کے لشکریوں کے سامنے لا کھڑا کیا لیکن رات کی تاریکی میں میوٹن ایسی بے خوفی اور جاں نثاری کے ساتھ حرکت میں آیا کہ اس نے شہر کے اندر رومن لشکر کو بدترین شکست دی اور ان کا خوب قتل عام کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جب رات ختم ہوئی اور صبح کے سورج نے اپنی شعاعیں اگر جنٹم شہر پر پھیل گئیں تو اس وقت تک میوٹن شہر میں رومنوں کا کمں طور پر صفایا کرنے کے بعد اگر جنٹم شہر پر قبضہ کر چکا تھا پھر میوٹن بڑے بہترین انداز میں حرکت میں آیا اور اگر جنٹم شہر کو اس نے اپنی قوتوں کا مرکز بنائیں سے نکل کر اس نے سسلی میں رومنوں کے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔

اس وقت تک رومن جرنیل کلاڈیوس اور امیر البحر مرسیلیوس سسلی کے علاوہ سیراکیوز پر بھی قبضہ کر چکے تھے جب انہیں خبر ہوئی کہ ہانی بال کا ایک جرنیل سسلی میں داخل ہوا ہے اور اگر جنٹم شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رومنوں کے خلاف جدوجہد شروع کر دی ہے تو وہ میوٹن کی طرف متوجہ ہوئے اسی دوران کنعانیوں کے مرکزی شہر قرعابند میں یہ خبریں پہنچ گئیں کہ رومن سسلی میں ان کے مقبوضہ جات پر قابض ہو گئے ہیں لہذا کنعانیوں کے حکمران فوراً حرکت میں آئے انہوں نے ایک تو تیس بحری جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ تیار کروایا اس بحری بیڑے میں جو لشکر سوار کروایا گیا اس کا سپہ سالار اعظم ہانو کو مقرر کیا گیا جبکہ ایک دوسرے جرنیل بولکر کو امیر البحر مقرر کر دیا گیا تھا۔ ہانو بڑا جہانمیدہ اور بڑا عمر رسیدہ جرنیل تھا اور یہ ہانی بال کے باپ کے ساتھ بھی کام کرتا رہا تھا۔ ہانو اور بولکر دونوں اپنے بحری بیڑے کو لے کر سیراکیوز کی طرف روانہ ہوئے ان کا خیال تھا کہ وہ سیراکیوز کو اپنا نشانہ بنائیں گے اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد وہ سسلی کے اندر مزید پیش

نہ صرف یہ کہ ہانی بال کو سخت دکھ اور افسوس ہوا بلکہ اٹلی میں بھی اس کے مفادات کو بری طرح نقصان پہنچا تھا۔

○

ہانی بال نے ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ جنوبی اٹلی میں پڑاؤ کر رکھا تھا ایک رات جبکہ یونان اور یوسا دونوں میں یوی رات کے پسمے ہھے میں آگ کے اردو کے پاس بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ایلیکا نے یونان کی گردن پر اپنا ریشی لمس دیا یوسا بھی جٹا گئی تھی کہ ایلیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا ہے اور وہ کچھ کمنا چاہتی ہے لہذا وہ بھی متوجہ ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ایلیکا بولی اور کہنے لگی یونان سنو میرے حبیب تم دیکھتے ہو کہ اٹلی میں ہانی بال بہترین فتوحات حاصل کر چکا ہے اور اٹلی میں اس وقت کوئی ایسی طاقت نہیں جو ہانی بال کا مقابلہ کر سکے ہانی بال کی ان کامیابیوں کے دنوں میں تم ایک بہترین کام کر سکتے ہو تاکہ آئے والے دور میں سطرون پر تمہارا مکمل رعب اور دبہ رہے وہ اس طرح کہ اب سطرون کی وہ مدت پوری ہونے والی ہے جس مدت میں وہ طاقتور اور توانا رہا ہے اب وہ کمزور اور لاغر ہونا شروع ہو گیا ہے اور عنقریب عزازیل اسے اس کی قوت اور طاقت کی بحالی کے لئے زنجیروں میں جکڑے گا اسے زنجیروں میں جکڑے جانے سے پہلے ہی تم اس پر وارد ہو کر پے در پے اس پر ضربیں لگاؤ اگر وہ ایک جگہ سے بھاگ کر تمہارے سامنے سے دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کا تعاقب کرو لگا مار اسے مارو اور اس پر ضربیں لگاؤ اور جب عزازیل اسے زنجیروں میں جکڑ دے تب بھی تم اس پر وارد ہوتے رہو تاکہ زنجیروں میں جکڑے جانے کے بعد وہ اپنی قوت کو بحال کر لیتا ہے تو پھر بھی وہ تمہارے سامنے آئے سے ایک طرح سے ہچکچائے گا اور خوشی سے کبھی بھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا

سنو یونان، عارب، فیبطہ، زروع اور سطرون نے جنوب ایران کے مشہور دریائے سارہ کے کنارے قیام کر رکھا ہے یہ دریا آتش پرستوں کے ہاں بڑا مقدس اور بڑا معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ آتش پرست اپنے نومولود بچوں کو اس دریا میں غسل دیتے ہیں جس طرح ہندوستان کے لوگ دریائے گنگا کو معتبر اور مقدس مانتے ہیں اسی طرح آتش پرست دریائے سارہ کو اپنا مرکزی اور مقدس دریا خیال کرتے ہیں۔ سنو اسی دریائے سارہ کے کنارے عارب اور فیبطہ نے اپنے لئے ایک بہترین اور عظیم الشان محل تعمیر کروایا ہے عارب، فیبطہ، سطرون اور زروع نے ان دنوں اسی محل کے اندر قیام کر رکھا ہے عارب اور فیبطہ نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ محل آج کے بعد ان کی مستقل رہائش ہو گا اور یہیں سے نکل کر وہ دنیا کے اندر بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتے رہیں گے میں تمہیں مشورہ دیتی ہوں کہ تم یہاں سے

قدی کی ابتداء کریں گے لیکن سسلی کے ساحل پر آکر جب انہیں خبر ہوئی کہ سیراکوز پر پہلے ہی کلاڈیوس اور مرسیوس قابض ہو چکے ہیں تو انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اب وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سیراکوز کے بجائے سسلی کی بندرگاہ ٹرنٹوم کی طرف بڑھ گئے تھے یہ بندرگاہ چونکہ اگر جنتم کے قریب ہی تھی لہذا ہانو اور بولکر نے میوٹن کے ساتھ رابطہ قائم کر لیا تھا اس طرح تینوں جرنیلوں میں یہ طے پایا کہ لگا تار رومنوں کے خلاف یلغار کرتے ہوئے سسلی سے رومنوں کو نکال باہر کیا جائے تینوں جرنیلوں نے مل کر کامیابیاں بھی حاصل کرنا شروع کر دی تھیں لیکن اس کے بعد ایک ایسا حادثہ رونما ہوا جس کی وجہ سے سسلی میں کشتیوں کی ساری ہی کوششیں ناکام ہو گئیں اور پورے سسلی پر رومنوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

ہوا اس طرح کہ جب تینوں کنعانی جرنیلوں نے سسلی کے اندر کامیابیاں حاصل کرنا شروع کیں تو ہانو اور بولکر نے دیکھا کہ کنعانی لشکری دیوانگی کی حد تک میوٹن کو پسند کرتے ہیں اور گال قبائل کا لشکر جو اٹلی سے میوٹن کے ساتھ سسلی میں آیا تھا وہ بھی جان بھاری کی حد تک میوٹن پر بھروسہ اور اعتماد کرتا تھا ہانو اور بولکر دونوں کو میوٹن کی یہ شہرت پسند نہ آئی اسی دوران ایک لشکری دستے انہیں یہ خبر بھی ہو گئی کہ میوٹن پکا اور پورا کنعانی نہیں ہے بلکہ اس کا باپ تو کنعانی تھا جبکہ اس کی ماں کسی اور قوم سے تعلق رکھتی تھی لہذا ہانو اور بولکر نے اسے ناپسند کیا کہ ان پر ایک ایسا شخص کمانداری کرتا رہے جس کی ماں کا تعلق کسی اور قوم سے تھا اور جو صحیح طور پر کنعانی نہیں تھا یہ صورتحال سامنے آتے ہیں ہانو نے میوٹن کو کمانداری کے عہدے سے برخاست کر دیا اور اسے ایک عام سپاہی کی حیثیت سے جنگ میں حصہ لینے کا حکم دیا میوٹن نے اس فیصلے کو ناپسند کیا لہذا اس نے کنعانیوں ہی کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

جب میوٹن کو برخاست کیا گیا تو میوٹن نے اپنے چند قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا پھر ایسا ہوا کہ اس نے اندر ہی اندر ساز باز کرتے ہوئے رومنوں کو دعوت دی کہ اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اگر جنتم شہر پر حملہ آور ہوں تو اگر جنتم شہر پر قبضہ کرنے میں وہ ان کی مدد کرے گا رومنوں نے حالات کو دیکھتے ہی میوٹن پر بھروسہ اور اعتماد کر لیا اور پھر ایک رات وہ اگر جنتم شہر پر حملہ آور ہوئے تو میوٹن نے پورا پورا ان کا ساتھ دیا جس کے نتیجے میں کنعانیوں کو شکست ہوئی ہانو اور بولکر بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھاگے اور وہاں سسلی پر رومنوں کا قبضہ مکمل ہو گیا تھا۔ سسلی پر رومنوں کے قبضہ ہو جانے کے باعث

کوچ کرو دریا نے سارہ کے کنارے غارب اور فیصلہ کے محل میں تم سطرون پر وارد ہو وہ پہلے کی نسبت کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے لہذا اس پر قابو پانا تمہارے لئے سہل اور آسان ہے اسے ایسی مار مارو ایسی مار مارو کہ آئندہ تمہارا نام سننے ہی اس پر خوف اور لرزہ طاری ہو جایا کرے یہاں تک کہنے کے بعد اہلیکا جب خاموش ہوئی تو یونان نے مسکراتے ہوئے کہا شروع کیا۔

سنو اہلیکا تمہارا مشورہ بہترین اور عمدہ ہے اور میں اس پر عمل کر کے دکھاؤں گا تم دیکھو گی کہ دریائے سارہ کے کنارے بننے والے غارب اور فیصلہ کے محل کے اندر میں اس سطرون کو مار مار کر اپنے سامنے دھرا کر دوں گا تم مطمئن رہو اہلیکا چند روز تک میں اٹلی کی سر زمین سے دریائے سارہ کی طرف کوچ کروں گا اور پھر اس سطرون سے ایسا فکراؤں گا کہ میرا اس سے یہ نکرانا اس کے لئے موت کے لمحات جیسا بھیانک اور تلخ بن کر رہ جائے گا یونان کے ان الفاظ پر اہلیکا نے مسکراتے ہوئے کہا سنو یونان مجھے تم سے ایسے ہی فیصلے کی امید تھی اب میں اس دن کا انتظار کروں گی جب تم یہاں سے دریائے سارہ کی طرف کوچ کرو اس کے ساتھ ہی اہلیکا نے یونان کی گردن پر ریشتی لمس دیتے ہوئے میسجی اختیار کر لی تھی۔

○

رومنوں کے دو جرنیل سیپو اور اس کا چھوٹا بھائی ہیلوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ہانی ہاں کے جرنیل ہانو کی طرف بڑھے تھے جنوبی اٹلی کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے ہانی ہاں نے اپنے جرنیل ہانو کو اس علاقے کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا جو کوستان پیرانیز اور ایبرو شہر کے درمیان تھا ہانی ہاں نے ہانو کی کمانداری میں ایک چھوٹا سا لشکر دے دیا تھا اور جو کچھ مال و متاع حاصل ہوا تھا اس کا بڑا حصہ حفاظت کے لئے ہانو کے پاس رکھ دیا تھا ہانو اس علاقے کی بڑی کامیابی کے ساتھ حفاظت کر رہا تھا یہ دونوں جرنیل سیپو اور ہیلوس اس کے خلاف صف آرا ہوئے دونوں رومن جرنیلوں کے پاس اس قدر لشکر تھا کہ اس کی تعداد ہانو کے لشکر سے پندرہ گنا زیادہ قرار دی جاسکتی ہے۔

تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہانی ہاں کے جرنیل ہانو نے ہمت نہیں ہاری بلکہ اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ وہ دونوں رومن جرنیلوں کے مقابلے پر آیا لیکن بد قسمتی سے اس جنگ میں ہانو کو شکست ہوئی اور رومن جرنیل کامیاب رہے کافی کھائی اس جنگ میں کچھ آئے اور دونوں رومن جرنیلوں کو اس جنگ کی فتح کے نتیجے میں بے شمار ہتھیار اور مال و متاع ہاتھ لگا اٹلی کی سر زمین میں کنعانیوں کے خلاف رومنوں کے پہلے

فتح تھی گویا فتح ہانی ہاں کے خلاف نہیں تھی بلکہ اس کے ایک چھوٹے لشکر اور ایک چھوٹے جرنیل ہانو کے خلاف تھی تاہم رومنوں نے اسے اپنے لئے ایک خوش آئندہ علامت جان کر اپنی جدوجہد میں اضافہ کر دیا تھا۔

اسپین کو مکمل طور پر اپنا زیر نگین کرنے کے بعد جب ہانی ہاں اسپین سے نکل کر اٹلی میں داخل ہوا تھا تو اسپین پر اس نے اپنے بھائی حیدر ہال کو حاکم مقرر کیا تھا حیدر ہال کو جب خبر ہوئی کہ کوستان پیرانیز اور ایبرو کے درمیان ان کے جرنیل ہانو کو شکست ہوئی اور یہ کہ کنعانیوں کا بڑا نقصان ہوا ہے تو حیدر ہال ایک لشکر لے کر ہانو کی مدد کے لئے پہنچا لیکن اب دیر ہو چکی تھی اس لئے کہ ہانو سے حیدر ہال کی آمد سے پہلے ہی رومن نمٹ چکے تھے اگر حیدر ہال پہلے ہانو کی مدد کے لئے پہنچ جاتا تو شاید حالات پہلے سے مختلف ہوتے اور دونوں جرنیل مل کر رومنوں کو بدترین شکست دیتے لیکن حیدر ہال کی آمد سے پہلے ہی ہانو شکست کھا چکا تھا۔ دونوں رومن جرنیلوں سیپو اور ہیلوس کو خبر ہوئی کہ ہسپانیہ سے ہانی ہاں کا بھائی حیدر ہال ایک لشکر لے کر ان سے جنگ کرنے کے لئے آ رہا ہے تو وہ اس کی آمد سے پہلے ہی گھات میں بیٹھ گئے اور جونی حیدر ہال اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ اپنی گھات سے نکل کر اس پر حملہ آور ہو گئے کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں حیدر ہال کو شکست ہوئی اور وہ اسپین کی طرف بھاگ گیا۔

حیدر ہال اسپین پہنچ کر اپنے لئے ایک نیا لشکر تیار کر کے پھر رومنوں کے دونوں جرنیلوں سیپو اور ہیلوس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا کہ افریقہ میں اس کی مرکزی حکومت نے اسے اسپین سے افریقہ میں طلب کر لیا وہ اس لئے کہ رومنوں نے جو اپنا تیسرا وفد افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سیفاک کی طرف بھجوا دیا تھا وہ کامیاب رہا تھا اس وفد میں رومنوں نے افریقہ کے وحشیوں کے بادشاہ سانیفکس کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے انتہائی خوبصورت لڑکیاں بھی بھجوائی تھیں پس یہ وفد اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہا اس وفد نے سانیفکس کی خدمت میں حاضر ہو کر نہ صرف لڑکیاں پیش کیں بلکہ انہوں نے سانیفکس سے یہ التماس بھی کی کہ وہ فی الفور افریقہ میں کنعانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دیں اس کے لئے انہوں نے یہ وجہ پیش کی کہ کنعانیوں کا ناقابل تسخیر جرنیل ہانی ہاں جو ان دنوں اٹلی میں ان کے ایک ایک شہر اور قصبے کو روند رہا ہے اور رومن اس قابل نہیں ہیں کہ ہانی ہاں سے جنگ کر کے اسے اپنی سر زمین سے نکالیں لہذا سانیفکس افریقہ میں کنعانیوں کے ساتھ جنگ چھیڑ دے تو مجبوراً ہانی ہاں کو اٹلی سے نکل

کر اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے واپس افریقہ آنا پڑے گا۔

حدرہال کو اس بات کا بڑا دکھ اور افسوس تھا کہ افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سانیفکس نے ان کے خلاف رومنوں کے کہنے پر جنگ کی ابتداء کر دی ہے لہذا افریقہ میں داخل ہوتے ہی حدرہال نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اس نے ایک وفد افریقہ کے دوسرے وحشی قبائل کے بادشاہ گالا کی طرف روانہ کیا سانیفکس اور گالا دونوں ہی افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ تھے دونوں ہمسائے بھی تھے دونوں کے علاقوں کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی تھیں۔ کنعانیوں نے حدرہال کی سرکردگی میں گالا کی خدمت میں ایک وفد بھجوایا جس میں انہوں نے گالا سے کہا کہ سانیفکس حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے کہنے میں آکر کنعانیوں کے خلاف اعلان جنگ کر چکا ہے کنعانیوں کے وفد نے گالا کو سمجھایا کہ ہم سب افریقہ کے رہنے والے ہیں لہذا اٹلی سے نکل کر رومنوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ افریقہ میں دخل اندازی کریں لہذا رومنوں کی بات مانتے ہوئے کنعانیوں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہوئے سانیفکس نے بڑی غلطی کی ہے حدرہال نے گالا کو سمجھایا کہ اگر وہ سانیفکس کے خلاف اعلان جنگ کر دے تو اس طرح سانیفکس جنگ بند کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ بادشاہ گالا نے حدرہال کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور اس نے فی الفور سانیفکس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہاں سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد حدرہال اپنے وفد کے ساتھ واپس اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلا گیا تھا۔

جب افریقہ کے بادشاہ گالا نے سانیفکس کے خلاف اعلان جنگ کیا تو سانیفکس بڑا پریشان ہوا پہلے وہ بڑھ چڑھ کر کنعانیوں کے علاقوں پر یلغار کر رہا تھا جب اسے خبر ہوئی کہ گالا نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے تو اس نے فوراً اپنا رخ موڑا اپنے سارے لشکروں کو کنعانیوں کے علاقوں کی سرحدوں سے سمینا اور گالا کی طرف بڑھا اس وقت تک گالا اپنے لشکر کے ساتھ سانیفکس کی حدود میں داخل ہو چکا تھا سانیفکس نے بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے روکا پتے صحراؤں اور جبلے ہوئے رگڑاروں کے اندر سانیفکس اور گالا کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں گالا نے سانیفکس کو بدترین شکست دی سانیفکس کے لشکر کا آدھ سے زیادہ حصہ اس جنگ میں کام آگیا اور اس جنگ کے نتیجے میں گالا کے بادشاہ کو سانیفکس کے کیمپ سے نہ صرف یہ کہ بے شمار ہتھیار ہاتھ لگے بلکہ اسے خوراک کے وسیع ذخائر بھی ملے تھے اس طرح جب گالا کے ہاتھوں سانیفکس کی عسکری قوت کا خاتمہ ہو گیا تو سانیفکس کی طرف سے کنعانیوں کو کسی قسم کا خطرہ نہ رہا۔

تھاپوں گالا بادشاہ کی مدد سے کنعانیوں نے افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سانیفکس کے خطرے کو ٹال دیا تھا۔

حدرہال کے اسپین سے افریقہ کی طرف چلے جانے کے بعد رومنوں کو اسپین پر حملہ آور ہونے کا موقع مل گیا لہذا رومنوں کے دونوں جرنیل سیپو اور پبلیوس اپنے ایک جہاز لشکر کے ساتھ اسپین میں داخل ہوئے حدرہال کی غیر موجودگی میں اسپین کے اندر کنعانیوں کی عسکری قوت منتشر ہو کر رہ گئی تھی اسی سے سیپو اور پبلیوس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا یکے بعد دیگرے انہوں نے مختلف شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہو کر قبضہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسپین کے وسیع علاقوں کو فتح کرنے کے بعد دونوں رومن جرنیلوں نے ان پر قبضہ کر لیا تھا۔

افریقہ میں کنعانی حکمرانوں کو جب خبر ہوئی کہ اسپین کے اندر رومنوں نے تباہی و بربادی پھیلا دی ہے تو انہوں نے فوراً حدرہال کو اسپین کی طرف روانگی کا حکم دیا اور حدرہال کے ساتھ انہوں نے ایک لشکر بھی تیار کر دیا حدرہال کا بڑا اور ہائی ہاں کا چھوٹا بھائی ماگو بھی ان دنوں افریقہ ہی میں قیام کئے ہوئے تھا۔ جسے ہائی ہال نے رومنوں کے خلاف مدد لینے کے لئے اپنے مرکزی شہر بھیجا ہوا تھا پس یہ ماگو بھی اپنے بھائی حدرہال کے ساتھ اس کی مدد کے لئے اسپین کی طرف روانہ ہو گیا ساتھ ہی کنعانی حکمرانوں نے اپنا ایک تیسرا جرنیل بھی ان دونوں بھائیوں کے ساتھ کر دیا اس کا نام بھی حدرہال ہی تھا اور یہ کنعانیوں کے مشہور و معروف جرنیل گکو کا بیٹا تھا اب یہ تینوں جرنیل اس لشکر کے ساتھ کئے گئے تھے افریقہ اور اسپین کے درمیان پڑنے والے سمندر کو عبور کرنے کے بعد ساحل ہسپانیہ پر اتر گئے تھے۔

ساحل ہسپانیہ پر اترنے کے بعد کنعانیوں کے جرنیلوں نے اپنے لشکر کو جسے وہ اپنے ساتھ افریقہ سے لے کر آئے تھے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ ہائی ہال کے چھوٹے بھائی ماگو کی سرکردگی میں دیا گیا جبکہ حدرہال گکو کو اس کا ماتحت بنا دیا دوسرا حصہ ہائی ہال کے بھائی حدرہال برقعہ نے اپنے پاس رکھا اس طرح اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد کنعانی جرنیلوں نے ہسپانیہ کے اندرونی شہروں کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔

دوسری طرف جب رومنوں کو کنعانیوں کے لشکر کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا لشکر کا بوڑھا حصہ رومنوں کے جرنیل پبلیوس

سناؤں کی گونجوں میں لہجوں کا طوفان بننے لگے تھے جوں جوں جنگ طول پکڑتی جا رہی تھی توں توں ہی کنعانی اپنے شعور فن حرب میں ستاروں سے کھکشاں ڈرے سے صحرا اور قطرے سے سمندر بنتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ رومنوں پر چھانے لگے تھے یہاں تک کہ کنعانیوں کا جرنیل اور بانی بال کا بھائی حیدر بال برقعہ کفن سر پر باندھ کر اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ اس سمت بڑھا جہاں رومنوں کا جرنیل ہیلوس کنعانیوں کے خد ف بر سر پیکار تھا۔ حیدر بال برقعہ اس طوفانی انداز اور اس جاں نثاری و فداکاری کے ساتھ آگے بڑھا کہ اپنے سامنے آنے والے سارے ہی رومنوں کو وہ روندتا اور ان پر موت طاری کرتا ہوا رومنوں کے جرنیل ہیلوس کے سر پر جا پہنچا ہیلوس بھی ہنا جھجک حیدر بال کے مقابلے پر آیا لیکن یہ ہیلوس انفرادی جنگ میں حیدر بال کے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا اور حیدر بال نے ہیلوس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی رومنوں کے جرنیل کے مارے جانے کے باعث رومنوں کی حالت بڑی تیزی سے بدلنے لگی تھی وہ ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح مضطرب اور حیران اور زخمی جسم و روح کی طرح غربت کی تصویر دکھائی دیئے لگے تھے۔

اپنے جرنیل کے مارے جانے کی وجہ سے رومن بدحواس اور شکستہ دل ہو گئے تھے جب کنعانیوں کو یہ خبر ہوئی کہ ان کے جرنیل حیدر بال برقعہ نے رومنوں کے نامور جرنیل ہیلوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو ان کے حوصلے اور زیادہ بند ہو گئے اور وہ سر سے کفن باندھ کر رومن پر حملہ آور ہونے لگے تھے یہاں تک کہ رومنوں کے پاؤں اکڑ گئے انہیں شکست فاش ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کنعانیوں کے تینوں جرنیلوں حیدر بال برقعہ، گسکو اور ماگو نے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا تعقب شروع کر دیا تھا یہ تعاقب کافی دیر تک جاری رہا اور کنعانیوں نے رومنوں کے لشکر کی تعداد کاٹ کاٹ کر کم کر دی تھی حالانکہ رومنوں کے لشکر کی تعداد کنعانیوں کے لشکر کی تعداد سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن اس قدر قتل عام کے باوجود اب بھی ان کے لشکر کی تعداد تعاقب کرنے والے کنعانیوں سے زیادہ تھی۔

ہسپانیہ کے ان کھلے اور وسیع میدانوں میں کنعانیوں نے رومنوں کو جو شکست دی تو اس کے باعث بظاہر بھی دکھائی دیتا تھا کہ کنعانی پورے طور پر اب ہسپانیہ پر غلبہ آجائیں گے اور رومن ہسپانیہ میں کس بھی قدم بجا نہ پائیں گے اور انہی کی طرف بھاگ جائیں گے لیکن حالات اندر ہی اندر اس کے الٹ کام کر رہے تھے رومن حکمرانوں کو جس وقت یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کے تین جرنیل حیدر بال برقعہ، گسکو اور ماگو اس لشکر کے ساتھ افریقہ سے کوچ کر کے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو وہ بڑے فکر مند ہوئے وہ

ماگو اور حیدر بال گسکو کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی جبکہ سبکو کو اس نے حیدر بال برقعہ کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔

ہسپانیہ کے کھلے اور وسیع میدانوں میں رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ایک بار پھر ہولناک اور جان لیوا جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی۔ رومنوں کے لشکر کی تعداد چونکہ کنعانیوں کے متحدہ لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی لہذا انہیں پکی اور بختہ امید تھی کہ وہ تینوں کنعانی جرنیلوں کو ہانکتے ہوئے سمندر میں ڈوب جانے پر مجبور کر دیں گے اسی لئے دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کے ساتھ سکر و خود فراموشی میں اضطراب و بیزاری بن کر کنعانیوں پر حملہ آور ہوئے تھے اپنے پہلے ہی حملوں میں انہوں نے بادلوں کی پرچھائیوں کی طرح فنا کے سائے بن کر کنعانیوں کے اندر گھسنے کی کوشش کی تھی وہ حیات سے عجیب تر اور موت سے عمیق تر انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے کنعانیوں کی اگلی صفوں میں جاوداں و شعلہ فشاں آگ اور تیز و تند ہنگامہ خیز طوفانوں کی طرح بھڑک اٹھے تھے رومنوں کا یہ حملہ بڑا زوردار تھا اور وہ اپنی قدیم رسموں اور کہنہ روایات اور اساطیری قوانین و قواعد سے لیس کنعانیوں پر چھا جانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

بے شک رومنوں کے یہ حملے بڑے تند و تیز بڑے خطرناک اور بھیانک تھے لیکن حیدر بال برقعہ، ماگو اور حیدر بال گسکو نے اپنے آپ اور اپنے لشکریوں کو وطن سے کوسوں دور پردیس کی سر زمین میں مسافر سے وطن نہ ہونے دیا وہ زندگی کے بھرپور خمار میں تپش و 'سرسکش' آندھی اور پیاس کے صحرا اور سیل وقت کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گئے تھے رومنوں نے شروع ہی میں یہ کوشش کی تھی کہ اپنے پہلے ہی حملے میں زور پیدا کر کے جنگ میں کنعانیوں کے پاؤں اکھاڑ پھینکیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ کنعانی سر پر کفن باندھ کر ان کے مقابلے پر آئے تھے اور وہ ابتداء کا ہجوم جنگل کی کالی رات اور آگ کے دریا کی طرح رومنوں کے جبروت کی اندھی قوت اور قلم و جور کی فوج سیاہ میں گھسنے لگے تھے۔ چاروں طرف ایک ہنگامہ شور و غوغا برپا ہو گیا تھا رومن لشکری شور کرتے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کی ڈھارس بندھاتے ہوئے اور ان کا حوصلہ بلند کرتے ہوئے کنعانیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے لیکن جو وہ چاہتے تھے حاصل نہ کر سکے۔

اس لئے کہ رومنوں نے دیکھا کنعانی ان کے سامنے مہر کی چٹان ثابت ہوئے تھے اور وہ میدان جنگ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے تھے بلکہ انہوں نے تو اب رومنوں کے لشکر کے اندر پیش قدمی شروع کر دی تھی اور آہستہ آہستہ وہ رومنوں کے لئے صحرا صحرا پیاس، جنگل جنگل بزمیت کھڑی کرتے ہوئے رومنوں کے لئے صحرا، صحرا، صحرا کے سر پہ پہاڑ پہاڑ

صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ کنعانیوں پر ایک طرف سے نیرو اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور تھا جبکہ جن رومنوں کو اس سے پہلے کنعانی شکست دے چکے تھے وہ بھی دوسری سمت سے کنعانیوں پر حملہ آور ہو چکے تھے اس طرح کنعانی بیچارے چکی کے دوپٹوں میں بری طرح پنے لگے تھے وہ زیادہ دیر تک اس دو طرفہ حملے کو برداشت نہ کر سکے انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اگر اس جنگ نے طول پکڑا تو نہ صرف یہ کہ کنعانیوں کا بہت بڑا نقصان ہو گا بلکہ انہیں بدترین شکست ہو گی لہذا انہوں نے پسپا ہونے میں ہی اپنی بہتری جانی تینوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد پسپائی اختیار کی۔ ہانی ہال کا بھائی ماگو اور دوسرا جرنیل حیدر ہال گسکو لشکر کے ایک حصے کو لے کر غزناتہ کی طرف بھاگ گئے جبکہ لشکر کے دوسرے حصے کو حیدر ہال برقع لے کر اپنے بھائی ہانی ہال سے جا ملنے کے لئے اٹلی کی طرف چلا گیا تھا۔ یوں اسپین میں کنعانیوں کی اس شکست کے باعث رومن پوری طرح اسپین پر چھا گئے آہستہ آہستہ انہوں نے سارے شہروں پر قبضہ کر لیا اب ان کے پاس صرف غزناتہ شہر رہ گیا تھا جس کے اندر ماگو اور حیدر ہال گسکو محصور ہو گئے تھے رومن جرنیلوں نے ماگو اور حیدر ہال کا محاصرہ کر کے وقت ضائع کرنے کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ ہسپانیہ سے نکل کر افریقہ میں داخل ہوا جائے اور وہاں کنعانیوں کے عاقوں پر حملہ کر دیا جائے وہ یہ چاہتے تھے کہ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو نہ صرف یہ کہ اسپین سے سارے کنعانیوں کو نکالنے میں وہ کامیاب ہو جائیں گے بلکہ ہانی ہال جس نے ان کے ملک اٹلی میں تباہی و بربادی کا ایک طوفان کھڑا کر رکھا ہے وہ بھی اٹلی سے نکل کر واپس افریقہ آنے پر مجبور ہو جائے گا یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن جرنیل سیپو اپنے لشکر کے ساتھ ایک عظیم الشان بحری بیڑے کے ذریعے ہسپانیہ سے افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

ایک کمر آلود شام سے تھوڑی دیر پہلے یونان اور یوسا نے اٹلی میں ہانی ہال کے لشکر سے کوچ کیا تھا۔ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اٹلی سے وہ ایران کے دریائے سارہ کے کنارے اس جگہ نمودار ہوئے جہاں عارب اور نبیطہ نے وریا کے کنارے اپنی مستقل رہائش کے لئے ایک محل تعمیر کروایا تھا اس وقت سطرون زور عہد نبیطہ دریائے سارہ کے کنارے چل قدمی کر رہے تھے اور عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی اس کے ساتھ تھیں یہاں تک کہ دریائے سارہ کے کنارے یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی ان چاروں کے سامنے اچانک نمودار ہوئے۔ یونان اور یوسا کو یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر سطرون غصہ بنا کر ہو گیا تھا اور تھوڑی دیر تک وہ ان دونوں کو غور سے دیکھتا

جانتے تھے کہ یہ تینوں جرنیل ہسپانیہ میں کچھ نہ کچھ کر کے رہیں گے لہذا انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کی تیاری انہوں نے اپنے ایک نامور اور ماتے ہوئے جرنیل نیرو کی سرکردگی میں دی اور اسے حکم دیا کہ وہ فی الفور ہسپانیہ کی طرف کوچ کرے اور کنعانیوں کے خلاف اپنے جرنیل پیلوس اور سیپو کی مدد کرے یہ نیرو اسی وقت ہسپانیہ میں نمودار ہوا جس وقت کنعانی جرنیل حیدر ہال برقع حیدر ہال گسکو اور ماگو بڑے جاں فروشانہ انداز میں رومنوں کو شکست دینے کے بعد ان کا تعاقب کر رہے تھے رومنوں کے جرنیل نیرو نے اس موقع کو اپنے لئے غنیمت جانا اپنے لشکر کے ساتھ وہ حرکت میں آیا اور کنعانیوں پر اس نے پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا۔

کنعانی چونکہ اپنی پشت سے بے خبر بڑے والہانہ اور جاں نثارانہ انداز میں اپنے سامنے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کر رہے تھے لہذا وہ اپنی پشت کی طرف دھیان نہ دے سکے کنعانیوں کی اسی غفلت سے نئے آنے والے جرنیل نیرو نے فائدہ اٹھایا اور اس نے اچانک کنعانیوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا کنعانیوں کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں کا ایک اور لشکر ہسپانیہ میں وارد ہو کر ان پر پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گیا ہے تو وہ بہت مضطرب اور بدحواس ہوئے اسی بدحواسی میں پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومن جرنیل نیرو نے انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا تاہم کنعانی جرنیل حیدر ہال برقع حیدر ہال گسکو اور ماگو نے صورتحال کو دیکھتے ہوئے فوراً اپنے لشکر کو سنبھالا دیا گو تعاقب کرنے کی وجہ سے ان کے لشکر کی صفیں منتشر اور بکھری ہوئی تھیں اور ان کے اندر کوئی تنظیم نہ تھی تاہم انہوں نے پھر بھی جلدی جلدی بڑی ہشیاری اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے رومنوں کے جرنیل نیرو کے مقابلے میں اپنے لشکر کی صفیں درست کیں اور نیرو پر انہوں نے بڑی جلدی جوابی حملہ کیا کنعانیوں کا یہ حملہ ایسا خونخوار اور تند تھا کہ نیرو بھی ان کے اس حملے کی سختی اور قوت کو برداشت نہ کر سکا حالانکہ نیرو کے ساتھ جو لشکر تھا اس کی تعداد بھی کنعانیوں کے لشکر کی تعداد سے زیادہ تھی لیکن کنعانی کچھ اس قدر جاں نثارانہ انداز میں نیرو پر حملہ آور ہوئے تھے کہ نیرو نے بھی پسپا ہونا شروع کر دیا تھا۔

لیکن کنعانیوں کی بد قسمتی کہ جس وقت وہ نیرو پر جوابی حملہ کرنے کے بعد اسے پسپا ہونے پر مجبور کر رہے تھے عین اس موقع پر وہ شکست خوردہ رومن جو اس سے پہلے کنعانیوں سے آگے آگے بھاگتے ہوئے اٹلی کا رخ کر رہا تھا اسے بھی خبر ہوئی کہ ان کے ایک جرنیل نیرو نے رومنوں کے ایک تازہ دم لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا اب

بھلائی تیرا نفع اسی میں ہے کہ دریائے سارہ کے کنارے میرے سامنے مزید ٹھہرنے کے بجائے تو یہاں سے دفع ہو جا ورنہ یاد رکھ تیری روح تیرے جسم کو ایسا داغوں گا کہ پھر تو کبھی میرے سامنے آنے کا نام تک نہ لے گا یہاں تک کہنے کے بعد سطرون خاموش ہو گیا جواب میں یوناف کی آواز کچھ اس طرح بلند ہوئی جیسے خاموش دریا کے سناٹوں میں حد ازل سے حد ابد تک غضب کی آتش سیال موجیں مارتی ہوئی بلند ہوئی ہو وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ سطرون میں تجھ پر حملہ آور ہونے لگا ہوں تیرے ساتھیوں کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ اگر تیرے ساتھیوں میں سے عارب لپیٹا یا ذروہ نے تمہاری مدد کرنے کی خاطر میرے مقابلے میں آنے کی کوشش کی تو ان کی حالت قابل رحم ہوگی اور انہیں میں ایسا چرکہ اور ایسی اذیت دوں گا جسے یہ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے لہذا ان تینوں کی بہتری اسی میں ہے کہ یہ ایک طرف کھڑے ہو کر میرے سامنے تیری بے بسی تیری لاچارگی کا تماشا دیکھیں دیکھ سطرون سنبھل میں تجھ پر وارد ہونے لگا ہوں میں آج تجھے بتاؤں گا کہ نیکی کے نمائندے کی اصلیت کیا ہے۔ آج میں تجھ پر ثابت کروں گا کہ یوناف سے ٹکرانا اتنا آسان اور سہل نہیں ہے جتنا تم نے سمجھ لیا ہے پھر یوناف کسی وحشی جذبے، سیاہ بختی کے سائے، آہنی دیوار کی سی دلیری اور عظمتوں کے شہکار کی طرح حرکت میں آیا موجوں کا ہیج و تاب اور طوفانوں کا شباب اور برق و شعلہ کی لپک کی طرح وہ آگے بڑھا اور سطرون پر وہ حملہ آور ہوا تھا جو نمی سطرون پر ضرب لگانے کے لئے یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا سطرون نے ایک بلند جست لگائی وہ چاہتا تھا کہ فضا ہی میں اٹھے ہوئے یوناف کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی گرفت میں لے لے لیکن عین اس موقع پر یوناف نے اپنے پاؤں کی ایک سخت اور تکلیف دہ ٹھوکر سطرون کے پیٹ میں دے ماری تھی جو نمی پیٹ میں لگنے والی ضرب کی شدت سے سطرون تھوڑا سا جھک گیا تب یوناف پھر حرکت میں آیا اور اپنے گھٹنے کی ایک جان لیوا ضرب سے اس نے سطرون کی ٹھوڑی کے نیچے دے ماری تھی اس کے بعد یوناف کی حالت کچھ ایسی ہو گئی جیسے اس کے ہر نقش میں طوفان اور ہر سانس میں زلزلہ بھر گیا ہو کیونکہ وہ دھاروں دھار برستے مینہ کی طرح سطرون پر اپنے مکوں اور ٹھوکروں کی بارش کرنے لگا تھا۔

سطرون نے یوناف کی ان ضربوں سے بچنے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی بڑی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکا یوناف انتہائی توجہ اور انتہاک کے ساتھ اپنا نشانہ بنائے ہوئے تھا اور وہ کسی بھی لمحہ اسے سنبھالنے کا موقع فراہم نہ کر رہا تھا وہ اس پر ضرب پر ضرب لگا رہا تھا اور سطرون کیلئے اس نے تقریباً ناممکن بنا دیا تھا کہ وہ جوابی کارروائی کر کے یوناف کو اپنا ہدف

رہا پھر انتہائی جوشی اور غصیلی آواز میں اس نے یوناف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا شروع کیا۔

سنو نیکی کے نمائندے لگتا ہے تمہارے جسم میں خارش اور کھجلی ہونے لگی ہے جو یوں بے خوفی سے ایران کے اس دریائے سارہ کے کنارے ہمارے سامنے نمودار ہو گئے ہو یا میرے الفاظ کو تم یوں کہہ سکتے ہو کہ تمہیں شاید زندگی عزیز نہیں رہی اور تم اپنی موت کو دعوت دینے کے لئے ہم چاروں کے سامنے آن کھڑے ہوئے ہو کو اٹلی کی سر زمین سے یہاں دریائے سارہ کے کنارے ہمارے سامنے نمودار ہونے کی تمہاری کیا غرض و غایت ہے یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے اس سے پہلے ایک بار مجھ سے ٹکرانے کے لئے تم ہانی پال کے لشکر کی طرف گئے تھے شاید ایسا کر کے تم نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میرے خداوند نے میری مدد کی تھی اور میں تمہارے سامنے مغلوب نہیں بلکہ تمہارے سامنے غائب رہا اب میں اپنی باری پوری کرنے آیا ہوں اس دریائے سارہ کے کنارے میں تیرے خون کی حدتوں میں افسردگیاں اور تیرے رگ و ریشے میں اداسیاں بھروں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ ایسی آواز میں سطرون سے مخاطب ہوا جسے بند کانوں سے بھی سنا جا سکتا تھا۔ سن اے بندہ حرص و ہوس دریائے سارہ کے کنارے غروب ہوتے سورج سے پہلے میں تیرے سامنے وہ تلواریں بنوں گا جو کاٹنا جانتی ہے وہ تیرا ثابت ہوں گا جو سینے میں پیوست ہونا جانتے ہیں تیرے سامنے میں ابدی آرزو اور غیر فانی جذبہ ثابت ہوں گا میں جو تیرے اطمینان کا سایہ تیری سلامتی کا گوشہ چھینوں گا اور تیری زندگی کے درد و کرب کے باب میں درد کے قلم میں ڈوبی وحشت بھری تہنیاں اور زندگی کی بیکراں مسافیں بھروں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو سطرون انتہائی تکلیف دہ لہجے میں بولا اور کہنے لگا سن نیکی کے نمائندے جس قسم کی گفتگو تم نے میرے سامنے کی ہے میں ایسی گفتگو سننے کا عادی نہیں ہوں اگر تو خواہ مخواہ اس دریا کے کنارے مجھ سے ٹکرایا تو میں تیری حالت عذاب رتوں کے گرم لحوں میں یادوں کے سوکھے شجر جیسی کروں گا نیکی کے نمائندے لگتا ہے تو زندگی کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک گیا ہے ذرا اس لمحے اس وقت اس ساعت سے جب میں اذیتوں کے سمندر، نفرتوں کی سیاہ ساعتوں کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا تجھے اجل کے سیاہ خانوں میں تقسیم کروں گا تیری زندگی کی تڑپ ختم کروں گا اور تیری سوچوں کے ستے چھانٹ دوں گا تیرے ہمتی تیری

اور نشہ بنا سکے سطرون نے تب دیکھا کہ یوناف کسی بھی طرح اسے سنبھالنے کا موقع نہیں دیتا تو وہ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹا کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا اور جونہی یوناف دوبارہ اس کی طرف بڑھا اس نے لگا تار کئی کے یوناف کے چہرے اور پیٹ پر دے مارے تھے لیکن یوناف بڑے صبر اور کمال استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سطرون کے ان مکوں کو برداشت کر گیا اور جواب میں اس نے سطرون کے چہرے اور پیٹ کو ڈھول کی طرح اپنے مکوں سے بجا کر رکھ دیا۔

اب نوبت یہاں تک آگئی تھی کہ یوناف سے مار کھا کھا کر سطرون ڈرگائے لگا تھا پھر یوناف فیصلہ کن انداز میں آگے بڑھا ایک ہاتھ اس نے سطرون کی گردن پر اور ایک ہاتھ اسکی دونوں رانوں کے درمیان رکھ کر اللہ اکبر کا ایک پر زور نعرہ مارا اور سطرون کو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بند کر لیا تھا پھر اس نے تھوڑی دیر تک سطرون کو فضا میں اپنے ہاتھوں میں گوں چکر گھما کر دریا کے کنارے بری طرح بیخ دیا تھا پھر اتالی غصیلی اور خونخواری کے انداز میں یوناف آگے بڑھا اور ایک بار پھر گرے ہوئے سطرون کی ٹانگ اٹھا کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لی دوسری ٹانگ اس نے اپنے پاؤں میں رکھ کر اپنی گرفت میں لیا پھر جو ٹانگ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لی ہوئی تھی اسے جب مروڑا تو درد کی شدت اور اذیت سے سطرون بری طرح بوجھ لدنے والے اونٹ کی طرح ہلکا اٹھ تھا اس نے جب یہ دیکھا کہ یوناف اسے چھوڑے اور معاف کرنے والا نہیں ہے تو اس نے لیٹے ہی لیٹے زمین پر عارب بیہطہ اور زروعہ کو اپنا مخصوص اشارہ کیا پھر وہ چاروں ایک ساتھ سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور یوناف اور یوسا کی نگاہوں سے وہ اوجھل ہو گئے تھے۔

سطرون عارب بیہطہ اور زروعہ کے وہاں سے بھاگ جانے کے بعد یوناف اپنی جگہ پر تھوڑی دیر تک کھڑا رہا اتنی دیر تک یوسا بھی مسکراتی ہوئی اسکے قریب آگئی پھر یوناف نے بڑے پیارے انداز میں یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آج کیسا رہا سطرون سے میرا ٹکرانا جواب میں یوسا نے بڑے پیارے انداز میں یوناف کا گال تپتہ پاتے ہوئے کہا آج آپ نے سطرون پر ثابت کر دیا ہے کہ آپ جب اور جس وقت چاہیں اسے اپنے سامنے زیر کرنے کا فن جانتے ہیں اب ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا ہمیں سطرون عارب بیہطہ اور زروعہ کا تعاقب کرنا چاہیے یا اتلی کی طرف لوٹ جانا چاہیے جواب میں یوناف رازدارانہ سے انداز میں کہنے لگا دیکھتے ہیں شاید ایلیکا اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرے عین اس وقت ایلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کہنے لگی۔

سنو یوناف! عارب سطرون اور زروعہ چاروں سفید نیل کی وادی میں ڈنکا نام کی قوم کے آزاد قبائل میں جا داخل ہوئے ہیں تم سے چٹے کے بعد وہ پناہ چاہتے تھے۔ وہ چونکہ بیشمار لوگ ایک جگہ جمع ہیں وہ اپنے بارش گرد کو دفن کر رہے ہیں عارب بیہطہ سطرون اور زروعہ بھی ان میں جا شامل ہوئے ہیں تاکہ ان کا تعاقب کر کے تم انہیں سندھ کر سکو جواب میں یوناف کہنے لگا اے ایلیکا میری عزیزہ کیا تم مجھے سفید نیل کی وادی میں بسنے والی ڈنکا نام کی قوم سے متعلق روشنی ڈالو گی اور یہ بھی کہو کہ یہ بارش گرد کون لوگ ہوتے ہیں جنہیں یہ لوگ دفن کر رہے ہیں تاکہ اس قوم میں نمودار ہونے سے پہلے میں کم از کم ان سے متعلق تفصیل تو جان لوں جواب میں ایلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف یہ لوگ سفید نیل کی وادی میں آزاد قبائل پر مشتمل گھ بانوں کی ایک قوم ہے جس کا نام ڈنکا ہے جو بڑی تندہی سے اپنے کثیر تعداد گائے و بیلوں کی پرورش میں لگی رہتی ہے اگرچہ اس قوم کے پاس بھیڑ بکریاں اور انکی عورتیں باجرے اور تیل کی بھی کاشت کر لیتی ہیں۔

اپنی فصلوں اور سب سے بڑھ کر اپنی چراگاہوں کیلئے ان لوگوں کا تمام تر دار و مدار بارش پر ہے طویل خشک سالی میں انکی زندگی بڑی عسرت اور تنگی میں گزرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں بارش گرد بڑی اہمیت رکھتے ہیں ان بارش گردوں نے اس قوم کو اس یقین اور اعتماد میں لے رکھا ہے کہ وہ اپنے سحر اور اپنے جادو کے ذریعے سے ان کے لئے بارش لاتے ہیں یہ لوگ اصل میں قبیلے یا برادری کے مینہ برسانے والے ساحر کہلاتے ہیں۔

ان میں سے ہر شخص کے متعلق یہ خیال ہے کہ ان کے جسم میں ایک عظیم جادوگر کی روح پھونکی ہوئی ہے جو دراصل ان میں منتقل ہوتی رہی ہے لوگوں کا یقین ہے کہ اس روحانی وصل کی بدولت کامیاب بارش گرد کو بڑی طاقت حاصل ہوتی ہے اور تمام اہم امور میں اس سے مشورہ کیا جاسکتا ہے تاہم اس عزت و تقدس کے باوجود ان بارش گردوں کو کسی جسمانی عارضے یا عمر طبعی کو پہنچنے سے مرنے نہیں دیا جاتا ان ڈنکا لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسا کوئی سانحہ پیش آجائے تو سارے قبیلے میں یہی پھیل جائے گی اور کال پڑ جائے گا اور انکے جانور بچے دنیا چھوڑ دیں گے جب کوئی بارش گرد ساحر محسوس کرتا ہے کہ وہ کمزور اور بوڑھا ہو گیا ہے تو وہ اپنے بچوں سے کہہ دیتا ہے کہ وہ مرنا چاہتا ہے۔

اس اطلاع کے بعد مرنے والے ساحر کیلئے ایک لمبی لحد کھودی جاتی ہے اس میں وہ لیٹ جاتا ہے اور اسکے اقرباء اور احباب اسے گھیر لیتے ہیں وہ ٹھہر ٹھہر کر ان کے سامنے ایٹھ کھڑے ہوتا ہے اور انہیں وہ یاد دلاتا ہے کہ اس نے ان پر کس طرح حکومت

کی اور کس طرح انہیں نیک مشورے دیئے نیز انہیں بتاتا ہے کہ آئندہ انکا طرز عمل کیا ہونا چاہیے اپنا یہ وعظ ختم کر کے وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ اسکی قبر ڈھانک دی جائے اس طرح اسے زندہ درگور کر دیا جاتا ہے۔

اگر کوئی بارش گر جسمانی عارضے سے مرنے والا ہو تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے نیز اس بات کی بھی سخت احتیاط رکھی جاتی ہے کہ کوئی بارش گر کسی حادثے کا شکار ہو کر مرنے نہ پائے کیونکہ اس طرح مرنے سے بھی جو اگرچہ اسکی طبعی موت کے برابر خطرناک نہیں ہوتا قبیلے میں بیماری پھوٹ پڑنے کا لوگوں کو اندیشہ ہوتا ہے ڈنکا لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ان کے کسی بارش گر کے مرتے ہی اسکی بیش بہا روح اس کے کسی بیٹے یا قریبی رشتے دار میں جو اسکی وراثت کے لئے موزوں ہو خود بخود منتقل ہو جاتی ہے۔

سنو یوناف سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم کے افراد اپنے ایک ایسے ہی بارش گر کی تدفین کا سامان کر رہے ہیں اور سطرون نیبہ ذروعد اور عارب ان میں جا شامل ہوئے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا سنو ابلیکا اس وقت مجھے کیا اقدام کرنا چاہیے۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی ان کا پیچھا کرو لگاتار سطرون پر ضربیں لگاؤ اور اسے احساس دلاؤ کہ تمہارے ساتھ فکرانا اسکے بس کی بات نہیں ہے تم دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ میں سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم تک تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں۔ ابلیکا کے اس فیصلے کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایران کے دریائے سارہ سے وہ سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی دریائے نیل کے کنارے ایک قبرستان میں نمودار ہوئے جہاں بہت سے لوگوں کا ہنگامہ ہو رہا تھا۔ ابلیکا دونوں میاں بیوی کی رہنمائی کر رہی تھی۔ جب وہ دونوں قبرستان میں نمودار ہوئے تو ابلیکا نے پھر اپنا رہنمائی پس یوناف کی گردن پر دیا پھر اسکی خوشی اور اطمینان بھری آواز یوناف کی سماعت سے کلرائی سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی اپنے چروں کو اچھی طرح ڈھانپ لو۔ عارب نیبہ سطرون اور ذروعد اس وقت لوگوں کے اسی مجمع کے اندر موجود ہیں تمہارے چرے ڈھانپے ہونے کی وجہ سے وہ تمہیں پہچان نہیں سکیں گے اور مناسب موقع دیکھ کر تم سطرون پر ضرب بھی لگا سکو گے ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا سنو ابلیکا تمہارا مشورہ درست ہے لیکن میری بھی ایک بات غور سے سنو میرے اور بیوسا کے پاس ایسے علوم کی دسترس ہے جسے استعمال کر کے ہم اپنا چہرہ اور ہیئت بدل سکتے

ہیں کیا ایسا درست نہ ہو گا میں اور بیوسا دونوں اپنی شکل و شباہت اور ہیئت اور ساخت بدل کر انکے سامنے جائیں تاکہ ان میں سے کوئی بھی ہمیں پہچان نہ سکے اور میں اپنی خواہش اور اپنی مرضی کے مطابق پھر سطرون کو اپنی ضربوں کا نشانہ بنا سکوں۔

یوناف کی گفتگو سن کر ابلیکا نے خوشیوں بھرا ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر اسکی کھٹکھٹائی ہوئی آواز یوناف کو سنائی دی یوناف میرے حبیب تمہاری تجویز بہترین اور انتہائی مناسب ہے قبرستان میں جمع ان لوگوں میں داخل ہونے سے پہلے تو دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی شکل اپنا چہرہ اور اپنی ہیئت بدل لو پھر ان کے اندر داخل ہو اور کسی مناسب موقع پر کوئی بہانہ بنا کر سطرون سے ٹکرا جاؤ اور اسے ایسی مار مارو کہ اسے سمجھ آ جائے کہ اس کائنات میں وہ ایسا طاقتور اور ایسا پر قوت نہیں ہے کہ بے تحاشے قتل اور بے مہار اونٹ کی طرح سے جو جی چاہے کرنا پھرے یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف اور بیوسا دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے دونوں نے اپنی ہیئت مکمل طور پر بدل لی پھر وہ لوگوں کے اس ہنگامے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا لوگوں کے اس مجمع کے اندر عارب نیبہ سطرون اور ذروعد بھی موجود تھے اور وہ لوگ اپنے ایک بارش گر کو دفن کر رہے تھے ان لوگوں میں داخل ہونے سے پہلے یوناف نے ایک ڈھلتی ہوئی عمر کے ایک شخص کا روپ دھارا تھا جبکہ بیوسا نے بھی ایک قدرے بوڑھی عورت کا روپ دھار لیا تھا۔ یوناف اور بیوسا میاں بیوی روپ بدل کر اس قبر کے پاس آکھڑے ہوئے تھے جس میں وہ بارش گر دفن کرنا چاہتے تھے یوناف اور بیوسا کے دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے اپنے بوڑھے بارش گر کو زندہ حالات میں قبر میں اتارا جب اسکو قبر میں اتار دیا گیا تو اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو لوگو! جتنا عرصہ میں تمہارے اندر بارش گر کی حیثیت سے رہا میں نے اپنے سحر کی مدد سے تمہاری بہترین خدمت کی اب میرے بعد تمہیں مجھ سے کوئی اچھا ساحر مل جائے گا اسلئے میں میں بوڑھا ہو چکا ہوں میری سحری قوتیں بھی ناتواں ہو چکی ہیں اور میری روح تک لاغر ہو چکی ہے۔ پہلے میں تمہیں روح سے متعلق ایک وصیت کرتا ہوں میرے بعد تم اپنے سنے بارش گر کی رہنمائی میں اپنی روحوں کی خوب حفاظت کرنا اسلئے کہ نیند میں بھی روح کی غیر حاضری خطروں سے خالی نہیں ہوتی اسلئے کہ اگر وہ کسی وجہ سے مستقل طور پر جسم سے دور کہیں رکی رہ گئی تو اس شخص کی موت لازمی واقع ہو جاتی ہے تم جانتے ہو گے کہ ہمارے ہمسائے قبائل کے ہاں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ روح سوتے آدمی کے دہن سے سفید چوبیا یا پدی کی شکل میں پھدک کر نکل جاتی ہے اور اس چوبیا یا چڑیا کی دابھی میں

رکاوٹ سونے والے کیسے مملکت ثابت ہو سکتی ہے۔

تم اگر جانتے ہو گے کہ ہمارے ہمسایہ قبائل میں اکثر یہ بھی روایت چلی آ رہی ہے کہ کسی کے گھر میں اگر کوئی مر جائے تو گھر کے لوگ اسکے بعد آنے والی رات کو سو یا نہیں کرتے کیونکہ اسکے خیال میں موتی کی روح اس وقت تک گھروں میں موجود ہوتی ہے اور انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ وہ کہیں اسکے خواب میں نہ آ جائے اسکے علاوہ کسی سوتے آدمی کی روح کی واپسی میں کوئی حادثہ یا طبعی قوت حائل ہو سکتی ہے چنانچہ ہمسایہ قبائل میں سے جب کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو پانی میں گرنا دیکھ لیتا ہے تو وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ حادثہ اصل میں اسکی روح کو پیش آیا تھا پس اس حادثہ کے بعد وہ اپنے ساحر کو بلا بھیجتے ہیں اور ساحر ان کرپنی کے تسلیے میں ایک دستی جال ڈالتا ہے اور بالا آخر روح کو پکڑ کر اسکے جسم میں ڈال دیتا ہے۔

سنو میری قوم کے لوگو دفن ہونے سے پہلے میں تمہیں ایک ایسا واقعہ بتاتا ہوں جو تمہارے لئے حیرت خیز ثابت ہو سکتا ہے یہ واقعہ میرے دادا نے مجھے سنایا تھا میرے دادا کا کہنا تھا کہ قدیم وقتوں کی بات ہے کہ ہمارے اپنے قبیلے میں سوتے میں ایک شخص کی روح کو جو پیاس لگی تو وہ چھپکلی بن کر اسکے جسم سے نکل گئی اور اپنی پیاس بجھانے کیلئے ایک ٹھلیا میں گھس گئی لیکن اتفاق سے عین اس وقت ٹھلیا کے مالک نے اسے ڈھانپ دیا اور اس طرح روح اس آدمی کے جسم میں واپس نہ جاسکی اور وہ سوتے کا سوتا ہی رہ گیا۔ یہاں تک کہ کئی کے بعد وہ بارش گر ساحر کچھ دیر کا پھر دوبارہ بولا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جب اسکے دوست اور رشتے دار اسکی لاش کو جلانے گئے تو کسی نے پانی لینے کے لئے ٹھلیا پر سے ڈھکن ہٹا دیا اور روح جو چھپکلی کی شکل میں اس ٹھلیا میں داخل ہو گئی تھی نکل کر اپنے جسم میں واپس چلی گئی اور اس میں فوراً جان پڑ گئی اور وہ آدمی اٹھ بیٹھا اور اپنے دوستوں اور رشتے داروں سے رونے کا سبب پوچھنے لگا انہوں نے اسے بتایا کہ وہ اسے مردہ سمجھے ہوئے تھے اور اس کی لاش کو جلانے گئے تھے اس نے بتایا کہ وہ پانی پینے ٹھلیا کے اندر گیا ہوا تھا لیکن اس میں واپس نہیں نکل سکتا تھا اور یہ کہ وہ ابھی ابھی لوٹا ہے لہذا لوگ اسکے دوبارہ زندہ ہونے پر سب حد خوش ہوئے اور واپس اسے گھر لے گئے۔

سنو میری قوم کے لوگو میرے بعد اپنی روح کی خوب حفاظت کرنا سوتے میں اگر ایسا ہی کوئی واقعہ تمہارے ساتھ پیش آئے تو اپنے لئے بارش گر ساحر سے ضرور رجوع کرنا وہ تم لوگوں کی حفاظت کرے گا اور میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ جب مجھے دفن کر کے

چلے جاؤ گے تو میری روح بھی جو تمہارے لئے بارش کا سامان کرنے اور تمہاری روح کی حفاظت کرنے کا وسیع تجربہ رکھتی ہے میرے جسم سے نکل کر نئے ساحر اور بارش گر کی روح کے ساتھ مل کر تمہاری بہتری اور بھلائی کا کام سرانجام دیتی رہے گی۔ پس میں نے جو کچھ تم سے کہنا تھا کہ چکا اب تم مجھے دفن کر دو اسکے ساتھ ہی وہ لوگ حرکت میں آئے اور اپنے اس بارش گر کو زندہ حالات میں انہوں نے دفن کر دیا تھا۔

جب لوگ اپنے اس ساحر کو دفن کر چکے تو اپنے گھروں کو چل دیئے۔ تاہم سطرون فیبطہ عارب اور ذروعہ وہیں کھڑے رہ گئے تھے عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی پیچھے ہٹ کر ایک دھند اور سائے کی صورت میں کھڑی تھیں جب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو سطرون نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یوناف اور یوسا بھی ابھی تک وہیں کھڑے تھے وہ چونکہ روپ بدلے ہوئے تھے لہذا وہ چاروں انہیں پہچان نہ سکے تھے سطرون کی گفتگو کے جواب میں عارب بولا اور کہنے لگا آؤ اس بستی میں داخل ہوتے ہیں شاید یہاں کوئی سرائے ہو تو اسی میں قیام کر لیتے ہیں۔ یوناف سمجھ گیا کہ اب وہ مڑ کر بستی کی طرف جائیں گے لہذا وہ فوراً حرکت میں آ کر سطرون کے پیچھے کھڑا ہو گیا سطرون کی نگاہ یوناف پر نہ پڑی تھی لہذا وہ بستی کی طرف جانے کیلئے جو نمی مڑا وہ یوناف سے ٹکرا گیا۔ یوناف جان بوجھ کر زمین پر گر گیا پھر اس نے گہری اور غضبناک نگاہوں سے سطرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا بد بخت کے بچے دیکھ کر نہیں چلتے ہو تم مجھے گنہگار ادبائش اور بد معاش لگتے ہو تمہارا چہرہ اچکوں لنگھوں اور چوروں جیسا ہے یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطرون تاؤ کھا گیا اور یہی یوناف چاہتا تھا سطرون فوراً آگے بڑھا یوناف کو گریبان سے پکڑ کر اس نے اٹھایا اور پھر انتہائی تلخی سے اسے مخاطب کر کے کہا سن جاہل اور بد تمیز بوڑھے میں اگر چاہوں تو یہیں کھڑے کھڑے تمہارا گلا گھونٹ دوں لیکن مجھے تمہارے بڑھاپے پر ترس آتا ہے شاید تمہارے پیچھے تمہاری بیوی بھی کھڑی ہے اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میں ابھی مار مار کر تمہاری روح کو تمہارے جسم سے جدا کر دیتا اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ ادبائش کتے کیلئے تو بکنا ہے تیری کیا مجال کہ تو مجھ بڑھے پر ہاتھ ڈالے میں بوڑھا ضرور ہوں پر تیرے جیسے آوارہ کتوں کو اپنے اوپر بھونکنے کی اجازت نہیں دے سکتا تو مجھ پر ہاتھ تو اٹھ کر دیکھ میں تجھے دن میں تارے نہ دکھا دوں تو مجھے ان جنگلی قبائل کا بوڑھا نہ کہنا کتا کہنا سطرون ذروعہ فیبطہ اور عارب یوناف کو بالکل پہچان نہ سکے تھے اسلئے کہ اس نے اپنی شکل و صورت اور اپنی آواز بالکل تبدیل کر رکھی تھی یوناف کی گفتگو سن کر سطرون اور تاؤ کہہ گئے اب اسے مخاطب کر کے پھر غضب کی حالت میں کہنے لگے۔

کہنے لگا۔

دیکھ بوڑھے میں نہیں جانتا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے لیکن اگر تو ان لوگوں سے اپنی خوشی اور رضامندی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو تمہارے مقابلے سے ہم لوگ لطف اندوز ہوں گے اور اگر تمہارے اس مقابلے میں تمہارے ساتھ ٹکراتے ہوئے اس نے اپنے ان تینوں ساتھیوں کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی تو میں اور میرے سارے ساتھی ان کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور مار مار کر ان کی ہڈی پسلیں توڑ دیں گے لہذا تم بے فکر ہو کر اس سے مقابلہ کرو یہ اکیلا ہی تمہارے سامنے رہے گا اپنے ساتھیوں کو اس کام میں ملوث نہیں کرے گا وہ جوان جب خاموش ہوا تو یونان دو قدم آگے بڑھا اور سطورن کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ اجنبی اب جبکہ مجھے اس بستی کے لوگوں نے ضمانت دے دی ہے تو میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں آگے بڑھ مجھ سے ٹکرا پھر دیکھ اس قبرستان میں لوگ کسے کس کے سامنے مغلوب اور زیر ہوتا دیکھتے ہیں یونان کی اس گفتگو پر سطورن غضب آلود ہو کر آگے بڑھا اپنا ہاتھ اس نے فضا میں بلند کیا اور چاہتا تھا کہ ایک بھرپور ضرب وہ یونان کے سر پر لگائے پر یونان نے فضا میں اٹھا ہوا اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا پھر اسے مروڑتے ہوئے ایک جھٹکے کے ساتھ ایسی قوت اور ایسی طاقت کے ساتھ اس نے لہرایا کہ سطورن کو وہ فضا میں بل دیتا ہوا نیچے لایا اور پھر ایک قبر پر اس نے بری طرح ٹپچ دیا تھا بستی کے جمع ہونے والے لوگ یونان کے اس حیرت انگیز کماں پر اسے حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے جبکہ قبر پر بری طرح گرنے کے بعد اب سطورن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اتنے لوگوں کی موجودگی میں جو اس بوڑھے نے اسے چٹا تھا تو وہ اسے اپنی بے عزتی اپنی ہنک اور اپنی کم ظرفی محسوس کر رہا تھا لہذا وہ پھر جنگی رینگ کی طرح آگے بڑھا اور یونان پر حملہ آور ہوا۔

سطورن پھر آگے بڑھا یونان اچانک کمان سے لگنے والے تیر کی طرح حرکت میں آیا اور لگاتار کئی آہنی کے اس نے سطورن کے چہرے اسکی گردن اور اس کے پیٹ پر داغ دیئے تھے یہ کے ایسے زور دار ایسے پر قوت تھے کہ ان کے لگنے سے تکلیف کے باعث سطورن بری طرح بلبلا اٹھا تھا اسکے بعد یونان نے سطورن کو دم نہیں لینے دیا اس نے پھر مکوں کی بارش کر دی یہاں تک کہ اس نے سطورن کی کمر پر ہاتھ ڈالا اور انہیں دونوں بازوؤں کی گرفت سے اس قوت سے اپنی طرف کھینچا کہ سطورن کی ہڈیاں اس نے چٹکا کر رکھ دی تھیں پھر ہوا میں بلند کرتے ہوئے سطورن کو یونان نے اس بارش گر کی تازہ قبر پر

چٹا اور ساتھ ہی اس پر جست بگایا۔

دیکھ بوڑھے کیون اپنی موت کو دعوت دیتا ہے کچھ مزید میرے خلاف کہنے سے قبل یہ بات غور سے سن لے کہ میں اپنے دشمنوں پر وحشوں کے غبار کی طرح چھا جاتا ہوں میں بد بلا ہوں جو جمود کے عہد پر موت کی کند اور بحران کے دور پر فتح مندی کے پیوند لگانا چاہتا ہوں میں جب غصے میں آکر تم پر ضرب لگاؤں گا تو یہ ارض و سماء یہ نبض و نفس گویا ہر شے کو تو جنبش و اضطراب میں دیکھے گا اسلئے کہ میں جب اپنے مخالفوں اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آتا ہوں ان کی حرکت سراپوں کے دشت میں بھٹکے مسافر جیسی بنا کر رکھ دیتا ہوں لہذا تو بڑھ چڑھ کر میرے سامنے گفتگو نہ کر مجھے سچ پانہ کرو ورنہ میرا ہاتھ تجھ پر ایسا اٹھے گا کہ یہیں کھڑے کھڑے تیرا جسم اور تیری روح ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

سطورن کی یہ گفتگو سن کر بستی کی طرف جاتے ہوئے کئی لوگ رک گئے تھے پھر وہ مڑ کر ان کے پاس آکھڑے ہوئے تھے یونان نے تھوڑی دیر تک غور سے سطورن کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا تیرے جیسے لافزنی کرنے والے کتے میں نے بہت دیکھے ہیں دیکھ اگر تو اپنے دشمنوں پر وارد ہو کر ان کی حالت سراپوں کے دشت میں بھٹکے مسافروں جیسی بناتا ہے تو دیکھ میں بھی کوئی یونانی گزرا انسان نہیں میں بھی اپنے دشمنوں کے خلاف اس کشاکش دہر میں حمد کے دھارے اور آفاق کے اسرار میں آزاد زندگی کے جوہر کی طرح حرکت میں آتا ہوں میں تو وہ بری شے ہوں کہ فطرت کی کہیں گاہوں میں بزم ارواح کی لطافت اور صبح درخشاں کی لہریں کر داخل ہو جاتا ہوں۔ میرے سامنے تو مجھ سے مقابلہ کرنے والے اور میرے دشمن ابر کا سایہ تلاش کرتے پرندوں کی طرح چھپتے پھرتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد یونان جب خاموش ہوا تو سطورن نے فیصلہ کن انداز میں کہا دیکھ بوڑھے تیری لافزنی تیرا تکبر تیرا اٹھنڈ حد سے بڑھ گیا ہے اب مجھے تیرے ساتھ کچھ معاملہ کرنا ہی پڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب سطورن اپنی آستینیں چڑھاتا ہوا آگے بڑھا تو یونان چند قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میرے ساتھ ٹکراتے سے پہلے ایک شرط پر تو مجھ سے رضامند ہو اور وہ یہ کہ میرے ساتھ تو اکیلا مقابلہ کرے گا تو چاہتا ہے کہ میرے ساتھ میری بوڑھی بیوی ہے یہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتی میں تیرے ساتھ مقابلہ بھی اپنی خوشی اور رضامندی کے ساتھ کر رہا ہوں پس تو میرے ساتھ عہد کر کہ تیرے ساتھ جو تیرے یہ تین ساتھی ہیں وہ ہم دونوں کے مقابلے میں دھن اندازی نہیں کریں گے سطورن کے جواب دیتے سے پہلے ہی بستی کے وہ لوگ جو مڑ کر وہیں آکھڑے ہوئے تھے۔ وہ بھی بڑی دلچسپی سے ان کی گفتگو سننے لگے تھے ان میں ایک ہٹا کتا جوان چند قدم آگے بڑھا اور یونان کو مخاطب کر کے وہ

قبر پر گرانے کے بعد یونان کافی دیر تک سطرون کو مارتا رہا یہاں تک کہ مار مار کر سطرون کو اس نے اودھ ہوا کر دیا تھا جب سطرون بالکل اٹھنے کے قابل نہ رہا تو یونان نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بلند کیا اور اسے عارب کے پاؤں پر بیٹھ دیا پھر اس نے عارب نبیطہ اور زروعہ تینوں کو مخاطب کر کے کہا لگتا ہے تم تینوں اس بد تمیز اور ادباز لٹنگے اور اچکے کے ساتھی ہو اسکے بیٹے اور مار کھانے کے بعد اگر تم میں سے بھی کوئی مجھ سے ٹکراتا چاہے تو میں اسے بھی دعوت دیتا ہوں تاکہ تمہیں بھی کوئی شک و شبہ نہ رہے کہ افریقہ کے رہنے والے لوگ کمزور اور ناتواں ہیں تم چاروں اس سرزمین میں مجھے اجنبی لگتے ہو لہذا یہاں سے دفع ہو جاؤ اور آئندہ کبھی بھی تم لوگ مجھ بوڑھے سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا۔ اسکے ساتھ ہی یونان نے اپنے پیچھے کھڑی یوسا کا ہاتھ تھاما اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ میری زندگی کی ہم سفر چلیں یہ بد تمیز لوگ اب میرے جیسے بوڑھے سے کبھی بھی ٹکرانے کی کوشش نہ کریں گے اسکے ساتھ ہی یونان یوسا کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

یونان اور یوسا کے بعد سطرون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھوڑی دیر تک وہ انتہائی لچاری اور بے بسی سے عارب نبیطہ اور زروعہ کی طرف دیکھتا رہا اس دوران زروعہ آگے بڑھی اور بڑی ہمدردی اور دردمندی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے سطرون کے کپڑے جھاڑے اور اسے مخاطب کر کے وہ کہنے لگی یہ کوئی بوڑھا یا کوئی پرانی بد روح تھی میں قطعاً یہ امید تک نہ کر سکتی تھی کہ بوڑھائیوں تم چ غالب آ جائے گا سن سطرون ہم تو تمہیں اس کائنات کا سب سے طاقتور ترین خیال کرتے رہے نہیں میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ بوڑھا تم پر کیسے غلبہ آ گیا اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا سمجھ نہیں آئی اس بوڑھے میں اتنی طاقت اور قوت کیسے آگئی پر میں اس سے اپنا انتقام ضرور لے کر رہوں گا اس لئے کہ اس نے سب لوگوں کی موجودگی میں مجھے بے عزت کر کے رکھ دیا ہے آؤ دونوں میاں بیوی کا تعاقب کریں اور دیکھیں کہ یہ کہاں قیام کرتے ہیں یہ خود بھی مجھے ان سرزمینوں میں اجنبی لگتے ہیں کیونکہ جب بستی کے لوگوں نے مڑ کر ہمارا مقابلہ دیکھنا چاہا تو ان میں سے ایک نوجوان نے کہا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور کیا ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں میاں بیوی یا تو اجنبی ہیں یا اس بستی میں کسی کے گھر مہمان آئے ہوئے ہیں آؤ اسکی رہائش گاہ دیکھتے ہیں پھر مناسب موقع جان کر اس پر وارد ہوں گے اور اس پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ یہ یاد رکھے گا کہ کسی سے ٹکرانے کی جرأت کی تھی عارب نبیطہ اور زروعہ نے سطرون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے یونان اور یوسا کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

بستی کے قریب جانے کے بعد اچانک یونان نے ابلیکا کو پکارا اور اسکے تین بار پکارنے کے بعد ابلیکا نے فوراً اسکی گردن پر لمس دیا پھر وہ مسکراتی ہوئی تھپتھپے برساتی ہوئی آواز میں یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی سنو یونان میرے صیب میں تم دونوں پر برابر نگاہ رکھے ہوئے ہوں قبرستان میں سطرون کو مار مار کر تم نے جو اسکی حالت کی اس پر تم نے میرا جی خوش کر کے رکھ دیا ہے اب وہ اس بات پر پریشان ہے کہ تم جیسے بوڑھے نے کیسے اور کس طرح اس پر قابو پا کر اسے اس قدر اذیت ناک مار ماری ہے یونان وہ چاروں ابھی تک تم دونوں میاں بیوی کو پہچانے نہیں ہیں اس موقع پر یونان بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارا کیا خیال ہے اس وقت ہم دونوں میاں بیوی کو کیا کرنا چاہئے اس پر ابلیکا اسی طرح مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی دیکھو اس بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے پر ایک سرائے ہے تم اسکی طرف جاؤ اور اس میں قیام کر لو میں سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ پر نگاہ رکھوں گی وہ جہاں کہیں بھی گئے اور جہاں کہیں میں نے مناسب سمجھا ان پر ضرب لگائی جانی چاہئے میں تم کو ضرور اطلاع کر دوں گی اب تم دونوں سیدھے سرائے کا رخ کرو اسلئے کہ وہ چاروں تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں میرے خیال میں وہ تمہیں اپنا ہدف اور نشانہ بھی بنانے کی کوشش کریں گے اسلئے کہ وہ تم سے انتقام لینا چاہتے ہیں اس پر یونان بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارے کہنے پر میں بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے والی سرائے کی طرف جا رہا ہوں تم دیکھتی رہنا کہ سرائے کے قریب جا کر میں انکے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں یہ خود ہی میرا تعاقب ترک کر کے کہیں اور رہائش رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے اسکے ساتھ ہی یونان خاموش ہو گیا پھر وہ بڑی تیزی سے یوسا کا ہاتھ تھامے بستی کے مشرقی حصے کا رخ کر رہا تھا۔ بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے سرائے کے مل جانے کے بعد یوسا کا ہاتھ تھامے یونان چلتے چلتے ایک جگہ ایک درخت کے پاس رک گیا۔ انہیں رکتے دیکھ کر ذرا فاصلے پر سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ بھی رک گئے تھے انہیں رکتے دیکھ کر یونان نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ واپس آیا اور ان کے قریب آ کر کہنے لگا ان سرزمینوں میں داخل ہونے والے اجنبیوں میں جانتا ہوں تم میرا تعاقب کرتے پے آ رہے ہو اور تم مجھ سے اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہو جو تمہارے مقدر میں قبرستان میں نازل ہوئی سنو میں اپنی بیوی کے ساتھ اس سامنے والی سرائے میں قیام کر رہا ہوں تم چاروں میں سے اگر کوئی شخص کسی شک کسی شبہ میں مبتلا ہو تو اس سرائے میں ضرور آنا اور ایک بات

جائے لیکن کنعانی حکمرانوں کے احساسات پر جوں تک نہ رہیں گے وہ اپنے ہانی بال کی طرف سے کمک اور رسد کیلئے قاصد آتے رہے لیکن کنعانی حکمران خاموشی اختیار کئے رہے اور انہوں نے ہانی بال کو نہ ہی کمک اور رسد بھیجی اور نہ اس سلسلے میں کوئی پیغام روانہ کیا لہذا ہانی بال اپنے اور اپنے لشکریوں پر ہی بھروسہ کرتے ہوئے رومنوں کے مقابلے میں اپنے میں ہزار کے لشکر کے ساتھ جم گیا تھا۔

ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ان دونوں جنوبی اٹلی میں ہرڈومیہ کے مقام پر قیوم کئے ہوئے تھا رومن جرنیل قلوپوس بھی اپنے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ہرڈومیہ کی طرف بڑھا اس نے اس مقام پر ہانی بال کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کا حید کر لیا تھا آخر کار ہرڈومیہ کے مقام پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے۔

رومن جرنیل قلوپوس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا مرکزی حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور پہلوؤں پر اس نے ان دونوں حصوں کو مقرر کیا۔ دوسری طرف کسی کو کچھ پتہ نہ تھا کہ ہانی بال نے اپنے لشکر کو تقسیم کیا بھی ہے کہ نہیں بہر حال جنگ کی ابتداء رومنوں کے جرنیل قلوپوس کی طرف سے کی گئی قلوپوس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سامنے کی طرف سے کنعانیوں پر ضرب لگانے کیلئے پیش قدمی کی جبکہ اپنے دونوں لشکروں کو اپنے دائیں اور بائیں پہلو پر رکھتے ہوئے اس نے دونوں حصوں کو بڑی چیز سے پیش قدمی کرنے کا حکم دیا تھا لہذا وہ دونوں لشکر آگے بڑھتے ہوئے کنعانیوں کے لشکر پر دائیں اور بائیں پہلو سے حملہ آور ہو گئے تھے اب صورتحال یہ تھی کہ ہانی بال کا لشکر دو حصوں میں بٹ کر دائیں اور بائیں پہلو کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا گو ہیں ہزار کنعانیوں کے مقابلے میں رومنوں کا ایک لاکھ کا لشکر برسرِ پیکار تھا لیکن ہانی بال نے ہمت نہیں ہاری تھی جس وقت ہانی بال کا لشکر پہلوؤں کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں سے جنگ کرنے میں مصروف تھا عین اسی وقت رومن جرنیل قلوپوس تیسرے لشکر کے ساتھ کنعانیوں کے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا اسکا ارادہ تھا کہ اسکے لشکر کے دو حصے پہلے ہی کنعانیوں کے دائیں بائیں پہلو پر ضرب لگا چکے ہیں اب وہ درمیانی حصے پر بھی حملہ آور ہو گا تو کنعانی اس سے طرفہ حصے کو برداشت نہ کرتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔

رومن اپنے جرنیل قلوپوس کی سرکردگی میں کنعانیوں کے پہلوؤں اور وسطی حصے پر شاٹوں کی گونج میں لکھوں کے طوفان اور اداس چٹوں کی زبردست میں مستور و جاندار حرکت بدوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے انہوں نے کنعانیوں پر آگ کی لپٹوں کرب و الم کی

ضرور یاد رکھنا میں نے تمہارے ایک ساتھی کو قبرستان میں مار مار کر سیدھا کیا تھا اور اسے یہ سبق اور درس دیا تھا کہ ناحق کسی سے بدی اور برائی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اب میں سرائے میں قیوم کر رہا ہوں اور اگر تم میں سے کسی نے بھی مجھ سے انتقام لینے کیلئے مجھ پر وارد ہونے کی کوشش کی تو پھر یاد رکھو میں بوڑھا نہیں تمہارے لئے وحشی بن جاؤں گا اور تم چاروں کے جسموں سے تمہارا خون نکال کر باہر پھینک دوں گا میں اب سرائے کی طرف جاتا ہوں تم میں سے اگر کسی میں ہمت ہے تو میرے پیچھے سرائے میں آئے اور مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرے پھر میں نے اس کے سامنے ازل سے لیکر ابد تک سارے ہی خونخوار جذبے اسکے سامنے لہرا کر نہیں رکھ دیئے تو مجھے بوڑھا نہیں کہتے کہہ کر پکارنا یونان کی یہ گفتگو سن کر سطورن نید عارب اور ذروہ اپنی سخی قوتوں کو حرکت میں لائے اور فوراً وہاں سے غائب ہو گئے تھے جبکہ یونان مطمئن انداز میں پیوسا کا ہاتھ تھامے دریائے نیل کے کنارے والی اس سرائے میں چلا گیا تھا۔

○

جن دونوں رومنوں کا جرنیل سیو ہسپانیہ پر اپنا قبضہ مکمل کرنے کے بعد اپنے بحری بیڑے کے ذریعے ہسپانیہ سے افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا تاکہ کنعانیوں کی سلطنت میں اسی طرح داخل ہو جس طرح ہانی بال اٹلی میں داخل ہو چکا ہے اور وہ افریقہ میں کنعانیوں پر اسی طرح ضرب لگائے جس طرح ہانی بال اٹلی میں ان پر لگا رہا ہے ایسے موقع پر جب یہ رومنوں کا جرنیل سیو ہسپانیہ کی طرف بڑھ رہا تھا رومن ایک بار پھر حرکت میں آئے ہانی بال کو اٹلی سے نکالنے کیلئے انہوں نے ایک زبردست مہم شروع کی ہانی بال کے پاس اس وقت صرف (۲۰) ہزار سواروں پر مشتمل ایک لشکر تھا اور (۲۰) ہزار سواروں کے اس لشکر کو رومنوں نے اٹلی سے باہر نکالنے کا عزم کر لیا تھا۔ اس مقصد کیلئے رومنوں نے تقریباً ایک لاکھ رومنوں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے ایک بہترین جنگجو جرنیل قلوپوس کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا گیا اور پھر اسے حکم دیا کہ ہانی بال کی طرف کوچ کرے اسکے ساتھ جنگ کرے اور اسے اٹلی سے بھاگ جانے پر مجبور کرے۔

ان حالات میں ہانی بال نے پے در پے افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجہ کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اپنی حکومت سے التماس کی کہ اٹلی میں رومنوں کے خلاف جنگ جاری رکھنے کیلئے انہیں تباہ و برباد کرنے کیلئے اور ان کے مرکزی شہر روم پر قبضہ کر کے رومنوں کو اپنا ماتحت بنانے کیلئے اسے کمک اور رسد کی ضرورت ہے لہذا وقت ضائع کئے بغیر ایک اور لشکر بھیج کر اسکی مدد کی جائے اور اسے اس

جنگ کرنے والے رومن لشکر کے حصوں نے جب دیکھا کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سمٹ کر ایک دم انکے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا تو وہ دونوں حصے اسکے پیچھے لگ گئے تھے لیکن انکے پیچھے سے پہلے ہانی بال نے رومن لشکر کے وسطی حصے کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا پھر وہ مڑ کر پہلوؤں پر حملہ آور ہونے والے دونوں لشکروں سے پٹنے کیسے تیار ہو گیا تھا۔

اس وقت تک رومن لشکر میں یہ خبر بھی پھیل گئی تھی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے انکے جرنیل فلوپس کو قتل کر دیا ہے یہ خبر پھیلنے ہی رومن پریشان اور بدحواس ہو گئے ہانی بال نے بھی انکی بدحواسی بے نظمی اور بے ترتیبی کو بھانپ لیا تھا لہذا وہ مڑا اور اپنی پوری خونخواری اور درندگی کے ساتھ وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا رومنوں کے لشکر کے وہ دونوں حصے ہانی بال کے سامنے زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے ہانی بال نے ان دونوں حصوں کو بدترین شکست دی لہذا رومن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے ہانی بال نے انکا تعاقب کیا بیشمار رومنوں کو قتل کیا اور بہت کم رومن ایسے بچے جو اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے اس طرح رومنوں کو انکی اپنی ہی سرزمین میں ہانی بال نے پھر ایک بار اپنے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کے ایک لاکھ سواروں پر مشتمل لشکر کو بدترین شکست دے کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ ہانی بال رومنوں کو ہر میدان میں زیر اور مغلوب کرنے کی طاقت اور قوت رکھتا ہے۔

رومنوں کو ہانی بال کے ہاتھوں اپنے جرنیل فلوپس کی موت اور ہرڈونیہ میں اپنے لشکر کی تباہی بربادی کا بڑا دکھ اور افسوس ہوا یہ ایک ایسا حادثہ تھا کہ جسکی وجہ سے رومنوں نے کئی دن سوگ منایا اسی سوگ کے دوران ایک بوڑھے رومن جرنیل فیبوس نے اپنی حکومت کو اپنی خدمات پیش کیں اور اس نے اپنی حکومت کو دعوہ دیا کہ جلد یا بدیر ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکل جانے پر مجبور کر دے گا۔ فیبوس نام کا یہ رومن جرنیل بوڑھا ہو چکا تھا لیکن ہرڈونیہ کے مقام پر جو رومنوں کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اسکی وجہ سے فیبوس نے ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا رومن حکومت نے فیبوس کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور چونکہ یہ بوڑھا تھا لہذا نوجوان جرنیلوں کو بھی اسکے ساتھ لگا دیا تھا ان دو میں سے ایک نام مریلیوس اور دوسرے کا نام کرپینیوس تھا پھر رومن حکومت نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار اسی سالہ بوڑھے فیبوس کو مقرر کیا گیا اور نائب سالاروں کی حیثیت سے مریلیوس اور کرپینیوس کو اسکے ساتھ کر دیا گیا تھا۔

یورش اور ظلم و ستم کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے کچھ ایسا ساں باندھ دیا تھا گویا کوئی بحر انقلاب اٹل پڑا ہو کنعانیوں کے خلاف رومن ہر دور اسے پر صلیب اور ہر موڑ پر الجھن کھڑی کرنے کا عزم کئے ہوئے تھے دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا مطمئن اور پرسکون تھا جس وقت وہ اپنے پہلوؤں کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں کے سامنے اپنا دفاع کئے ہوئے تھا اور عین اس وقت اسکے وسطی حصے کی طرف سے فلوپس بھی اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا ہانی بال کے لشکر میں تبدیلی اور انقلاب رونما ہوا وہ اس طرح کہ رومن جرنیل جو نہی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ آور ہونے لگا وسطی حصے میں جنگ کرتے ہوئے کنعانی اچانک حرکت میں آئے اپنی تلواریں انہوں نے نیام میں کر لی اور اپنی کمئیں اور اپنے تیر انہوں نے منجھال کر ایسی تیزی اور ایسی سختی سے انہوں نے فلوپس کے لشکر پر تیر اندازی شروع کی کہ رومنوں کے اس لشکر کے حصے کی اگلی صفوں کو چھید کر رکھ دیا تھا اپنی کئی صفوں کی تباہی و بربادی کے بعد رومن کافی محتاط ہو گئے تھے اور وہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے اسی وقت اچانک ہانی بال نے اپنے لشکر کو ایک مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ پاتے ہی کنعانیوں کے اندر ایک انقلاب اور ایک طوفان برپا ہو گیا تھا۔

کنعانی فوراً پہلو پر حملہ آور ہونے والے رومنوں کی طرف سے ہٹ گئے وہ اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں فلوپس کے وسطی حصے کی طرف بڑھے جسکی اگلی صفوں کو انکے تیر اندازوں نے چھید کر رکھ دیا تھا۔ ہانی بال اپنے لشکر کے آگے آگے تھا پس وہ رومن جرنیل فلوپس کے لشکر کے حصے پر عزم راسخ زہری صداؤں اور عمدہ تحکم میں بے عکس ہیولوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا اس نے رومنوں کے دل کے صحراء میں نزع کے بحالت طاری کرنا شروع کر دیئے تھے اپنے تباہ کن اور خوفناک حملوں میں ہانی بال نے رومنوں کی حالت پرانی صداؤں کے کھنڈرات اور زندگی کی بیکراں مسافتوں میں وحشت بھری تنہائیوں اور یادوں کے صنم خانوں میں پت جھڑ کے مارے پیڑوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

ہانی بال کا یہ حملہ اچانک خوفناک اور جان لیوا تھا کہ رومنوں کے وسطی حصے میں کام کرنے والے یہ لشکر ہانی بال کے وباؤ کو برداشت نہ کر سکا ہانی بال نے دوسرا بڑا کام یہ کیا کہ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ وہ اس سمت بڑھا تھا جہاں رومن جرنیل فلوپس جنگ کر رہا تھا رومن لشکروں کو مارنے کاٹنے ہانی بال رومن جرنیل فلوپس کے بالکل سامنے جا نمودار ہوا فلوپس نے ہانی بال کے وار سے بچنے کی کوشش کی لیکن ہانی بال کا پہلا ہی وار ایسا بھرپور تھا کہ ہانی بال نے فیبوس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی دوسرے پہلوؤں پر

ہانی بال اب زیادہ دیر تک اٹلی میں قیام نہیں کر سکے گا اور اگر کرے گا تو ہمارے ہاتھوں شکست اٹھائے گا یا قتل ہو کر اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

ٹرنٹوم شہر کے فتح ہونے کی اطلاع جب ہانی بال کو پہنچی تو اس نے دو کام کئے پہلا یہ کہ اس نے تیز رفتار قاصد کشتیوں میں سمندر کے راستے افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجہ کی طرف روانہ کئے اور اپنے حکمرانوں سے اٹلی کے اندر جنگ جاری رکھنے کیسے اور رومنوں کی مکمل تباہی و بربادی کیلئے فی الفور رسد اور کمک طلب کی دوسرا کام اس نے یہ کیا کہ اس نے اس وقت چونکہ مینا پونٹیوم شہر میں قیام کر رکھا تھا لہذا اس نے ایک جعلی خط مینا پونٹیوم شہر کے سرکردہ لوگوں کی طرف سے لکھوا کر فیبوس کی طرف روانہ کیا جس میں شہر کے ان سرکردہ لوگوں کی طرف سے فیبوس کو دعوت دی گئی تھی کہ جس طرح تم نے ٹرنٹوم شہر فتح کیا ہے اسی طرح تم مینا پونٹیوم کی طرف بھی پیش قدمی کرو تم شہر پر شب خون مارو ہم اندر ہی اندر ہانی بال پر حملہ آور ہو جائیں گے لہذا مینا پونٹیوم کو بھی ٹرنٹوم کی طرح رومنوں کے قبضے میں دیا جاسکتا ہے۔

یہ جعلی خط ٹرنٹوم شہر میں جب فیبوس کے سامنے پیش کیا گیا تو فیبوس نے اپنے دونوں جرنیلوں مرسیلوس اور کوسپینوس کو طلب کیا پہلے اس نے مینا پونٹیوم سے آنے والے اس خط کو ان دونوں جرنیلوں کے سامنے رکھا اور انہیں پڑھنے کیلئے کہا جب وہ دونوں جرنیل خط پڑھ چکے تو فیبوس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس خط میں ہمیں جو پیش کش کی گئی ہے اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اس پر مرسیلوس بولا اور کہنے لگا لگتا ہے جیسے حالات خود بخود ہمارے حق اور طرف داری میں ہوتے جا رہے ہیں اگر مینا پونٹیوم کے لوگ اندر ہی اندر ہمارے ساتھ ساز باز کر کے ہانی بال کو زیر اور مغلوب کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہترین اور سنہری موقع ہے اور ہمیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے ہمیں فوراً مینا پونٹیوم شہر کے لوگوں کی اس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے مینا پونٹیوم کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہانی بال کو ہڈک کرنے یا کم از کم اسے اٹلی سے نکالنے کا سب سے اچھا اور مناسب موقع ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد مرسیلوس جب خاموش ہوا تو فیبوس نے اپنے دوسرے جرنیل کوسپینوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

کوسپینوس اس سلسلے میں تم کیا کرنا چاہتے ہو میں تمہارے بھی خیالات سننا چاہتا ہوں تاکہ ہم جو بھی قدم اٹھائیں تینوں مل کر اٹھائیں اور اس میں تینوں کی رضامندی ہونی چاہیے یہ معاملہ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں کئی برس سے جوڑوں کے

دونوں جوان جرنیل مرسیلوس اور کوسپینوس چاہتے تھے کہ براہ راست ہانی بال سے ٹکراتے ہوئے تین طرف سے اس پر ضرب لگائی جائے اس کے لشکر کا قتل عام کیا جائے اور جس طرح ہانی بال ہمارے کئی جرنیلوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اسی طرح ہانی بال کا سر بھی قسم کیا جائے لیکن بوڑھا جرنیل فیبوس اپنے دونوں جرنیلوں کے ان خیالات کے خلاف تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہانی بال سے براہ راست ٹکرایا جائے اسے پتہ تھا کہ اگر ہم نے براہ راست ہانی بال سے ٹکرانے کی کوشش کی تو ہانی بال انہیں پھل اور مسل کر رکھ دے گا لہذا اس بوڑھے جرنیل فیبوس نے ٹرنٹوم شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ٹرنٹوم شہر وہ تھا جہاں سے ہانی بال اور اسکے لشکریوں کو رسد اور خوراک کا سامان پہنچتا تھا اس شہر کو کچھ عرصہ پہلے ہانی بال نے فتح کیا تھا یہاں اس نے اپنے چند کنعانی دستے بھی مقرر کئے تھے اور شہر والوں کے ساتھ ہانی بال نے ایسا شفیقانہ نرم اور فراخ دلانہ سلوک کیا تھا کہ اس شہر کے لوگ نیک نیتی اور غصے کے ساتھ ہانی بال کا ساتھ دینے لگے تھے فیبوس کا خیال تھا کہ اگر وہ ٹرنٹوم کو فتح کر لے تو ہانی بال کو اس شہر سے رسد اور کمک ملنا بند ہو جائے گی اور جب ایسا ہو گا تو وہ کسی نہ کسی موقع پر ہانی بال کو بے بسی اور بے یار و مددگار کر کے شکست دینے اور اس کا سر قلم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اپنے اس مقصد کے حصول کیلئے فیبوس نے اپنے دونوں جرنیلوں مرسیلوس اور کوسپینوس کے ساتھ ایک جرار لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم شہر کا رخ کیا یہ سفر بڑی راز داری کے ساتھ کیا گیا دن کے وقت فیبوس اپنے لشکر کے ساتھ کہیں قیام کر لیتا اور رات کی تاریکی میں وہ پھر پیش قدمی شروع کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز آدھی رات کے قریب فیبوس اپنے لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم شہر پہنچ گیا رات کی تاریکی میں شہر کے محافظ غافل پڑے ہوئے تھے انہیں یہ امید تک نہ ہو سکتی تھی کہ رومن اس طرح ان پر حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں لہذا رات کی تاریکی اور غفلت سے فیبوس نے خوب فائدہ اٹھایا رومیوں کی میزبانی کے ذریعے سے اپنے لشکر کو فکیل کے اوپر لے گیا لمحوں کے اندر اس فیبوس نے اپنے دونوں جرنیلوں کے ساتھ مل کر فکیل کے اوپر شہر کے محافظوں کا صفایا کر دیا پھر جو دستے دیوار پر چڑھے تھے ان کے ساتھ فیبوس شہر میں اترا شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا جس کے بعد رومنوں کا لشکر سیلاب کی طرح ٹرنٹوم شہر میں داخل ہو گیا وہاں جو کنعانیوں کے محافظ دستے تھے ان ہی کا نہیں بلکہ شہر کے اکثر لوگوں کا فیبوس نے قتل عام کر دیا اس طرح فیبوس اپنے ارادے اور اپنے مقصد کے مطابق ٹرنٹوم شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اب یہ بھی امید ہو چلی تھی چونکہ ٹرنٹوم سے ہانی بال کو رسد اور کمک کا سامان ملنا بند ہو جائیگا لہذا

ہال کو پسا ہونے پر مجبور کر دیں گے لیکن انہوں نے دیکھا ہانی ہال اپنے مختصرے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں رومنوں کے لشکر کے سامنے اس طرح ڈٹا ہوا تھا جس طرح کوئی صدیوں پرانی چٹان سمندر کے بیچ میں بے خوف و بیباک کھڑی ہو۔

ہانی ہال کو یہ امید تھی کہ شاید اتنی دیر تک اسے اپنے حکمرانوں کی طرف سے قرطاجہ سے رسد اور کمک کا سامان مل جائے لیکن یہاں اسے مایوسی ہوئی نہ ہی اسکے قاصد واپس آئے اور نہ ہی اسے رسد اور کمک کا سامان ملا لہذا اپنی موجودہ قوت پر ہی بھروسہ کرتے ہوئے وہ بڑھ چڑھ کر رومنوں پر ضربیں لگانے لگا تھا میناپونیوم شہر کے باہر رومنوں کنعانیوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ رومنوں نے محسوس کیا کہ کنعانیوں سے دس گنا زیادہ ہونے کے باوجود کنعانیوں کا سامنا کرتے ہوئے رومن ہچکچانے لگے ہیں پھر آہستہ آہستہ رومنوں کے لشکر میں شکست و ریخت کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے اگلی صفتوں سے رومن منتشر ہونا شروع ہو گئے تھے اسلئے کہ کنعانیوں نے سر سے کفن باندھ کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ نوبت آگئی کہ اگلی صفتوں کے رومن بھاگ لئے تھے جسکی وجہ سے ہچکچیلی صفتوں میں بھی افزائش کا عالم برپا ہو گیا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی ہال اپنے مختصرے لشکر کے ساتھ ہنگے سے آندھی اور طوفان کی صورت اختیار کر گیا تھا اور چاروں طرف سے اس نے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

یہ لحات رومنوں کے لئے بڑے صبر آزما تھے انکے جرنیلوں مرسیلوس اور کوسپینوس نے اپنی طرف سے بہتری کوشش کی کہ اپنے لشکر کو سنبھالا دیکر پھر کنعانیوں کے سامنے ہٹنے پر مجبور کریں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے یہاں تک کہ نوبت یہ پہنچی کہ رومن لشکر کو مکمل طور پر شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلا مرسیلوس اور کوسپینوس دونوں اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ بھاگ کر ایک قریبی شہر وینوسیا میں جا کر محصور ہو گئے تھے۔

وینوسیا میں محصور ہو کر مرسیلوس اور کوسپینوس نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا اور گزشتہ جنگ میں جو خامیاں انکے لشکر اور جنگ کرنے میں رہ گئی تھیں ان پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد ان سے بچنے کا عمدہ کیا گیا اور پھر فیصلہ کیا کہ دوبار ایک بار پھر ہانی ہال سے جنگ کی جائے اپنے لشکریوں کا حوصلہ انہوں نے بڑھایا اور انہیں چند دن آرام اور سکون کا موقع بھی فراہم کیا دوسری طرف ہانی ہال نے میناپونیوم میں ہی قیام کئے رکھا جنگ میں جو اسکے سپاہی زخمی ہو گئے تھے ان کی اس نے دیکھ بھال کی ان کی مرہم پٹی کا سامان کیا اور اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بھی بڑھاتا رہا۔ چند دن بعد مرسیلوس اور کوسپینوس اپنے لشکر کے ساتھ وینوسیا شہر سے نکلے اور ہانی ہال کی طرف بڑھے میناپونیوم شہر سے ایک بار پھر رومنوں

مرض میں مبتلا ہوں میں زیادہ چاق و چوبند رہ کر جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا لہذا میری ساری کارگزاری کا دار و مدار اب تم دونوں پر ہی ہو گا فیبوس کی اس گفتگو کے جواب میں کوسپینوس بولا اور کہنے لگا سنو بزرگ فیبوس میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت ہی نہیں ٹرنٹوم شہر تم فتح کر چکے ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری عمر کا لحاظ کرتے ہوئے ٹرنٹوم کی فتح کو تمہاری بہترین کارگزاری اور تمہاری عظیم فتح قرار دیا جاسکتا ہے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ تم ٹرنٹوم سے آرام کرنے کیلئے روم چلے جاؤ میں اور مرسیلوس میناپونیوم کا رخ کریں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں مل کر میناپونیوم کے شہریوں کی مدد سے ہانی ہال کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے یہاں تک کہنے کے بعد جب کوسپینوس خاموش ہوا تو مرسیلوس بولا اور کہنے لگا میں بھی اپنے ساتھی کوسپینوس کی تائید کرتا ہوں بزرگ فیبوس تم روم جا کر آرام کرو اب ہم ہانی ہال اور اسکے لشکریوں سے خوب ٹھٹھیں گے فیبوس نے اپنے دونوں جرنیلوں کی اس پیش کش سے اتفاق کیا لہذا دوسرے روز وہاں سے کوچ کیا گیا فیبوس اپنے چند محافظوں کے ساتھ روم چھا گیا جبکہ مرسیلوس اور کوسپینوس دونوں جرنیل اپنے جزار لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم سے نکل کر میناپونیوم کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

دوسری طرف ہانی ہال کو بھی اسکے جاسوسوں کے ذریعے سے خبر ہو گئی تھی کہ رومن جرنیل مرسیلوس اور کوسپینوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونے کیلئے میناپونیوم شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں لہذا وہ بھی ان دونوں سے بچنے کیلئے پوری طرح تیار ہو گیا تھا چند ہی دن بعد مرسیلوس اور کوسپینوس بھی اپنے لشکر کے ساتھ میناپونیوم شہر کے پاس نمودار ہوئے انکے لشکر کی تعداد اس وقت کم از کم ہانی ہال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گئی پھر بھی ہانی ہال نے ان سے ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا۔

میناپونیوم شہر کے باہر رومن اور کنعانی ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے تھے۔ دونوں لشکر قطرہ سیلاب میں زندگی کی تڑپ کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ کمل ابن آدم راز مشیت میں ڈوب کر حکایت خونچکاں بلند کرنے لگا بے سوز سینوں میں گگ کی پیشیں جوش مارنے لگی تھیں میدان جنگ میں محرومیوں کی داستانیں، جان سوز کراہیں رقص کرنے لگی تھیں رومن اور کنعانی ایک دوسرے پر ٹوٹے ستاروں کی لپک، لہراتی تاریکیوں خوفزدہ آوازوں اور لہر لپکتے شعلوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ میناپونیوم شہر سے باہر کافی دیر تک رومنوں اور کنعانیوں میں جنگ ہوتی رہی شروع شروع میں رومنوں کو کافی حوصلہ تھا کہ انکے لشکر کی تعداد دس بارہ گنا ہانی ہال کے لشکر سے زیادہ تھی۔

سے اٹلی ہی کے اندر قیام کئے رہا۔

○

دوسری طرف ہانی بال کا بھائی حیدر بال اسپین سے بھاگ کر اٹلی میں داخل ہو چکا تھا یونانی جرنیل کلاڈیوس نیو جسکے پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی وجہ سے اسپین میں حیدر بال کو شکست ہوئی تھی وہ بھی اٹلی میں وارد ہو گیا تھا اٹلی میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال کے بھائی حیدر بال نے چند قاصد اپنے بھائی ہانی بال کی طرف میناپونیوم شہر کی طرف روانہ کئے ان قاصدوں کے ذریعے حیدر بال نے اپنے بھائی ہانی بال کو اپنے اٹلی میں داخل ہونے کی اطلاع دی لیکن بد قسمتی سے یہ قاصد رومنوں کے ہاتھ چڑھ گئے اور انہیں گرفتار کر کے روم لے جایا گیا اور جو پیغام وہ لے کر ہانی بال کے پاس جا رہے تھے وہ بھی رومنوں نے ان سے چھین لیا اب رومنوں کو خبر ہوئی کہ اسپین سے ہانی بال کا بھائی ایک لشکر کے ساتھ اپنے بھائی ہانی بال کے ساتھ مل گیا تو پھر اٹلی کا فیصلہ ہمیشہ کیلئے کنعانی عربوں کے حق میں ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ کیلئے اٹلی میں قابض ہو جائیں گے لہذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ حیدر بال اور ہانی بال دونوں بھائیوں کو آپس میں ملنے نہ دیا جائے یہ مقصد حاصل کرنے کیلئے انہوں نے اپنے جرنیل کلاڈیوس نیو سے کام لینے کا ارادہ کیا جو ایک فاتح کی حیثیت سے اسپین سے لوٹا تھا کلاڈیوس کے ساتھ انہوں نے ایک دوسرا جرنیل بھی لایا جس کا نام لیویوس تھا اسے بھی ایک لشکر مہیا کیا گیا اس طرح کلاڈیوس نیو اور لیویوس دونوں ایک متحدہ لشکر لیکر حیدر بال کی طرف روانہ ہوئے۔

حیدر بال کے خلاف رومنوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کلاڈیوس کی سرکردگی میں دیا گیا اور دوسرا لیویوس کی کمانداری میں کلاڈیوس کے ساتھ کی طرف سے حیدر بال پر حملہ آور ہوا جبکہ لیویوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پیچھے کی طرف چل گیا تھا اپنے پہلے ہی حملے میں حیدر بال نے کلاڈیوس کے لشکر کو ہار کر رکھ دیا تھا قریب تھا کہ کلاڈیوس اس جنگ میں مارا جاتا اور اس کے لشکر کو بدترین شکست ہوتی لیکن عین اس وقت حیدر بال کی پشت کی طرف سے لیویوس نے اس پر حملہ کر دیا اب حیدر بال کی توجہ بٹ گئی تھی اس کا لشکر پشت کی طرف سے حملہ ہونے کی وجہ سے انفرادی تفری کا شکار ہو گیا تھا اسی انفرادی تفری کے عالم سے دونوں رومن جرنیلوں نے خوب فائدہ اٹھایا جی بھر کے انہوں نے کنعانیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ ہانی بال کے بھائی حیدر بال کی بھی گردن انہوں نے کٹ دی تھی اس طرح اس جنگ میں کلاڈیوس نیو اور لیویوس کو پہلی بار کنعانیوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی تھی حیدر بال کا سرکٹ کہ کلاڈیوس نیو نے چند کنعانی

اور کنعانیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ہانی بال نے پھر رومنوں کو بدترین شکست دی یہاں کہ مرسیلوس اور کوسینوس دوبارہ میدان جنگ سے بھاگ کر وینوسا شہر میں پناہ گزین ہو گئے اور یہاں سے انہوں نے اپنے تیز رفتار قاصد اپنے مرکزی شہر روم کی طرف بھجوائے اور اپنے حکمرانوں سے انہوں نے مزید لشکر طلب کر لئے تھے حالانکہ جس قدر لشکر ان کے پاس تھا اسکی تعداد اب بھی ہانی بال کے لشکر سے کم از کم پانچ گنا زیادہ تھی باقی پانچ گنا کو ہانی بال نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

تقریباً ایک ماہ تک مرسیلوس اور کوسینوس وینوسا شہر میں محصور رہے یہاں تک کہ روم سے انہیں ایک اور بڑا لشکر مہیا کر دیا گیا اب انکے لشکر کی تعداد پھر ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گئی تھی تازہ دم لشکر کے آنے کی وجہ سے مرسیلوس اور کوسینوس کے حوصلے پھر بلند ہو گئے تھے دوسری جانب جب ہانی بال نے دیکھا کہ دونوں رومنوں جرنیلوں کو وینوسا شہر میں مزید رسد اور کمک مل گئی ہے تو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ میناپونیوم شہر سے پیش قدمی کی اور یہاں سے نکل کر اس نے وینوسا شہر کے باہر آکر پڑاؤ کیا مرسیلوس اور کوسینوس دونوں جرنیلوں نے شہر کے اندر محصور ہو کر جنگ لڑنا اپنی توہین سمجھ لہذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ وینوسا شہر سے نکلے اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ ہانی بال کے سامنے خیمہ زن ہوئے ایک بار پھر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان وینوسا شہر کے باہر جنگ ہوئی یہ انتہائی ہولناک جنگ تھی یہ مقابلہ بھی ایک دس کی نسبت سے تھا لیکن ہانی بال کچھ ایسا تجربہ کار ایسا جیڑ اور ایسا جنگجو اور ایسا دلیر اور فاتح جرنیل تھا کہ اس بار بھی اس نے رومنوں کو ہار کر رکھ دیا اس نے رومنوں کو پے در پے یہ تیسری بدترین شکست دی اس جنگ میں مرسیلوس مارا گیا اور دوسرا جرنیل کوسینوس بری طرح زخمی ہوا اور وہ بھی ان زخموں کی تاب نہ نہ کر مر گیا رومن لشکر کچھ کٹ مرا اور کچھ بھاگ کر تتر بتر ہو گیا اس طرح ہانی بال نے کمال جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے اس لشکر کا بھی صفایا کر دیا تھا۔

ہانی بال کو قرطاجنہ سے رسد اور کمک نہیں ملی تھی پھر بھی وہ بے یار و مددگار رومنوں کو شکست پر شکست دیتا چلا جا رہا تھا اب رومنوں کو پکا اور پختہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ کسی بھی میدان میں نہ ہانی بال کو شکست دے سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکال سکتے ہیں اس موقع پر اگر قرطاجنہ سے ہانی بال کو مدد مل جاتی تو ہانی بال یقیناً پورے اٹلی پر قبضہ کر لیتا اس طرح کنعانی عرب پورے اٹلی کے مالک بن جاتے اور آج دنیا کی تاریخ مبدودہ تاریخ سے بالکل مختلف ہوتی بہر حال ہانی بال ایک فاتح ایک عظیم جرنیل کی حیثیت

قیدیوں کے ہاتھ ہانی بال کی طرف روانہ کر دیا تھا جب ہانی بال کے سامنے اس کے بھائی حیدر بال کا کٹا ہوا سر پیش کیا تو وہ غم اور دکھ سے دہرا ہو کر رہ گیا تھا اس کے تاثرات سے لگتا تھا کہ بھائی کی موت نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی تاہم اس نے ہمت نہ ہاری اور اٹلی کے اندر ڈٹے رہنے کا عزم کئے رکھا۔

○

دوسری طرف رومن جرنیل سپیو اسپین میں کنعانیوں کے قبضے کا خاتمہ کرنے کے بعد بحری بیڑے کے ذریعے افریقی ساحل پر اتر گیا تھا اس کے ساتھ بھی ایک بہت بڑا جرار لشکر تھا افریقہ کے ساحل پر اترنے کے بعد اس نے ایک جگہ اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا اور اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ افریقہ کے جنگلی قبائل کے بادشاہ سائفکس کی خدمت میں حاضر ہوا سپیو نے سائفکس کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی اسے یقین دلایا کہ اگر وہ کنعانیوں کے خلاف رومنوں کا ساتھ دے تو آنے والے دور میں نہ صرف یہ کہ رومن کنعانیوں کے ساتھ مل کر اس کی مدد کریں گے بلکہ اسے مال و اموال سے مالا مال بھی کر کے رکھ دیں گے۔ یہی تھا کہ سائفکس سپیو کی باتوں سے متاثر ہو کر کنعانیوں کے خلاف ان کا ساتھ دینے کا عہد کر رہا لیکن اس دوران ایک اور حادثہ نمودار ہوا وہ یہ کہ کنعانیوں کا جرنیل حیدر بال گسکو بھی اسپین سے افریقہ پہنچ گیا اس کے ساتھ اس کی بیٹی سوئسبا بھی تھی اسے جب خبر ہوئی کہ رومن جرنیل سپیو سائفکس کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بھی اپنی بیٹی سوئسبا کے ساتھ سائفکس کی خدمت میں حاضر ہوا حیدر بال گسکو بادام و سیب کے پھولوں جیسی حسین چنار اور بیک کی کونپلوں جیسی خوبصورت کھیتوں کے جوں جیسی تازہ پری وادیوں جیسی شاداب سکتے ترپتے الفاظ جیسی چنچل چرواہوں کی باوسروں کے گیت جیسی پرکشش پردوں کی چھچھاٹوں جیسی پر جمال اسرار حیات جیسی تجسس آمیز چڑیوں کے گیت جیسی نو خیز اور ندیوں کی گنگناہٹ جیسی نو بہار تھی اس کے ہاتھوں کا لمس جان کو معطر اور اس کی آواز کا ترنم روح کو سرور بخش دیتا تھا مجموعی طور پر سوئسبا پیکر حسن و جمال تھی اور اس کے تقدس کی محک اپنے اندر بھرپور جذب و کشش رکھتی تھی جو نئی حیدر بال گسکو اپنی بیٹی سوئسبا کے ساتھ افریقی ویشیوں کے بادشاہ سائفکس کے سامنے پیش ہوا سائفکس سوئسبا کے حسن و جمال سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے دل ہی دل میں سوئسبا کو اپنانے کا عہد کر لیا تھا۔

لہذا جب کنعانیوں کے سردار حیدر بال گسکو نے سائفکس سے گفتگو کرتے ہوئے اس

سے التجا کی کہ وہ کنعانیوں کے خلاف رومن جرنیل سپیو کا ساتھ دے تو سائفکس فوراً اس بات پر آمادہ ہو گیا تھا اور اس نے حیدر بال گسکو سے اس کی بیٹی سوئسبا کو پسند کرنے اور اس سے شادی کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کر دیا حیدر بال گسکو سائفکس کی اس گفتگو سے بے حد متاثر ہوا اور اپنی بیٹی سوئسبا کو اسی وقت سائفکس سے بیاہ دیا پس جب سائفکس نے سوئسبا سے شادی کر لی تو سوئسبا بھی اس پر کچھ اس طرح حادی اور طاری ہو گئی کہ اس نے آئندہ کے لئے اسے رومنوں کا ساتھ دینے کے لئے قطعی روک دیا تھا اس طرح وقتی طور پر رومن جرنیل سپیو کو سائفکس کے ہاں سے ناکامی اور حیدر بال گسکو کو اس کی بیٹی سوئسبا کی وجہ سے کامیابی ہو گئی تھی۔

دوسری طرف رومن جرنیل کو جب سائفکس کے ہاں سے ناکامی ہوئی تو اس نے اپنے حکمرانوں سے مزید رسد اور کمک طلب کر لی جس کے جواب میں رومن فوراً حرکت میں آئے اور سپیو کو انھوں نے مزید لشکر کے علاوہ خوراک اور نقدی بھی روانہ کر دی تھی جب یہ خوراک کے ذخائر اور مدد سپیو کو مل گئی تو سپیو نے اکیلے ہی افریقہ میں کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کر لیا تھا اپنی جنگی تیاریاں پوری کرنے کے بعد سپیو کنعانیوں کی سرزمین کی طرف بڑھا تھا ان ہی دنوں ہانی بال کا بھائی ماگو اسپین سے نکل کر اٹلی میں داخل ہوا رومنوں کے ایک لشکر نے ماگو کی راہ روکی حقیقت میں ماگو چاہتا تھا کہ اپنے بھائی سے جا ملے اسے روکنے کے لئے یونانیوں نے یکے بعد دیگرے دو بڑے بڑے لشکر روانہ کیے لیکن ان لشکروں کو ماگو نے بدترین شکست دی اور وہ کامیاب و کامران جنوبی اٹلی میں اپنے بھائی ہانی بال سے جاملتا تھا اپنے بھائی ماگو اور اس کے لشکر کے آجانے کی وجہ سے ہانی بال کو بڑا حوصلہ اور تقویت ملی تھی اب اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ پوری اٹلی کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے بعد اٹلی کو کنعانیوں کی سلطنت میں شامل کر کے رہے گا اس کے بعد سسلی میں وارد ہو گا اور سسلی کی ایٹٹ سے ایٹٹ بجا کر اسے بھی کنعانیوں کا زیرِ تلین کرے گا اس طرح وہ چاہتا تھا کہ افریقہ کے علاوہ اٹلی اور سسلی میں بھی کنعانیوں کی حکومت قائم کرنے کے بعد اور وہاں سے رومنوں کو مار بھگانے کے بعد اس خواب کی تکمیل کرے جو اس نے اپنی قوم کے لئے دیکھا تھا۔

جن دنوں ہانی بال کا چھوٹا بھائی ماگو اپنے پرانے لشکر کے ساتھ ہانی بال سے ملا تھا ان دنوں افریقہ میں رومنوں کے جرنیل سپیو نے پیش قدمی شروع کر دی تھی اور کنعانیوں کے سب سے بڑے سرحدی شہر سنسیا کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا کنعانیوں کے پاس اس وقت

افریقہ کے غریب وحشی قبائل کا بادشاہ سائفکس حقیقت میں جنگ نہیں چاہتا تھا لہذا وہ قاصدوں کے ذریعے رومنوں کے جرنیل سیپو سے صلح صفائی کی بات چیت کرنے لگا۔ قاصدوں کے ذریعے سے سائفکس نے سیپو کو یہ پیغام بھجوایا کہ کنعانی اور رومنوں کے درمیان صلح ہو جانی چاہئے اور شرط بیچ میں یہ رکھی چاہئے کہ سیپو افریقہ سے نکل کر اٹلی کی طرف چلا جائے جبکہ کنعانی اپنے نامور جرنیل ہائی ہال اور اس کے بھائی ناگو کو اٹلی سے واپس افریقہ منگوائیں گے۔ سیپو نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا اور سائفکس کو یہ پیغام بھجوا دیا کہ یہ شرائط مجھے قبول نہیں تاہم میں اپنے قاصدوں کے ذریعے نئی شرائط بھجواؤں گا جن کی بنا پر کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان صلح ہو سکتی ہے۔ درحقیقت سیپو صلح نہیں چاہتا تھا بلکہ وہ شرقی وحشیوں کے بادشاہ سنسیا کے ساتھ ملکر کنعانیوں اور سائفکس کے خلاف ایک سازش تیار کر رہا تھا۔

یہ سازش کچھ یوں تھی کہ کنعانیوں کے جرنیل حدرہال گسکو اور سائفکس نے سیپو اور سنسیا کے لشکر کے سامنے جو پڑاؤ ڈالا تھا تو نصیحوں کی جگہ ان کا پڑاؤ بول کی مضبوط اور خوبصورت جھونپڑیوں پر مشتمل تھا۔ سیپو چاہتا تھا کہ شرائط کی گفتگو جاری رہے اس کے قاصد آتے جاتے رہیں اور ساتھ ہی حدرہال گسکو اور سائفکس کے پڑاؤ کی جاسوسی کرتے رہیں اور پھر مناسب وقت جان کر رات کے وقت اچانک حدرہال گسکو اور سائفکس کے پڑاؤ کو آگ لگادی جائے اور جب عین آگ بھڑک اٹھے تو پھر بھرپور حملہ کر کے سائفکس اور حدرہال کو بدترین شکست دی جائے۔

اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے رومن جرنیل سیپو نے صلح صفائی کے لئے بات چیت جاری رکھی اس کے قاصد آتے جاتے رہے دراصل یہ قاصد نہیں جاسوس تھے جو بڑی تفصیل اور گہری نگاہ سے حدرہال گسکو اور سائفکس کے لشکروں کی جاسوسی کرتے جا رہے تھے۔ پھر ایک رات اچانک سیپو کے لشکر کی حرکت میں آئے اور بدھ رات کے وقت انھوں نے سائفکس اور حدرہال گسکو کے پڑاؤ کو آگ لگادی تھی آگ لگانے والے وہی جاسوس تھے جو قاصد کی حیثیت سے سائفکس اور حدرہال گسکو کے لشکر کی طرف آتے جاتے رہتے تھے۔ رات کے وقت جب بول کی جھونپڑیوں کو آگ لگی تو وہ بڑی تیزی سے ساحلی ہواؤں کی وجہ سے دور دور تک پھیلنے لگی جس وقت اس آگ کی وجہ سے سائفکس اور حدرہال گسکو کے لشکر میں افراتفری پھیل اسی وقت سیپو اور شرقی وحشیوں کے جرنیل سنسیا نے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں کنعانیوں اور سردار سائفکس کو شکست ہوئی تاہم حدرہال گسکو اور سائفکس اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلے۔

جلدی میں انھوں نے ایک لشکر تیار کیا اس لشکر کو انھوں نے حدرہال گسکو کی سرکردگی میں سنسیا کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ سیپو کا مقابلہ کرے اور اپنے شہر سنسیا کا محاصرہ ترک کرنے پر مجبور کر دے۔ سیپو کو جب خبر ملی کہ کنعانیوں کا سردار حدرہال گسکو اس کی سرکردگی کے لئے آرہا ہے تو اس نے سنسیا شہر کا محاصرہ ترک کر دیا اور کھلے میدانوں میں آکر حدرہال گسکو کا انتظار کرنے لگا تھا حدرہال کے ہاتھوں اسپین چھیننے کے بعد سیپو کے حوصلے بند تھے اور وہ امید رکھتا تھا کہ افریقہ کے ریگزاروں میں حدرہال کو پسا ہونے پر مجبور کر دے گا۔

دوسری طرف کنعانیوں کا سپہ سالار آندھی اور طوفان کی طرح آیا اس نے سنسیا کے پاس آکر رومنوں کے سامنے پڑاؤ نہیں کیا بلکہ آتے ہی اس نے سیپو کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا زور دار ایسا طوفان اور ایسا جان لیوا تھا کہ رومن اس کا دفاع نہ کر سکے اور تھوڑی ہی دیر کی لڑائی کے بعد حدرہال نے سیپو اور اس کے لشکریوں کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ سنسیا شہر سے باہر رومنوں کے جرنیل سیپو کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر سمندر کے کنارے اس طرف چل گیا جہاں رومنوں کا بحری بیڑہ پڑاؤ کیے ہوئے تھا اس شکست کے بعد سیپو نے بڑے تیز رفتار قاصد روم کی طرف بھجوائے اور اپنی قوم سے مدد طلب کی جواب میں رومنوں نے ایک اور بحری بیڑہ اور ایک بڑا لشکر سیپو کی مدد کے لئے افریقہ کی طرف روانہ کر دیا تھا جب یہ بحری بیڑہ دو لیکر افریقہ کے ساحل پر پہنچا تو سیپو ایک بار پھر کنعانیوں سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

افریقہ میں اس وقت وحشی قبائل دو حصوں میں بٹے ہوئے تھے ایک حصے پر سائفکس حکومت کرتا تھا اور دوسرے پر گالا۔ ماضی میں گالا کے ساتھ کنعانیوں کے بڑے اچھے تعلقات تھے اب جبکہ کنعانیوں کی بیٹی سوفسبا سائفکس کی بیوی بن گئی تو گالا کے ساتھ کنعانیوں کے تعلقات خراب ہو گئے اس دوران گالا مر گیا اور اس کا بیٹا سنسیا وحشی قبائل کا بادشاہ بن گیا۔ کنعانیوں کے ساتھ جنگ چھیڑنے سے پہلے سیپو نے سنسیا سے تعلقات بڑھائے اور ساز باز کرنے کے بعد سنسیا کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح سیپو اور سنسیا دونوں اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ کنعانیوں پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھے تھے دوسری طرف غریب وحشی قبائل کے بادشاہ سائفکس کے چونکہ کنعانیوں سے رشتہ داری جیسے تعلقات تھے لہذا اس نے کنعانیوں کا ساتھ دینے کا عہد کر لیا اب ایک طرف رومنوں اور سنسیا کا لشکر تھا اور دوسری طرف کنعانیوں اور سائفکس کے لشکر تھے اور دونوں لشکر جنگ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر چکے تھے۔

میں کامیاب ہو گئے تھے۔

سپہو کی فتح اور کنعانیوں کی شکست کی وجہ سے کنعانی حکمرانوں کو بڑا صدمہ ہوا تھا وہ فکر مند ہو گئے کہ اگر رومن جرنیل سپہو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ منسیا نے مل کر کنعانی علاقوں پر اپنے حصے جاری رکھے تو کنعانیوں کو بے پناہ نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اسی اندیشے کے تحت انھوں نے تیز رفتار قاصد کشتیوں کے ذریعے اٹلی میں ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کی طرف روانہ کئے افریقہ میں رومن جرنیل سپہو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ منسیا کی سازش کی وجہ سے اچانک رونما ہونے والے حالات سے ان دونوں بھائیوں کو آگاہ کیا اور انھیں ہر کام چھوڑ کر فی الفور افریقہ پہنچنے کے لئے لکھا۔ ہانی بال بچا رہا اپنے بھائی ماگو کے آنے کی وجہ سے پورے اٹلی پر قبضہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ اس کے حکمرانوں نے اسے واپس طلب کر لیا ہانی بال اپنی قوم اپنے وطن سے ہمدردی اور دردمندی رکھنے والا جرنیل تھا لہذا وہ ان قاصدوں کے پیغام کو رد نہ کر سکا اور اپنے بھائی ماگو کے لشکر کے ساتھ اس نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں اگر کنعانی حکمران اس وقت ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کو اٹلی سے نہ بلاتے تو یقیناً "ہانی بال اور ماگو دونوں مل کر رومنوں کے مرکزی شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے اور پورے اٹلی پر قبضہ کر لیتے اس طرح شمالی افریقہ کے بعد اٹلی پر بھی کنعانیوں کا قبضہ ہو جاتا اور اس کے بعد ان کے لئے یورپ کے دوسرے ممالک کے دروازے بھی کھل جاتے۔ پس مجبوراً "ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کو واپسی کی تیاریاں کرنا پڑیں جس وقت وہ واپسی کے لئے کوچ کرنے والے تھے ایک رومن لشکر نے حملہ آور ہو کر انھیں نقصان پہنچانا چاہا اسے دونوں بھائیوں نے ملکر بدترین شکست دی لیکن اس جنگ میں ماگو بچا رہا زخمی ہو گیا۔ بہر حال اپنے زخمی بھائی کو لیکر ہانی بال نے افریقہ کی طرف کوچ کیا راستے میں ہانی بال کا بھائی ماگو زخموں کی تاب نہ لا کر مر گیا۔ ہانی بال کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا اس سے پہلے وہ اپنے بھائی حیدر بال کا صدمہ برداشت کر چکا تھا اب اس کے دل پر یہ ایک نیا زخم ایک نیا چرکہ لگا تھا جس نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی بہر حال ہانی بال جو اب دکھوں کا مارا ایک انسان تھا اپنے بحری بیڑے میں تیزی سے افریقی ساحل کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

○

یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک سفید تیل کے کنارے ہی کی سرائے میں قیام کر رکھا تھا تاہم سرائے میں قیام کے دوران انھوں نے اپنی ہیئت بدل لی تھی اب

وہ اپنی اصل شکل و صورت میں وہاں قیام کئے ہوئے تھے ایک روز دونوں میاں بیوی سرائے کی عمارت سے باہر دھوپ میں ایک چٹائی پر بیٹھے تھے کہ سرائے کا مالک اور اس کے چند ساتھی ان کے قریب آئے پھر سرائے کا مالک یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اے میرا اجنبی اگر تم دونوں میاں بیوی برا محسوس نہ کرو تو ہم تمہارے پاس بیٹھ جائیں ہم نے سنا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی کنعانیوں کے اندر رہے ہو اور شاید اس کا ذکر تم نے سرائے کے کسی کارکن سے کیا ہے اور اسی نے مجھ سے بھی ذکر کیا ہے سرائے کے مالک کی یہ گفتگو سکر یونان نے اپنے سامنے چٹائی کے خالی حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھیں بیٹھنے کو کہا جب وہ بیٹھ گئے تو سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا۔

دراصل مجھے کنعانیوں سے متعلق جاننے کی بڑی دلچسپی ہے میں ہمیشہ سے اس قوم سے متعلق دلچسپی اور ہمدردی رکھتا رہا ہوں تم دونوں میاں بیوی چونکہ اس قوم کے اندر کافی عرصہ رہ چکے ہو اور آج کل اس قوم کا نامور جرنیل ہانی بال اٹلی کے اندر رومنوں کو خوب اپنے سامنے دیئے ہوئے ہے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی لئے تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ اس قوم سے متعلق کچھ تفصیل تم سے جان سکوں اس پر یونان بولا اور پوچھنے لگا تم کس قسم کی تفصیل کنعانیوں سے متعلق جانا چاہتے ہو اس پر سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا۔

کہ انھوں نے کیسے ترقی کی ان کی بحری تجارت کیسی ہے انکے شہر کس طرح کے ہیں انھوں نے زراعت دستکاری موسیقی عمارت سازی بحریائی نوآبادیات میں کس طرح ترقی حاصل کی اگر اس سے متعلق تم کچھ تفصیل کے ساتھ کہو تو میں تمہارا بڑا شہر گزار ہوں اس لئے کہ میں تفصیل کے ساتھ اس قوم سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں سرائے کے مالک کی اس گفتگو پر یونان تھوڑی دیر ہلکے ہلکے مسکراتا رہا پھر وہ بولے اور کہنے لگا تم لوگ سکون سے بیٹھو میں تمہاری خواہش پوری کروں گا میں تمہیں کنعانی عربوں سے متعلق تفصیل سناتا ہوں۔

سنو، ران صاحبو! فونیقی بنیادی طور پر عرب ہیں اور یہ سرائے عرب سے نکل کر ہی بحرہ روم کے ساحل پر جا کر آباد ہو گئے تھے یہ فونیقی بے سروپا بحر پیا نہیں ہیں انھوں نے راستوں کے باقاعدہ نقشے بنا رکھے ہیں جن کے مطابق یہ لوگ آتے جاتے ہیں۔ انھوں نے پہلے خوب چھان بین کر لی تھی پھر ان راستوں پر چلنے لگے تھے اور ان کے اجارہ دار بن گئے بلکہ ابتدائی بین الاقوامی راستے وہی تھے جو کنعانیوں کے شہر سے ہی ہو کر جاتے تھے۔ جبکہ کبھی کبھانوں کی پہلی مشہور بندرگاہ تھی لیکن بعد میں صبور اور صیدہ نے اسکی جگہ لے لی

نسبت ان کی قوت افریقہ میں زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو گئی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یونان تھوڑی دیر رکھا پھر بولا اور کہنے لگا جہاں تک ان کنعانیوں کی زراعت کا تعلق ہے وہ زمین اور اس کے وسائل پر مبنی ہے زراعت ماہی گیری اور تجارت سب سے بڑے ابتدائی پیشے کنعانیوں کے تھے ان میں کھیتی باڑی کو سب سے اہم حیثیت حاصل رہی ہے اور اس نے مذہبی عقائد اور رسومات پر بھی اثر ڈالا۔ بیج ابتداء میں ہاتھ سے بویا جاتا تھا بعد ازاں دو آبہ وجلہ اور فرات سے مل کر پہنچ گیا اور اس کے ذریعے سے تخم ریزی ہونے لگی مٹی کے لئے یہ کنعانی برنجی رنگ کی تھالی استعمال کیا کرتے ہیں۔ فصل درانی سے کافی جاتی ہے یہ درانی پہلے پتھر کی بنی تھی پھر اس میں دندانے بنائے جاتے تھے۔ دستہ ہڈی یا لکڑی کا بناتے تھے اس کے بعد سگی درانی کی جگہ سوہے کی درانی رائج ہو گئی غلے اور بھوسے کو الگ الگ کرنے کے لئے لکڑی کے دو شاخے سے کام لیا جاتا ہے۔

آٹا پتھر کی چکیوں میں پیسا جاتا ہے جنھیں ہاتھ سے چلایا جاتا ہے روٹیاں بھی مٹی کے توروں میں پکائی جاتی ہیں جن کی وضع استونے کی سی ہوتی تھی اور یہ چیزیں زانہ حال تک میں بھی دیہاتی آبادی میں رائج ہیں۔ یہ لوگ کھانا وغیرہ چھوٹے چھوٹے برتنوں میں کھاتے ہیں پانی کے لئے یہ بڑے بڑے مٹی کے ٹبکے استعمال کرتے ہیں پینے کا پانی یہ بڑے بڑے برتنوں یا مشکیزوں میں سر پر اٹھا کر لاتے ہیں چراغ جلانے کے لئے مٹی کی چھوٹی چھوٹی طشتیاں استعمال ہوتی ہیں جن کے ایک حصے میں بتی رکھنے کی جگہ ہوتی ہے اور اس کے اندر تیل یا چربی جلاتے ہیں۔

جہاں تک کنعانیوں کی تعمیر کا تعلق ہے اس کا بہترین نمونہ ہیکل سلیمانی کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا اس لئے کہ ہیکل سلیمانی جو ابتداء میں شاہی معبد کے طور پر بنایا گیا تھا اور بعد میں یہودیوں کا عام معبد بن گیا یہ کنعانیوں کے تصور شہر کے معماروں اور کاریگروں نے ہی تعمیر کیا تھا اور اس میں لبنان کے دیودار استعمال کئے گئے تھے اس کی تعمیر کے لئے حضرت سلیمان نے حکم دے دیا تھا کہ رعایا میں سے تیس ہزار آدمی باری باری لکڑی حاصل کرنے کے لئے کنعانیوں کی سر زمین میں کام کریں گے اور دو مہینے معمول کے مطابق اپنے گھروں میں کام کرتے رہیں گے۔ کئے ہوئے دیودار کے تنے سمندر میں پہنچائے جاتے تھے وہاں سے شہتیروں کو باندھ کر خاص طریقے سے لے جایا جاتا تھا وہاں سے یہ یروشلم لے جائے جاتے تھے۔

کنعانیوں کی اس لکڑی کے بدلے میں انھیں گیہوں اور جو کے علاوہ شراب اور خالص تیل میا کیا جاتا تھا۔ ہیکل سلیمانی کی یہ عظیم الشان عمارت کنعانیوں کی مدنی اور کاریگری کا

تھی یہاں سے بیرونی مستوں کا سلسلہ شروع کیا جاتا تھا۔

کنعانی ان شہروں سے مصر ہوتے ہوئے یا براہ راست شمال کا رخ کرتے ہوئے قبرص پہنچ جاتے تھے پھر فارس کی جانب مڑتے اور لیبیا کے پاس سے گزرتے ہوئے رہوڈس کی جنوبی سمت سے کریمہ اور کوہ میرا پہنچ جاتے تھے سسلی سے انکا راستہ کارینکا جاتا تھا پھر وہ شمالی افریقہ کی ان نو آبادیات میں پہنچ جاتے جو انھوں نے جابہ جا قائم کر رکھی تھیں وہاں سے ساحل کے ساتھ ساتھ مغرب کی جانب جاتے ہوئے یہ ان نو آبادیوں میں پہنچ جاتے جو مغرب میں انھوں نے قائم کر رکھی تھیں وہاں سے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ لوگ مزید مغرب کی طرف نکل جاتے ہیں اپنی اور اپنی ان نو آبادیوں میں پہنچتے ہیں جو ہسپانیہ کے ساحل پر تھیں ان بڑے بڑے راستوں کے علاوہ شمالاً اور جنوباً بھی انھوں نے متعدد گزر گاہیں بنا رکھی ہیں۔

چار بڑی بڑی چیزیں ایسی تھیں جو بحرہ روم کے سوا ہر کسی متعدد سر زمینوں میں موجود نہ تھیں اور کنعانی انھیں وہاں پہنچاتے تھے یعنی لکڑی، تیل، اور شراب یہ تمام جنسیں ان کی اپنی پیدا کردہ نہیں ہیں گیہوں اور تیل یہ لوگ فلسطین سے لیتے ہیں اس کے بدلے عیش و آرام کی چیزیں دیتے ہیں لوہان اور مصالحے جنوبی عرب اور ہندوستان سے لے کر آتے ہیں کاروانی تجارت کے راستے ان خطوں کو بحرہ روم کی بندرگاہوں سے ملاتے ہیں آگے چل کر کنعانیوں نے سامان تجارت میں اپنی چیزیں بھی شامل کر لیں جن کی صنعت میں انھیں درجہ کمال حاصل ہے یعنی دھاتوں کی بنی ہوئی چیزیں پارچہ جات، کپڑوں کے دھاتی ظروف ان کے اوتی اور سوتی پارچے جو بعض ارغوانی رنگ کے تھے اس کے علاوہ آبنوس اور ہتھی دانت کا بنا گھریلو سامان، ہر جگہ مقبول ہے اور اچھی قیمت دے جاتا ہے۔

گھریلو سامان اعلیٰ درجے کے کاریگر تیار کر کے مقامی نمونوں کے مطابق بناتے ہیں یا مصری نمونوں کے لبنان کے دیوداروں کو کنعانی دیودار کہتے ہیں لبنان کے جنگل میں صنوبر دیودار اور تارپین کے درخت ہیں لکڑی کے علاوہ یہاں سے دیودار اور گوند بھی بھجوا جاتا گوند اور تارکول جہازوں کو پانی سے محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں جیسے جیسے ان تاجروں کی منڈیوں میں اضافہ ہوا ویسے ویسے ان کے وسائل میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا رفتہ رفتہ یہ لوگ شرق و غرب کے درمیان تبادلہ اجناس کا واسطہ بن کر مشرقی مصنوعات اور دوسری چیزیں مغرب میں پہنچاتے اور مغرب کی چیزیں زیادہ تر دھاتی ظروف شرق کی سر زمینوں میں لاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ یہ لوگ لبنان کی سر زمینوں سے نکل کر افریقہ میں جا کر آباد ہوئے لگے وہاں انھوں نے قرطاجنہ نام کا شہر آباد کر لیا یہاں تک کہ لبنان کی

استعمال ہوئے آگے چل کر مذہبی اور غیر مذہبی کی تفریق باقی نہ رہی کنعانیوں کے اندر ایک رقص بڑا مشہور و معروف ہے جسے یہ لوگ رقص ذرخیزی کہہ کر پکارتے ہیں یہ رقص بعد میں عبرانیوں میں بھی بڑی شہرت پا گیا۔

جہاں تک کنعانیوں کی صنعت و حرفت کا تعلق ہے تو ان کنعانیوں نے جس فن میں بہت اونچا درجہ حاصل کیا ان میں ایک بنیادی فن شیشہ گری تھا کہتے ہیں کہ کنعانی تاجر سفر کرتے ہوئے ایک روز فلسطین کے شہر اکا کے نزدیک سمندر کے کنارے کھانا پکا رہے تھے انہوں نے چولہے بنانے کیلئے مٹی کے جو ڈھیلے استعمال کئے ان میں شورہ بھی تھا کھانا پکا چکنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ مٹی کے ان ڈھیلوں میں شورے کی صاف شفاف رنگیں ظاہر ہو گئی تھیں۔ وہ فوراً حرکت میں آئے انہوں نے شورہ پکھلا کر ریت اس میں شامل کر دی اس طرح شیشہ بن گیا حقیقت یہ ہے کہ فونیقی ہی شیشے کے موجود تھے بعد میں اس شیشے کو یہ کنعانی مصر لائے اور پھر یہی لوگ شیشے کی تجارت کرنے لگے۔ بعد میں یہ کنعانی شیشے کو نقش دینے لگے اور اس فن کو انہوں نے کمال کی منزل تک پہنچا دیا۔

اسکے علاوہ کنعانیوں نے اون کی صنعت میں بھی کافی ترقی کی کنعانیوں کے ملک کے اندرونی حصے میں بھیڑیں پالی جاتی ہیں اور ان ہی سے اون حاصل کر کے اون پر چہ جات تیار کئے جاتے ہیں اسکے علاوہ یہ کنعانی ہندوستان سے کپاس لا کر یونان میں بیچتے ہیں اور چونکہ یہ کنعانی عرب ہیں عربی میں کپاس کو قطن کہتے ہیں لہذا ان کی وجہ سے یونان میں کپاس کو قطن کہہ کر پکارا جانے لگا اسکے علاوہ کنعانی سن مکرے کے ریشے سے بھی کام لیتے تھے اس سے چادریں دریاں اور لباس تیار کئے جاتے ہیں۔ ریشم بھی ان کنعانیوں میں معروف ہے اور ریشم یہ لوگ ریشمی کپڑوں سے حاصل کرتے ہیں۔

اسکے علاوہ فونیقی ارغوانی رنگ بنانے میں بھی بہت ماہر ہیں اور اسے دور دراز کی بند گاہوں تک فروخت کیلئے پہنچاتے ہیں یہ رنگ بنیادی طور پر مچھلی سے حاصل کیا جاتا ہے یہ مچھلی بہت چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں سے صرف چند قطرے نکلتے ہیں پھر ان قطروں سے مزید رنگ تیار کرنے میں چونکہ بڑی محنت مشقت کرنی پڑتی ہے لہذا اس رنگ کی قیمت بہت زیادہ ہے اور یہ مچھلی چونکہ صیدا اور صور شہروں کے قریب ہی پائی جاتی تھی لہذا اس رنگ پر کنعانیوں کی اجارہ داری ہے یہ رنگ دنیا کے ہر خطے میں مشہور و معروف ہے اور ہر کوئی بڑی دلچسپی سے کنعانیوں سے یہ ارغوانی رنگ خرید کرتا ہے کنعانیوں کی اس رنگ میں رنگی ہوئی اون دنیا کے مختلف ممالک میں بہ حد مشہور و مقبول ہے۔ کنعانی ارغوانی رنگ

منہ بولتا ثبوت تھا۔ بلکہ اس عمارت کا نام جو پیکل رکھا گیا وہ بھی کنعانیوں کی زبان سے ماخوذ ہے۔

حضرت سلیمان کا محل بھی کنعانی معماروں ہی نے تعمیر کیا تھا اس میں لبنان کے دیودار استعمال کئے گئے تھے دیودار کے ستون اس میں اتنے استعمال کئے گئے تھے کہ اسے لبنانی جن کا گھر کہتے تھے۔ یہی لکڑی حضرت سلیمان نے اپنے جنگی رتھوں کے لئے استعمال کی تھی اس کے علاوہ حضرت سلیمان نے اپنے گھوڑوں کے لئے جو اصطبل تعمیر کرائے تھے وہ بھی کنعانی کاریگروں کے ہی تعمیر کردہ تھے اس کے علاوہ ان ہی کنعانی کاریگروں نے حضرت سلیمان کے لئے بحری بیڑہ تیار کیا اور عبرانیوں کی تاریخ میں یہ پہلا بحری بیڑہ تھا یہ بیڑہ بحرہ قزیم کی داغنی شاخ کے سرے پر عیسوں سے جابر میں ٹھہرایا جاتا تھا اس بیڑے کے ساتھ کنعانی اکثر عرب اور مشرقی افریقہ کے ساحلی مقامات پر بحری ہمیں سر کرتے رہے بیڑے کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہاں ہاتھی دانت سونا اور جواہرات مختلف مقامات سے فلسطین پہنچایا جاتا رہے۔

اب میں تم لوگوں کیسے کنعانیوں کی موسیقی پر روشنی ڈالتا ہوں عرب گروہوں میں کسی نے بھی موسیقی کو اتنی بندی پر نہ پہنچایا جتنی بلندی پر ان کنعانیوں نے پہنچایا انہوں نے مشرق قریب کی ساری ثقافت آرائیوں سے خوب فائدہ اٹھایا اور تمام محاصل ترانہ ریزیوں پر مہکت لے گئے پیکل کی عبادت میں بھی موسیقی کی ضرورت پیش آتی تھی کنعانیوں کے سر اور ان کے آلات موسیقی بحرہ روم کے پورے حلقے میں پہنچ گئے مردوں اور عورتوں دونوں میں گانے اور بجانے کے ماہر موجود ہوتے ہیں مصر کی سلطنت میں ان کنعانی سازندوں اور موسیقاروں کو بڑے شوق سے بلایا اور سنا جاتا تھا مصری سازوں کے ناموں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی اصل کنعانی ہی ہے۔

حتیٰ کہ یونانیوں نے بھی موسیقی میں کنعانیوں ہی سے فائدہ اٹھایا کنعانیوں نے سر اور ساز ہی نہ دیئے بلکہ ان کے نام بھی لوگوں تک پہنچائے اس موسیقی کی نقالی سب سے بڑھ کر عبرانیوں نے کی۔ مقدس عبرانی موسیقی کی ابتداء حضرت داؤد نے کی اور حضرت سلیمان کے عہد میں اسکی خوب نشوونما ہوئی خود عبرانیوں کے پاس اب کنعانیوں کے سوا کوئی موسیقی کا نمونہ موجود نہیں ہے۔

شروع میں پیکل کے سازندے اور موسیقار یا تو کنعانی تھے یا انہوں نے سب کچھ کنعانیوں ہی سے سیکھا تھا اس طرح موسیقی اور ساز سب سے پہلے مذہبی اغراض کیلئے

(۱) یہ تمام بحرہ قزیم کی اس شاخ پر تھا۔ جسے پہلے طبع منہ کہتے ہیں۔ تحقیق یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عیسویں میں جابر امرا نعل کی سونوہ بند رنگہ ایت کے قریب تھا

اسی نمونے کے جہاز حضرت سلیمان کیلئے صناعتوں نے بنائے تھے جنہیں صور کے بادشاہ حیرام نے سلیمان کی طرف روانہ کیا تھا سلیمان کی بندرگاہ عصبین جابر تھی یہ بندرگاہ بحرہ قلزم کی خلیج کے کنارے ہے اس بندرگاہ تک راستہ زیادہ لمبا نہ تھا یہاں سے سلیمان جہاز لکڑی اور آٹا لیا کرتے اور اسکے بدلے میں عمان سے سونا اور صحرائے عرب کی پیداوار فلسطین کو لیجاتے تھے۔

کنعانیوں نے بحری تجارت کے علاوہ بری تجارت میں بھی بڑی سرگرمی سے حصہ لیا بحرہ روم کے کنارے جس قدر انکی بندرگاہیں تھیں وہاں سے خلیج فارس کے مختلف مقامات تک بری آمد و رفت بھی ہوتی تھی یہ کنعانی لوگ ہسپانیہ سے چاندی لوہا نین سیدہ آئینہ سے غلام اور پختل کے طرف مصر سے کتان پارچہ جات اور عرب سے بھیڑ بکریاں درآمد کرتے تھے ان کے قافلے تجارت کی غرض سے ہر جگہ پہنچ جاتا کرتے تھے۔

اسکے علاوہ کنعانیوں نے ایک بہت بڑا کارنامہ بھی سرانجام دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے مصر کے فرعون نیکو کے کہنے پر پورے افریقہ کا چکر لگایا نیکو وہ فرعون تھا جس نے ایک پرانی نہر از سرنو کھدوا کر نیل کی درستی شاخ کو بحیرہ قلزم کے سرے پر مل دیا تھا۔ اس آبی راستے سے کنعانی ملاح جنوبی سمندر میں پہنچ گئے۔ راستے میں خزاں کا موسم شروع ہو جاتا تو یہ لوگ ساحل پر اتر کر گندم کاشت کر لیتے فصل پک جاتی تو غلہ جہازوں میں بھر کر سفر شروع کر دیتے تیسرے سال یہ کنعانی ملاح پورے افریقہ براعظم کا چکر لگانے کے بعد ہرکولیس کے پیناروں کے پاس سے ہوتے ہوئے دوبارہ مصر پہنچ گئے تھے اور یہ کنعانیوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو اس سے پہلے کسی نے سرانجام نہیں دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب یونان خاموش ہوا تو سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا سنو مہربان دوست کیا میرے لئے تم کنعانیوں کی دستکاری اور فنون پر بھی کچھ روشنی ڈالو گے اس پر یونان بولا اور کہنے لگا اس صنف سے متعلق تمہارے لئے یہ جان لینا ہی کافی ہے کہ کنعانی بہت عرصہ پہلے سے کھمار کے چاک کا استعمال جانتے تھے کنعانیوں نے ابتدائ میں بیرونی ملکوں کے نمونوں مثلاً مصر کریت اور قبرص کے نمونوں کی نقان کی اسکے بعد کنعانیوں نے فنون و دستکاری میں نمایاں مقام حاصل کر لیا دھاتیں صاف کرنے کے فن میں کوئی ان سے بڑھا ہوا نہیں ہے آجے اور برنج کا کام وہ بڑی چابکدستی سے کرتی ہیں سونے اور چاندی کے علاوہ فونٹیسوں کو تین اور ایسی بہت سی دھاتیں کی حدش میں انہوں نے بحر

(۱) قوم سہا کے قدیم شہر روم کی کھدائی کے دوران میں ایک بہت ماہی۔ یہ شیر کی شکل سے بڑا ہوا تھا اور جس کی شکل کنعانیوں کے دیوتا مکرمت سے ملتی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کنعانی بری تجارت میں بھی اور عمان تک جاتے تھے۔

رتی ہے مچھلی سے رنگ نکال کر یہ لوگ نمک لگا کر تین روز رکھ چھوڑتے ہیں پھر اسے معتدل حرارت پر جوش دیتے رہتے ہیں جوش دیتے وقت وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد رنگ کو بلوتے رہتے ہیں جتن رنگ ہوتا دسویں روز تحلیل ہو کر پلیٹ میں خوب نکجان ہو جاتا پھر اس میں اون ڈبو کر نکاستے اور کافی دیر تک اسے خشک کرنے کیلئے دھوپ میں رکھتے بعد ازاں خشک اون کو صاف کر کے دوبارہ رنگ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ اون خوب رنگین ہو جائے جب اون خوب رنگ اختیار کر لیتی ہے تو اسے بہترین تسلیم کیا جاتا ہے اور جب یہی اون کنعانی دوسرے شہروں میں لے کر جاتے ہیں تو یہ اون ہاتھوں ہاتھ بک جاتا ہے۔ جس سے یہ خوب دولت کماتے ہیں۔

ارغوانی رنگ کے علاوہ کنعانی قرمزی رنگ کے بھی موجد خیال کئے جاتے ہیں اور اس رنگ کو انہوں نے ہی تجارتی منڈی میں پہنچایا اس رنگ کو بعد میں سرخ رنگ کہا جانے لگا اس رنگ کو کنعانی شاہ بلوط کے درختوں کی ایک خاص قسم سے حاصل کرتے ہیں اور درختوں کی یہ قسم بحرہ روم کے کنارے پائی جاتی ہے بعد میں یہ رنگ ایرانیوں اور عربوں نے بھی تیار کرنا شروع کر دیا تھا اسلئے کہ اس رنگ کو ان کے ہاں بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی تھی۔

کشتی رانی اور بحری پیکائی میں بھی کنعانیوں نے بڑی ترقی کی ہے یہاں تک کنعانی پہلے لوگ ہیں جنہوں نے قطب تارے کی اذیت حاصل کرن اور اسکی مدد سے سمندروں میں سفر کرنا شروع کیا یہ لوگ دیودار کے نہایت پختہ اور پائیدار ٹھکاکٹ کرندیوں میں ڈال دیتے طغیانی آتی تو یہ لٹھ بھہ کر قریب ترین بندرگاہوں تک پہنچ جاتے وہاں یا تو ان سے جہاز بنا لئے جاتے ہیں یا انہیں باہر کے ملکوں میں بھیج دیا جاتا ہے صور اور صیدا کی بندگاہوں میں کنعانی جہازوں کی شروع شروع میں شکل آدھے چاند کی سی ہوتی تھی اگلا پچھلا حصہ اوپر کو اٹھا ہوا ہوتا تھا جہازوں کے یہ نمونے مصریوں کو اس قدر پسند آئے کہ اپنی عمارتوں میں یہ نمونے انہوں نے محفوظ کرنے شروع کر دیئے تھے۔

اسکے بعد کنعانیوں نے اپنے جہازوں کی شکل و شباہت تبدیل کر کے رکھ دی جہازوں میں خاص سامان رکھنے کی گنجائش مانے کیلئے زیادہ چوڑا بنا دیا گیا اگلے حصہ بہت اونچا کر دیا گیا اور نوکیلا رکھا گیا تاکہ لڑائی میں کام دے سکے۔ اسکے علاوہ جہاز میں بڑے بڑے کتان پادیاں بھی لگائے گئے اور انہیں اس وقت کھولا جاتا تھا جب جہاز لنگر انداز ہوتا یا موسم سازگار ہوتا تھا۔ یہ نمونے اشوریوں کو اس قدر پسند آئے کہ انہوں نے بھی مصریوں کی طرح ان نمونوں کو اپنی عمارتوں کی دیواروں پر محفوظ کرنا شروع کر دیا تھا۔

اوقیانوس میں دور دور تک سفر کئے اس دوران میں کنعانوں نے مصر سے مصری ملے ظروف اور آرائشی سامان، ہتھیار اور دوسری اشیاء کی درآمد شروع کی تھی لیکن بعد میں انہوں نے ان چیزوں میں رد و بدل کر کے کمال ترقی تک پہنچا دیا یہاں تک کہ بعد یونان خاموش ہو گیا تھوڑی دیر تک سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ خاموش بیٹھ رہا پھر وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے مہمان عزیز تیرا بڑا شکریہ تو نے میری بات مانتے ہوئے کنعانوں کے متعلق مجھے تفصیل سے آگاہ کیا تو نے یقیناً میری تنگی دور کر دی ہے اسی خوشی میں آج تم دونوں میاں بیوی کا کھانا میرے ہاں ہو گا اب تم دونوں یہیں بیٹھو میں تمہارے لئے کھانا بھجواتا ہوں اسکے ساتھ ہی سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

○

اپنے مختصر سے بحری بیڑے کے ساتھ ہانی بال افریقہ کے ساحل پر اترے اپنے دونوں بھائیوں حسدربال اور ماگو کے مرنے کی وجہ سے وہ انتہائی افسردہ اور ٹوٹا بکھرا سا انسان ہو کر رہ گیا تھا یہاں تک کہ اسکے دو (2) جاں نثار ساتھی انیاس اور کارتھالو اسکے قریب آئے تھوڑی دیر تک وہ دونوں بیچرے بڑی پریشانی اور فکر مندی سے بچھے بچھے ہانی بال کی طرف دیکھتے رہے پھر دونوں آگے بڑھ کر اسکے پہلو میں آئے اس کے بعد انیاس نے ہانی بال کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا اٹلی کی سرزمین سے نکلنے کے بعد آپ بہت ملول ہیں انیاس کے اس استفسار پر ہانی بال چونک اٹھا تھوڑی دیر تک اس نے انیاس اور کارتھالو کی طرف دیکھا پھر وہ انتہائی دکھ اور انتہائی غمزدہ لہجے میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیز اور میرے عظیم ساتھیوں میں جو کچھ چاہتا تھا وہ پورا کر نہیں سکا میری قوم کو یوں عجلت میں مجھے روم سے افریقہ نہیں بلانا چاہئے تھا اگر ایسا ہوتا تو شاید میرا بھائی ماگو بھی بچ جاتا ماگو کے اٹلی میں پہنچنے سے مجھے بے حد تقویت اور حوصلہ ملا تھا اب مجھے اگر قرطاجنہ سے رسد اور کمک نہ ملتی تب میں پورے اٹلی کو کھنگال کر رکھ دیتا اور رومن حکومت کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا۔ اگر میری قوم تھوڑا مزید صبر کریتی اور رومن جرنیل سیو کو کسی نہ کسی طرح اپنی سرزمینوں میں روکے رکھتی اور اسے جنگوں میں الجھائے رکھتی تو میں اٹلی پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی سرزمینوں کے ساحل کی طرف آتا اور سیو کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر اسے مکمل طور پر اکھاڑ کر اور تباہ برباد کر کے رکھ دیتا اب حالات

مختلف دکھائی دے رہے ہیں اور میں وہ کچھ نہیں کر سکوں گا جو میں اٹلی میں کر سکتا تھا یہاں تک کہنے کے بعد جب ہانی بال خاموش ہوا تو انیاس بولا اور پوچھنے لگا۔

اے آقا یہاں حالات کیوں مختلف ہیں اگر ہم رومنوں کو انکی اپنی سرزمین میں قدم قدم پر شکستیں دیتے رہے ہیں تو یہاں اپنی سرزمین میں انہیں کیوں دھکیل کر یاہر نہ نکال دیں گے اس پر ہانی بال افسردگی بڑی بے چینی میں بولا اور کہنے لگا سنو انیاس تمہارے اندازے درست نہیں ہیں جو مختصر سا لشکر میں اٹلی سے لیکر افریقی ساحل پر اترے ہوں یہ اس رومن لشکر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو اس وقت افریقہ میں موجود ہے جو خبریں مجھے ملی ہیں اسکے مطابق ہمارے موجودہ لشکر سے چالیس گنا بڑا لشکر اس وقت رومن سپہوں کی کمانداری میں افریقہ کے اندر موجود ہے اب میری قوم اور اور افریقہ کے غریب وحشیوں کے بادشاہ سائنفسکس کے پاس جو تربیت یافتہ لشکر تھے وہ سپہ پہلے ہی مکاری اور عیاری سے کام لے کر ختم کر چکا ہے اب سائنفسکس کے پاس اپنا کوئی بھی تربیت یافتہ لشکر نہیں اور ہماری قوم نے چھوٹا سا ایک لشکر ضرور تیار کیا ہے لیکن یہ لشکر غیر تربیت یافتہ ہے اسکے علاوہ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ اسی ہاتھی بھی جنگ میں حصہ لینے کیلئے تیار کئے گئے ہیں لیکن یہ ہاتھی بھی غیر تربیت یافتہ ہیں اور غیر تربیت یافتہ ہاتھی دشمن کو نقصان پہنچانے کے بجائے اپنے ہی لئے مصیبت اور تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے ہانی بال خاموش ہو گیا اسلئے کہ دائیں طرف سے بے شمار لوگ اسکے استقبال کیلئے آرہے تھے یہ اس کی قوم کے وہ سرکردہ لوگ تھے جو اس کے خیر مقدم کیلئے آئے تھے قریب آ کر ان لوگوں نے بڑے خلوص سے ہانی بال کو اٹلی میں کامیابیاں حاصل کرنے پر مبارکباد دی ہانی بال کا مختصر سا لشکر ساحل پر اتر گیا پھر ہانی بال کو اطلاع کی گئی کہ رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ زاما کے مقام پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے لہذا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے بھی زاما کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

ہانی بال رومن جرنیل سیو کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا کنعانیوں نے جو نیا لشکر تیار کیا تھا وہ حسدربال گنگو کی سرکردگی میں دیا گیا تھا جس میں اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی بھی تھے جس دن ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ زاما کے مقام پر سیو کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا تھا اسی روز حسدربال گنگو بھی اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال سے آ ملا تھا دوسرے روز رومنوں نے جنگ کے لئے صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

رومن جرنیل سیو نے اپنے لشکر کو کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور خود وسطی حصے میں رہا افریقہ کے

زہ بحر تھا اور شورش جذبات اور جاں کنی کے لخت ان پر وارد ہونے لگے ہوں جلد ہی اپنے تیز رفتار اور خونخوار حملوں سے ہانی ہال نے سیو اور مینسیا دونوں ہی کے لشکریوں پر دریدہ دلی انکے چروں پر اداسی انکی آنکھوں میں تھکن اور جسم آشفستہ عذابی جاری کر دے ہوئے ان کے پاؤں کو آبلہ پا اور پیشانیوں کو عرق عرق کر کے رکھ دیا تھا۔ سیو اور مینسیا دونوں ہی ہانی ہال کے حملوں کی تاب نہ لا سکے اور ہپا ہونے لگے تھے قریب تھا کہ رومنوں کے بہت بڑے لشکر اور افریقہ کے وحشی لشکر کے بادشاہ مینسیا کو ہانی ہال کے مقابلے میں بدترین شکست ہوتی لیکن اس دوران ایک اور تبدیلی اور انقلاب رونما ہو گیا تھا۔

اور وہ اس طرح کہ حدرہال جو اپنے ساتھی اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی لیکر آیا تھا وہ اپنا کام نہ دکھا سکے رومن جرنیل لائیوس کی تیز حیراندازی کے سامنے وہ ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ہی لشکر کو نقصان پہنچاتے ہوئے پشت کی طرف نکل گئے ہاتھیوں کے اس طرح ہپا ہونے سے حدرہال گھکو کے لشکر کے اندر ایک افراتفری اور بد نظمی پیدا ہو گئی اسی افراتفری اور بد نظمی سے رومن جرنیل لائیوس نے خوب فائدہ اٹھایا اور ہاتھیوں کے پیچھے پیچھے وہ حدرہال گھکو کے لشکر پر ٹوٹ پڑا حدرہال گھکو نے اپنے لشکر کو سنبھالنے کی بہتری کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا جسکی وجہ سے حدرہال کے لشکر کو کافی نقصان پہنچا اسکے لشکر کا ایک بڑا حصہ رومنوں کے ہاتھوں مارا گیا اور باقی بھاگ کھڑا ہوا۔

رومن جرنیل لائیوس نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اس نے دیکھا کہ دوسری طرف اسکے جرنیل سیو اور افریقہ کے وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کو ہانی ہال اپنے سامنے بھگنے پر مجبور کر چکا ہے اور واقعی بری طرح ہپا ہونا شروع ہو گئے تھے عین اس موقع پر رومنوں کے جرنیل لائیوس نے ہانی ہال کے لشکر پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا اس وقت اگر کوئی کٹھانی لشکر ہانی ہال کی پشت کی حفاظت کرنے والا ہوتا تو رومنوں اور مینسیا کے متحدہ لشکر کو داما کے مقام پر بدترین شکست ہوتی۔

لیکن معاملہ الٹ ہوا جس وقت لائیوس میں ہانی ہال کی پشت سے حملہ آور ہوا تو ہانی ہال جو ایک طرح سے سیو اور مینسیا کا تعاقب شروع کر چکا تھا اسکے پاؤں رک گئے اور اسے لائیوس کی طرف دھیان دینا پڑا جسکے نتیجے میں سیو اور مینسیا بھی پیٹے اور پوری قوت سے سامنے کی طرف سے ہانی ہال پر حملہ کر دے جس سے ہانی ہال کے لشکر کو بے پناہ نقصان پہنچا۔ ہانی ہال نے جب دیکھا کہ اپنے لشکر کو پہنا اب مشکل ہو رہا ہے تو وہ بچے کچے لشکر کے ساتھ بائیں طرف ہوتا ہوا اپنے مختصر سے ساتھیوں کو بچا کر میدان جنگ سے نکل گیا تھا ہانی ہال کے ہاتھوں ہانی ہال کو زندگی میں پہلی بار رومنوں کے مقابلے میں ہپائی

شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کو اس نے دائیں پہلو پر رکھا اور اسکے ماتحت کام کرنے والے سارے ہی افریقہ کے شرقی حصے کے برابر تھے۔ جبکہ اپنے ایک جرنیل لائیوس کو سیو نے اسکے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں جانب رکھا تھا اس طرح اپنے لشکر کو ترتیب دے کر سیو نے جنگ کی ابتداء کرنا چاہی تھی۔

دوسری طرف ہانی ہال کے پاس لشکر مختصر سا تھا جسے اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ جسے وہ اٹلی سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اپنی کمانداری میں رکھا اور جو نیا لشکر تیار کیا گیا تھا جس میں اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی شامل تھے اسے حدرہال گھکو ہی کی کمانداری میں رکھا گیا تھا سیو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کا مقابلہ کرنے کیلئے خود ہانی ہال اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے آیا جبکہ رومن جرنیل لائیوس کا مقابلہ کرنے کیلئے اس نے حدرہال گھکو کو اسکے سامنے مقرر کیا تھا جب دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تو جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی۔

جنگ کی ابتداء رومنوں کی طرف سے کی گئی تھی تینوں رومن لشکر دہر کی پناہوں میں غم زمانہ کی دھول اور بے تاب انگوں کے جنوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے رومن دھواں دھار اندھیرے کے پس پردہ پھیلتی روشنی کے سحر درد کے آگن میں سوچوں کی لہروں اور فہم و ادراک کی شبیہ میں دوپہر کی لو اور فتنہ گردوں کی طرح کھنڈیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دوسری طرف ہانی ہال بھی کماں ہنرمندی و ذوق جمال سے جھلس دینے والی آگ اور برق کی لپکتی زبان کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ میدان جنگ میں گھوڑوں کے دوڑنے کی وجہ سے دور دور تک دھول اڑنے لگی تھی جسکی وجہ سے سورج کی روشنی ماند پڑنے لگی تھی پھر آہستہ آہستہ جنگ کی ہر ہی بڑھتی گئی مایوسی اور گھبراہٹ کہتی رہی اداس اور موزن محبت کی کہانیاں لو کی لکیروں کی داستانوں میں تبدیل ہوتی چلی گئیں شور جاں فروشاں کانوں کے پردوں سے نکلنے لگا تھا جنگ کی تیزی الاؤ کی دھکتی آگ کی طرح جسموں میں طوفان اور نیتوں میں فساد برپا کرنے لگی تھی۔

ہانی ہال اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ عجیب اور انوکھے دلولے کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا گو اسکے سامنے رومنوں کا جرنیل سیو اور افریقہ کے وحشیوں کا مینسیا دونوں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ تھے اور انکے دونوں لشکروں کی تعداد ہانی ہال کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن یہ ہانی ہال کا نسان تھا یہ دونوں کے لشکروں پر بیک وقت اندھی ظلمت کی المناکی، جبر کے شب رنگ دھوکیں، رات کے سنسنائے صحراء، دشت فنا کے شرر باروں کی طرح حملہ آور ہوا تھا! حملے سے رومنوں اور افریقہ کے وحشیوں کو یوں لگا تھا جیسے کوئی آسیب

اختیار کرنا پڑی تو اسکی زندگی کا سب سے بڑا روگ اس کی زیست کا سب سے بڑا غم اور دکھ بن گیا تھا۔

رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی اس شکست کے بعد دونوں قوموں کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قاصد آتے جاتے رہے یہاں تک کہ آٹھ شرائط پر دونوں قوموں کے درمیان صلح ہو گئی پہلی شرط یہ تھی کہ کنعانی افریقہ میں ایک آزاد قوم کی حیثیت سے باقی رہیں گے اور رومن ان پر مزید حملہ آور نہیں ہوں گے دوسری شرط یہ کہ کنعانی اور رومن جنگ میں ہاتھ آئے والے ایک دوسرے کے قیدیوں کو واپس کر دیں گے تیسرے یہ کہ کنعانی اپنے سارے ہی جنگی جہازوں اور ہاتھیوں کا خاتمہ کر دیں گے صرف دس جنگی جہاز کنعانیوں کو رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ چوتھے یہ کہ آنے والے دور میں کنعانی کبھی بھی افریقہ کے اندر یا باہر رومنوں کی اجازت کے بغیر کسی جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے پانچویں یہ کہ ماضی میں شرقی وحشیوں کے میسنیا اور اسکے آباؤ اجداد کے کنعانیوں نے جو عدتے چھین رکھے تھے وہ اسے واپس کر دیئے جائیں گے اور اسکی پرانی سلطنت بحال کر دی جائیگی چھٹے یہ کہ رومن لشکر کا ایک حصہ افریقہ میں اس وقت تک متعین رہے گا جب تک کہ مکمل امن و امان نہیں ہو جاتا ساتویں یہ کہ جنگ کے تاوان کے طور پر کنعانی ہزار ٹیلنٹ رومنوں کو ادا کریں گے اسکے علاوہ دو ہزار ٹیلنٹ سالانہ وہ رومنوں کو خراج ادا کرتے رہیں گے آٹھویں اور آخری شرط یہ تھی کہ کنعانیوں کے سرکردہ سربراہ رومن اپنے ساتھ یہ غمال کے طور پر اٹلی لے جائیں گے تاکہ انکی وجہ سے رومنوں کو یہ اطمینان رہے کہ آنے والے دنوں میں کنعانی انکے خلاف کسی جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے ان آٹھ شرائط کے تحت رومن اور کنعانیوں میں صلح ہو گئی اور رومن جرنیل سیو اپنے لشکر کے ساتھ واپس اٹلی چلے گئے تھے۔

اسکے بعد کنعانی حکمران کونسل کا اجلاس طلب کیا گیا اس میں ہانی بال موجود تھا ایک کونسل نے اٹھ گھرانہ شرائط پر بحث کرنا چاہی لیکن ہانی بال نے فوراً کندھے سے پکڑا اور گھسیٹ کر اسے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اجلاس کے اندر جس قدر حکمران کونسل کے ارکان تھے انہوں نے ہانی بال کی اس حرکت کو سخت ناپسند کیا جس پر ہانی بال اپنی جگہ سے اٹھا پہلے اس نے اپنے اس رویے کی معذرت کی پھر وہ وہاں جمع ہونے والے سارے ہی حکمران کونسلوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میری قوم کے سرکردہ لوگو! میں اس حکمران کونسل کے آداب و روایات سے واقف نہیں ہوں اسلئے کہ میں تو برس کا تھا جب اپنے وطن سے نکلا اور اب جبکہ اچھین اور

اٹلی سے ہوتا ہوا میں پھر اپنے وطن واپس آیا ہوں تو میری عمر ستالیس سال کی ہو گئی ہے اس طرح میں چھپیس سال کا عرصہ اپنے وطن سے باہر رہ کر آیا ہوں لہذا اس حکمران کونسل کے سامنے مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں اسکے لئے معذرت خواہ ہوں دراصل میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رومنوں نے ہمارے سامنے جو شرائط پیش کی ہیں ان پر ہمیں کسی بھی طرح کی بحث نہیں کرنی چاہیے انہیں فی الفور قبول کر کے رومنوں کو یہ تاثر دینا چاہئے کہ ہم نے یہ شرائط بخوشی قبول کر لی ہیں اور اندر ہی اندر ہمیں اپنی عسکری قوت کو بڑھاتے رہنا چاہیے اور پھر میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم اپنی طاقت اپنی قوت کو بڑھاتے رہیں تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ ان ہی رومنوں سے ہم اپنی مرضی اور منشا کی شرائط منظور کرا سکیں گے یاد رکھو اس کونسل کے سامنے جو بھی میری طرف سے جس لحاظ سے زیادتی ہوئی ہے تو وہ صرف اپنے وطن سے محبت اور رومنوں سے نفرت کی بناء پر ہوئی ہے جس کے لئے میں ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں۔ ہانی بال کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا لہذا ان شرائط پر بحث نہ ہوئی اب حکمران کونسل ملک کے سرکردہ لوگوں پر ٹیکس لگانے کے متعلق بحث کرنے لگی تھی تاکہ رومنوں کو جنگ کا تاوان ادا کیا جاسکے۔

جس وقت حکمران کونسل ملک کے امیر اور مخیر حضرات پر ٹیکس لگانے کے متعلق بحث کر رہی تھی اس وقت ہانی بال کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی اس پر ایک کونسلر اپنی جگہ سے اٹھ اور ساری مجلس کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا اس وقت جبکہ ہم اپنے لوگوں پر ٹیکس لگانے سے متعلق سنجیدگی سے بحث کر رہے ہیں میں دیکھتا ہوں ہانی بال ہمارے اندر بیٹھا مسکرا رہا ہے میرا یہ خیال ہے کہ ہمارے اوپر جو مصیبت آئی وہ ساری ہانی بال کی وجہ سے ہے اسے اپنی قوم اور ہمارے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے یوں حکمران کونسل میں بیٹھ کر اپنی قوم کی بے بسی پر خوش نہیں ہونا چاہیے اس کونسلر کے یہ الفاظ سن کر کنعانیوں کا یہ بے مثل جرنیل اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور حکمران کونسل کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میری قوم کے فرزندو جس طرح تم نے میرے چہرے پر ہنسی دیکھی ہے اسی طرح اگر تم نے میرے زخمی دل کو دیکھا ہوتا تو تم لوگوں کو اندازہ ہوتا کہ یہ مسکراہٹ جو میرے چہرے پر نمودار ہوئی ہے یہ کسی مطمئن اور پر مسرت دل کی مسکراہٹ نہیں ہے بلکہ یہ ایک زخمی دل کی طنزیہ مسکراہٹ ہے جو اپنی قوم کے غم میں تقریباً پاگل ہو چکا ہے۔ میری یہ ہنسی یہ مسکراہٹ بے بسی، لاچاری اور مجبوری کی ہنسی ہے سوچ رہا ہوں اس وقت اے میری قوم کے فرزندو تم لوگ فکر مند ہو اور آنسو بہا رہے ہو کہ ہمیں رومنوں کو تاوان جنگ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھیوں اپنے بحری جہازوں اور اپنے اسلحہ کے ذخائر کو تباہ و برباد

کرنا ہو گا۔ جو لوگ مجھے اس تہائی و بریادی کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ میرا دل تو اس وقت بھی رو رہا تھا جس وقت میں اٹلی میں بیٹھ کر آپ لوگوں سے کمک اور رسد طلب کر رہا تھا اور اس سلسلے میں بار بار قاصد بھیجا رہا تھا اگر اس موقع پر مجھے رسد اور کمک مہیا کر دی جاتی تو آج پورے اٹلی پر ہمارا قبضہ ہوتا اور میری قوم کو بدترین اور ذلت آمیز دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ حکمران کونسل کے ارکان شاید ہانی بال کی اس گفتگو سے متاثر ہوئے تھے لہذا ہانی بال کی اس گفتگو کے جواب میں سب گردنیں جھکا کر خاموش ہو گئے تھے۔

ہانی بال کی گفتگو نے چونکہ سب کو متاثر کیا تھا لہذا حکمران کونسل کے سارے افراد اس بات پر متفق ہو گئے کہ رومنوں کے خلاف ہمیں اندر ہی اندر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے اپنی قوت کو مستحکم کرنا چاہیے تاکہ کسی مناسب وقت پر رومنوں پر ضرب لگا کر ان سے ان ذلت آمیز شرائط کا بدلہ لینا چاہیے اس مقصد کیلئے ہانی بال کو بڑے وسیع اختیارات دے دیئے گئے تاکہ وہ رومنوں کے خلاف انتقام لینے کی تیاریاں شروع کر دے۔ ہانی بال نے فوراً ایران اور شام کے یونانی حکمران اینٹی اوکس کے ساتھ قاصدوں کے ذریعے خط و کتابت شروع کر دی۔ یہ یونانی حکمران اینٹی اوکس ہانی بال کے مداحوں اور چاہنے والوں میں سے تھا۔ ہانی بال چاہتا تھا کہ اینٹی اوکس کے ساتھ مل کر رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے اور ان پر وہ ضرب لگائے کہ جیسی شرائط انہوں نے کنعانیوں پر مسلط کی ہیں ویسی ہی وہ بھی ان پر مسلط کر کے رہے لیکن کنعانیوں کے اندر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ہانی بال کے مخالف تھے انہوں نے خفیہ خفیہ رومنوں کو یہ اطلاع فراہم کر دی کہ ہانی بال اندر ہی اندر ان کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے اور یہ کہ اس جنگ میں وہ ایران اور شام کے حکمران اینٹی اوکس کو بھی اپنے ساتھ ملا رہا ہے رومنوں کو جب یہ خبر ملی تو وہ بڑے فکر مند ہوئے انہوں نے پہلے ہی بڑی مشکل سے ہانی بال سے جان چھڑائی تھی وہ ایک عرصہ ان کے ملک پر مسلط رہا تھا اب انہیں مزید فکر اسلئے ہوئی کہ ہانی بال نے اگر پہلے جیسی قوت اختیار کر لی اور ساتھ ہی اس نے ایران اور شام کے یونانی حکمران اینٹی اوکس کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تو پھر یہ دونوں مل کر رومنوں کیلئے ناقابل تسخیر ہو جائیں گے اور رومنوں کو صفحہ ہستی سے مٹ کر رکھ دیں گے۔

ان ہی خدشات کے پیش نظر رومن حکمرانوں نے ایک وفد روم سے افریقہ کی طرف روانہ کیا بظاہر اس وفد کا مقصد یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ وفد کنعانیوں اور افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ سینسیا کے درمیان جو ماضی کے مسائل تھے آئے ہیں انہیں افہام

تفہیم سے حل کرائے گا لیکن اندر ہی اندر اس وفد کا مقصد یہ تھا کہ ہانی بال کو گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کیا جائے دوسری طرف ہانی بال کو بھی رومنوں کے ان عزائم کی خبر ہو گئی تھی۔ ہانی بال کو یقین تھا کہ رومن وفد کنعانیوں اور افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ سینسیا کے درمیان صلح اور تعاون کرائے نہیں آ رہا بلکہ وہ اسے گرفتار کرنے آ رہا ہے ہانی بال کو یقین تھا کہ وہ اسے گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں گے پھر اسے رومنوں کے حکمرانوں کے سامنے پیش کریں گے جو یقیناً اسکی تکتہ ہوئی کر کے رکھ دیں گے۔

ان ہی خدشات کے تحت ہانی بال نے قرطاجنہ سے بھاگ جانے کا فیصلہ کر لیا اس نے دو قابل اعتماد ساتھیوں ایناس اور اسریاس کو ساتھ لیا اور رات کی تاریکی میں چھوٹے سے ایک بحری جہاز میں وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ قرطاجنہ شہر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہانی بال کرینا شہر آیا یہاں اس نے بھیس بدل کر قیام کیا اس شہر سے اپنے لئے خوراک کا بھی انتظام کیا پھر اسی جہاز میں وہ وہاں سے روانہ ہو گیا اس نے کسی کو خبر تک نہ ہونے دی کہ وہ بھاگ کر کیس اور جا رہا ہے اسے خدشہ تھا کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا تو رومن اس کا ضرور پیچھا کریں گے اسلئے کہ اسکی وجہ سے رومنوں کو کافی زک اٹھانی پڑی تھی ایک تو اس نے خود اٹلی میں داخل ہو کر کئی سال تک انہیں تکلیف دی تھیں۔ دوسرے دنیا کے اندر اس نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ رومن ناقابل شکست نہیں ہیں لہذا رومن ہر صورت میں اس سے انتقام لینا چاہیں گے ان ہی خیالات کے تحت ہانی بال نے کرینا سے بھی کوچ کیا اور لبنان میں اپنے آبائی اور کنعانی عربوں کے شہر صور کا رخ کیا۔

صور کے کنعانی عربوں کو جب خبر ہوئی کہ ان کا بہترین جرنیل قرطاجنہ سے صور میں داخل ہوا ہے تو لوگوں نے اسے بڑی عزت دی۔ بڑا شاندار استقبال کیا اور اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ صور شہر میں ہانی بال کی عزت ایک حکمران اور بادشاہ سے بھی زیادہ کی گئی لیکن اپنے اس آبائی شہر میں بھی ہانی بال زیادہ عرصہ قیام نہ کر سکا اسلئے کہ وہ تو رومنوں کے خلاف شدید ترین نفرت رکھتا تھا اور پڑھتا تھا کہ جس طرح رومنوں نے اس کی قوم پر بیجا شرائط عائد کی ہیں وہ ایک بار بھرمت کر کے رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے اور ایسی ہی شرائط ان پر عائد کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ صور شہر میں چونکہ کوئی شکر نہیں تھا جس کی مدد سے وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں آ سکتا لہذا صور شہر سے نکل کر وہ شام کے حکمران اینٹی اوکس کی طرف روانہ ہوا تھا اینٹی اوکس ایک عرصہ دراز سے ہانی بال کا عراج چلا آ رہا تھا اور ماضی میں ہانی بال اور اسکے درمیان خط و کتابت بھی ہوتی رہی تھی لہذا

جو نئی ہانی بال شام کے حکمران اینٹی اوکس کے پاس پہنچا اینٹی اوکس نے اسکا بڑا زبردست استقبال کیا اور اسکی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنے شاہی محل میں اسکا قیام رکھا۔

اینٹی اوکس کے ہاں قیام کے دوران ہانی بال نے اسے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا مشورہ دیا اینٹی اوکس خود بھی یہی چاہتا تھا کہ رومنوں کے خلاف جنگ کرے کیونکہ رومنوں نے کتھانیوں کو کافی نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا اور اینٹی اوکس دلی طور پر رومنوں کے خلاف تھا۔ اینٹی اوکس نے پہلے ہانی بال کو اپنے بری لشکر اور بحری بیڑے کا معائنہ کرایا اور پھر اس نے ہانی بال سے پوچھا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ جس قدر میرے پاس بری لشکر اور بحری بیڑہ ہے کیا اسکی مدد سے ہم رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر کے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اینٹی اوکس کے اس سوال پر ہانی بال نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔

سنو اینٹی اوکس اگر ان دنوں جنگ کی ابتداء کر دی جائے تو جس قدر لشکر ہمارے پاس ہے اس سے آدھا بھی اگر میرے حوالے کر دیا جائے تو اسکے ذریعے سے میں اٹلی میں داخل ہو کر رومنوں کو بدترین شکست دے سکتا ہوں وہ اسلئے کہ ان دنوں رومنوں کے حالات بڑے خراب ہیں اندرونی طور پر وحشی گال قبائل نہ صرف یہ کہ انکے خلاف حرکت میں آئے ہوئے ہیں بلکہ ان سے بدترین نفرت کرتے ہیں دوسری طرف سسلی اور دوسرے جزائر کے لوگ بھی رومنوں کیلئے پریشانی کا باعث ہیں تیسری طرف رومنوں کو میری قوم سے بھی خطرہ ہے کہ کہیں کتھانی پھر سے طاقت اور قوت حاصل کر کے رومنوں کے خلاف برسرِ پیکار نہ ہو جائیں ان ہی دنوں اگر تم بھی چوتھی اور بڑی قوت کے ساتھ نمودار ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری فتح اور رومنوں کی شکست یقینی ہے لیکن اگر تم فی الفور رومنوں کے خلاف حرکت میں نہ آئے اور ان پر حملہ آور ہونے کا یہ موقع ضائع کر دیا تو پھر تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کہ اس دوران رومن وحشی گال قبائل پر قبضہ کر کے سسلی کے حالات درست کر لیں گے اور جو دوسری قوتیں جو انکے خلاف مزاحمت کر رہی ہیں ان پر مکمل عبور حاصل کر لیں گے جب ایسا ہو چکے اور تم ان پر حملہ آور ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں کامیابی نہیں ہوگی۔

اینٹی اوکس نے ہانی بال کی ساری باتوں کو بڑے غور سے سنا وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں بھی آنا چاہتا تھا لیکن فی الفور وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے ہانی بال سے کہا کہ رومنوں پر حملہ آور ہونے کیلئے مجھے مصلحت چاہئے تاکہ میں ان سے لمبی جنگ لڑنے کیلئے اپنے لشکر کو تیار کر سکوں ہانی بال بیچارہ مجبور تھا پردیس اور غریب الوطنی کی حالت میں تھا لہذا وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا اس طرح اینٹی اوکس رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے کیلئے

لگاتار دو سال تیاریاں کرتا رہا۔ دو سال بعد اس نے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کیا لیکن اب دیر ہو چکی تھی اسلئے کہ اٹلی میں رومنوں نے وحشی گال قبائل پر مکمل طور پر قابو پا لیا تھا ارد گرد کے جزیروں پر بھی ان کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی۔ کتھانیوں سے بھی انہیں فی الفور کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لہذا وہ بڑے مطمئن انداز میں اینٹی اوکس کے خلاف جنگ کر سکتے تھے۔ ان حالات میں رومنوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اینٹی اوکس نے بری فوج کی کمانداری تو خود سنبھالی اور بحری بیڑہ اس نے ہانی بال کے سپرد کیا۔ دراصل اینٹی اوکس چاہتا تھا کہ جس طرح اٹلی میں داخل ہو کر ہانی بال نے پوری دنیا میں شہرت اور ناموری حاصل کی ہے اسی طرح وہ بھی حاصل کرے اسی لئے بری فوج کی کمانداری اس نے سنبھالی تھی وہ چاہتا تھا کہ رومنوں کو شکست پر شکست دے کر ہانی بال کی طرح اٹلی میں داخل ہو اور کمال شہرت حاصل کرے دوسری طرف بحری بیڑے کی کمانداری اس نے ہانی بال کے سپرد کر دی تھی ہانی بال کی فہم و فراست اسکی عقلمندی اور دانشوری پر اسے بھروسہ تھا اور اسے امید تھی کہ اس بحری بیڑے کی مدد سے ہانی بال رومنوں کے بحری بیڑے کو ضرور شکست دے دیگا۔

دوسری طرف رومنوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ہانی بال نے شام کے حکمران اینٹی اوکس کے پاس جا کر پناہ لے لی ہے اور اسکے کہنے پر اینٹی اوکس ان کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے والا ہے لہذا انہوں نے بھی اپنی بری افواج اور بحری بیڑے کو تیار کیا اپنا بحری بیڑہ انہوں نے جزیہ روڈس کی طرف روانہ کر دیا اور روڈس کے رومن حکمران سے کہہ کہ وہ اپنا بحری بیڑہ بھی رومنوں کے بحری بیڑے میں شامل کر دے اس طرح دونوں بحری بیڑے یکجا ہو کر ہانی بال کے بحری بیڑے کا مقابلہ کریں۔ روڈس کے رومنوں کا بحری بیڑہ ان دنوں دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور بحری بیڑہ مانا جاتا تھا اور اسے شکست دینا قطعی طور پر ناممکن خیال کیا جاتا تھا شام کے حکمران اینٹی اوکس کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں نے روڈس واپس کے ساتھ مل کر دونوں بحری بیڑے متحد کر کے ہانی بال کے خلاف لانے کا عہد کیا ہے تو اس نے ہانی بال کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی بندرگاہ پر پڑا رہے اور وہ جنگ کی ابتداء نہ کرے اس پر ہانی بال نے اسے سمجھایا کہ اگر اس نے رومنوں کے خلاف بحری جنگ کی ابتداء نہ کی تو رومن کو تمہارے خلاف فوقیت حاصل ہو جائے گی یہ کہ جب انکی بری افواج تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گی اور اگر بحری جنگ کی ابتداء نہ کی گئی تو روڈس اور رومن دونوں بحری بیڑے اینٹی اوکس کے خلاف حرکت میں آئیں گے اس طرح خشکی اور سمندر دونوں کی طرف سے اینٹی اوکس کے لشکر پر حملے ہو جائیں گے اور اینٹی اوکس ان دونوں

مقابلوں کے سامنے بے بس اور مجبور ہو جائیگا۔ ہانی ہال کے اس انکشاف پر اینٹی اوکس بحری جنگ پر آمادہ ہو گیا تھا۔

تھرموپائل کے مقام پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی شروع شروع میں اینٹی اوکس کا پلہ بھاری رہا اور لگتا تھا وہ رومنوں کے خلاف فتح مند ہو جائیگا اسلئے کہ جس لشکر کے ساتھ وہ رومنوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا اسے ہانی ہال نے تربیت دی تھی اور وہ لشکری جنگ میں بہترین دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے خلاف ڈٹ گئے تھے۔ لیکن عین اس موقع پر رومن لشکر کو مزید کمک مل گئی اور اینٹی اوکس کے لشکر پر دباؤ پڑنا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ اینٹی اوکس پسپا ہوا اور پھر شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس طرح تھرموپائل کے مقام پر رومنوں کے ہاتھوں اینٹی اوکس کو بدترین شکست ہوئی اور پھر بھاگ کر شام واپس چلا گیا۔

دوسری طرف رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑے ہانی ہال کے خلاف حرکت میں آئے رومن خوش تھے کہ اس بحری جنگ میں وہ ہانی ہال کا مقابلہ کر رہے ہیں ان کا ارادہ تھا کہ دونوں بحری بیڑے ہانی ہال کے بحری بیڑے کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور پھر ہانی ہال کو زندہ گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں۔ ادھر سمندر کے اندر اہل روڈس اور رومنوں نے ہانی ہال کے خلاف ایک خوفناک جنگ کی ابتداء کی لیکن ہانی ہال ایسا باتدبیر ایسا باصلاحیت ایسا دلیر ایسا جراتمند اور ایسا عقلمند جرنیل تھا کہ کھلے سمندر کے اندر اس نے کمال ذہانت سے دونوں متحدہ بحری بیڑوں کا مقابلہ کیا روڈس کا بحری بیڑہ جو دنیا کے اندر ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اسکا خیل تھا کہ وہ لہجوں کے اندر ہانی ہال کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن جب کافی دیر تک بھی وہ ہانی ہال کو پسپا نہ کر سکے تو ان پر گھبراہٹ اور تشویش طاری ہونا شروع ہو گئی تھی پھر اس بحری جنگ نے اپنا نقشہ بدلا ہانی ہال نے عجیب سے انوکھے انداز میں اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر لی تھی وہ دائیں بائیں رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑے پر ضربیں لگانے لگا تھا اس طویل بحری جنگ میں آخر کار ہانی ہال کے ہاتھوں رومنوں اور روڈس والوں کو بدترین شکست ہوئی ہو سکتا ہے کہ ہانی ہال کھلے سمندر میں رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑوں کا تعاقب کر کے انہیں نیست و نابود کرنا اور پھر بحری بیڑے کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا اٹلی میں دوبارہ داخل ہو جاتا لیکن اسی دوران اسے خبر پہنچی کہ بری جنگ میں تھرموپائل کے مقام پر اینٹی اوکس کو شکست ہوئی ہے لہذا ہانی ہال نے رومنوں اور روڈس والوں کے بحری بیڑوں کا تعاقب نہ کیا اور انہیں شکست دینے کے بعد وہ شام واپس چلا گیا تھا اس طرح ایک بار پھر رومنوں کے خلاف ہانی ہال نے اپنی فتح مندی اور ناموری ثابت کر دی تھی۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اینٹی اوکس بڑا غصہناک اور برا فروختہ ہوا واپس شام آکر اس نے بڑی سرگرمی سے بھرتی شروع کی اور نیا لشکر تیار کرنا شروع کیا اس طرح اس نے چند ہی دنوں میں ساٹھ سے ستر ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر تیار کر لیا اور اس لشکر کی تربیت اس نے ہانی ہال کے ذمے لگائی۔ لگاتار چند ماہ تک ہانی ہال نے بڑی دل جمعی اور بڑی مشقت کے ساتھ اس لشکر کو جنگی تربیت دی۔ جب اسکی تربیت مکمل ہو گئی تو اینٹی اوکس نے پھر رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کیا لیکن پہلے کی طرح اس بار بھی اینٹی اوکس نے حماقت اور بیوقوفی کا مظاہرہ کیا پہلی جنگ میں ہی اگر اینٹی اوکس بری افواج کا سپہ سالار ہانی ہال کو بتا دیتا تو یقیناً ہانی ہال رومنوں کو شکست دیتا اور دوبارہ اٹلی میں داخل ہو جاتا دوسری باری بھی اینٹی اوکس نے ہانی ہال کو لشکر کا سپہ سالار نہیں بنایا شاید وہ رومنوں کو شکست دے کر ہانی ہال کی طرح شہرت اور ناموری چاہتا تھا لہذا اس نے مزید بھرتی شروع کی اور ہانی ہال سے اس نے کہا کہ وہ شام ہی میں رہ کر نئے بھرتی ہونے والے افراد کو جنگی تربیت دیتا رہے جبکہ وہ خود رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے گا۔ افراد کو جنگی تربیت دیتا رہے جبکہ وہ خود رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے گا۔ اینٹی اوکس کا خیال تھا کہ وہ رومنوں کو طویل جنگ میں الجھا کر رکھ دے گا اور اسکے لئے ہانی ہال تربیت یافتہ لشکر تیار کر کے اسے کمک فراہم کرتا رہے گا اس طرح طویل جنگوں کا سلسلہ طاری کر کے وہ رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کرے گا شاید اینٹی اوکس کا خیال تھا کہ ہانی ہال نے جس طرح طویل جنگ اٹلی میں چھیڑ کر رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کی تھی اسی طرح کر کے وہ بھی شہرت اور فتح مندی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اینٹی اوکس اور ہانی ہال میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

اینٹی اوکس کے ساٹھ ستر ہزار کے لشکر کو دن رات ایک کر کے ہانی ہال نے اس بھروسے سے اور امید پر تربیت دی تھی کہ اینٹی اوکس ضرور اس لشکر کی کمانداری اسے سونپے گا اور پھر اسے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کو کہے گا ہانی ہال کو پکا یقین تھا کہ وہ اس لشکر کے ساتھ اٹلی کو نیست و نابود کر کے رکھ دے گا اور جو شرائط رومنوں نے کھاتنیوں پر مسلط کی ہیں اس سے بدتر شرائط وہ رومنوں پر انکے شہر روم میں عائد کرے گا۔ لیکن ہانی ہال بیچارے کی بد قسمتی اور اینٹی اوکس کا تکبر اور شہرت کی بھوک اس سارے کھیل کو خراب کر گئی اینٹی اوکس نے خود اس لشکر کی سپہ سالاری کی اور پھر اس لشکر کو لے کر وہ رومنوں کے خلاف جنگ کرنے لگا۔

میکینیشیا کے مقام پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان ہوناک جنگ ہوئی

اس لحاظ سے بھی بدترین تھی کہ اینٹی اوکس کے لشکر نے ہانی بال کے ہاتھوں تربیت لی تھی اور پہلے ہی حملے میں اس لشکر نے رومنوں کو دیا کر رکھ دیا تھا لیکن اس تربیت یافتہ لشکر کی بد قسمتی کہ ان کا سپہ سالار جنگ میں تربیت دینے والا ہانی بال نہیں بلکہ اینٹی اوکس تھا۔ اینٹی اوکس ہانی بال کے اس تربیت دیئے ہوئے لشکر کو صحیح طور سے کنٹرول نہ کر سکا اور نہ ان سے جنگ میں کام لے سکا۔ جس طرح لینا چاہئے تھا لہذا شروع میں برتری حاصل کرنے کے بعد جب دونوں لشکروں کی صفیں خوب پھیل اور یکھر کر حملہ کرنے لگیں تو اینٹی اوکس اپنے لشکر کو سنبھال نہ سکا جسکے نتیجے میں پہلے اسکے لشکر کی پسپائی ہوئی پھر اسے بدترین شکست ہوئی لہذا دوسری بار بھی مگیشیا کے مقام پر اینٹی اوکس کو بدترین شکست ہوئی اور پھر اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھاگ کر واپس شام آ گیا تھا۔ اس دوسری شکست کا ہانی بال کو ایسا دکھ اور غم ہوا تھا کہ وہ دکھ اور غم کے باعث اینٹی اوکس کے سامنے نہ آیا اس لشکر کے ساتھ اس نے بہت سی توقعات وابستہ کر رکھی تھیں اسے یقین تھا کہ اس لشکر سے رومنوں کو نیست و نابود کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال مگیشیا کے مقام پر رومنوں کی فتح مندی اور اینٹی اوکس کو شکست ہوئی۔

اس شکست کے بعد رومنوں نے اینٹی اوکس کو یہ دھمکی دی کہ وہ ہانی بال کو پکڑ کر ہمارے حوالے کر دے ورنہ وہ اسکے ملک پر حملہ آور ہو جائیں گے اینٹی اوکس نے رومنوں کے اس مطالبے کو تسلیم کر لیا پر اندر ہی اندر چونکہ وہ ہانی بال سے محبت کرتا تھا اسے پسند کرتا تھا لہذا اس نے ہانی بال کو اپنے ہاں سے بھاگ جانے کا موقع فراہم کیا اور رومنوں کی طرف اس نے قاصد بھیجوائے کہ جس وقت انہوں نے ہانی بال کو اس سے طلب کیا تھا ہانی بال کو اس کی خبر ہو گئی تھی لہذا وہ اسکی سلطنت سے بھاگ گیا شام سے نکل کر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہانی بال بچارہ جزیرہ کریت کی طرف چلا گیا وہاں اس نے کچھ عرصہ قیام کیا لیکن شاید رومنوں کو پتہ چل گیا تھا کہ ہانی بال شام سے بھاگ کر کریت پہنچ گیا ہے لہذا وہ شکاری کتوں کی طرح اسے تلاش کرتے ہوئے کریت پہنچ گئے۔ ہانی بال وہاں سے بھی نکلا اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ وہ کریت سے آرمینیا کی طرف آ گیا۔

آرمینیا کے بادشاہ پروسیاس نے ہانی بال کی بڑی آؤ بھگت کی اسکا بہترین استقبال کیا اور اپنے شہر آرتاکشا میں ہانی بال کو اپنے شاہی مہمان خانے میں رہنے کو جگہ دی آرتاکشا شہر میں قیام کرتے ہوئے ہانی بال کو کچھ امید ہو گئی تھی کہ وہ رومنوں سے دور رہ کر زندگی کے باقی دن امن اور سکون سے گزار دینا لیکن لگتا تھا قسمت اور تقدیر برگشتہ ہو کر اسکے تعاقب میں لگی ہوئی تھی۔

رومنوں کو ان کے جاسوسوں نے خبر دی تھی کہ ہانی بال نے پروسیاس کے ہاں پناہ لے رکھی ہے رومن جاسوس براہ راست ہانی بال کا سامنا نہیں کرتے تھے وہ ڈرتے تھے انہیں یقین تھا کہ جونہی ان میں سے کوئی براہ راست ہانی بال کے سامنے آیا یا اس سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو ہانی بال اس پر حملہ آور ہو کر اسکی دھجیاں اڑا دیگا وہ جانتے تھے کہ ہانی بال دل کی گہرائیوں سے رومنوں سے نفرت کرتا ہے لہذا رومنوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال نے آرمینیا میں پروسیاس کے ہاں پناہ لے رکھی ہے تو وہ پھر ہانی بال سے انتقام لینے کیلئے حرکت میں آئے انہوں نے ایو مینس سے رابطہ قائم کیا یہ پروسیاس کی ایک ہمسایہ ریاست کا حکمران تھا اور اسکے رومنوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے رومنوں نے اس سے مشورہ کیا کہ وہ پروسیاس پر حملہ کر کے اور اسے شکست دے کر ہانی بال کو گرفتار کر کے روم روانہ کر دے ایو مینس رومنوں کے اس کہنے پر عمل کرنے کیلئے آمادہ ہو گیا تھا اور پروسیاس پر حملہ آور ہونے کیلئے وہ ایک زبردست بحری بیڑہ تیار کرنے لگا تھا دوسری طرف آرمینیا کے حکمران پروسیاس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اسکا ہمسایہ ایو مینس ہانی بال کی خاطر اس پر حملہ آور ہونے والا ہے لہذا اس نے حالات سے ٹٹلنے کے لئے فوراً ہانی بال کو اپنے پاس طلب کیا۔

ہانی بال جب پروسیاس کے سامنے آیا تو پروسیاس نے اسکی بڑی عزت کی اسکا بڑا احترام کیا اسے اپنے پہلو میں بٹھایا بڑی شفقت اور بڑی نرمی سے پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ ہانی بال میرے عزیز تیری زندگی تیری جان مجھے بڑی عزیز ہے لیکن یوں لگتا ہے رومن تیرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں انہوں نے میرے ہمسائے حکمران ایو مینس کو مشورہ دیا ہے کہ وہ میری سلطنت پر حملہ آور ہو مجھے شکست دے اور تمہیں گرفتار کر کے روم روانہ کر دے اس مقصد کیلئے ایو مینس ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کر رہا ہے جس کے ذریعے وہ مجھ پر حملہ آور ہو گا اور تمہیں گرفتار کرنے کی کوشش کریگا تم ایک ماہے ہوئے جرنیل ایک دانشمند اور فہیم کماندار ہو برسوں اٹلی میں قیام کر کے رومنوں کو تم نے اپنے سامنے نہ صرف مغلوب کیا بلکہ انہیں وہ مار ماری کہ آج تک کسی نے اٹلی پر یہی حالت نہیں کی لہذا مجھے مشورہ دو کہ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب پروسیاس خاموش ہوا تو ہانی بال اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

پروسیاس میں تمہارا شکر گزار ہوں اور ممتوں ہوں کہ تم نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کیا ورنہ تم یہ بھی کر سکتے تھے کہ خود ہی مجھے گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کر دیتے اس طرح تم اپنا ملک اور اپنی جان بچا سکتے تھے اب جبکہ ایو مینس تم پر حملہ آور

ہونے والا ہے اور اس سلسلے میں تم نے مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ابو منیس اگر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ رومنوں کا بھی بحری بیڑہ لے آئے تو کھلے سمندر کے اندر میں انہیں بدترین شکست دوں گا تمہیں اس سلسلے میں کوئی مزید تیاری کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے تمہارے پاس جو بحری بیڑہ ہے میرے خیال میں دشمن سے نمٹنے کیلئے کافی ہو گا ہانی بال کے الفاظ پر پروسیاس نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ حیرت اور تعجب میں اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

سنو ہانی بال میرے عزیز میرے دوست میں جانتا ہوں کہ تم ناممکن کو ممکن بنانے کا فن خوب جانتے ہو لیکن مجھ پر یہ بات بھی عیاں ہے کہ میرے ہمسائے حکمران ابو منیس کی بحری طاقت مجھ سے کئی گنا زیادہ اور پرزور ہے پھر کیونکر میرے مختصر لشکر کے ساتھ تم کھلے سمندر میں اسے شکست دے سکو گے اس پر ہانی بال بولا اور پروسیاس کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا تمہیں میرے الفاظ کا یقین نہیں ہے اس پر پروسیاس پھر بولا اور کہنے لگا۔

ہانی بال میں تسلیم کرتا ہوں کہ ماضی میں تم رومنوں کیلئے رات کے سنبھاتے صحراء، شب کی گھمبیر سیاحیوں اور اداس شام، اجاڑ راتوں میں ہر وقت کی گردش میں جراتوں کی حرارت اور شباب کی صبح ثابت ہوتے رہے ہو، اپنی ساحرانہ کشش اور اپنے سحری عمل سے تم ہمیشہ ان پر المنک ٹھن، خراں کی ماری شب اور غم کی بے نور گزرگاہ کی سی کیفیت طاری کرتے رہے ہو سنو ہانی بال تمہاری جسمانی حالت تمہارے کردار کی پختگی، تمہاری مشقت پسندی کے سامنے ہمیشہ رومنوں کی حیوانی طلب انکی بیجانی کیفیت کو ندامت و ذلت سے آشنا ہونا پڑا۔ تمہاری شمشیر رواں تمہارے مسلک تیروں تمہارے اٹل قسمت جیسے فیصلوں اور تمہاری آندھیوں کے جھکڑوں جیسی جلاں قوت کے سامنے رومنوں کو ہمیشہ شکست اور ذلت ہی نصیب ہوئی گو یہ ساری حقیقت آئینہ کی طرح میرے سامنے عیاں ہے پھر بھی ہانی بال میرے دل میں ایک جستجو ہے کہ کیسے اور کس طرح تم ابو منیس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر ہانی بال مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

سنو پروسیاس تم اپنے دشمن ابو منیس کو حملہ آور ہونے دو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے اس دشمن کی حالت میں حالات کے بدترین نوحے بوجھ تلے دبی آراڑوں اور تخریبی قوتوں کے مارے لحوں جیسی بنا کے رکھ دوں گا اس سارے کام کی تکمیل کیلئے تمہیں ایک زحمت اٹھانا ہوگی اس پر پروسیاس فوراً بولا اور پوچھنے لگا وہ کیا اس پر ہانی بال بولا میرے لئے تم پہلا کام تو یہ کرو کہ شراب کے خالی چوبی ڈرم مجھے مہیا کرو اور دوسرا کام تم میرے لئے یہ کرو کہ بیشمار سانپ میرے لئے مہیا کر دو میں جانتا تو نہیں لیکن میں نے سن

رکھا ہے کہ تمہاری سرزمین میں سانپ بیشمار ہوتے ہیں تم اعلان کرا دو کہ جو شخص جس قدر زیادہ سانپ پکڑ کر لائے گا اسے ان کی تعداد کے مطابق انعام و اکرام سے مالا مال کیا جائیگا اس پر پروسیاس گھبرا کر کہنے لگا یہ تم شراب کے خالی ڈرموں اور سانپوں کا کیا کرو گے میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں سانپ بیشمار ہوتے ہیں اور میرے اعلان کرنے کے ساتھ ہی لوگ سانپوں کے ڈھیر لگا دیں گے پر تم ان کا کرو گے کیا اس پر ہانی بال کہنے لگا یہ مت پوچھو جو چیزیں میں کہتا ہوں ان کا بندوبست کر دو پھر دیکھو میں رومنوں کے اس حمایتی ابو منیس کے لشکر کا کیا حشر کرتا ہوں۔

پروسیاس کو چونکہ ہانی بال پر مکمل بھروسہ اور اعتماد تھا لہذا اس نے اسی روز سانپوں کیلئے اعلان کرا دیا اور شراب کے خالی چوبی ڈرم بھی اس نے مہیا کرنے شروع کر دیئے تھے چند ہی روز میں لوگوں نے بیشمار سانپ پکڑ کر پیش کرنے شروع کر دیئے ان سانپوں کو ہانی بال نے شراب کے خالی چوبی ڈرموں میں بھر بھر کر اوپر سے ڈھکن لگانا شروع کر دیئے اس طرح بیشمار چوبی ڈرم سانپوں سے بھر دیئے گئے تھے جس قدر ڈرم پروسیاس نے ہانی بال کو مہیا کئے تھے جب وہ سانپوں سے بھر گئے تب ان ڈھکن لگے سانپوں سے بھرے چوبی ڈرموں کو پروسیاس کے بحری جہازوں میں رکھوا دیا گیا تھا پروسیاس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ہانی بال کیا کرنے والا ہے تاہم اسے یقین ضرور تھا کہ ہانی بال رومنوں کے حمایتی ابو منیس کے خلاف کوئی اسے ذلت میں ڈال دینے والا قدم ضرور اٹھائے گا لہذا وہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے ہانی بال کے سارے کاموں کو دیکھتا رہا یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال ابو منیس کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

چند ہی روز بعد ابو منیس اپنے زبردست بحری بیڑے کے ساتھ کھلے سمندر کی طرف بڑھا تھا تاکہ پروسیاس پر حملہ آور ہو ہانی بال کو گرفتار کر کے روم بھجوائے اور رومنوں سے انعام و اکرام کی توقع رکھے پروسیاس کے جاسوسوں نے بھی اسے اطلاع کر دی تھی کہ ابو منیس اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا ہے یہ اطلاع آتے ہی ہانی بال پروسیاس کے پاس آیا اور اسے قتل اور ڈھارس دیتے ہوئے کہنے لگا پروسیاس تم اپنے شہر میں بڑے سکون اور میٹھی نیند سوتے رہو میں آج ہی تمہارے بحری بیڑے کو لے کر ابو منیس کے بحری بیڑے کی طرف لے جاتا ہوں پھر دیکھنا چند ہی دن بعد کیسی خوشیوں بھری خبر اپنے جاسوس کے ذریعے سے سنو گے ان الفاظ کے ساتھ ہی ہانی بال حرکت میں آیا اور پروسیاس کے بحری بیڑے کو لے کر وہ کھلے سمندر کی طرف چلا گیا تھا۔

کھلے سمندر میں ابو منیس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پروسیاس کے اس بحری بیڑے پر

حصہ اور ہوا جس کی کمانداری ہانی بال کر رہا تھا جو نئی دونوں بحری بیڑے ایک دوسرے کے سامنے آئے تو عددی لحاظ سے دونوں بحری بیڑوں کی نسبت ایک اور دس کی تھی ابو منیس کا بحری بیڑہ پروسیاس کے بحری بیڑے سے دس گنا بڑا تھا اور ان کے ہتھیار اور ان کے جنگی لباس بھی پروسیاس کے لشکریوں سے بہتر تھے پس جو نئی دونوں بحری بیڑے ایک دوسرے کے قریب آئے ہانی بال نے اپنے ملاحوں کو اپنے جہاز سمندر میں خوب پھیلانے کا حکم دے دیا تھا ہانی بال کے اس حکم پر آنا "فانا" ملاح حرکت میں آئے اور سمندر کے اندر انہوں نے اپنے جہاز خوب پھیلانے تھے اسکے جواب میں ابو منیس کے بحری بیڑے کے امیر البحر نے بھی اپنے بحری بیڑے کو پھیلایا اور ہانی بال پر وہ حملہ آور ہوا تھا جو نئی ابو منیس کا بحری بیڑہ ہانی بال کے قریب آیا ہانی بال نے اپنے بحری بیڑے کے ملاحوں کو حکم دیا کہ جہازوں کے اندر شراب کے سانپوں بھرے جتنے ڈرم پڑے ہیں وہ اٹھا اٹھا کر دشمن کے جہازوں کے اندر پھینک دیئے جائیں۔

ہانی بال کا یہ حکم پاتے ہی اسکے ملاح آمدھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے دو دو تین تین نے مل کر سانپوں بھرے لکڑی کے ڈرم دشمنوں کے جہازوں میں پھینکنے شروع کر دیئے تھے جو ڈرم دشمن کے جہازوں میں پھینکا جاتا وہ اس زور سے گرتا کہ اسکا ڈمکن کھل جاتا اور سانپ پھڑپھڑاتے بہاڑوں اور کشتیوں میں دشمن کے سپاہیوں کو ڈسنے لگے تھے اس طرح جب سارے ڈرم دشمن کے بحری جہازوں میں پھینک دیئے گئے تو لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی دشمن کے جہازوں میں ایک کھرام اور شور مچ گیا اسلئے کہ ان کے سارے بحری بیڑے میں سانپ ہی سانپ ہو گئے تھے اور انہوں نے جہازوں اور کشتیوں میں سوار ملاحوں کو ڈسنا شروع کر دیا تھا اور یہ سانپ ایسے زہریلے تھے کہ ابو منیس کے بحری بیڑے کے ملاح تیزی سے مرنا شروع ہو گئے تھے ابو منیس کے امیر البحر نے جب دیکھا کہ اسکے ملاح بڑی تیزی سے موت کا شکار ہوتے جا رہے ہیں تو وہ اپنی جان بچانے کیلئے سمندر میں کود گیا بحری بیڑہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا اسلئے کہ بیشمار ملاحوں کو تو سانپوں نے کاٹ کر ہلاک کر دیا اور جو باقی بچے وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر سمندر میں ڈوب مرے تھے دشمن کے بحری بیڑے کی یہ حالت کرنے کے بعد ہانی بال اپنے بحری بیڑے کو لیکر پروسیاس کی طرف لوٹ گیا۔

پروسیاس کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال نے صرف یہ کہ اسکے دشمنوں کو بدترین شکست دینی ہے بلکہ اسکے دشمن کے ملاحوں کا مکمل طور پر صفایا بھی کر دیا ہے تو وہ بڑا خوش ہوا اور وہ بڑی بے چینی سے ہانی بال کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جب ہانی بال اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ساحل پر لگا تو پروسیاس نے بڑے والمانہ انداز میں اسکا استقبال کیا ہانی بال

کو وہ گلے لگا کر ملا اسکی پیشانی چوی پھر وہ بڑے رقت آمیز انداز میں ہانی بال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ہانی بال اگر تم کچھ عرصہ پہلے میرے پاس آئے ہوتے تو میں دنیا کو یقین دلا سکتا کہ میں پوری دنیا کا فاتح بننے کی قوت اور صلاحیت رکھتا ہوں ہانی بال کی اس کامیابی اور فتح مندی پر پروسیاس نے کئی دن تک خوشی کا جشن منانے کا اعلان کر دیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ ہانی بال نے کھلے سمندر میں اسکے حمایتی ابو منیس کے بحری بیڑے کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا ہے تو وہ بڑے غصہناک اور سخ پا ہوئے انہوں نے اپنا ایک وفد آر مینیا کے حکمران پروسیاس کی طرف روانہ کیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے ہانی بال کو ہمارے وفد کے ہاتھ روم نہ بھجوا یا تو رومن اسکے ملک پر حملہ آور ہو کر اسے اور اسکی رعایا کو نیست و نابود کر دیں گے جب یہ وفد پروسیاس کے پاس آیا اور دھمکی آمیز لہجے میں اسے ہانی بال کو طلب کیا تو پروسیاس ہانی بال کو رومنوں کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا اس نے فوراً اپنے کچھ سپاہی اس عمارت کی طرف بھجوائے جہاں ہانی بال نے قیام کر رکھا تھا تاکہ اسے گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کر دیا جائے۔

ابو منیس کے بحری بیڑے کو شکست دینے کے بعد پروسیاس نے ہانی بال کو رہائش کیلئے ایک ایسی عمارت دی تھی جسکے سات دروازے تھے ہانی بال کو چونکہ ہر وقت رومنوں کی طرف خطرہ لاحق رہتا تھا لہذا اس عمارت کے ساتوں دروازوں پر ایسے پھرے دار کھڑے رہتے تھے جو ہانی بال سے بے پناہ محبت کرنے لگے تھے ان لوگوں نے ہانی بال کو خبر کر دی کہ انکا بادشاہ پروسیاس اسے رومن وفد کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے یہ اطلاع پانے کے بعد ہانی بال کو یقین ہو گیا کہ اب اسکا بچنا مشکل ہے اور یہاں سے بھاگنا بھی بے سود ہے لہذا پہلے اس نے ایک کپڑا لیکر اس پر ایک تحریر لکھی جو کچھ یوں تھی۔

"میرے اس طرح مرجانے سے رومنوں کو اس انتظار کی زحمت سے نجات مل جائیگی کہ ایک سن رسیدہ اور نفرت زدہ آدمی کب وفات پاتا ہے۔"

اسکے بعد ہانی بال نے زہر کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ یہ زہر وہ ہنگامی حالت سے نمٹنے کیلئے اپنی انگوٹھی میں رکھا کرتا تھا۔ اس طرح دنیا کا ایک عظیم اور فاتح ایک مدبر اور ایک بے مشن جرنیل ایک شجاع اور دلیر انسان دنیا سے کوچ کر گیا جس نے کئی سالوں تک اٹلی پر قابض رہنے کے بعد رومنوں کے اس دُغم اور گھمنڈ کو توڑا کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں الفوس کہ ہانی بال کی قوم نے اس کیلئے کچھ نہ کیا اگر کھائی اٹلی میں اسے رسد ملک ہر وقت فراہم کرتے تو وہ روم پر قبضہ کرنے کے بعد رومنوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیتا یا اگر یہ نہیں تو دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے اور بکھرے پوئے عرب ہی مل کر اس کا ساتھ دیتے تب بھی ہانی

بال رومنوں کو کسی زہریلے پودے کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور آج دنیا کی تاریخ اس سے مختلف ہوتی جواب ہے بہر حال مناسب پشت پناہی نہ ہونے کی وجہ سے ہانی بال نہ صرف یہ کہ اٹلی سے لگلا بلکہ در بدر اور غریب اوطان کی زندگی گزارنے کے بعد گمناہی کی موت سے بے غلیر ہو گیا۔

ہانی بال کی موت کے بعد بھی رومنوں کو کنعانیوں کی طرف سے خطرے کی بو آتی رہی انہیں شک پڑ گیا تھا کہ ایک نہ ایک روز کنعانیوں میں کوئی اور ہانی بال پیدا ہو گا اور ان سے انتقام ضرور لے گا۔ رومن کنعانیوں کے ذرائع آمدنی سے بھی خوب واقف تھے گو رومنوں کے ساتھ جنگ میں ان کا پیشہ نقصان ہوا تھا اور انہیں بھاری تادان بھی ادا کرنا پڑا تھا لیکن ان کی دنیا بھر میں پھیلی تجارت باقی تھی جو انہیں اٹھا کر پھر کھڑا کر سکتی تھی جنگ زما کی شرائط کے بعد گو کنعانیوں کے جنگی بحری جہاز تباہ و برباد کر دیئے گئے تھے لیکن ان کے تجارتی جہاز اب بھی اسکے پاس تھے اپنے ان ہی تجارتی جہازوں کی بناء پر کنعانیوں کے خزانے اب بھی سونے سے بھرے پڑے تھے اس کا انداز اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنگ زما میں پچاس سال کینے جو جنگ کا تادان اور اخراج رومنوں نے کنعانیوں پر لگایا تھا کہ کنعانیوں نے رومنوں کی کہ وہ پچاس سس کا سارا تادان اور خراج کی رقم یکمشت ادا کر کے فارغ ہو جانا چاہتے ہیں۔

کنعانیوں کی اس پیش کش پر رومن چونکہ پڑے انہیں خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر کنعانیوں کی معیشت اسی طرح ترقی کرتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب ان کا کوئی اور جرنیل ہانی بال کا روپ دھار کر اٹلی میں داخل ہو گا اور اسکے سارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بچا کر رکھ دے گا ان ہی دنوں رومنوں کے خدشوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ اس طرح کہ **مقدونیہ کا موجودہ بادشاہ جو زاما کے مقام پر رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی شکست کے باعث رومنوں سے خطرہ محسوس کرنے لگا تھا وہ بھی ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے اپنے دوستوں اور حمایتیوں میں اضافہ کرنے لگا تھا کہ اگر آئے والے دور میں رومن اس پر جنگ مسلط کرنے کی کوشش کریں تو وہ بخوبی ان سے نمٹ سکے۔**

مقدونیہ کے حکمران نے سب سے پہلے کنعانیوں سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی اسلئے کہ اسے یقین تھا کہ صرف کنعانی ہی ایسے ہیں جن کے ساتھ مل کر وہ رومنوں کو اپنے سامنے مغلوب کر سکتے ہیں لہذا اس نے اپنا ایک وفد کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیا اور کنعانیوں سے اس نے پیچھے ردا بلہ اور باہمی تعلقات کی التماس کی اس طرح دونوں قوموں کے درمیان روز کا آنا جانا شروع ہو گیا تھا جنہیں رومن شک اور

شے کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے انہیں خطرہ ہو گیا تھا کہ اگر کنعانی اور مقدونیوں نے مل کر ان کے خلاف کسی جنگ کی ابتداء کی تو رومن کسی بھی طرح ان کے مقابلے کیلئے ٹھہر نہ سکیں گے۔

اسی دوران ایک تیسرا واقعہ بھی رومنوں کیلئے پریشانی کا باعث بن گیا وہ اس طرح کہ افریقہ کے شرقی وحشیوں کا بادشاہ مینسیا انتہائی شریف اور عیار انسان تھا اس نے ماضی میں چونکہ کنعانیوں کے خلاف رومنوں کا ساتھ دیا تھا اور جنگ زما میں بھی کنعانیوں کے خلاف رومنوں کے ساتھ مل کر جنگ لڑا تھا اس نے جب دیکھا کہ رومنوں نے کنعانیوں پر جو شرائط مسلط کی ہیں ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کنعانی افریقہ کے اندر یا باہر کسی بھی قوم یا ملک سے ان کی اجازت کے بغیر جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے اس شرط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مینسیا نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسکی مدد سے کنعانیوں کے علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے مینسیا کی بستیاں اور قبضے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کرنا شروع کر دیئے تھے۔

کنعانیوں نے وہ (2) ایک بار وفد بھجوا کر مینسیا کو ان حرکتوں سے باز رہنے کیلئے کہ لیکن مینسیا کو یقین تھا کہ کنعانی رومنوں کے خطرے اور خدشے کی وجہ سے جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے لہذا اسے کنعانیوں سے کوئی خطرہ نہیں تھا جسکی بناء پر وہ بڑی تیزی سے کنعانیوں کے علاقے ہتھیانے لگا کنعانیوں نے جب دیکھا کہ مینسیا کسی بھی طرح باز نہیں آتا تو اسکی سرکوبی کرنے کے لئے کنعانیوں نے اپنے پرانے جرنیل حیدر بال سککو کو ایک لشکر کے ساتھ اسکی طرف روانہ کیا اس لشکر کی تعداد مختصر ہی تھی لیکن یہ لشکر خوب تربیت یافتہ تھا جب یہ لشکر مینسیا کے لشکر کے سامنے پہنچا تو مینسیا نے سمجھا کہ کنعانیوں کے لشکر کی تعداد اسکے لشکر کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے لہذا وہ اسے شکست دیکر بھاگ دے گا لیکن جب جنگ ہوئی تو کنعانیوں نے اس جنگ میں مینسیا کے لشکر کو بدترین شکست دی اور جس قدر علاقے مینسیا نے کنعانیوں سے ہتھیائے تھے ان پر انہوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔

رومن عیاری سے کام لیتے ہوئے اس وقت تک خاموش رہے جب تک مینسیا کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقے ہتھیاتا رہا لیکن جوہنی انہیں یہ خبریں پہنچیں کہ کنعانیوں نے جو ابی کارروائی کر کے نہ صرف یہ کہ مینسیا کو بدترین شکست دی ہے بلکہ اپنے علاقے بھی واپس لے لئے ہیں تو وہ چوکتے ہو گئے انہیں فکر مند ہوئی کہ کنعانیوں نے پھر اپنی پہلے جیسی طاقت اور قوت بحال نہ کر لی ہو انہوں نے کنعانیوں کی طرف تو

بھجوائے جسکے ذریعے سے کنعانیوں کو یہ یاد دہانی کرائی گئی کہ انہوں نے ان شرائط کی کھلی کھلی خلاف ورزی کی ہے جو اسکے اور رومنوں کے درمیان طے پائی تھیں ساتھ ہی رومنوں نے اپنا ایک جرنیل مرکبوس کاٹو قرطاجنہ کی طرف بھجوا دیا تاکہ وہ سارے حالات کا جائزہ لے جسکے تحت کنعانی فی الفور اپنی طاقت بحال کر کے مینیسیا کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے ہیں بہر حال مرکبوس کاٹو نام کا یہ جرنیل افریقہ پہنچا اس نے قرطاجنہ کا خوب گھوم پھر کر جائزہ لیا اسکے بعد وہ شرقی و مشرقی بادشاہ مینیسیا سے بھی ملا سارے حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ مرکبوس کاٹو واپس روم گیا اسکے روم پہنچنے پر روم کی سینیٹ کا اجلاس طلب کیا گیا اور مرکبوس کاٹو سے کہا گیا کہ وہ افریقہ میں جو کچھ دیکھ کر آیا ہے وہ سینیٹ کے سامنے اسکا اظہار کرے اس پر مرکبوس کاٹو نے سینیٹ کے سامنے اپنی تقریر کی ابتداء کرتے ہوئے کہا شروع کیا۔

سنو میری قوم کے فرزندو! میں نے کنعانیوں سے متعلق جو کچھ دیکھا وہ یہ کہ میرے خیال میں وہ اپنی پہلی طاقت اور قوت تیزی سے بحال کرتے جا رہے ہیں قرطاجنہ شہر جس کی آبادی دن بدن تیزی سے بڑھ رہی ہے خوب آباد اور امیر ترین شہر ہے اسکے ساحل پر ہر وقت ان گنت اور بیشمار تجارتی جہاز آتے جاتے رہتے ہیں جو کسی بھی وقت جنگی بحری جہازوں کی صورت اختیار کر سکتے ہیں کنعانیوں کے خزانے بھرے ہوئے ہیں انکے اسلحہ خانے بھی بھرتے جا رہے ہیں اور ان کے اندر میں نے ایک جوش ایک دلولہ پایا ہے اسکے ساتھ ہی مرکبوس کاٹو نے اپنے چنے کے اندر سے پکے ہوئے انجیروں کا ایک خوشہ نکالا اور اسے اپنی سینیٹ کے ارکان کے سامنے پھینکتے ہوئے کہا ادھر دیکھو رومنوں کے فرزندو جو قوم اس طرح کے پھل پیدا کر کے خود بھی مستفید ہو سکتی ہے اور اوروں کو بھی بھیجتی ہے وہ دوبارہ اپنی طاقت اور قوت بحال کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد مرکبوس کاٹو تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا سنو رومن قوم کے فرزندو اگر تم میری مانو اور اگر تم رومنوں کی بقا چاہتے ہو اور جس سرزمین میں تم بیٹھے ہو اس پر اپنی ملکیت اپنی آزادی بحال رکھنا چاہتے ہو تو پھر کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایا کرو انہیں ختم کر دو دنیا سے انہیں نیست و نابود کر دو اور اگر تم لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر وہ تمہیں نیست و نابود کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائیں گے جو حالات میں نے کنعانیوں کے اندر دیکھے ہیں اگر وہ ویسے کے ویسے ہی رہے اور ہم نے انکے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا تو پھر لکھ رکھو کہ عنقریب ان کے درمیان کوئی اور ہانی پال اٹھے گا وہ بھی اٹلی کا رخ کرے گا اور اس وقت تک اٹلی کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسکی اینٹ سے

اینٹ بجا کر نہیں رکھ دیتا لہذا میری قوم کے فرزندو میری تم سے ایک ہی التماس ہے کہ ان کنعانیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دو اسی میں تمہاری بقا بہتری اور اسی میں تمہاری منفعت ہے مرکبوس کاٹو کی اس تقریر کے بعد رومن حکمرانوں نے کنعانیوں کو واقعی صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

رومنوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ انہوں نے شرقی و مشرقی بادشاہ مینیسیا کو پیغام بھجوا دیا کہ وہ کنعانی علاقوں پر زوردار حملہ کر کے ان کے اندر گھستا چلا جائے اور جس قدر چاہے ان کے علاقوں پر قبضہ کر لے ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر کنعانی اسکی سرکوبی کیلئے لشکر تیار کرتے ہیں تو وہ اس لشکر سے بھی ٹکرا جائے اور اگر وہ اس لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بڑھتا چلا جائے اور اس شہر کو نیست و نابود کر کے کنعانیوں کا افریقہ سے مکمل طور پر خاتمہ کر دے رومنوں نے مینیسیا کو یہ بھی پیغام بھجوا دیا کہ اگر کنعانیوں کے مقابلے میں اسے شکست ہوتی ہے تو وہ پیچھے اپنے صحرائی حصے میں داخل ہو جائے اور کنعانیوں کو اپنا تعاقب کرنے کا موقع فراہم کرنا جائے جب کنعانی دور تک صحراء میں اسکا تعاقب کریں تو پھر اپنے لشکر کا ایک حصہ ان کی پشت کی طرف بھجوا کر راستے میں کھانے پینے کی جو بھی چیزیں میسر ہوں انکا خاتمہ کر دے اس طرح کنعانی خوراک نہ ملنے کی وجہ سے صحراء کے اندر قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور انکے لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا جو آنے والے دنوں میں رومنوں اور مینیسیا کا سامنا کر سکے اور اسکے بعد رومن خود ہی کنعانیوں سے ٹپٹ لیں گے یہ پیغام ملنے کے بعد مینیسیا نے کنعانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔

کنعانیوں کو جب خبر ہوئی کہ مینیسیا نے انکے علاقوں پر حملہ کر دیا ہے تو انہیں پھر اپنے جرنیل حیدربال گنکو کو اپنے لشکر کے ساتھ تیار کیا اور مینیسیا کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا دونوں ملکوں کی سرحد پر خوفناک جنگ ہوئی جس میں حیدربال نے مینیسیا کو بدترین شکست دی مینیسیا بھاگ کھڑا ہوا حیدربال گنکو اسکا تعاقب کرنے لگا مینیسیا حیدربال کو اپنے صحرائی حصے میں لے گھسا اور دور دور تک حیدربال کے آگے آگے بھاگتا چلا گیا پھر حیدربال کو دور دور تک صحراء میں لے جانے کے بعد مینیسیا نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اسکی پشت کی طرف بھجوا دیا اور پیچھے صحرائی بستیوں اور قصبوں کے اندر جس قدر خوراک کا سامان مہیا ہو سکتا تھا ان سب کا خاتمہ کروا دیا جس کے نتیجے میں حیدربال زیادہ عرصہ تک صحراء میں قیام نہ کر سکا کیونکہ اسے خوراک مہیا نہ تھی جلد ہی اس کا لشکر قحط کا شکار ہو کر بھوکوں مرنے لگا اس حالت میں مینیسیا نے چاروں طرف اپنے لشکر بھیل کر صحراء کے اندر

ہانی ہال کو اٹلی سے طلب کر لیا تھا اور رومنوں نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے کنعانیوں کو ایک جنگ میں مبتلا کیا یہ جنگ افریقہ میں زاما کے مقام پر ہوئی جس میں بد قسمتی سے ہرے حالات اور اپنے ساتھیوں کی کمزوری کی وجہ سے ہانی ہال کو پسپائی اختیار کرنا پڑی اس جنگ میں پسپائی کے نتیجے میں رومنوں نے کنعانیوں پر بے جا شرائط عائد کر دیں جسکے نتیجے میں کنعانی ہانی ہال سے خفا ہوئے پر ہانی ہال نے پھر اپنی قوم کو اپنی طاقت بحال کرنے کا مشورہ دیا کنعانیوں نے ایسا کیا تو رومنوں نے کنعانیوں سے ہانی ہال کو طلب کر لیا ہانی ہال بپوارہ اپنے آبائی شہر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں ہے وہ شام کے حکمران ابنی اوکس کی طرف گیا وہاں بھی رومنوں نے اسے تھکنے نہ دیا پھر وہ آر مینیا کی طرف چلا گیا وہاں اس بپوارے نے زہر کھا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اہلیکا جب خاموش ہوئی تو یونان بولا اور کہنے لگا سنو اہلیکا یہ تو تم واقعی ایک بے حد بری خبر لے کر آئی ہو جہاں تک ہانی ہال کا تعلق ہے وہ میرا ایک بہترین دوست ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک بے مثال دوست اور دنیا کا ایک عظیم جرنیل اور شریف النفس انسان تھا اسکی موت نے مجھے واقعی غمزدہ کر دیا ہے پر یہ تو کہو تم میرے لئے دوسری خبر کیا لیکر آئی ہو اس پر اہلیکا پھر بولی اور کہنے لگی خبر عارب نبیطہ سطرون اور زروہ سے متعلق ہے اس پر یونان چونکا اور اہلیکا سے پوچھنے لگا کیا تم بتا سکو گی کہ وہ چاروں ان دنوں کہاں ہیں اس پر اہلیکا پھر مسکراتے ہوئے بولی اور کہنے لگی۔

سنو یونان میرے حبیب افریقہ کے صحرائے کالا ہاری کے شمالی کناروں پر ایک کوہستانی سلسلہ ہے اس کو ہستانی سلسلے سے بارش اور چشموں کا پانی اتر کر شمال کی طرف کدڑی کاوی کی کھارے پانی کی جھیل اور اوکاواگو کے دلدلی علاقوں کی طرف جاتا ہے جبکہ بارش کا جو پانی جنوبی حصے میں کوہستانی سلسلے سے اتر کر میدانوں میں پڑتا ہے یہ کالا ہاری کے بیچوں بیچ ایک دریا کی صورت اختیار کرتا ہوا جنوب کی طرف بڑھتا ہے اس دریا کا نام بھی کانگ ہے اور اسی دریا کے کنارے کانگ نام کا ایک چھوٹا سا شہر ہے اسی شہر کے مشرق میں دریا کے کانگ کے کنارے ایک سرائے میں عارب اور نبیطہ نے قیام کر رکھا ہے اس پر یونان پھر بولا اور پوچھنے لگا اور سطرون اور زروہ کہاں ہیں اہلیکا پھر بولی اور کہنے لگی جس کو ہستانی سلسلے سے دریا کے کانگ نکل کر ایک دھار کی صورت میں صحرائے کالا ہاری کے اندر بہتا ہے اسی کو ہستانی سلسلے کے ایک غار میں عزازیل نے سطرون اور زروہ کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے تاکہ وہ پھر اپنی پہلی سی قوت اور طاقت بحال کر لیں۔

اہلیکا کے اس انکشاف پر یونان خوش ہو گیا تھا پھر وہ اہلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا

قط زدہ کنعانیوں پر شب خون مارنے شروع کر دیجئے تھے۔
کنعانیوں کی مزید بد قسمتی یہ کہ ان کے اندر وہی امراض بھی پھوٹ پڑے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے حیدر ہال گھٹو نے مینسیا سے صلح کی درخواست کی مینسیا نے بھاری تادان جنگ عائد کرتے ہوئے حیدر ہال کی صلح کی پیشکش کو قبول کر لیا مینسیا کو یہ رقم ادا کر دی گئی اور حیدر ہال جب اپنے شب خون اور وہی امراض سے بچے کچے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ پہنچا تو قرطاجنہ کے لوگ اس پر اس قدر سخت ناراض اور برہم ہوئے کہ اس نے اپنی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا تھا گلی کوچوں میں لوگ حیدر ہال کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کرنے لگے یہاں تک کہ کنعانی حکمرانوں کو اپنے عوام کے سامنے جھکنا پڑا اور حیدر ہال کو موت کی سزا سنائی۔ لیکن ابھی عملاً اسے یہ سزا نہ دی گئی تھی۔

دوسری طرف رومنوں نے کنعانیوں کو صلح ہستی سے منانے کیلئے تیاریاں مکمل کر لی تھیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انہوں نے ایک بہت بڑا بیڑہ اور ایک بہت بڑا جرار لشکر تیار کیا اس بحری بیڑے اور لشکر کی کمانداری کیلئے انہوں نے جن دو جرنیلوں کا انتخاب کیا ان میں سے ایک کا نام مانیلیوس اور دوسرے کا نام سنسرفیوس تھا رومن حکمرانوں نے ان دونوں جرنیلوں کو تاکید کی ان حالات میں کنعانی ضرور ان کے پاس آکر صلح کی گفتگو کریں گے اور اپنے معاملات ہمارے ساتھ نمٹانے کی کوشش کریں گے دونوں جرنیلوں کو واضح کر دیا گیا تھا کہ رومن حکمران چاہے جس قسم کی شرائط بھی کنعانیوں کے ساتھ خابرا طے کرتے رہیں لیکن حتمی فیصلہ یہی ہے کہ کنعانیوں کو کسی بھی صورت زندہ نہیں رہنے دینا ان کا خاتمہ کرنا ہے اور ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ کو تباہ برباد کرنے کے بعد اس پر ہل چلا دیئے جانے چاہئیں اپنے حکمرانوں کی طرف سے یہ ہدایات ملنے کے بعد رومنوں کے دونوں جرنیلوں مانیلیوس اور سنسرفیوس اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی سے افریقی ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یونان اور بیوسا دونوں میاں بیہی نے ابھی سفید نیل کے کنارے سرائے میں قیام کر رکھا تھا ایک روز دونوں میاں بیہی اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ اہلیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا یونان فوراً چونکا ہو گیا اور اسکی یہ حالت دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اسکی طرف متوجہ ہو گئی تھی پھر اہلیکا کی کھٹکھٹائی ہوئی خوش کن آواز یونان کی سماعت سے ٹکرائی سنو یونان تم کب تک اس سرائے میں پڑے رہو گے میں تمہارے لئے دو خبریں لیکر آئی ہوں ایک خبر بری دوسری اچھی ہے بری خبر یہ ہے کہ کنعانیوں نے اپنے جرنیل اور تمہارے دوست

کرتے وقت تم لوگ اپنے گھروں کا سارا سامان اور نقلی اپنے ساتھ لے جاسکتے ہو شہر سے نکل کر تم کسی بھی جگہ آباد ہو سکتے ہو یہ جگہ سمندر سے کم از کم دس میل کے فاصلے پر ہونی چاہیے وہ اسلئے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم تجارت پیشہ لوگ ہو سمندری تجارت سے تم لوگوں نے بے شمار دولت حاصل کی اور اسی دولت کی بناء پر تم لوگوں نے رومنوں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع کیا اسی دولت کی بناء پر تم لوگوں نے سسلی کارسیکا اور سارڈینیا کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھا لہذا ہم نہیں چاہتے کہ یہ صورتحال پھر دہرائی جائے اور ہماری تیسری شرط یہ ہے کہ آئندہ کیلئے تم لوگ سمندر سے دور رہ کر بحری تجارت نہیں کرو گے بلکہ کھیتی باڑی کرو گے اسلئے کہ کھیتی باڑی تمہارے لئے نہایت سودمند اور بہتر رہے گی ہماری چوتھی شرط یہ ہے کہ قرطاجہ شہر کو خالی کرنے کے بعد اسے زمین بوس کر کے اس پر ہل چلا دیا جائے گا تاہم کنعانیوں کی حیثیت سے تم لوگ آزاد رہو گے سنو کنعانیوں کے فرزندو تم اس شہر قرطاجہ کی دیواروں اسکے مکانوں اور اسکی عمارتوں کی وجہ سے کنعانی نہیں ہو بلکہ تم پیدائشی کنعانی ہو اس شہر کے تباہ ہونے کے بعد بھی تم آزاد کنعانی کے طور پر زندگی بسر کرتے رہو گے بس یہی ہماری شرائط ہیں امید ہے تم ان شرائط کو ماننے پر رضامند ہو جاؤ گے یہاں تک کہنے کے بعد رومن جرنیل مانیلیوس جب خاموش ہوا تو ایک کنعانی سردار اٹھا اور دونوں جرنیلوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

ہم لوگ اپنی قوم کا نمائندہ وفد ضرور ہیں لیکن اس حالت میں نہیں ہیں کہ جو شرائط تم لوگوں نے عائد کی ہیں انہیں قبول یا رد کر دینے کا آخری فیصلہ کر دیں تمہاری شرائط لے کر ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جو وہ فیصلہ کریں گے اس سے ہمیں آگاہ کر دیا جائے گا دونوں رومن جرنیلوں نے اس فیصلے سے اتفاق کیا پھر وہ کنعانیوں کا وفد ساحل سے اٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف شہر کے لوگ اپنے وفد کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے جونہی یہ وفد شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کے سامنے انہوں نے شرائط پیش کیں تو لوگوں نے پوچھا تم ان شرائط کے متعلق کیا جواب دیکر آئے ہو اس پر ایک سردار کہنے لگا کہ ہمارا مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر لینا چاہئے اس پر لوگ ایسے برا فروخت اور غضبناک ہوئے کہ انہوں نے وفد کے ان ارکان پر بھی حملہ کر دیا اور کچھ کو ہلاک اور کچھ کو زخمی کر دیا پھر لوگ ایک طوفان کی صورت میں گلی کوچوں سے آئے اور اپنے حکمرانوں پر دباؤ ڈالنے لگے کہ رومنوں کی ان شرائط کو کسی صورت قبول نہ کیا جائے گلی کوچوں میں کیا مرد کیا عورتیں بلند آوازوں میں چیخ چیخ اور چلا چلا کر کہنے لگے تھے کہ ہمیں موت قبول ہے مگر

دیکھ اے تم نے مجھے بہترین اطلاعات فراہم کی ہیں میں آج ہی نہیں بلکہ ابھی صبحائے کالا ہاری کے اس کو ہستانی سسلے کی طرف جاؤں گا وہاں زنجیروں میں جکڑے ہوئے سطرون اور زروعہ پر بھی ضرب لگاؤں گا پھر دریائے کانگ کے کنارے عارب اور فیبطہ کے ذہن کی صفائی بھی کروں گا اس پر اہلیکا پھر بولی اور کہنے لگی سطرون اور زروعہ پر وارد ہوتے وقت محتاط ضرور رہنا اسلئے کہ عزائیل کا کوئی نہ کوئی ساتھی ان دونوں کی حفاظت پر مقرر ہوتا ہے لہذا تم ان پر وارد ہوتے ہوئے احتیاط سے کام لینا بہر حال تم فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں جونہی تم سطرون زروعہ یا عارب اور فیبطہ کے خلاف کارروائی کرو گے میرا تمہیں پورا تعاون اور حمایت حاصل ہوگی اے کانگ کے اس جواب پر یونان اور یوسا دونوں خوش ہو گئے تھے پھر دونوں میوں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور سفید نیل کی اس سرائے سے وہ افریقہ کے صحرائے کالا ہاری کی طرف کوچ کر گئے تھے دوسری طرف رومنوں کے دونوں جرنیلوں مانیلیوس اور سنسریونیوس اپنے بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ قرطاجہ کے ساحل پر پہنچ گئے تھے کنعانی حکمرانوں کو جب خبر ہوئی کہ رومن بحری بیڑہ ساحل سے آگیا ہے اور اس سے ایک جرار لشکر ساحل پر خیمہ زن ہو گیا ہے تو حکمرانوں نے یونانی لشکروں کے جرنیلوں سے آنے کی وجہ پوچھی اس پر یونانی جرنیلوں نے کنعانی حکمرانوں کیلئے کہلا بھیجا کہ وہ ایک وفد انکی طرف بھجوائیں تاکہ انکے ساتھ بات چیت کی جاسکے کیونکہ کنعانیوں نے ان شرائط کی خداف درزی کی ہے جو انکے اور رومنوں کے درمیان طے پائی تھیں اس پر کنعانی حکمرانوں نے اپنا ایک وفد رومنوں کے جرنیل مانیلیوس اور سنسریونیوس کی طرف بھجوا دیا تھا۔

کنعانیوں کا وفد جب رومن جرنیلوں کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے وفد کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر مانیلیوس نے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو کنعانیوں کے نمائندو! تم جانتے ہو کہ تمہاری قوم نے افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ ماسینیا کے خلاف جنگ چھیڑ کر ان شرائط کی صلی خلاف ورزی کی ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان طے پائی تھیں اسی بناء پر تم سے باز پرس کرنے کیلئے ہمارے حکمرانوں نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے لہذا تمہیں اپنا پابند رکھنے کیلئے ہمیں مزید کچھ شرطیں تم پر عائد کرنے کیلئے کہا گیا ہے اس پر وفد کے ایک آدمی نے مانیلیوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا وہ کون سی شرائط ہیں جو تم ہم پر عائد کرنا چاہتے ہو اس پر رومن جرنیل مانیلیوس پھر بولا اور کہنے لگا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ تم لوگوں کے پاس جس قدر اسلحہ اور جنگی ہتھیار ہیں وہ سب ہمارے حوالے کر دیئے جائیں دوسری شرط یہ کہ تم لوگ قرطاجہ شہر خالی کر دو شہر خالی

اور اس میں سے اگر کوئی جہاز اندرونی بندرگاہ کی طرف آنا چاہے تو ایک ایک کر کے داخل ہو سکتا تھا۔ اندرونی بندرگاہ بالکل شہر سے ملحقہ تھی اس بندرگاہ کے درمیان سمندر کے اندر ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جسکے ارد گرد کنعانیوں کے جنگی جہاز کھڑے ہوتے تھے اور اس جزیرے کے ارد گرد تقریباً دو سو بیس جنگی بحری جہاز کھڑے کئے جاسکتے تھے اس جزیرے میں کنعانیوں کے امیر البحر کیلئے ایک بند عمارت تعمیر کی گئی تھی جسکے اندر بیٹھ کر امیر البحر قرطاجہ کی طرف آنے والے بحری بیڑوں کو بغور دیکھ سکتا تھا۔

اندرونی اور بیرونی بندرگاہوں کے درمیان ایک بلند دیوار تھی جسکی وجہ سے بیرونی بندرگاہ سے اندرونی بندرگاہ میں دیکھا نہ جاسکتا تھا شہر سے بیرونی بندرگاہ میں داخل ہونے کیلئے علیحدہ راستہ تھا اندرونی بندرگاہ کو عموماً فوجی بندرگاہ بھی کہا جاسکتا تھا اور اسکی بڑی دیکھ بھال اور نگرانی کی جاتی تھی بڑی بندرگاہ سے چھوٹی بندرگاہ میں داخلے کو بند کرنے کیلئے سمندر میں زنجیریں تان دی جاتی تھیں تاکہ کوئی باہر کی بندگاہ سے اندرونی بندرگاہ میں داخل نہ ہو سکے۔

دونوں رومن جرنیلوں مانیوس اور سنسینیوس نے سمندر کی بجائے خشکی کی طرف سے قرطاجہ پر حملے کی ابتداء کی تھی دونوں اپنے لشکر کو اس شہر کی فصیل کے قریب لے آئے پھر قریبی جنگل سے جو سب سے بڑے سب سے پرالے مضبوط اور موٹے درخت تھے انہیں کاٹا گیا اور ان کے مضبوط تنوں کے سامنے لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر نصب کرا دیئے گئے تھے ان شہتیروں کو خاص مقصد کیلئے تیار کردہ بڑے جنگی رتھوں پر نصب کر دیا گیا تھا پھر یہ جنگی رتھ جن کے اوپر لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سروں کو شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرانے کا لائحہ عمل تیار کیا گیا تھا۔

جن دو جنگی رتھوں پر وہ مینڈھے کے سر لگے شہتیر نصب کئے گئے تھے ان دونوں ہی جنگی رتھوں پر تقریباً چھ چھ ہزار جوانوں کو مقرر کیا گیا پھر رومن جرنیلوں نے حکم دیا کہ ان جنگی رتھوں کو پوری قوت سے آگے کی طرف دوڑاتے ہوئے بار بار اسے شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرایا یہاں تک کہ فصیل کے اندر ایک ایک شکاف پیدا ہو گیا دونوں رومن جرنیلوں نے اس بڑے شکاف کے ذریعے سے اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجہ شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن جونہی وہ ان شکافوں کے ذریعے سے شہر میں داخل ہوئے ایک طوفان ایک انقلاب ایک وادیلا اٹھ کھڑا ہوا اسلئے کہ مسلح کنعانی آندھی طوفان اور آگ کے شعلوں کی طرح آگے بڑھے اس خونخواری اس جاں نثاری سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوئے کہ ان کے رتھوں کو اس شکاف کے اندر انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی رومن

رومنوں کے ہاتھوں اس طرح کی شرائط ہرگز قبول نہیں ہیں اپنے عوام کا جوش و غضب دیکھتے ہوئے کنعانی حکمرانوں نے بھی دیکھ لیا کہ اب رومنوں کے ساتھ جنگ کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اس لئے کہ ان شرائط کو تسلیم کرنا کنعانیوں کی بڑی بدنامی اور ذلت ہے لہذا اسی روز کنعانی حکمرانوں نے شہر کے اندر ہنگامی صورت کا اعلان کرتے ہوئے رومنوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔

کنعانی حکمرانوں نے اپنے شہر کا دفاع کرنے کا پورا عزم کر لیا تھا حیدر بال کنگو جسے چند ہفتے پہلے موت کی سزا سنائی گئی تھی اسے سزا نہ دی گئی تھی لہذا اسے فی الفور رہا کر دیا گیا اور اسے اس لشکر کا سالار اعظم مقرر کیا گیا جس نے شہر کے باہر کارروائی کرنا تھی ایک اور جرنیل کو شہر کے اندر لشکر تیار کر کے اندرونی حصے کی حفاظت پر مامور کر دیا گیا اسکے علاوہ ہتھیار تیار کرنے والوں کو جمع کیا گیا اور دن رات ہتھیار تیار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

کنعانیوں کے اندر ایسا جوش ایسا جذبہ بیدار ہو گیا تھا کہ کیا مرد کیا عورتیں بھی بھٹیوں پر کام کرنے لگے تھے بڑے بڑے دیوتاؤں کے مندر اور ان سے ملحقہ مقدس عمارتیں بھٹیوں اور کارخانوں میں تبدیل کر دی گئی تھیں ہر روز ایک سو ڈھالیس تین سو تلواریں اور منجینتوں کی مدد سے پھینکے جانے والے ایک ہزار نیزے روزانہ تیار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تھا۔ منجینتوں میں نیزے بھینکنے کیلئے جو رستے استعمال ہوتے تھے وہ گھوڑے کے بالوں سے تیار کئے جاتے تھے لیکن گھوڑے کے بال چونکہ اس قدر میسر نہ تھے اسلئے کنعانی عورتوں نے بڑے عجیب اور انوکھے جذبے کا اظہار کیا کنعانی عورتوں نے اپنے بال کاٹ کاٹ کر میا کرنے شروع کر دیئے اور التمس کی گئی کہ ان کے بالوں سے رستے بنا کر منجینتوں میں استعمال کئے جائیں اور رومنوں سے اپنے شہر کا دفاع کیا جائے بڑا عجیب اور بڑا انوکھا سا جذبہ تھا جس کا اظہار اس موقع پر کنعانی عورتوں اور مردوں کی طرف سے کیا جا رہا تھا۔

قرطاجہ شہر کے ارد گرد جو مضبوط فصیل تھی وہ اپنی گولائی کے حساب سے کوئی اٹھارہ میل بنتی تھی یہ پھیالیس فٹ اونچی تھی چونتیس فٹ کے قریب چوڑی تھی فصیل کے اندر جگہ جگہ چار منزلہ اونچے اونچے پینار بنے ہوئے تھے جنکے اندر رہ کر شہر کے محافظ حملہ آور دشمنوں پر نگاہ رکھ سکتے تھے۔

قرطاجہ شہر کی بندرگاہ کا بھی عجیب عالم تھا شہر کی دو بندگاہیں شمار کی جاتی تھیں ایک اندرونی بندرگاہ دوسری بیرونی بندرگاہ بیرونی بندرگاہ تجارتی جہازوں کیلئے استعمال کی جاتی تھی

شکاف سے نکل کر شہر سے بھاگ گئے اور اپنی جانیں بچالیں اس طرح کنعانوں نے رومنوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور جو شکاف انہوں نے ڈالا تھا اسے بہت جلد پر کر کے وہ فصیل کو پہلی حالت پر لے آئے تھے۔

اب صور خمال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ رومن جرنیل مانیوس اور سنرینیوس بار بار مختلف جگہوں پر فصیل کے ساتھ مینڈھے کے سر نکراتے وہاں شکاف کرتے اور شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے لیکن جس جگہ بھی وہ فصیل کے اندر شکاف کر کے فصیل کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے اسی جگہ سے کنعانی ایسی جاں نثاری سے حملہ آور ہوتے کہ رومنوں کو شہر میں داخل ہونے کی ہمت و جرات ہی نہ ہوتی اور ہر دفعہ انہیں اپنے بے شمار ساتھیوں کے مرنے کی قربانی دینا پڑتی اس طرح جب دن پر دن گزرنے لگے تو دونوں رومن جرنیل قرطاجہ کی فتح سے متعلق مایوس ہونا شروع ہو گئے تھے جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ قرطاجہ کو فتح کرنا ہمارے بس کی بات نہیں تو انہوں نے اپنے قاصد افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کی طرف بھجوائے اور قرطاجہ کو فتح کرنے کیلئے اس سے مدد طلب کی یہ رومن قاصد جس روز مینسیا کے پاس پہنچے اسی روز مینسیا ایک لمبی بیماری کے باعث مر گیا تھا اس مینسیا کی جگہ اس کا بڑا بیٹا گلو سا اسکا جانشین بنا تخت پر بیٹھنے ہی گلو سا نے بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کو وہ لیکر قرطاجہ اور رومنوں کے ساتھ مل گیا تاکہ رومنوں کیسے قرطاجہ کو فتح کیا جاسکے۔

مانیوس سنرینیوس اور گلو سا مل کر قرطاجہ شہر پر مختلف جگہوں سے حملہ آور ہوتے رہے لیکن ہر بار کنعانی ہمت و جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں شکست دے کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے اس طرح شرقی وحشیوں کے نئے بادشاہ گلو سا کے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں سے آٹھ لاکھ کے باوجود بھی رومن اپنے آپ کو کنعانوں کے سامنے بے بس اور مجبور محسوس کرنے لگے تھے۔

رومن حکمرانوں نے جب دیکھا کہ انکے جرنیل مانیوس اور سنرینیوس گلو سا کے ملنے کے باوجود بھی قرطاجہ کو فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے تو وہ بڑے مایوس ہوئے تاہم وہ قرطاجہ کو ہر صورت میں فتح کر کے تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے لہذا انہوں نے ایک اور بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو انہوں نے اپنے دو جرنیلوں پائیسو اور مینسیوس کی سرکردگی میں اٹلی سے قرطاجہ کی طرف روانہ کیا یہ بھی پہلے لشکر سے آٹھ لاکھ چار رومن جرنیل اور شرقی وحشیوں کا بادشاہ گلو سا پانچوں مل کر قرطاجہ پر حملہ آور ہوئے ایک بار انہوں نے مختلف سمتوں سے حملہ آور ہو کر شہر کی فصیل عبور کر کے شہر میں داخل

ہونے کی کوشش کی لیکن پانچوں سمت سے کنعانوں نے کچھ ایسا شاندار بے مثل دفاع کیا کہ چاروں رومن جرنیل اور گلو سا کو بدترین حالات کا سامنا کرنے اور اپنے بے شمار ساتھیوں کا نقصان اٹھانے کے بعد پیچھے ہٹ جانا پڑا تھا۔ اب حالات ابتر ہونے لگے چاروں رومن جرنیل اور پانچوں گلو سا مل کر بار بار شہر پر حملہ آور ہوتے اس طرح دن پر دن گزرنے لگے اور رومن قرطاجہ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے تھے۔

رومن حکمران بڑی بے چینی سے قرطاجہ کے فتح ہونے کا انتظار کر رہے تھے لیکن جب قرطاجہ کی فتح کی کوئی خبر نہ آئی اور ہفتوں پر ہفتے اور مہینوں پر مہینے گزرنے لگے تب رومن حکمران بڑے مایوس ہوئے لیکن وہ قرطاجہ کا محاصرہ بھی ترک نہ کر سکتے تھے لہذا انہوں نے ایک اور لشکر تیار کیا اس لشکر کو انہوں نے اپنے نامور جرنیل مہیو کی سرکردگی میں دیا یہ مہیو تھا جسکے مقابلے میں افریقہ میں ہانی ہال کو اپنے ساتھیوں کی غلطی کی وجہ سے پسپا ہونا پڑا تھا اب یہ مہیو ایک بہت بڑا لشکر لے کر اٹلی سے افریقہ کی طرف روانہ ہوا اور رومن حکمرانوں نے ایک اور جرنیل لائیولیوس کو اسکا ماتحت بنا کر روانہ کر دیا تھا اس طرح مہیو اور اس کا ماتحت جرنیل لائیولیوس بھی اپنے لشکر کو لے کر قرطاجہ شہر پہنچ گئے تھے اب ہر طرف سے قرطاجہ پر حملے ہونا شروع ہو گئے تھے مہیو نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مانیوس سنرینیوس گلو سا پائیسو اور مینسیوس کو اس نے خشکی کی طرف سے قرطاجہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کہا جبکہ وہ خود اپنے ساتھی جرنیل لائیولیوس کے ساتھ قرطاجہ کی بندرگاہ کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا۔

اب سات جرنیل سات مختلف لشکروں کے ساتھ قرطاجہ شہر پر ٹوٹ پڑے تھے جبکہ انکے مقابلے میں کنعانوں کا اکیلا اور تھا جرنیل ۱۰ ہلال کی حفاظت کر رہا تھا۔ آخر رومن کئی جگہ سے شہر کی فصیل کو گرانے میں کامیاب ہو گئے اور شہر میں وہ کھس پڑے دوسری طرف سے مہیو اور اس کا نائب جرنیل لائیولیوس اندر کی بندرگاہ کی طرف سے شہر میں داخل ہو گئے تھے اب شہر کے اندر افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا اسلئے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد رومنوں نے اندھا دھند لوگوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ بچے بوڑھوں اور عورتوں تک کو انہوں نے معاف نہ کیا گلیاں انہوں نے خون سے بھر دیں مکانوں اور عمارتوں کو انہوں نے آگ لگانا شروع کر دی تھی پس رومنوں کے شہر میں داخل ہونے کے باعث شہر میں آگ اور خون کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

قرطاجہ شہر کے لوگوں کا رومنوں نے جی بھر کر قتل عام کیا تقریباً پچاس ہزار مرد عورتیں ۱۰۰ دیوتا کے مندر میں آ جمع ہوئے تھے ان پچاس ہزار افراد میں حسد ریا کی بیوی

اور اسکے دو بچے بھی شامل تھے یہ مندر کئی منزلہ تھا اور لوگ اس میں پناہ لیکر اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ رومن جرنیل بھی شہر کی مختلف عمارتوں کو آگ لگاتے اور لوگوں کا قتل عام کرتے ہوئے اس مندر کے سامنے آئے رکے تھے دوسری طرف کنعانیوں کے جرنیل حیدربال نے جب دیکھا کہ اب مقابلہ کرنا بے سود ہے اور وہ کسی بھی صورت شہر کے وقار کو بچال نہیں کر سکتا تو وہ رومنوں کے جرنیل سپیو کے سامنے حاضر ہوا اپنی تلوار اس نے سپیو کے قدموں میں ڈال دی اور اس سے امان طلب کی سپیو کنعانیوں کے جرنیل حیدربال کی دلیری جرات اور شجاعت کا بڑا معترف تھا لہذا اس نے حیدربال کی جان بخشی کر دی جس وقت حیدربال اپنی تلوار سپیو کے قدموں میں رکھ کر اس سے امان طلب کر رہا تھا اس وقت اسکی بیوی اپنے بچوں کے ساتھ محل دیوتا کے مندر کی اوپری منزل پر کھڑی ہوئے دل شکن انداز میں یہ سارا منظر دیکھتی جا رہی تھی۔

رومن ایسے خونخوار ایسے وحشی ایسے انسان گزیدہ اور ایسے بے حس ثابت ہوئے کہ محل دیوتا کا وہ مندر جس کے اندر پچاس ہزار کنعانیوں نے پناہ لے رکھی جن میں زیادہ تر بچے عورتیں اور بوڑھے شامل تھے رومن جرنیل سپیو نے اس مندر کو آگ لگانے کا حکم دے دیا اسکے حکم پر آنا "فانا" رومن سپاہی حرکت میں آئے اور اس مندر کو آگ لگا دی جس وقت مندر نے آگ پکڑی تھی اس وقت حیدربال کی بیوی جو مندر کی سب سے اوپر کی منزل پر کھڑی تھی اپنی بلند آواز میں رومن جرنیل سپیو کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو رومنوں کے جرنیل سپیو میں اور میری قوم کے لوگ جانتے ہیں کہ تم کس قدر دلیر بہادر اور شجاع ہو کیا تم لوگ اس وقت کو بھول گئے جب کنعانیوں کا سپوت جب میری قوم کا فرزند عظیم ہانی بال لگا تاہم تیرہ برس تک تمہارے ملک اٹلی میں تمہارے شہروں پر قبضہ کئے رہا وہ تخریب و موت کی قوت زمین کی زرخیزی موسموں کی تبدیلی بن کر تمہارے ہر شہر پر وارد ہوتا رہا وہ بے مثل جرنیل وہ عظیم انسان جو اپنی قوم کا محرم و حمراز اور بحال و جلال تھا وہ ایک طویل عرصہ تم لوگوں پر الم انگیزی خشنمال فطرت اور آندھیوں کے طوفان اور ریت کے بگولوں کی طرح حملہ آور ہوتا رہا اور تم لوگوں کو کسی بھی مقام پر اس سے ٹکرا کر اسکے خلاف کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی تمہارے ملک اٹلی میں داخل ہونے کے بعد اس نے جس شہر جس قبضے کا بھی رخ کیا اسے اپنی مرضی اور فشا کے مطابق زیر کیا تمہارے ایک نہیں ایک وقت چار چار لشکروں کو میرے اس عظیم ہم وطن نے بدترین شکستیں دیں یہاں تک کہنے کے بعد حیدربال کی بیوی رکی پھر دوبارہ سپیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو رومنوں کے جرنیل سپیو! قسم مجھے کنعانیوں کے دیوتاؤں کی اب بھی اس موقع پر میرا وہ عظیم بھائی ہانی بال موجود ہوتا اور میری قوم اسے کوئی مناسب لشکر مہیا کر دیتی تو قسم دیوتاؤں کی وہ تم پر موسم سرا کی آندھیوں برف باری کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوتا تمہارے لئے وہ اندرائن کی طرح کڑوا اور کوہستانوں جیسا سخت جان ثابت ہوتا وہ رات کے رجاں کی طرح تم پر حملہ آور ہوتا تمہیں بدترین اور ذلت آمیز شکست سے دوچار کرتا اور تم سب جرنیلوں کی حالت اپنے سامنے سردی کی طویل راتوں میں ناخست کی داستانیں جیسی بنا کر رکھ دیتا کاش میرا وہ عزیز و عظیم بھائی ہانی بال میری قوم کا وہ پر عظمت سپوت کنعانیوں کا وہ دلیر اور بے مثل جرنیل اس موقع پر موجود ہوتا تو پھر میں تم سب رومن جرنیلوں کو محل دیوتا کے اسی مندر کی چھت پر کھڑے ہو کر بتاتی کہ کنعانی کس طرح گزشتہ سات صدیوں سے ان سرزمینوں میں عظمت اور جلال کے ساتھ حکمرانی کرتے چلے آئے ہیں۔

رومن جرنیل سپیو سے ہٹ کر حیدربال کی بیوی نے حیدربال یعنی اپنے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو حیدربال تم میرے شوہر اور میرے ان دو بچوں کا باپ ہونے کے دعوے دار ہو جو اس وقت میرے ساتھ کھڑے ہیں میں آج تک تمہاری خدمت کرتی رہی ایک بیوی کی حیثیت سے تم سے محبت کرتی رہی اسلئے کہ تم دلیر شجاع تم وطن پرست اور تم قوم کے بڑے ہم درد اور مہربان تھے لیکن تم نے رومن جرنیل سپیو کے سامنے ہتھیار ڈال کر کنعانیوں کے اندر ایک بدترین اور ذلت آمیز مثال پیش کی ہے۔ سنو تھوڑی دیر تک میں اپنے بچوں کے ساتھ مندر میں لگی آگ میں کود جاؤں گی لیکن کودنے سے پہلے میں تم پر ایک انکشاف کروں کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں تم نے وطن کے ساتھ دشمنی کنعانی قوم کے ساتھ غداری کی ہے کاش تم لڑتے ہوئے ان رومنوں کے ہاتھوں مارے جاتے تو میں تمہاری خون آلود مردہ پیشانی کو یوسہ دیکر فخر محسوس کرتی۔ سنو حیدربال میں تم سے نفرت کرتی ہوں اور تمہیں بشارت دیتی ہوں کہ سیدھا جہنم واصل ہو گا اسکے ساتھ ہی حیدربال کی بیوی خاموش ہو گئی پھر اس نے اپنے دونوں بچوں کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا اور ان کے پیچھے خود بھی آگ میں کود کر اپنے آپ کا خاتمہ کر گئی تھی یہ سارا منظر دیکھ کر رومنوں کے سر شرمندگی اور خجالت میں جھک گئے تھے اور کچھ رومن لشکر ایسے بھی تھے جو اس منظر کی تاب نہ لا سکے تھے اور منہ پھیر کر سسک سسک کر رونے لگے تھے۔

تھا تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی اس ماحول کا جائزہ لیتے رہے پھر شاید یونان یوسا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ایلکا نے اسکی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اسکی حسین آواز یونان کی سماعت سے گزرائی۔

سنو یونان میں تمہارے لئے ایک خوش خبری لیکر آئی ہوں جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ عارب اور نبیطہ نے دریائے کانگ کے کنارے کانگ نام کے شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے اور صحرائے کالا ہاری کے ان شمالی کوہستانی سلسلوں کے ایک غار میں عزازیل نے سطرون اور زروعہ کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے لیکن اب میں تم سے یہ کہوں کہ شاید عزازیل کو میرے اور تم میاں بیوی کے ادھر آنے کی خبر ہو گئی ہے لہذا عارب اور نبیطہ کانگ شہر سے اٹھ کر دریائے سادہ کے کنارے اپنے محل کی طرف چلے گئے ہیں جبکہ عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے سطرون اور زروعہ کو کہیں اور منتقل کر دیا ہے یہاں تک کہنے بعد ایلکا جب خاموش ہوئی تو یونان مسرت اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ایلکا عارب اور نبیطہ کا یہاں سے نکل کر دریائے سادہ کے کنارے اپنے محل کی طرف چلے جانا اور عزازیل اور اسکے ساتھیوں کا سطرون اور زروعہ کو کہیں اور منتقل کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سارے کام انہوں نے ہم سے ڈرتے ہوئے اور خوف کھاتے ہوئے کئے ہیں اور یہ صورتحال یقیناً ہماری ان پر فتح اور کامیابی کی ایک دلیل ہے لہذا ایلکا جب یہ نامراد شیطانی قوتیں خود ہی اپنی شکست تسلیم کر کے میدان چھوڑ چکی ہیں تو میرے خیال میں اب مجھے مزید ان کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے یہاں ایلکا نے فوراً یونان کی بات کاٹتے ہوئے کہا تمہارے اندازہ تمہاری بات درست ہے یونان اس پر یونان بولا اور پوچھا اگر ایسا ہے تو ہم میاں بیوی کو کدھر کا رخ کرنا چاہئے اس پر ایلکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یونان پہلے تم نے قرطاجنہ شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا لیکن اب حالات یکسر بدل گئے ہیں رومنوں نے قرطاجنہ شہر کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے زمین بوس کر دیا ہے اب وہاں تمہارے قیام کرنے اور ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں رہی یہ خبر سن کر یونان نے فوراً ایلکا کی بات کاٹی اور کہنے لگا۔ سنو ایلکا یہ سب کچھ کنعانوں کی سستی اور بے حسی کی وجہ سے ہوا اگر یہ لوگ بروقت اپنے نامور جرنیل ہانی بال کو اتلی میں رسد اور کمک پہنچاتے تو ہانی بال ضرور پورے اتلی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتا اور رومنوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیتا لیکن کنعانی حکمرانوں نے ہانی بال کی طرف کوئی دھیان نہ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بیچارہ بے وطنی اور کمپرسی کی حالت میں اپنی جان سے گزر گیا کنعانوں کی

قرطاجنہ کی فتح کے بعد رومنوں نے شہر کو گرا کر زمین بوس کر دیا تھا پھر شہر کو تباہ و برباد کرنے سے قبل رومنوں نے لشکر کو جی بھر کر لوٹنے کا حکم دے دیا تھا شاہی خزانے اور مندروں کے اندر جس قدر دولت تھی وہ رومن حکومت کے حوالے کرنے کیلئے ایک جگہ جمع کر لی گئی تھی باقی ہر شے رومن لشکریوں نے لوٹ لی تھی اس طرح گزشتہ سات صدیوں تک افریقہ میں اپنی پوری آن و بان اور شان و شوکت کے ساتھ قائم رہنے والے کنعانوں کا یہ شہر صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا اس شہر نے بڑی بڑی اقوام کو اپنے ساتھ منقوج اور زیر ہوتے دیکھا تھا رومنوں نے جب اس شہر کو تباہ و برباد کیا تو انہیں دوسری اقوام کے وہ بڑے بڑے بت بھی ملے جو ان سب اقوام کو واپس کر دیئے گئے ان میں زیادہ مشہور سسلی میں ایگر جنٹم شہر کا دیوتا تھا جس کی شکل سانپ کی تھی اور جسٹ شہر کی دیوی ڈیانا کا بت بڑا قابل دید اور قابل ذکر تھا یہ بت بھی بحری جہازوں میں لاد کر ان کے ماننے والوں کو واپس کر دیئے گئے تھے۔

قدرت کو شاید اس شہر کا زیادہ عرصہ گمنامی میں پڑے رہنا منظور نہیں تھا اسلئے کہ اسکی تباہی و بربادی کے صرف بیس ہی سال بعد ایک رومن جرنیل گریگوس نے اس جگہ ایک بستی آباد کی اور چھ ہزار لوگوں کو یہاں اس نے آباد کر دیا پھر یہ بستی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ رومن حکمرانوں بولیس سیزر اور آگنس نے اپنے اپنے دور میں اس کو خوب ترقی دی اور یہ پھر پہلے جیسی شان و شوکت والا شہر بن گیا لیکن رومنوں نے اس شہر کا نام رومنوں کا قرطاجنہ رکھ دیا تھا۔ اس طرح رومنوں کے ہاتھوں کنعانوں کا افریقہ سے خاتمہ ہو گیا تھا۔

○

یونان اور یوسا ایک روز صبح ہی صبح صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے اوپر نمودار ہوئے تھے اس وقت سورج مشرق کی طرف سے طلوع ہوتا ہوا کوہستانی سلسلے کی بلند چوٹیوں کو روشن کرتا جا رہا تھا کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑے ہی کھڑے یونان اور یوسا نے پہلے کوہستانی سلسلے کے شمالی حصے کی طرف دیکھا جہاں دو دریا نکل کر شمال کی طرف بڑھتے تھے ایک کمدری کا دی کی کھارے پانی کی جھیل کی طرف اور دوسرا اوکا واگو کے دلدلی علاقے کی طرف جا رہا تھا تھوڑی دیر تک یونان اور یوسا ان دونوں دریاؤں کا جائزہ لیتے رہے پھر انہوں نے جنوب کی طرف دیکھا جہاں حد نگاہ تک پھیلے ہوئے صحرائے کالا ہاری کے اندر دریائے کانگ دور تک پتلی سی ایک ٹیکری صورت اختیار کرتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو رہا

وقت ہانی بال نے اسکے پاس آکر پناہ لی تھی اور رومنوں نے اس سے ہانی بال کو طلب کیا تھا اور اسکے انکار پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان جنگ ہوئی تھی جس میں اینٹی اوکس کو شکست ہوئی اور جواب میں رومنوں نے اس پر بھاری ٹاوان جنگ اور سالانہ خراج مقرر کر دیا تھا اس طرح اینٹی اوکس کو تو پہلے ہی رومنوں نے زیر کر دیا تھا اب مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا اسلئے کہ ماضی میں اس فلپ پنجم کے نہ صرف کنعانیوں بلکہ ہانی بال سے بھی اچھے تعلقات رہے تھے لہذا ان ہی تعلقات کو بنیاد بناتے ہوئے رومنوں نے فلپ پنجم کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا۔

فلپ پنجم پر حملہ آور ہونے کیلئے رومنوں نے اپنے جرنیل فلینیوس کو تیار کیا اور اس کی سرکردگی میں انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا اور اسے مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا فلینیوس بڑی تیزی سے مقدونیہ کی طرف بڑھا دوسری طرف مقدونیہ کا بادشاہ فلپ پنجم کو بھی اطلاع مل گئی تھی کہ رومن اس پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہذا اپنا دفاع کرنے کی تیاریاں اس نے بھی تیز کر دی تھیں رومن جرنیل فلینیوس کا خیال تھا کہ فلپ پنجم زیادہ عرصہ تک رومنوں کی طاقت اور قوت کا مقابلہ نہ کر سکے گا لہذا رومن اسے بہت جلد اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن جس وقت رومنوں اور یونانیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی یہ جنگ طول پکڑتی گئی یہ جنگ مہینوں تک جاری رہی جنگ کے اس طول کی وجہ سے رومن جرنیل فلینیوس کی آنکھیں کھل گئیں کہ فلپ پنجم پر قابو پانا اتنا آسان نہیں ہے جب جنگ زیادہ طول پکڑنے لگی تو اس نے اپنے حکمرانوں کی طرف قاصد بھجوا کر مزید کمک طلب کر لی اس طرح رومنوں نے ایک اور لشکر اپنے جرنیل فلینیوس کی مدد کیلئے مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم کی طرف روانہ کیا یہ لشکر فلپ پنجم کی شکست کا باعث بن گیا۔

وہ اس طرح کہ جس وقت رومنوں کا یہ نیا لشکر یونان کی سرزمین میں داخل ہوا اس وقت فلینیوس اور مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم کے درمیان جنگ عروج پر تھی اور حالات ایسے رونما ہو رہے تھے کہ فلپ پنجم کے سامنے رومن جرنیل فلینیوس اور اسکے لشکر بالکل پسا ہونے والے تھے لیکن رومنوں کی خوش قسمتی اور فلپ پنجم کی بد قسمتی سے عین اس موقع پر رومنوں کا نیا لشکر نمودا ہوا اور اس نے فلپ پنجم پر اس کی پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا اس دو طرفہ حملے سے یونانی حکمران فلپ پنجم اپنے لشکر کی تنظیم کو برقرار نہ رکھ سکا اور اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے رومنوں کے اس دو طرفہ حملے کو روکنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن اسکے لشکر کی تعداد چونکہ اس قدر نہ تھی کہ وہ اپنے لشکر کو دو

اسی بے بسی اور غیر ذمہ دارانہ حرکت کا یہی نتیجہ نکلتا تھا کہ رومنوں کو ان پر غالب آنا تھا اور انہیں افریقہ سے نیست و نابود کرنا چاہئے تھا بہر حال جو بھی قوم اپنی سلطنت اپنی عزت اور اپنے ناموس کی حفاظت نہیں کرتی اسکا انجام کنعانیوں جیسا ہی ہوتا ہے کنعانیوں کے پاس بے شمار دولت تھی اسکے پاس ذرائع آمدنی کے بعد ان گنت وسائل تھے جنہیں یہ بردے کار لا کر یقیناً ہانی بال کو ایک بہت بڑا لشکر وسیع رسد کے ذرائع مہیا کر سکتے تھے لیکن ان کنعانیوں نے کچھ نہیں کیا بہر حال جو کچھ بھی ہوا وہ ایک ایسی فصل تھی جس کا بیج ان کنعانیوں نے خود بویا تھا اب کہو کہ ہمیں کدھر کا رخ کرنا چاہئے ایلینا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یونان فرانس سے تعلق رکھنے والے وحشی گل قبائل کو اپنے سامنے زیر کرنے اور اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی کنعانیوں کو افریقہ سے نیست و نابود کرنے کے بعد رومن اپنے آپ کو پہلے کی نسبت انتہائی طاقتور اور محفوظ تصور کر رہے ہیں اب ان کا ارادہ ہے کہ اپنی قوم کو ایک بین الاقوامی حیثیت دلانے کی خاطر مشرق کا رخ کیا جائے میرے خیال میں اب یہ رومن بہت جلد اپنے مشرقی حصوں کی طرف دھیان دیں گے اور اس سمت پیش قدمی کر کے اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کریں گے میرے خیال میں تم دونوں میاں بیوی اٹلی کا رخ کر دو دم شر کی کسی سرائے میں قیام کرو اور پھر حانات کا جائزہ لو کہ کس طرح رومن کنعانیوں کے خاتمے کے بعد اب دوسری اقوام کی طرف حرکت میں آتے ہیں اور بیوسا نے ایلینا کی اس سرائے سے اتفاق کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے صحرائے کالا ہاری کے اس شمالی کوہستانی سلسلے سے وہ غائب ہوئے اور اٹلی میں روم شہر سے باہر انہوں نے ایک سرائے میں کر لیا تھا۔

کنعانیوں کا خوف اپنے اوپر سے اتارنے کے بعد رومنوں کی ہمت بڑھ گئی تھی کنعانی وہ طاقت اور قوت تھے جس سے ہمیشہ رومن خوفزدہ چلے آ رہے تھے ہانی بال کی غریب الوطنی کی حالت میں موت اور اسکے بعد کنعانیوں کے شر قرطابہ کی تباہی و بربادی کے بعد رومن اب کنعانیوں کی طرف سے بالکل بے خوف ہو گئے تھے لہذا انہوں نے دوسری اقوام کی طرف دھیان دینے کا ارادہ کیا سب سے پہلے انہوں نے اپنی توجہ مشرق کی طرف مبذول کی مشرق میں دو بڑے بڑے حکمران تھے جو رومنوں کا مقابلہ کر سکتے تھے ایک شام اور ایک ایشیائے کوچک کا حکمران اینٹی اوکس اور دوسرا مقدونیہ کا بادشاہ فلپ پنجم اینٹی اوکس کے خلاف رومنوں کو پہلے ہی حرکت میں آنے کا موقع مل چکا تھا جس

حصوں میں تقسیم کر کے رومنوں کے اس دو طرفہ حملے کو روک سکا لہذا اس جنگ میں اسے شکست اٹھانا پڑی۔ اس شکست کے نتیجے میں رومنوں نے پہلے یونانیوں کا جی بھر کے قتل عام کیا پھر انہوں نے قلعہ پنجم کی التجا پر جنگ روکی اور اسکے بعد رومنوں نے اینٹی اوکس کی طرح قلعہ پنجم پر بھی نہ صرف یہ کہ بھاری آواں جنگ عائد کیا بلکہ اس پر سالانہ خراج بھی مقرر کر دیا تھا۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست کھانے کا قلعہ پنجم کو ایسا دکھ اور صدمہ ہوا کہ اس صدمے سے وہ بیچارہ چل بس اسکی موت کے بعد اس کا بیٹا پرسیوس مقدونیہ کا حکمران بنا پرسیوس جانتا تھا کہ رومنوں کے ہاتھوں شکست ہی میرے باپ کی موت کا سبب بنا ہے لہذا اس نے رومنوں کو ایک اور جنگ میں دھکیلنے کا فیصلہ کر لیا تھا مقدونیہ کے تخت پر بیٹھتے ہی اس نے اپنی عسکری طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا اس نے نئے لشکر تیار کرنا شروع کئے اور انکی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا پرسیوس کو اگر کچھ وقت ملتا کہ وہ رومنوں کے خلاف اپنے لشکر کی تیاری مکمل کر لیتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ رومنوں کے ساتھ ایک لمبی جنگ لڑ کے ان سے اپنے باپ کا انتقام لیتا لیکن اس کی بد قسمتی کہ جونہی اس نے اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتے ہوئے انکی تربیت کا کام شروع کیا رومن جاسوسوں نے بھی اپنے رانوں کو خبر کر دی کہ پرسیوس اسکے خلاف پر پردے نکالنے لگا ہے یہ خبریں سن کر رومن فوراً حرکت میں آئے اور پرسیوس کو سبق سکھانے کیلئے انہوں نے اپنا ایک لشکر اسکی طرف بھیجا یہ لشکر مقدونیہ میں داخل ہوا اور کوسستان الپس کے شمال میں اس نے پڑاؤ کیا دوسری طرف مقدونیہ کے حکمران پرسیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن لشکر اسکی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے وہ بیچارہ چونکہ اپنی جنگی تیاریاں مکمل نہ کر چکا تھا لہذا بادل ناخواستہ وہ کوسستان الپس کے شمال میں رومنوں سے مقابلہ کرنے کیلئے آیا پس رومنوں اور یونانیوں کے درمیان کوسستان الپس کے شمال میں ہولناک جنگ ہوئی پرسیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ رومنوں کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کرے لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا اس جنگ میں اپنے لشکر کی برتری کی وجہ سے رومن پھر غالب اور فاتح رہے پرسیوس کو شکست ہوئی اور جنگ میں زندہ گرفتار کر لیا گیا اس جنگ کے نتیجے میں رومنوں نے پھر مقدونیہ پر آواں جنگ لگا کر خراج کی رقم بڑھا دی مقدونیہ پر رومنوں نے اپنی مرضی کا حکمران مسلط کر دیا اور پرسیوس کو گرفتار کر کے وہ اپنے ساتھ اٹلی لے گئے جہاں اسے ابا کے مقام پر قید کر دیا گیا اسی قید اور اسیری کی حالت میں یہ بیچارہ پرسیوس چل بس۔ یوں رومنوں نے اپنے سامنے مشرق کی دو بڑی قوتوں یعنی اینٹی اوکس اور یونان میں

بڑی تیزی سے ابھرتی ہوئی مقدونیہ کی طاقت کو زیر اور مغلوب کر لیا تھا۔ اپنے سب سے بڑے حریف یعنی کھانیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد جب رومنوں نے مشرق کی دو عظیم طاقتوں کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تو پھر رومنوں کو اپنے ارد گرد کے دشمنوں سے کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہ رہا۔ ان پر سکون حالات میں رومنوں نے ملکی ترقی کی طرف دھیان دیا۔ مختلف اقوام پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد رومنوں کو بے شمار دولت ہاتھ لگی تھی۔ جسکی بناء پر دو چیزوں نے بڑا زور اور قوت پکڑی۔

پہلی چیز یہ کہ اٹلی میں اس سے قبل صرف ایک ہی تھیٹر تھا جن میں رومنوں کا دل بہلانے کیلئے چند ہی لوگ کام کیا کرتے تھے اور ان تھیٹروں میں چند مزاحیہ قسم کے شاعر اور ادیب لوگوں کا دل بہلانے کی خاطر طرح طرح کے کھیل پیش کیا کرتے تھے لیکن جونہی اپنے اطراف کے دشمنوں پر رومنوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو تھیٹر کی اس صنعت نے اٹلی کے اندر کچھ ایسی ترقی کی اب جگہ جگہ تھیٹر کھٹنا شروع ہو گئے اور رومن مرد اور عورتیں ایکٹر کی حیثیت سے ان تھیٹروں میں کام کر کے خوب دولت کمانے لگے تھے۔

دوسری چیز جس کا آغاز امن کے ان دنوں میں ہوا وہ کلیڈیٹر شپ تھی اسکی ابتداء عجیب سے انداز میں ہوئی اور وہ یوں کہ رومنوں کا ایک لیڈر جو انکے یہاں بڑا ہر دل عزیز اور معروف تھا اسکا نام جونیوس بروٹس تھا یہ زندگی بھر اوروں کے کام آکر لوگوں کی خوشی اور سکون کا باعث بنتا رہا جب یہ مر گیا تو اسکے چاہنے والوں نے یہ چاہا کہ چونکہ جونیوس بروٹس ساری زندگی لوگوں کی خوشی کیلئے کام کرتا رہا ہے لہذا اب جب کہ وہ مر گیا ہے تو اسکی روح کی خوشی کا کوئی سامان کرنا چاہئے۔

اس مقصد کیلئے جب رومنوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد پوچھنے والوں کو یہ ہدایات جاری کی کہ جو بھی آدمی مرنا ہے وہ انسانی خون سے خوشی اور اطمینان حاصل کرتا ہے اپنے مذہبی پیشواؤں کا یہ مشورہ سن کر رومن حرکت میں آئے اور جس وقت وہ اپنے رہنما جونیوس بروٹس کو دفن کرنے لگے تھے اسی وقت انہوں نے لوگوں کے آپس میں مقابلے کرائے مختلف جنگوں سے مائے ہوئے تین زن اس مقابلے میں حصہ لینے کیلئے آئے اور جو ہارے وہ جیتنے والوں کے ہاتھوں مارے گئے اس طرح کئی نوجوانوں کا قتل عام ہوا خون بہا اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ انسانی خون بننے سے جونیوس بروٹس کی روح کو اطمینان اور سکون ملا ہو گا۔

اس طرح جس کام کی ابتداء جونیوس بروٹس کی روح کو خوش کرنے کیلئے کی گئی تھی وہ

کی بیوی کا بھائی تھا اس نے بھی اپنے بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں اٹلی کا مراعات یافتہ طبقہ جس میں زیادہ تر رومن شامل تھے وہ اسکے خلاف ہو گیا اور موقع پا کر انہوں اس کا یوس کو بھی قتل کر دیا تھا۔

رومنوں کا جرنیل سپیو ان دنوں ہسپانیہ میں قیام کئے ہوئے تھا اسے جب خبر ہوئی کہ اسکی بیوی کے بھائی تیریوس اور کا یوس دونوں کو مراعات طبقے نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو وہ اسپین سے اٹلی آیا تیریوس اور کا یوس کے کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی اس نے سینٹ سے یہ مطالبہ کیا کہ تیریوس اور کا یوس کے مطالبات درست تھے دولت اٹلی کے سارے طبقوں میں برابر سے تقسیم ہونی چاہیے اگر ایسا نہ ہوا تو مراعات طبقہ زیادہ امیر ہو جائے گا غریب لوگ اور پس جائیں گے لوگوں کے درمیان ایک تضاد اور فرق پیدا ہو جائے گا جس کی بناء پر پچھلا طبقہ اونچے طبقے کے خلاف ایک نہ ایک روز اٹھ کھڑا ہو گا کوئی غنی انقلاب آئے گا جو اٹلی کو لو میں نہا کر رکھ دے گا۔

لیکن اٹلی کی سینٹ نے اپنے اس ہرول عزیز سپیو کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا حالانکہ سپیو کے رومنوں پر بڑے احسانات تھے کنعانیوں کے خلاف اسی نے فتوحات حاصل کی تھیں قرطاجہ پر قبضہ کرنے والا بھی یہی جرنیل تھا اسپین پر بھی اسی نے رومنوں کا قبضہ قائم کیا اسکے عدوہ سسلی میں بھی اس نے رومنوں کے حق میں حالات درست کئے تھے لیکن اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے نے سپیو کی ان ساری خدمات کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے بھی ذلیل و خوار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ان تکلیف دہ حالات میں اٹلی کے حکمران طبقے کے سامنے دو اشخاص نمودار ہوئے ایک ماریوس اور دوسرا سولا۔ دونوں ہی سسلی اسپین اور افریقہ میں رومنوں کے جرنیل سپیو کے نابوں کی حیثیت سے کام کرتے رہے تھے لیکن دونوں ہی کے درمیان خیالات میں بڑا اختلاف تھا ماریوس کا تعلق روم کے نچلے طبقے سے تھا اور وہ اپنے خیانت میں سپیو کی حمایت کرنے والا تھا جبکہ سولا کا تعلق اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے سے تھا اور وہ سپیو کے خیالات کی نفی کرنے والا تھا۔

ان ہی دنوں روم میں کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ ان دونوں ماریوس اور سولا کو اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے مواقع میسر ہوئے پہلا موقع افریقہ سے نمودار ہوا افریقہ میں رومنوں کی بڑی گرفت تھی اور شرقی وحشیوں کا حکمران ماضی میں کنعانیوں کے خدشہ انگلی مدد بھی کرتا رہا تھا لیکن ان ہی دنوں ایسا ہوا کہ بگور تھا نام کا ایک باغی اور وحشی افریقی حرکت میں آیا اس نے نہ صرف یہ کہ حکومت کے باغیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا بلکہ جیلوں کے اندر

طرح رتی کرتے کرتے بہت آگے بڑھ گئی یہاں تک کہ روم شہر کے اندر ایک بہت بڑا - سٹیڈیم تیار کرایا گیا جس کے اندر ہر ہفتے روم کے بادشاہ کی نگرانی میں گلیڈیئٹر ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے کئی ٹوجوان زخمی ہوتے اور کئی مارے جاتے اور جیتنے والوں کو روم کی حکومت خوب انعامات سے نوازی تھی۔ آہستہ آہستہ اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں بھی تبدیلی اور انقلاب آنا چلا گیا۔ گلیڈیئٹر کے مقابلوں کے ساتھ ساتھ اس میدان کے ایک طرف لوہے کے پتھرے بنائے گئے جنگے اندر شیر اور چیتے بند کر دیئے گئے تھے جنگوں کے دوران جو جنگی قیدی ہاتھ لگتے اس مقابلے کے میدان میں انہیں لوہے کے جنگوں کے اندر چھوڑ کر ان پر بھوکے چیتے اور شیر چھوڑے جاتے اس طرح بھوکے درندوں کے ساتھ انسانی مقابلہ کرا کے رومن حکمران اپنی خوشی اپنے سکون کا سامان فراہم کرنے لگے تھے یوں اس کے دور میں یہ دو رسمیں رومنوں کے اندر بڑی تیزی سے ترقی پا کر معقول و مقبول ہو گئی تھیں۔

○

اٹلی میں پہلے ہی معاشرہ دو حصوں میں تقسیم تھا ایک مراعات یافتہ یعنی امیر طبقہ اور دوسرا حقیر اور پچھلا مسلا طبقہ۔ گزشتہ جنگوں میں چونکہ رومنوں کو پے در پے فتوحات حاصل ہوئی تھیں لہذا بیشمار مال و دولت اسکے ہاتھ لگی تھی یہ دولت بھی اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے ہی کے حصے میں آئی تھی لہذا ان جنگوں کے بعد مراعات یافتہ یعنی امیر اور غریب طبقے کے درمیان پہلے کی نسبت بہت زیادہ فرق اور دوری پیدا ہو گئی تھی غریب طبقہ اور امیر طبقے کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا تھا اس رد عمل کا احساس سب سے پہلے تیریوس کو ہوا جو رومنوں کے ہرول عزیز جرنیل سپیو کی بیوی کا بھائی تھا جس نے مراعات یافتہ طبقے کے خلاف آواز اٹھائی اور غریب طبقے کی طرف سے یہ مطالبہ کیا کہ جنگی جانوروں کو بھی رہنے کیلئے غاریں اور کھوکھو میسر ہوتی ہے اٹلی میں غریب طبقے کو رہنے کیلئے بھی کوئی مقام میسر نہیں جبکہ اٹلی کی زیادہ زمینوں پر مراعات یافتہ طبقے کا قبضہ ہے اور غریب لوگ زمین کے ایک ٹکڑے کو بھی حاصل کرنے کیلئے ترستے ہیں۔

اس تیریوس نے سینٹ سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ اٹلی کی زمین کو لوگوں کے اندر تقسیم کر دیا جائے تاکہ غریب طبقہ بھی زمین کو آباد کر کے بہتر اور پرسکون زندگی کی ابتداء کر سکے۔ تیریوس کے اس مطالبے پر اٹلی کا مراعات یافتہ طبقہ اسکے خلاف ہو گیا اور اندر ہی اندر اسکے خلاف کام کرتے ہوئے انہوں نے تیریوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تیریوس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی کا یوس حرکت میں آیا یہ بھی رومنوں کے ہرول عزیز جرنیل سپیو

جس قدر قیدی تھے انہیں بھی اس نے رہا کر کے اپنے ساتھ ملا لیا شرقی وحشیوں کے حکمران کے خلاف یہ حرکت میں آیا اور اسے تخت و تاج سے محروم کرنے کے بعد یہ بگور تھا نام کا سردار خود افریقہ کا حکمران بن بیٹھا تھا۔

یہ چیز رومنوں کے لئے قطعی ناقابل برداشت تھی اسلئے کہ پہلا حکمران طبقہ رومنوں کے ساتھ بے پناہ تعاون کرتا رہا تھا لہذا رومنوں نے بگور تھا کی طرف قاصد بھجوائے اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تخت و تاج سے دست بردار ہو کر افریقہ میں پہلے حکمران طبقے کو حکومت حوالے کر دے لیکن بگور تھا نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بار بار قاصد بھجوائے گئے اور بار بار اس بگور تھا نے رومنوں کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا جسکی بناء پر رومنوں نے افریقہ میں بگور تھا کے خلاف لشکر کشی کرنے کا ارادہ کر لیا۔

ایک جرار لشکر بحری بیڑے کے ذریعے افریقہ کے ساحل پر بھجوا دیا گیا جسکی بگور تھا کے ساتھ جنگ ہوئی اور بگور تھا نے رومنوں کے لشکر کو بدترین شکست دے کر اس میں سے کچھ کو قتل کر دیا اور بہت کم لوگ ایسے بچے جو اپنی جانیں بچ کر واپس روم پہنچے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ رومنوں کو اپنی اس شکست کا بھید صدمہ ہوا لہذا ایک اور لشکر بگور تھا کی طرف روانہ کیا۔ بگور تھا نے اس لشکر کو بھی شکست دی۔ اب رومن انتقامی ہو گئے تھے۔ اس کے بعد رومنوں نے پے درپے کئی لشکر بگور تھا کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے۔ لیکن ہر بار ناکام اور غائب ہو جاتا تھا۔ آخر کار افریقہ اور سسلی میں یہ انواہیں پہنچنے لگیں کہ جو رومن لشکر بھی بگور تھا سے جنگ کرنے کو آتا ہے۔ بگور تھا اس کے سپہ سالار کو بھاری رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیتا ہے اور رومن سپہ سالار اپنے لشکر کی شامت اور بگور تھا کی نعمندی کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہ خبریں جب روم شہر میں گشت کرنے لگیں تو رومن حکمرانوں کو اس سے بڑی تشویش ہوئی انہوں نے اپنے چند قاصد افریقہ میں بگور تھا کی طرف بھجوائے اسے اس کی حفاظت کی ضمانت دی اور اس سے یہ کہا کہ وہ ایک بار روم آئے تاکہ اس سے گفتگو کر کے یہ تصدیق کی جائے کہ واقعی رومن جرنیل اس سے رشوت لے کر اپنے لشکر کی تباہی و بربادی کا باعث بنتے رہے ہیں لیکن بگور تھا بڑا عیار بڑا تیز اور سیانا آدمی تھا اس نے رومنوں کا کہنا نہ مانا اور روم آئے سے اس نے قطعی انکار کر دیا۔ بگور تھا کا یہ انکار رومنوں کے لئے مزید ذلت اور غظبناکی کا باعث بنا اپنے ان گنت جرنیلوں کو آزمانے کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ ہر سمت سے مایوسی اور ناکامی ہوئی ہے تو انہوں نے اپنے ماضی کے بہترین جرنیل سیو کے دست راست ماریوس کو آزمانے کی کوشش کی۔

دوسرا جرنیل سولا چونکہ ماریوس کا انتخابی مخالف اور اس کے خیالات سے اتفاق نہ کرنے والا تھا لہذا جب رومنوں نے ماریوس کو ایک لشکر کے ساتھ افریقہ بھیجنے کا ارادہ کیا تو سولا نے اندر ہی اندر سازش کر کے اس کام کی مخالفت کی اس نے بڑی کوشش کی کہ ماریوس کی جگہ اسے افریقی مہم پر روانہ کیا جائے تاکہ وہ بگور تھا کو اپنے سامنے زیر کر کے روم کے لوگوں میں ہر دلچسپی حاصل کرے لیکن حکمران طبقے نے سولا کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے کے بعد انہوں نے ماریوس ہی کو افریقہ میں بگور تھا کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا تھا۔

ماریوس چونکہ سیو کے ماتحت کام کرتا رہا تھا وہ رومنوں کے لئے انتہائی مخلص اور اپنی قوم کا درد رکھنے والا شخص تھا اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ میں وارد ہوا افریقی وحشیوں کے بادشاہ بگور تھا نے اس کا مقابلہ کیا لیکن ماریوس نے اسے بدترین شکست دی بگور تھا اس جنگ میں مارا گیا اور ماریوس نے وہاں رومنوں کی حمایت کرنے والی حکومت قائم کر دی تھی کچھ عرصہ ماریوس نے افریقہ ہی میں قیام کئے رکھا تھا تاکہ وہ اپنی نگرانی میں حالات کی درستگی کا جائزہ لیتا رہے اس دوران اس کی غیر موجودگی میں اٹلی میں سالانہ انتخابات منعقد ہو گئے ماریوس نے افریقہ سے ہی اپنا نام انتخابات کے لئے روانہ کر دیا بگور تھا کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد ماریوس رومنوں میں بڑا ہر دلچسپ ہو گیا تھا لہذا وہ ابھی افریقہ ہی میں قیام کئے ہوئے تھا کہ روم سے اسے خبر ملی کہ وہ کونسلر کی حیثیت سے انتخاب جیت گیا ہے۔

ماریوس اپنے لشکر کے ساتھ ابھی افریقہ ہی میں قیام کے ہوئے تھا کہ اٹلی پر ایک اور مصیبت لوٹ پڑی اور وہ مصیبت جرمینوں اور کالٹیوں کی تھی۔ جرمن ان دنوں خانہ بدوش اور وحشیانہ قسم کی زندگی بسر کر رہے تھے جبکہ کالٹی بھی ان جیسے وحشی اور خونخوار تھے جرمینوں کی تو یورپ میں اپنی سرزمین تھی جہاں سے نکل کر وہ اپنے ہمسایہ ملکوں پر حملہ آور ہوتے تھے جبکہ کالٹی بنیادی طور پر موجودہ سرزمین جٹ لائن کے رہنے والے تھے یہ بھی ان دنوں انتہائی وحشی خیال کئے جاتے تھے اور لوٹ مار کر کے گزر بسر کرنے والے لوگ تھے ان جرمینوں اور وحشی کالٹیوں نے آپس میں اتحاد کر لیا پھر ان کا ایک بہت بڑا گروہ اٹلی کی طرف بڑھا اس گروہ میں تین لاکھ جنگجو اور لڑاکا جوان تھے انہیں علاوہ ان کے ساتھ ان کی بے شمار عورتیں بچے اور بوڑھے بھی تھے اور یہ لوگ ہڈی دل اور طوفان کی طرح اٹلی کی طرف بڑھنے لگے۔ تھے رومن حکمرانوں نے جب اس طوفان کو اپنی سرزمینوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو انہوں نے فوراً "ماریوس کو افریقہ سے واپس بلا لیا تھا۔

کچل دیا بے شمار غلاموں کو موٹ کے گھاٹ اتار دیا گیا چند ماہ کے لئے یہ بغاوت دب کر رہ گئی مگر پھر ایسی شدت اور طوفان کے ساتھ اٹھی کہ رومنوں کو اس بغاوت نے گلا کر رکھ دیا تھا۔

رومنوں نے جواب میں پھر غلاموں کا خوب قتل عام کیا ہزاروں کی تعداد میں سسلی سے غلاموں کو بحری بیڑے میں سوار کروا کے روم لے جایا گیا جہاں حکمران طبقے نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کلیڈ ٹیڑوں کے مقابلے کے لئے جو اسٹیڈیم تیار کیا گیا ہے اور جس میں درندے بھی رکھے گئے ہیں ہر روز چند غلام درندوں کے سامنے مقابلہ کرنے کے لئے پیش کئے جائیں اور روم شہر کے لوگوں کو یہ تماشہ دیکھنے کی دعوت دی جائے اس طرح خونخوار درندوں اور غلاموں کے درمیان مقابلہ دیکھ کر نہ صرف یہ کہ رومن شہری محفوظ ہوں گے بلکہ وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف کسی آواز کو اٹھنے نہ دیں گے۔

دوسری طرف سسلی کے ان غلاموں کو جب یہ خبر ہوئی کہ انھیں باری باری درندوں سے مقابلہ کرنے کے لئے رومن شہروں کے سامنے ایک تماشہ بنا کر پیش کیا جائے گا تو انھوں نے رومن حکمرانوں کی اس تجویز کو خاک میں ملا کر رکھ دیا وہ اس طرح کہ جس روز ان غلاموں کے گرد ہوں کے درندوں کے ساتھ مقابلے شروع کرائے جاتے تھے اس سے ایک روز پہلے ہی یہ غلام حرکت میں آئے اور انھوں نے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا خاتمہ کر لیا تھا اس طرح درندوں سے ان کا مقابلہ کرانے میں رومن حکمرانوں کو مایوسی ہوئی تھی اور غلاموں پر ظلم کرنے اور ان کی اجتماعی خودکشی کی وجہ سے اٹلی کا جو نچلا طبقہ تھا وہ برا متاثر ہوا اور وہ اپنے حکمرانوں کے ان مظالم کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے لگا اندر ہی اندر لوگ اپنی حکومت کے خلاف کام کرنے لگے اور ان لوگوں کا اندر ہی اندر تعلق اور واسطہ رومنوں کے نامور جرنیل ماریوس کے ساتھ بھی قائم تھا۔

کالٹیوں اور جرموں کو پسا کرنے کے بعد جہاں رومن جرنیل سولا کو اپنی عزت اور ہر دلچیزی حاصل ہوئی وہاں ماریوس کو بھی بہترین مقام حاصل ہوا اور وہ یہ کہ رومن حکمرانوں نے ماریوس کو حکمران طبقے کا ایک سینئر جن لیا تھا اس دوران اجتماعی خودکشی کرنے والے غلاموں کی وجہ سے اٹلی کے اندر بھی ایک بغاوت اور انقلاب کی لہر سی اٹھ کھڑی ہوئی یہ بغاوت مارسک قبائل کی طرف سے ہوئی مارسک قبائل اٹلی کے قدیم باشندے تھے اور یہ وسطی اٹلی کے قصبوں اور شہروں کے رہنے والے تھے رومنوں سے وہ سخت نفرت کرتے تھے وہ یہ بھی خیال کرتے تھے کہ رومن ان سرزمینوں کے رہنے والے نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق ایشیا کے شہر زائے سے ہے جہاں سے اٹھ کر انھوں نے اٹلی پر قبضہ کر لیا ہے

ان جرموں اور وحشی کالٹیوں نے نوسال پہلے بھی اٹلی کا رخ کیا تھا شمالی اٹلی میں ان کا سامنا رومنوں کے ایک لشکر کے ساتھ ہوا تھا اور رومن لشکر کو ان کالٹیوں اور جرموں نے بدترین شکست دی تھی لیکن رومنوں کی خوش قسمتی کہ یہ کالٹی اور جرمن اٹلی میں داخل ہوتے ہوئے رہ گئے بلکہ انھوں نے کسی طوفان کی طرح اپنا رخ موڑ لیا اور سوئٹزر لینڈ میں داخل ہو گئے اور گزشتہ نو سال سے یہ سوئٹزر لینڈ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ادھیڑ ادھیڑ کر کھا رہے تھے اب پھر انھوں نے اپنی ٹرکٹاز اور یلغار کا راستہ بدلا اور انھوں نے پھر دوبارہ اٹلی کا رخ کیا اٹلی کی سرحد کے قریب آکر یہ کالٹی اور جرمن دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک شمال مغرب کی سمت سے اٹلی کی طرف بڑھا اور دوسرا گردہ شمال مشرق کی طرف سے طوفانی انداز میں اٹلی کا رخ کر رہا تھا۔

ماریوس کی روم میں آمد پر رومن حکمرانوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ ماریوس کو اس لشکر کا کماندار اور سولا کو جو ماریوس کا بدترین دشمن تھا اس کا نائب مقرر کیا لیکن جوئی رومن حکمرانوں کو یہ خبریں ملیں کہ وحشی کالٹی اور جرمن دو حصوں میں تقسیم ہو کر اٹلی کی طرف بڑھ رہے ہیں تو رومنوں نے اپنے اس بڑے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک کا کماندار ماریوس کو اور دوسرے کا اس کے بدترین دشمن سولا کو مقرر کیا گیا تھا یہ دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کو لے کر وحشی کالٹیوں اور جرموں کے لشکر کو روکنے کے لئے آگے بڑھے ان دونوں کی خوش قسمتی کہ یہ کالٹی اور جرموں کو شکست دے کر انھیں پسا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح ماریوس تو پہلے ہی رومنوں میں ہر دلچیزی اختیار کر چکا تھا لیکن سولا کو جب کالٹیوں اور جرموں کے خلاف کامیابیاں حاصل ہوئیں تو رومن اس سے بھی ماریوس کی طرح بے پناہ محبت کرنے لگے تھے اب یہ دونوں جرنیل اٹلی کے افق پر چھانگتے تھے ماریوس کا تعلق چونکہ نچلے طبقے سے تھا لہذا یہ نچلے طبقے کی طرفداری کرنے لگا تھا جبکہ سولا کا تعلق چونکہ مراعات یافتہ طبقے سے تھا لہذا یہ امیر طبقے کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی طرفداری کئے جا رہا تھا۔

جن دنوں ماریوس اور سولا دونوں کالٹیوں اور جرموں کے خلاف برسرِ پیکار تھے ان دنوں رومنوں کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی وہ اس طرح کہ اب سسلی پر رومنوں کا مکمل طور پر قبضہ تھا سسلی میں ان لوگوں کی تعداد بے شمار ہو گئی تھی جنہیں رومنوں نے اپنا غلام بنا رکھا تھا پس ان غلاموں نے آپس میں میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد رومنوں سے آزادی کا مطالبہ کیا جب ان کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا گیا تو غلاموں نے ایک طرح کا انقلاب برپا کرنے کی خاطر بغاوت کر دی اس بغاوت کو رومنوں نے بڑی سختی سے

کے بعد اٹلی کے نچلے طبقے کی حمایت میں یولنا شروع کیا ماریوس چونکہ اٹلی میں بڑا ہردلعزیز تھا لہذا لوگ اس کی طرف مائل ہونے لگے قریب تھا کہ ماریوس سینٹ کے ممبران سے مل کر اٹلی کے ممبران سے مل کر اٹلی کے نچلے طبقے کے لئے مراعات حاصل کرنے کی بات کرنا لیکن سولا ایسا نہ ہونے دینا چاہتا تھا کیونکہ سولا کا تعلق اٹلی کے امیر طبقے سے تھا اور وہ اس طبقے سے زمینیں چھین کر نچلے طبقے کو دینے کے حق میں نہیں تھا لہذا وہ فوراً حرکت میں آیا اور دو کام اس نے کئے پہلا یہ کہ اس نے فوراً لشکر کا رخ کیا اپنے کمانداروں کے ساتھ ساز باز کر کے اس نے انھیں اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح اس نے پورے لشکر پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے بعد سولا نے سینٹ کے ان تمام ممبران کو قتل کرا دیا جن سے متعلق اسے شک و شبہ تھا کہ وہ ماریوس کی طرفداری کریں گے۔

اب اٹلی میں حالات ماریوس کے لئے خطرناک شکل اختیار کرنے لگے تھے لشکر میں سے بہت کم لوگوں نے اس کا ساتھ دیا اس لئے کہ سولا پہلے ہی سازش کر کے اور خوب س و دولت خرچ کر کے اکثر کمانداروں کو خرید چکا تھا جس لشکر کے چھوٹے سے حصے نے ماریوس کا ساتھ دیا اس کے ساتھ ماریوس نے سولا سے نپٹا چاہا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا جس کے نتیجے میں ماریوس اٹلی سے افریقہ کی طرف بھاگ نکلا لیکن اس کی بد قسمتی کہ جس کشتی میں وہ سوار ہوا تھا وہ طوفانوں میں گھر گئی اور اسے افریقہ کے ساحل کی طرف لیجائے کے بجائے طوفان نے پھر اسے اٹلی ہی کے ساحل پر لا کھڑا کیا۔

اس دوران سینٹ کے مرنے والے ممبران کی جگہ نئے ممبران منتخب کئے جا چکے تھے ماریوس کی کشتی جب دوبارہ اٹلی کے ساحل پر آگئی تو سولا کے ذریعے اسے گرفتار کر لیا گیا یہاں سے پھر اسے عدالت کے سامنے پیش کیا گیا عدالت کے ممبران میں سے اکثریت جو تھی وہ ماریوس کی حامی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اپنے ماضی میں ماریوس نے اٹلی پر بے شمار احسانات کئے ہوئے ہیں لہذا انھوں نے ماریوس کو سزا دینے کے بجائے اسے باعزت رہا کر دیا اور اسے افریقہ جانے کی اجازت دیدی حالانکہ سولا چاہتا تھا کہ ماریوس کو سزائے موت دیدی جائے اس کا خاتمہ کر دیا جائے عدالت کے فیصلے کو مد نظر رکھتے ہوئے ماریوس دوبارہ اٹلی سے افریقہ کی طرف چلا گیا جبکہ سولا اپنے لشکر کو لے کر ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا تھا سولا کو اٹلی میں سب سے زیادہ خطرہ ماریوس ہی سے تھا اب جبکہ ماریوس افریقہ چلا گیا تھا تو سولا مطمئن تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ اٹلی میں اپنی من مانی کر سکے گا۔

ان حالات میں سولا بڑی برق رفتاری کے ساتھ اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں

غلاموں کی اجتماعی خودکشی نے مارسک قبائل کے لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا چونکہ ان کا تعلق نچلے طبقے سے تھا لہذا یہ رومن حکومت سے مطالبہ کرنے لگے کہ اٹلی میں جس قدر وسیع و عریض زمینیں مراعات یافتہ طبقے کو حاصل ہیں وہ ان سے چھین کر لوگوں میں برابر سے تقسیم کرنا چاہیں اس لئے کہ سارے ہی لوگ برابر اٹلی کی خدمت کر رہے ہیں لہذا برابری کی بنیاد پر زمین تقسیم ہونی چاہئے تاکہ سب لوگ مل جل کر ایک جیسی زندگی بسر کر سکیں۔

رومنوں نے مارسک قبائل کے ان مطالبات کو بڑی سختی کے ساتھ مسترد کر دیا انھوں نے ماریوس اور سولا کو حکم دیا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ان مارسک قبائل کے خلاف حرکت میں آئیں اور ان کی بغاوت کو بڑی سختی کے ساتھ کچل کر رکھ دیں مارسک چونکہ اٹلی کے نچلا طبقہ سے تھے اور ماریوس کا تعلق بھی نچلے طبقے ہی سے تھا لہذا ماریوس بادل تاخوستہ مارسکوں کے خلاف حرکت میں آیا دوسری طرف سولا کا تعلق چونکہ مراعات یافتہ طبقے سے تھا لہذا اس نے مارسکوں کے درمیان بڑی خونخواری بڑی شدت کا مظاہرہ کیا دل کھول کر اس نے مارسک باغیوں کا قتل عام کیا دوسری طرف ماریوس چونکہ اسی طبقے سے تعلق رکھتا تھا لہذا اس نے زیادہ اولوالعزمی اور جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کیا تاہم جب اس بغاوت کو کچلا جا چکا تو ماریوس اپنے اس رویے سے ایسا مایوس ہوا کہ اس نے حکمران طبقے سے التماس کیا کہ وہ چونکہ ستر برس کا ہو چکا ہے لہذا اب وہ پہلے کی طرح سرگرمی اور پرجوش انداز میں جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا اس بناء پر ماریوس نے اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

ان ہی دنوں ایشیائے کوچک کے علاقے پونیوس کے بادشاہ مدیدات نے رومنوں کے لئے مزید دشواری اور مصیبتیں کھڑی کر دی تھیں وہ اس طرح کہ اس نے اپنے ملک کے تخت و تاج پر اپنے بھتیجے کو بٹھایا اور خود ایک جرار لشکر لے کر نکلا اور اپنی سلطنت سے ملحقہ رومن علاقوں پر اس نے حملہ آور ہو کر تباہی و بربادی پھیلانا شروع کر دی تھی اس وقت تک چونکہ رومن جرنیل ماریوس اپنے عہدے سے سبکدوش ہو چکا تھا اور اس نے رومن حکمرانوں کو یہ تک کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے جنگوں میں جوش اور دلورہ نہیں دکھا سکتا۔

سینٹ کے ممبران ماریوس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اس لئے کہ اسے جس مہم پر بھی روانہ کیا گیا وہ وہاں سے کامیاب و کامران واپس ہوا لہذا رومن سینٹ کے ممبران کی یہی خواہش تھی کہ ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کے خلاف بھی ماریوس ہی کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا جائے اب اس موقع پر ماریوس نے اپنی ملازمت سے سبکدوش ہونے

ایا ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیات کو اس نے شکست پر شکست دی اور اسے اپنی عائد کردہ شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کر دیا ان جنگوں میں چونکہ ایٹھنروالوں نے ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیات کا ساتھ دیا تھا لہذا سولا انتھنرو کی طرف بڑھا ایٹھنرو کی بھی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی اور اپنی عائد کردہ شرائط پر انھیں صلح کرنے پر مجبور کر دیا اس طرح سولا نے اپنی دانشمندی سے ایشیائے کوچک اور اور ایٹھنرو میں رومنوں کے خلاف اٹھنے والے خطرات کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔

لیکن اسی دوران خود اٹلی میں ایک اور بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس طرح کہ ماریوس گو افریقہ جا چکا تھا لیکن اٹلی میں بھی اس کے حامیوں کی کافی تعداد تھی خصوصیت کے ساتھ ماریس اور ان کے ساتھ ساتھ سامنت قبائل جو تھے وہ بھی ماریوس کے حق میں تھے ماریس کی طرح سامنت قبائل بھی وسطی اٹلی کے کوستانی علاقوں کے رہنے والے تھے یہ بھی اٹلی میں رومنوں کے مقابلے میں ٹپلے طبقے کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے جب ماریوس کو افریقہ کی طرف بھیج دیا گیا تو ان سامنت اور ماریس قبائل کو ماریوس کے نکال دیے جانے کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا ان دونوں قبائل نے ایک شخص پونٹیوس کی سرکردگی میں اپنے آپ کو متحد اور مجتمع کر لیا یہ پونٹیوس گزشتہ جنگوں میں ماریوس کے ایک نائب کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا پونٹیوس نے سولا کی غیر موجودگی میں بڑی سرگرمی سے کام لیا اچھا خاصا اس نے لشکر تیار کر لیا گو یہ لشکر غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم ہی تھا تاہم پونٹیوس نے اس لشکر کو اپنے ساتھ لیا اور روم شہر کی طرف بڑھا پونٹیوس کے ساتھ کام کرنے والے اس غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم لشکر کا یہ ارادہ تھا کہ وہ روم شہر کو آگ لگا دیں گے وہ سمجھتے تھے کہ اٹلی میں روم شہر صرف رومنوں کی موجودگی کا احساس دلاتا ہے جبکہ اٹلی میں اور بے شمار قبائل اور قومیں بھی بستی تھیں لہذا کسی اور شہر کو اٹلی کا مرکز بنانا چاہئے ان کا خیال تھا کہ روم کو جلا کر خاکستر کر دیا جائے اور اس کی جگہ کرفیوم شہر کو اٹلی کا مرکز بنا کر اس کا نام کرفیوم کے بجائے اٹلی کے حوالے سے اٹالیکا رکھا جائے جو اس بات کی غمزدی کرے گا کہ اٹلی میں صرف رومن ہی نہیں بستے بلکہ اور بہت سی قومیں بھی آباد ہیں اپنے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پونٹیوس کا یہ لشکر بڑی تیزی سے روم شہر کی طرف بڑھا تھا تاکہ روم کو آگ لگا کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

لیکن ان لوگوں کی بد قسمتی کہ اسی دوران سولا اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی میں داخل ہو گیا قبل اس کے کہ یہ غیر تربیت یافتہ لشکر روم شہر کو آگ لگا دے شہر کے شمال میں اس کا ٹکراؤ سولا سے ہو گیا سولا نے اپنے لشکر کے ساتھ ان غیر منظم اور غیر تربیت یافتہ لوگوں

کو بدترین شکست دی اور جی کھول کر ان کا قتل عام کیا۔ ان سب لوگوں کے خاتمے پر بھی سولا کا جی نہ بھرا بلکہ اس نے فرشتے تیار کیے جن لوگوں کا خاتمہ کیا جانا تھا ان میں سب سے اوپر اس نے ماریوس کو رکھا چونکہ وہ ماریوس کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا لہذا چند ہفتوں کی لگاتار جدوجہد کے بعد سولا نے نہ صرف یہ کہ ماریوس کے خاندان کا خاتمہ کر دیا بلکہ جن جن کر ان تمام افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو ماضی میں ماریوس کی حمایت کرتے رہے تھے یا اس کے ذاتی دشمن خیال کئے جاتے تھے اس طرح ایسے لوگوں کے خاتمے کے بعد سولا رومن حکومت کو اپنی مرضی و منشا کے مطابق چلاتا تھا رومن تاریخ میں سولا پہلا آدمی ہے جس نے اٹلی کو ڈکٹیٹر شپ سے متعارف کرایا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے ڈکٹیٹر شپ کے علاوہ اٹلی کو شہنشاہیت سے متعارف کرایا۔

○

یونان اور پیوسا نے گزشتہ کئی ماہ سے روم شہر کی نواحی سرائے میں قیام کیا ہوا تھا۔ ایک روز جبکہ دونوں میاں بیوی دہسہر کا کھانا کھانے کے بعد سرائے کے مالک کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ چند مسلح سوار سرائے میں داخل ہوئے جنہیں دیکھتے ہی سرائے کے مالک کا چہرہ اتر گیا تھا وہ پریشان اور فکر مند دکھائی دینے لگا تھا اس پر یونان نے بڑی ہمدردی اور بڑی نرمی میں سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

من میرے عزیز میرے بھائی تو سرائے میں داخل ہونے والے ان مسلح گھڑ سواروں کو دیکھ کر کیوں پریشان اور فکر مند ہو گیا ہے اس پر سرائے کا مالک فوراً "اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سرائے میں داخل ہونے والے یہ چھ سوار روم کے بدنام زمانہ سکیلڈ نیڑ ہیں اور یہ اٹلی کے ڈکٹیٹر سولا کے خاص آدمی ہیں ایسے آدمی جن سے سولا اپنے دشمنوں کا خاتمہ کراتا پھرتا ہے دیکھو میرے عزیزو تم دونوں میاں بیوی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلے جاؤ مجھے خدشہ ہے کہ میرے ساتھ یہ لوگ تمھیں بھی نقصان پہنچائیں گے پریشان کریں گے لہذا تم اپنے کمرے کی طرف چلے جاؤ سرائے کے مالک کے یہ الفاظ سن کر یونان نے کمال ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

من میرے عزیز ان لوگوں کی ایسی کی تھی یہ لوگ میرے اور میری بیوی کے لئے کیا زحمت اور مصیبت ثابت ہوں گے میں خود ان لوگوں کے لئے بہت بڑی بلا ثابت ہو جاؤں گا پر تم یہ تو کو تم کیوں ان سے خطرہ اور خدشہ محسوس کر رہے ہو اس پر سرائے کا مالک

دونوں کے درمیان کیا رشتہ ہے لیکن یاد رکھو اگر تم نے یہاں سے دفع ہونے کی کوشش نہ کی تو ہم تم دونوں پر اسی طرح وارد ہوں گے جس طرح رات کے سنان صحراء میں ندائے غیب، تخریب کی قوت، طاقت کے مظہر اور آندھیوں کے جھکڑ داخل ہوتے ہیں سن رکھو ہم رست کے گبولوں کی حشر سامانیوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہاری مسرت کی ساری لہروں کو مضموم المناکی کی تصویر، شب گزیدہ روایات اور ریگستان کے ویرانوں جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔ قبل اس کے کہ ہم تمہارے خلاف حرکت میں آئیں تمہاری بہتری تمہارا نفع اسی میں ہے کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ ورنہ سرائے کے مالک کے ساتھ ساتھ ہماری گرفت تم پر بھی پڑے گی اور تم دونوں کو بھی سرائے کے اس مالک کی طرح ہم نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے یہاں تک کہنے کے بعد وہ کلیڈ ٹیڑج خاموش ہوا تو یوناف کی عجیب سی حالت ہو ہو گئی تھی۔

اس کے چہرے پر غفلتی جذبے، کپڑے پھاڑتی آندھیوں کے جھکڑ، وجدانی کیفیت ادھام کے بھنور اور جزبات کی طغیانی کی طرح میاں ہونے لگے تھے اس کی آنکھوں میں رموز سرست آگ کے نوکیلے شعلوں اور بدبختی کے سمندر کی طرح جوش مارنے لگے تھے پھر وہ موجودات عالم کی تقدیر کا فیصلہ کرنے والے کارکنان قنہ و قدر کی طرح حرکت میں آیا چند قدم وہ آگے بڑھا پھر پانی کی تہوں میں ایک بیٹن برپا کر کے ہر چیز میں اتھل پھل کر دینے والے انداز میں وہ اس رومن کلیڈ ٹیڑج کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو شیطان کے فرزند غفلت کے بیڑ مجھے یہ سمجھو کہ میں ایک مانوق الفطرت انسان ہوں کانے کی تہذیب سے لے کر میں نے نینا اور اشور تک کی تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کائنات کی قدیم داستانوں کو میں نے سنا ہی نہیں بلکہ میں نے ان داستانوں کا خود شامد بھی ہوں یوناف کی یہ گفتگو سن کر ان کلیڈ ٹیڑجوں میں سے ایک حرکت میں آیا آگے بڑھ کر اس نے لگا تار کئی سکے یوناف کے دے مارے تھے لیکن ان سب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یوناف بالکل پر سکون اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر وہ ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب بھی وقت ہے تم سب یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ ایک بار اگر میں تمہارے خلاف حرکت میں آگیا تو پھر تمہیں تمہاری موت کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا سنو رومنوں کے کلیڈ ٹیڑج میں مقابلے میں تم پر ایسے وارد ہوں گا جیسے تاریک رات برف میں کھٹائے مکانوں پر خیمہ زن ہوتی ہے لکھ رکھو میں سمندر کی اٹھان، آندھیوں کے ہماؤ، وجدان کی کیفیت اور طوفان کے تھپیڑوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا اور ایسا کر کے میں تم سب پر اضطراب کی برق اور جوش زن و حشوں کو طاری کروں گا لہذا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں

حرکت میں آیا اور کہنے لگا تم لوگ یہیں کھڑے رہو میں علیحدہ رہ کر ان سے گفتگو کرتا ہوں پھر سرائے کا مالک وہاں سے ہٹا اور کچھ دور جا کر کھڑا ہو گیا اتنی دیر تک وہ سرائے میں داخل ہونے والے چھ سوار اپنے گھوڑوں کو باندھ کر سرائے کے مالک کی طرف آئے تھوڑی دیر تک وہ اس سے پوچھ گچھ کرتے رہے یوناف اور یوسا بڑی غور سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے پھر ان دونوں میاں بیوی نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کلیڈ ٹیڑج نے آگے بڑھ کر سرائے کے مالک کا گریبان پکڑ لیا تھا پھر لگا تار اس نے کئی طمانچے سرائے کے مالک کے منہ پر دے مارے تھے جن کے جواب میں سرائے کا مالک بچا رہے بی بی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا اتنی دیر میں ایک دوسرا آگے بڑھا اور اس نے بالوں سے پکڑ کر سرائے کے مالک کو اوپر اٹھایا یہ صورت حال دیکھتے ہوئی یوناف اور یوسا بڑی تیزی سے سرائے کے مالک کو بچانے کے لئے آگے بڑھے۔

دوسرا کلیڈ ٹیڑج جس نے بالوں سے پکڑ کر سرائے کے مالک کو اوپر اٹھایا تھا وہ بھی پہلے کلیڈ ٹیڑج کی طرح کچھ پوچھنے کے لئے سرائے کے مالک پر ہاتھ اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس نے انتہائی سخت لہجے میں اس کلیڈ ٹیڑج کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم کون ہو کیوں اس بے گناہ پر ظلم کرتے ہو تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہو کیا جتنا چاہتے ہو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ تم لوگ اپنا کام کرو اس شخص کو اپنی سرائے چلانے کا کام کرنے دو مت کسی بے گناہ انسان پر ظلم و ستم کرو ورنہ کوئی تم سے ایسا ہی سلوک کرنے پر مجبور ہو جائے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب رکا تو وہ کلیڈ ٹیڑج بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

قبل اس کے کہ ہم تمہارے خلاف حرکت میں آئیں پہلے یہ تو کہو کہ تم ہو کون کیوں تم سرائے کے مالک کی طرفداری کر رہے ہو کیا تم اس کے رشتہ دار ہو جو اس طرح اس کی حمایت کرنا چاہتے ہو اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا میرا اس سے کوئی نصی تعلق اور رشتہ تو نہیں تاہم اس سے میرا انسانیت کا تعلق اور رشتہ ضرور ہے سنو میں اس سرائے میں قیام کئے ہوئے ہوں اس لحاظ سے میرا اس سرائے کے مالک سے ایک تعلق ہے لہذا میں اسے تمہارے ہاتھوں بے عزت ہوتے نہیں دیکھ سکتا اب اگر تم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر اس شخص کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو وہی پسلا کلیڈ ٹیڑج شور و غلج، جھڑبات اور حیات کی قربانیت میں جان کئی کے لحاظ کی طرح بیجان انگیزی میں بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا میں نہیں جانتا تم دونوں کون ہو اور تم

عین اسی موقع پر یوسا بھی حرکت میں آئی ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بے نیم کی اور یوناف کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی۔

اسی موقع پر اہلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اسکی گھٹناتی سی ریشمی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی یوناف میرے حبیب میرے رفیق اگر تم کہو تو ان پانچوں کلید نیٹروں کے خلاف میں حرکت میں آؤں اور انہیں ایک جھٹکے کے ساتھ موت کی گھری نیند سلا دوں اس پر یوناف مسکراتے ہوئے ہلکے ہلکے لگا نہیں اہلیکا تم انتظار کرو اور دیکھو کہ ان پانچوں کے ساتھ میں کیا معاملہ کرتا ہوں اسکے بعد یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ وہ پانچوں کلید نیٹروں کے قریب آ گئے تھے اچانک یوناف آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی وہ انکے ایک پہلوؤں پر حملہ آور ہوا اور اس نے اپنے پہلے ہی وار میں ان میں سے ایک کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اپنے دوسرے ساتھی کے مارے جانے پر باقی چاروں کلید نیٹروں سے پڑے تھے اسی وقت یوسا بھی شعلوں کی زبان کی طرح آگے بڑھ کر حملہ آور ہوئی اور اس نے بھی ایک ہی وار میں تیسرے کلید نیٹر کی گردن کاٹ دی تھی باقی تینوں کلید نیٹروں کے ساتھیوں کے اس انداز میں مرنے پر پریشان تھے لیکن عین اس موقع پر یوناف اور یوسا نے ایک دوسرے کی طرف ذمہ داری انداز میں دیکھا پھر وہ ذیست کے بدترین طوفانوں کی طرح آگے بڑھے اور ان تینوں کلید نیٹروں پر حملہ آور ہو کر ان تینوں کو کاٹ کر موت کی گھری نیند سلا دیا تھا اسکے بعد یوناف اور یوسا نے اپنی تلواریں مرنے والے کلید نیٹروں کے کپڑوں سے صاف کرنے کے بعد نیام میں کر لیں دونوں میں بیوی سرائے کے مالک کے قریب آئے پھر یوناف سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن میرے عزیز میرے بھائی آؤ ان لاشوں کو ٹھکانے لگا دیں پھر پہلے کی طرح پرسکون بیٹھ کر گفتگو کریں سرائے کا مالک فوراً حرکت میں آیا طعام گاہ کی طرف جو دروازہ تھا وہ اس نے بند کر لیا تاکہ لاشوں کو کوئی اور نہ دیکھ لے سرائے کی پشت کے حصے میں یوناف اور یوسا اور سرائے کے مالک نے مل کر گڑھا کھودا چھ کے چھ کلید نیٹروں کی لاشوں کو اس گڑھے میں پھینک کر مٹی ڈال کر اس گڑھے کو انہوں نے بھر دیا جہاں فرش پر خون گرا تھا اسے بھی دھو کر صاف کر دیا اسکے بعد وہ پھر اس جگہ بیٹھ گئے جہاں تھوڑی دیر قبل وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے اس بار یوناف نے سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سن میرے بھائی! میرے مہربان! یہ کلید نیٹر تم سے کیا چاہتے تھے کیوں تم سے جھگڑا کرنے پہ تل گئے تھے اس پر سرائے کا مالک کچھ پریشان حال سا ہو گیا تھا اور وہ خوفزدہ سے

کہ اس سرائے کے مالک کو اس کے حال پر چھوڑ دو میں اچھی طرح جانتا ہوں یہ انتہائی شریف اور اعلیٰ ظرف کا انسان ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو ایک کلید نیٹر آگے بڑھا یوناف کے قریب آکر اس نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا پھر جونہی وہ یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑا پھر اس نے بڑے دور اور بڑی قوت میں جو اپنا فولادی گھونسا اس رومن کلید نیٹر کے مارا تو وہ کلید نیٹر اس کے کی تختی اور دیاؤ برداشت نہ کر سکا اور یوناف کا مکہ کھانے کے بعد دیں مرکز ختم ہو گیا تھا۔

اپنے ساتھی کے یوں مرنے پر باقی پانچوں کلید نیٹروں اپنی روح کی تڑپ اور من کی جبین کا شکار ہو گئے تھے ان کے چہروں اور انکی آنکھوں میں غضب کی انتقام کی لہریں جوش مارنے لگی تھیں تھوڑی دیر تک وہ بڑے مہمانہ انداز میں اپنے مرنے والے ساتھی کی طرف دیکھتے رہے پھر وہ یوناف کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے اجنبی ہم نہیں جانتے تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے کن سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے لیکن ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھی کے قاتل ہو اور قتل کے اس جرم میں یا تو ہم تمہیں قتل کر دیں یا تم ہمارے ساتھ چلو ہم تمہیں روم کی عدلیہ کے سامنے پیش کریں گے پھر وہ جو چاہیں تمہارے متعلق فیصلہ کریں پس ایک بات اپنے ذہن پر لکھ رکھو اور وہ یہ کہ کلید نیٹر کا قتل کوئی معمولی قتل نہیں ہے انکی کے حکمران سوا کے یہاں کلید نیٹر کی عزت نفس کو سب سے زیادہ اہم اور قیمتی سمجھا جاتا ہے لہذا تو ہمارے ساتھ ہو لے اگر تو نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو ہم تیرا سر کاٹ کر رکھ دیں گے اس کلید نیٹر کی یہ گفتگو سن کر یوناف کی حالت طوفان باد و باران، آندھیوں کے تھپیڑوں اور موت کے کرب جیسی ہو گئی تھی اس نے اپنی تلوار ایک جھٹکے کے ساتھ بے نیام کر لی اور پھر اپنی تلوار کو اس نے ان کلید نیٹروں کی سرب سراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو شیطانی گماشتو تم پانچوں مل کر بھی نہ مجھے گرفتار کر کے اپنے حکمران سولا کی طرف لے جا سکتے ہو اور نہ ہی اس سرائے میں مجھ سے انتقام کی خواہش اور آرزو پورا کر سکتے ہو میرے ان دونوں دعووں سے متعلق اگر تم میں سے کسی کو شک ہو تو وہ آگے بڑھے اور میرے ساتھ ٹکرائے کی کوشش کرے پھر دیکھتا ہوں کایاں اور کامرائی کس کے حصے میں آتی ہے یوناف کی اس گفتگو پر ان پانچوں کلید نیٹروں نے ایک بار استغماہ سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر شاید آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے فیصلہ کیا اپنی تلواریں انہوں نے بے نیام کر لیں اور یوناف پر حملہ آور ہونے کیلئے وہ آگے بڑھے تھے

انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا اس پر یونان نے اسکی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا پریشان مت ہو میری موجودگی میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے تمہاری مدد کروں گا میں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میں اور میری بیوی یہاں ہیں کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس پر سرائے کے مالک نے کچھ حوصلہ پکڑا اور یونان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میرے مہمان اور اجنبی مہمان اٹلی کے ایک نہایت معزز شخص نے میرے یہاں سرائے کے اندر پناہ لے رکھی ہے یہ کلیڈ نیٹر جو ابھی ابھی تمہارے ہاتھوں مارے گئے ہیں یہ سارے اٹلی کے حکمران ڈکلیٹر اور شہنشاہ سولا کے خاص آدمی ہیں اور یہ اسی شخص کو مجھ سے حاصل کرنے آئے تھے جس نے میرے یہاں پناہ لے رکھی ہے میرے خیموں میں سولا کے کارندوں کو خبر ہو گئی ہے کہ وہ شخص میری سرائے میں پناہ لئے ہوئے ہے اس پر یونان بولا اور پوچھنے لگا جس شخص نے تمہارے ہاں پناہ لے رکھی ہے وہ کون ہے اور کس کے خلاف اس نے اس سرائے میں پناہ لیکر قیام کر رکھا ہے اس پر سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز یہ بہت لمبی بات ہے کہ یہ شخص کون ہے اس نے کیوں سرائے میں پناہ لے رکھی ہے میں نے اسے کیوں پناہ دی اور یہ سولا کے کلیڈ نیٹر کیوں اسے تلاش کرتے پھرتے ہیں اس پر یونان پھر بولا اور کہنے لگا تم ساری بات تفصیل سے کہو میں سننا پسند کروں گا اس پر سرائے کا مالک شاید سب کچھ کہنے پر آمادہ ہو گیا تھا وہ سنبھل کر بیٹھا اپنا گلا اس نے صاف کیا پھر وہ یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو یونان میرے دوست میرے بھائی تم جانتے ہو گے کہ گزشتہ دنوں میں اٹلی کے اندر دو جرئیں بڑی اہمیت اختیار کر گئے تھے ایک ماریوس اور دوسرا موجودہ ڈکلیٹر سولا۔ ماریوس بیچارہ انتہائی مخلص انسان تھا وہ اٹلی کے کچلے مسلے لوگوں کی طرفداری کر کے ان کے لئے بہتری کے کام کرنا چاہتا تھا جبکہ دوسری طرف سولا کا تعلق اعلیٰ طبقے سے ہے اور وہ اعلیٰ طبقے ہی کی بہتری میں گھرے ہوئے طبقے کو اوپر اٹھانے کا حامی نہیں تھا اٹلی میں ماریوس اور سولا کے درمیان طویل کشاکش رہی جسکے نتیجے میں سولا کامیاب رہا اور ماریوس بیچارہ ناکام ہو کر افریقہ کی طرف چلا گیا ماریوس کے جانے کے بعد سولا کو صرف چار بڑی بڑی شخصیتوں کا سامنا تھا جن سے وہ کسی بھی وقت اپنے لئے خطرہ محسوس کر سکتا تھا اور یہ چاروں افریقہ کی طرف چلے جانے والے جرئیں ماریوس کے حامی تھے اور مختلف جگہوں میں اسکے ساتھ کام کرتے رہے تھے۔

ان میں سے پہلے شخص کا نام قنتوس ہے یہ افریقہ کی طرف جانے والے جرئیں

ماریوس کے ساتھ طویل عرصہ کام کرتا رہا ہے ماریوس کے افریقہ کی طرف چلے جانے کے بعد اس وقت سولا مشرق میں نمودار ہونے والی بغادوں کو فرو کرنے کیلئے چلا گیا تو سولا کی غیر موجودگی میں ماریوس اور سامنت قبائل نے اسکے خلاف بغاوت کر دی جن لوگوں نے ان دونوں قبائل کو سولا کے خلاف ترتیب دیا ان میں قنتوس بھی شامل تھا ماریوس قبائل اور سامنت قبائل روم شہر پر حملہ آور ہو کر اسے جلا دینا چاہتے تھے اور اسکی جگہ ایک دوسرے شہر کو اٹالیکا کا نام دیکر اٹلی کا مرکزی شہر بنانا چاہتے تھے انکا خیال تھا کہ روم شہر صرف رومنوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اٹالیکا اٹلی کے سارے ہی لوگوں کی نشاندہی کرے گا جس وقت ان قبائل نے بغاوت کی عین اس وقت مشرق سے سولا بھی اپنے لشکر کے ساتھ بوٹ آیا اور روم شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی جس میں سولا کامیاب رہا اس نے ہاتھیوں کو کچل کر رکھ دیا یہ قنتوس اس شکست کے بعد اٹلی سے اسپین بھاگ گیا وہاں اسکے بہت سے حامی تھے جن کے ساتھ مل کر اس نے بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے اور ایک علاقے میں وہ پرامن زندگی بسر کرنے لگا ہے سولا اب اسکو ہاتھ نہیں دے گا کیونکہ اسے خطرہ اور خدشہ ہے کہ اگر اس نے قنتوس کے خلاف ہسپانیہ میں لشکر کشی کی تو ہو سکتا ہے یہ لشکر کشی کچھ اور ہی رنگ لے آئے قنتوس کہیں زیادہ ہی قوت اور طاقت نہ پکڑ لے لہذا سولا نے فی الوقت قنتوس کو ہسپانیہ میں اسکے حال پر چھوڑ دیا ہے۔

دوسرا شخص جو افریقہ کی طرف چلے جانے والے جرئیں ماریوس کا حامی تھا اور جس سے سولا خطرہ محسوس کر سکتا تھا اس کا نام مرقس ہے یہ شخص شروع میں کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا نہ یہ امیر کبیر لوگوں میں سے تھا اسکا تعلق بھی نچلے طبقے سے تھا اس کا باپ مرا تو دراشت میں اسے کچھ نہیں دیکر گیا تھا لیکن یہ بڑا عقلمند اور صاحب دانش شخص ہے جس وقت روما کا ہر دلعزیز جرئیں ماریوس افریقہ چلا گیا اور سولا نے اسکی غیر موجودگی میں اسکے حامیوں پر مظالم کر کے انکے گھروں کو آگ لگانی شروع کی تو مرقس حرکت میں آیا جس گھر کو بھی آگ لگائی جاتی یہ مرقس اسے اونے پونے داموں خرید لیتا ان دنوں حالات ایسے تھے کہ جس کا گھر بھی جلایا جاتا تھا کوئی بھی اسے خریدنے کیلئے تیار نہ ہوتا تھا لہذا سولا کے مظالم کے تحت جو گھر بھی جلایا جاتا مرقس اسے خرید لیتا اس طرح اس نے بالکل معمول قیمت کے عوض کافی بڑے بڑے وسیع احاطے خریدنا شروع کر دیے اور جب اپنے دشمنوں اور اپنے مخالفوں کے خلاف سولا کا یہ ظلم و ستم بند ہو گیا تب ان زمینوں کی قیمتیں اچانک چڑھ گئیں جنہیں فروخت کر کے مرقس نے بڑی دولت کمائی پہلے یہ زمینوں کے اندر گمنام تھا لیکن اب قدر و مست ہاتھ آئے کے بعد اس نے اپنی دولت کا کچھ حصہ غریبوں کو

تو اس نے اسکی شادی اپنی پسند کی ایک لڑکی سے کرا دی تھی لیکن جولیس سیزر اس لڑکی کو ناپسند کرتا تھا تاہم باپ کی مرضی کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے اس لڑکی سے شادی ضرور کر لی تھی جب جولیس سیزر کا باپ مر گیا تو جولیس نے اپنی اس بیوی کو چھوڑ دیا اور ماریوس کی رشتہ دار ایک لڑکی سے شادی کر لی جس کا نام کورنیلیا ہے یہ جولیس سیزر بھی مختلف جگہوں میں ماریوس کے تحت کام کرتا رہا ہے یہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میں خود باطنی طور پر سولا کا دشمن اور ماریوس کا حامی ہوں اور دور نزدیک سے جولیس سیزر میرا رشتہ دار بھی لگتا ہے۔

دوسرے جرنیلوں کی طرح سولا نے جولیس سیزر کو بھی اپنے سامنے طلب کیا کہ وہ اسے اپنے اعتماد میں لے اور اسے یہ یقین دلائے کہ وہ ماریوس کا نہیں بلکہ سولا کا حامی ہے جولیس سیزر نے بظاہر اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ سولا کو یقین دلا دے کہ وہ اسکا دشمن نہیں لیکن سولا کو یقین نہیں آیا اس نے جولیس سیزر سے کہا کہ اگر واقعی تو میرا حامی ہے تو اپنی بیوی کورنیلیا کو طلاق دے دے جو اسکے دشمن ماریوس کی رشتہ دار ہے جولیس سیزر انتہائی دلیر انتہائی صاحب حیثیت اور بڑا جرات مند جوان ہے اس نے سولا کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور سولا کے منہ پر اس نے کہہ دیا کہ حالات کچھ بھی ہوں وہ اپنی بیوی کورنیلیا کو کسی بھی صورت طلاق دیکر فارغ نہیں کریگا۔

سولا نے جولیس سیزر کی اس بات کو بے حد ناپسند کیا اس وقت اس نے جولیس سیزر کو جانے دیا لیکن وہ اس تاک میں رہنے لگا کہ کوئی موقع ملے تو جولیس سیزر اسکی بیوی کورنیلیا دونوں کا خاتمہ کر دے جولیس سیزر کو بھی اسکے حامیوں نے خبر کر دی تھی لہذا جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ روم سے بھاگ کر سینا شہر میں قبائلی سرداروں کے ہاں چلا گیا اور ان کے ہاں پناہ لے لی اب سولا کو ایک دوسرا خطرہ اٹھا اسکا خیال تھا کہ اگر جولیس سیزر زیادہ عرصہ قبائلی سرداروں کے اندر رہا تو ہو سکتا ہے کہ وہ قبائلی سرداروں کو اسکے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کر دے اور اس طرح جولیس سیزر انتقام کی آگ میں بھڑک کر اسے تاج و تخت سے محروم کر دے۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سولا نے روم شہر کے کچھ معززین کو جولیس سیزر کی طرف بھجوا دیا جنہوں نے اسے یہ یقین دلا دیا کہ وہ واپس روم آ جائے سولا اس سے کوئی تعرض نہیں کریگا ان لوگوں کے یقین دلانے پر جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ چند دن ہوئے واپس روم آ گیا تھا لیکن یہاں آ کر پھر اسے اسکے حامیوں سے خبر مل گئی کہ سولا پھر اس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے لہذا جولیس سیزر اور کورنیلیا دونوں نے اپنے ہاں سے بھاگ کر میری

خرج کرنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں بڑا ہر دل عزیز ہو گیا چونکہ اس مرقس نے افریقہ کی طرف بھاگ جانے والے جرنیل ماریوس کا راستہ اختیار کیا تھا لہذا سولا اسے بھی اپنے لئے خطرناک خیال کرنے لگا لہذا سولا نے مرقس کو طلب کیا مرقس جان گیا کہ سولا اس سے کیا چاہتا ہے اس نے رومنوں کے سارے دیوتاؤں کی قسم کھا کر سولا کو یقین دلایا کہ وہ نہ ہی ماریوس کا حامی ہے اور نہ ہی سولا کو اس سے کوئی خطرہ ہے سولا نے شاید اس کی بات کا یقین کر لیا لہذا مرقس کو اس نے چھوڑ دیا مرقس نے سولا کو یہ بھی یقین دلایا کہ اگر وہ اس سے متعلق شک و شبہ میں مبتلا ہے تو وہ سولا پر ثابت کر دے گا کہ وہ ماریوس کا نہیں سولا کا حامی ہے اس یقین دہانی پر سولا نے مرقس سے کوئی باز پرس نہ کی اور اسے چھوڑ دیا۔

تیسرا آدمی جس سے سولا اپنی ذات کیلئے خطرہ محسوس کر سکتا تھا اسکا نام پمپی ہے یہ شخص بلا کا دلیر جہاندیدہ اور جرات مند ہے اس نے روم کے اسکولوں میں باقاعدہ جنگی تربیت حاصل کی تھی اس نے مختلف جگہوں میں ماریوس کے ماتحت کام کر کے نہ صرف یہ کہ بہت نام کمایا بلکہ اسکی بیوی بھی ماریوس کی رشتہ دار تھی سولا چونکہ ماریوس کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتا تھا لہذا ماریوس کے افریقہ بھاگنے کے بعد سولا نے پمپی کو طلب کیا۔ پمپی جب سولا کے سامنے گیا تو سولا نے پمپی کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ چونکہ ماضی میں ماریوس کے ساتھ کام کرتا رہا ہے لہذا سولا اس سے کسی قدم بدظن ہے جب تک کہ پمپی اسے اپنے یقین اور اعتماد میں نہ لے پمپی نے اپنی طرف سے پورا یقین دلایا کہ وہ ماریوس کا حامی نہیں بلکہ وہ روم کے حکمران کی حیثیت سے سولا کو پسند کرتا ہے پمپی کا یہ جواب سن کر سولا نے کہا اگر تو واقعی ماریوس کے بجائے میرا حامی ہے تو اپنی اس بات کو ثابت کرنے کیلئے قربانی دے پمپی نے پوچھا میں کیا قربانی دے سکتا ہوں اس پر پمپی سے سولا نے کہا اپنا اعتماد بحال کرنے کیلئے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو جو ماریوس کی رشتہ دار ہے پمپی جانتا تھا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو سولا اسے نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔

لہذا بغیر کسی سوچ و بچار کے اس نے سولا کی اس بات کو تسلیم کر لیا اور اپنی بیوی کو اس نے بیشہ کیلئے چھوڑ دیا پمپی کے اس فیصلے پر سولا بڑا خوش ہوا اسے یقین ہو گیا کہ پمپی واقعی دل و جان سے اسکے ساتھ ہے لہذا اس نے پمپی کو معاف کر دیا۔

چوتھا شخص جو سولا کیلئے سب سے بڑا خطرہ اور اسکے لئے بدترین دشمن ثابت ہو سکتا تھا اس کا نام جولیس سیزر ہے اس شخص کا تعلق روم کے ایک انتہائی معزز خاندان سے ہے اسکی چچی جولیا سولا کے بدترین دشمن ماریوس کی بیوی تھی جولیس سیزر کا باپ جب زندہ تھا

لوہے کی ایک یارک اور نازک سی کنڈی لگی ہوئی تھی اس کنڈی کو کھول کر سرائے کے مالک نے الماری کو جب ہلکے سے اپنی طرف کھینچا تو الماری دروازے کی طرح کھل گئی الماری کے اندر چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں تھیں جو اندر کی طرف جاتی تھیں سرائے کے مالک نے جھک کر اس الماری نما دروازے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ یوناف اور پیوسا منہ سے کچھ کہے بغیر سرائے کے مالک کے پیچھے جھک کر اس الماری نما دروازے میں داخل ہوئے پھر وہ سرائے کے مالک کی رہبری میں سیڑھیاں اتر کر بڑی قیزی سے نیچے تہہ خانے کی طرف جا رہے تھے۔

سیڑھیاں اتر کر جب یوناف اور پیوسا سرائے کے مالک کے ساتھ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ کمرہ خوب سجا ہوا تھا اسکے اندر کئی مسکریاں لگی ہوئی تھیں اور کمرے کے وسط میں جولیس سیزر اور اسکی بیوی کور نیلیا کھڑے تھے شاید وہ ان تینوں کے سیڑھیاں اترنے کی وجہ سے پاؤں کی چاپ سن کر چوکے ہو گئے تھے۔ جولیس سیزر ابھی جوان ہی تھا اسکی بیوی بھی جوان اور انتہائی خوبصورت تھی جب سرائے کا مالک یوناف اور پیوسا کو لے کر ان دونوں کے سامنے آیا تو جولیس سیزر نے سوالیہ انداز میں سرائے کے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ دونوں تمہارے ساتھ کون ہیں اس پر سرائے کا مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا یہ یوناف اور پیوسا دونوں میاں بیوی ہیں جو میرے اور تم دونوں کے بھی محسن ہیں سنو جولیس تھوڑی دیر پہلے سولا کے چھ گلیڈیٹروں سرائے میں داخل ہوئے تھے نہ جانے انہیں کیسے شک ہو گیا تھا کہ تم دونوں میاں بیوی نے میرے ہاں پناہ لے رکھی ہے انہوں نے آتے ہی میرا گریبان پکڑ لیا اور مجھے مارنا شروع کر دیا اور مجھ پر سختی کرنے لگے کہ میں انہیں تمہارا اتہ پتہ بتاؤں قبل اسکے کہ وہ مجھ پر مزید سختی کرتے یہ دونوں میاں بیوی فرشتے بن کر میری مدد کو پہنچ گئے میری حمایت میں جب یہ بھی ان گلیڈیٹروں سے الجھ پڑے تو وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے جس پر ان دونوں میاں بیوی نے بھی تلواریں کھینچ لیں اور کمال مہارت اور کمال شدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی نے لحوں کے اندر ان چھ کے چھ گلیڈیٹروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا پھر ان چھ کے چھ مرنے والے گلیڈیٹروں کو ہم نے سرائے کے بچھواڑے میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا اور جس جگہ ان دونوں میاں بیوی نے انہیں قتل کیا تھا اس جگہ کو دھو کر صاف کر دیا ہے اب میں ان دونوں محسنوں کو تم سے ملانے کیلئے آیا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد سرائے کا مالک تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو جولیس یہ دونوں میاں بیوی میرے جاننے والے نہیں ہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ

سرائے میں پناہ لے لی۔ دونوں میاں بیوی کا خیال تھا کہ چند روز تک وہ سرائے میں قیام کئے رہیں گے اور جب اسکے متعلق معاملہ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ یہاں سے نکل کر جزیرہ روڈس کی طرف چلے جائیں گے چونکہ روڈس میں تقریباً سبھی لوگ جولیس سیزر اور اسکے باپ کے حامی ہیں میرے خیال میں سولا کے ان حامی گلیڈیٹروں کو کسی طرح خبر ہو گئی کہ شاید جولیس سیزر اور اسکی بیوی کور نیلیا نے میرے ہاں پناہ لے رکھی ہے لہذا یہ جو چھ گلیڈیٹروں تمہارے ہاتھوں مارے گئے ہیں یہ مجھ سے یہی پوچھنے آئے تھے کہ جولیس سیزر اور کور نیلیا کو میں نے کہاں پناہ دے رکھی ہے جب میں نے ان سے کہا کہ میں نہ جولیس سیزر کو جانتا ہوں نہ اسکی بیوی کور نیلیا کو جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں اور انہوں نے کس جگہ پناہ لے رکھی ہے اس پر وہ مجھے مارنے لگے اسکے بعد تم موقع پر آ گئے اور اسکے بعد جو کچھ ہوا وہ تم جانتے ہو یہاں تک کہنے کے بعد جب سرائے کا مالک خاموش ہوا تو یوناف نے بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی میں اسے مخاطب کر کے پوچھا تو پھر تم نے رومن جرنیل جولیس سیزر اور اسکی بیوی کور نیلیا کو کہاں چھپا رکھا ہے اس پر سرائے کا مالک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا میرے اجنبی مہمان میرے محسن میرے مہل میں تم سے کوئی بھی راز راز نہیں رکھ سکتا دیکھو میری اس سرائے کے چھواڑے میں میرا سکونی مکان ہے اس سکونی مکان میں ایک تہہ خانہ بھی ہے جولیس سیزر اور کور نیلیا دونوں میاں بیوی گذشتہ چند دنوں سے اسی تہہ خانے میں چھپے ہوئے ہیں اگر تم پسند کرو تو میں تم دونوں کو ان سے ملواتا ہوں وہ یہ جان کر خوش ہوں گے کہ تم دونوں میاں بیوی کے سولا کے چھ گلیڈیٹروں کا خاتمہ کر کے انکے ہاتھوں میری زندگی اور جان بچائی ہے اگر وہ مجھ پر زیادہ سختی یا اذیت کرتے تو ہو سکتا ہے کہ میں انہیں جولیس سیزر اور کور نیلیا سے متعلق سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاتا اس پر یوناف کہنے لگا چلو ان سے ملتے ہیں جواب میں سرائے کے مالک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ اس پر یوناف اور پیوسا دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے اور چپ چاپ وہ سرائے کے مالک کے پیچھے ہو لئے تھے۔

سرائے کا مالک یوناف اور پیوسا کو لے کر سرائے کی عمارت کے بچھواڑے میں اپنے سکونی مکان میں داخل ہوا پہلے اس نے اپنے سارے اہل خانہ کو یوناف اور پیوسا سے متعلق تفصیل بتائی اور ان کا تعارف بھی اپنے اہل خانہ سے کرایا پھر یوناف اور پیوسا کو لیکر وہ اپنے سکونی مکان کے سطح میں داخل ہوا سطح کی دیوار میں چھوٹا سا ایک دروازہ تھا جو اپنی ذات میں دروازہ تو تھا ہی نہیں کیونکہ اس کا سائز اسکی شکل بالکل الماری جیسی تھی اور جس میں باورچی خانے میں کام کرنے والی چیزیں بھی رکھی ہوئی تھیں تاہم اسکے دائیں طرف

کیونکر ممکن ہے کہ تم ہم دونوں میاں بیوی کو سولا کے آدمیوں سے بچا کر جزیرہ روڈس میں پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤ گے جواب میں یونان پھر بولا اور کہنے لگا یوں جانو کہ یہ کام میرے اور میری بیوی کیلئے بس باتیں ہاتھ کا ایک کھیل ہے اگر میں اور میری بیوی بیوسا تم دونوں میاں بیوی کو روم شہر سے نکال کر سمندر کے کنارے پہنچا دیں تو کیا وہاں سے تم دونوں میاں بیوی جزیرہ روڈس تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر جولیسی سیزر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یونان میرے بھائی اگر تم مجھے اور میری بیوی کو روم شہر سے نکال کر سمندر کے کنارے پہنچا دو تو تمہارا یہ احسان میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گا۔ سمندر کے کنارے میرے جانے والے ملاح بیٹا ہیں میں ان میں سے کسی کو کام میں لاتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ جزیرہ روڈس پہنچ جاؤں گا۔ جواب میں یونان چھاتی ٹانے ہوئے کہنے لگا سنو جولیسی اگر یہ بات ہے تو آنے والی رات کو ہم روم شہر سے نکل کر سمندر کی طرف روانہ ہوں گے اور پھر تم دیکھو گے میں تمہیں کیسے عافیت اور بغیر کسی دشواری کے سمندر کے کنارے تک پہنچاتا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد یونان جب خاموش ہوا تو جولیسی سیزر پر امید لگا ہوں سے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو میرا خیال ہے تم ہمارے لئے ایک اور رحمت بھی برداشت کرو گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارا دوسرا کام بھی کرنے میں تم کامیاب رہو گے اس پر یونان نے سوالیہ انداز میں جولیسی سیزر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تمہارا دوسرا کام کیا ہے اس پر جولیسی سیزر کسی قدر ہچکچاتے ہوئے کہنے لگا دیکھ یونان میرے بھائی میری بیوی کو روم شہر کا ایک بھائی ہے نام اس کا نوما ہے وہ میری بیوی سے چھوٹا ہے اور میری بیوی کو بڑا عزیز اور پیارا ہے اسلئے کہ نوما اسکا اکلوتا بھائی ہے اور اسے یہ اپنے ماں باپ کی نشانی سمجھتی ہے میری طرح نوما بھی اٹلی کے موجودہ آمر سولا کے بدترین دشمن ماریوس کا حامی ہے ماریوس ایک انتہائی عمدہ جرنیل اور انتہائی عینک دل انسان تھا پر افسوس سولا کے مقابلے میں وہ اٹلی میں اپنے پاؤں بھانہ سکا اسلئے کہ سولا انتہائی سازشی مکار اور خالم و شتمگر انسان ہے جس طرح سولا مجھے اپنے لئے ایک خطرہ سمجھتا ہے اسی طرح وہ نوما کو بھی اپنا بدترین دشمن خیال کرتا ہے میں تو کسی نہ کسی طرح کو روم شہر کو لے کر اسکی گرفت سے بچ نکلا لیکن نوما کو وہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اس وقت نوما روم شہر کے ایک قید خانے میں اسیر ہے سولا کا ارادہ ہے کہ مجھے اور کو روم شہر کو بھی گرفتار کر کے نوما کے ساتھ ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے مجھے حدشہ ہے کہ اگر کچھ دن اور ہم سولا کے ہاتھ نہ لگے تو وہ نوما کو قتل کر دے

دونوں میرے اجنبی مہمان ہیں تاہم صاحب ثروت ہیں اسلئے کہ ان دونوں میاں بیوی نے گزشتہ کئی ماہ سے میری سرائے میں قیام کر رکھا ہے دونوں انتہائی شریف و مہمان اور نرم دل ہیں کاش انکے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہوتا کاش یونان میرا بیٹا یا یہ بیوسا ہی میری بیٹی ہوتی میں اب چاہتا ہوں کہ انکے ساتھ میرا کوئی تعلق کوئی ناٹہ ہوتا اس پر یونان فوراً بولا اور سرائے کے مالک کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا تمہیں کاش کہنے کی ضرورت نہیں ہے تم مجھے اپنا بیٹا اور میری بیوی بیوسا کو اپنی بیٹی ہی سمجھو ہم ہر معاملے میں امکان بھر تمہاری مدد و تعاون اور حمایت کریں گے قبل اسکے کہ یونان کی اس گفتگو کے جواب میں سرائے کا مالک کچھ کہتا جولیسی سیزر کی بیوی کو روم شہر سے نکال کر بیٹا حرکت میں آئی وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھی اور بیوسا کو اس نے گلے لگا لیا تھا پھر جولیسی سیزر مسکراتا ہوا آگے بڑھا پہلے اپنی پوری قوت کے ساتھ بڑے پر جوش انداز میں وہ یونان سے گلے ملا پھر وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے محسن میرے مہمان میرے مہل کاش میں اس وقت سولا کے ہاتھوں بے بس اور مجبور نہ ہوتا جو احسان تم نے اس سرائے کے مالک اور اسکے حوالے سے ہم دونوں میاں بیوی پر کیا ہے اسکا میں عمر بھر اپنے شانوں سے بوجھ نہیں اتار سکتا ہو سکتا ہے کہ وہ کلیدیئر اگر سرائے کے مالک پر زیادہ سختی کرتے یا اسے اذیت میں مبتلا کرتے تو یہ بیچارہ میرا اور میری بیوی کا پتہ بتانے پر مجبور ہو جاتا اور اگر ایسا ہوتا تو سولا ضرور ہی ہم دونوں میاں بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تم دونوں میاں بیوی کی دلیری اور جراتمندی ہمارے کیا خوب کام آئی پہلے تم یہ کہو کہ تم دونوں میاں بیوی نے تیغ زنی کا یہ فن سیکھا کہاں سے اسلئے کہ چھ کلیدیئروں کو بیک وقت شکست دینا اور پھر انہیں موت کے گھاٹ اتار دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے اس لئے کہ اٹلی کی سرزمین میں کلیدیئر عام لوگوں کی نگاہوں میں ناقابل تسخیر خیال کئے جاتے ہیں اور یہ سولا ایسا خالم ایسا بد بخت اور ستم گر انسان ہے کہ اس نے اپنے آدمی میری تلاش میں جگہ جگہ پھیلا رکھے ہیں لہذا مجھے یہاں سے نکل کر جزیرہ روڈس کی طرف بھاگنے کا موقع ہی نہیں مل رہا جولیسی سیزر کے خاموش ہونے پر یونان بولا اور کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اور میری بیوی بیوسا تم دونوں کے کام آئیں گے ہم دونوں تم لوگوں کو موقع فراہم کریں گے کہ تم لوگ یہاں سے بھاگ کر خیر و عافیت کے ساتھ جزیرہ روڈس پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ یونان کے ان الفاظ پر جولیسی سیزر نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ پوچھنے لگا یونان میرے بھائی یہ کیسے اور

گا جبکہ نوما کا قتل میری بیوی کور نیلیا کی جان بھی لے لے گا لہذا میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ اگر تم نوما کیلئے کچھ کر سکتے ہو تو کرو تمہارا یہ احسان بھی میں اور میری بیوی زندگی بھر بھول نہ سکیں گے یہاں تک کہ بعد جولیس سیزر جب خاموش ہوا تو اسکی بیوی کور نیلیا بولی اور پہلی بار وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یونان میرے بھائی اول تو میں اور میرا شوہر جولیس سیزر تم دونوں میاں بیوی کا یہ احسان بھی بھولنے کے قابل نہیں ہیں کہ تم دونوں میاں بیوی نے سرائے میں داخل ہونے والے سولا کے چھ گلیڈیٹروں کا خاتمہ کر کے ہمیں انکی گرفت سے محفوظ کیا پر اے میرے بھائی اگر تم میرے اکلوتے اور ماں باپ کی نشانی بھائی نوما کو بچا سکو تو میں سمجھتی ہوں کہ میں اور جولیس دونوں ہی زندگی بھر تمہارے اس احسان تلے دب کر رہ جائیں گے اور اگر کبھی ہمیں موقع ملا تو ہم تمہارے لئے اس احسان کے بدلے میں ضرور کچھ کر کے دیں گے جواب میں یونان بڑی نرمی اور شفقت سے کہنے لگا کور نیلیا میری بہن تمہیں یوں میرے ساتھ عاجزی اور انکساری سے بات نہیں کرنی چاہئے جب تم دونوں میاں بیوی مجھے اور میری بیوی یوسا کو بہن اور بھائی کہہ کر پکار چکے ہو تو یاد رکھو ہم دونوں میاں بیوی ہر موقع پر تمہارے کام آئیں گے جہاں تک نوما کا تعلق ہے تو تم دونوں میاں بیوی مطمئن رہو رات کے پہلے جسے میں ہی میں اور میری بیوی یوسا روم شہر کے قید خانے کی طرف جائیں گے میں تم دونوں کو یقین دلانا ہوں کہ ہم نوما کو وہاں سے نکال کر تمہارے پاس لانے میں کامیاب ہو جائیں گے ہمارے آنے تک تم دونوں سرائے کے مالک کے ساتھ مل کر پانچ گھوڑوں کا انتظام کئے رکھنا اسلئے کہ نوما کو قید خانے سے نکالنے کے ساتھ ہی ہم روم شہر سے سمندر کے کنارے کی طرف روانہ ہو جائیں گے اسکے بعد ہم دونوں میاں بیوی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہو گا کہ تم تینوں کو سمندر کے کنارے پہنچا دیں جہاں سے تم محفوظ طور پر جزیرہ رودس کی طرف روانہ ہو سکو۔

یونان کے یہ الفاظ سن کر جولیس سیزر اور اسکی بیوی کور نیلیا دونوں بے حد متاثر ہوئے اس تاثر میں جولیس سیزر آگے بڑھا انتہائی والہانہ انداز میں اس نے یونان کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسکی پیشانی چوی پھر وہ بڑی رقت بڑی اپنائیت میں یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا یونان میرے بھائی اگر آج رات تم نوما کو روم شہر کے قید خانے سے نکال کر یہاں لانے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھوں گا تم دونوں میاں بیوی نے ہمیں بے دام ہی خرید لیا ہے جواب میں یونان کہنے لگا تمہیں میرے ساتھ ایسی عاجزی اور انکساری کے ساتھ گفتگو نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اب ہم آپس میں بھائی ہیں تمہارا کام اب میرا ہی کام ہے تم دونوں

میاں بیوی اب آرام کرو میں سرائے کے مالک کے ساتھ باہر جاتا ہوں شام کا کھانا اس سرائے میں کھانے کے بعد ہم دونوں میاں بیوی حرکت میں آئیں گے اور نوما کو یہاں لائیں گے اتنی دیر تک تم لوگ تیار رہنا جواب میں سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا یونان میرے عزیز تم فکر مند نہ ہو تمہارے قید خانے کی طرف جانے کے بعد میں تم سب کیلئے گھوڑے تیار رکھوں گا اور گھوڑے بھی ایسے ہوں گے جو سفر کے دوران ہوا سے باتیں کرنے والے ہوں گے اسکے ساتھ ہی یونان کچھ کے بغیر سرائے کے مالک اور یوسا کے ساتھ اس قید خانے سے نکلا اور پھر وہ پہلے کی طرح سرائے میں آگیا تھا۔

شام جب انتہا کو پہنچی ہوئی گہری رات میں ڈوبی تب سرائے میں کھانا کھانے کے بعد یونان اور یوسا سرائے سے نکلے بڑی تیزی سے چلتے ہوئے وہ روم شہر کے قید خانے کے قریب آئے قید خانے کی دیوار کے پاس آکر یونان نے کندھے پر رکھے ہوئے ایک لمبے رسے کو جسے وہ سرائے سے اپنے ساتھ لیکر آیا تھا ایک کند کی صورت دی پھر اس نے اس کند کو قید خانے کی ایک دیوار پر پھینکا اور جو سرا اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا وہ اس نے یوسا کو تھماتے ہوئے کہا یوسا دیکھو کند کہیں دوسری طرف پھنس گئی ہے تم یہ سرا مضبوطی سے پکڑ کر قید خانے کی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑی ہو جانا میں اس رسے کے ذریعے قید خانے کے اندر جاتا ہوں اور اسی کے ذریعے جولیس سیزر کی بیوی کور نیلیا کے بھائی نوما کو باہر لانے کی کوشش کرتا ہوں یونان کی اس گفتگو کے جواب میں یوسا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ وہ خاموش ہی رہی اسلئے کہ یونان نے ہلکے ہلکے تین بار ابلیکا کو پکارا تھا اور جواب میں ابلیکا نے یونان کی گردن پر اپنا ریشی لمس دیا پھر اس نے شیریں آواز میں پوچھا۔ میرے حبیب کیا بات ہے جواب میں یونان کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تم جانتی ہو کہ میں اور یوسا کیا کرنے لگے ہیں اس پر ابلیکا نے ہلکا سا ہنسنہ لگاتے ہوئے کہا سن میرے رفیق میرے ساتھی میرے عزیز اس سے پہلے قید خانے کے ہچکھاؤے میں سرائے کے مالک کے تمہ خانے میں تمہارے جولیس سیزر اور اسکی بیوی کور نیلیا کے درمیان پوری گفتگو سن چکی ہوں میں یہ بھی جان چکی ہوں کہ تم اس قید خانے سے کور نیلیا کے بھائی نوما کو رہا کرانا چاہتے ہو اور تم اس کند کا یوسا کو پکڑا کر اسے باہر کھڑا کرنا چاہتے ہو خود اسی کند کے ذریعے اندر جانا چاہتے ہو تاکہ اسی کے ذریعے تم نو، کو باہر لا سکو ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یونان کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تم ہو کمال کی شے اگر کسی کا ساتھی یا سگی ہو تو وہ تمی جیسا ہونا چاہئے جو

تھا اپنا منہ لوسہ کے جنگلے کے قریب لے جاتے ہوئے یونان نے بڑے رازدارانہ انداز میں پکارا لونا لٹھوں میں جو لیس سیر اور تمہاری بہن کو نیلیا کا آدمی ہوں اور تمہیں اس قید خانے سے نکالنے کیلئے آیا ہوں۔

یونان کی یہ پکار سن کر لونا جو کوٹھڑی کے ایک کونے میں پڑا ہوا تھا تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا وہ پاؤں بھاگ کر وہ اپنی کھوٹھڑی کے آہنی دروازے کے قریب آیا تھوڑی دیر تک اس نے بڑے غور سے یونان کو دیکھا پھر وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا تم کون ہو اس سے پہلے میں نے تمہیں کہیں دیکھا بھی نہیں نہ ہی میں نے تمہیں اپنے بھائی جو لیس سیر کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دیکھا ہے کہو تم کون ہو کیسے تم اس قید خانے میں داخل ہو گئے ہو اور کس طرح تم مجھے رہائی دلا کر باہر لے جاؤ گے اس پر یونان کہنے لگا دیکھ یہ ان سارے سوالوں کے جوابوں کے دینے کا وقت نہیں ہے تو اتنا ہی یاد رکھ کہ میرا نام یونان ہے میں قید خانے کی دیوار کے اوپر کند ڈال کر اندر آیا ہوں باہر میری بیوی کند کا دوسرا حصہ پکڑے کھڑی ہے اسی کند کے ذریعے میں تمہیں قید خانے سے نکال لے جاؤں گا دیکھ وقت نہ ضائع کر جو کچھ میں کرتا ہوں اسکی طرف دیکھنا جا۔ اس پر لونا بولا اور عاجزی سے کہنے لگا۔

میں کیسے وقت ضائع کر رہا ہوں میں تو باہر آ ہی نہیں سکتا تم دیکھتے ہو کہ کوٹھڑی کا آہنی دروازہ بند ہے اسے بھاری قفل لگا ہوا ہے پھر میں کیسے اور کیونکر باہر آ سکتا ہوں اس پر یونان نے اپنے دونوں ہاتھ آہنی دروازے کی سلاخوں پر ڈالے پھر وہ لونا کو کہنے لگا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم اس آہنی دروازے سے کیسے باہر آؤ گے اسکے ساتھ ہی ذرا سا جھک کر یونان نے جو زور لگایا تو آہنی سلاخوں کو خوب دھرا کر کے اس نے اس میں سے انسان کے گزرنے کا راستہ بنا دیا تھا پھر اس نے لونا کو مخاطب کر کے کہا جلدی باہر آ جاؤ تاکہ یہاں سے بھاگ چلیں لونا نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا وہ فوراً کوٹھڑی سے باہر نکل آیا ایک دفعہ پھر زور لگا کر یونان نے لوسہ کی سلاخوں کو سیدھا کر کے پہلے کی حالت میں لا کھڑا کیا اسکے بعد وہ لونا کا ہاتھ پکڑ کر اس سے بھاگ رہا تھا جہاں اس نے جیل خانے کی دیوار پر کند ڈالی تھی۔

کند کے پاس آ کر یونان بڑی رازداری سے لونا سے کہنے لگا دیکھ لونا تو اس کند سے تھوڑا اوپر چڑھ تیرے بعد میں کند پر چڑھوں گا اس طرح تیرے اوپر چڑھنے میں آسانی رہے گی تو اپنے پاؤں میرے کندھوں پر جما کر آسانی سے کند پر چڑھنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ لونا نے کچھ کہے بغیر اپنے دونوں ہاتھ کند پر ڈالے پھر اچھل کر اس نے دونوں پاؤں یونان کے کندھوں پر جم کر اوپر چڑھنا شروع کیا اسکے ساتھ ہی ساتھ یونان بھی اوپر جاتے ہوئے لونا

اس کی ہر حرکت اسکی ہر بات قول و فعل پر نگاہ رکھتے ولا ہو سنو اہلیکا میں اسی کند کے ذریعے قید خانے میں داخل ہوتا ہوں کیا تم قید خانے میں لونا تک میری رہنمائی کرو گی اس پر اہلیکا کمال محبت اور انتہائی چاہت میں کہنے لگی سن میرے رفیق میں کیسے تمہاری رہنمائی نہیں کروں گی جبکہ میں تو اپنے آپ کو تمہارے لئے ہی وقف کر چکی ہوں تم کند کے ذریعے اندر جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں جو نہی تم قید خانے میں دوسری طرف اترتے ہو میں کو نیلیا کے بھائی لونا کی کوٹھڑی تک تمہاری رہنمائی کروں گی اہلیکا کا یہ جواب سن کر یونان خوش ہو گیا تھا بیوسا کو اس نے وہیں کھڑے رہنے کو کہا کند پر ہاتھ ڈال کر وہ بڑی تیزی سے اوپر کی طرف چڑھا اور پھر دوسری طرف وہ اسی کند کے ذریعے جیل خانے میں اتر گیا تھا جو نہی وہ کند کو چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوا اہلیکا نے پھر اسے مخاطب کیا اور وہ کہنے لگی سنو یونان یہاں سے سیدھا آگے جاؤ سامنے جو ہلکی ہلکی روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں اسکے دائیں طرف ان قیدیوں کی کوٹھڑیاں ہیں جنہیں اٹلی کا آمر سولا اپنے لئے انتہائی خطرناک سمجھتا ہے اور انہی کوٹھڑیوں میں سے ایک میں لونا بند ہے تم آگے بڑھو میں قدم نہ پڑھا تمہاری رہنمائی کروں گی اہلیکا کے کہنے پر یونان بڑی تیزی سے ان کوٹھڑیوں کی طرف بڑھا تھا۔

ایک لمبی قطار میں بنی ان کوٹھڑیوں میں سے ایک کے سامنے جب یونان کھڑا ہوا تو اہلیکا پھر بولی اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی یونان میرے حبیب تمہیں اس قدر زحمت اس قدر تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی اگر لونا کو تم اس قید خانے سے نکالنا ہی چاہتے تھے تو اسکے لئے تم اپنی سری قوتوں کو بھی حرکت میں لا سکتے تھے یہ کام تم بغیر کسی مزاحمت کے بڑی آسانی کے ساتھ کر سکتے تھے اس پر یونان کہنے لگا نہیں جو لیس سیر کو نیلیا اور لونا کی مدد کرتے ہوئے میں اپنی سری قوتوں سے کام لیتا نہیں چاہتا اور نہ میں ان پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی مانوق الفطرت انسان ہوں لہذا میں دنیاوی طریقوں کو مد نظر رکھتے ہوئے انکی مدد اور اعانت کرنا چاہتا ہوں اس پر اہلیکا بولی اور کہنے لگی اچھا اگر یہ بات ہے تو دائیں طرف سے جو پانچویں کوٹھڑی ہے اسی میں لونا بند ہے وہ اکیلا ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ اسکی کوٹھڑی سے نکال کر تم اسے رہائی دلاؤ میں کامیاب ہو سکتے ہو اس پر یونان نے دائیں طرف سے کوٹھڑیاں گنتی شروع کیں پھر وہ پانچویں کوٹھڑی کے سامنے آ کھڑا ہوا اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ لوسہ کی بڑی بڑی اور مضبوط سلاخوں سے بنا ہوا تھا ان سلاخوں میں سے یونان نے اندر جھانک کر دیکھا کوٹھڑی کے ایک کونے میں معمولی سے بستر پر بیچیس تیس برس کا ایک نوجوان پڑا ہوا تھا شاید وہ کو نیلیا کا بھائی لونا ہی

اصطبل میں کور نیلیا نے اپنے بھائی لونا کو یوناف اور یوسا کے ساتھ کھڑے دیکھا کور نیلیا جذباتی ہو کر بھاگ کر آگے بڑھی اور لونا کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا بار بار اس نے لونا کی پیشانی چومی پھر وہ یوناف کی طرف متوجہ ہوئی اور پھر بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ کہنے لگی تم دونوں میاں بیوی نے ہم پر اس قدر احسانات کر دیئے ہیں کہ جن کا بوجھ ہم زندگی بھر نہیں اٹا سکتے لونا کو قید خانے اور سولا کے ظلم و ستم سے رہائی دلا کر میں سمجھتی ہوں کہ تم نے ایک ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے کور نیلیا جب خاموش ہوئی تو جولیس میزور آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بھائی تم خود ہی افراط بتا دو جو میں ادا کر کے تم جیسے محسن تم جیسے احسان کرنے والے کا شکر یہ ادا کر سکتا ہوں اسلئے کہ تمہارے احسانات کا بوجھ مجھ پر اب ایسا ہے جو کسی بھی صورت اٹا نہیں جا سکتا اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا تم دونوں میاں بیوی کو میرا شکر یہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب ہمیں فوراً یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرنی چاہئے۔ اور اگر ہم نے ایسا کرنے میں تاخیر سے کام لیا تو پھر سولا کی طرف سے تم تینوں کے لئے خطرات بھی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ سرائے کے مالک نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یوناف میرے عزیز خدا کرے تم جولیس میزور لونا اور کور نیلیا کو سمندر کنارے تک لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ دیکھو جب تم ایسا کر چکو تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کدھر کا رخ کرو گے میری خواہش یہ ہے کہ ان تینوں کو سمندر کنارے چھوڑنے کے بعد تم واپس میری سرائے میں آؤ اور ایک معزز مہمان کی حیثیت سے میری سرائے ہی میں قیام کرو آج کے بعد اس سرائے کو اپنا ہی گھر سمجھو اور اگر ایسا نہ کرنا چاہو تو قسم مجھے تمہاری قیمتی جان کی میں تم دونوں میاں بیوی کیلئے اپنے سکونی مکان کا ایک حصہ بھی خالی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اس پر یوناف بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے مہمان ہمارے قیام کیلئے تمہیں اپنے سکونی مکان کا کوئی حصہ خالی کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کور نیلیا جولیس میزور اور لونا کو بحفاظت سمندر کنارے تک پہنچاؤں گا اور ایسا کرنے کے بعد میں اپنی بیوی کے ساتھ واپس آؤں گا اور پہلے کی طرح تمہاری سرائے میں قیام کروں گا اس پر جولیس بولا یوناف میرے بھائی دیکھ اس وقت تو میں اپنی بیوی کور نیلیا کے ساتھ جزیرہ رودس کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوں پر میری تم سے ایک گزارش ہے کہ تم اسی سرائے میں قیام رکھنا مجھے امید ہے کہ غریب اٹلی میں ایک انقلاب آئے گا اور میں واپس آکر اس انقلاب کی رہنمائی کروں گا اس وقت مجھے امید ہے

کو مدد اور سہارا فراہم کرنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں دیوار کے اوپر چڑھ کر لیٹ گئے تھوڑی دیر تک یوناف نے ارد گرد کا جائزہ لیا پھر اطمینان کرنے کے بعد وہ کہنے لگا آؤ اب دوسری سمت اترتے ہیں پہلے میں نیچے جاتا ہوں پھر تم میرے کندھوں کا سہارا لیکر نیچے اترنے کی کوشش کرنا یوناف نے ایسا ہی کیا پھر دونوں آگے پیچھے کند کے ذریعے نیچے اتر گئے تھے۔

کند کو چھوڑ کر یوناف نے دیوار کے ساتھ یوسا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لونا سے کہا سنو لونا یہ میری بیوی یوسا ہے ہم دونوں میاں بیوی نے جولیس میزور اور تمہاری بہن کور نیلیا سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہیں قید خانے سے رہائی دلائیں گے اسکے ساتھ ہی یوناف نے کند کا سرا جو یوسا نے پکڑ رکھا تھا وہ لے لیا اور اسے خوب لہرا کر اس سرے کو بھی قید خانے کے اندر پھینک دیا پھر وہ یوسا اور لونا کے ساتھ بڑی تیزی سے سرائے کا رخ کر رہا تھا۔



تھوڑی دیر بعد یوناف اور یوسا جب سرائے میں داخل ہوئے تو سرائے کا مالک سرائے کے صدر دروازے کے قریب کھڑا شاید انہی کا انتظار کر رہا تھا یوناف اور یوسا کے ساتھ لونا کو دیکھتے ہوئے سرائے کے مالک کے چہرے پر خوشیاں برس گئی تھیں شاید وہ لونا کو پہلے ہی سے جانتا پہچانتا تھا اسلئے کہ جو نبی لونا نے آئے دیکھا بھاگ کر لونا اس سے لپٹ گیا تھا سرائے کے مالک نے اسکی پیشانی چومی اور پھر اس سے کہنے لگا دیکھ لونا تو خوش قسمت ہے اب مجھے امید ہے کہ سولا تم پر اور تمہارے علاوہ جولیس میزور اور کور نیلیا پر ہاتھ نہیں ڈال سکے گا لونا سے ہٹ کر سرائے کا مالک یوناف کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے مہمان اجنبی تو نے وہ کام کر دکھایا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ عام انسان کیلئے انتہائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے دیکھ میں نے سرائے کے اصطبل میں پانچ عمدہ نسل کے گھوڑے تیار کر رکھے ہیں انکی چیموں پر زینیں ڈالی جا چکی ہیں انکی زینوں کے ساتھ بڑی خرچینوں کے اندر کھانے پینے کا سامان بھی مہیا کر دیا گیا ہے زینوں کے ساتھ تم لوگوں کیلئے بستر بھی باندھ دیئے گئے ہیں تم دونوں میاں بیوی لونا کو لیکر اصطبل کی طرف جاؤ میں جولیس اور کور نیلیا کو لے کر آتا ہوں جواب میں یوناف یوسا اور لونا سرائے کے اصطبل کی طرف گئے جبکہ سرائے کا مالک بھاگتا ہوا سرائے کے پچھواڑے اپنے سکونی مکان کی طرف چا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں سرائے کا مالک جولیس میزور اور کور نیلیا کو لے کر اصطبل آگیا جو نبی

جولیس سیزر تم کو ریلیا اور لوما کو لیکر آگے آگے رہو میں اور یوسا تم تینوں کے پیچھے رہ کر تمہاری حفاظت کا سامان کرتے ہیں اگر انہوں نے آتے ہی ہم پر حملہ آور ہونا چاہا تو میں اور یوسا تمہاری حفاظت کرتے ہوئے ان سب کا خاتمہ کر سکیں گے جولیس سیزر لوما اور کور نیلیا نے فوراً یوناف کی اس تجویز پر عمل کیا اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہی بھگاتے یوناف اور یوسا کے آگے ہو گئے تھے جبکہ یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی پیچھے رہ کر تعاقب کرنے والوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرتے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک تعاقب کرنے والے ان کے سروں پر پہنچ گئے پھر ان میں سے ایک بلند آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا سنو سولا سے بچ کر بھاگنے والے جولیس سیزر اور اسکے ساتھیو جس قدر تم بھاگ سکتے تھے بھاگ چکے اب ہم سے بچ لکنا آسان نہیں تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اپنے گھوڑوں کو فوراً روک لیا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہمارے ہاتھوں تم لوگ ذلت کی موت مارے جاؤ گے تعاقب کرنے والوں کے یہ الفاظ سن کر یوناف نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑے روک لینے کیلئے کہا یوناف کے کہنے پر سب نے گھوڑے روک لئے پھر تھوڑی دیر تک تعاقب کرنے والے بھی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔ وہ سب کلیڈیٹر تھے۔ پھر ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

سنو بھاگنے والو تمہارا بھاگنا اب بیکار اور عبث ہے جولیس سیزر کور نیلیا اور لوما اب ہماری گرفت سے بچ کر نہیں جاسکتے انہیں اب ہر صورت میں سولا کے سامنے پیش ہونا ہو گا پھر وہ جو چاہے ان کے ساتھ سلوک کرے سنو تم لوگوں کی بہتری اسی میں ہے کہ تم لوگ چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ایسی صورت میں ہم تم سے کوئی تعرض نہیں کریں گے بلکہ تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر صرف سولا کے سامنے پیش کر دیں گے اس پر یوناف بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا اور اگر ہم چپ چاپ تمہارے ساتھ نہ ہو لیں تو پھر تم ہمارا کیا بگاڑو گے جواب میں وہی کلیڈیٹر بولا اور کہنے لگا اگر تم ہمارے ساتھ جانے پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر ان ویرانوں کے اندر تم اپنی موت کو دعوت دو گے تم دیکھو گے کہ ان ویرانوں میں ہم تمہارے لئے موت کے کرب تپاہی و بربادی کی تاریکیوں اور مرگ کے آثار و نقوش کا سا سماں باندھ کر رکھ دیں گے تم پر ہم لوگ نسبتی کے ہیولوں، دکھ کے بھورے سایوں اور دھواں دھواں تاریکی کی طرح حملہ آور ہوں گے اور تمہاری حالت کائی لگی دیواروں جیسی بنا کر رکھ دیں گے لہذا تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی تعرض ہمارے ساتھ کوئی جھگڑا کہنے بغیر چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو ورنہ یاد رکھو نکراؤ کی صورت میں تم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ہم سب کے سب

کہ روم کے حالات میری گرفت میں ہو گئے اور میں تمہاری جو خدمت کرنا چاہتا ہوں کر سکوں گا۔ میری تم سے ایک گزارش ہے کہ تم روم شہر ہی میں قیام کر کے میری واپسی کا انتظار کرنا اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ضرور میں ایسا ہی کروں گا تم فکر مند نہ ہو مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک روز اہل روم تمہاری ضرورت محسوس کریں گے تم باعزت روم میں داخل ہو گے آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اسکے ساتھ ہی یوناف یوسا جولیس سیزر کور نیلیا اور لوما اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے رات کی تاریکی میں وہ سرائے سے کوچ کر گئے تھے۔

○

پانچوں ساری رات لگا تار سفر کرتے رہے اس دوران انہیں کوئی حادثہ پیش نہ آیا لیکن جب سورج تھوڑا سا طلوع ہوا اور ہر شے کے سائے زمین پر رقص کرتے لگے تب انہیں اپنے پیچھے دس پندرہ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے دکھائی دیئے وہ سب ان کے بھاگتے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں کر مڑ کر پیچھے دیکھنے لگے تھے اس موقع پر جولیس سیزر کی بیوی کور نیلیا پریشان ہو گئی اور اس نے قریب ہی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے یوناف کے قریب آ کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے بھائی لگتا ہے کہ سولا کے آدمی ہمارا تعاقب کرتے ہوئے اب ہمارے سروں پر پہنچ گئے ہیں کیا آپ دیکھتے نہیں کہ دس پندرہ سوار انتہائی وحشیانہ انداز میں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ہمارے تعاقب میں پہنچ گئے ہیں ہو نہ ہو یہ وہی کلیڈیٹر ہیں جو خالم سولا نے اپنے دشمنوں کا خاتمہ کرنے کیلئے پال رکھے ہیں دوسری طرف جولیس سیزر اور لوما بھی پریشانی کا شکار ہو گئے تھے وہ دونوں بھی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے جولیس سیزر کی بیوی کور نیلیا تھوڑی دیر رکی دوبارہ یوناف کو وہ مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی کیا ہمیں اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز نہیں کر دینی چاہئے اس پر یوناف بولا اور بڑی تسلی اور مطمئن انداز میں وہ کہنے لگا۔

کور نیلیا میری بہن دیکھ گھبراہٹ اور پریشانی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے جس رفتار سے تم اپنے گھوڑے کو بھگا رہی ہو اسی رفتار سے بھگاتی رہو تعاقب کرنے والوں کو آنے دو پھر دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا کیا بگاڑتے ہیں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ سولا کے آدمی ہیں اور ان سب نے ہماری راہ روکنے کی کوشش کی تو ان میں سے کوئی بھی بچ کر واپس روم جانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور اگر یہ بھی ہماری طرح سولا کے ظلم و ستم سے بھاگے ہوئے ہیں تو جہاں چاہیں جاتے پھر جس ہمارا ان سے کیا تعلق اور واسطہ ہے یہاں تک کہنے کے بعد ان ف تھوڑی دیر رکا پھر وہ جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دوسرے کی طرف گہری نگاہوں اور ذومعنی مسکراہٹ میں دیکھا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ انہوں نے اپنی تلواریں بے غلام کیں اسکے بعد وہ تیرگی کے جھوم پائس کے اشدھام میل آتش و آہن اور بحر خون کی طغیانی کی طرح وہ ان سب کلیڈیٹروں پر حملہ آور ہو گئے تھے اسکے حملہ آور ہونے سے یوں لگا تھا جیسے فضا کی بعض برہم اور جسموں میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو اسکے حملہ آور ہونے سے ان کلیڈیٹروں کی نظروں میں بجلیاں اور دل میں تڑپ اور بازوؤں کے کس بل میں زندگی پر چھاتے حادثوں اور آندھیوں اور زلزلوں کی قربانیاں چھانے لگی تھیں اس موقع پر شاید اہلیکا بھی حرکت میں آ چکی تھی اسلئے کہ جو کلیڈیٹر اپنی تلوار سے یونان اور یوسا کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرتا اہلیکا اسکے وار کو بدکا کر رکھ دیتی اس طرح یونان اور یوسا کو اہلیکا نے ان کے ہر وار اسکے ہر حملے سے محفوظ رکھا یوں یونان اور یوسا تھوڑی دیر تک طوفان کی طرح حرکت میں آتے ہوئے ان پر اپنی تلواریں برساتے رہے اور لحوں کے اندر ان سب کلیڈیٹروں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔

یونان اور یوسا کی اس کارگزاری پر جولیسی سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا اور لونا ٹینوں تھوڑی دیر تک بڑے حیرت انگیز انداز میں یونان اور یوسا کی طرف دیکھتے رہے پھر جولیسی سیزر ایک حسرت لگا کر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اتنی دیر تک یونان بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا تھا جولیسی سیزر نے آگے بڑھ کر یونان کو بڑی سختی کے ساتھ گلے لگا لیا پھر اسکی پیشانی چومتے ہوئے وہ کہنے لگا تم دونوں میاں بیوی واقعی ایک عجوبہ ہو جو کام تم دونوں نے ہماری خاطر کر دکھایا ہے وہ کم از کم ہم سب کیلئے ناممکن ہے اسلئے کہ اتنے کلیڈیٹر سے مقابلہ کرنا تو دور کی بات میرے خیال میں ہم میں سے کوئی بھی اکیلا اکیلا ان کلیڈیٹر سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا سو یونان میرے بھائی میں پھر تم سے یہی کہوں گا تمہارا شکریہ ادا کرنے کیلئے تمہارے لئے ممنونیت کا اظہار کرنے کیلئے میرے پاس افلاطون ہیں کاش میں اٹلی کی سرزمین سے یوں بے بسی کی حالت میں نکل نہ رہا ہوتا تو میں تمہاری روم شہر کے اندر خوب خاطر تواضع اور مدارات کرتا جواب میں یونان بڑی تیزی سے کہنے لگا ہمیں یہاں باتوں میں الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے قتل اس کے کہ کلیڈیٹروں کا کوئی اور گروہ ہمارے تعاقب میں آئو دار ہو ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کر کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے یونان کی یہ بات جولیسی سیزر کو بڑی پسند آئی فوراً وہ مڑ کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا یونان اور یوسا بھی اپنے گھوڑوں پر بیٹھے اور مرنے والے کلیڈیٹروں کی لاشیں وہیں چھوڑ کر بڑی تیزی سے آگے بڑھ گئے تھے۔

ایک دن شام کے وقت یونان اور یوسا جولیسی سیزر کو نیپ اور لونا اٹلی کے مشرقی

بہترین کلیڈیٹر ہیں جولیسی جانتا ہے کہ کسی کلیڈیٹر سے بیچ نئی میں مقابلہ کوئی آسان کام نہیں۔ کورنیلیا اور لونا بھی اس حقیقت سے خوب آگاہ ہیں تم دونوں شاید ان سرزمینوں میں اجنبی ہو اور ان تینوں کی مدد پر تلے ہوئے ہو یاد رکھو ان تینوں کیساتھ تم دونوں بھی مارے جاؤ گے لہذا ان کے ساتھ رہ کر تم ایک فریق نہ بنو یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ کلیڈیٹر خاموش ہوا تو یونان عذاب دردناک کی طرح بھڑکتے اور الاؤ کی آگ کی طرح دہکتے ہوئے بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

خاتم کے بچو کیوں اپنی زندگی کی مانگ میں مرگ کے ہیولے اور موت کی تھملائی پر چھائیاں بھرتے ہو کیوں تم لوگ اپنی خوشی کے سیندر میں دکھ کے بادل اور غم کی دھول اڑانے پر تل رہے ہو میں تمہیں قبل از وقت جانتا ہوں کہ اگر تم سب نے ہمارے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تو ہم وقت کے لامحدود سمندر میں عداوت اور انتقام کے ریتلے جھکڑوں کی طرح حرکت میں آئیں گے اور تمہاری زندگی کے پتھریلے خارزاروں موت کے ٹکچے کہتے چپے جائیں گے لہذا میرا تم لوگوں کیلئے مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ اپنی زندگی کی تابہنگی اور جیون رس میں کالی زہریلی نفرتیں اور تلخی احساس خود بھرنے کی کوشش نہ کرو یونان ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسی لمحہ اہلیکا نے اسکی گردن پر لمس دیا پھر وہ انتہائی شیریں اور رس گھولتی ہوئی آواز میں بولتے ہوئے کہنے لگی۔

یونان میرے حبیب میرے رفیق کو اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے اہلیکا کے اس موقع پر لمس دینے اور پھر ساتھ دینے کی پیشکش کرنے پر یونان ہلکے ہلکے مسکرایا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو اہلیکا ان تعاقب کرنے والوں کے خلاف میں اور یوسا ہی حرکت میں آئیں گے تم صرف یہ کرو کہ اسکے واروں اور انکی تلواروں کو ہماری سمتوں سے روکتی رہنا اتنی دیر تک میں اور یوسا ان سب کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے جواب میں اہلیکا نے لمحہ بھر کیلئے یونان کی گردن پر اپنا شیریں لمس دیا پھر وہ ہلکے ہلکے قہقہے میں یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یونان میرے حبیب جیسا تم چاہ رہے ہو ایسا ہی ہو گا تم ان سے ٹکراؤ تو سہی پھر دیکھو میں ان لوگوں کا کیا حشر کر رہی ہوں اتنی دیر تک ایک اور کلیڈیٹر بولا اور یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا ابھی کچھ نہیں گیا ضد ہٹ دھری اور اکثر چھوڑ دو اور چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ورنہ ان دیرانیوں میں تم سب گمناہی کی موت مارے جاؤ گے اس کلیڈیٹر کی اس گفتگو کے جواب میں یونان اپنا منہ یوسا کے کان کے قریب لے گیا پھر بڑے رازدارانہ انداز میں اس نے اس سے سرگوشی کی اسکے بعد دونوں میاں بیوی نے ایک

متوجہ ہوا یہ مارد قبائل دریائے آمل کے آس پاس رہتے تھے اور اکثر و بیشتر اشکانیوں پر حملے کرتے رہے تھے۔

مارد قبائل کے خلاف اشک پنجم کی جنگ کئی برس تک جاری رہی اس جنگ سے ایران کے ایک حصے پر حکومت کرنے والے یونانی بالکل بے تعلق رہے حالانکہ مارد قبائل ان ہی کی سلطنت میں آباد تھے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران کی سرزمین میں یونانی سلطنت بالکل کمزور ہو چکی تھی اسکے علاوہ ہائی بال کے سسلے میں جو رومنوں نے اینٹی اوکس کو بدترین شکست دی تھی اسکا اثر اینٹی اوکس کے جانشینوں پر بھی پڑا تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ مشرق میں مزید خطرات سے دوچار ہوں۔

مارد قبائل پر اشک پنجم ایسی خونخواری اور ایسی جراتمندی سے وارد ہوا کہ پے در پے اس نے مارد قبائل کے لشکروں کو کشتیاں دیں اور انکے سارے علاقوں کو فتح کر کے اس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا مارد قبائل کی شورش اور بغاوت کے خاتمے کے بعد اشک پنجم رے شہر کی طرف متوجہ ہوا جو بحیرہ گرگان اور میڈیا کے درمیان واقع تھا پہلے اس شہر کا نام ارگک تھا بعد میں اسے رے شہر کے نام سے پکارا جانے لگا تھا۔

اشک پنجم کو کچھ زیادہ عرصہ تک حکومت کرنے کو نہ ملا اچانک یہ بیمار ہو گیا اور اس بیماری نے جب زور کیا تو اپنی موت اسے صاف دکھائی دینے لگی اسکا بیٹا جسے اسکا جانشین ہونا چاہئے تھا اس وقت بچہ اور خرد سال تھا لہذا اشک پنجم نہیں چاہتا تھا کہ چھوٹے بچے کے ہاتھ میں عنان حکومت دے اسلئے اس نے اپنے بھائی مرداد کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔

اشک پنجم نے جو اپنے بیٹے کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے بھائی کو جو نامزد کیا تو یہ اسوجہ سے تھا کہ اسکا بھائی بڑا بیمار و زیرک اور دانشمند شخص تھا اس شخص کا عقیدہ تھا کہ سلطنت کا مفاد اپنے مال اور اولاد سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے ایسے ہی خیالات اشک پنجم بھی رکھتا تھا اسی لئے اس نے اپنی سلطنت کے مفاد کو اپنے بیٹوں کے مفاد پر ترجیح دی بعد کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ اشک پنجم کا یہ فیصلہ واقعی درست اور نیک نیتی پر مبنی تھا۔

اشکانیوں کی سلطنت اس وقت دو حکومتوں کے درمیان گھری ہوئی تھی ایک طرف یونانی سلوکیوں کی حکومت تھی اور دوسری طرف بلخ کی حکومت تھی اور یہ دونوں حکومتیں اشکانیوں کی سلطنت کی بدترین دشمن تھیں لہذا ان حالات میں اشکانیوں کیلئے ایک مائل

دارائے اعظم نے اپنے کچھ دستوں میں اس کا نام ارگک ہی لکھا ہے۔ پارسیوں کی مقدس

سمندر کے کنارے پہنچ گئے وہ ایک ایسا ساحل تھا جہاں دور دور تک کشتیاں کھڑی تھیں ان کشتیوں سے ذرا فاصلے پر جولیس سیزر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا پھر وہ اپنے پہلو میں یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یونان میرے بھائی میری منزل تک تم نے مجھے پہنچا دیا ہے اب جو سامنے کشتیاں کھڑی ہیں ان میں سے بیشتر ملاح میرے خوب جاننے والے ہیں ان میں سے کسی ایک کی کشتی کو استعمال میں لا کر جزیرہ رودس کی طرف کوچ کر جاؤں گا یہاں سے تم دونوں میاں بیوی سیدھے اسی سرائے میں جانا جس میں ہمارے ساتھ تمہاری پہلی ملاقات ہوئی تھی اس گفتگو کے بعد یونان آگے بڑھ کر جولیس سیزر اور نوما کے ساتھ باری باری بغل گیر ہوا ہوسا بھی جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا سے بغل گیر ہو کر ملی اسکے بعد یونان اور ہوسا اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں ایڑ لگا کر اس شاہراہ پر ڈال دیا تھا جو روم کی طرف جاتی تھی جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما ان دونوں کو اس وقت تک وہاں کھڑے ہو کر دیکھتے رہے جب تک وہ انہیں دکھائی دیتے رہے جب وہ انکی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تب وہ تینوں بھی حرکت میں آئے اور سمندر کے کنارے ایک طرف کھڑی ہوئی کشتیوں کی طرف بڑھے جب وہ ان کشتیوں کے ملاحوں کے پاس گئے تو انہوں نے ان تینوں کا بہترین استقبال کیا ان کشتیوں میں سے جولیس سیزر نے اپنے لئے ایک کشتی حاصل کی جسکے ذریعے وہ اپنی بیوی اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ جزیرہ رودس کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

دوسری طرف عارب اور فیبطہ نے اشکانیوں کی سلطنت میں دریائے سارہ کے کنارے اپنے لئے خریدے ہوئے ایک محل میں قیام کیا ہوا تھا اشکانی سلطنت میں بھی اب کافی تبدیلیاں آچکی تھیں اشک سوئم کے بعد اشک چہارم تخت نشین ہوا تھا یہ پندرہ برس تک حکومت کرتا رہا پر کوئی کارہائے نمایاں اس نے سرانجام نہ دیا اسکی موت کے بعد اسکا بیٹا فرہاد اول اشک پنجم کے لقب سے اشکانیوں کے تاج و تخت پر بیٹھا تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اشک پنجم نے مارد قبائل کی طرف توجہ دی یہ بڑے خونخوار سرکش اور لوٹ مار کرنے والے قبائل تھے یہ بظاہر تو اشکانیوں اور یونانیوں کی سلطنت کی سرحدوں پر بیٹھے ہوئے تھے درحقیقت یہ یونانیوں ہی کے ماتحت خیال کئے جاتے تھے یہاں سے نکل کر یہ اشکانیوں کے شہروں بستیوں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے تھے اور ہر چیز لوٹ کر یونانی سلطنت میں داخل ہو جاتے تھے انکی سرکوبی اور انکا قلع قمع کرنے کیلئے اشک پنجم انکی طرف

دانشمند اور دلیر حکمران ہی کی ضرورت تھی۔

اشک پنجم کا بھائی میرواد اشک ششم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا تخت نشین ہوتے ہی اشکانی سلطنت کی ترقی اور بہتری کا کام شروع کر دیا تھا اسکے تخت نشین ہوتے ہی بلخ کے راجہ خلفشار نے اسے موقع دیا کہ وہ مغرب کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے اس نے مشرق کی طرف توجہ دی تاکہ مغرب کی طرف بڑھنے سے پہلے مشرق میں جس قدر اسکے لئے خطرات ہیں ان کا خاتمہ کر دے چنانچہ اس نے سب سے پہلا حملہ بلخ پر کیا اور اسے فتح کرنے کے بعد اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

بلخ پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم میڈیا کی طرف بڑھا یہاں اشک ششم اور میڈیا کے حکمرانوں کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی جس میں اشک ششم کو شاندار فتح نصیب ہوئی جسکے نتیجے میں اشکانیوں کے شہنشاہ اشک ششم نے میڈیا کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اسی دوران گرگان کے علاقے میں بغاوت اور شورش اٹھ کھڑی ہوئی بلخ اور میڈیا پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم کے حوصلے بلند ہو چکے تھے لہذا وہ بڑی جیزی سے گرگان کی بغاوت کو فرو کرنے کیلئے بڑھا۔

اشک ششم نے گرگان کے باغیوں کو بھی سنبھالنے کا موقع نہ دیا اور فوراً ان پر واردا ہوا باغیوں کے خلاف اس نے خونخوار جنگ کی جسکے نتیجے میں اشک ششم کو پھر فتح نصیب ہوئی اس سارے علاقے میں اشک ششم نے امن و امان قائم کر دیا اور پورے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا گرگان پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے خوزستان کی سرزمین کا رخ کیا یہاں کبھی غیلای قوم کی سلطنت ہوا کرتی تھی جس کا مرکزی شہر شوش تھا یہ سلطنت قدیم ایرانی سلطنت کی ہمسایہ ہوا کرتی تھی یہ وہی سرزمین ہے جسے دارائے اعظم نے ملیستون نقش رستم اور تخت جمشید کے کتبوں خوج کا نام دیا ہے یہ علاقہ اس وقت تک یونانیوں کے قبضے میں تھا لیکن یونانیوں کی پروا کئے بغیر اشک ششم اس علاقے پر چڑھ دوڑا کئی خون ریز جنگوں کے بعد اشک ششم نے اس علاقے پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ یوں سارے خوزستان کو بھی اس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے یکے بعد دیگرے پارس اور بابل شہروں پر چڑھائی کی گو ان شہروں کے لشکروں نے اشک ششم کے لشکر کی بڑی مزاحمت کی لیکن آخر کار اشک ششم ان دونوں شہروں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ان شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے افغانستان کے شمالی علاقے کی طرف دھیان بھی دیا تھا اس طرح بلخ میڈیا خوزستان، پارس، بابل، سیستان اور افغانستان کے شمالی علاقے کو بھی اشکانی

سلطنت میں شامل کر لیا گیا تھا۔ ان سارے علاقوں کی فتوحات کے باعث اشکانی سلطنت کو خوب وسعت نصیب ہوئی تھی۔

سیلوکیوں یعنی یونانیوں کی حکومت کو جب اشک ششم کے ہاتھوں سے بے در پے نقصانات اٹھانا پڑے تو انہوں نے اپنی جنگی تیاریاں زور و شور سے شروع کر دی تھیں تاکہ ماضی میں اشک ششم نے جو ان سے انکے علاقے چھین لئے تھے انہیں وہ واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اسکے لئے انہوں نے اپنے لشکروں کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔ سیلوکی (یونانی) سلطنت کا حکمران جب تک اپنی اوکس پنجم تھا اس وقت ان سرزمینوں پر یونانیوں کی حکومت نہایت طاقت ور خیال کی جاتی تھی۔ جس وقت اپنی اوکس نے ہانی بال کو اپنے ہاں پناہ دی اور اسکی وجہ سے رومنوں نے اس پر حملہ کیا اپنی اوکس پنجم کی شکست کے نتیجے میں ایشیا میں یونانیوں کی سلطنت کی قوت ٹوٹ کر رہ گئی تھی اب اپنی اوکس پنجم کی وفات کے بعد اپنی اوکس ششم مشرق کی یونانی سلطنت کا حکمران تھا۔ جب اشک ششم نے یونانیوں سے کافی علاقے چھین لئے تو اپنے لشکر کی تربیت کا کام مکمل کرنے کے بعد اپنی اوکس ششم نے اپنے تربیت یافتہ لشکروں کا سپہ سالار اپنے بھائی ڈیمیٹریس کو بنایا اور لشکر کو اس نے اشکانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ اشک ششم نے انکے جو علاقے ان سے چھین لئے تھے نہ صرف وہ علاقے واپس لئے جائیں بلکہ اشکانی سلطنت کے اندر تک یلغار کرتے ہوئے اشکانی علاقوں پر بھی قبضہ کیا جائے اس مقصد کیلئے اپنی اوکس ششم کا بھائی ڈیمیٹریس اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کیلئے اپنے جوار لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے نکلا تھا۔

ڈیمیٹریس جب اشکانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا تو یونانیوں کے علاوہ خوزستانی، پارس اور بابل کے لوگ بھی اسکے لشکر میں آ شامل ہوئے تھے اسکے کہ انکے علاقوں کو ماضی میں اشکانیوں کی طرف سے نقصان پہنچا تھا۔ دوسری طرف اشک ششم نے جب دیکھا کہ خوزستانی، پارس، بابل اور دوسرے کئی قبائل اسکے خلاف یونانیوں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں تو اس نے اندازہ کر لیا کہ اس متحدہ طاقت کا مقابلہ کرنا اسکے بس کا روگ نہیں ہے اسلئے اس نے صلح کی بات چیت کرنے کیلئے یونانی جرنل ڈیمیٹریس کی طرف اپنے ساتھی روانہ کئے اور اسے یہ کہلوا یا کہ جنگ کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہمیں باہم مل کر اور بیٹھ کر آپس کے معاملات اور تنازعات کو طے کر لینا چاہیے۔ ڈیمیٹریس، اشک ششم کے اس قریب میں آ گیا اور اپنے ہر اول دستے سے نکل کر اشک ششم سے معاملہ طے کرنے اور اسکے ساتھ ملاقات کرنے کیلئے آمادہ ہو گیا۔ لیکن ڈیمیٹریس

اپنے بھائی اینٹی اوکس کی جگہ یونانیوں کا بادشاہ بن سکتا ہے۔ ڈیٹریس بغیر سوچے سمجھے اشک ہفتم کی اس چال میں آگیا جو لشکر اشک ہفتم نے اسے مہیا کیا تھا اس کے ساتھ وہ اپنی سلطنت کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہونے کیلئے آگے بڑھا۔ دوسری طرف اینٹی اوکس کو جب خبر ہوئی کہ اس کا بھائی ڈیٹریس بھی اسکے خلاف ہو گیا ہے تو وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنے بھائی کی سرکوبی کیلئے بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ واقعات اشک ہفتم کی خواہشات کے مطابق رونما ہو رہے تھے۔ لہذا اشک ہفتم بھی حرکت میں آیا اپنے لشکر کو لے کر وہ بڑی تیزی سے اینٹی اوکس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ ہمدان کے مقام پر اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کو چالیا۔ دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں اشک ہفتم کو فتح نصیب ہوئی اور اس جنگ میں یونانیوں کا بادشاہ اینٹی اوکس مارا گیا تھا۔ اینٹی اوکس کے مارے جانے سے مشرق میں یونانی سلطنت کی کمر لوٹ کر رہ گئی تھی۔ اشک ہفتم کا ارادہ تھا کہ جس طرح اس نے اینٹی اوکس کا خاتمہ کیا ہے ایسے ہی اگر اسکے بھائی ڈیٹریس کا خاتمہ کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے تو ایشیا میں یونانیوں کی حکومت مکمل طور پر ختم ہو کر رہ جائیگی۔ ابھی اشک ہفتم ڈیٹریس کے خلاف حرکت میں آنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ انطاکیہ شہر میں ڈیٹریس کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی لہذا اس بغاوت کو فرو کرنے کیلئے ڈیٹریس اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا لیکن ڈیٹریس کو انطاکیہ پہنچنا نصیب نہ ہوا اسلئے کہ صور شہر کے قریب باغیوں کے ایک بہت بڑے گروہ نے ڈیٹریس کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس حملے میں شورش پسندوں کے ہاتھوں ڈیٹریس مارا گیا۔ ڈیٹریس کی موت کے بعد یونانی سلطنت کے تابوت میں گویا آگری میخ ٹھونک دی گئی تھی۔

جن دنوں اشک ہفتم اینٹی اوکس کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ان دنوں اشک ہفتم نے خونخوار سکائی قبائل کو اینٹی اوکس کے خلاف اپنی مدد کیلئے طلب کیا تھا۔ خونخوار سکائی قبائل اشک ہفتم کی مدد کو پہنچ تو گئے لیکن اس وقت تک اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کو شکست دے کر یونانیوں کے خلاف غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ سکائیوں نے اشک ہفتم کے پاس پہنچ کر اپنے آنے کا معاوضہ طلب کیا۔ اشک ہفتم نے انہیں جواب دیا چونکہ سکائیوں نے اینٹی اوکس کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا لہذا وہ کسی معاوضے کے حقدار نہیں ہیں۔ اس پر خونخوار سکائی قبائل برہم ہو گئے اور اشکائی سلطنت کے اندر انہوں نے بوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

یہ سکائی قبائل انتہائی دلیر اور جنگجو تھے انکا خاتمہ کرنے کیلئے اشک ہفتم چاہتا تھا کہ ان

جو نئی اشک ششم سے ملاقات کرنے کیلئے آیا اشک ششم نے اسے اسیر کر لیا حالات اسیری میں وہ اسے شہر پہ شہر پھراتا رہا ڈیٹریس کی اسیری کا سن کر اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا تھا۔ یونانیوں کی پسپائی کے بعد اشک ششم نے ڈیٹریس کے ساتھ مروت کا سلوک کیا اور اسے گرگان کے شاہی محل میں اسیر کر دیا تھا۔ اسی دوران اشک ششم فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا اشک ہفتم کے نام سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

دوسری طرف یونانیوں کے حکمران اینٹی اوکس ششم کو جب یہ خبر ہوئی کہ اشکانیوں نے دھوکہ دہی سے کام لے کر اسکے بھائی ڈیٹریس کو گرفتار کر لیا ہے تو اس نے اشکانیوں سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ایک بہت بڑا لشکر اس نے تیار کیا۔ ماضی میں اسے اکثر و بیشتر فلسطین کے یہودیوں سے جنگ کا خطرہ رہتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے یہ کام کیا کہ اس نے یہودیوں کے خلاف سخت گیرانہ پالیسی ختم کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہودی سلوک سلطنت کے وفادار اور اطاعت شعار بن گئے۔ یہ کام کرنے کے بعد اینٹی اوکس نے اشکانیوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

ان دنوں کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن میں اینٹی اوکس کو اشکانیوں کے خلاف شاندار فتوحات حاصل ہوئیں جس کے نتیجے میں اینٹی اوکس نے نہ صرف میڈیا بلکہ بابل شہر کو بھی فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اینٹی اوکس کی ان فتوحات کی وجہ سے اشکانی سلطنت کو بڑا دھچکا لگا اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اینٹی اوکس ایک بار پھر مشرق میں یونانی سلطنت کو پہلے جیسی عزت اور سطوت دلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ شروع کی ان چند فتوحات کے حصول کے بعد اینٹی اوکس کے حوصلے اشکانیوں کے خلاف بہت بڑھ گئے لہذا اس نے اشکانی سلطنت کے اندر دور تک یرغمار کرنے اور ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ دوسری طرف اشک ہفتم نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اینٹی اوکس کی طاقت اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہذا اس نے اینٹی اوکس سے مصالحت کی پیش کش کی۔ اینٹی اوکس نے بہت سخت شرائط پیش کیں۔ پہلی شرط یہ تھی کہ اشکانی حکومت اپنے عہد قوں تک محدود رہے گی۔ دوسرے عہد قوں سے اسکا کوئی سروکار نہ ہو گا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ اشکانی اسکے بھائی ڈیٹریس کو اسکے حوالے کر دیں۔

اشک ہفتم ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا وہ اینٹی اوکس کے ہاتھوں اپنی سلطنت کے علاقے گنوائے پر آمادہ نہیں تھا۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کے بھائی ڈیٹریس کو رہا کر دیا لیکن اسے ایک لشکر مہیا کیا اسے یہ ترغیب دی کہ اس لشکر کے ساتھ اگر وہ ان دنوں اپنی سلطنت کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہو کر شہر پر قبضہ کر لے تو وہ

کے گھاٹ اتارنے کے بعد انہوں نے اشکانی لشکر کو بدترین شکست دی تھی۔ اشک ہشتم کی موت کے بعد اشکانیوں نے ایک شخص مہراد اشک نہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔ اشک نہم جانتا تھا کہ اس سے پہلے دونوں اشکانی حکمران خونخوار قبائل کے ہاتھوں مارے گئے ہیں لہذا اس نے سب سے پہلے ان ہی قبائل کو زیر کرنے اور اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ آنے والے دور میں یہ اشکانی سلطنت کیلئے کوئی خطرہ ثابت نہ ہوں۔ اشک نہم کی خوش قسمتی کہ یوٹیچی قبائل جو شمال کی طرف سے یا جوج ماجوج کی طرح بلندیوں سے میدانوں کی طرف اترتے چلے جا رہے تھے انہوں نے اچانک اپنا رخ بدل کر ایشیائے کوچک کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف طغاری قبائل نے بھی اپنا رخ بدل لیا تھا اور وہ بھی اشکانی سلطنت کو فراموش کر کے مغرب کی طرف بیتار کرنے لگے تھے۔ اشک نہم کے سامنے صرف سکاکی قبائل رہ گئے تھے کہ جنہیں وہ اگر مغلوب کر لے تو وہ اپنی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کر سکتا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ اشک نہم نے سکائیوں کی طرف پیش قدمی شروع کی۔

کھلے میدانوں میں اشک نہم اور خونخوار سکاکی قبائل کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں خوش قسمتی سے اشک نہم کو سکائیوں کے مقابلے میں فتح نصیب ہوئی سکائیوں نے جب دیکھا کہ اشک نہم ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہیں کہیں بھی تکنہ نہ دے گا تو ایرانی سرحدوں سے نکل کر افغانستان میں داخل ہو گئے تھے۔

یوٹیچی اور وحشی طغاری قبائل کا خطرہ ٹل جانے کے بعد اور سکائیوں کو شکست دینے کے بعد اشک نہم کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اس نے چاروں طرف زبردست حملے کئے اور اپنی سلطنت میں خاطرہ خواہ اضافہ کر لیا۔ اس قدر کاروائیوں کرنے کے بعد اب اس کی نظریں آرمینیا پر جم گئیں تھیں وہ چاہتا تھا کہ وہ آرمینیا کو بھی فتح کرے اس طرح اسکی سلطنت پھیل کر ایشیائے کوچک میں داخل ہو جاتی تھی اور یوں ایشیا کی سب سے بڑی سلطنت کا حکمران کہلا سکتا تھا۔

دوسری طرف اٹلی کا حکمران سولا اشک نہم کی اس قدر تیزی سے بڑھتی ہوئی قوت اور پھیلتی ہوئی سلطنت کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھنے لگا تھا۔ سولا یونان کو پہلے ہی اپنے سامنے زیر کر کے اس پر غلبہ حاصل کر چکا تھا اب وہ چاہتا تھا کہ ایران میں بڑی تیزی سے پھیلتی ہوئی اور قوت پکڑتی ہوئی سلطنت کا بھی خاتمہ کر دے لہذا اس نے اشک نہم کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اپنے اس ارادے کی تکمیل کیلئے سب سے پہلے اس نے اپنے جاسوس روانہ کئے تاکہ وہ اشک نہم کی قوت اور اسکے ارادوں سے اسے آگاہ کریں

سکاکی قبائل کو مار بھگا کر اپنی سلطنت سے باہر کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اشک ہشتم نے ایک بہت بڑا لشکر استوار کیا۔ اس لشکر کے ساتھ وہ سکاکی قبائل کے خلاف حرکت میں آیا۔ ایک ہولناک جنگ ہوئی اور اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ اشک ہشتم کو سکائیوں کے مقابلے میں بدترین شکست ہوئی بلکہ جب شکست اٹھا کر اپنے لشکر کے ساتھ اشک ہشتم بھاگا تو سکائیوں نے بڑی خونخواری سے اسکا تعاقب کیا اور اشک ہشتم کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اشک ہشتم کی موت کے بعد اسکے چچا اردوان اشک ہشتم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا تھا۔ اس اشک ہشتم نے بھی سکائیوں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ اشک ہشتم کو تخت نشین ہوتے ہی پانچ بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلا خطرہ اسے خونخوار سکاکی قبائل کی طرف سے تھا۔ وہ گذشتہ کئی ماہ سے اشکانی سلطنت کے اندر نا صرف لوٹ مار مچائے ہوئے تھے بلکہ انہوں نے اشکانیوں کے شہنشاہ اشک ہشتم کے ساتھ ایک ہولناک جنگ کی۔ اس جنگ میں انہوں نے اشک ہشتم کو شکست دی اور اسکا خاتمہ بھی کر کے رکھ دیا۔

دوسرا خطرہ اشک ہشتم کو یونانیوں سے تھا یونانی جنگی سلطنت اب مشرق میں زوال پذیر تھی بلکہ ہوتی جا رہی تھی وہ کہیں سکائیوں کے ساتھ مل کر اشکانی سلطنت کیلئے کوئی خطرہ ہی ثابت ہونے کی کوشش نہ کریں۔ تیسرا بڑا خطرہ اشک ہشتم کو بابل کے حکمران ہرمیاس کی طرف سے تھا۔ بابل اور اس کا حکمران ہرمیاس اشکانی سلطنت ہی کے تحت تھے لیکن ہرمیاس بہت جفا جو اور ناپسندیدہ شخص تھا اس نے اپنے طرز عمل سے اہل بابل کو اشکانیوں کا بدترین دشمن بنا کر رکھ دیا تھا۔

چوتھا خطرہ اشک ہشتم کو یوٹیچی قبائل سے تھا یہ لوگ وسط ایشیا اور چین سے نکل کر ایک سیل بے پناہ کی طرح جنوب اور مغرب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ اپنے راستے میں آنے والے ہر قبیلے اور بستی کو دیران اور برباد کرتے ہوئے یہ وحشی یوٹیچی قبائل جگہ جگہ آگ اور خون کا کھیل کھیلتے ہوئے ٹڈی دل کی طرح ہر شہر کو چاٹتے ہوئے چھے آ رہے تھے۔ پانچواں بڑا خطرہ اشک ہشتم کو طغاری قبائل کی طرف سے تھا۔ یہ طغاری بھی سکائیوں اور یوٹیچی قبائل کی طرح ترکوں ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ طغاری قبائل سکائیوں اور یوٹیچی قبائل سے زیادہ اشک ہشتم کیلئے خطرناک ثابت ہو رہے تھے لہذا اشک ہشتم نے سب سے پہلے ان طغاری قبائل ہی کی سرکوبی کرنے کا ارادہ کیا۔

پہلے ہی ٹکراؤ میں اشک ہشتم اور طغاری خونخوار قبائل کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی۔ اسی جنگ میں طغاری قبائل فتح مند ہوئے۔ اشک ہشتم کو جنگ کے دوران موت

تاکہ اس کے بعد وہ اشک نہم کے خلاف حرت میں آکر اسکی بڑھتی ہوئی قوت کا قلع قمع کر دے۔

○

ایک روز شام کے قریب چل قدمی کرنے کے بعد یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی جب سرائے میں داخل ہوئے تو سرائے کا مالک مینالیوس صحن میں کھڑا شاید ان دونوں ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ دونوں میاں بیوی سرائے کے صحن میں آئے تو سرائے کا مالک مینالیوس ان دونوں کی طرف بڑھا اور یونان کو مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ یونان نے اسے مخاطب کرنے میں پہلی کی اس سے پوچھا۔

سنو! مینالیوس تم مجھے کچھ الجھے الجھے اور بکھرے بکھرے سے دکھائی دیتے ہو۔ کیا تمہیں مجھ سے کوئی کام آپڑا ہے۔ اس پر مینالیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہارا اندازہ درست نہیں ہے میرے رفیق میں تو نہ الجھا الجھا ہوں نہ پریشان ہوں بلکہ میں یوں کہہ سکتے ہو کہ تم میاں بیوی کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا اس پر یونان نے پوچھا وہ کیوں؟ ... یوسا کہنے لگا میرے خیال سے تم میاں بیوی کافی دیر باہر چل قدمی کرتے رہے ہو اسلئے کہ دونوں کی غیر موجودگی میں جو لیس میز کے دوست پیڈیوس اور مارک انتھونی تم دونوں سے ملنے کیسے آئے تھے وہ کافی دیر یہاں بیٹھ کر تم دونوں کا انتظار کرتے رہے پھر چلے گئے ہیں وہ تمہارے نام مجھے پیغام بھی دے گئے ہیں اس پر یونان نے سوالیہ انداز میں مینالیوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیسا پیغام جواب میں مینالیوس کہہ رہا تھا۔

پیڈیوس اور مارک انتھونی کا کہنا ہے کہ اٹلی کے حکمران ظالم اور بے رحم سولا کا ایک مکیڈیٹر ہے جو مقابلے کے میدان میں ہر ہفتے ہونے والے مقابلوں میں کامیاب اور فتح مند رہتا ہے اس کا نام سائیکس ہے اور یہ سولا کا خاص آدمی ہے اسی کے ذریعے سے سولا اپنے دشمنوں اور اپنے مخالفین کا خاتمہ کرتا رہتا ہے مارک انتھونی اور پیڈیوس کی خواہش ہے کہ اگلے ہفتے جب مقابلے ہوں تو تم سائیکس کا مقابلہ کرو اور سب لوگوں کے سامنے اسے کھلے میدان میں زیر کر دو۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو تم سائیکس کو شکست دینے میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے اس لئے کہ تم وہ شخص ہو جو بیک وقت کئی کئی مکیڈیٹروں کو اپنے سامنے زیر کرنے کا فن خوب جانتے ہو۔ تمہارے ایسا کرنے سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو سولا کے خونخوار مکیڈیٹر ساتھی سائیکس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ دوسرے یہ مقابلہ جیت کر تم سولا کے منظور نظر بن جاؤ گے اور پھر اپنی مرضی کے مطابق اس سے ہر کام کروا سکو گے۔ کہو میرے عزیز کیا تم اس مقابلے میں حصہ لو گے جواب میں یونان

مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

مینالیوس پہلے یہ کہو کہ یہ مقابلے کب ہونگے۔ جواب میں مینالیوس کہنے لگا گذشتہ دن ہی یہ مقابلے ہوئے ہیں اور سائیکس ان میں کامیاب اور فتح مند رہا ہے اب پورے پانچ دن بعد پھر یہ مقابلے ہوں گے۔ میرے عزیز کیا تم ان میں حصہ لو گے اس پر یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سنو مینالیوس اپنے ذہن اپنے دل پر میرا یہ فیصلہ لکھ لو کہ میں ان مقابلوں میں حصہ لوں گا اور سائیکس کو ضرور اپنے سامنے مغلوب کر کے ہر حالت میں یہ مقابلہ جیت کے رہوں گا۔ سنو مینالیوس میرے اس فیصلے سے تم جو لیس میز کے دوست مارک انتھونی اور پیڈیوس کو بھی آگاہ کر دینا۔

یونان کا یہ جواب سن کر سرائے کا مالک مینالیوس اس قدر خوش ہوا کہ اس نے آگے بڑھ کر یونان کو بری طرح اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ کہنے لگا سنو یونان تم نے یہ فیصلہ کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میں پیڈیوس اور مارک انتھونی کو یقیناً تمہارے فیصلے سے آگاہ کر دوں گا۔ اسی خوشی میں آؤ تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ کھانا کھاؤ گے یونان اور یوسا اس پر رضامند ہو گئے لہذا مینالیوس دونوں میوں بیوی کو اپنے سکونی مکان کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

جہاں ایک طرف یونانیوں کا بادشاہ سولا اشکانیوں کے بادشاہ اشک نہم کے خلاف حرکت میں آئے کا فیصلہ کر رہا تھا وہاں اشک نہم بھی خونخوار اور باغی سکائی قبائل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے بعد ایک اور بہت بڑا فیصلہ کر چکا تھا اور وہ فیصلہ آرمینیا پر حملہ آور ہونے کا تھا۔

آرمینیا قدیمی روایات اور داستانوں کی رو سے کبھی دنیا کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ یہاں چار بڑے دریا دجلہ، فرات، آرس اور کور بستے تھے۔ طوفان لوح کے بعد یہ ملک نئی نوع انسان کا گوارہ دوم سمجھا جانے لگا تھا۔ اہل آرمینیا نے اپنے مورث اعلیٰ کا نام ہائیکا بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ اس شخص کا بیٹا تھا جس کا نام توریت میں تجرمہ آیا ہے۔ ہائیکا کی نسبت سے وہ اپنے آپ کو ہائیک اور آرمینیا کو ہائیکستان کہتے تھے۔

ہائیکا کے خاندان سے ایک شخص آرام (۱) نامی تھا جس نے آرمینیا کی حدود کو وسیع کیا۔ اہل آرمینیا یہ بھی کہتے ہیں کہ جب آرام کا بیٹا آرمی ملکہ آشور سمیرا میس کے خلاف

(۱) اسی کی نسبت سے اس کا نام آرمینیا پڑا

اسے پائنٹس شہر میں ایک چھوٹی سی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پائنٹس میں بحرہ اسود کا جنوبی ساحلی علاقہ شامل تھا جو بالعموم تک پھیلا ہوا تھا۔

یہ ریاست قائم کرنے کے بعد اس شخص نے اپنے خوب پر پرزے نکالنے شروع کئے اور مرواد ششم کے نام سے اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا پھر اس نے رفتہ رفتہ بحرہ اسود کے مشرق اور شمالی علاقے بھی فتح کر لئے اور اپنی سلطنت کو وسعت دے کر فاسفورس کے نام سے ایک وسیع تر سلطنت تشکیل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ فاسفورس اور ایشیائے کوچک کے علاقے مرواد ششم کو نہ صرف غلہ اور خراج ملنے لگا بلکہ فوج میں بھرتی کیلئے اسے جوان بھی میسر ہونے لگے لہذا وہ بڑی تیزی سے اس نے اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کر لیا تھا۔ اس کے باعث اس نے اپنے اٹھنے والے مرواد ششم نے ملک گیری کی عوس میں آکر آرمینیا کا رخ کیا۔ جبکہ دوسری طرف اشکانی بادشاہ اشک نہم بھی آرمینیا اور ایشیائے کوچک کا رخ کر رہا تھا۔

آرمینیا کے حکمران ٹیگرئس کو جب خبر ہوئی کہ مرواد ششم اس پر حملہ آور ہونے کیلئے آندھی اور طوفانوں کی طرح بڑھتا چلا آ رہا ہے تو اس نے قاصد بھیج کر صلح کی درخواست کی اور دو شرائط پیش کیں۔ پہلی یہ کہ ٹیگرئس نے اپنا کچھ علاقہ مرواد ششم کو دینے کا وعدہ کیا۔ دوسرے اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر مرواد ششم اس پر حملہ آور نہ ہوا اور اسے آرمینیا کا حکمران تسلیم کر لے تو اپنی حسین و جمیل اور جوان بیٹی قلوپترہ کی شادی اس سے کر دے گا۔ ان دو شرائط پر مرواد ششم ٹیگرئس کے ساتھ صلح پر آمادہ ہو گیا۔ جس کے جواب میں مرواد ششم کو نہ صرف یہ کہ آرمینیا کا کچھ علاقہ بھی حاصل ہو گیا بلکہ ٹیگرئس کی حسین و جمیل بیٹی قلوپترہ بھی مل گئی اور مرواد ششم نے اس سے شادی کر لی۔

آرمینیا کے حکمران ٹیگرئس کے ساتھ صلح ہو جانے اور اس کا کچھ علاقہ ہاتھ آ جانے اور مزید یہ کہ اسکی بیٹی قلوپترہ سے شادی کرنے کے بعد مرواد ششم کے حوصلے اور بڑھ گئے اور اس نے بڑی برق رفتاری سے ہمسایہ یونانی علاقوں پر حملہ آور ہو کر یکے بعد دیگرے کئی شہر فتح کر ڈالے تھے۔ اب اسکی یلغار اور رفتار بڑی تیزی سے پھیلنے لگی تھی۔ دوسری طرف اشکانی حکمران اشک نہم نے جب دیکھا کہ مرواد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرئس نے آپس میں تعلقات مستحکم کر لئے ہیں اور یہ کہ ٹیگرئس کی بیٹی قلوپترہ سے مرواد ششم نے شادی کر لی ہے تو وہ آرمینیا پر

جنگ کرتا ہوا مارا گیا تو آشوریوں نے آرمینیا کو اپنی سلطنت کا جز بنا لیا پھر وہ وقت بھی آیا جب بابلی کے حکمرانوں نے اسے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔

قدیم تاریخوں سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو اس وقت آرمینیا کے بادشاہ ہائیک دوم نے اس کا ساتھ دیا تھا اس مہم میں جو یہودی اسیر کر کے آرمینیا لائے گئے ان میں شام بات نامی ایک یہودی کا بھی کنبہ تھا۔ شام بات کے بیٹے کا نام باگا رات تھا۔ اہل آرمینیا کہتے ہیں کہ اس کنبے کے افراد بہت دانشمند تھے۔ اس لئے انہوں نے بڑے بڑے رتبے حاصل کئے پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ یہی لوگ چھٹی صدی عیسوی میں آرمینیا اور گرجستان کے بادشاہ بن گئے تھے۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں ہائیک کے خاندان کا ایک فرد ٹیگرئس نامی تخت نشین ہوا تو اس نے آرمینیا کو غیر ملکوں کے تسلط سے آزاد کرایا لیکن ٹیگرئس کے بعد ہی آرمینیا کو اپنی آزادی کھو کر پارس کی مملکت میں شامل ہونا پڑا تھا۔

سکندر اعظم کے بعد اینٹی اوکس دوم کے ایران اور اسکے گرد و لوح پر حملہ کیا تو آرمینیا بھی سلوکیوں کی حکومت کے تسلط میں آ گیا۔ پھر جب اشکانی بادشاہ مرواد اول نے اپنے علاقے 'ماد' خودستان' بابلی سلوکیوں سے واپس لے لئے تو آرمینیا بھی اشکانیوں کی مدد حاصل کر کے آزاد ہو گیا کیونکہ وہاں کا حکمران اشکانی شہزادہ زال ارشک تھا جو اشکانیوں ہی کا قرابت دار تھا۔ زال ارشل نے اپنا اقتدار کوہ قفقاز سے تیسین تک پھیلا دیا تھا اسکے بعد اس کا بیٹا آرا دانش تخت نشین ہوا جو اشکانی حکمران مرواد دوم کا ہم عصر تھا۔

جن دونوں اشک نہم اپنا لشکر لے کر آرمینیا پر حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا ان دنوں آرمینیا کا حکمران ایک شخص ٹیگرئس تھا آرمینیا کی حکومت ان دنوں طنج الیسوس سے لے کر بحیرہ خزر تک پھیلی ہوئی تھی لیکن اشک نہم کو ابھی آرمینیا پہنچنا نصیب ہی نہیں ہوا تھا کہ ان علاقوں میں ایک اور طوفان اور خطرہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کچھ اس طرح کہ

اسی زمانے میں ایک شخص جس کا تعلق اشکانیوں کے حکمران طبقے سے تھا ۱ نمودار ہوا یہ شخص دعویٰ کرتا تھا کہ باپ کی طرف سے اس کا تعلق ایرانیوں کے عظیم بادشاہ کوروش سے ہے اور ماں کی طرف سے وہ یونانی سلوکیوں سے تعلق رکھتا ہے یہ کافی عرصہ سے ایک جدوجہد میں لگا ہوا تھا کہ آرمینیا کے حکمرانوں کے

حملہ آور ہوتے ہوئے ہچکچانے لگا اس نے اپنی پیش قدمی روک دی اور ایک جگہ اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا۔ دوسری طرف مہرداد ششم کو اپنا داماد بنالینے کے بعد آرمینیا کے حکمران ٹیگرئیس کے بھی حوصلے بڑھ گئے اس نے اشکانی سلطنت کے علاقوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور اربیل شہر تک سارے علاقے کی تا صرف یہ کہ اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی بلکہ دور دور تک اس نے اشکانی سلطنت میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔

اس صورت حال نے اشکانی حکمران اشک نہم کو سوچ و بچار پر مجبور کر دیا تھا گو اس نے آرمینیا کی طرف اپنی پیش قدمی روک دی تھی لیکن وہ یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح اب ٹیگرئیس اور مہرداد ششم کی متحدہ قوت کو توڑے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ دونوں مل کر اشکانی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے۔ اس دوران ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ یہ کہ رومن حکمران سولا جو اس سے پہلے اشکانی حکمران اشک نہم کو اپنے لئے خطرہ سمجھ رہا تھا اور اسکے حالات کا پتہ چلانے کیلئے اس نے اپنے جاسوس روانہ کئے تھے اسے جب مہرداد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرئیس کے اتحاد اور قوت کا پتا چلا تو اس نے فوراً اس مشترکہ اور متحدہ قوت کو توڑنے کا فیصلہ کیا۔ سولا خیال کرتا تھا کہ اگر یہ قوت بڑھتی چلی گئی تو یونان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ ان حالات کے تحت رومن حکمران سولا نے ایک لشکر تیار کیا اور بڑی تیزی سے وہ مہرداد ششم اور ٹیگرئیس کی سرکوبی کیلئے بڑھا۔

مہرداد ششم کو جب خبر ہوئی کہ رومن حکمران سولا اسکے خلاف حرکت میں آچکا ہے تو اس نے بہت سے یونانی علاقے جو اس نے فتح کئے تھے خالی کر دئے لیکن سولا کی اس سے تسلی نہ ہو سکی اور وہ برابر اپنے لشکر کو لے کر مشرق کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

مہرداد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرئیس پر سولا کی آمد کی ایسی دہشت بیٹھی کہ دونوں نے متحدہ ہو کر سولا سے اپنے گزشتہ رویے کی معافی مانگی اور آئندہ یونانی اور رومنوں کے خلاف کوئی بھی قدم نہ اٹھانے کا وعدہ کیا۔ سولا سمجھ گیا کہ یہ دونوں اسکے لئے خطرناک نہیں ہو سکتے تاہم مجھ اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں آگے بڑھتا چلا آیا اور دریائے فرات تک اس نے سارے علاقے کو روند ڈالا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ رومن لشکر کے قدم دریائے فرات تک پہنچے۔ تاہم دریائے فرات رومی سلطنت کی آخری حد قرار پایا۔

ان حالات میں اشکانی حکمران اشک نہم کو خطرہ لاحق ہوا کہ اگر سولا نے اپنے لشکر کے ساتھ اسکے علاقوں کا رخ کیا تو سولا اسکی سلطنت کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا۔ ان خطرات کے تحت اشک نہم نے اپنے ایک رئیس اربادوس کو اپنا سفیر بنا کر سولا کے پاس بھیجا تاکہ اشکانیوں اور روم کے مابین دغی معاہدہ ہو سکے۔ لیکن سولا اشکانیوں کے ساتھ ایسا کوئی وعدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اشکانیوں پر کڑی نگاہ رکھنا چاہتا تھا اور انکی قوت کو بڑھنے نہ دینا چاہتا تھا اسلئے اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اسے رومن سینیٹ کی طرف سے اس طرح کے دفاعی معاہدے کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اسکے باوجود دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات میں مزید کوئی بگاڑ پیدا نہیں ہوا اور اربادوس جب سفارت سے ناکام لوٹا تو اشک نہم کو یہ خیال ہوا کہ اربادوس سولا کے سامنے اشکانی حکومت کا نقطہ نظر ٹھیک طور پر پیش نہیں کر سکا لہذا اشک نہم نے اپنے اس رئیس یعنی اربادوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

رومنوں کے خطرے کے تحت اشک نہم نے یونانیوں کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرنا شروع کر دیئے تھے انہی دنوں پہلی بار چین کی حکومت نے ایران میں اپنا سفیر روانہ کیا اور ایران اور چین کے درمیان تاریخ کی یہ پہلی سفارت تھی۔ چینی سفیروں نے واپس جا کر جو اپنے حکمرانوں کو ایران سے متعلق رپورٹ پیش کی وہ کچھ یوں تھی۔

”یہاں چاول، گندم اور انگوروں کی بیلوں کی کاشت ہوتی ہے۔ شہروں کے ارد گرد فیلیس بنائی گئی ہیں۔ یہ ایک عظیم ملک ہے۔ یہاں چاندی کے سکے رائج ہیں جن پر حکمرانوں کی شبیہیں ہوتی ہیں اور یہ کہ اہل ایران چڑے کے بڑے بڑے گھڑوں کے دونوں طرف لگھ کر تاریخی واقعات محفوظ کر لیتے ہیں۔“

○

ایک روز صبح ہی صبح یونان اور یوسا دونوں میاں پیوی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سرائے کا مالک مینالیوس بھاگا بھاگا ان کے کمرے میں داخل ہوا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ یونان میرے عزیز میرے مریاں کیا تمہیں خبر ہے کہ مقابلے کے میدان میں آج مکیڈیشیوں کے مقابلے ہوں گے اور تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جس دن یہ مقابلے ہوں مجھے خبر کرنا لہذا آج مقابلے میں تم چاہو تو آج مقابلے میں حصہ لے کر سولا کے ہر دل عزیز مکیڈیشیوں کو اپنے سامنے زیر

اور مغلوب کر سکتے ہو اور ایسا کر کے تم یقیناً سولا کے منظور نظر بن سکتے ہو۔ یونان اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور مینالیوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ دیکھ مینالیوس یہ مقابلے کب شروع ہوں گے مینالیوس کہنے لگا بس تھوڑی دیر تک مقابلے شروع ہی ہو جائیں گے یونان پھر بولا اور کہ کہ تو پھر دیر کا ہے کی چلو چلیں۔ مینالیوس نے فوراً چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا بالکل چلیں میں تو تیار ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔ یونان کی طرف دیکھتے ہوئے یوسا بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی پھر دونوں میاں بیوی مینالیوس کے ساتھ مقابلے کے میدان کی طرف جانے کیسے سرائے سے نکل گئے تھے۔

سرائے کے مالک مینالیوس کے ساتھ یونان اور یوسا روم شہر کے مقابلے کے میدان میں داخل ہوئے وہ ایک بے حد وسیع میدان تھا جس کے چاروں طرف بڑے بڑے پتھروں کی سیڑھیاں نما نشوں کا انتظام کیا گیا تھا جس وقت وہ تینوں اس میدان میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا میدان میں اس وقت تک بے شمار لوگ بیٹھ چکے تھے اور بہت کم نشستیں ایسی دکھائی دے رہی تھیں جو ابھی خالی تھیں جبکہ میدان میں ابھی لوگ جوق در جوق شامل ہو رہے تھے۔ مینالیوس یونان اور یوسا کو ایک بڑی سی شاہ نشین کے قریب ہی خالی نشستوں کے قریب لایا وہاں وہ تینوں بیٹھ گئے پھر مینالیوس یونان اور یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یونان میرے عزیز میرے رفیق یہ جو سامنے پتھروں سے بنی بلند شہر نشین ہے اسی پر تھوڑی دیر بعد رومنوں کا حاکم اعلیٰ سولا اپنے مشیروں اور اپنے وزیروں اور اپنے چاہنے والوں کے ساتھ آکر بیٹھے گا اور اسکے اہل خانہ بھی اسکے ساتھ ہوں گے۔ اس شہر نشین کے پچھلے حصے میں جو خوبصورت نشستوں کا انتظام ہے۔ وہاں مکینڈیٹر آکر بیٹھتے ہیں جن کو مقابلے میں حصہ لینا ہوتا ہے تم دونوں میاں بیوی ہمیں بیٹھو میری نشست کی طرف بھی خیال رکھنا میں مقابلے میں حصہ لینے کیلئے تمہارا نام لکھوا کر آتا ہوں اسکے ساتھ ہی مینالیوس اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ شہر نشین کے پیچھے بنے کمروں کی طرف چلا گیا تھا۔

یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی وہاں بیٹھے ہی بیٹھے مقابلے کے اس میدان کا جائزہ لینے لگے تھے۔ مقابلے کا وہ میدان گول دائرے کی سی شکل میں تھا اسکے ایک طرف رومنوں کے بادشاہ کے بیٹھے کیلئے شہر نشین اور اسکی پیچھے انتظامیہ کے کمرے تھے جبکہ اسکی بالکل مخالف سمت مقابلے کے میدان کی دوسری لوبہ کے بڑے بڑے

کھلے وسیع پتھرے بنے ہوئے تھے جن میں بھوکے شیر، چیتے، تیندوے، بھیلڑیے اور دوسرے درندے بند تھے۔ یہ وہی بھوکے درندے تھے جو اس میدان میں قیدیوں پر چھوڑ کر رومن حکمران ان قیدیوں کی بے بسی اور درندوں کے ہاتھوں ان کی چیز پھاڑ کا تماشا دیکھتے تھے۔ قیدیوں پر درندے چھوڑنے کیلئے اس میدان کے وسط میں لوہے کا ایک بہت بڑا جنگلا بنا ہوا تھا اور لوہے کی سلاخوں کا ایک راستہ اس جنگلے کو درندے کے جنگلوں سے بھی جا ملاتا تھا۔ میدان کی ان ساری چیزوں کا جائزہ لیتے لیتے یونان اور یوسا اچانک چونک پڑے اسلئے کہ اٹلی کا شہنشاہ اور ڈکلیٹر سولا اپنے اہل خانہ اور مشیروں کے ساتھ میدان میں داخل ہوا تھا۔ اسکی چھ گھوڑوں کی بگھی میدان میں داخل ہونے کے بعد شہر نشین کی طرف رکی تھی۔ یکے بعد دیگرہ وزیروں اور مشیروں کی بگھیاں بھی اندر آئیں تھیں۔ سولا اپنے اہل خانہ کے ساتھ بگھی سے اتر کر شہر نشین پر بیٹھ گیا۔ اسکے وزیر اور مشیر بھی بگھیوں سے اتر کر شہر نشین پر اسکے دائیں بائیں بیٹھ گئے تھے جبکہ ساری بگھیاں شہر نشین کی نشستوں کے پیچھے کھڑی کر دی گئی تھیں۔ اسکے بعد جن مکینڈیٹروں نے مقابلے میں حصہ لینا تھا وہ بھی بڑی تیزی سے آکر شہر نشین کے پیچھے بنی ہوئی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد انتظامیہ کے کمروں کی طرف سے مینالیوس بھاگتا ہوا آیا چلاٹنگ لگانے کے انداز میں وہ اپنی خالی نشست پر بیٹھ گیا پھر وہ یونان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یونان میرے عزیز میں مقابلے کیلئے تمہارا نام لکھوا آیا ہوں جو نہی وہ مقابلے شروع ہوں گے میرے خیال میں پہلے تمہارا ہی نام پکارا جائے گا۔ اسلئے کہ میں وہاں لکھا کے آیا ہوں کہ تم ہیٹھ آؤں آنے والے مکینڈیٹر سا لیکس سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔ جواب میں یونان نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ مینالیوس تم نے خوب کیا تم دیکھتے جانا کہ مقابلے کے اس میدان میں میں سا لیکس کا کیا حشر کر رہا ہوں۔ یونان کے ان الفاظ پر مینالیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سنو یونان تمہاری کارگزاری کی طرح تمہاری باتیں بھی خوب ہیں۔ میرے خیال میں آج کا مقابلہ دیکھ کر اٹلی کا حکمران سولا ہی نہیں یہاں جمع ہونے والے سارے تماشا بین بھی دنگ رہ جائیں گے۔ جس وقت مقابلے کے میدان میں سا لیکس اوندھا پڑا ہو گا اور اسکی لاش خون میں لت پت ترپ رہی ہوگی۔ مینالیوس کی اس گفتگو کے جواب میں یونان کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سولا کی ہدایت پر یونان اور سا لیکس کا نام

کار لگایا اور ان کے مقابلے کے میدان میں اترنے کو کہا گیا تھا۔

خول کے علاوہ سر پر فولادی خود ڈال رکھا ہے ایسا ہی لباس تو بھی پہن لے اس پر یونان کمال جرات مندی کا اظہار کرتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

اے بادشاہ ایسا لباس تو ان لوگوں کو پہننے کی ضرورت ہے جو جنگ میں ہار جانے کا خدشہ محسوس کرتے ہیں میں تو اس لوہے کے لباس کے بغیر ہی اس سانکس کا مقابلہ کروں گا اور ثابت کر دوں گا کہ لوہے کا لباس قوت کے طوفان اور تجربے کی آندھی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ سولا پھر بولا اور تعجب سے کہنے لگا چلو یوں ہی سہی پر تو تلوار اور ڈھال کی ضرورت تو محسوس کرے یونان پھر کہنے لگا۔

میرے پاس اپنی تلوار ہے ہاں اس مقابلے میں حصہ لینے کیلئے مجھے ڈھال ضرور مہیا کر دی جائے سولا نے اشارے سے اپنے ایک مشیر کو بلایا اور اس نے یونان کو ڈھال مہیا کرنے کا حکم دیا جس پر وہ مشیر بھاگا بھاگا گیا اور جھکتی ہوئی ایک دھبے کی ڈھال اس نے یونان کو پیش کر دی یونان نے وہ ڈھال سنبھال لی اپنی تلوار بھی اس نے بے نیام کر لی پھر سولا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا کیا مقابلے کی ابتداء نہیں کرائی جائے گی یونان کے اس استفسار پر سولا ہلکے ہلکے مسکرایا اپنے اسی مشیر کو اس نے پھر بلایا جس نے یونان کو ڈھال مہیا کی تھی اسے کوئی مخصوص اشارہ کیا جسکے جواب میں وہ مشیر یونان اور سانکس کو لے کر میدان کے وسط میں چلا گیا تھا پھر دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ مشیر کہنے لگا میں اب میدان سے باہر جاتا ہوں تم دونوں مقابلے کی ابتداء کر سکتے ہو اسکے ساتھ ہی سولا کا وہ مشیر مقابلے کے میدان سے بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

اس مشیر کے جانے کے بعد سانکس یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے اجنبی نوجوان تو نے ذرہ جوش اور کندھوں کے آہنی خول نہ پہن کر نہ صرف اپنی ذات پر ظلم کیا ہے بلکہ میری بھی بدنامی اور کتہری کا باعث بنے گا لگتا ہے تو اپنے گھرواؤں سے تالاں ہے یا پھر زندگی سے ہزار ہے جو اس موت کے میدان میں خود کشی پر آمادہ ہے دیکھ اب بھی میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دفاع کیلئے تو یہ چیزیں پہن لے اگر اسی حالت میں تو میرے ہاتھوں مارا گیا تو لوگ میری فتح مندی کو اہمیت نہیں دیں گے وہ کہیں گے کہ ایک طرف میں لوہے میں غرق تھا دوسری طرف میرا مقابل کچھ بھی پہنے ہوئے نہیں تھا اس طرح تمہارے خلاف میری فتح مندی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی۔ اب بھی وقت ہے جا جا آہنی چیزیں میں پہنے ہوا ہوں تو بھی پہن لے جواب میں یونان کہنے لگا دیکھ سانکس تو مقابلے کی ابتداء کر جب میری تلوار برے

اس پکار کے جواب میں یونان اور سانکس دونوں اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کر میدان میں داخل ہوتے کیلئے آگے بڑھے تھے اتنے میں دو شاہی ہرکارے بھاگتے ہوئے آئے اور یونان اور سانکس کو پکڑ کر انہوں نے اس شہر نشین کے سامنے لا کھڑا کیا تھا جس پر اٹلی کا ڈکٹیٹر سولا بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک سولا بڑے غور سے یونان کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے نوجوان تم اپنے قد کاٹھ اور جسمانی ساخت سے خوب لگتے ہو مجھے تمہارا نام یونان بتایا گیا ہے اور ان سرزمینوں میں تم اجنبی دکھائی دیتے ہو تمہارا لباس تمہارا حلیہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تمہارا تعلق اٹلی سے نہیں اس پر یونان بولا اور سولا کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ تمہارا اندازہ درست ہے میں ایشیائی باشندہ ہوں گذشتہ کئی ماہ سے میں نے روم شہر کی ایک شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے مجھے بھی ان مقابلوں میں حصہ لینے کا شوق ہوا جب میں نے اسکے متعلق استفسار کیا تو پتہ چل کہ سانکس نام کا یہ کھڈیٹر ان مقابلوں میں ایک عرصے سے غالب آتا رہا ہے لہذا میں نے اسی سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی ہے اس پر سولا پریشان کن سے انداز میں یونان کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی نوجوان اگر تو مقابلے کے اس میدان میں سانکس کے ہاتھوں مارا گیا تب؟ جواب میں یونان فوراً بولا اور کہنے لگا اگر یہ سانکس میرے ہاتھوں مارا گیا تب۔ سولا نے مسکراتے ہوئے کہا سانکس اور اس قسم کے کھڈیٹر تو اس میدان میں مقابلے کرنے کے عادی ہیں یہ لوگ زخمی بھی ہوتے رہے ہیں اور اگر کچھ کی آپس میں عداوت اور دشمنی ہو تو وہ ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے بھی جاتے ہیں لیکن تم اس میدان کی روایات اسکے مقابلوں اور اسکے طور طریقوں سے بالکل نا آشنا ہو اور پھر شاید تم اتنا تجربہ بھی نہیں رکھتے ہو گے جتنا سانکس یا دوسرے کھڈیٹر رکھتے ہیں اس پر یونان بڑی خوبصورتی سے سولا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ اس میدان میں کون نمارت رکھتا ہے یہ تو اس میدان میں مقابلہ شروع ہونے کے بعد ہی پتہ چلے گا پس آپ میرے اور سانکس کے درمیان مقابلہ شروع کرانے کا اعلان کیجئے پھر دیکھئے اونٹ کس کھڈیٹر سے۔ سولا یونان کی اس گفتگو سے بڑا متاثر دکھائی دے رہا تھا پھر وہ کہنے لگا دیکھ نوجوان اگر تو مقابلے کی ٹھان ہی چکا ہے تو پھر تو نے جو یہ کھلی عداوت اور سر پہ خوبصورت رومال باندھ رکھا ہے اسے اتار دے اور جس طرح سانکس نے لوہے کی ذرہ جوش اور کندھوں کے

گی تو تجھے خود احساس ہو جائے گا یہ آہنی چیزیں جو تو نے پہن رکھی ہیں میری تلوار کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔

سائنکس بڑی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا دیکھ اجنبی اگر تو اپنی زندگی سے تنگ ہی ہے تو یوں ہی سہی میرا کیا ہے پر ایک بات میں تم پر واضح کر دوں کہ میں تو فتح مندی اور کامیابی کا پیغامبر ہوں گو تو باتیں بہت بڑھ چڑھ کے کر رہا ہے لیکن جب میں تم پر سلگتی ریت کے صحراء رات کی تنہائی و ظلمت شب کی سیاہی کی طرح حسد آور ہوں گا تو تم پر کسی زخم گر کی طرح ضربیں لگاؤں گا اور تیری حالت موسموں کے لمحوں میں زردائی ہوئی رتوں کی سی کروں گا دیکھ اجنبی اب بھی وقت ہے تو اس مقابلے سے دست بردار ہو جا چکے سے اپنی تلوار نیام میں کر لے ڈھال واپس کر۔ جا اور میدان سے نکل جا ورنہ جب میں صحراء کی پیاس دن کی اذیت کی شدت اور اجاڑ رات کی قیامت خیز تباہی بن کر تم پر حملہ آور ہوں گا تو تمہیں اپنے سامنے موت اور مرگ کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔

یونان سائنکس کی اس گفتگو اور لاف زنی کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ سائنکس تجھے باتیں بنانا اچھی آتی ہیں لیکن جب تو عملی طور پر میرا سامنا کرے گا تو تو اپنے آپ کو اس ساری گفتگو اور باتوں کا الٹ پائے گا۔ دیکھ تو میرے خلاف کیسی قیامت خیز تباہی کھڑی کرے گا یہ بھی تھوڑی دیر تک پتہ چل جاتا ہے پر میں تم سے ایک بات ضرور کہتا ہوں جب تو میری تلوار کا سامنا کرے گا تو ازل تا ابد بے زنجیر لحوں کی بیکراں خاموشیوں اور سنسان سناٹوں کا شکار ہو کر رہ جائے گا میری تلوار تجھے حوادث کے طوفانوں پر محیط اور بسیط ہوتی ہوئی دکھائی دے گی دیکھ سائنکس میں تو قانون قدرت کا ایک خادم ہوں جب تیرا سامنا کروں گا تو میں تجھ پر زرد ہواؤں کا اندھا جھونکا بد بختی کی سیاہ مسافت، عداوتوں نفرتوں کا طوفان طاری کروں گا اور خود کو تو جبر مشیت کی پتلی میں پتے ذروں اور بیکراں فاصلوں کی سنگین مجبوری محسوس کر رہا ہو گا وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل مجھ پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر۔ پھر دیکھ آج کے دن اس میدان میں فتح مندی اور کامیابی کس کا ساتھ دیتی ہے۔

یونان کی اس گفتگو سے سائنکس بڑی طرح سنج پا ہو گیا تھا اپنی ڈھال اپنے بائیں ہاتھ وہ خوب لہراتے ہوئے اپنے سامنے لایا پھر تلوار پر گرفت مضبوط کی اور ہولناک انداز میں وہ یونان پر حملہ آور ہوا تھا لیکن سائنکس کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی اسلئے کہ اس نے دیکھا یونان نے اس کے اس حملے کو کوئی اہمیت نہ دی تھی

بڑی آسانی سے اس نے سائنکس کا دار اپنی ڈھال پر لیا اور پھر اس نے جو جوابی حملہ کیا تو اسکے جوابی حملے سے یونان کی تلوار سائنکس کی ڈھال پر کچھ اس طاقت اور قوت سے گری تھی کہ سائنکس کا ڈھال والا ہاتھ بری طرح کانپ اور لرز کر رہ گیا تھا سائنکس کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اسکی ڈھال پر تلوار کی ضرب نہیں لگی بلکہ کسی نے بہت بڑا نوکدار پتھر اٹھا کر پوری قوت سے اسکی ڈھال پر دے مارا ہو یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سائنکس کے چہرے پر کچھ کچھ پریشانی اور فکر مندی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔

اسکے بعد گویا یونان پر جنون اور سودا سوار ہو گیا تھا لگاتار بڑی تیزی اور برق رفتاری سے اس نے سائنکس پر اپنی تلوار کی ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یونان کی ضربوں سے ایسا محسوس ہر رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر سائنکس کی ڈھال پر ہی ضربیں لگا رہا ہو اور اسکے جسم کے کسی حصے کو اپنی تلوار کا نشانہ نہ بنانا چاہتا ہو میدان کے باہر بیٹھی ہوئی یوسا یونان کے حملہ آور ہونے کے اس انداز کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی سائنکس یونان کے ان حملوں سے بڑا فکر مند دکھائی دے رہا تھا وہ بار بار کوشش کرتا کہ جوابی حملہ کر کے یونان کو تیز حملے کرنے سے روک دے لیکن ہر بار وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہی رہا اس موقع پر سائنکس خود ہی محسوس کر چکا تھا کہ یونان جان بوجھ کر شاید صرف اسکی ڈھال پر ہی ضربیں لگا کر اسے ڈرا دھمکا رہا ہے اسے زخمی نہیں کرنا چاہتا ایک بار اس نے پوری مہارت اور جرات مندی سے کام لیتے ہوئے یونان کے شانے کا نشانہ لیتے ہوئے اپنی تلوار گرانہ چاہی لیکن یونان ایسی پھرتی ایسی خونخواری سے حرکت میں آیا کہ تلوار اس نے ڈرا خم دے کر جو سائنکس کی تلوار پر ماری تو سائنکس کی تلوار دسٹے کے قریب سے کٹ کر دو ٹکڑوں میں ہو گئی تھی پھل ایک چھناکے کے ساتھ زمین پر گر گیا تھا اور تلوار کا دستہ سائنکس کے ہاتھ میں پکڑا رہ گیا تھا جسے وہ بڑی پریشانی بڑے دکھ اور فکر مندی سے دیکھتا رہ گیا تھا سائنکس کی تلوار کٹ جانے کے بعد یونان نے مسکراتے ہوئے سائنکس سے کہا۔

سائنکس تجھے اپنے لمبے اور سیدھے پھل کی تلوار پر بڑا گھمنڈ بڑا ناز تھا پر میری ترچھی تلوار کا بھی کمال دیکھا کہ لحوں کے اندر تیری تلوار کو کاٹ کر رکھ دیا اب میں چاہوں تو تیری گردن پر ایسا وار کروں کہ تیری تلوار کی طرح تیرے جسم کو بھی دو حصوں میں کاٹ کر رکھ دوں پر میں تم بھگتیشروں کی طرح ظالم اور جاہل اور وحشت

و برصیت کا عادی انسان نہیں ہوں اب تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ مقابلے کو جاری رکھنا چاہتا ہے یا اپنی شکست کو تسلیم کرتا ہے اگر تو مقابلہ جاری رکھنا چاہتا ہے تو جا میدان سے باہر اپنے حکمرانوں سے نئی تلوار لے آ۔ اس وقت تک میں یہاں کھڑا رہ کر تیرا انتظام کرتا ہوں تاکہ تو لوٹے اور پھر مقابلے کی ابتداء کرے اور اگر تو شکست تسلیم کرنے پر آمادہ ہے تو پھر بھی جا کر اپنے حکام سے کہہ دے کہ تو اس مقابلے میں ہار چکا ہے اور اگر تو نے کسی دھوکے کسی فریب سے کام لے کر اپنی شکست کو فتح مندی میں تبدیل کرنا چاہا تو پھر یاد رکھنا کہ جب میری تلوار تمہارے شانے پر گرے گی تو تمہارے شانے پر چڑھے خول اور تمہارے جسم پر چمکتی ہوئی زرہ تمہاری کوئی مدافعت نہ کر سکے گی اور میری تلوار تمہیں شانے سے لے کر تمہاری رانوں تک چیرتی ہوئی نکل جائے گی دیکھ تو عقلمند بن ایسے لمحے کو دعوت نہ دے کہ میرے ہاتھوں تو مرے اور تیری لاش اسی میدان میں خون میں لت پت پڑی ہوئی ہو۔ یونان کی یہ سنگتوں سن کر سائنکس کانپ سا گیا تھا۔ پھر وہ ہاتھ میں پکڑا ہوا تلوار کا کٹا دستہ ایک طرف پھینک کر کہنے لگا حیرے ساتھ تھوڑی دیر کے اس مقابلے میں مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا لہذا میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں اس پر یونان پھر بولا جا میدان سے نکل اور اپنے حکما کو اپنی شکست کی خبر کر اسکے ساتھ ہی سائنکس چپ چاپ گردن جھکائے شہر نشین کی طرف چل دیا تھا اسکے پیچھے پیچھے یونان بھی میدان سے باہر جا رہا تھا۔

یونان جب شہر نشین کے قریب گیا تو شاید سا کس پہلے ہی سولا کو اپنی شکست اور ہار کی اطلاع دے چکا تھا لہذا یونان جب شہر نشین کے قریب گیا تو سولا اسے حیرت انگیز انداز میں دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے اجنبی تو کمال کا انسان ہے جو باتیں تو نے مقابلہ شروع ہونے سے پہلے مجھ سے کہیں وہ تو نے سچ کر دکھائیں یہ سائنکس روم میں بلا کا تیغ زن خیال کیا جاتا رہا ہے اور بڑے بڑے تیغ زن بڑے بڑے کلیڈیٹروں اس کا مقابلہ کرنے سے کتراتے ہیں تو ایسا عجیب اور انوکھا جوان ہے کہ تو نے لمحوں کے اندر اس سائنکس کی تلوار کو کاٹ کر اسکو اپنے سامنے ہار ماننے پر مجبور کر دیا۔ میں تیرے کمال فن اور تیری جنگی مہارت اور تیرے تجربے کی داد دیتا ہوں دیکھ اجنبی تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے اس مقابلے کے جتنے پر اور اپنی اس فتح مندی پر مانگ تو کیا مانگتا ہے جواب میں یونان کہنے لگا۔

اے بادشاہ اس مقابلے میں میں نے کسی نفع مندی اور کسی لالچ کے تحت حصہ

نہیں لیا مجھے ایک شوق ایک جستجو تھی دیکھوں رومن کلیڈیٹروں تیغ لٹی اور جنگجوئی میں کس قدر تجربہ اور کس قدر مہارت رکھتے ہیں بس میں نے جو اندازہ لگنا تھا لگا لیا اس پر سولا پھر بولا اور پوچھنے لگا کیا تو روم کے کلیڈیٹروں میں داخل ہونا پسند کرے گا یونان نے فوراً کہا نہیں بادشاہ میں ایسا نہیں چاہتا سولا نے پھر پوچھا کیا تو ایسا اونچا عمدہ قبول کرے گا جس میں تیری عزت تیرا احترام تیری حکمرانی دو چند ہو جائے یونان نے پھر نفی میں سر ہلایا نہیں بادشاہ نہیں میں کوئی عمدہ بھی نہیں چاہتا اس پر سولا نے عجیب سی حیرت اور پریشانی میں پوچھا۔

اے اجنبی تو کیا نوجوان ہے۔ روم کے نوجوان تو کلیڈیٹروں کے گروہ میں داخل ہونا اپنے لئے قابل فخر خیال کرتے ہیں اور اگر کسی کو کسی ایسے عمدے کی پیش کش کی جائے جس میں اس کی حکمرانی جس میں اس کی عزت بڑھنے کی امید ہو تو لوگ تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں تو کیا انسان ہے ہر عمدے ہر منفعت میں کوئی دلچسپی ہی نہیں رکھتا یونان نے مسکراتے ہوئے کہا اے بادشاہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں نے یہ مقابلہ کسی لالچ یا کسی منفعت کی بناء پر نہیں جیتا۔ بس اب جبکہ میں مقابلہ جیت چکا ہوں تو بات ختم ہوئی سولا نے غور سے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا اے نوجوان تو نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ یونان عاجزی میں کہنے لگا اے بادشاہ میں نے روم شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے سولا نے پھر تیز نگاہوں سے یونان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تو پسند کرے گا اور چاہے گا کہ اس سرائے سے نکل کر میرے شاہی محل میں قیام کرے میرا مشیر بن کر رہے میرے ساتھ چلے پھرے گھومے پھرے اور لوگوں میں تیری خوب وقعت اور عزت ہو یونان پھر بولا۔

نہیں بادشاہ میں اسی سرائے میں ہی قیام رکھنا چاہتا ہوں ہاں اگر آپ کی اجازت ہو تو کبھی کبھی میں آپ سے مل لیا کروں اور ان مقابلوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ ان مقابلوں کو دیکھ بھی سکوں جواب میں سولا بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا اے نوجوان تیرے جیسا عجیب تیرے جیسا انوکھا انسان میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔ بہر حال جب تیری خواہش یہی ہے کہ سرائے میں قیام رکھے تو تو وہیں رہ لیکن تو جب چاہے مجھ سے ملاقات کر سکتا ہے جب تیری مرضی ہو تو ان مقابلوں میں حصہ لے سکتا ہے اور تو جب چاہے اس میدان میں داخل ہو کر ان مقابلوں سے محفوظ ہو سکتا ہے اسکے علاوہ میں تمہیں یہ بھی کہوں کہ جب کبھی بھی

ہوئے کہنے لگا تم لوگ اپنے نقطہ نظر سے سوچتے ہو میرا اپنا نقطہ نظر ہے میں مینالیوس کی سرائے میں رہتے ہوئے بھی تم لوگوں کیلئے بہت کچھ کر سکتا ہوں اسکے لئے مجھے سولا کی طرف سے کسی عہدے کے قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے پیڈیوس اور مارک انتھونی شاید اس طرح کی گفتگو وہاں کھڑے رہ کر نہیں کرنا چاہتے تھے لہذا مارک انتھونی بولا اور کہنے لگا چلو سرائے میں چلتے ہیں وہیں بیٹھ کر گفتگو کریں گے یونان نے مارک انتھونی کے ان خیالات سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں وہاں بیوی مینالیوس پیڈیوس مارک انتھونی کے ساتھ سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

○

اس دوران تک ایران میں بھی ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا وہ یہ کہ اشکانیوں کا حکمران اشک نہم اچانک فوت ہو گیا اور اسکی جگہ ایک شخص سنزوک اشک دہم کے نام سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا کچھ مورخ اسے اشک نہم کا بھائی اور بعض اسے اشک ششم کا بھائی ظاہر کرتے ہیں لیکن زیادہ مورخین کا کہنا ہے کہ یہ ایک اشکانی شہزادہ تھا جس زمانے میں اشکانی حکمران کو سکائیوں کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی سنزوک سکائیوں کے ہاتھوں اسیر ہو گیا تھا اور طویل عرصے تک اسے رہائی حاصل نہ ہو سکی تھی آخر سکائیوں نے ہی اسے اشکانی تاج و تخت حاصل کرنے میں مدد کی وہ اس طرح کہ جب اشک نہم فوت ہو گیا تو سکائیوں نے اسے ایک لشکر دے کر اشکانی مرکزی شہر دارا کی طرف روانہ کیا تاکہ یہ اشکانیوں کا تاج و تخت حاصل کر سکے سکائیوں نے ایسا اسلئے کیا تاکہ حکمران بن کر اشک دہم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس لشکر کے ساتھ سنزوک اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر دارا کی طرف بڑھا لوگ چونکہ پہلے ہی اسے پسند کرتے تھے لہذا جنگ کی نوبت نہ آئی اور لوگوں نے اسے اپنا حکمران تسلیم کر لیا اور اس طرح یہ سنزوک اشک دہم کی حیثیت سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

اشک دہم نے جب اشکانیوں کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اس وقت اشکانی حکومت مختلف خطرات میں گھری ہوئی تھی اسکے لئے سب سے بڑا اور پہلا خطرہ آر مینیا کا بادشاہ ٹیگرئس تھا جسکا سر سرداد ششم ہو پائس کا بادشاہ تھا وہ بھی اسکے ساتھ تھا اور ہر حال میں وہ ٹیگرئس کی مدد اور حمایت کرتا تھا دوسری طرف ٹیگرئس خود بھی جنگجو اور بہادر شخص تھا اس نے آر مینیا کے آس پاس کے علاقے فتح کر کے آر مینیا میں شامل کئے اسکے بعد آر مینیا کی سب سے بڑی نواحی سلطنت کے بادشاہ

سرائے میں قیام کے دوران تو نقدی یا کسی دوسری شے کی ضرورت محسوس کرے تو بے دھڑک میرے پاس آئیں تیری ہر ضرورت ہر خواہش کا احترام کروں گا۔ اب تو اپنی نشست پر جا کر بیٹھ جا تاکہ دوسرے مقابلے شروع ہوں اس پر سائیکس اور یونان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے اسکے بعد دوسرے کلڈیٹروں کے مقابلے شروع ہو گئے تھے۔

جب یہ مقابلے ختم ہوئے اور لوگ اس میدان سے باہر نکلے گئے تو یونان اور پیوسا اور مینالیوس بھی باہر آئے جونہی وہ اس مقابلے کے میدان کے دروازے سے تھوڑا سا باہر نکلے دائیں طرف سے دو شخص انکی طرف آئے جنہیں دیکھتے ہی مینالیوس یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا ان میں سے ایک پیڈیوس اور دوسرا مارک انتھونی ہے اتنی دیر تک وہ دونوں قریب آگئے تھے پہلے پیڈیوس بولا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا شاید مینالیوس نے تمہیں میرے اور میرے ساتھی کے متعلق پیسے سے بتا رکھا ہو گا میرا نام پیڈیوس ہے اور میرے ساتھی کا نام مارک انتھونی ہے یونان اس تعارف پر خوش ہوا بڑے پر جوش انداز میں اس نے باری باری پیڈیوس اور مارک انتھونی سے مصافحہ کیا اسکے بعد وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مارک انتھونی نے بولنے میں پہل کر دی اور یونان سے کہنے لگا۔

میں اور پیڈیوس اس سے پہلے تم سے ملنے کیلئے مینالیوس کی سرائے میں بھی گئے تھے لیکن افسوس ہماری ملاقات نہیں ہو سکی تھی میں اور پیڈیوس دونوں تمہارے شکر گزار ہیں کہ تم نے ہماری خواہش کا احترام کیا ہم نے مینالیوس کو یہ پیغام دیا تھا کہ تم ان مقابلوں میں ضرور حصہ لو اور یہ کہ ایسے مقابلے جیت کر تم سولا کا قرب حاصل کر سکتے ہو اور اس سے اپنے اور اپنے چاہنے والوں کیلئے بہت سے کام لے سکتے ہو۔ بہر حال مختصر یہ کہ آج کا مقابلہ جیتنے پر میں اور پیڈیوس دونوں تمہیں مبارکباد دیتے ہیں کیونکہ مقابلہ جیتنے کے بعد سولا نے تمہیں کوئی پیش کش نہیں کی اس پر یونان کہنے لگا۔

سولا نے مجھے نقدی کے علاوہ یہ بھی پیش کش کی کہ جو بھی عہدہ میں اسکی حکومت میں چاہوں مجھے مل سکتا ہے لیکن سن مارک انتھونی میں نے انکار کر دیا میں ان بکھیرتوں میں نہیں پڑنا چاہتا پیڈیوس تاسف میں کہنے لگا یہ تم نے غلطی کی یونان جو سولا نے پیش کش تمہیں کی تھی تمہیں وہ مان لینا چاہئے تھی اس طرح تم اپنے ساتھ ساتھ ہماری بہتری کے بھی بہت سے کام کر سکتے تھے اس پر یونان مسکراتے

اشکانس پر یہ ٹیگرینس حملہ آور ہوا اور اسے شکست دی اسکا خاتمہ کیا اور اسکی ساری مملکت کو بھی اس نے آرمینیا میں شامل کر لیا۔

اسکے بعد ٹیگرینس مزید حرکت میں آیا کردستان اور اشور تک اپنی سلطنت کی توسیع کی اب نینوا جیسی سرزمین بھی ٹیگرینس کے قبضے میں آگئی تھی اسکے بعد اس ٹیگرینس نے اور پر پرزے نکالے آگے بڑھتے ہوئے یہ آذربائیجان پر حملہ آور ہوا اور آذربائیجان کو بھی اس نے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

ٹیگرینس نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ وہ مزید توسیع پسندی پر اتر آیا یونانیوں کے داخلی تنازعوں سے فائدہ اٹھا کر اس نے یونانیوں کے علاقوں کینسیکیا سوریا اور فسیکیا کو بھی فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا ٹیگرینس کی ان فتوحات کی وجہ سے آرمینیا جو پہلے ایک چھوٹی سی ریاست تھی اب وسیع سلطنت بن گیا اسکے بعد اس ٹیگرینس نے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا اور اپنی تصویر بھی اس نے اپنی سلطنت کے سکوں پر کندہ کرانا شروع کر دی تھی۔

ٹیگرینس کے یوں اپنی سلطنت کو وسعت دینے اور طاقت و قوت پکڑنے کی وجہ سے اشکانیوں کی سلطنت کو کوئی اہمیت حاصل نہ رہی تھی دوسری طرف رومنوں نے جب دیکھا کہ ٹیگرینس آرمینا سے نکل کر آس پاس کے علاقوں پر بھی چھانے لگ گیا ہے اور اس نے اپنی قوت میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے تو رومن ٹیگرینس کو اپنے لئے بہت بڑا خطرہ خیال کرنے لگ گئے تھے ٹیگرینس نے چونکہ کئی یونانی علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا تھا اسلئے رومنوں کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ یونانیوں سے نکل کر ہماری سرحدوں پر نہ آوارہ ہو لہذا رومنوں نے اسکی سرکوبی کا فیصلہ کر لیا تھا اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے رومنوں کے شہنشاہ نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے جرنیل نکوروس کو اس نے اس لشکر کا سپہ سالار بنایا اور آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔

یہ حالات اشکانیوں کے حکمران اشک دہم کیلئے بھی بڑے تکلیف دہ تھے گو ماضی میں اشکانی حکمران مرداد ششم اور اسکے خسر ٹیگرینس کے ساتھ تعاون کرتا رہا تھا لیکن اب چونکہ ٹیگرینس توسیع پسندی پر اتر گیا تھا لہذا اشکانی حکمران ٹیگرینس کے ساتھ ساتھ مرداد ششم سے بھی جو پائش کا بادشاہ تھا سے بھی خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔ جب یہ خبریں پہنچیں کہ رومن پائش کے بادشاہ مرداد ششم اور آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کے خلاف حرکت میں آچکے ہیں اور ان کا لشکر اٹلی سے روانہ ہو

چکا ہے تو ان حالات میں اشک دہم نے غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا اس نے یہ عزم کیا کہ نہ وہ ٹیگرینس اور مرداد ششم کی طرف داری کرے گا نہ ہی وہ رومنوں کے ساتھ کسی حمایت اور طرفداری کا اظہار کرے گا اسلئے کہ اشک دہم کو خطرہ تھا کہ اگر رومنوں کو شکست ہوتی ہے تو ٹیگرینس اور مرداد ششم دونوں مل کر ضرور اشکانیوں کی سلطنت کو اپنے سامنے مغلوب کرنے کی کوشش کریں گے دوسری طرف اگر رومن سلطنت کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کریں گے لہذا اشک دہم نے غیر جانبدار ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

رومن جرنیل نکولوس کو اشک دہم کی یہ پالیسی قطعاً پسند نہ آئی وہ تو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ اشکانیوں کو ٹیگرینس اور مرداد ششم کی طرف بڑھ کر ان کی سرکوبی سے پہلے اس نے اشک دہم پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن جرنیل نکولوس نے اچانک اپنا رخ موڑ کر ٹیگرینس اور مرداد ششم کی طرف بڑھنے کی بجائے وہ اشکانی سلطنت کی طرف بڑھا اور اشکانی شہر بسن پر حملہ آور ہوا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا لیکن نکولوس کی بد قسمتی کہ اسکی آمد سے پہلے ہی اشکانیوں نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر بسن شہر پہنچا دیا جو شہر میں محصور رہ کر رومنوں کا مقابلہ کرنے لگا رومنوں نے جب شہر کا محاصرہ کیا تو یہ محاصرہ طویل پکڑنے لگا اس طویل محاصرے سے رومن جرنیل نکولوس تنگ آ گیا اور بسن شہر محاصرہ ترک کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

رومن جرنیل نکولوس کے یہ محاصرہ ترک کر کے پیچھے ہٹنے سے ٹیگرینس اور اسکے داماد پائش کے بادشاہ مرداد ششم نے یہ اندازہ لگا لیا کہ نکولوس کوئی خاص جنگی مہارت نہیں رکھتا جیسی وہ اشکانیوں کے شہر بسن کو فتح نہیں کر سکا لہذا مرداد ششم نے ان حالات میں رومن جرنیل نکولوس کے ساتھ ٹکرانے کا عہد کیا۔

پائش کا بادشاہ مرداد ششم آمدھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور وہ رومنوں کی طرف بڑھا کھلے میدانوں میں اس نے رومن جرنیل نکولوس کو بدترین شکست دی رومن جرنیل نکولوس نے ان دنوں پر گام شہر میں قیام کر رکھا تھا اسلئے کہ اس شہر میں پہلے سے کافی رومن آباد تھے مرداد ششم نے پہلے اس شہر سے باہر رومن لشکر کو بدترین شکست دی تھی پھر پر گام شہر پر حملہ آور ہوا یہاں جس قدر رومن اور اطالوی باشندے مقیم تھے مرداد ششم نے انکا خوب قتل عام کیا کچھ مومن خاص کا کہنا ہے کہ مرداد نے پر گام شہر میں تقریباً اسی ہزار اطالوی باشندوں کا قتل

کامیاب ہو جاتے تھے۔

جولیس سیزر اپنی بیوی کور نیلیا اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ اٹلی جانے کیلئے جب جزیرہ روڈس سے روانہ ہوا تو راستے میں کھلے سمندر کے اندر ان ہی بحری قزاقوں نے ان تینوں کو اغواء کر لیا اور ایک جزیرے کے اندر انہیں محبوس کر دیا اور انکی رہائی کیلئے انہوں نے اٹلی کی حکومت سے ایک بھاری رقم کا مطالبہ کیا اٹلی کی سینیٹ کو جب یہ خبر ہوئی کہ جولیس سیزر کو بحری قزاقوں نے گرفتار کر لیا ہے بلکہ وہ بھاری رقم معاوضے میں طلب کرتے ہیں تو انہوں نے بحری قزاقوں کو یہ رقم دے کر جولیس سیزر نوما اور کور نیلیا کو تو چھڑا لیا انہم روم کی سینیٹ نے یہ عہد کر لیا کہ ان بحری قزاقوں کی سرکوبی ضرور کی جائے گی۔

لیس سیزر اپنی بیوی کور نیلیا نوما کے ساتھ جب اٹلی میں داخل ہوا تو اس کے حمایتیوں نے اس کا بہترین استقبال کیا روم کی سینیٹ نے بھی اسکے شاندار استقبال میں کوئی کمی نہ رہنے دی روم میں داخل ہونے کے بعد جولیس سیزر سرائے میں داخل ہوا تو یونان اور یوسا سے ملا اسکے ساتھ کور نیلیا اور نوما بھی تھے جب جولیس سیزر اور یونان بغل گیر ہو کر سرائے میں ملے تو جولیس سیزر نے بڑے خلوص اور بڑی چاہت میں یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یونان میرے بھائی میرے دوست مجھے اٹلی میں داخل ہونے کے بعد پتہ چلا ہے کہ مجھے ہسپانیہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے کیا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ ہسپانیہ نہیں جاؤ گے اس پر یونان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ جولیس ہسپانیہ تمہاری منزل نہیں ہے تمہاری منزل اٹلی کا سربراہ بننا ہے اگر سینیٹ عارضی طور پر تمہیں اسپین جانے کا حکم دے دی چکی ہے تو تم اس حکم کا اتباع کرو اور ہسپانیہ چلے جاؤ میں اور یوسا دونوں ہمیں رہیں گے اور اٹلی میں رہ کر تمہارے حق میں کام کرتے رہیں گے ہماری مدد کیلئے تمہارے حمایتی پیڈیوس اور مارک انٹونی ہمیں ہیں اور ان کے ذریعے سے ہم تمہیں اٹلی کے اندر روٹنا ہونے والے پورے حالات سے آگاہ کرتے رہیں گے یونان کی اس تجویز سے جولیس سیزر نے اتفاق کیا اور چند دن روم میں رہنے کے بعد وہ اپنے بیوی کے ساتھ ہسپانیہ روانہ ہو گیا تھا جہاں کا اس کو رومن سینیٹ نے گورنر مقرر کیا تھا۔

جولیس سیزر کی ہسپانیہ روانگی کے بعد رومن سینیٹ نے اپنے بہترین جرنیل پمپی کو یہ حکم دیا کہ وہ بحری قزاقوں کے خلاف حرکت میں آئے اور سمندر میں کھل طور پر ان کا خاتمہ کر دے۔ سینیٹ کے ممبران کو خدشہ تھا کہ اگر ان بحری قزاقوں کی سرکوبی نہ کی گئی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ طاقت اور قوت پکڑ جائیں گے اور سمندری سفر کو یہ پر خطر بنا کر رکھ

عام کیا اس کے بعد مرواد ششم اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لے آیا اور اس کے ذریعے سے اس نے رومن مفاد کو بری طرح نقصان پہنچایا۔

رومن شہنشاہ سولا کو جب اپنے جرنیل نکولس کی شکست اور ان گنت اطالوی باشندوں کے قتل عام کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جہاز تیار کیا وہ خود اس لشکر کو لیکر مرواد ششم کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوا دوسری طرف مرواد کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ سولا ایک جہاز لشکر لے کر اسکی طرف بڑھ رہا ہے لہذا اس کا مقابلہ کرنے کیلئے مرواد نے تقریباً ایک لاکھ کا لشکر تیار کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ سولا اور پاتش کے بادشاہ مرواد ششم کے درمیان کلوتا کے مقام پر ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں رومنوں نے انتہائی نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا جسکے باعث مرواد ششم کو اس جنگ میں بدترین شکست ہوئی۔ آخر ان شرائط پر مرواد ششم اور رومن شہنشاہ سولا کے درمیان صلح ہو گئی کہ مرواد ششم تادان جنگ ادا کرے اور ستر کشتیاں بھی تادان جنگ کے طور پر رومنوں کے حوالے کر دے مرواد ششم نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور اس طرح رومنوں اور مرواد کے درمیان صلح ہو گئی اور سولا ایک فاتح کی حیثیت سے اپنا لشکر لے کر واپس اٹلی چلا گیا تھا۔

ان فتوحات کے بعد رومن شہنشاہ سولا کو چند دن زندہ رہنا ہی نصیب ہوا اور آخر ایک بیماری میں مبتلا ہو کر چل بسا سولا کی موت کے بعد اٹلی کے افق پر تین بڑے جرنیل نمودار ہوئے تھے ایک پمپی دوسرا جولیس سیزر اور تیسرا کرسس جبکہ پیڈیوس اور مارک انٹونی چھوٹے جرنیلوں میں شمار کئے جاتے تھے اور یہ دونوں ہی جولیس سیزر کے حامی تھے سولا کی موت کے بعد اٹلی روم نے جولیس سیزر کو جزیرہ روڈس سے واپس بلا لیا اسلئے کہ جولیس سیزر اپنی بیوی کور نیلیا کے ساتھ صرف سولا ہی کے خوف سے بھاگا تھا اب جبکہ سولا مر چکا تھا لہذا جب رومن سینیٹ نے جولیس سیزر کو واپس آنے کیلئے پیغام بھیجا تو جولیس سیزر فوراً اپنی بیوی کور نیلیا اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ اٹلی واپس آنے کیلئے جزیرہ روڈس سے روانہ ہوا۔

بد قسمتی سے سولا کے دور حکومت میں اٹلی کے آس پاس کے سمندر میں قزاقوں نے خوب زور پکڑ لیا تھا۔ یہ نہ صرف تجارتی جہازوں کو لوٹنے بلکہ اٹلی فرانس اسپین سوئٹزر لینڈ اور ہندوستان کے رؤسا نے اپنے ذاتی جہاز تیار کر لئے تھے اور جب یہ ان جہازوں میں سفر کرتے تو یہ بحری قزاق انہیں بھی لوٹ لیا کرتے تھے اس طرح ان بحری قزاقوں نے نہ صرف یہ کہ بے شمار دولت جمع کر لی تھی بلکہ انہوں نے سمندر کے اندر قوت بھی پکڑ لی تھی چھوٹے موٹے بحری بیڑے کو یہ کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے تھے بلکہ اسے مار بھگانے میں

اسی دوران ایک ایسا حادثہ نمودار ہوا جو رومن جرنیل پمپی اور اشکانی حکمران اشک یاز دہم کیلئے بڑا سودمند ثابت ہوا اور وہ یہ کہ آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرئس کا ایک بیٹا اس سے باغی ہو کر اشکانی سلطنت کی طرف بھاگا اشک یاز دہم کی خدمت میں وہ حاضر ہوا اور سیاسی پناہ اس نے طلب کی یاز دہم نے آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرئس کے باغی بیٹے کو اپنے ہاں پناہ دے دی۔

اب رومن جرنیل پمپی اور اشکانیوں کے شہنشاہ اشک یاز دہم کے درمیان یہ طے پایا کہ پمپی پاتش کے بادشاہ مرداد ششم کا رخ کرے گا اور اسے شکست دے کر اپنی شرائط منوانے پر رضامند کرے گا جبکہ دوسری طرف پمپی نے اشک یاز دہم سے یہ کہہ کر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے کوچ کر کے آرمینیا کے حکمران ٹیگرئس کی طرف بڑھے اور اسے شکست دینے کی کوشش کرے تاکہ بیک وقت مرداد ششم اور اسکے خسر آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرئس کو شکستیں دے کر ان علاقوں میں امن و سکون بحال کیا جائے۔

ٹیگرئس کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے اشکانیوں کا بادشاہ اشک یاز دہم اپنے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر دارا سے روانہ ہوا اس نے ٹیگرئس کے باغی بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا جب اشک یاز دہم آرمینیا کی سلطنت میں داخل ہوا تو آرمینیا میں جو ٹیگرئس کے باغی بیٹے کے حمایتی تھے وہ بھی اشک یاز دہم کے ساتھ آن طے اس پر ٹیگرئس کو یہ یقین ہو گیا کہ اب جبکہ اس کے ملک کے سارے باغی اسکے بیٹے کے ساتھ جاے ہیں لہذا اگر وہ اشک یاز دہم اور اپنے باغی بیٹے کا مقابلہ کرے گا تو اسے ضرور شکست ہوگی لہذا جب اشک یاز دہم ٹیگرئس کے باغی بیٹے کے ساتھ آرمینیا کے مرکزی شہر ارٹاداسہ کے قریب پہنچا تو آرمینیا کا شہنشاہ ٹیگرئس اپنے مرکزی شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اور قریبی پہاڑوں کے اندر اس نے پناہ لے لی تھی۔

ٹیگرئس کے اس طرح بھاگ جانے کے بعد اشک یاز دہم کو یہ یقین ہو گیا کہ ٹیگرئس اب لوٹ کر نہیں آئے گا لہذا اس نے آرمینیا کے مرکزی شہر ارٹاداسہ میں ٹیگرئس کے باغی بیٹے کو اسکے لشکر کے ساتھ چھوڑا خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ آذربائیجان کی طرف بڑھا تاکہ رومن جرنیل پمپی اور اسکے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اسکے تحت وہ آذربائیجان اور کارڈوین کے علاقوں پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کر لے سب سے پہلے اشک یاز دہم کا مقابلہ نہ کر سکا لہذا آذربائیجان پر اشک یاز دہم نے قبضہ کر کے اسے اشکانی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اب اشک یاز دہم کارڈوین کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کیلئے تیاریاں کرنے لگا تھا۔

دین گے۔

سینیٹ کے حکم پر پمپی رومن بحری بیڑے کے ساتھ فوراً حرکت میں آیا اپنے بحری بیڑے کو اس نے تیرہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا ہر حصے پر اس نے ایک کماندار مقرر کیا اور اس طرح اس نے سمندر میں ہر طرف انہیں پھیلا دیا اور حکم دیا کہ جہاں کہیں بھی بحری قذاقوں کے جہاز نظر آئیں ان پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے اس طرح پمپی کے بحری بیڑے کے یہ تیرہ حصے چند ماہ تک سمندر کے اندر بحری قذاقوں کے خلاف جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ پمپی سارے ہی بحری قذاقوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

کامیابی کے ساتھ بحری قذاقوں کا خاتمہ کرنے کی وجہ سے پمپی کو بڑی شہرت اور عزت ملی سب اس کا احترام کرنے لگے اور اسکو اپنا عظیم جرنیل تسلیم کرنے لگے رومن سینیٹ کیلئے بحری قذاقوں کی شاندار اور کامیاب سرکوبی پر پمپی کی بے حد تکریم ہوئی پمپی کی خوش قسمتی کہ ان دنوں مشرق میں اچانک حالات خراب ہو گئے پاتش کا بادشاہ مرداد ششم اور آرمینیا کا بادشاہ ٹیگرئس جو مرداد ششم کا خسر بھی تھا وہ پھیروانی اور رومن مقبوضہ جات پر شب خون مارتے ہوئے خوب لوٹ مار کا بازار گرم کرنے لگے تھے رومن سینیٹ کو جب یہ خبریں ملیں تو اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کیلئے رومن سینیٹ کی نگاہیں پھر اپنے جرنیل پمپی پر جم گئی تھیں لہذا پمپی کو ایک بہترین لشکر مہیا کیا گیا اور سینیٹ کی طرف سے اسے حکم ملا کہ وہ اس لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف کوچ کرے آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرئس اور پاتش کے بادشاہ مرداد ششم کے خلاف حرکت میں آئے انکی سرکوبی کرے اور رومن اور یونانی مقبوضہ جات کی اسکے ہاتھوں حفاظت کا سامان کرے یہ حکم ملتے ہی پمپی جو لشکر اسے مہیا کیا گیا تھا اسے لے کر مشرق کی طرف روانہ ہوا۔

اس دوران تک اشکانیوں کا بادشاہ اشک دہم فوت ہو چکا تھا اور اسکی جگہ اسکے بعد اس کا بیٹا فراد سوم اشک یاز دہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا تھا رومن جرنیل پمپی جب اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں داخل ہوا تو اس نے اپنے قاصد اشکانیوں کے شہنشاہ اشک یاز دہم کی طرف روانہ کئے جنہوں نے اسے پمپی کا پیغام دیا کہ اگر وہ آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرئس کے خلاف رومنوں سے اتحاد کرے گا تو اشکانیوں کے وہ سارے علاقے جو ماضی میں ٹیگرئس نے حملہ آور ہو کر اپنی سلطنت میں شامل کر لئے تھے وہ اشکانیوں کو واپس کر دیئے جائیں گے اشک یاز دہم نے رومن جرنیل پمپی کی اس پیش کش کو فوراً قبول کر لیا تھا۔

دوسری طرف آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرئس کو جب یہ خبر ہوئی کہ اشکانوں کا بادشاہ اشک یاز دہم اسکے باقی بیٹے کو اسکے مرکزی شہر ارداسہ میں چھوڑ کر خود آذربائیجان کی طرف چلا گیا ہے تو وہ اپنے کو ہستی سلسلوں کی گھات میں سے اپنے لشکر کے ساتھ باہر نکل آیا اپنے باقی بیٹے پر اس نے حملہ کیا جسکی تاب اسکا بیٹا نہ لاسکا اور بھاگ کر کہیں روپوش ہو گیا اس طرح اشک یاز دہم کے آذربائیجان کی طرف جانے کے بعد ٹیگرئس پھر آرمینیا کی سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

دوسری طرف رومن جرنیل پمپی پاتش کے بادشاہ مرواد ششم کی طرف بڑھا مرواد ششم کے مرکزی شہر پاتش سے باہر مرواد ششم اور پمپی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں شروع شروع میں مرواد ششم کا پلہ بھاری تھا لیکن جنگ طول پکڑتی گئی تو رومن جنگی تربیت اور نظم و ضبط کے سامنے مرواد ششم کی پیش نہ گئی اور جونہی جنگ مزید طول پکڑنے لگی اسکے لشکر کی صفوں میں ابتری اور بد نظمی پھیلنا شروع ہو گئی تھی جس سے رومن جرنیل پمپی نے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنے لشکر کی تنظیم برقرار رکھتے ہوئے اس نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور بھیاں تک پن پیدا کر دیا تھا۔

مرواد ششم نے اپنے لشکر کو سنبھالنے کی بڑی کوشش کی لیکن اب رومنوں کے سامنے اسکے لشکر کی بد نظمی اور افرا تفری واضح طور پر دکھائی دینے لگی تھی آخر اس جنگ میں مرواد ششم کو پمپی کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنے بچے کچے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر پاتش چلا گیا تھا جبکہ رومن جرنیل پمپی اپنے لشکر کے ساتھ وہیں قیام کر کے حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

اپنے مرکزی شہر پاتش واپس آنے کے بعد مرواد ششم نے بڑے زور و شور سے جنگ کی تیاریاں کرنی شروع کر دی تھیں بہت جلد اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اور اس لشکر کے ساتھ اس نے ارادہ کیا کہ وہ گمنام راستوں سے ہوتا ہوا اٹلی کی طرف جائے گا اور اٹلی پر ایسا زور دار حملہ کرے گا کہ رومنوں کا خوب قتل عام کرے گا جسے سن کر پمپی کو اسکی سرزمین سے ہر حال میں نکلنا پڑے گا لیکن مرواد ششم کا ایک بیٹا جس کا نام فارنیش تھا اس نے مرواد کے اس مجنونانہ فیصلے کی مخالفت کی جب مرواد ششم اٹلی پر اپنے حملہ آور ہونے سے باز نہ آیا تو اسکے بیٹے فارنیش نے اپنے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا لشکر کے اکثر حصے نے مرواد کے بیٹے فارنیش کا ساتھ دیا دوسری طرف مرواد کو جب یہ خبر ہوئی کہ اسکے زیادہ تر لشکر اب تک بیٹے فارنیش کے ساتھ ہیں اور اس طرح وہ اپنے اٹلی پر حملہ کرنے کے ارادے کی تکمیل نہیں کر سکے گا تو اس نے اپنے بیٹے کو روک دیا۔

اور وہ یہ کہ سب سے پہلے اس نے اپنے خاندان کے ایک ایک فرد کو ڈھر دے کر ہلاک کر دیا پھر ذہر کا پیالہ پی کر اپنے آپ کو بھی اس نے موت کے گھٹ اتار دیا اس طرح رومنوں کا ایک طاقتور حریف اسکے سامنے سے آپ ہی آپ ٹل گیا تھا مرواد ششم کی اس طرح موت پر نہ صرف یہ کہ پمپی اور اس کے لشکریوں نے جشن منایا بلکہ جب یہ خبر اٹلی پہنچ گئی تو اٹلی کی سینیٹ نے مرواد ششم کی موت پر تین روز تک اٹلی میں جشن منانے کا حکم دے دیا تھا۔

جس وقت مرواد ششم خود کشی کر کے اپنا خاتمہ کر چکا اس وقت اشکانوں کا بادشاہ اشک یاز دہم آذربائیجان کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کی کارروائیوں سے فارغ ہو چکا تھا لہذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے آرمینیا کی طرف بڑھا ٹیگرئس نے یہاں بڑی سیاست سے کام لیا اس نے آگے بڑھ کر پمپی کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس کا شاندار استقبال کیا۔ ٹیگرئس کے اس سلوک سے پمپی بے حد خوش ہوا اور ٹیگرئس سے صلح کرنے کے لئے پمپی نے چند شرائط پیش کیں جنہیں ٹیگرئس نے بلا حیل و حجت قبول کر لیا اس طرح پمپی اور ٹیگرئس میں صلح ہو گئی اس وقت تک اشک یاز دہم آذربائیجان کو اپنی سلطنت میں شامل کر چکا تھا اور اب کرنے کے بعد اب وہ دوسرے علاقے کارڈوین کی طرف بڑھا تھا تاکہ اس پر قبضہ کر کے اسے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لے لیکن پمپی نے اسے قاصد بھیج کر اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا اور ساتھ میں یہ بھی تنبیہ کی تھی کہ اگر اشک یاز دہم نے بزور قوت کارڈوین کے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کی کوشش کی تو پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اشک یاز دہم پر حملہ آور ہو جائے گا۔

اسکے بعد آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرئس اور رومن جرنیل پمپی کے درمیان اندر ہی اندر کچھڑی پکتی رہی یہاں تک کہ کارڈوین کا علاقہ پمپی نے آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرئس کے حوالے کر دیا رومن جرنیل پمپی نے اشک یاز دہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کارڈوین کا علاقہ اسے واپس کرے گا جب یہ علاقہ ٹیگرئس کو واپس دے دیا گیا تو اشک یاز دہم نے اس پر رومن جرنیل پمپی سے سخت احتجاج کیا رومن جرنیل پمپی نے اس احتجاج کو ناپسند کیا اور جواب میں اس نے اشک یاز دہم کو شہنشاہ ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے ایرانیوں کے دلوں میں رومنوں کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

رومن جرنیل پمپی اب اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا لیکن رومن سینیٹ کو بھی پمپی کے ارادوں کی خبر ہو گئی لہذا سینیٹ نے فوراً پیغام بھیج کر پمپی کو روک دیا۔

گورنر بنا کر بھیج دیا گیا جو لیس سیزر کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ ایک لشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہو اور وحشی گال قبائل جو گاہے بگاہے اپنی گھاتوں اور کمین گاہوں سے نکل کر رومن سرحدوں پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں نہ صرف انکی سرکوبی کرے بلکہ گالوں کو مار بھگائے۔ تیسرے جرنیل کولیسس کو رومن سینیٹ نے ایشیاء کے اندر اپنے مفتوحہ علاقوں کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا تھا۔

سینیٹ کا حکم پا کر پمپی فوراً ہسپانیہ روانہ ہو گیا اندر سے وہ بھسے ناخوش تھا اسلئے کہ وہ جانتا تھا کہ ہسپانیہ میں اسے جلد اور ساکت زندگی بسر کرنا پڑے گی اور اپنے لئے اسے کوئی اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے مواقع بہت ہی کم ملیں گے تاہم سینیٹ کے حکم کے اتباع کرتے ہوئے اس نے ہسپانیہ میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے حالات اپنے حق میں کرنا شروع کر دیئے تھے۔

دوسری طرف جولیوس سیزر ایک جرار لشکر لے کر شمال کی طرف بڑھا اپنے لشکر میں اس نے یونان اور یوسا کو بھی شامل کر لیا تھا اسکی بیوی کوریپا بھی اسکے ہمراہ تھی اور رومنوں کا بڑی تیزی سے ابھرتا ہوا جرنیل مارک انٹونی جولیوس سیزر کے نائب کی حیثیت سے لشکر میں شامل تھا۔

جولیوس سیزر اس قدر خونخواری اور دلیری کے ساتھ وحشی گال قبائل کے خلاف حرکت میں آیا کہ پے در پے گال قبائل کے لشکروں کو شکستیں دیں جب اس نے دیکھ کہ گال پوری طرح اسکے سامنے مطیع اور مفتوح ہو گئے ہیں تو اس نے گال قبائل کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرنا شروع کر دیا۔

وحشی گال جولیوس سیزر کے ساتھ بڑے مانوس ہو کر اس سے محبت کرنے لگے اور اسے اپنے اندر اپنے جرنیل کی حیثیت سے پسند کرنے لگے تھے۔

اسی دوران وحشی گال قبائل کے اندر ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہونا شروع ہو گئی تھی وہ اس طرح کہ جب جولیوس سیزر گال قبائل کے اندر شہرت اور ہر دعویٰ حاصل کرنے لگا تو اسکی یہ مقبولیت ایک گال سردار درکس کو ہرگز پسند نہ آئی اس نے اندر ہی اندر کام کرتے ہوئے لوگوں کو جولیوس سیزر کے خلاف بھڑکاتے ہوئے اپنے ساتھ مدنا شروع کیا اس طرح اس نے جولیوس سیزر کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا اس دوران تک جولیوس سیزر نے مزید مقبولیت حاصل کر لی تھی۔

وہ اس طرح کہ اپنے لشکر میں اس نے بہترین گال جنگجوؤں کو شامل کرنے کے بعد اٹلی کی حدود سے نکل کر پہلے فرانس پر حملہ کیا پھر فرانس کو فتح کرنے کے بعد یہ سوئٹزر لینڈ کی

سلطنت پر حملہ کرنے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے ناکامی ہو اور اسکی فتوحات پر پانی پھر جائے اسلئے بھی اس نے ایشکائیوں پر حملہ کرنے کا خیال ترک کر دیا آرمینیا اور ایشکائیوں کا جھگڑا ختم کرنے کیلئے پمپی نے کچھ ثالث مقرر کر دیئے اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا تھا۔

اٹلی سے پمپی کی غیر موجودگی میں جولیوس سیزر بھی حرکت میں آیا اس نے دیکھا کہ وہ ہسپانیہ میں جلد اور بیکار زندگی بسر کر رہا ہے جبکہ اسکا حریف پمپی مشرق میں فتوحات حاصل کر کے نہ صرف یہ کہ ناموری اور شہرت حاصل کر رہا ہے بلکہ وہ اٹلی میں بھی دن بدن ہر دلعزیز ہوتا جا رہا ہے جس وقت پمپی اٹلی کے باہر مشرق کی سمت میں مصروف تھا جولیوس سیزر فوراً ہسپانیہ سے اٹلی پہنچ گیا یہاں اس نے سینیٹ کے ان ممبران کو جو اسکے حامی تھے شکایت کی کہ اسے ہسپانیہ میں پھینک کر جلد زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے جولیوس سیزر کی خوش قسمتی کہ ان دنوں سینیٹ کی ایک سیٹ خالی ہو گئی جس پر وہ انتخاب لڑا اور سینیٹ کا ممبر بن گیا۔

سینیٹ کا ممبر بننے ہی جولیوس سیزر نے اپنی ساری کوششیں اس نقطے پر مرکوز کر دیں کہ اٹلی کا جو اعلیٰ طبقہ تھا اور جو اٹلی کی ساری زمینیں ہتھیائے ہوئے تھا ان سے فالتو زمینیں لے کر نچلے طبقے میں تقسیم کر دی جائیں پہلے اس نے سینیٹ کے بہت سے ممبران کو اندر ہی اندر کام کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملایا پھر زمینوں کی تقسیم کا بل سینیٹ کے سامنے پیش کیا سینیٹ نے اس بل کو منظور کر لیا لہذا اعلیٰ طبقے سے فالتو زمین لے کر نچلے طبقے میں تقسیم کر دی گئیں جولیوس سیزر کے اس کام کی وجہ سے نچلا طبقہ جولیوس سیزر سے بے پناہ محبت کرنے لگا اور جو شہرت اور ناموری پمپی نے مشرق میں فتوحات حاصل کر کے کی تھی ایسی ہی شہرت اور نامور ہونچلے طبقے میں زمینیں تقسیم کر کے جولیوس سیزر نے حاصل کر لی تھی۔

اتنی دیر تک پمپی بھی اپنے لشکر کے ساتھ مشرقی فتوحات سے فارغ ہو کر اٹلی میں داخل ہو چکا تھا اسکی غیر موجودگی میں جولیوس سیزر نے سینیٹ میں اپنے حامیوں کی تعداد خوب بڑھائی تھی اب اٹلی کی صورت حال یہ تھی کہ سولا کی موت کے بعد بیک وقت تین حکمران اس پر حکومت کرنے لگے تھے ایک پمپی دوسرا جولیوس سیزر اور تیسرا دولت و مال و متاع کا پرستار کولیسس۔

یہ تینوں جرنیل یعنی تینوں اٹلی کے حکمران جب روم میں جمع ہو گئے تو سینیٹ ایک بار پھر حرکت میں آئی اور ان تینوں کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم کی گئی۔

کر۔ نہ کی تیاری میں مصروف ہو گیا وہ چاہتا تھا کہ آذربائیجان کا علاقہ جو آرمینیا کے سابق حکمران نے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا واپس لے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے یہ ایک جزائر لشکر لے کر آرمینیا کی طرف روانہ ہوا ایک خوفناک جنگ کے بعد اس نے کرمان کو محاصرہ کر لیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

لیکن اس اشک دواز دہم کی بدقسمتی جب یہ آرمینیا پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے مرکزی شہر سے دور ہوا تو اسکی غیر موجودگی میں اس کا بھائی ارد حرکت میں آیا امرائے سلطنت کو اس نے اپنا منوا بنا کر اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں خود تخت نشین ہو گیا اشک دواز دہم کو جب اپنے بھائی کی اس بدعمری کی خبر ملی تو وہ نہایت برق رفتاری سے لشکر لے اپنے مرکزی شہر کی طرف روانہ ہوا شہر کے باہر دونوں بھائیوں میں ایک خوفناک جنگ ہوئی چھوٹا بھائی ارد مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ گیا مرداد سوم تخت یعنی اشک دواز دہم نے دوبارہ اشکانی سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی اور ان لوگوں کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتارا جو اسکے بھائی ارد کی تخت نشینی کے منصوبے میں شامل تھے اس پر بھی بس نہ کی بلکہ اپنی ہیبت اور قوت دکھانے کے لئے اکثر لوگوں کو نشانہ ستم بنایا جس سے اہلیان سلطنت اور عوام سخت برگشتہ خاطر ہوئے آخر کار اسے تخت و تاج سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا اور اشکانی سلطنت کی باگ ڈور اسکے بھائی ارد کو سونپ دی گئی لیکن اتنا ضرور ہوا کہ مرداد کو پارس اور ارد کی حکومت سونپ دی گئی تھی۔

لیکن مرداد سوم اس سے مطمئن نہ ہوا آخر اس نے اپنے بھائی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لیکن اسکے بھائی ارد نے فوج کشی کر کے اسے شکست دی مرداد سوم بھاگ کر شام پہنچا اور وہاں کے رومنوں کے عارضی حکمران گیسپی نیوس کے ہاں پناہ لی اور مدد کی درخواست کی۔

گیسپی نیوس اسکو مدد دینے پر آمادہ ہو گیا لیکن سوئے اتفاق کہ مصر کا حکمران بطلمیوس نیز دہم بھی ان ہی دلوں گیسپی نیوس کے پاس آیا اسے بھی امراء نے تاج و تخت سے محروم کر دیا تھا اس نے بھی گیسپی نیوس سے مدد حاصل کرنی چاہی اور اس مدد کے عوض اس بطلمیوس نیز دہم نے بھی نیوس کو پچیس لاکھ پونڈ کی رقم کی پیش کش کی۔

یہ قیمتی پیش کش ایسی نہ تھی کہ اسے گیسپی نیوس قبول نہ کرتا آخر مرداد سوم کو اسکے حال پر چھوڑ کر گیسپی نیوس اپنے لشکر کے ساتھ بطلمیوس نیز دہم کی مدد کرنے کے لئے مصر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ مرداد سوم کمپرسی کے عالم میں باہل کے قریب عرب قبائل کی پناہ میں آ گیا عربوں سے مدد حاصل کر کے اس نے باہل اور سلوک کیہ کو فتح کر لیا اور ہٹل میں

زمین میں داخل ہوا اسے بھی اس نے مطیع اور فرمانبردار کیا پھر وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سمندر پار کر کے انگلستان میں داخل ہوا اور انگلستان کی اس وقت کی حکومت کو بھی اس نے اپنے سامنے ذمہ اور تکلیفیں کر لیا تھا اس طرح یہ ساری کارروائیاں کر کے جولیس سیزر نے بے پناہ مقبولیت حاصل کر لی تھی یہ سب کچھ کرنے کے بعد اسے جب یہ خبر ملی کہ ایک گال سردار در سنج ٹور کس بغاوت پر آمادہ ہے اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے تو وہ انگلستان سے نکل کر بڑی تیزی سے اس گال سردار کی سرکوبی کیلئے بڑھا۔

کھلے میدانوں میں جولیس سیزر اور باغی گال سردار در سنج ٹور کس کے درمیان بڑی ہولناک جنگ ہوئی جس میں جولیس سیزر کو فتح نصیب ہوئی اور باغی گال اپنی جانیں بچانے کیلئے اپنے سردار کی سرکردگی میں بھاگ کھڑے اس باغی سردار در سنج ٹور کس نے جولیس کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد پیرس کے جنوب مشرق میں ایسیو نام کے ایک قلعے میں پناہ لے لی تھی لیکن جولیس سیزر بھی اسکے پیچھے پیچھے اس کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گیا اور ایسیو کے قلعے پر حملہ کر دیا ناچار باغی گال سردار کو باہر آکر مقابلہ کرنا پڑا جس میں اس نے شکست کھائی اور جولیس سیزر نے اس باغی گال سردار کا سر کاٹ کر رکھ دیا تھا جس قدر باغی اسکے ساتھ تھے ان سب کا بھی اس نے خاتمہ کر دیا اس طرح گال قبائل کے اندر رونما ہونے والی بغاوت کو فرو کر کے جولیس سیزر نے اپنے لئے میدان صاف اور ہموار کر لیا تھا۔

تیسری طرف رومنوں کا تیسرا جرنیل کورلیس بحری بیڑے میں ایک بہت بڑا لشکر لے کر ایشیا کی طرف روانہ ہوا تھا اسے چونکہ شام کا گورنر بنایا گیا تھا لہذا یہ بے حد خوش تھا چونکہ یہ دولت حاصل کرنے کا بڑا شوقین تھا اور اسے امید تھی کہ یہ اپنے اطراف میں حملہ آور ہوتے ہوئے ایشیا کی ساری دولت اپنے قبضے میں ڈھیر کر لے گا جہاں مرداد خشم نے خود کشی کر کے رومنوں کیلئے بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں وہاں اشکانی سلطنت کے اندر بھی ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہو چکی تھی۔

اور وہ اس طرح اشک باز دہم کو اسکے بیٹے مرداد سوم نے زہر دے کر ہلاک کر دیا اور زہر دینے کی کوئی وجہ نہیں بتائی یہ پہلا اشکانی بادشاہ ہے جو خود اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا گیا اس وحشیانہ کام کے بعد اشکانی خاندانوں میں زہر خورانی اور پدر کشی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

مرداد سوم اپنے باپ کا خاتمہ کرنے کے بعد اشک دواز دہم کے لقب سے اشکانی سلطنت کے تاج و تخت کا وارث بنا یہ اشک حکومت سنبھالنے کے ساتھ ہی آرمینیا پر حملہ

ہونے کیلئے کولیسس نے آرمینیا کے حکمران ارتا واسد کی طرف قاصد بھیجوائے کہ وہ اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ جو ماضی میں آرمینیا کے بدترین دشمن رہے ہیں لہذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ اسکے ساتھ آئے جواب میں آرمینیا کے حکمران ارتا واسد نے سولہ ہزار سواروں اور ہزاروں پیادہ جوانوں پر مشتمل ایک لشکر کرسس کو مہیا کیا ساتھ ہی اس نے کولیسس سے یہ بھی التجا کی کہ وہ آرمینیا کے راستے اشکانی سلطنت کی طرف پیش قدمی کرے کیونکہ آرمینیا کے پہاڑی راستے رومنوں کیلئے موزوں ہونگے جبکہ اشکانیوں کیلئے یہ انتہائی ناموافق ہوں گے اس طرح رومنوں کو اشکانیوں کے خلاف جنگ میں فتوحات حاصل ہوں گی۔

لیکن کولیسس نے بین النہرین کا راستہ اختیار کیا جس سے وہ مانوس تھا دوسری طرف اشکانیوں کے حکمران ارد اول کو یقین تھا کہ کولیسس ضرور ان پر حملہ آور ہو گا اسے یہ بھی خبر تھی کہ رومن جرنیل کولیسس دولت جمع کرنے کا بے حد شوقین ہے ان حالات میں ارد اول نے کولیسس کی طرف اپنا ایک سفیر یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ اگر وہ جسے کا ارادہ رکھتا ہے تو ہم اس کا مقابلہ کرنے کو پوری طرح تیار ہیں اور اگر وہ اپنے اختلافات دور کرنا چاہتا ہے تو ہم اتنی مروت کرنے کو آمادہ ہے کہ جو رومی اس مملکت میں اسیر ہیں انہیں ہم رہا کر دیں گے۔

کولیسس نے اس کا جواب نہایت نخوت — دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ سلوکیا میں ہو گا تو تمہیں ہمارے ارادوں کا خود ہی علم ہو جائے گا یہ جواب سن کر اشکانیوں کے معر سفیر نے اپنا ہاتھ پھیلا کر آگے کیا اور کہا اگر اس ہتھیلی پر بال اگ سکتے ہیں تم بھی سلوکیا پر قبضہ کر سکتے ہو ورنہ نہیں یہ کہہ کر اشکانی کا سفیر واپس چلا گیا تھا۔

اشکانی سفیر کے واپس آنے کے بعد کولیسس حرکت میں آیا اور اپنی مہم کا آغاز کیا کولیسس بیاسی ہزار فوج لے کر جس میں چالیس ہزار سوار موجود تھے دریائے فرات کو عبور کیا اس کا اصل منصوبہ یہ تھا کہ فرات کے بائیں کنارے پر چلتا ہوا وہ راستے میں آنے والی ہزار کاوت کو روندنا عبور کرتا ہوا سلوکیا شہر پہنچ جائے گا شہر کا محاصرہ کر لے گا اور جب تک اشکانیوں کا شہنشاہ ارد اول سلوکیا کو پہنچنے کیلئے پہنچتا ہے اس وقت تک سلوکیا کو فتح کر کے اس پر قابض ہو چکا ہو گا۔

دریائے فرات کے کنارے کنارے سلوکیا جانے کیلئے راستہ میں ایک عرب شیخ کا علاقہ پڑتا تھا یہ خود مختار تھا کسی کے ماتحت نہ تھا نہ یہ اشکانی سلطنت کے تحت تھا نہ ہی یہ آرمینیا کے ماتحت تھا بلکہ آزاد حکمران کی حیثیت سے اپنے علاقے میں حکومت کرتا تھا۔

اقامت اختیار کر لی۔ دوسری طرف اسکے چھوٹے بھائی ارد کو جو اب اشکانیوں کا شہنشاہ تھا خبر ملی کہ اسکے بھائی نے بائبل اور سلوکیا پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اپنے سپہ سالار سورنا کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر اپنے بھائی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مرواد نے اپنے بھائی کے اس سپہ سالار سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی زندہ گرفتار کر لیا گیا اور بعد میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یوں مرواد سوئم کا خاتمہ ہوا۔

مرواد سوئم کے مارے جانے کے بعد اسکا بھائی باقاعدہ طور پر اشک سیزدہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔ ارد وہ پہلا ایرانی بادشاہ ہے جس کے عہد حکومت میں ایران رومنوں کے ساتھ کھلم کھلا جنگ کرنے پر آمادہ ہوا جبکہ حالات اگلے صفحات میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

یہ ٹیٹ وہ حالات جن میں رومنوں کا تیسرا جرنیل کولیسس اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں داخل ہوا کولیسس دولت جمع کرنے کا بڑا شیدائی تھا اور دولت کے بل بوتے پر اس نے اٹلی میں موجرہ مقام حاصل کیا تھا بظاہر یہ کولیسس چمپی اور جولیس سیزر سے بہترین تعلقات رکھتا تھا لیکن اندر ہی اندر اپنی دولت خرچ کر کے یہ اٹلی کا واحد اور ہرولڈیز حکمران بننے کی کوشش میں مصروف تھا۔

گو روم سے روانہ ہوتے وقت کولیسس کو رومن سینیٹ نے بڑی سختی کے ساتھ یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ اشکانی سلطنت پر حملہ آور نہیں ہو گا لیکن اس کا ارادہ اشکانی سلطنت کو فتح کرنے کا تھا وہ چاہتا تھا کہ ایران قدیم کے خزانے سیٹے چنانچہ وہ فخریہ انداز میں کہتا تھا کہ دنیا دیکھے گی کہ جولیس سیزر اور چمپی کی فتوحات میری فتوحات کے سامنے بازپچہ اطفال ہوں گی وہ اکثر اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ میں اشکانیوں کے علاوہ بلخ اور ہندوستان پر بھی لشکر کشی کروں گا اور بحرہد پر میری حکمرانی ہو گی۔

کولیسس جب شام کی حکومت سنبھالنے کیلئے روم سے روانہ ہوا تو بحری سفر کیلئے موسم موافق نہ تھا چنانچہ رومن بحری بیڑے کے کئی جہاز طوفان کی نذر ہو گئے بہر حال وہ مقدونیہ اور تھریس سے ہوتا ہوا ایشیائے کوچک پہنچ گیا سورنیا شہر پہنچ کر اس نے دریائے فرات کا رخ کیا اور ساحلی علاقوں کے ایرانی حاکم کو نذودقی کے مقام پر بدترین شکست دی اس جنگ میں کولیسس کو بے شمار مال و دولت ہاتھ لگا۔

ایشیا میں پہنچتے ہی کولیسس نے اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں دراصل اسے کسی نے بتا دیا تھا کہ اشکانی سلطنت کے خزانوں میں قدیم ایران کے خزانے پڑے ہوئے ہیں جو بڑے قیمتی اور بڑے ثایاب ہیں اشکانی سلطنت پر حملہ آور



دوسرے درجے کا امیر سمجھا جاتا تھا قد و قامت اور شجاعت میں بھی اشکانیوں میں اسکا کوئی ثانی نہیں تھا بادشاہ کی تاج پوشی کے موقع پر بھی اسے بیٹی بندھواتا تھا یہ منصب اسے ورثہ میں ملا تھا وہ جب سفر کرتا اسکا ذاتی ساز و سامان ایک ہزار اونٹوں پر لادا جاتا تھا دو سو گھوڑا گاڑیاں اس کے حرم کیلئے مہیا کی جاتی تھیں اسی نے اشکانیوں کیلئے سلیو کیہ شہر کو فتح کیا تھا اب وہ اپنے لشکر کے ساتھ رومن جرنیل کولیسس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

کولیسس دریائے فرات کو عبور کر کے بڑی تیزی سے دریائے بلیک کے کنارے آ پہنچا جو جاران سے تین میل کے فاصلے پر تھا دریا کو عبور کیا تو سامنے ایک لٹ و دق میدان نظر آیا جہاں حد نظر تک ریت ہی ریت تھی سبزہ اور درخت کہیں نام کو نہ تھے رومن لشکر بھوک پیاس سے لاچار تھا یہاں پہنچ کر ایک دوسری ہی مصیبت کا رومنوں کو سامنا کرنا پڑا وہ اس طرح کہ یہاں پر آرمینیا کے حکمران ارتا واسد کے قاصد پہنچے ارتا واسد نے نہ صرف یہ کہ اس لشکر کو واپس منگا لیا جو اس نے رومن جرنیل کولیسس کی حمایت کیلئے بھیجا تھا بلکہ کولیسس کو یہ بھی کھلا بھیجا کہ اشکانی شہنشاہ کے حملے کی وجہ سے وہ رومنوں کو کسی قسم کی رسد اور کمک نہیں بھیج سکتا۔

اس وقت تک عرب شیخ نے اشکانیوں کے جرنیل سورینا کو اطلاع کر دی تھی کہ رومن جرنیل کولیسس دریائے فرات کو پار کر کے صحراء میں داخل ہو گیا ہے لہذا اشکانی جرنیل سورینا بھی اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو پار کر کے صحراء میں رومنوں کے پیچھے لگ گیا تھا اس دوران تک رومنوں کو بھی خبر ملی کہ اشکانی فوجیں حرکت میں آگئی ہیں اور حملہ کرنے والی ہیں کولیسس کا لشکر اچانک حملے کی خبر سے دہشت زدہ ہو گیا تھا بہر حال کولیسس کے حکم پر رومن لشکر نے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں ادھر اشکانیوں نے یہ تاثر دیا کہ وہ واپسی اختیار کرنے کیلئے حرکت میں آئے ہیں چنانچہ وہ گروہ در گروہ مختلف سمتوں سے پیچھے کو ہٹے اس طرح ہٹتے ہٹتے انہوں نے رومن لشکر کے ارد گرد گھیر ڈال دیا تھا اور رومنوں پر آہنی تیر برسائے لگے تھے جواب میں رومنوں نے بھی مدافعت کی لیکن ان کی کوئی بھی کوشش کارگر ثابت نہ ہوئی۔

ان ہی دنوں رومن جرنیل کولیسس کو ایک تسلی اور ڈھارس ملی وہ اس طرح کہ اس کا بیٹا جس کا نام پولیس تھا وہ اٹلی سے ایک ایسا لشکر لے کر اپنے باپ کی مدد کو پہنچ گیا جس میں زیادہ تر وحشی گال شامل تھے اپنے بیٹے کی آمد سے کولیسس بڑا خوش ہوا اس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ پیشتر اسکے کہ ساری فوج محصور ہو جائے دشمن کا حملہ روکنے کی کوشش کی جائے پولیس تیرہ ہزار سواروں اور پیادہ فوج کے دستے لے کر آگے بڑھا اشکانی

تاہم اس عرب شیخ کے اشکانی حکومت کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے جب رومن جرنیل کولیسس اس عرب شیخ کے علاقے میں داخل ہوا تو اس عرب شیخ نے اپنے آپ کو رومنوں کا ہمدرد نہ ہر کرتے ہوئے کہا کہ ایرانی لشکر مشرق کی سمت بھاگا جا رہا ہے مناسب یہ ہو گا کہ چھوٹے سے چھوٹا راستہ اختیار کر کے ایرانی لشکر کا تعاقب کیا جائے اور اگر رومن ایسا کرتے ہیں تو وہ ضرور ایرانیوں کے خلاف کامیابی حاصل کر لیں گے یوں اس عرب شیخ نے اشکانی سلطنت کے حق میں رومن لشکر کو ہکا کر ڈیل و خوار ہونے پر مجبور کیا تھا۔

کولیسس کے مشیروں اور چھوٹے جرنیلوں نے کولیسس کو مشورہ دیا کہ عرب شیخ کی ہدایت پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے اور ہمیں اپنا راستہ کسی بھی صورت چھوڑنا نہیں چاہیے لیکن کولیسس پر اپنے ان جرنیلوں اور مشیروں کے مشورے کا کوئی اثر نہ ہوا کولیسس دراصل چاہتا تھا کہ جلد از جلد بھاگتی ہوئی ایرانی فوج پر حملہ کر کے ان کے مال و متاع کو لوٹ لے اسلئے اس نے دریائے فرات کو عبور کر لیا وہی راستہ اختیار کیا جس کی نشان دہی عرب شیخ نے کی تھی۔

جس وقت رومن جرنیل دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد عرب شیخ کے بھگدے پر صحراؤں کے اندر دھکے کھا رہا تھا اس وقت اشکانی شہنشاہ ارد اول عجیب طرح سے حرکت میں آیا اس نے رومن جرنیل کولیسس اور اس کے لشکر کو بکسر فراموش کر دیا اور یہ بڑی برق رفتاری سے اپنا لشکر لے کر آرمینیا کی طرف بڑھا آرمینیا کے حکمران ارتا واسد نے چونکہ رومن جرنیل کولیسس کی مدد کی تھی اور ایک لشکر بھی مہیا کیا تھا لہذا سب سے پہلے ارد اول نے آرمینیا کے حکمران ارتا واسد ہی کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا تھا۔

ایسا کرنے سے ارد اول کا مقصد یہ تھا کہ ارتا واسد کو کولیسس کی حمایت سے باز رکھا جائے ارد اول جب آرمینیا پر حملہ آور ہوا تو ارتا واسد نے پہلے تو اپنا دفاع کیا آرمینیا اور اشکانی سلطنت کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں اشکانیوں کا بادشاہ ارد اول کامیاب اور غالب رہا۔ آرمینیا کے بادشاہ ارتا واسد نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلا لے گا جو اس نے کولیسس کی حمایت میں رومنوں کے ساتھ کیا ہے۔ اسکے علاوہ ارتا واسد نے اپنی حسین و جمیل بیٹی اشکانی بادشاہ ارد اول کے بیٹے سے منسوب کر دی جس سے معاہدہ اور بھی استوار ہو گیا اس مصالحت کے بعد ارد اول نے اپنے جرنیل سورینا کو ایک بہترین لشکر مہیا کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد لٹ و دق صحراء میں رومن جرنیل کولیسس کا تعاقب کرے۔

یہ اشکانی جرنیل سورینا اپنی شہرت و دولت عزت اور حسب و نسب کے لحاظ سے

جب پیچھے ہٹے تو پولیس یہ سمجھا کہ دشمن جم کر لڑنا نہیں چاہتا اور پاپا ہونا شروع ہو گیا ہے لہذا اس نے ان کا تعاقب کیا۔

سورنیا کے سوار دفعتاً پیچھے کو مڑے اور پولیس کے فوجی دستے پر ٹوٹ پڑے گال نوجوان بڑی بہادری سے لڑے لیکن یہ لڑائی برابری کی نہ تھی اس میں پولیس کی ساری فوج تباہ ہو گئی پولیس خود بھی مڑتا مڑتا مارا گیا اشکانیوں نے اس کا سر کاٹ کر ایک نیزے پر بلند کیا اور ظفر مندی کے نقاروں کی صدائیں گونجنے لگیں جس سے رومنوں کی دہشت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

کولیسس نے اپنے باقی لشکر کے ساتھ اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کیا ہی تھا کہ اپنے بیٹے کا کٹا ہوا سر دشمن کے نیزے پر نظر آیا اب اشکانیوں کی بھاری اسلحہ والی فوج بھی حرکت میں آ چکی تھی کولیسس نے ہمت نہیں ہاری اور لشکر کی صفوں سے آگے بڑھ کر ساتھیوں کو خطاب کر کے وہ کہنے لگا۔

”اے اہل روما اس شکست کا ذمہ دار میں ہوں تم جب تک زندہ رہو گے تمہارے نام کی وجہ سے روما کا پر افتخار نام ہمیشہ زندہ رہے گا کوئی تم پر غلبہ نہ پاسکے گا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بد بخت باپ کے صدمے سے تمہاری آنکھیں نمناک ہیں تم میری مصیبت میں شریک ہونا چاہو تو جوش سے آگے بڑھو اور دشمن کی دھشاک خوشیوں کو ان سے چھین لو میری بد بختی سے تمہیں ملول نہ ہونا چاہیے اگر کوئی شخص کسی عظیم مقصد کو حاصل کرنا چاہے تو اسے ناموافق صورتحال کو بھی برداشت کرنا چاہیے قوموں کو اپنے قومی ناموس کو بچانے کیلئے ایسی قربانیاں دینا ہی پڑتی ہیں رومنوں کو جو عظمت اب حاصل ہے وہ مال کی اقبال مندی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس شجاعت اور دہری کی وجہ سے جسے ہم نے ہر بد بختی کے موقع پر بھی نہ چھوڑا تھا لہذا میرا تم سے یہی مشورہ ہے کہ آگے بڑھو اور اپنی پوری ہمت اور جرات سے ان ایرانیوں پر ٹوٹ پڑو۔“

آخر رومن نعرۂ جنگ بلند کرتے ہوئے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے اشکانیوں کے ہلکے اسلحہ والے سوار رومن لشکر کے پہلوؤں پر ٹوٹ پڑے اور تیروں کی بارش کرنے لگے سوار نیزوں سے پے پے حملے کر کے رومنوں کو مجبور کر رہے تھے کہ وہ سب ایک جگہ جمع ہونے پر مجبور ہو جائیں رومن بھی دشمنوں کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے اسلئے نہیں کہ اشکانیوں کو ہلاک کریں بلکہ اسلئے کہ اپنے جرنیل کولیسس کے حکم کا اتہا کرتے ہوئے اپنے جسموں پر گہرے زخم کھا کر اپنے جرنیل کے سامنے جاں نثاری کا اظہار کریں۔

لہتے میں سورج غروب ہوا اور شام کی تاریکی بڑھنے لگی اور فوجیں میدان جنگ چھوڑ

کر لشکر گاہوں کی طرف روانہ ہوئیں یہ رات کولیسس اور اسکے سپاہیوں کیسے قیامت کی رات تھی وہ یہ سوچتے لگے تھے کہ رات کی تاریکی میں کہیں منتشر ہو جائیں یا صبح محشر کا انتظار کریں آخر کولیسس کے دو نائبوں نے مشورے کیلئے مجلس بلائی اور یہ مشورہ کیا کہ رات کو سفر کر کے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جانا چاہئے انکے فیصلے پر کولیسس نے بھی سر تسلیم خم کر دیا اور زخمیوں کو وہیں میدان جنگ میں چھوڑ کر آدمی رات کو کولیسس اپنے لشکر کے ساتھ حران خیر پہنچ گیا۔

رومن اشکانیوں کی وجہ سے کچھ ایسے دہشت زدہ تھے کہ بجائے اسکے کہ وہ حران کے مضبوط قلعے میں ٹھہر کر کچھ دیر سستالیتے بلکہ انہوں نے حران میں بھی قیام نہ کیا کچھ مقامی رہنماؤں کی راہنمائی میں آگے بڑھنے اور راہنما کی غلطی سے وہ ایک پہاڑی نشیب میں پہنچ گئے جہاں تھوڑی ہی دیر بعد اشکانی لشکر کے ہزاروں دستوں نے انہیں آن گھیرا لیکن رومنوں نے جوابی حملہ کر کے اشکانی لشکر کے ان ہزاروں دستوں کو نہ صرف یہ کہ شکست دی بلکہ انہیں وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

رومن جرنیل کولیسس اب اپنے لشکر کے ساتھ ایک نشیبی علاقے میں تھا وہ وہاں سے ہلتا بھی نہیں چاہتا تھا اسلئے کہ اسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے پیش قدمی شروع کی تو اشکانی حملہ آور ہو کر اسے تباہ و برباد کر دیں گے لیکن وہ اس نشیبی علاقے میں بھی اپنے لئے خطرات محسوس کر رہا تھا وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اشکانیوں نے چاروں طرف سے اس نشیبی علاقے پر حملہ کر دیا تو ایک ایک رومن کو وہ چن چن کر موت کے گھٹ اتار دیں گے اس صورتحال سے اشکانی جرنیل سورنیا نے بھی پورا پورا فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

سورنیا نے یہاں اپنی کامیابی کیسے مصالحت کی تجویز پیش کی اور کولیسس کو اشکانی لشکر گاہ میں آنے کی دعوت دی تاکہ دونوں جرنیل مل بیٹھ کر صبح کا کوئی راستہ اختیار کریں۔ کولیسس کو دشمن کی بات پر بھروسہ تو نہ تھا لیکن چونکہ اسکے لشکر کی حالت انتہائی اہتر تھی اور پھر وہ اس نشیبی علاقے میں نہ عرصے تک اپنے لشکر کے ساتھ قیام بھی نہیں کر سکتا تھا اسلئے کہ وہاں خوراک اور پینے کا پانی میسر ہونے کا خاطر خواہ انتظام بھی نہیں تھا دوسرے یہ کہ رومن سپاہیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مصالحت کی پیش کش کو قبول کر لینا چاہئے آخر کولیسس بھی باطل ناخواستہ رضامند ہو گیا اور اشکانی لشکر میں جا کر اشکانیوں کے جرنیل سورنیا سے صلح سے متعلق گفتگو کرنے پر وہ آمادہ ہو گیا تھا۔

جو ایرانی رومن جرنیل کولیسس کو اپنے لشکر میں لے جانے کیسے لائے انہوں نے

حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اپنے جرنیل کے قتل ہونے پر

اگر جولیس سیزر نے شمال میں اسی طرح اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا تو ایک روز ایسا آئے گا کہ لوگ اسے پچھی پر ترجیح دینا شروع کر دیں گے اور آخر کار اسے اٹلی کا حکمران تسلیم کر لیں گے۔

ان خیالات نے پچھی کو چوکنا کر کے رکھ دیا تھا وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ اسپین میں ہے اسکی زندگی جلد رہے گی اور یہ کہ وہاں بدن اسکی شہرت میں کمی ہوگی۔ لہذا اس نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا اور وہ یہ کہ اسپین سے اس نے بے شمار دولت جمع کی اور اپنے لشکر کا ایک حصہ اس نے ساتھ لیا اور کسی کو بتائے اور خبر کئے بغیر وہ اسپین سے اٹلی میں داخل ہوا اسپین سے پچھی جو دولت کے انبار ساتھ لے کر آیا تھا اسے اٹلی میں استعمال کرتے ہوئے اس نے لوگوں کی نظروں میں ہر دلعزیز بننے کی کوششیں شروع کر دی تھیں سب سے پہلے اس نے جو کام کیا وہ یہ کہ اس نے زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ خرید لیا اور اسکے اندر ایک ٹھیکر تعمیر کیا یہ ٹھیکر کوستانی سلسلوں سے بھاری بھاری پتھر منگوا کر تعمیر کیا گیا اور اس جیسا بڑا خوشنما اور خوبصورت ٹھیکر اس سے پہلے روم میں موجود نہیں تھا۔

یہ ٹھیکر اس قدر بڑا تھا کہ بیک وقت اس میں چالیس ہزار تماشائی بیٹھ کر لطف اندوز ہو سکتے تھے اس ٹھیکر کا افتتاح بڑی شایان شان طریقے سے کیا گیا روم کی سینیٹ کے ممبران کو طلب کیا گیا تھا جنہوں نے اس ٹھیکر کی افتتاحی تقریب میں حصہ لیا اس ٹھیکر میں ایکٹروں کے طنز و مزاح اور کھیلوں کے علاوہ پچھی نے لوگوں کو خوش کرنے کیسے ایک اور خطرناک کھیل کی بھی ابتداء کی اور وہ اس طرح کہ اس نے افریقہ کے جنگلوں سے بے شمار گینڈے ہاتھی شیر اور دوسرے درندے منگوائے ساتھ ہی اس نیلیسیا کی سرزمین سے ایسے شکاری بھی منگوائے جو بڑی رغبت اور خوشی سے درندوں کا شکار کیا کرتے تھے جو ٹھیکر اس نے تعمیر کیا تھا اس ٹھیکر کے جس حصے میں ایکٹر اپنے کارہائے نمایاں انجام دیا کرتے تھے اسکے ساتھ ہی اس نے ایک دوسرا بہت بڑا پلیٹ فارم تعمیر کرایا جس کے سامنے لوہے کے جنگلے نصب کر دیئے گئے یہ پلیٹ فارم اتنا بڑا تھا کہ اسکے اندر گھڑ سوار آزادانہ طور پر اپنے گھوڑوں کو دوڑا سکتے تھے۔

لوہے کے جنگلوں سے گھرے ہوئے اس ٹھیکر میں پچھی ایک خاص پروگرام کے تحت گینڈے ہاتھی شیر اور دوسرے درندے چھوڑنا اور لیلیا سے منگائے گئے شکاریوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کراتا یہ مقابلے گھنٹوں تک جاری رہتے اور روم کے لوگ ان سے بڑے سطف اندوز اور محظوظ ہوتے۔

شروع کے چند ہی دنوں کے مقابلوں میں بے شمار گینڈے اٹھارہ ہاتھی اور تقریباً پانچ سو

رومن لشکر منتشر ہو گیا اس صورت حال سے اشکانی جرنیل سورنیا نے پورا پورا فائدہ اٹھایا وہ بڑی شدت سے رومنوں پر حملہ آور ہوا تقریباً بیس ہزار رومنوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا باقی کے بیس ہزار دریائے فرات کے کنارے کنارے بھاگنے کے بعد واپس اٹلی کی طرف چھپے گئے تھے۔

رومن جرنیل کولمبس کے ساتھ اشکانی جرنیل سورنیا کی اس فتح سے بین النہرین سے دریائے فرات کا سارا علاقہ رومنوں سے چھن کر اشکانیوں کے تصرف میں آ گیا تھا اور آرمینیا سے بھی کچھ عرصہ کیلئے رومن اثر و نفوذ ختم ہو گیا تھا مشرقی ممالک اس فتح سے بہت متاثر ہوئے یہاں تک کہ یہودی جو کولمبس کی ہوس زر کی وجہ سے رومنوں سے متعلق تھے رومنوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اب صورتحال ایسی تھی کہ اشکانی آگے بڑھتے تو تمام ایشیائے کوچک کے علاوہ وہ رومنوں کے علاقوں یعنی فریجیا اور کیلیکیا پر بھی قابض ہو سکتے تھے لیکن فتح کا یہ قدرتی نتیجہ حاصل نہ ہو سکا اسلئے کہ اشکانی بادشاہ ارد اول ایک بہترین فاتح کا سا جذبہ اور عزم نہ رکھتا تھا۔

سورنیا کی اس فتح نے اشکانی سلطنت کا سرادھجاک تھا اور فاتح حران کو قوی اعزاز اور احترام کا مستحق قرار دیا جانا چاہئے تھا اس فتح سے اشکانی جرنیل سورنیا کی ہر دلعزیزی میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا اشکانی بادشاہ ارد اول کو چاہئے تھا کہ سورنیا کی خوب عزت افزائی کرے لیکن برعکس اسکے ارد اول کو سورنیا سے حسد پیدا ہو گیا اور اس سے خوفزدہ بھی ہوا اسے خدشہ تھا کہ اگر سورنیا زید ہی مقبول ہو گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے تاج و تخت سے ہی محروم کر دے لہذا اندر ہی اندر اشکانی بادشاہ ارد اول سورنیا کے خلاف حرکت میں آیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اسے کس طرح مارا گیا اسکے متعلق تاریخوں میں کوئی خاص ذکر نہیں ملتا تاہم یہ اشارہ ملتا ہے کہ اسے گرفتار کر لیا گیا اسے کسی وقت سونے نہیں دیا جاتا تھا اور اسکی یہی بے خوابی موت کا سبب بن گئی تھی۔

دوسری طرف رومنوں کے جرنیل پچھی اور جولیس سیزر کے درمیان اندر ہی اندر ایک سرد اور طویل جنگ کی ابتداء ہو چکی تھی وہ اس طرح کہ جب پچھی کو یہ خبریں پہنچیں کہ اسکے حریف اور واحد دشمن جولیس سیزر نے شمال میں گالوں کے خلاف بے پناہ کامیابیاں حاصل کی ہیں اور یہ کہ وہ گالوں کے خلاف یلغار کرتا ہوا نہ صرف فرانس اور سوئٹزر لینڈ میں داخل ہوا بلکہ آگے بڑھ کر انگلستان کے حکمرانوں کو بھی اپنے سامنے جھکتے پر مجبور کر دیا ہے جولیس سیزر کی ان فتوحات نے اسے اٹلی میں بے حد ہر دلعزیز اور صاحب عزت و تکریم جرنیل بنا کر رکھ دیا تھا یہ ساری خبریں جب پچھی کو پہنچیں تو ان کے دل پر گہرا اثر پڑا۔

ساتھ روم کی طرف بڑھنا چاہئے۔

اپنے لشکر کی مکمل حمایت حاصل ہونے کے بعد جولیس سیزر نے یونان مارک انتونی اور لپیڈیوس کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔ جب یہ تینوں اسکے خیمے میں آئے تو جولیس سیزر تھوڑی دیر تک بڑے غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیو! میرے صاحبو جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو میں اپنے لشکر سے مشورہ کر چکا ہوں اور میرے ہر لشکر کی یہ خواہش ہے کہ مجھے روم کی طرف پیش قدمی کرنی چاہئے اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہیں کرنا چاہئے۔ تم جانتے ہو کہ میرا حریف میرا پیدائشی دشمن پمپی اس وقت روم شہر کے لوگوں اور سینیٹ پر حاوی ہونے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اگر میں لشکر سے دست بردار ہو کر سینیٹ کا حکم مانتے ہوئے روم جاتا ہوں۔ تو مجھے امید ہے کہ پمپی اور اسکے حواری مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور میں اپنے دشمنوں کے ہاتھوں بدترین موت نہیں مرنا چاہتا۔ اب تم تینوں مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔

جولیس سیزر کے اس سوال پر مارک انتونی لپیڈیوس اور یونان تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر یونان بولا اور جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو جولیس سیزر تم نے ایک بہت اچھا کام کیا ہے۔ کہ شمالی علاقوں کے ان وحشی گال قبائل کے خلاف غلبہ حاصل کرنے کے بعد تم نے ان سے اچھا سلوک کیا ہے۔ اب وہ تم سے محبت کرنے لگے ہیں اور تم انکے ایک پسندیدہ جرنیل ہو۔ گال ہر مشکل وقت میں تمہارا ساتھ دیں گے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنے لشکر کے ساتھ فی الفور تم روم کی طرف پیش قدمی کرو۔ یاد رکھو کہ اگر تم نے دیر کی تو پمپی تمہارے خلاف روم میں اپنا محاذ مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پھر شاید تمہیں کبھی بھی روم میں داخل ہونا نصیب نہ ہو۔ بلکہ الٹا پمپی ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے تمہارے تعاقب میں لگ جائے گا اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تم تمہارا خاتمہ نہیں کر دیتا۔ اس وقت پمپی لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کی تک و دو میں لگا ہوا ہے اور انہی ہی دلوں تم اگر اپنے لشکر کے ساتھ دندناتے ہوئے روم میں داخل ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ پمپی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یونان خاموش ہوا تو جولیس سیزر نے اس بار لپیڈیوس اور مارک انتونی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میرے دونوں صاحبو تم بھی کچھ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر لپیڈیوس بولا اور کہنے لگا۔ ہم دونوں نے کیا کہنا ہے۔ ہم دونوں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ یونان نے کہہ ہے یہی درست اور صحیح ہے۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ

افرشہن شہر ان لیسین شکاریوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے لیپیا کے یہ جنگجو شکاری ایسے ہولناک اور خوفناک تھے کہ اپنے گھوڑوں سے اتر کر شیروں اور ہاتھیوں اور گینڈوں پر ٹوٹ پڑتے گھنٹوں تک وہ ان کے ساتھ جنگ کرتے اور آخر کار درندوں گینڈوں اور ہاتھیوں کو ہلاک کر کے رکھ دیتے ان کے ان مقابلوں سے روم شہر کے لوگ بے حد لطف اندوز ہوتے اس طرح لوگوں کیلئے یہ ٹھیکر تعمیر کر کے پمپی ان میں دن بدن ہر دلعزیز اور پسندیدہ شخصیت سے بڑی تیزی سے کے ساتھ ابھرنے لگا تھا۔

اٹلی کی سینیٹ نے بہت جلد یہ محسوس کر لیا کہ پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان طاقت اور قوت پکڑنے کا ایک مقابلہ شروع ہو گیا ہے اور انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو رومن دو حصوں میں بٹ کر تباہ و برباد ہو جائیں گے لہذا رومنوں کی سینیٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ پمپی اور جولیس سیزر دونوں ہی اپنے اپنے لشکروں کی کمانداری سے دستبردار ہو جائیں اور ملک کی باگ ڈور خود سینیٹ چلائے گی جس وقت اٹلی میں یہ کھجڑی پک رہی تھی جولیس سیزر نے اپنے عزیز اور رشتے دار مارک انتونی کو روم بھجوایا تاکہ وہ وہاں رہ کر جولیس سیزر کے مفادات کی نگرانی کرتا رہے۔

جس وقت سینیٹ نے یہ حکم دیا کہ پمپی اور جولیس سیزر دونوں وہیں اپنے اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار ہو جائیں۔ پمپی نے خوب دولت خرچ کر کے سینیٹ کے اکثر ممبران کو اپنے ساتھ لے لیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اگر اپنے لشکر کی کمانداری ترک کر دے اور اس موقع پر کوئی قوت یا بیرون حکمران اٹلی پر حملہ آور ہو جائے تو کون اٹلی کا دفاع کرے گا۔ لہذا اس پابندی سے پمپی کو معاف کر دیا گیا اور جولیس سیزر کیلئے یہ حکم جاری کیا گیا کہ وہ فوراً اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار ہو جائے۔ سینیٹ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اگر جولیس سیزر اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار نہیں ہوتا تو اسے وطن دشمن قرار دے کر اسکے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے اور جو بھی اسکے حمایتی اور طرف دار ہوں انہیں قتل کر دیا جائے۔

ان حالات میں مارک انتونی جو جولیس سیزر کا رشتہ دار تھا۔ روم سے بھاگ کر واپس شمالی علاقوں میں جولیس سیزر کی طرف چلا گیا اور روم میں رونما ہونے والے سارے حالات سے اسے آگاہ کر دیا۔ یہ خبریں حاصل ہونے کے بعد جولیس سیزر نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا کہ کیا اسے لشکر کی کمانداری ترک کر کے اپنے آپ کو روم میں بیٹھے اپنے دشمنوں کے حوالے کر دینا چاہئے تاکہ وہ اسے قتل کر دیں یا صلیب پر چڑھا دیں۔ اس پر اسکے لشکریوں نے کہا کہ اسے لشکر کی کمانداری ترک نہیں کرنی چاہئے بلکہ لشکر کے

یونان نے میرے اور مارک انتونی کے خیالات کی بھی ترجمانی کر دی ہے۔ ہمیں یہاں بیٹھ کر وقت برباد نہیں کرنا چاہئے ہمیں فوراً روم کی طرف پیش قدمی کر کے حالات کو اپنی گرفت میں لے لینا چاہئے جو لیس سیزر کو یونان ایڈیوس کا یہ مشورہ بے حد پسند آیا۔ لہذا وہ پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرے صاحبو اگر یہ معاملہ ہے تو پھر کل ہی ہم یہاں سے روم کی طرف کوچ کریں گے۔ اس طرح اپنے لشکر اور اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد دوسرے روز جو لیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ شمالی علاقوں سے روم کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسری طرف پمپی اور اس کے حمایتی سینیٹ کے ممبران کو جب خبر ہوئی کہ جو لیس سیزر انتائی خوشخبری کے عالم میں اپنے لشکر کے ساتھ روم کا رخ کر رہا ہے تو وہ بڑے فکر مند ہوئے۔ پمپی جانتا تھا کہ وہ ان حالات میں جو لیس سیزر پر قابو نہیں پاسکتا اس لئے کہ اس کے لشکر کا زیادہ حصہ اسپین میں تھا۔ چھوٹا سا لشکر اس کے ساتھ روم میں تھا۔ جو وہ اسپین سے اپنے ساتھ لے کے آیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے حمایتی مینیٹر بھی فکر مند ہیں تو وہ اور زیادہ دل شکستہ ہو گیا۔ جوں جوں یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ جو لیس سیزر نزدیک آتا جا رہا ہے۔ توں توں جو لیس سیزر کے مخالف اور پمپی کے حمایتی سینیٹ کے ممبران ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جائیں بچانے لگے تھے۔ آخر کار پمپی بھی حرکت میں آیا اور چھوٹا سا وہ لشکر جو وہ اسپین سے لے کر آیا تھا۔ اس کے ساتھ وہ روم سے بھاگ کر اسپین چلا گیا تھا۔

روم پہنچتے ہی جو لیس سیزر کو جب خبر ہوئی کہ اس کے مخالف ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں اور اس کا حریف اور دشمن پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اسپین بھاگ گیا ہے۔ تو اس نے سارے اٹلی کا نظم و نسق اپنے رشتہ دار مارک انتونی کے حوالے کیا جبکہ روم شہر کی حفاظت اور انتظام اس نے ایڈیوس کی ذمہ داری پر چھوڑا۔ خود اپنے لشکر کے ساتھ وہ روم سے نکل کر اسپین کی طرف روانہ ہوا۔ پمپی کو جب خبر ہوئی کہ جو لیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کر رہا ہے تو اس نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ جوں ہی جو لیس سیزر ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں جرنیلوں اور لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں پمپی کو بدترین شکست ہوئی اور پمپی اپنے لشکر کے ساتھ یونان کی طرف بھاگ گیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ جو لیس سیزر واپس روم آیا اس نے صرف گیارہ دن روم میں قیام کیا۔ اس دوران اس کی حیثیت ایک ڈکٹیٹر اور ایک آمر کی سی تھی لیکن اس نے

بہترین اصلاحات بھی کیں۔ اس کے دشمن سولا کے دور میں جن لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں تھیں۔ ان کی ناصرف اس نے خوب مدد کی بلکہ ان کی خوب حوصلہ افزائی بھی کی۔ اس کے علاوہ سینیٹ کے وہ ممبران جو اس کی آمد کے خوف کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔ ان کے لئے اس نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور سینیٹ کے سارے ممبران واپس آگئے اور سب نے متحدہ طور پر جو لیس سیزر کو اٹلی کا سربراہ تسلیم کر لیا۔ اٹلی کے حالات اپنے حق میں کرنے کے بعد اٹلی کا نظم و نسق ایک بار پھر جو لیس سیزر نے مارک انتونی اور ایڈیوس کے حوالے کیا اور دوبارہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ اس بار اس کا رخ یونان کی طرف تھا۔ جہاں پمپی اٹلی پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ کرتا جا رہا تھا۔ جو لیس سیزر جانتا تھا کہ جب تک وہ پمپی کا خاتمہ نہیں کر دیتا اس وقت تک وہ چین سے اٹلی میں حکومت نہیں کر سکے گا۔ جو لیس سیزر چونکہ اب بلا شرکت غیرے رومنوں کا حکمران تھا لہذا اپنی الطرائف کو قائم رکھنے کے لئے اس نے شہنشاہ یا ڈکٹیٹر کہلانے کے بجائے قیصر کا لقب اختیار کیا۔ جو لیس سیزر پہلا رومن حکمران تھا۔ جس نے قیصر کہلوانا شروع کیا۔ اٹلی میں حالات اپنے حق میں مکمل طور پر درست کرنے کے بعد اس نے اپنے دونوں دست راست یعنی مارک انتونی اور ایڈیوس کو روم میں ملکی امور کی نگرانی پر چھوڑا اور خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور پمپی کی سرکوبی کرنے کے لئے وہ یونان کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف پمپی کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ جو لیس سیزر بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہا ہے لہذا یونان میں قیام کے دوران اپنے لشکر میں یونانیوں کو بھرتی کرتے ہوئے اس نے اپنے لشکر کی تعداد خوب بڑھائی تھی۔ اس نے اپنے جاسوس بھی ادھر ادھر پھیلا دیئے تھے۔ جنہوں نے پمپی کو یہ خبر دی کہ جو لیس سیزر کس قدر لشکر لے کر پمپی کے مقابلے پر آرہا ہے۔ پمپی نے جب جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ جو لیس سیزر جو لشکر اس کی سرکوبی کئے لے کر آرہا ہے۔ اس سے کئی گنا زیادہ لشکر پمپی کے پاس ہے۔ یہ بات پمپی کے لئے اطمینان کا باعث تھی۔

تاہم اس کے باوجود پمپی نے اپنے تیز رفتار قاصد اشکانیوں کے شہنشاہ ارد اول کی طرف روانہ کئے اور جو لیس سیزر کے خلاف اس سے مدد طلب کی۔ اشکانیوں کا شہنشاہ ارد اول گودلی طور پر پمپی سے نفرت کرتا تھا۔ لیکن وہ صرف اس شرط پر کمک دینے پر آمادہ ہو گیا کہ سوبیا کے علاقے پر اشکانی حکومت کا حق تسلیم کیا جائے۔ پمپی کو یقین تھا کہ یونان میں پمپی کی سرکوبی ہو جائے گی اور وہ اشکانیوں کے شہنشاہ ارد اول کی مدد کے

بغیر بھی جولیس سیزر کو شکست دے سکتا ہے لہذا اس نے اشکانیوں کے شہنشاہ ارداول کی یہ شرط قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا ارداول اور پمپی کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ نہ ہو سکا۔

دوسری طرف جولیس سیزر بڑی تیزی سے اپنے بحری بیڑے کو لے کر یونان کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اب لوگ زیادہ تر اسے جولیس سیزر کے بجائے قیصر کہہ کر پکارنے لگے تھے۔ کیونکہ یہ رومنوں کا پہلا حکمران تھا جس نے قیصر کا لقب اختیار کیا۔ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جولیس سیزر یونان کی بندرگاہ اپریوس پر لشکر انداز ہوا۔ ایک روز اسی بندرگاہ پر قیام کرنے کے بعد دوسرے روز اپنے لشکر کو لے کر یہ پمپی کے تعاقب میں نکلا دونوں لشکر جب ایک دوسرے کے سامنے آئے تو پمپی کا لشکر تعداد میں جولیس سیزر کے لشکر سے دگنے سے بھی زیادہ تھا۔

ڈراکیم کے مقام پر دونوں لشکروں کا ایک دوسرے سے آنا سامنا ہوا اور دونوں ہی ایک دوسرے پر اپنے اہل دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ جنگ کے شروع میں ہی پمپی کا پلا بھری تھا اس لئے کہ اس کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی۔ لہذا ڈراکیم کے مقام پر تھوڑی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ رومن ایک دوسرے کو کاٹتے رہے۔ یہاں تک کہ جولیس سیزر کو ڈراکیم کے مقام پر بدترین شکست ہوئی اور یہ یونان کے جنوب مشرقی حصوں کی طرف اپنے لشکر کو لے کر بھاگ گیا تھا۔

دوسری طرف پمپی خود بھی جولیس سیزر سے خوفزدہ تھا اس نے جولیس سیزر کو شکست دینے کے بعد اس کا تعاقب نہیں کیا وہ خوفزدہ اور ڈرا ہوا تھا کہ اگر جولیس سیزر نے سنبھل کر پھر اس پر حملہ کر دیا تو کہیں اس کا یہ حملہ اس کی شکست ہی کا باعث نہ بن جائے لہذا اس نے جولیس سیزر کو اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ جانے دیا پمپی کا یہی عمل اس کی جابی اور ہرادی کا باعث بن گیا اس لئے کہ یونان کے جنوب مشرقی حصوں کی طرف جانے کے بعد جولیس سیزر نے پھر اپنے لشکر کو سنبھالا دیا۔ یونانیوں پر بے تحاشا دولت خرچ کر کے انھیں اپنے لشکر میں شمل کیا اور اپنی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد وہ پمپی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔

دوسری طرف پمپی کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ جولیس سیزر نے ناصرف اپنی قوت بحال کر لی ہے بلکہ اس نے اپنے لشکر میں بھی اضافہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ اس کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔ لہذا اس نے بھی اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ تھسل کے مقام پر پڑاؤ کیے رہا۔ دوسری طرف اپنی جنگ تیاریاں مکمل کرنے کے بعد

جولیس سیزر نے تھسل کی طرف پیش قدمی کی۔ تھسل سے باہر کھلے میدانوں میں ایک بار پھر پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی گو پمپی کے لشکر کی تعداد جولیس سیزر کے لشکر سے زیادہ تھی پھر بھی اس بار جولیس سیزر نے پمپی کو بدترین شکست دی۔ اس جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد پمپی اپنے بچے کھجے ساتھیوں کے ساتھ مصر کی طرف بھاگا۔ اس کا ارادہ تھا کہ مصر کے حکمران بطلمیوس کے ہاں پناہ لے کر پھر طاقت اور قوت پکڑے گا اور ایک بار پھر وہ جولیس سیزر سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔ دوسری طرف جولیس سیزر نے دم نہ لیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھی پمپی اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں بڑی برق رفتاری سے مصر کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

مصر کا حکمران بطلمیوس ان دنوں عجیب کشمکش اور مصیبت میں مبتلا تھا۔ اور یہ مصیبت اس کی اپنی بہن قلوپترہ تھی۔ یہ لڑکی بلا کی حسین پرکشش اور خوبصورت تھی لوگ اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے اسے چاہتے تھے اور یہ اپنے مصری عوام میں بے حد ہر دل عزیز بھی تھی اس کے باپ کو خطرہ تھا کہ اگر قلوپترہ مصر کے تاج و تخت کی دعویدار بن کر اٹھ کھڑی ہوگی۔ لہذا قلوپترہ کی شادی اس کے بھائی کے ساتھ کر دی گئی تھی۔ اور جواب میں اس کا بھائی اس کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مصر کے تاج و تخت سے قلوپترہ کے حق میں دستبردار ہو گیا تھا۔ لیکن یہ بھائی زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا اور مر گیا۔ اس کے بعد اس قلوپترہ کی شادی اس کے دوسرے بھائی سے ہوئی۔ پہلے کی طرح یہ بھائی بھی اس کا شوہر بننے کے بعد مصر کے تاج و تخت سے اس کے حق میں دستبردار ہو گیا تھا لیکن قلوپترہ اپنے اس بھائی کو پسند نہ کرتی تھی اس نے اسے شوہر کی حیثیت سے قبول نہ کیا۔ لہذا دونوں بہن بھائی کے درمیان تاج و تخت کے حصول کے لئے ایک جھگڑا اور اندر ہی اندر ایک کشمکش جاری تھی۔ جس طرح اشکانی سلطنت میں ہر اشکانی حکمران کو اشک کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ مصر میں یونان کی اس حکومت کا اولین حکمران بطلمیوس ہی تھا جو سکندراعظم کا جرنیل تھا لہذا اس کے حوالے سے ہر حکمران بطلمیوس ہی کہلاتا تھا۔

قلوپترہ کو اپنے سامنے ذیر اور مغلوب کرنے کے لئے بطلمیوس نے پمپی اور جولیس سیزر کے اس تنازعے سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ وہ جانتا تھا کہ یونان میں تھسل کے مقام پر پمپی جولیس سیزر ایک فلاح کی حیثیت سے اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ لہذا اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ جوں ہی پمپی مصر میں داخل ہوا۔ بطلمیوس اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ اس کے تعاقب میں جب جولیس سیزر مصر میں داخل ہوا تو اس بطلمیوس نے پمپی کا کٹا ہوا سر جولیس سیزر کے سامنے پیش کر دیا۔ بطلمیوس کی

اس کارگزاری سے جو لیس میز بے حد خوش ہوا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے مصر میں قیام کر لیا۔ اب کوئی قوت اور طاقت ایسی نہ تھی جو اس کے لئے خطرہ بن سکتی تھی لہذا وہ چند روز مصر میں قیام کر کے اپنے لشکریوں کو آرام فراہم کرنا چاہتا تھا اس کے بعد وہ واپس روم جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن قدرت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا اس قیام کے دوران ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہوئی۔

اور وہ اس طرح کہ جو لیس میز کا سامنا ایک روز مصر کے شاہی محل میں قلوپترہ سے ہوا جو نئی جو لیس میز نے قلوپترہ کو دیکھا وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ قلوپترہ کا نازک جسم حلاوتوں کی تہناؤں، کلیوں کی کشش اور پھولوں کی انکساری سے بھرپور تھا اس کے حسین بازو اس کا شکستہ چہرہ سیاہ گیسو اس کی نیلی آنکھیں دراز حسین پلکیں اس کے مسکراتے لب، گلاب عارض جھل نکاہیں شبھی ادائیں اس کا دھڑکتا سینہ مہکتی سانسیں اسے تمام شوخی و بجلی تمام سستی و جادو ہمہ تر ہمہ نزاکت بنائے ہوئے تھے۔ قلوپترہ نے دیکھا کہ جب جو لیس میز بڑی محویت بڑے انہماک سے اسے دیکھ رہا ہے تو وہ پہلی بار بولی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میں مصر کی فہزادی قلوپترہ ہوں شاید آپ مجھے جانتے ہوں گے اگر نہ جانتے ہوں تو میرا نام تو ضرور سن رکھا ہوگا۔ اس پر جو لیس میز چونک کر بولا میں نے تمہارا نام بھی سن رکھا ہے۔ اور تمہیں جانتا بھی ہوں۔ تمہارے حسن تمہاری جان لیوا آوازیں تمہاری خوبصورتی تمہارے جذب و کشش کی جو تعریف میں نے سن رکھی تھی تم اس سے کہیں زیادہ زور آور ثابت ہوئی ہو۔ اس پر قلوپترہ بڑی بے اعتنائی سے کہنے لگی میں نے اپنی ان خوبیوں کا کبھی جائزہ نہیں لیا شاید ایسا ہی ہو جیسا تم کہہ رہے ہو۔

قلوپترہ کے گفتگو کرتے وقت جو لیس میز کو یوں لگا جیسے اس کے عارضوں کی شکر مل رہی ہو۔ اس کے ہونٹوں کی سرخی گلاب کی پتی پتی کی طرح کمرے کی اس فنا میں بکھر گئی ہو۔ اس سے قلوپترہ کی نظروں میں بجلیاں تھیں وہ موج لرزاں میں متعبد عکس کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی کشادہ جبین بلند قامتی اس کی شخصیت میں بے پناہ اضافہ کر رہی تھیں۔ اس سے وہ جو لیس میز کو یاس کے اژدحام میں ایک حشر انگیزی گہری رات کی رگوں میں کنواری فصلوں کی خوشبو ہر مست فضاؤں میں بربط کا نشیلا بجاؤ اور صبح فطرت کی تجلی میں کوئیل کوئیل مسکراہٹ تلی تلی رقص اور شبنم بھری رات کے غضب ناک لمحوں میں سمٹوں کو بے سمت اور وقت کو معطل کرنے والی ایک طاقت ایک قوت ایک روشنی ایک کرن لگی تھی۔ اس لئے کہ قلوپترہ کی ہر ادا میں قیامت اس کی ہر حرکت میں قہر و انیت تھی۔

جو لیس میز جب کافی دیر تک یونہی توجہ اور انہماک سے قلوپترہ کی طرف دیکھتا رہا تو قلوپترہ نے پوچھا کیا بات ہے تم کیا دیکھتے ہو۔ اس پر جو لیس میز چونک کر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ قلوپترہ تیری شخصیت ہی ایسی ہے کہ ہر دیکھنے والا اس میں ڈوب کر رہ جاتا ہے اور وہ اپنی ذات تک کو فراموش کر دیتا ہے اس پر قلوپترہ پھر بولی اور کہنے لگی شاید تمہیں خبر ہوگی کہ مصر کی حکومت کے سلسلے میں میرے اور میرے بھائی کے درمیان اختلافات ہیں اس پر جو لیس میز بولا اور کہنے لگا کہ شاید وہ صرف تمہارا بھائی ہی نہیں تمہارا شوہر بھی ہے اس پر قلوپترہ جھٹ سے کہنے لگی کبھی وہ شوہر تھا اب صرف وہ میرا بھائی ہے اس کے ساتھ جو شوہر کا تعلق تھا میں نے اسے منقطع کر دیا ہے اب وہ صرف میرا بھائی ہے اور میرے اس کے درمیان اقتدار کے سلسلے میں جو تنازع چل رہا ہے وہ ابھی تک حل طلب ہے جواب میں جو لیس میز پھر بولا اور کہنے لگا۔

تمہارے بھائی بطلموس سے مل کر اور اس سے گفتگو کرنے کے بعد میں نے تم دونوں بہن بھائی کے درمیان حکومت کے سلسلے میں ایک فیصلہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اب میں تمہیں دیکھ کر اپنے اس ارادے کو تبدیل کر چکا ہوں پہلے میرا فیصلہ شاید تمہارے بھائی کے حق میں جاتا لیکن اب میرے سارے فیصلے تمہارے حق میں جائیں گے مصر کی حکومت کے سلسلے میں جو تنازعات چل رہے ہیں اس کے سارے فیصلے تمہاری مرضی اور منہ کے مطابق کئے جائیں گے جو لیس میز کا یہ جواب سن کر قلوپترہ خوش ہو گئی تھی پھر شیرینی اور مٹھاس بھری آواز میں جو لیس میز کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

کیا میں کبھی آپ سے مل سکتی ہوں اس پر جو لیس میز بولا اور کہنے لگا کبھی کبھی کیوں تم ہر وقت میرے ساتھ رہ سکتی ہو اور اس کے لئے میں عنقریب تم سے ایک سنجیدہ گفتگو کروں گا جو لیس میز کی یہ گفتگو اور اس کی یہ باتیں سن کر قلوپترہ خوش ہو گئی تھی پھر وہ اس سے اجازت لے کر اپنی خواب گاہ کی طرف چلی گئی تھی اس طرح ان کے درمیان ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں جو لیس میز نے قلوپترہ سے شادی کر لی تھی۔

اس وقت مصر میں قلوپترہ اور اس کے بھائی کے درمیان جو حکومت کا تنازع چلا آ رہا تھا اس کے سلسلے میں بے پناہ ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے تھے جو لیس میز چونکہ قلوپترہ سے شادی کر چکا تھا اور اب وہ اس کی بیوی تھی اس کی حمایت میں جو لیس میز اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اسکندریہ میں جو تھوڑے بہت بغاوت اور سرکشی کے آثار نمودار ہوئے تھے وہ اس نے چند جنگوں اور جھڑپوں کے بعد بالکل ختم کر دئے تھے ان جنگوں میں اسکندریہ کا کتب خانہ جو اس وقت دنیا کا بہترین کتب خانہ اور عجائب گھر خیال کیا جاتا تھا تباہ

و برباد ہو گیا ان جنگوں اور بلوں میں سکندریہ کے کتب خانے اور عجائب گھر کی تقریباً چار لاکھ کتابیں جل کر راکھ ہو گئی تھیں تاہم اپنے لشکر کے ساتھ جولیس سیزر نہ صرف یہ کہ سکندریہ میں اٹھنے والی بغاوت کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گیا بلکہ قلوپطرہ اور اس کے بھائی کے درمیان کچھ اس طرح اس نے صلح صفائی کرا دی کہ دونوں مل کر تاج و تخت کے مالک بنے رہے اور مصر پر حکومت کرتے رہے اس طرح مصر میں چند ماہ تک قلوپطرہ کے ساتھ جولیس سیزر نے قیام کیا۔

پھر ایسا ہوا کہ رومن سینیٹ نے جولیس سیزر کو واپس طلب کر لیا اس لئے کہ پوتس کا حکمران جو رومنوں کا ہمسایہ تھا وہ رومن مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر رومن مفاد کو نقصان پہنچانے لگا تھا سینیٹ کا یہ حکم سنتے ہی جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ مصر سے روم کی طرف روانہ ہو گیا اور قلوپطرہ کو بھی اپنے ساتھ روم لے گیا۔ پوتس کے حکمران کے لشکر کے ساتھ ریل کے مقام پر جولیس سیزر کی خوفناک جنگ ہوئی جولیس سیزر نے پوتس کے لشکر کو شکست دی اور اسے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا باغیوں کو کچلنے کے بعد جولیس سیزر روم شہر لوٹ آیا اور قلوپطرہ کے ساتھ وادہ پیش دینے لگا تھا۔

ان ہی دنوں روم میں کیپوا کا مقام پر باغیوں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع ہو گیا اور انہوں نے رومن سینیٹ اور حکمران طبقے کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی یہ باغی مسلح ہو کر روم کی طرف بڑھے جولیس سیزر ان کے خلاف بھی حرکت میں آیا اور ان کا بھی صفایا اور قلع قمع کر کے رکھ دیا۔

چند ہی دنوں بعد جولیس سیزر کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ روم اور ہسپانیہ سے چمپی کے حمایتی لشکری اور سپاہی صلاح مشورہ کر کے افریقہ میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے اور پھر ایسا ہوا کہ چمپی کا چچا سیو اس کا ایک جرنیل کیٹو بھی خفیہ طور پر افریقہ چلے گئے اور افریقہ میں جمع ہونے والے لشکریوں کو وہ منظم کرنے لگے یہاں تک کہ لومت یہ آگئی کہ افریقہ میں چمپی کا چچا سیو اور اس کے جرنیل کیٹو نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا جو کسی بھی صورت جولیس سیزر اور روم سینیٹ کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتا تھا۔ سینیٹ کو جب اس خطرے کی خبر ہوئی تو اس نے جولیس سیزر کو ان باغیوں کا قلع قمع کرنے کا حکم دیا جولیس سیزر فوراً حرکت میں آیا اپنی بیوی قلوپطرہ کو اس نے واپس مصر بھیج دیا جولیس سیزر سے قلوپطرہ کے ہاں ایک بیٹا بھی پیدا ہوا اور جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی سے افریقہ میں باغیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے کوچ کر گیا تھا۔

چمپی کے چچا سیو اور اس کے جرنیل کیٹو نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ

افریقہ کے ریگزاروں میں جولیس سیزر کو بدترین شکست دیں لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے بلکہ الٹا جولیس سیزر نے ان دونوں کو بدترین شکست کی اس جنگ میں چمپی کا چچا سیو مارا گیا جبکہ اس کا جرنیل کیٹو یوٹیکا کی طرف بھاگ گیا جولیس سیزر کو کیٹو کا تعاقب کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی اس لئے کہ روٹیکا پہنچ کر کیٹو اپنی شکست کی وجہ سے بڑا دل برداشتہ ہوا یہاں تک کہ اس نے خودکشی کرتے ہوئے اپنا خاتمہ کر لیا تھا۔

افریقہ میں جولیس سیزر کی ان فتوحات کی خبریں جب روم پہنچیں تو لوگوں نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا فی الفور سینیٹ کا اجلاس طلب کیا گیا اور اس اجلاس میں جولیس سیزر کو دس سال کے لئے اٹلی کا ڈکٹیٹر مقرر کر دیا گیا اس کے علاوہ سینیٹ نے متفقہ طور پر جولیس سیزر کی ان فتوحات کی وجہ سے اٹلی کے اندر چالیس دن تک خوشی کا جشن منانے کا حکم بھی دیا مندروں اور عبادت گاہوں میں جولیس سیزر کے لئے دعائیں کی گئیں اس کے علاوہ جولیس سیزر کو قوم کے باپ کے لقب سے بھی نوازا گیا۔

اس کے علاوہ رومنوں نے اپنے مینے قشش کا نام بدل کر جولیس کے نام پر رکھ دیا بعد میں یہی نام جولسی سے بدل کر جولائی بن گیا اس کے علاوہ روم کی سینیٹ نے جولیس سیزر کے لئے ایک انتہائی خوبصورت ورنی اور بہترین سونے کی کرسی بنائی اس کرسی کو سینیٹ کے ایک بڑے ہال میں رکھا گیا تاکہ جب کبھی بھی جولیس سیزر سینیٹ کے اجلاس کی صدارت کیا کرے تو سونے کی اسی کرسی پر بیٹھا کرے یہ فتوحات حاصل کرنے کے بعد جولیس سیزر جب افریقہ سے روم میں داخل ہوا تو اس کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ لوگوں کے اس استقبال سے جولیس سیزر بڑا متاثر اور بے حد خوش ہوا اس نے اہل شہر کی دعوت کا انتظام کیا بائیس ہزار بڑے بڑے میز اس دعوت کے اہتمام کے لئے اکٹھا اور جمع کئے گئے تھے جہاں پر جولیس سیزر کی طرف سے شہر کے لوگوں کی دعوت اور ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔

یہ فتوحات حاصل کرنے اور اس قدر شہرت پانے کے بعد جولیس سیزر نے مزید شہرت حاصل کرنے کے لئے کچھ کام کرنے کی ابتداء کی اور وہ اس طرح کہ سب سے پہلے اس نے جس قدر فتوحات حاصل کی تھیں ان سب علاقوں کے اندر رومن قواعد و ضوابط نافذ کرنے کا ارادہ کیا دوسرا بڑا کام جو اس نے کیا وہ ایک شاندار کیلنڈر تھا جو اس نے خود تیار کروایا تھا۔

جولیس سیزر سے پہلے جو کیلنڈر اٹلی میں رائج تھا اس کے مطابق سال عین سو پستائیس دنوں کا شمار کیا جاتا تھا اور چونکہ یہ شمار سورج کے گردش کی عین مطابق نہ

تھا لہذا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کبھی سال اور کبھی دو سال بعد کیلنڈر میں کچھ دنوں کا اضافہ کر دیا جاتا تھا جس کی وجہ سے مدت سی خرابیاں اور دشواریاں پیدا ہو جاتی تھیں جو لیس سیزر نے جو کیلنڈر تیار کیا اس میں ان خرابیوں اور کوتاہیوں کو دور کیا گیا اس نے کیلنڈر کو تین سو پینسٹھ دن اور چھ گھنٹے کا قرار دیا یہی کیلنڈر پورے یورپ میں 1582ء تک رائج رہا یہاں تک کہ 1582ء میں پوپ گریگوری نے جو لیس سیزر ہی کے کیلنڈر کے اندر کچھ تبدیلیاں کر کے اسے پہلے سے بہتر بنا دیا لہذا اٹلی میں 1582ء سے جو لیس سیزر کے کیلنڈر کے بجائے پوپ گریگوری کا کیلنڈر نافذ کر دیا گیا۔ تاہم انگلستان میں 1752ء تک جو لیس سیزر ہی کا کیلنڈر رائج رہا یہاں تک کہ 1752ء میں اور اس کے ایک ماہ بعد امریکہ میں بھی جو لیس سیزر کے کیلنڈر کے بجائے پوپ گریگوری کا کیلنڈر نافذ کر دیا گیا تھا۔ ان فتوحات کی خوشی میں اپنی رعایا کو بہترین تفریح مہیا کرنے کے لئے جو لیس سیزر نے یہ بھی اعلان کیا کہ افریقہ میں جنگوں کے دوران جو قیدی حاصل ہوتے ہیں ان قیدیوں کو وہ اپنے ساتھ لایا ہے اور اگلے ہفتے ان قیدیوں کے مقابلے میدان میں درندوں کے ساتھ مقابلے کرائے جائیں گے تاکہ لوگ ان مقابلوں سے محظوظ ہوں اور باقی عناصر کو یہ تنبیہ ہو کہ جو بغاوت اور سرکشی کرتے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔

اس اعلان سے دوسرے روز یونان اور یوسا سرائے سے نکل کر جو لیس سیزر سے ملنے کے لئے روم کے شہری محل میں داخل ہوئے جو لیس سیزر نے دونوں میاں بیوی کا بہترین استقبال کیا انھیں اپنے ساتھ لے کر وہ شاہی مہمان خانے میں داخل ہوا انھیں سامنے بٹھایا اور یونان کی طرف مخاطب ہو کر اس نے پوچھا کہ میرے مہمان میرے محسنو میں تم دونوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں جواب میں یونان کسی قدر سنجیدگی میں جو لیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو جو لیس میں نے سنا ہے کہ افریقہ سے جو قیدی تم اپنے ساتھ لے کر آئے ہو ایک ہفتے بعد تم مقابلے کے میدان میں ان پر درندے چھوڑ دے تاکہ ان کی بے بسی اور لاچارگی دیکھ کر روم کے لوگ خوش ہوں سنو جو لیس سیزر یہ کوئی اچھا اور پسندیدہ کام نہیں ہے میں کہتا ہوں تم یہ کام کرنے سے باز رہو اس پر جو لیس سیزر فوراً بولا اور کہنے لگا دیکھ یونان میرے بھائی میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا نہیں برا فعل ہے لیکن روم کے لوگ ایسے فعل دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں یہ اعلان میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا بلکہ تمام قبائل کے سرداروں اور روم شہر کے سرکردہ لوگوں نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ جو قیدی افریقہ سے لائے گئے ہیں انھیں مقابلے کے میدان میں لوہے کے بنجروں میں بند کر کے ان پر

درندے چھوڑے جائیں تاکہ روم کے لوگ ان کی بے بسی ان کی لاچارگی کا تماشا دیکھیں کہ آئندہ باقی عناصر کو تنبیہ ہو کہ جو بغاوت کرتا ہے اس کا انجام یہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جو لیس سیزر جب خاموش ہوا تو یونان پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو جو لیس یہ تمہاری غلط فہمی ہے اس طرح باقی عناصر کو تنبیہ نہیں ہوگی بلکہ اس سے باقی عناصر کے اندر ایک انتقامی جذبہ پیدا ہوگا جب باقی عناصر کا ساتھ دینے والوں کو درندوں کے سامنے مقابلے کے لئے بند کیا جائے گا تو باقی عناصر کے دل میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خلاف مزید نفرت اور کدودھ پیدا ہوگا اور وہ اس کے بعد کہیں نہ کہیں پھر بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش کریں گے جواب میں جو لیس سیزر پھر بولا اور کہنے لگا میں تمہاری بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس سے باقی عناصر کے انتقامی جذبوں کو مزید ہوا سے گی لیکن روم کے لوگ چونکہ ایسے مقابلے دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں اور پھر اگر میں نے ان کا اہتمام نہ کیا تو میں خیال کرتا ہوں لوگ خود مجھے برا بھلا کہیں گے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ روم شہر میں ہی میرے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہو اس پر یونان پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو جو لیس سیزر اگر میں تمہیں کوئی ایسی ترکیب بتاؤں جس سے روم شہر کے لوگ بھی محظوظ ہوں اور تمہاری ذات پر بھی کوئی حرف گیری نہ ہو تو کیا تم میری اس تجویز کو تسلیم کر لو گے اس پر جو لیس سیزر نے فوراً مسکراتے ہوئے کہا کیوں نہیں اگر کوئی ایسی تجویز تمہارے ذہن میں ہے تو میں فوراً اور ضرور اس پر عمل کروں گا یونان کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر سنو۔ تم نے مقابلے کے میدان میں قیدیوں پر درندے چھوڑ کر لوگوں کو خوش کرنے کے پروگرام کا جو اعلان کیا ہے اسے ویسا ہی دیا ہی رہنے دو لیکن میری یہ بات مانو کہ اس روز ان قیدیوں کو مقابلے کے میدان میں نہ لؤ جو لیس سیزر نے فوراً یونان کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو کیا اگر میں قیدیوں کو میدان میں نہ لاؤں تو کیا خود درندوں کے سامنے کھڑا ہوں تاکہ وہ مجھے چیریں پھاڑیں اور لوگ میری بے بسی اور لاچارگی کا ترشہ دیکھیں جواب میں یونان مسکراتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

نہیں جو لیس سیزر تم غلط سمجھتے ہو پہلے میری بات سمجھ لو پھر یونان مقابلے کا اعلان ویسے کا ویسا ہی رہنے دو مقابلے کے روز میں خود میدان میں اتروں گا لوہے کے جن بنجروں کے اندر قیدیوں کو بند کر کے ان پر درندے چھوڑے جاتے ہیں میں خود اس بنجرے میں داخل ہوں گا تم جتنے چاہے مجھ پر درندے چھوڑ دینا میں ان سب کو اپنے سامنے زیر کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میری طرف سے یہ مظاہرہ دیکھتے ہوئے روم کے شہری ضرور خوش اور محظوظ ہوں گے اس پر جو لیس سیزر فکر مند کی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میدان میں قیدیوں اور درندوں کے مقابلوں کا اعلان کیا تھا اس کے مطابق روم کے لوگ گروہ درگروہ اٹھتے ہوئے مقابلے کے میدان میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن اس روز قیدیوں کو پنجروں میں بند کر کے ان پر درندے نہیں چھوڑے گئے تھے بلکہ افریقہ کی طرف سے لائے گئے قیدیوں کے بجائے لوہے کے پنجرے میں اکیلا یونان داخل ہوا تھا وہ سر سے لے کر پاؤں تک چمڑے کا لباس پہنے ہوئے تھا تاکہ وہ درندوں کے پنچوں سے محفوظ رہے روم کے لوگ یہ منظر بڑی حیرت اور بڑے تعجب سے دیکھ رہے تھے اور جب منادوں کے ذریعے مقابلے کے میدان میں یہ اعلان کرایا گیا کہ سائنکس کے ہاتھوں مقابلہ جیتنے والا یونان نام کا تیغ زن خالی ہاتھ لوہے کے اس پنجرے میں چھوڑے جانے والے درندوں کا مقابلہ کرے گا تو یہ اعلان سن کر لوگ اور زیادہ حیرت زدہ اور پریشان ہوئے تھے اس لئے کہ اس مقابلے کے میدان میں یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی شخص اپنی مرضی اور رضا مندی سے ان درندوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ تاہم اہل روم کو تو تفریح چاہئے تھی اور وہ انہیں حیا کی جارہی تھی لہذا کسی نے بھی اس بات پر اعتراض نہ کیا کہ کیوں افریقہ کے قیدیوں کو میدان میں لا کر ان پر درندے نہیں چھوڑے گئے بلکہ جولیس سیرز نے افریقہ سے لانے والے ان قیدیوں کو رہا کر دیا تھا اور اب وہ اپنے وطن کی طرف کوچ کر چکے تھے۔

یونان جب پنجرے میں داخل ہوا تو مقابلے کے میدان کے محافظوں نے اس پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ پھر دوسرے محافظ حرکت میں آئے اور میدان کے ایک طرف بنے ہوئے ان پنجروں میں سے ایک پنجرے کا دروازہ انہوں نے کھولا جس میں افریقہ سے تعلق رکھنے والا ایک شیر بند تھا جو نہی اس کا پنجرہ کھولا وہ دھاڑتا ہوا لوہے کی راہداری میں سے ہوتا ہوا اس پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس کے اندر یونان اس کا منتظر تھا۔

شیر بری طرح دھاڑتا ہوا لوہے کے اس گول اور بڑے پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس میں یونان مستعد اور مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس پنجرے میں داخل ہونے کے بعد یونان کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے شیر ذرا ٹھٹکا اور پھر وہ انتہائی خونخوار اور بری نگاہوں سے ایک جگہ رک کر یونان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ پھر اس نے اپنے بدن کو سمیٹا غرایا تھوڑا سا آگے بھاگا پھر ایک لمبی جست اس نے یونان پر لگائی تھی۔ یونان نے شیر کو لٹکا کے اندر ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور پھر بری طرح اسے لوہے کی اس راہداری کی طرف دے مارا جس سے نکل کر وہ شیر اس گول بڑے پنجرے میں داخل ہوا تھا۔

یونان کی یہ کارگزاری دیکھ کر میدان میں بیٹھے ہوئے لوگ تالی پیٹتے ہوئے اور یونان کے حق میں آوازیں اٹھاتے ہوئے اسے شایاں اور داد دینے لگے تھے۔ لوہے کے پنجرے

لیکن میرے محسن میرے مہمان یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں پنجرے میں بند کر کے تم پر شیر چھوڑوں اس طرح تمہاری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی اور میں ایسا نہیں چاہتا یونان کہنے لگا تم بے فکر رہو میری زندگی خطرے میں نہیں پڑے گی تم جانتے ہو کہ میں ماضی میں بیک وقت کئی کئی محکمہ ٹیڑوں سے مقابلہ کرتا رہا ہوں میں نے کیا انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب نہیں کیا اتم مطمئن رہو درندوں کے ساتھ ان مقابلوں میں بھی غالب میں ہی رہوں گا بس تم اس کا اہتمام کرنے کی سوجھو اور جن قیدیوں کو تم اس میدان میں لاکر درندوں کے ہاتھوں ان کی چیرپھاڑ کا کام کرنا چاہتے ہو میری تم سے استعفا ہے کہ تم انہیں آزاد کرو اور انہیں واپس افریقہ جانے کی اجازت دیدو تمہارے اس رحمانہ سلوک سے اور تمہارے اس طرح انہیں آزاد کرنے سے وہ تم سے خوش ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ تمہیں اپنا محسن اپنا مہمان سمجھتے ہوئے وہ سبکدہ تمہارے خلاف باغی کی حیثیت سے کھڑا ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یونان جب خاموش ہوا تو جولیس سیرز جواب میں کچھ دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر شاید وہ کوئی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اس کے بعد وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یونان میرے بھائی میں تمہارا کہا کسی بھی صورت میں نہیں سکتا جو مشورہ تم نے دیا ہے ایسا ہی ہوگا ان درندوں کے مقابلے تمہارے ساتھ کرانے کا اہتمام کیا جائے گا اور جو قیدی میں نے اس مقابلے کے لئے تیار کئے تھے میں انہیں آج ہی رات رہا کر دوں گا اور ان سے کہوں گا کہ وہ رات کی تاریکی میں یہاں سے نکل کر افریقہ کی طرف روانہ ہو جائیں تاکہ وہ سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں پہنچ سکیں جولیس سیرز کا یہ فیصلہ سن کر یونان خوش ہو گیا تھا پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر کہنے لگا جولیس تم نے میری بات رکھ کر مجھے خوش کر دیا ہے اب میں جاتا ہوں اور مقابلے کی تیاریاں کرتا ہوں یونان کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی جولیس سیرز نے آگے بڑھ کر یونان کے ہاتھ پکڑتے ہوئے پھر اسے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور اس سے کہنے لگا نہیں تم دونوں میوں بیوی یوں نہیں جاسکتے ہو آج کا کھانا تم دونوں میرے ساتھ ہی کھاؤ گے یونان اور بیوسا اس پر آمادہ ہو گئے جولیس سیرز ان دونوں کو لے کر اپنے خیانت کے کمرے کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

جیسا کہ جولیس سیرز نے روم کے لوگوں کے ساتھ ایک ہفتے کے بعد مقابلے کے

مجبور کر دیا تھا۔ پھر اس نے شیر کو مارتے ہوئے اس پر بری طرح ضربیں لگانا شروع کر دیں تھیں۔ یوناف کی یہ ضربیں ایسی اذیتناک اور تکلیف دہ تھیں کہ شیر بری طرح دھاڑنے لگا تھا۔ جوں جوں یوناف کی مار میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا توں توں میدان میں بیٹھے لوگ زور زور سے تالیاں پیٹتے ہوئے اسے شاباش دیئے جا رہے تھے کافی دیر تک یوناف نے ایسا ہی سماں باندھے رکھا شاید وہ زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کر کے لوگوں کو تفریح کا باعث بننا چاہتا تھا۔ شاید یوناف یہ بھی چاہتا تھا کہ لوگ شیر کے ساتھ اس کے مقابلے سے اس قدر محظوظ ہوں کہ وہ جویس سیزر سے یہ مطالبہ نہ کریں کہ افریقہ سے لائے جانے والے قیدیوں کو میدان میں لا کر ان پر درندے چھوڑے جائیں شاید اسی وجہ سے وہ شیر کے ساتھ مقابلے کو طول دیتا جا رہا تھا ورنہ وہ لمحوں کے اندر اس شیر کا خاتمہ کر کے میدان اپنے ہاتھ میں لے لینے کا فن خوب جانتا تھا۔

بہر حال یوناف کافی دیر تک لوہے کے اس ہجرے کے اندر شیر کا مقابلہ کرتے ہوئے لوگوں کی تفریح کا سامان کرتا رہا۔ جب اس نے اندازہ لگایا کہ لوگ اب قیدیوں کو لانے کا مطالبہ نہیں کریں گے تو اس نے بری طرح شیر کو بیٹھا اور مارنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ شیر اس میدان سے نکل کر ہجرے کی طرف بھاگ گیا تھا اور جونہی وہ اپنے ہجرے میں داخل ہوا میدان کے محافظوں نے اس کے ہجرے کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر انہوں نے اس بڑے ہجرے کا دروازہ کھولا جس کے اندر یوناف بند تھا۔ یوناف ہر آیا لوگ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اسکے حق میں نعرے لگانے لگے تھے اور غصین آمیز جیسے اس پر نچھاور کرنے لگے تھے لوہے کے اس ہجرے سے نکل کر یوناف اس شاہ نشین کی طرف آیا جس پر جویس سیزر اس کے اہل خانہ اور بیوسا بیٹھے ہوئے تھے جونہی یوناف قریب آیا جویس سیزر نے شاہ نشین سے اتر کر یوناف کو گلے لگا لیا اس کی پیشانی چومی اور اسے یہ مقابلہ جیتنے پر شاباش دی۔ پھر لوگ آہستہ آہستہ میدان سے نکلنا شروع ہو گئے تھے جبکہ جویس سیزر سے اجازت لیکر یوناف بھی بیوسا کو لے کر سرائے کی طرف چلا گیا تھا۔

آہستہ آہستہ لوگ میدان سے نکلنا شروع ہو گئے اور میدان خالی ہونا شروع ہو گیا تھا۔ میدان میں صرف اب کئیڈیٹر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے رہ گئے تھے جو اکثر و بیشتر مقابلے کے اس میدان میں تیغ نئی کی مشق اور تربیت کرتے رہتے تھے۔ ان کئیڈیٹروں میں سائیکس بھی شامل تھا جو گزشتہ ایک مقابلے میں یوناف کے ہاتھوں زیر اور مغلوب ہو گیا تھا۔ جب مقابلے کے میدان سے سارے تماشا بین نکل گئے تو سائیکس نے چھ کئیڈیٹروں کو اپنے پاس ہی بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا جبکہ باقی کئیڈیٹروں سے اس نے میدان

کے ساتھ بری طرح نکرانے کے بعد شیر پھر اٹھا انتہائی خونخواری سے وہ آگے بڑھا ایک جست پھر اس نے لگائی اور اپنا ایک بھرپور بچا اس نے یوناف کے شانے پر مارنا چاہا لیکن اس بار بھی یوناف کمال پھرتی سے حرکت میں آیا اپنے بائیں ہاتھ سے اس نے شیر کا ایک پنجہ پکڑا دوسرا ہاتھ اس نے شیر کی گردن پر رکھا اور اسے مروڑ کر اوپر اٹھایا اور شیر کو پھر زمین پر اس نے بری طرح دے مارا تھا۔

شیر ایک بار پھر اٹھا اور بڑے عجیب سے انداز میں وہ یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ دوسری طرف یوناف بھی ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے لمو میں طوفان چل گئے ہوں اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے جیٹھ کی دھوپ میں جنگل جل اٹھا ہے۔ یا دیران دلوں کے صحرا میں بکھرے وحشت کے ہیروں کا رقص شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر شیر ہی کی طرح ایسی خونخواری اور ایسی درندگی پھیل گئی تھی جیسے موت کی طرح چنگھاڑتی آندھی ناگ بچن کے درختوں کو خم کرتی اور شور کرتی ہوئی گزر جاتی ہے۔ اس دفعہ یوناف نے خود شیر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کی تھی۔ وہ اذیت ناک ساعت، سفاک لمحے، کڑے وقت کی طرح حرکت میں آیا اور ایک عجیب سی شوریدہ مزاجی، وقت کے جبر اور اعصاب شکنی کے سے انداز میں اس نے اس درندے پر جست لگائی تھی۔ یوناف عین اس درندے کی پیٹھ پر جا کر گرا اپنی اپنی دونوں ٹانگوں سے اس نے درندے کی پیٹھ کو جکڑ لیا۔ دونوں بازو وہ شیر کے بازو سے نیچے نکال کر وہ گردن تک لایا اور اسے پوری طرح جکڑ کر بے بس کر دیا تھا۔ لوگ یوناف کی اس کارگزاری پر عجیب سا محسوس کر رہے تھے انہوں نے دیکھا اس لمحے جبکہ یوناف نے شیر کو اپنے سامنے پوری طرح بے بس کر دیا تھا۔ اس کا چہرہ قدیم داستانوں کے جمال اور شب کی سلوٹوں میں ناچتی قربانیت جیسا لگ رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یوناف نے اس شیر کو یونہی جکڑے رکھا شاید وہ اس مقابلے کو طول دے کر کی میدان میں جمع ہونے والے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تفریح مہیا کرنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر تک اس درندے کو یونہی جکڑے یوناف کھڑا رہا پھر اس نے اسے چھوڑ دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ شیر تھوڑی دیر اپنے بدن کو ایک جھرجھری سی دیتا رہا پھر اس نے اپنے بدن کو سمیٹا۔ اس کے بعد وہ طوفانوں کے زور اور بجلیوں کی کڑک کی طرح دھاڑا اور ایک بار وہ یوناف کی طرف بھاگا تھا۔ لیکن اس بار بھی یوناف نے کمال دراز دستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہجرے کے اندر ایک اونچی جست لگا کر شیر کے حملے سے اپنے آپ کو بچایا۔ اس کے بعد وہ پھر شیر پر وارد ہوا اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت اس نے اس کی گردن پر ڈالی اپنے بدن کا سارا بوجھ اس نے شیر کے چپکے حصے پر ڈال کر اسے جھکنے پر

ہوئی کہ اس کو نقصان پہنچانے والے ہم ہیں تو برا ہوگا۔ جو یس پہلے ہی ہمیں ماضی میں سول کا ساتھ دینے کی وجہ سے زیادہ پسند نہیں کرتا۔ اسے اگر خبر ہو گئی کہ یوناف کو ہم نے قتل کروایا ہے تو یاد رکھو کہ جو یس سیزر ہم سب کی گردنیں کاٹ کر رکھ دے گا۔ لہذا اس یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے ہمیں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں جلد بازی نہیں کرنا چاہئے بلکہ کسی مناسب موقع کا انتظار کرنا ہوگا۔ کوئی ایسا موقع جس وقت یہ یوناف روم شہر میں ہو جب کہ جو یس سیزر روم شہر سے باہر کسی مہم پر ہو اس وقت ہمیں ان دونوں میاں بیوی پر ہاتھ ڈالنا چاہئے اور دونوں کا خاتمہ کر کے اپنے راستے کے اس سب سے بڑے اور کڑے روڑے کو ہٹا مارنا چاہئے۔

دوسرے سارے کلیڈیٹروں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا اس کے بعد سانیکس نے اپنا آخری فیصلہ دیتے ہوئے کہا تو پھر سنو ہم کسی مناسب موقع کی تاک میں رہیں گے۔ جب بھی جو یس سیزر روم سے باہر کسی مہم پر ہوا ہم اس یوناف پر رات کی تاریکی میں وارو ہوں گے اور اس کا خاتمہ کر دیں گے پر یہ خاتمہ ایسے طریقے سے کریں گے کہ کسی کو کان و کان خبر تک نہ ہوگی کہ ہم ہی نے ان دونوں میاں بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اب آؤ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہم بھی میدان میں تربیت اور مشق کا کام شروع کریں اس کے ساتھ ہی سانیکس اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے کلیڈیٹرز بھی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے پھر وہ میدان کے وسط میں اتر کر تیج زنی کی مشق کرنے لگے تھے۔

○

افریقہ میں چچی کے چچا اور اس کے نامور جرنیل کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک جو یس سیزر روم ہی میں قیام کر کے بہترین اصلاحات نافذ کرتا رہا۔ جب وہ نیا کیلنڈر بھی جاری کر چکا اور اپنی مرضی کے مطابق اصلاحات بھی نافذ کر چکا تب اس نے پارٹھیلا (۱) پر حملہ کر کے اسے بھی رومنوں کا باغی بنانے کا عہد کیا۔ وہ ابھی پارٹھیلا پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کی تیاریوں ہی میں مصروف تھا کہ اس کے مخبروں نے اسے یہ اطلاع دی کہ اسپین میں چچی کے بیٹے نے رومن حکومت کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی ہے۔ اپنے آخری ایام میں چونکہ چچی اسپین چلا گیا تھا وہ اپنے اہل خانہ کو بھی اپنے ساتھ وہیں لے گیا تھا۔ اب چچی اور اس کے چچا کی موت کے بعد افریقہ میں اس کے بیٹے نے بغاوت کر دی تھی روم سے یکے بعد دیگرے کئی جرنیلوں کو لشکر دے کر چچی کے بیٹے کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا گیا لیکن ہر لشکر کو چچی کے بیٹے نے اسپین کے کھلے

کے وسط میں تیج زنی کی تربیت اور مشق کا کام شروع کرنے کے لئے کہا اس پر وہ سارے کلیڈیٹرز اٹھ کر میدان کے وسط میں تیج زنی کی مشق کرنے لگے تھے۔ جبکہ سانیکس بھی حرکت میں آیا اور اپنے پاس بیٹھے رہنے والے چھ خوفناک کلیڈیٹروں کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو یوناف نام کے اس تیج زن نے اس درندے کے ساتھ مقابلہ جیت کر ہمارے لئے مشکلات کھڑی کر دی ہیں تم جانتے ہو کہ گزشتہ ایک مقابلے میں اس یوناف نے مجھے تیج زنی کے مقابلے میں زیر اور مغلوب کر دیا تھا۔ ایک تو اس وقت اس کی وجہ سے میری ناموری اور میری شہرت کو وجہ لگا تھا۔ اب جو اس میدان میں اس نے خالی ہاتھ شیر سے مقابلہ کر کے اسے مغلوب کیا ہے۔ تو اس طرح اس نے روم کے اس موت کے میدان میں ایک نئے ہی کھیل کی ابتداء کر دی ہے۔ یہ کھیل اس میدان میں پہلے کبھی نہیں کھیلا گیا پہلے تم جانتے ہو کہ صرف جنگی قیدیوں پر درندوں کو چھوڑ کر لوگوں کو محفوظ کیا جاتا تھا لیکن اس یوناف نے خود اپنی مرضی اور اپنی رضامندی سے شیر کے ساتھ مقابلہ کیا لوگوں کو اس نے محفوظ بھی کیا تفریح کا بہترین سامان بھی فراہم کیا۔ شیر کو مغلوب کیا اور جواب میں لوگوں نے اپنے پورے دل کی گہرائیوں سے ناصرف یہ کہ یوناف کی اس دلیری اور جرات مندی کو تسلیم کیا بلکہ اس کی بہترین تعریف کی اس کی عمدہ طریقہ سے داد دی۔

لہذا میرے دوستو! میں خیال کرتا ہوں کہ اس یوناف کی اس جرات مندی اور خوبی کھیل نے ہماری ضرورت اور ہماری وقعت کسی قدر کم کر دی ہے اگر یہ روم میں رہ کر اسی طرح نئے نئے کھیلوں کا کام شروع کرتا رہا اور لوگوں کے سامنے اپنی جرات مندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتا رہا تو لوگ نہ صرف یہ کہ ہمیں اہمیت دینا بند کر دیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ حکومت وقت جو ہمیں وظیفہ دیتی ہے وہ بھی بند کر دے۔ یا ہم سے یہ کہے کہ اس یوناف کی طرح ہم لوگ بھی درندوں کا مقابلہ کریں جبکہ یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے۔ لہذا لوگوں کے اندر اپنی عزت کو بحال رکھنے اور اپنے پیٹے کی عظمت اور حفاظت کے لئے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں ہر صورت میں اس یوناف کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔ میرے دوستو میرے ساتھیو کو میری اس گفتگو کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔

اس پر ایک دوسرا کلیڈیٹر بولا اور سانیکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن سانیکس میرے دوست میرے بھائی تمہارے خدشات درست ہیں اور جو تجویز تو نے پیش کی ہے وہ بھی عمدہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں محتاط بھی رہنا چاہئے اس لئے کہ یہ یوناف جو یس سیزر کا بڑا چیتا اور اس کا بڑا پسندیدہ ہے۔ اگر ہم نے اس پر ہاتھ ڈالا اور کسی کو خبر

(۱) ایران کے اشکانیوں کو تاریخ میں پارٹھیلا ہی کہہ کر پکارا گیا ہے۔

میدانوں میں بدترین شکست دی۔ ان شکستوں سے رومن حکومت کی عزت اور وقار کو دھچکا لگا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے جولیس سیزر نے خود ایک لشکر لے کر اسپین جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہ خود چمپی کے بیٹے کی اس بغاوت کا خاتمہ کرے۔

آخر کار ایک بہت بڑا لشکر لے کر جولیس سیزر اسپین کی طرف روانہ ہوا یونان اور ہوسا بھی اس مہم میں جولیس سیزر کے ساتھ تھے۔ دوسری طرف ہسپانیہ میں چمپی کے بیٹے کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ جولیس سیزر خود ایک بڑا لشکر لے کر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو چکا ہے لہذا اس نے بھی جولیس سیزر کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں مکمل کر لیں تھیں اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ جبرالٹر سے چند میل دور مندا نام کے کھلے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا۔ جولیس سیزر کو بھی اس کے جاسوس یہ خبر دے چکے تھے۔ کہ چمپی کا بیٹا جبرالٹر سے چند میل دور مندا کی کھلی وادیوں میں پڑاؤ کر کے جولیس سیزر کا انتظار کر رہا ہے۔ لہذا جولیس سیزر نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے مندا کے ان میدانوں کی طرف پیش قدمی کی جہاں چمپی کا بیٹا پڑاؤ کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ مندا کے ان میدانوں میں داخل ہوا اور چمپی کے بیٹے کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسرے روز دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کا سامنا کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کیں مندا کے میدان میں چمپی کے بیٹے اور جولیس سیزر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں آخر کار جولیس سیزر کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔ مورخین کہتے ہیں کہ مندا کے ان میدانوں میں چمپی کے اس بیٹے کے ہمیں ہزار لشکری مارے گئے۔ اور باقی اس کے ساتھی شکست اٹھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جولیس سیزر نے بڑی تندی اور بڑی خونخواری سے چمپی کے بیٹے اور اس کے لشکریوں کا تعاقب کر کے ان کا خوب قتل عام کیا۔ چمپی کا بیٹا اسپین سے نکل کر افریقہ کی طرف چلا گیا اور گناہی اختیار کر لی۔ جبکہ اس کے لشکر کی اکثریت کا جولیس سیزر نے خاتمہ کر دیا باقی لوگ ادھر ادھر بکھر کر اپنی جانیں بڑی مشکل سے بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ چمپی کے بیٹے کے اسپین میں شکست دینے کے بعد جولیس سیزر نے چند ماہ تک اسپین ہی میں قیام کر کے وہاں کے حالات درست کئے پھر وہ واپس روم چلا گیا تھا۔

کہ اسے بھی روم میں اپنے خاندان کے افراد کو منظم کرنا چاہئے تاکہ اس کے بعد اس کا خاندان حکومت میں رہے اور ایسا نہ ہو کہ اس کی موت کے بعد اس کے دشمن روم پر حکمران ہوں اور اس کے خاندان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں اپنے ان ارادوں کے تحت جولیس سیزر حرکت میں آیا۔ اس نے اپنے بیٹے آکیٹیوس کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ اس سے پہلے آکیٹیوس کوئی انی محرک زندگی بسر نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اسے اپنا جانشین مقرر کرنے کے بعد جولیس سیزر نے زندگی کے ہر شعبے میں اسے راہنمائی کرنے کے مواقع فراہم کئے اس طرح جولیس سیزر کی راہنمائی میں یہ آکیٹیوس بڑی تیزی سے رومنوں کی نگاہوں میں عزت و وقار حاصل کرتا چلا گیا تھا۔

اسپین میں چمپی کے بیٹے کی بغاوت کو فرو کرنے سے پہلے جولیس سیزر نے پارٹھیا پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تھا لیکن چمپی کے بیٹے کی بغاوت کی وجہ سے وہ اس مہم پر روانہ نہ ہو سکا۔ اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے اس مہم پر اپنے بیٹے آکیٹیوس کو بھیجے تاکہ وہ پارٹھیا میں فتوحات حاصل کر کر رومنوں کے اندر ناموری اور شہرت حاصل کرے۔ اس مقصد کے لئے جولیس سیزر نے ایک بہترین لشکر تیار کیا۔ اور اسے اونچ نیچ سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ پارٹھیا اور اس کے اطراف میں فتوحات کا سلسلہ پھیل دے اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ رومنوں کے اندر ہر دلعزیزی اختیار کر جائے گا اور اس کے بعد وہ اٹلی کا بادشاہ بننے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جولیس سیزر کی یہ ساری باتیں آکیٹیوس کے دل میں بیٹھ گئیں تھیں۔ لہذا اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ لشکر کے ساتھ پارٹھیا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف جولیس سیزر کے مخالف اور چمپی کے رشتے دار اور اس کے حامی بھی حرکت میں آئے ہوئے تھے جہاں جولیس سیزر اپنے اہل خانہ کو بہتری کے لئے مشغول تھا وہاں چمپی کے چاہنے والے بھی اس کا خاتمہ کرنے کے درپے تھے۔ جولیس سیزر کو کئی بار اس کے چاہنے والوں اور اس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ وہ کبھی بھی اپنے حفاظتی دستوں کے بغیر ادھر ادھر نہ جایا کرے لیکن وہ اس کی پرواہ نہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جبکہ وہ سینٹ سے خطاب کرنے کے لئے سینٹ ہال کی طرف آ رہا تھا تو سینٹ کے ہال سے باہر جہاں چمپی کا پتھر کا مجسمہ نصب تھا ابھی وہ وہیں تک پہنچا تھا کہ کچھ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے یہ سب باغی اور سازش تھے انہوں نے جولیس سیزر کو یوں گھیر لیا جیسے وہ جولیس سیزر کے ہمدرد اور شیدائی ہوں پھر ان میں سے کچھ لوگ جولیس سیزر سے پٹ گئے اور پے درپے اس پر خنجر کے وار کر کے اس کا خاتمہ کر دیو۔ آنا "فنا" یہ قاتل شہر کے اندر بکھر

پہلے افریقہ میں چمپی کے بچا کی بغاوت اور اس کے بعد ہسپانیہ میں چمپی کے بیٹے کی بغاوت نے جولیس سیزر کو چونکا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ محتاط ہو گیا تھا۔ اب اس نے ارادہ کیا

یہ فیصلہ ہونے کے بعد اسپین یعنی ہسپانیہ پیڈیوس کے حوالے کیا گیا سسلی سیارڈ۔ نیہ اور افریقہ پر آکیٹیوس کا تسلط قائم کر دیا گیا۔ جب کہ اٹلی کے شمال میں ان علاقوں پر جن میں فرانس، سویٹزرلینڈ اور انگلینڈ بھی شامل تھے۔ مارک انتونی کا اقتدار قبول کر لیا گیا تینوں جرنیل اس بات پر بھی متفق ہو گئے تھے کہ اٹلی کے معاملات کو بہر حال تینوں صلاح مشورہ کرتے ہوئے چلائیں گے اس طرح تینوں جرنیل اپنے اپنے علاقوں کی طرف اپنے لشکر لے کر روانہ ہو گئے تھے۔

○

روم کا نامور کلیڈیٹر سٹیکس ایک روز شام کے قریب مقابلے کے میدان میں اپنے چند کلیڈیٹروں کے ساتھ جمع ہوا جب اس کے سارے ساتھی اس کے بلائے جانے کے بعد اس میدان میں جمع ہو گئے تو سٹیکس نے اپنے ساتھی کلیڈیٹروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے ساتھیو رات کے اس وقت تمہیں مقابلے کے اس میدان میں بلائے کا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ ہم اپنے مشترکہ دشمن سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔ شاید تم لوگ میری گفتگو کا مقصد سمجھ رہے ہو گے۔ یونان جس کی بیوی کا نام پیوسا ہے۔ اور جس نے روم شہر کی شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے وہ ہم سب کا مشترکہ دشمن ہے اسے ختم کرنے کا یہ سب سے بہترین موقع ہے اس لئے کہ اس کا ہمدرد اس کا محافظ جولیسی سیزر، را جا چکا ہے۔ جولیسی سیزر کے بعد مارک انتونی اور پیڈیوس بھی اس کے ہمنوا اور اس کے ہمدرد خیال کئے جاتے تھے جبکہ انتونی اور پیڈیوس بھی اسی وقت روم میں نہیں ہیں۔ پیڈیوس اسپین جا چکا ہے۔ انتونی شمالی علاقوں کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ رہا جولیسی سیزر کا بھتیجا آکیٹیوس تو اسے یونان سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے۔ اور وہ بھی ان دنوں شمالی افریقہ کی طرف کوچ کر چکا ہے لہذا میرے ساتھیو اس یونان کا خاتمہ کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سٹیکس تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا سنو میرے ساتھیو ان دنوں روم شہر کی حالت جنگ کی سی ہے جس کا کوئی حکمران نہ ہو۔ مارک انتونی پیڈیوس اور آکیٹیوس نے روم کے مفادات کو آپس میں تقسیم کر لیا ہے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو چکے ہیں جبکہ اٹلی کا نظم و نسق وہ تینوں متحد ہو کر چلائیں گے اور سینیٹ کے ممبران ان کی مرضی اور غشا کے مطابق کام کرتے رہیں گے۔ اگر ہم

گئے اور پھر اپنی جائیں بچا کر شہر سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے جولیسی سیزر کی موت کے بعد گو اس کے حامی جرنیلوں یعنی مارک انتونی اور پیڈیوس نے شہر کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن اب دیر ہو چکی تھی اور قاتل جولیسی سیزر کا خاتمہ کرنے کے بعد روم شہر سے فرار حاصل کر چکے تھے اس طرح جولیسی سیزر کا بچہ کے حامیوں نے خاتمہ کر دیا

○

جولیسی سیزر کی موت کے وقت اس کے دونوں ساتھی اور نامور جرنیل مارک انتونی اور پیڈیوس روم شہر کے اندر موجود تھے۔ جولیسی سیزر کے مارے جانے کے بعد یہ دونوں جرنیل حرکت میں آئے اور بڑی تیزی کے ساتھ انہوں نے روم اور اس کے گرد و نواح میں پھیلے ہوئے لشکروں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف جولیسی سیزر کا بھتیجا آکیٹیوس جو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پارٹھیا کی فتح کے لئے روانہ ہوا تھا۔ راستے ہی میں اپنے چچا جولیسی سیزر کے قتل کے ساتھ واپس مڑا اس کا ارادہ تھا کہ فوراً پہنچ کر اٹلی کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے۔ دوسری طرف مارک انتونی اور پیڈیوس بھی بڑے تیز اور چالاک تھے۔ وہ بھی حکومت پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھے ہر کوئی اپنی طرف سے اپنا مقصد حاصل کرے کے لئے بھاگ دوڑ کرنے لگا تھا۔

مارک انتونی اور پیڈیوس کو جب خبر ہوئی کہ جولیسی سیزر کا بھتیجا اپنے لشکر کے ساتھ روم کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے اور یہ کہ وہ اٹلی کا حکمران بننے کا خواہش مند ہے تو وہ بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور آکیٹیوس کی راہ روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ کھلے میدانوں میں آکیٹیوس کا لشکر جب مارک انتونی اور پیڈیوس کے متحدہ لشکر کے سامنے نمودار ہوا تو دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر لیا۔ اس موقع پر پیڈیوس نے بڑی مہارت بڑی دانش مندی کا ثبوت دیا اس نے اپنے قاصد جولیسی سیزر کے بھتیجے آکیٹیوس کی طرف بھجوائے اور اسے دعوت دی کہ جنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہمیں چاہئے کہ باہم گفتگو کر کے اپنے معاملات کو طے کر لیں آکیٹیوس فوراً اس پر تیار ہو گیا۔ لہذا تینوں جرنیل باہم بیٹھ کر اپنے معاملات طے کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

تینوں جرنیلوں میں کافی دیر تک صلح مشورے ہوتے رہے پھر وہ تینوں اس امر پر متفق ہو گئے کہ جس طرح ماضی میں رومنوں کے معاملات تین جرنیل یعنی پچی جولیسی سیزر اور کرپس متحد ہو کر چلاتے رہے ہیں اسی طرح انھیں بھی باہم مل کر رومنوں کے معاملات کو چلانا چاہئے۔

میں یہ یونان ہمارے لئے کسی بہت بڑی مصیبت کا پیش خیمہ بن جائے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات اس کے خلاف حرکت میں آئیں اور اس کا خاتمہ کر کے رکھ دیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد سائیکس جب خاموش ہوا تو اس کا ایک ساتھی کلیڈ ٹیڑیولا اور سائیکس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

سائیکس ہمارے عزیز ہم تمہاری اس بات سے تو اتفاق کرتے ہیں کہ یونان کو ختم کر دینا چاہئے اور اسے ختم کرنے کا یہ بہترین اور مناسب موقع ہے۔ پر یہ تو کہو اسے اس کے انجام تک پہنچانے کے لئے ہم کیا طریقہ کار استعمال کریں گے۔ اس پر سائیکس ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔ اب اس یونان کو ختم کرنے کے لئے ہمیں کسی بڑی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ تھوڑی دیر تک ہم اسی میدان میں بیٹھ کر رات کے گہرا ہونے کا انتظار کرتے ہیں پھر یہاں سے ہم سیدھا اس شرقی سرائے کی طرف کوچ کریں گے جہاں پر اس نے قیام کر رکھا ہے۔ اس وقت تک سرائے کا مالک جو ان دونوں یونان کا بہترین ہمدرد بن چکا ہے وہ بھی سوچکا ہوگا۔ اس وقت اگر ہم سرائے کے پچھلے حصے کی دیوار کو پھاند کر سرائے میں داخل ہوں اور یونان اور اس کی بیوی کو بڑی رازداری سے قتل کر کے سرائے سے نکل جائیں تو کسی کو خبر تک نہ ہوگی کہ ان دونوں میاں بیوی کو کب کس وقت اور کس نے قتل کیا ہے۔ اس پر ایک اور کلیڈ ٹیڑیولا اور کہنے لگا۔

اس سرائے میں یونان اور اس کی بیوی پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ پہلے ہمیں اپنے کسی ساتھی کو سرائے کی طرف بھجوانا ہوگا جو یہ دیکھ کر آئے کہ ان دونوں کا قیام کس کمرے میں ہے۔ اس پر سائیکس فوراً بولا اور کہنے لگا۔ اس کی ضرورت پیش نہیں آئیگی اس لئے کہ میں جانتا ہوں سرائے کے کس کمرے میں ان دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا ہے۔ اس پر پھر وہی پہلا کلیڈ ٹیڑیولا اور کہنے لگا اگر یہ معاملہ ہے تو پھر ہمیں کچھ بھی نہیں کرنا ہوگا۔ یہاں تھوڑی دیر مزید بیٹھتے ہیں پھر سرائے کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اس طرح وہ سب مل کر آپس میں گفتگو کرتے ہوئے وقت گزارنے لگے تھے۔ جب رات کافی گہری ہو گئی تب وہ مقابلے کے اس میدان سے نکلے اور روم شر کی اس شرقی سرائے کی طرف بڑھے جس میں یونان اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا تھا۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ چاروں طرف مہیب شب کا ہراس اور دہر ظلمت پھیل گیا تھا۔ ہر سمت ہر سو عمیق کرب کے بیکراں سلسلوں اور سلگتی ریت کے صحرا جیسی خاموشی اور سکوت طاری تھا۔ ایسے میں یونان اور بیوسا سرائے کے کمرے میں گہری نیند سو

رہے تھے کہ ابلیکا نے یونان کی گردن پر تیز لیس دیا۔ جس پر یونان فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یونان کے اس طرح اچانک اٹھنے سے بیوسا کی نیند بھی جاتی رہی تھی اور وہ بھی اسکے پہلو میں اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس موقع پر بیوسا یونان سے شاید کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن یونان کی حالت دیکھتے ہوئے شاید وہ جان گئی تھی کہ ابلیکا اسکی گردن پر لیس دے رہی ہے لہذا وہ بھی ابلیکا کی گفتگو سننے کیلئے ہمہ تن متوجہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا نے ایک دو بار پھر یونان کی گردن پر اپنا ریٹھی لیس دیا۔ پھر وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو یونان میرے حبیب رومنوں کا وہ کلیڈ ٹیڑ جس کا نام سائیکس اور جو ایک بار تمہارے ہاتھوں مقابلے کے میدان میں مات بھی کھا چکا ہے۔ وہ اپنی اس مات اپنی شکست کا تم سے انتقام لینے کیلئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ سرائے میں داخل ہو گا ان سب کا ارادہ ہے کہ رات کی تاریکی میں تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو کر تمہارا خاتمہ کر دیا جائے۔ سائیکس اپنے ساتھیوں کے ساتھ سرائے کے پچھواڑے کی طرف سے سرائے میں داخل ہو گا۔ وہ دیوار پھاند کر اندر آئیں گے اور بڑی رازداری سے تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہذا تم دونوں میاں بیوی بھی ان لوگوں کے آنے تک مستعد ہو جاؤ تاکہ انکا خاتمہ کیا جاسکے میں خود بھی تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ انکے خلاف حرکت میں آؤں گی ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد غصے اور غضبناکی میں یونان کے چہرے کی حالت عجیب سی بھیانک پن اختیار کر گئی تھی پھر وہ انتہائی غصے میں ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تو ان نامرادوں کو آنے تو دے میں انکی ساری آرزوؤں جیٹوؤں اور انکے ذوق کو حیرت کے دوراہے پر لا کھڑا کروں گا۔ انکے سامنے میں بکھری صدیوں کے نقاب الٹوں گا۔ ان کے وجدان کے منظر منظر پر آگ کے دریا اور الفاظ کی صورت گری میں لبو کی ندیاں بہا کر رکھ دوں گا۔ سن ابلیکا ان شیطان کے گماشتوں کے خلاف میں آواز حق کی آبرومندی بن کر حرکت میں آؤں گا اور انکی ناموسان آغوش کو ماتم سرائے دہر اور انکی ساری جزات مندی کو ہمہ عقوبت اور ہمہ قیامت میں تبدیل کر کے رکھوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یونان فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی تلوار اس نے سنبھال لی۔ اسکی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی ایک جگہ سے اٹھ اٹھی اور اس نے بھی اپنی تلوار سنبھال لی تھی۔ اس موقع پر ابلیکا پھر بولی اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھو یونان تم اپنے کمرے سے نکل کر دونوں میاں بیوی تھوڑا سا آگے نکل جاؤ۔ ظاہر ہے کہ سائیکس اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے دروازے کی طرف آئے گا۔ تم اپنے کمرے کا

سے نکل کر انکے سامنے آئے اور پھر یونان انتہائی غشبنک اور قربانی کی حالت میں سائیکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو سائیکس میں تم لوگوں کے خطرے کے باعث اس سرائے کو چھوڑ کر بھاگنے والا نہیں ہو۔ ہاں مجھے تمہاری کینگی اور تمہاری اس ذلیل حرکت کی اطلاع ضرور مل گئی تھی۔ سنو سائیکس میں تمہاری طرح ذلیل اور گھٹیا انسان نہیں ہوں۔ رات کی اس تاریکی میں جبکہ تم سب ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو کر ہمارا خاتمہ کرنے کیلئے آئے ہو تو پھر ہماری طرف بڑھو اور پھر دیکھو کہ ہم دونوں میاں بیوی کیسے تمہاری پٹوں بیچ تاریکی کے آنچلوں میں سیال آگ کی صورت اختیار کر کے تمہارا خاتمہ کرتے ہیں۔ سن رکھو سائیکس ہم تو تمہارے ویران خوابوں میں فتنوں بار انگ کی طرح داخل ہو کر تم لوگوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یونان نے ذومعنی انداز میں بیوسا کی طرف دیکھا پھر دونوں میاں بیوی نے اپنی تلواریں لہرائیں۔ اب وہ اہرام کی سی راز بستگی سے نکل کر جنگل کی دھاڑتی ہوئی ہواؤں صحراؤں سے انہی فضاؤں آندھیوں کے مہیب جھکڑوں اور موت کے ان گنت ہیدلوں کی طرح حرکت میں آتے ہوئے آگے بڑھے تھے اور جس طرح موت کے شعلوں کا پیراہن پن بیچ کھاتے دھوئیں کے مرغولے پھیلنا بکھڑا شروع ہوتے ہیں اسی طرح یونان اور بیوسا نے بھی شعلہ انداز اور برق انداز صورتحال اختیار کرتے ہوئے لاوے شعلے اور شرارے کی طرح آگے بڑھ کر سائیکس اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تھا۔ دوسری طرف سے ابلکا بھی حرکت میں آچکی تھی اور وہ بھی سائیکس کے ساتھیوں کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹختے لگی تھی۔ جبکہ یونان اور بیوسا نے بھی سائیکس کے ساتھی میٹروں کو اس طرح کاٹا شروع کر دیا تھا جیسے آندھیوں کے جھکڑ کھنڈر کی بھر بھری دیواروں کو گرا دیتے ہیں۔ وہ دونوں میاں بیوی ان کلیہ میٹروں کی زندگی کے افسانے کا آخری حرف لکھتے ہوئے ان سب کیلئے ظلمتوں کے بسیط طوفانوں میں شعلہ فشاں برق کا رقص مرگ شروع کر چکے تھے۔

چند ہی لمحوں میں ایک طرف سے ابلکا نے طوفان برپا کرتے ہوئے اور دوسری طرف سے یونان اور بیوسا نے حرکت میں آتے ہوئے سائیکس اور اس کے ساتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔ ابھی ایسا ہوا ہی تھا کہ سرائے کا مالک بھاگتا ہوا وہاں آگیا اور بڑی بدعوا سی میں وہ لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے یونان سے پوچھنے لگا یہ کون لوگ ہیں کیا ان لوگوں نے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تھی۔ پھر یونان کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ ایک

درداڑہ کھلا چھوڑ دو اور بیوسا کو لے کر اپنے کمرے سے تھوڑا سا آگے نکل جاؤ۔ جب سائیکس اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے کمرے میں داخل ہونے لگے گا تو سامنے کی طرف سے تم دونوں میاں بیوی انہیں لکارنا انکی پشت کی طرف سے ان پر میں بھی وارد ہوں گی اور پھر دیکھنا ہم تینوں مل کر انکا کیا حشر کرتے ہیں۔ اب تم جلدی سے اپنے کمرے سے نکل کر تھوڑا آگے جا کر اوٹ میں کھڑے ہو جاؤ۔ اسلئے کہ سائیکس اور اس کے ساتھی اس وقت سرائے کی دیوار کو پھند کر اندر داخل ہو رہے ہیں اور تھوڑی دیر تک وہ یہاں پٹختے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ابلکا کے کہنے پر یونان اور بیوسا فوراً حرکت میں آئے اور وہ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے تھوڑا سا آگے جا کر ایک ستون کی اوٹ میں کھڑے ہو کر سائیکس اور اس کے ساتھیوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد سائیکس اور اس کے ساتھی کمروں کے سامنے گزرنے والی راہداری میں نمودار ہوئے اور سب کے سب وہ بے پاؤں آواز پیدا کئے بغیر یونان اور بیوسا کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان سب نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے۔ ان کے جسموں پر انکے جنگلی لباس تھے۔ انکے ہاتھوں میں انکی ڈھالیں اور انکی تلواریں تھیں اور وہ حملہ آور ہونے کیلئے انتہائی مستعد دکھائی دیتے تھے۔ جب وہ رازداری اور آہستگی کے ساتھ چلتے ہوئے یونان اور بیوسا کے کمرے کے سامنے آئے تو ان میں سے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ شاید وہ خود سائیکس تھا پر وہ جلد ہی باہر آگیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔ حیرت ہے وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں موجود ہی نہیں۔ اس پر ایک اور کلیڈ میٹرولا اور کہنے لگا کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ سرائے چھوڑ کر یہاں سے کوچ ہی کر چکے ہوں سائیکس کہنے لگا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا دن کے وقت میں نے خود انہیں اس سرائے میں ٹھہرے ہوئے دیکھا ہے وہ اس قدر جلدی سرائے چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں۔ اس بار ایک اور کلیڈ میٹرولا اور کہنے لگا۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں ہمارے اس ارادے اور اس عزم کی اطلاع ہو گئی ہو کہ آج رات کی تاریکی میں ہم ان دونوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر سائیکس بھلا کر کہنے لگا تم لوگ بھی اسحق اور بے وقوف ہو ان کو کیسے خبر ہو سکتی ہے کہ ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں یہ ساری تجویز تو تھوڑی دیر پہلے ہم نے مقابلے کے میدان میں بیٹھ کر طے کی ہے ہمارے سوا وہاں اور کوئی تھا بھی نہیں جو ان دونوں میاں بیوی کو آکر اطلاع کرتا۔ سمجھ نہیں آتی کہ وہ دونوں میاں بیوی کہاں چلے گئے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد سائیکس جب خاموش ہوا تو سامنے کی طرف سے یونان اور بیوسا دونوں میاں بیوی ستون کی اوٹ

دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

○

اٹلی پر اب تین حکمران حکومت کر رہے تھے۔ ایک مارک انتونی جو ان دنوں فرانس سویٹزر لینڈ اور انگلستان کی سر زمینوں کی طرف تھا دوسرا آکٹیویوس جو افریقہ میں قیام کئے ہوئے تھا اور تیسرا لیبیوس جو ان دنوں ہسپانیہ کے نظم و نسق کو درست کر رہا تھا۔ ان تینوں نے تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے سے روم کے اندر اپنے اپنے دشمنوں کی فہرستیں تیار کرنا شروع کیں۔ ان تینوں نے صلاح و مشورہ کیا کہ روم کے اندر جس قدر بھی انکے دشمن ہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے جیسی وہ سکون اور اطمینان کے ساتھ اٹلی پر حکومت کر سکتے ہیں۔ لہذا دن رات فہرستیں تیار کرنا شروع کی گئیں اور روم کے اندر ان تینوں نے اپنے اپنے دشمنوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا۔ قتل کئے جانے والے ان لوگوں کی فہرستوں میں مارک انتونی، لیبیوس اور آکٹیویوس کے بیوی بچے اور رشتے دار بھی اپنے اپنے دشمنوں کے نام لکھانے لگے لہذا لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس طرح ان تینوں نے مل کر ایک طرح سے اٹلی میں اپنے ذاتی دشمنوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

مارک انتونی، لیبیوس اور آکٹیویوس کی ان مصروفیات سے فائدہ اٹھا کر جولیوس میزرو کے قاتل بروٹس اور کیسیوس بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ یہ دونوں جولیوس میزرو کو قتل کرنے کے بعد روم سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے یہ ایشیا کی طرف چلے گئے تھے۔ وہاں انھوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے دن بدن اپنے ساتھیوں اور جمیعت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ روم سے بھاگتے ہوئے یہ اپنے ساتھ دولت کے انہار بھی لے گئے تھے۔ جنہیں خرچ کر کے انھوں نے اپنے لشکر بھی تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر جب مارک انتونی، لیبیوس اور آکٹیویوس نے روم کے اندر اپنے دشمنوں کا قتل عام شروع کیا تو بہت سے لوگ اپنی جانیں بچا کر ایشیا میں بروٹس اور کیسیوس کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے۔ اٹلی کے اندر جس قدر باغی عناصر تھے وہ بھی خوفزدہ ہو کر ایشیا میں بروٹس اور کیسیوس کے ساتھ جا ملے۔ اس طرح ایشیا میں کیسیوس اور بروٹس نے دو بڑے لشکر تیار کر لئے تھے۔ جب ان دونوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب وہ اپنے لشکر کو تربیت بھی دے چکے ہیں اور اب انکے لشکر اس قابل ہیں کہ وہ اٹلی پر حملہ آور ہو کر روم پر قبضہ کر سکیں تو انھوں نے ایشیا سے اٹلی کی طرف کوچ کیا تھا۔

لیبیوس ان دنوں ہسپانیہ میں تھا اور وہ وہاں مزے کر رہا تھا۔ اسے کچھ ہوش نہ تھا

لاش کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ شاید اس نے سائیکس کو پہچان لیا تھا۔ دوبارہ وہ یونانی کی طرف آیا اور بڑی ہمدردی میں وہ یونانی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ تو بد بخت سائیکس اور اسکے ساتھی ہیں۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش ہے۔ جواب میں یونانی مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے بزرگ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اس سائیکس نے مجھ سے ہار جانے کی وجہ سے انتقام اور بدلہ لینے کی خاطر آج اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہونا چاہا۔ یہ میرے کمرے میں گھس کر میرا اور میری بیوی کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہماری خوش قسمتی کہ ہم اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھے۔ ہم کمرے سے باہر راہداری میں چل قدمی کر رہے تھے پھر ہم دونوں میاں بیوی کے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہوا اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے ان سب مکیڈیٹروں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا ہے۔ سرائے کا مالک یونانی اور بیوسا کی اس کارگزاری پر بے حد خوش ہوا پھر وہ کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی نے ان کم بختوں کا خاتمہ کر کے بہت اچھا کام یہ ذلت کے مارے تھے ہی اس قابل یہ ہر کسی کو نشانہ بناتے ہوئے اس پر موت جاری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ پر میرے عزیز آؤ اب حرکت میں آئیں اور ان سب کی لاشیں اٹھا کر سرائے کے محن میں کیس دفن کر دیں۔ یونانی اور بیوسا دونوں سرائے کے مالک کے کہنے پر حرکت میں آئے ان تینوں نے مل کر ایک بڑا گڑھا سرائے کے محن میں کھودا ساری لاشوں کو اس گڑھے میں ڈال کر اس گڑھے کو انھوں نے مٹی سے بھر کر مٹی کو خوب دبا کر اوپر پانی چھڑک دیا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد سرائے کے مالک نے یونانی اور بیوسا دونوں کو مخطوب کرتے ہوئے کہا۔ میرے عزیز مجھے شرمندگی ہے کہ میری سرائے میں قیام کے دوران تمہیں اذیتوں اور مصیبتوں کا سامن کرنا پڑ رہا ہے۔ اس پر یونانی فوراً سرائے کے مالک کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں۔ اب تو ہمارے ساتھ تعلقات ہیں۔ ہر مصیبت میں تمہاری مدد کرنا اب ہمارے فرائض میں شامل ہے اور پھر یہ تو بد بخت ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے آئے تھے لہذا ہم نے انکا خاتمہ کر دیا۔ اس پر سرائے کا مالک مطمئن انداز میں کہنے لگا۔ تم دونوں میاں بیوی اب اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو میں بھی جاتا ہوں پر میں سرائے کے کچھ محافظوں کو تمہارے کمرے کے آس پاس ٹھہرنے کیلئے کہتا ہوں تاکہ کوئی اور مکیڈیٹر بھی ایسی حرکت کرنا چاہتے تو بروقت تمہیں اسکی اطلاع کی جا سکے اسکے ساتھ ہی سرائے کا مالک وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ یونانی اور بیوسا بھی

لوہو ہونے لگی تھی۔

مارک انتونی شروع میں ہی اپنے بمقابلہ کیسیوس پر بھاری اور حاوی ثابت ہوا تھا۔ کیسیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ کسی نہ کسی طرح مارک انتونی کو اس جنگ میں شکست دینے میں کامیاب ہو جائے لیکن مارک انتونی کا دشمن کے خلاف جنگ کرنے کا انداز جولیوس سیزر جیسا ہی تھا۔ مارک انتونی نے اپنے لشکر کو مختلف حصوں اور دستوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور باری باری اسکے حکم پر وہ لشکر کے حصے اور دستے پہلو اور پیٹھے بدل بدل کر مختلف سمتوں اور جہتوں سے دشمن پر حملہ آور ہوتے جا رہے تھے۔ ایک مشینی سے انداز میں مارک انتونی کے لشکر کے یہ حصے اور دستے بار بار دائیں بائیں آگے پیچھے ہٹتے ایک دستہ ہٹتا اور اس جگہ دشمن سے مقابلہ کرنے کیلئے دوسرا دستہ آتا۔ اس طرح مارک انتونی نے اپنے دشمن کیسیوس کے سامنے اپنے لشکریوں کا ایک ہلکا اور چکر باندھ کر رکھ دیا تھا کیسیوس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ وہ اس موقع پر مارک انتونی سے اپنا دفاع کس طرح کرے کہ اسی ہلکا در ہلکا سامنے آنے اور پیچھے ہٹنے کے دوران مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ کیسیوس نے اپنی پھر پوری کوشش کی کہ نامرغوب یہ کہ اس حقے کو توڑے بلکہ مارک انتونی کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دے لیکن اس وقت تک مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ کیسیوس کے لشکر پر بری طرح چھا چکا تھا اور پھر اس نے چاروں طرف سے کیسیوس اور اسکے لشکریوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف آکٹیویوس کی حالت مارک انتونی سے مختلف تھی۔ مارک انتونی جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ وہ جولیوس سیزر کے ساتھ بھی کام کرتا رہا تھا اور جنگ کے سارے ہی طریقوں سے واقف تھا ویسے بھی وہ جنگ میں کسی خونخوار بھیڑیے اور چالاک لومڑی کی طرح حرکت میں آنے والا تھا جبکہ اسکے مقابلے میں آکٹیویوس جنگ کو کوئی اتنا بڑا اور وسیع تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ جولیوس سیزر نے اپنی موت سے پہلے اپنے اس بھتیجے کو مشرق پر حملہ آور ہونے کیلئے ایک لشکر دے کر بھیجا تھا لیکن اس لشکر کے ساتھ جولیوس سیزر کی موت کی وجہ سے آکٹیویوس کو روم واپس جانا پڑا لہذا یہ آکٹیویوس جنگ کا کوئی خاص تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ جسکی بناء پر بروٹس نے اس آکٹیویوس کے لشکر کے خلاف ایسی خوفناک اور ہولناک جنگ کی ابتداء کی کہ شروع میں ہی آکٹیویوس نے محسوس کر لیا کہ اگر جنگ زیادہ دیر قائم رہی تو بروٹس ضرور اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

تاہم اس موقع پر آکٹیویوس نے بڑی دانشمندی اور فہم و فراست سے کام لیا اور وہ اس طرح کہ اس نے جب یہ اندازہ کیا کہ بروٹس اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا تو

کہ یورپ اور ایشیا میں اس وقت کیا تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ تاہم بروٹس اور کیسیوس کے یورپ کی طرف پیش قدمی کرنے سے مارک انتونی اور آکٹیویوس بڑے پریشان اور فکر مند ہوئے۔ آکٹیویوس فوراً افریقہ سے نکل کر یورپ میں آیا۔ اپنے لشکر کو بھی وہ اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ جبکہ دوسری طرف مارک انتونی بھی اپنے لشکر کے ساتھ فرانس اور سویٹزرلینڈ سے روم پہنچ گیا تھا۔ دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلح و مشورہ کیا۔ پھر وہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بروٹس اور کیسیوس کی راہ روکنے کیلئے روم سے کوچ کر گئے تھے۔

مارک انتونی اور آکٹیویوس نے اپنے جاسوس دور دور تک پھیلا دیئے تھے تاکہ وہ ان دونوں کو بروٹس اور کیسیوس کے لشکر کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں۔ انہی جاسوسوں کی فراہم کردہ خبروں کی روشنی میں مارک انتونی اور آکٹیویوس نے اپنے اپنے لشکر کیساتھ بحیرہ ائبیکن سے نو میل دور فلی نام کے ایک قصبے کے قریب پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسری طرف باغی سردار بروٹس اور کیسیوس بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر پیش قدمی کر رہے تھے جو ایشیا سے یورپ کی طرف آتی تھی اور یہ شاہراہ فلی نام کے قصبے کے قریب ہی گزرتی تھی۔

بروٹس اور کیسیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اور آکٹیویوس اپنے لشکر کے ساتھ فلی نام کے قصبے کے قریب پڑاؤ کر کے ان دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ لہذا وہ بھی اپنی پوری تیاریوں سے پیش قدمی کر رہے تھے۔

بروٹس اور کیسیوس فلی نام کے قصبے کے قریب اس وقت پہنچے جس وقت سورج طلوع ہو چکا تھا اور صبح نیم دھند لکوں میں نما رہی تھی۔ ان دونوں نے آتے ہی اپنی پوری فکری اور ارادی قوتوں کے ساتھ کمرائی کشش کی طرح مارک انتونی اور آکٹیویوس کے لشکروں پر حملہ کر دیا تھا۔ بروٹس اپنے لشکر کے ساتھ آکٹیویوس کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ جبکہ کیسیوس انتہائی بھیانک انداز میں مارک انتونی پر حملہ کر چکا تھا۔ دوسری طرف مارک انتونی اور آکٹیویوس بھی بروٹس اور کیسیوس کے متوقع حملے کیلئے پہلے سے تیار تھے لہذا انہوں نے بھی آلام کی گرد اور برقی کے ٹاڈیدہ لپکوں کی طرح بروٹس اور کیسیوس پر جوابی حملہ کیا تھا۔

ہر کوئی دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنی تلواریں کو فتح نصیب کرنے کی فکر میں تھا۔ فلی نام کے اس قصبے کے باہر کھلے میدانوں میں دونوں لشکر ایک دوسرے پر جھل و ظلمات کے جبر واد کی تحریروں اور طغیان لفظ و بیان کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ بانجھ اور برسوں کی پیکی زمین خون آلود ہونے لگی تھی۔ انسانیت کی تقدیریں سرنگوں اور عظمت ابن آدم لو

کیسیوس کی طرح اسکے لشکر کا بھی قتل عام شروع کر دیا اس طرح کیسیوس کی طرح بروٹس کے لشکر کی اکثریت کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور بروٹس بھی جنگ میں لڑتے لڑتے مارک انتونی کے لشکریوں کے ہاتھوں مارا گیا اس طرح مارک انتونی اور آکٹیویوس نے نہ صرف یہ کہ اس بغاوت کو فرو کر دیا بلکہ انہوں نے جو لیس سیزر کے دونوں قاتلوں یعنی بروٹس اور کیسیوس سے بھی جو لیس سیزر کے قتل کا انتقام لے لیا تھا۔

قلبی کے مقام پر بروٹس اور کیسیوس کو شکست دینے کے بعد مارک انتونی اور آکٹیویوس نے آپس میں ایک اور صلح نامہ کیا اس صلح نامے نے اٹلی کے اندر ایک انقلاب برپا کیا اور یہ کہ قلبی میں بروٹس اور کیسیوس کو شکست دینے کے بعد مارک انتونی اور آکٹیویوس یہ خیال کرنے لگے تھے کہ صرف ان دونوں نے اٹلی کی حفاظت کی ہے اور تیسرے جرنیل لیپیڈوس نے جو اس وقت اسپین میں تھا اٹلی کی حفاظت میں کوئی حصہ نہیں لیا لہذا ان دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد لیپیڈوس کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا اپنی سلطنت اور مقبوضہ جات کی از سر نو آپس میں تقسیم کی۔

اس نئی تقسیم کے باعث اٹلی سے باہر سارے مشرق کا حکمران مارک انتونی کو تسلیم کر لیا گیا تھا۔ جبکہ مارک انتونی نے اٹلی اور سسلی اور شمال میں گال قبائل کے سارے علاقے آکٹیویوس کی حکمرانی میں دے دیے گئے تھے جبکہ تیسرے جرنیل لیپیڈوس کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے ہسپانیہ میں ہی پڑا رہنے دیا گیا تھا۔

اس معاہدے کے تحت آکٹیویوس اپنے لشکر کے ساتھ واپس اٹلی کی طرف چلا گیا جبکہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بڑھا تھا۔ دوسری طرف مصر کی ملکہ قلوپٹرہ کو بھی اپنے شوہر جو لیس سیزر کے مارنے جانے کی خبر ہو چکی تھی اور اسے یہ بھی خبریں مل چکی تھیں کہ اب آکٹیویوس اور مارک انتونی کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے جسکے تحت مشرق کا حکمران مارک انتونی ہو گا۔ قلوپٹرہ شاید جو لیس سیزر کے بعد مارک انتونی کو پسند کرنے لگی تھی اسلئے کہ وہ اس سے پہلے بھی روم میں مارک انتونی سے ملاقات کر چکی تھی۔ قلوپٹرہ کے مارک انتونی کو پسند کرنے کی دو وجوہات تھیں ایک یہ کہ مارک انتونی جو لیس سیزر کا رشتہ دار تھا اور دوسرے یہ کہ مارک انتونی جو لیس سیزر ہی کی طرح دلیر بہادر اور جنگجو جرنیل تھا اور بد سے بدترین حالات میں بھی یہ حوصلہ ہارنے والا نہیں تھا قلوپٹرہ کو جب یہ خبر ہوئی کہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہو چکا ہے تو قلوپٹرہ نے مصر سے نکل کر مارک انتونی کا استقبال کرنے کا ارادہ کیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ اس طرف پہنچا ہوتا شروع ہو گیا جس طرف مارک انتونی دوسرے جرنیل کیسیوس کے خلاف جنگ آزما تھا اور کیسیوس کے لشکر کے گھیراؤ کر کے وہ اسکا قتل عام شروع کر چکا تھا۔ آکٹیویوس پیچھے ہٹتے ہٹتے مارک انتونی کے لشکر سے جا ملا دوسری طرف مارک انتونی نے جب دیکھا کہ بروٹس آکٹیویوس کو پہا کر کے شکست دینے کے درپے ہے تو وہ فکرمند ہوا اسلئے کہ اگر بروٹس آکٹیویوس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ اپنے ساتھی کیسیوس کی بھی مدد کو پہنچ سکتا تھا۔ اس طرح بروٹس اور کیسیوس دونوں مل کر آکٹیویوس کے بعد مارک انتونی پر بھی مصیبت اور اذیت بن کر ثابت ہو سکتے تھے۔

انہی خطرات اور خدشات کے تحت مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کا گھیراؤ اور قتل عام جاری رکھا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے آکٹیویوس کی مدد کیلئے بھی روانہ کر دیا۔ اس طرح مارک انتونی کے لشکر کا ایک حصہ جب آکٹیویوس کے لشکر میں آکر شامل ہوا تو اس سے آکٹیویوس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوئے اور انہیں ایک طرح کی تقویت ملی لہذا انہوں نے دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنے شروع کر دیے تھے۔ مارک انتونی کے وہ لشکر جو آکٹیویوس کے ساتھ آکر ملے تھے ان کے حوصلے پہلے ہی بلند تھے اس لئے کہ وہ اس سے پہلے کیسیوس کے لشکریوں کا قتل عام کر رہے تھے۔ اب انہوں نے اپنا وہی انداز اختیار کر رکھا اور بروٹس کے لشکر کے اندر گھس کر وہ انکا قتل عام کرنے لگے۔ اس سے بروٹس کے لشکریوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے۔

اتنی دیر تک مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کو مکمل طور پر شکست دے دی تھی۔ کیسیوس کے لشکر کی اکثریت کو مارک انتونی نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ بہت کم لشکری ایسے تھے جو اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے جبکہ مارک انتونی نے کیسیوس کو بھی میدان جنگ میں موت کی نیند سلا دیا تھا۔

کیسیوس اور اسکے لشکریوں کا خاتمہ کے بعد مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ انتہائی خونخواری اور خوفناک انداز میں حرکت میں آیا اور وہ اپنے ساتھی جرنیل جو لیس سیزر کے پیچھے آکٹیویوس کی مدد کیلئے بڑھا اس وقت تک آکٹیویوس اور بروٹس کے درمیان جنگ اپنے عروج پر تھی عین اس موقع پر مارک انتونی بھی اپنے لشکر کے ساتھ آکٹیویوس کے ساتھ آن ملا جس کی بناء پر بروٹس کے لشکر کے اندر فوراً شکست اور ہسپانی کے آثار پیدا ہونے لگے پھر ایسا ہوا کہ آکٹیویوس اور مارک انتونی نے بروٹس کے لشکر کو دو سمتوں سے گھیر لیا اور

پے تھا تو اسی یونان اور اسکی بیوی یوسا نے حرکت میں آئے ہوئے نہ صرف یہ کہ سولا کے ہاتھوں جولیس سیزر کی جان بچائی بلکہ جزیرہ رودس ان دونوں نے ہی پناہ لینے کیلئے اسے پہنچایا تھا لہذا ان دونوں کے جولیس سیزر اور خود مجھ پر بھی اتنے احسانات ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

مارک انتونی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر قلوپٹرہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی بڑے پر جوش انداز میں اس نے دونوں میاں بیوی کا استقبال کیا اور اپنے پہلو میں انہیں بیٹھنے کی جگہ دی۔ یونان اور یوسا دونوں آگے بڑھے اور قلوپٹرہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پھر قلوپٹرہ بولی اور کہنے لگی۔

اگر تم دونوں میاں بیوی جولیس سیزر اور اسکے بعد مارک انتونی کے بھی محسن اور مربی ہو تو اس لحاظ سے آج سے تم دونوں میرے بھی محسن اور مربی ہو۔ قلوپٹرہ ابھی یہاں تک ہی کہنے پائی تھی کہ مارک انتونی پھر بولا اور کہنے لگا یونان میرے بھائی میرے عزیز تم بڑے وقت پر پہنچے ہو مجھے خبریں ملی ہیں کہ آکٹویوس مجھے ہر چیز سے محروم کر کے خود روم اور اسکے مقبوضہ جات کا حکمران بننا چاہتا ہے لیکن میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گا میں کل ہی اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ میرے لشکر میں رہو جواب میں یونان نے اثبات میں سر ہلا دیا تو مارک انتونی خوش ہو گیا۔ پھر وہ قلوپٹرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیا ہم دونوں کو اپنے مہمانوں کی ضیافت کا انتظام نہیں کرنا چاہئے اس پر قلوپٹرہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ دونوں مل کر یونان اور یوسا کے کھانے کا انتظام کرنے لگے تھے دوسرے روز مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کر گیا تھا یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی بھی اسکے لشکر میں شامل تھے۔

○

دوسری طرف آکٹویوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اس کا خاتمہ کرنے کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ مشرق سے مغرب کی طرف کوچ کر چکا ہے لہذا اس نے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور بریڈیوسم شہر کے پاس آکر اس نے پڑاؤ کر لیا تھا مارک انتونی کو بھی آکٹویوس کی نقل و حرکت کے متعلق ساری خبریں مل رہی تھیں لہذا اس نے بھی بریڈیوسم شہر کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔ اپنے لشکر کے ساتھ مارک انتونی طوفانی انداز میں آگے بڑھا اور بریڈیوسم شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔

جہاز کے اندر انتہائی خوبصورت لڑکیاں رکھی تھیں جو نہ صرف یہ کہ اس جہاز کے چہو چلاتی تھیں جو خالص چاندی کے بنے ہوئے تھے بلکہ اس جہاز کے اندر یہ لڑکیاں قلوپٹرہ کے دل بہلانے کے لئے موسیقی کا بھی انتظام کرتی تھیں اور جہاز کے اندر قلوپٹرہ کا دل خوش کرنے کیلئے ہر وقت خوشبوئیں بکھیری جاتی تھیں اس حالت میں قلوپٹرہ سفر کرتی ہوئی طرسوس کے مقام پر مارک انتونی سے جا ملی۔ مصر کی ملکہ قلوپٹرہ کے ساتھ گفتگو کے دوران مارک انتونی کو جب یہ خبر ہوئی کہ ملکہ قلوپٹرہ اسکودل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہے تو وہ ہر چیز بھول گیا حتیٰ کہ وہ اپنی ہر دل عزیز بیوی قلوپٹرہ کو بھی فراموش کر گیا جسے وہ دل و جان سے پسند کرتا تھا۔ ان حالات کے بعد مارک انتونی نے مصر کی ملکہ قلوپٹرہ سے شادی کر لی اور ملکہ کے ساتھ وہ مشرق میں واد عیش دینے لگا۔

قلوپٹرہ کے بطن سے مارک انتونی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی اس دوران روم میں ایک تبدیلی رونما ہوئی اور وہ کچھ اس طرح کہ مارک انتونی کو یہ خبریں ملنے لگیں کہ آکٹویوس اسے ہر چیز سے محروم کر کے اکیلا اٹلی اور اسکے مقبوضہ جات کا واحد حکمران بننا چاہتا ہے مارک انتونی کو جب یہ خبریں ملیں تو وہ بڑا برہم ہوا لہذا اس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کر لیا کہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے گا اور آکٹویوس کو اپنے سامنے زیر کر کے وہ اٹلی اور اسکے مقبوضہ جات کا واحد حکمران بن کر نمودار ہو گا۔

○

ایک روز جبکہ مارک انتونی مصر کی ملکہ قلوپٹرہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہوا تھا اس کمرے میں اچانک یونان اور یوسا نمودار ہوئے ان دونوں کو دیکھ کر مارک انتونی خوش ہو گیا تھا جبکہ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے قلوپٹرہ کے چہرے پر ناگواری اور ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ ان آمار کو مارک انتونی نے بھی دیکھ لیا تھا لہذا وہ فوراً بولا اور قلوپٹرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ اچانک ہمارے کمرے میں نمودار ہونے والا شخص یونان ہے یہ یوں سمجھو کہ میرا بہترین دوست اور مربی ہے بلکہ جولیس سیزر کی کامیابیوں میں زیادہ تر اسی کا ہاتھ تھا۔ اسکے ساتھ اسکی بیوی یوسا بھی ہے۔ مارک انتونی کے ان الفاظ پر قلوپٹرہ کے چہرے سے ناگواری کے اثرات جاتے رہے تھے۔ اسکے بعد مارک انتونی پھر بولا اور کہنے لگا۔ سنو قلوپٹرہ یہ دونوں عجیب سے لوگ ہیں ان پر زمانے کی تبدیلی اور اس کا انقلاب رونما نہیں ہوتا میں تم یہ انکشاف بھی کر دوں کہ جس وقت اٹلی کا حکمران سولا جولیس سیزر کو ختم کر دینے کے در

ہوئے اس کا کما ماننے لگے تھے۔

یوں طاقت اور قوت پکڑنے کے بعد یہ سیکٹس حرکت میں آیا اور اٹلی کے لئے اس نے افریقہ اور سسلی سے اناج کی ترسیل بند کرادی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روم میں اناج منگا ہو گیا اور آہستہ آہستہ اناج کی کمی کی وجہ سے لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ سیکٹس نے ایسا دو وجوہات کی بنا پر کیا اول یہ کہ وہ اٹلی کی حکومت پر اپنی اہمیت جٹانا چاہتا تھا اور افریقہ اور سسلی سے اناج بند کر کے اس نے اٹلی کے حکمرانوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ انکے مقابلے میں وہ بھی کوئی طاقت اور قوت رکھتا ہے اور ایسا کرنے کیلئے دوسری وجہ یہ تھی چونکہ یہ شخص یعنی سیکٹس جو لیس سیزر کا قاتل خیال کیا جاتا تھا لہذا اناج بند کر کے اس ایک طرح سے اٹلی کی حکومت کو یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ اگر جو لیس سیزر کے قاتل کی حیثیت سے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی تو وہ اس طرح اناج بند کر کے اٹلی میں رہنے والے لوگوں کو بھوکوں بھی مار سکتا ہے۔

آکٹیوس پمپی کے بیٹے سیکٹس کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اسے خدشہ ہو گیا تھا کہ اگر اس نے جنگ کی ابتداء کی تو ہو سکتا ہے پمپی کے بیٹے کے ہاتھوں اسے شکست ہو جائے اور اگر یہ جنگ کسی نتیجے پر پہنچے بغیر بھی ختم ہو گئی تب بھی سیکٹس افریقہ اور سسلی سے اناج بند کر کے اٹلی میں رہنے والے لوگوں کو بھوکوں مار سکتا ہے اور یہ کارروائی بھی آخر آکٹیوس کی شکست پر ہی منبج ہو گی اس صورتحال کے تحت آکٹیوس نے سیکٹس کے ساتھ صلح صفائی کی گفت و شنید شروع کی آخر کار آکٹیوس اور سیکٹس کے درمیان صلح ہو گئی اور وہ کچھ اس طرح کہ آکٹیوس نے پمپی کے بیٹے سیکٹس کو پانچ سال کیسے افریقہ اور سسلی میں لشکروں کا کماندار تسلیم کر لیا اور دوسرے یہ کہ آکٹیوس نے سیکٹس کی اس کمانداری کو تقویت پہنچانے کیلئے روم سے ایک خاصی بڑی رقم بھی سیکٹس کو فراہم کی تھی۔

دوسری طرف مارک انتونی کو جب آکٹیوس اور سیکٹس کے اس معاہدے کی خبر ہوئی تو اسے آکٹیوس پر بڑا غصہ آیا وہ اس بات پر بڑا برہم تھا کہ سیکٹس کے ساتھ کوئی معاملہ طے کرتے وقت اس کے ساتھ کوئی صلاح مشورہ نہیں کیا گیا دوسرے یہ کہ سیکٹس چونکہ جو لیس سیزر کا قاتل تھا لہذا اسے کسی بھی صورت میں افریقہ اور سسلی میں لشکروں کا کماندار تسلیم کر کے اسکی مدد نہیں کرنی چاہئے تھی۔ مارک انتونی نے ان دو امور پر بار بار آکٹیوس سے وضاحت طلب کی لیکن جب آکٹیوس نے اس کا کوئی مناسب جواب نہ دیا تو

آکٹیوس نے اپنی طرف سے اس محاصرے کو توڑنے کی پوری کوشش کی۔ پے در پے اس نے مارک انتونی کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے پہنچا ہونے پر مجبور کرتا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ آکٹیوس نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح مارک انتونی کو برعظیم شہر کا محاصرہ ترک کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا تب اسے اپنی طاقت اور قوت کا احساس ہو گیا اس نے جان لیا کہ اگر یہ محاصرہ طویل پکڑ گیا تو یقیناً مارک انتونی اس شہر کو فتح کر لے گا اور اس شہر کی فتح پر اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور پھر وہ ایک کے بعد دوسرا شہر فتح کرتا ہوا اٹلی کے مرکزی شہر روم میں داخل ہو گا اور اسے تخت و تاج سے یکسر محروم کر کے رکھ دے گا ان خدشات کے پیش نظر آکٹیوس نے مارک انتونی سے صلح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

قاصدوں کے ذریعے آکٹیوس اور مارک انتونی کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا۔ آکٹیوس نے مارک انتونی کو یہ پیش کش کی کہ وہ نہ صرف یہ کہ مارک انتونی کو بھاری رقم ادا کرے گا بلکہ اسے کچھ لشکری بھی مہیا کرے گا جو مشرق میں مارک انتونی کی فتوحات کا دائرہ بڑھانے میں مدد و معاون ثابت ہوں اسکے علاوہ آکٹیوس کی ایک بہن تھی نام اسکا اوکٹاویا تھا یہ اٹلی میں اپنی خوبصورتی اپنے حسن اور اپنی جسمانی ساخت کی کشش کی وجہ سے بے حد مشہور اور نامور تھی آکٹیوس نے مارک انتونی کو یہ بھی پیش کش کی کہ اگر وہ اس کے خلاف جنگ بند کرنے پر آمادہ ہو جائے تو وہ اپنی بہن اوکٹاویا کی شادی بھی مارک انتونی سے کر دے گا مارک انتونی نے آکٹیوس کی ان شرائط کو قبول کر لیا۔ دونوں جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ روم پہنچے وہاں مارک انتونی کی شادی آکٹیوس کی بہن اوکٹاویا سے کر دی گئی چند ماہ تک مارک انتونی نے روم میں ہی قیام کئے رکھا اور اپنی نئی شادی کا وہ جشن مناتا رہا۔

چند ہفتوں تک روم میں قیام کرنے کے بعد مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا تھا اسکے چند ہی دن بعد مغرب میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کچھ اس طرح کہ رومن جرنیل پمپی کا ایک بیٹا تھا نام جس کا سیکٹس تھا یہ جو لیس سیزر کے قتل میں بھی شامل خیال کیا جاتا تھا۔ جو لیس سیزر کے قتل کے بعد یہ سیکٹس بھاگ کر افریقہ چلا گیا تھا وہاں یہ اندر ہی اندر کام کرتا رہا اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد اس نے خوب قوت پکڑی اور ایک بہت بڑا لشکر بھی اس نے تیار کر لیا۔ افریقہ سے نکل کر آخر کار یہ شخص سسلی میں داخل ہوا وہاں بھی اس نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح افریقہ اور سسلی میں بظاہر تو آکٹیوس ہی کی حکومت تھی لیکن اندر ہی اندر لوگ سیکٹس سے ڈرتے

سیکٹوس دونوں کی سرکوبی کرے۔

دوسری طرف آکٹویوس کو بھی خبر ہو چکی تھی مارک انتونی مشرق سے ایک جرار لشکر لے کر مغرب کی طرف کوچ کر چکا ہے لہذا اس نے اپنے لشکر کو تیار کیا اور ٹرنوم شہر کے باہر آکر وہ خیمہ زن ہوا آکٹویوس کسی بھی صورت مارک انتونی سے جنگ نہیں چاہتا تھا وہ اپنے لشکر کے ساتھ ٹرنوم آکر اسلئے خیمہ زن ہوا تھا کہ مارک انتونی چونکہ اسی راستے سے روم کا رخ کر رہا تھا وہاں پڑاؤ کر کے آکٹویوس اسکے استقبال کا اہتمام کرنا چاہتا تھا اور جو غلط فہمیاں اسکے ذہن میں تھیں وہ انہیں رفع کرنا چاہتا تھا۔ اسلئے کہ مارک انتونی اب اسکے دور کا رشتہ دار نہ رہا تھا بلکہ اب اس سے قرینی تعلقات تھے کیونکہ مارک انتونی اب اسکی ہر دل عزیز بہن اوکٹاویا کا شوہر تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ یہ بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کرتے ہوئے جب مارک انتونی ٹرنوم شہر کے قریب پہنچا تو اپنے لشکر کے درمیان چند روز تک صلاح و مشورے ہوتے رہے۔ اس دوران مارک انتونی کی بیوی اور آکٹویوس کی بہن اوکٹاویا نے بہترین کردار ادا کیا اس نے دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ پس دونوں نے پچی کے بیٹے سیکٹوس سے ٹپٹے کیسے ایک لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کا کماندار ایک جرنیل ایگریپا کو مقرر کیا۔ یہ ایگریپا لشکر لے کر روم سے روانہ ہوا پہلے اس نے سسلی میں پچی کے بیٹے سیکٹوس کو شکست دی۔ سسلی میں شکست کھانے کے بعد سیکٹوس نے سسلی خالی کر دیا اور اپنے بچے کچھ ساتھیوں کے ساتھ وہ افریقہ کی طرف بھاگ گیا۔

وہاں جا کر پھر اس نے اپنی طاقت اور قوت مستحکم کرنی شروع کر دی تھی لیکن رومن جرنیل ایگریپا بھی سسلی سے نکل کر اسکے تعاقب میں افریقہ جا پہنچا۔ یہاں بھی ایگریپا اور پچی کے بیٹے سیکٹوس کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں سیکٹوس کو بدترین شکست ہوئی۔ اس طرح سیکٹوس نے جو آکٹویوس اور مارک انتونی کیلئے خطرات کھڑے کئے تھے وہ ختم ہو گئے تھے ایگریپا سے شکست کھانے کے بعد پچی کا بیٹا سیکٹوس اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور کہیں گمنام زندگی بسر کرنے لگا۔

مارک انتونی اور آکٹویوس کے درمیان ساری غلط فہمیاں رفع ہو چکی تھیں دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ آگے والے پانچ سال کیلئے دونوں پہلے سے حاصل شدہ اپنے اپنے علاقوں کے اندر پرامن رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس صلح کی خوشی میں مارک انتونی نے ایک سو بیس بحری جنگی جہاز آکٹویوس کو مہیا کیے تاکہ آگے والے دنوں میں روم کے خلاف کوئی بغاوت کرے تو وہ

ان ایک سو بیس بحری جنگی جہازوں کو رومن بحری بیڑے میں شامل کر کے باغیوں کی سرکوبی کر سکے۔ جواب میں آکٹویوس نے مارک انتونی کو عمدہ قسم کے سواروں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا تاکہ اس لشکر کی مدد سے وہ اشکانیوں کے خلاف حرکت میں آئے اور اپنی طاقت اور سلطنت میں وسعت اور قوت پیدا کرے۔ یہ معاہدہ ہونے کے بعد آکٹویوس حسب معمول اٹلی ہی میں رہ کر حکومت کرتا رہا جبکہ مارک انتونی اپنے لشکر کو لے کر مشرق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

○

ایک روز جبکہ سورج غروب ہونے کے قریب تھا عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی ایران میں دریائے ساہ کے کنارے اپنے محل کی ان میزبانیوں پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے جو محل سے نکل کر دریا کے اندر تک اترتی چلی گئیں تھیں۔ ایسے موقع پر اچانک میزبانیوں پر عزائیل نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی اس کا احترام اور استقبال کرنے کی خاطر عارب اور نبیطہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اسے خوش آمدید کہا۔ ان دونوں سے ملنے کے بعد عزائیل خود بھی ان میزبانیوں پر بیٹھ گیا اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں بھی بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ دونوں میاں بیوی اسکے سامنے بیٹھ گئے تب وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عارب نے بولنے میں پھل کی اور عزائیل سے کہنے لگا۔

آقا اب ہماری زندگی جامد اور سامت ہو کر رہ گئی ہے پہلے ہم دنیا کے مختلف خطوں میں گھوم پھر لیتے تھے لیکن اب وہ بات بھی نہیں رہی۔ اسلئے کہ ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں یونان ہم پر وارد نہ ہو اور ہمارے لئے کسی نقصان کا باعث نہ بنے ویسے ایک بات ہے آقا جسے ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ یونان ہر میدان ہر خطہ ہر تھن زمین میں ہمارے خلاف بھاری اور ہمارے اوپر حاوی ہی ثابت ہوا ہے۔ کیا بات ہے کہ مختلف چلے اور ہنر استعمال کرنے کے باوجود بھی ہم لوگ کبھی عبرت خیزی کے انداز میں اس یونان کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور جب سے یو ساس اس سے محبت کرنے لگی ہے اور اس کا ساتھ دینے لگی ہے تب سے تو وہ ہمارے خلاف کچھ زیادہ ہی شیر ہو چکا ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ ہم سے ٹکراتا ہے ہمیں پس کر رکھ دیتا ہے۔ اے آقا آپ نے اپنے ساتھی سطرون کو ایک طاقتور ساتھی سمجھ کر یونان سے ٹکرانے کا عزم کیا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ سطرون بھی یونان کے مقابلے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔ آقا مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک جو بھی کھیل ہم نے اس یونان کے خلاف کھیلا

تھیس کی طرف چلو وہاں میں تھیس اس طاقت اور قوت کا عملی مظاہرہ کراؤں گا۔ جو میں آنے والے دنوں میں یونان کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ تم دیکھو گے کہ اس قوت کے سامنے یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی ہر بار ہمارے سامنے بے بس اور مجبور ہوں گے۔ سنو عارب اور فیصلہ مصر میں کبھی عبیدوز شہر سحر اور طلسم کا مرکز ہوا کرتا تھا لیکن بعد میں عبیدوز شہر سے آہستہ آہستہ بڑے بڑے ساحر اور بڑے طلسم گر تھیس کی طرف ہجرت کرنے لگے اسلئے کہ اس شہر میں ان کیلئے زیادہ مراعات فراہم کر دی گئیں تھیس لہذا تھیس شہر آہستہ آہستہ عبیدوز شہر کی نسبت زیادہ بڑے بڑے ساحروں اور طلسم گروں کا مرکز بن گیا۔ میں بھی اس وقت مصر کے شہر تھیس ہی سے تمہاری طرف آیا ہوں میں نے ایک انتہائی بوڑھے اور قدیم طلسم گر سے بھی رابطہ قائم کیا ہے۔ اور دو ساتھی بھی میں نے اس مقصد کیلئے تیار کئے ہیں جو میری اپنی جنس سے ہیں۔ یہی میرے دو ساتھی یونان کے خلاف حرکت میں آیا کریں گے ان دو ساتھیوں کے ساتھ انکی بہن بھی ہے۔ جو آنے والے دور میں یوسا پر ضرب لگایا کرے گی۔ تم دونوں میاں بیوی اٹھو اور میرے ساتھ تھیس شہر چلو تاکہ تم دونوں میاں بیوی کو میں بتاؤں کہ اس ساحر سے میں نے کیا قوت حاصل کی ہے اور جو دو انتہائی طاقتور جوان میں نے اپنی جنس سے تیار کئے ہیں وہ کیسے اور کس طرح یونان کے خلاف حرکت میں آسکتے ہیں۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب اور فیصلہ دونوں میاں بیوی خوش ہو گئے تھے پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے پھر وہ دریائے سارہ کے کنارے سے مصر کے شہر تھیس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔



تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل عارب اور فیصلہ دریائے نیل کے کنارے تھیس شہر میں نمودار ہوئے۔ عزازیل ان دونوں کو لے کر ایک بہت بڑی اور قدیم طرز کی عمارت میں داخل ہوا۔ عمارت کے دروازے پر کچھ محافظ کھڑے تھے جنہوں نے عزازیل کو دیکھتے ہی اس کا بہترین استقبال کیا اور اسے عارب اور فیصلہ کے ساتھ عمارت میں داخل ہوئے وہاں عزازیل دونوں کو لے کر اس عمارت کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جسے دیوان خانہ کہا جاسکتا تھا۔ اس دیوان خانے میں پہلے سے چار اشخاص بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک انتہائی خوبصورت اور توخیز مگر توانا لڑکی تھی جبکہ باقی تین مرد تھے ان تین مردوں میں سے بھی ایک تو ڈھلی ہی عمر کا شخص تھا باقی دو جوان اپنے چہرے اور جسم کی ساخت سے انتہائی

اس میں ہمیں ہی ناکامی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بس اب تو جب کبھی یونان کا ذکر ہوتا ہے تو طبیعت پر ہم ہوتی ہے اور ذہن پر ایک خوف سا طاری ہونے لگتا ہے کہ ناجانے یہ شخص یوسا کے ساتھ مل کر ہمارے لئے کوئی نئی مصیبت کھڑی کرتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عارب جب خاموش ہوا تو عزازیل نے پہلے ایک لمبا بلند اور بھرپور قہقہہ لگایا۔ عارب اور فیصلہ نے پہلے کبھی عزازیل کا ایسا مکروہ بلند اور زور دار قہقہہ نہیں سنا تھا۔ لہذا اسکی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے وہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئے تھے۔ پھر عزازیل سنبھلا اور ان دونوں میاں بیوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب تمہارا کہنا درست ہے کہ اب تک جہاں کہیں ہم نے یونان کے خلاف کوئی کھیل کھیلا اس میں ہم ناکام رہے اور کامیابی اس یونان ہی کو حاصل ہوئی لیکن یہ گفتگو چھیڑنے سے پہلے تم دونوں میاں بیوی نے مجھ سے پوچھا تو ہوتا کہ آج تمہارے اس محل میں میرے آنے کا مقصد اور مدعا کیا ہے۔ اس پر عارب کچھ کچھ سے لہجے میں کہنے لگا آقا ابھی بتا دیں کہ آپ کس مقصد اور کس مدعا کے تحت ہم سے ملنے کیسے آئے ہیں اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ دیکھو میرے بدیوں کے گشتو! جو گفتگو اب تم نے کی ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ اب تک یونان کے مقابلے میں ہمیں کہیں بھی کوئی قابل دید کامیابی حاصل نہیں ہوئی لیکن اب عنقریب تم دیکھو گے کہ میں یونان کے خلاف اپنی کامیابیوں اور اپنی کامیابیوں کے سارے ہی دروازے کھول دوں گا۔ عزازیل کے ان الفاظ پر عارب نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ عزازیل سے پوچھنے لگا۔ اے آقا اس گفتگو سے آپ کا کیا مطلب ہے اس پر عزازیل نے پھر قہقہہ لگایا اور کہنے لگا کہ اس گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ اب جب کبھی بھی ہم اس یونان پر وارد ہوں گے تو تم دیکھو گے ہمارے سامنے اسکی ساری طاقت اور قوت کی حالت بڑی سبق آموز اور عبرت خیز ہوگی۔ یونان کو آنے والے دنوں میں ہمیشہ کیلئے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کیلئے میں نے جو قوتیں تیار کیں ہیں جب تم ان کا عملی مظاہرہ دیکھو گے تو تم دونوں میاں بیوی دنگ رہ جاؤ گے کہ میں نے کیا چیزیں اس یونان کے خلاف تیار کیں ہیں۔ اس پر عارب سیڑھیوں پر ذرا کھٹکتے ہوئے عزازیل کے قریب ہو بیٹھا اور بڑی راز داری سے پوچھنے لگا اے آقا آپ نے کیسی اور کوئی قوتیں یونان کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے تیار کیں ہیں۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

سنو عارب اور فیصلہ یوں نہیں تم دونوں کو میرے منہ سے یہ ساری باتیں سن کر کوئی لطف اور مزا نہیں آئے گا بلکہ تم دونوں میاں بیوی اٹھو میرے ساتھ مصر کے جنوبی شہر

اس پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عارب اگر میں تم سے یہ کہوں کہ یہ سامنے بیٹھے ہوئے جوان بارص اور صاد بھی تم سے طاقتور ہیں تو پھر تمہارا کیا جواب ہو گا اس پر عارب طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔ آقا جی ماننا نہیں کہ یہ دونوں جوان طاقت اور قوت میں مجھ سے زیادہ ہوں اور آپ کہتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ یوشی ہو اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ اس میں شک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آزما دیکھتے ہیں۔ بارص اور صاد طاقت اور قوت میں دونوں یکساں ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ ان دونوں کی شکل و صورت بھی کافی حد تک آپس میں ملتی جلتی ہے۔ اب تم ذرا اپنی جگہ پر کھڑے ہو اور ان دونوں بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ کھڑاؤ پھر دیکھتے ہیں طاقت اور قوت میں کون زیادہ ہے۔ ساتھ ہی عزازیل نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے بارص اور صاد کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا صاد تم اپنی جگہ سے اٹھو اور میرے اس ساتھی عارب کے خلاف اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرو پھر دیکھیں تم دونوں میں کون کسے زیر اور مغلوب کرتا ہے۔ عزازیل کے حکم پر صاد اور عارب دونوں اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اس کمرے کے وسط میں آپس میں ٹکرانے کیلئے ایک دوسرے کے آگے سامنے آئے تھے۔

مقابلے کی ابتداء ہوتے ہی صاد نے سب سے پہلے عارب پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی اپنا دایاں ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے عارب کے شانے کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن عارب نے اس کا ہاتھ فضا میں ہی پکڑ لیا اور جواب میں اپنی کہنی کی ایک بھرپور ضرب اس نے صاد کے شانے پر دے ماری تھی لیکن عارب کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس نے حالانکہ اپنی کہنی کی ضرب اپنی پوری قوت سے لگائی تھی لیکن یوں لگتا تھا گویا صاد پر اس ضرب کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ وہ پہلے کی طرح ایک عزم اور استحکام کے ساتھ عارب کے سامنے کھڑا تھا۔ جبکہ عارب یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ اس کی کہنی کی ضرب کھا کر صاد ڈمگ جائے اور اپنا توازن کھونے لگے گا۔ لیکن عین اس موقع پر صاد بھی حرکت میں آیا اور اپنا ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے جو مکا عارب کی گردن پر مارا تو عارب چکرا کر رہ گیا اور انتہائی بے بسی کی حالت میں فرش پر گر گیا تھا۔

لیکن جلد ہی ہمت کر کے عارب پھر اٹھ کھڑا ہوا اور تین لگاتار گھونٹے پھر اس نے صاد پر دے مارے تھے۔ صاد پھر عارب کے ان گھونٹوں کو بڑی آسانی سے برداشت کر گیا اور جب اس نے جوابی عمل کی ابتداء کرتے ہوئے عارب کو اپنے گھونٹوں اور ضربوں کا نشانہ بنایا تو عارب پھر ایک بار زمین پر گر گیا۔ یوں لگتا تھا وہ ہانپنے لگا ہو اور اس حالت میں نہ ہو کہ وہ صاد کی ضربوں کا مزید مقابلہ کرے اس پر عارب اپنی جگہ سے اٹھ عزازیل کے

ٹوٹا جنگجو پر قوت اور طاقتور دکھائی دیتے تھے۔ عزازیل کو دیکھتے ہی وہ چاروں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کا بہترین استقبال کیا۔ عزازیل عارب اور نبیطہ کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا پھر وہ کمرے میں پہلے سے موجود لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیز میرے ساتھیو یہ ہیں عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی جنہیں میں تمہارے ہاں سے رخصت ہو کر ایران کی سرزمین میں دریائے سادہ کے کنارے سے لینے گیا تھا۔ اس تعارف پر کمرے میں پہلے سے موجود چاروں بڑے پر تپاک انداز میں عارب اور نبیطہ سے ملے پھر عزازیل نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عارب اور نبیطہ میرے رفیقو میرے ساتھیو سنو ان میں سے جو لڑکی تم دیکھتے ہو اس کا نام یوشا ہے بوڑھا شخص جو لڑکی کے دائیں طرف ہے یہ اپنے دور کا سب سے بڑا اور ساحر اور طلسم گروں کا استاد مصر کی سرزمین کا سب سے بڑا ساحر عروج ہے۔ عروج کے ساتھ تم جو دو جوان کھڑے دیکھتے ہو یہ دونوں بھائی ہیں ایک کا نام بارص دوسرے کا نام صاد ہے اور یہ دونوں یوشا کے بھائی ہیں۔ اس طرح عروج تو اس وقت مصر کا سب سے بڑا اور عظیم ساحر ہے جبکہ بارص 'صاد اور یوشا تینوں بہن بھائی ہیں ان تینوں کا تعلق انسانوں کی جنس سے نہیں بلکہ خود میری یعنی جنات کی جنس سے ہے اب تم یہ سوچو گے کہ میں ان چاروں سے یونان کے خلاف کیسے اور کس طرح کام لوں گا۔ یہ جاننے کیلئے تم دونوں پہلے میرے ساتھ بیٹھو۔ اسکے بعد میں تمہیں ایک عملی مظاہرہ کراتا ہوں۔ اس پر عزازیل آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا اسکے پیلوں پر عارب اور نبیطہ بھی جم گئے جبکہ عروج 'بارص' صاد اور یوشا بھی پہلے کی طرح اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے اسکے بعد عزازیل پھر عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب تمہارے خیال میں اس وقت دنیا میں تم سے کون زیادہ طاقتور اور پر قوت ہے اس پر عارب نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ جہاں تک میں جانتا ہوں آقا وہی اشخاص اس وقت مجھ سے طاقت اور قوت میں زیادہ ہیں ایک یونان اور ایک آپ کا ساتھی سطرون پر سطرون میں خالی یہ ہے کہ اسکی طاقت آہستہ آہستہ ڈھلتی چلی جاتی ہے اور اسکی طاقت کی بحالی کیلئے اسے اسکی ساتھی ذرود کے ساتھ اسے زنجیروں میں آپ کو جکڑنا پڑتا ہے۔ یہ اسکی سب سے بڑی خالی ہے۔ ورنہ جب وہ اپنی قوت کے عروج پر تھا تو ان دونوں جو اس نے یونان پر ضربیں لگائیں تھیں تو میرا دل اس نے بڑا خوش کیا تھا لیکن بعد میں جب اسکی قوت ڈھلنا شروع ہو گئی تو یونان نے اسے بڑی آسانی سے اپنے سامنے مغلوب کر لیا تب وہ سطرون میرے لئے مایوسی کا باعث بن کر رہ گیا۔



پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے آقا میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ صادو طاقت اور قوت میں مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ میرے آقا اس قدر جلدی بے بس اور مجبور تو کبھی مجھے یوناف نے بھی مجھے اپنے سامنے نہ کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صادو اپنی طاقت اور قوت میں یوناف سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر ہے اے آقا اگر اس صادو کو کسی موقع پر یوناف سے ٹکرایا جائے تو کیا ہی لطف رہے میرے خیال میں یہ صادو یوناف کو بھی مار مار کر دہرا کر دے۔

اس پر عزائیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عارب کیا تو تسلیم کرتا ہے کہ صادو تم سے زیادہ طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ اس پر عارب کہنے لگا میرے آقا واقعی یہ مجھ سے زیادہ طاقتور اور پر قوت ہے۔ عزائیل نے کہا۔ دیکھ اس کا بھائی بارص بھی اسی جیسا ہے۔ دونوں طاقت اور قوت میں ایک جیسے ہیں۔ عارب کیا تو انکی بہن پوشا کی طاقت اور قوت کا بھی مظاہرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اگر تو پسند کرتا ہے تو پھر اٹھا نبیطہ کو اور پوشا اور نبیطہ کے درمیان مقابلہ کراتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ کون زیادہ طاقتور ہے۔ اس پر عارب بولا اور کہنے لگا آقا پوشا اور نبیطہ کو ٹکرائے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ صادو یہ ثابت کر چکا ہے کہ یہ مجھ سے کئی گنا زیادہ طاقت اور قوت رکھتا ہے تو یقیناً اسکی بہن پوشا بھی نبیطہ پر بھاری ہوگی۔ عارب کی اس گفتگو پر عزائیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ عارب یہ بارص، صادو اور پوشا جو جنات کی جنس سے تعلق رکھتے ہیں پہلے سے ایسے طاقتور اور پر قوت نہ تھے۔ جیسے تمہیں یہ اب دکھائی دیتے ہیں۔ اگر یہ اپنی طبعی حالت میں تمہارے سامنے آتے تو میرا خیال کہ تم انہیں زیر نہ کر سکتے تو کم از کم تمہارا انکا مقابلہ آپس میں اتنا برا نہ رہتا۔ لیکن یہ جو سامنے مصر کا سب سے بڑا ساحر عورج بیٹھا ہوا ہے اس نے ہی انہیں اس قدر پر قوت اور طاقتور بنا دیا ہے۔ اس پر عارب نے حیرت اور تعجب میں عزائیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آقا اس عورج نے کیسے ان لوگوں کی قوت اور طاقت میں اس قدر اضافہ کر دیا ہے۔ اس پر عزائیل نے عورج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا عورج ذرا اسکے سامنے اپنی دونوں بلیوں کا حیرت انگیز تماشہ دکھاؤ تاکہ اسے یقین ہو کہ تم کیسے اور کس طرح کسی کی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکتے ہو۔ عزائیل کے یوں کہنے پر وہ عورج اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا تھوڑی ہی دیر بعد وہ پھر کمرے میں داخل ہوا اسکے دونوں ہاتھوں میں بلی کے دو چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے بچے تھے۔ وہ دونوں بچے عورج نے دیوان خانے کی دیوار کے قریب رکھ دیئے پھر وہ اپنی نشست پر آکر بیٹھ گیا اور اپنے کسی عمل کی اس نے ابتداء کی۔

عارب اور نبیطہ کی حیرت اور پریشانی کی کوئی انتہاء نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ عورج کے اپنا عمل شروع کرنے کے تھوڑی دیر بعد بلی کے ان دونوں بھورے بچوں کی جسامت میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونے لگا تھا۔ یہاں تک کہ بھورے رنگ کے وہ دونوں بلی کے بچے تھوڑی دیر قبل تک دیوار کے ساتھ چپکے لاغر حالت میں کھڑے تھے وہ بڑھتے بڑھتے انتہائی پر قوت جوان اور بھورے رنگ کے خونخوار چیتوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ بلی کے ان دونوں بچوں کو یوں بڑھے ہوئے اور خونخوار انداز میں دیکھتے ہوئے عارب اور نبیطہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئے تھے اسکے بعد عورج نے اپنا ہاتھ فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے اپنے پھر کسی دوسرے عمل کی ابتداء کی جسکے رد عمل کے طور پر بھورے رنگ کے خونخوار چیتے دوبارہ بلی کے لاغر بچوں کی شکل و صورت اختیار کر گئے تھے۔ جب یہ عمل ہو چکا تب عزائیل پھر عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب کیا اب تمہیں یقین آیا کہ یہ عورج کسی کی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ عارب نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا ہاں آقا اب تو میں اس کا عملی مظاہرہ دیکھ چکا ہوں عزائیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ جس طرح اس نے بلی کے بچوں کو طاقتور بناتے ہوئے چیتوں کی شکل دے دی تھی اسی طرح اور اسی عمل کو کام میں لاتے ہوئے اس عورج نے بارص، صادو اور پوشا کی قوت میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ عزائیل جب خاموش ہوا تو عارب بڑے اشتیاق اور بڑے شوق سے عزائیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ آقا کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہ عورج میری اور میری بیوی نبیطہ کی طاقت اور قوت میں بھی بارص، صادو اور پوشا کی طرح اضافہ کر دے۔ اس پر عزائیل بڑے پرسکون انداز میں کہنے لگا ہاں کیوں ممکن نہیں ہے عورج ایسا کر سکتا ہے۔ اس پر عارب منت کے سے انداز میں کہنے لگا۔

اے آقا اس عورج سے کہو کہ بارص، صادو اور پوشا کی طرح میری اور بیوی نبیطہ کی بھی طاقت میں اضافہ کرے۔ اس پر عزائیل بولا اور مصر کے اس ساحر عورج کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے بزرگ عورج میری خاطر تو اس میرے ساتھ میرے رفیق عارب اور اس کی بیوی نبیطہ کی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ کر دے۔ اس پر عورج اپنی جگہ پر کھڑا ہوا پھر وہ عزائیل سے کہنے لگا۔

بزرگ عزائیل ان دونوں میاں بیوی سے کہو میرے ساتھ دوسرے کمرے میں چلیں تاکہ میں ان پر ویسا ہی عمل کر دوں جیسا اس سے پہلے میں بارص، صادو اور پوشا پر کر چکا ہوں۔ اس پر عزائیل نے فوراً عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تم دونوں میاں بیوی جاؤ عورج کے ساتھ پھر دیکھو یہ کیسے تمہیں بارص، صادو اور پوشا کی طرح طاقتور بنا

دیتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی خوش خوش عورج کے ساتھ دوسرے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد عارب اور نبیطہ عورج کے ساتھ پھر اس کمرے میں آئے۔ عارب مسکراتے ہوئے عزازیل کے پاس بیٹھ گیا پھر وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے آقا آپ کا بھی کوئی جواب نہیں آپ نے اس عورج کو بھی خوب تلاش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس جیسا شخص کوئی دنیا میں ملے گا ہی نہیں اس کے عمل کرنے کے بعد میں اپنے اندر اس قدر طاقت اور قوت محسوس کرتا ہوں جی چاہتا ہے ابھی اور اسی قوت یونان کی طرف جاؤں اس سے مقابلہ کروں اور اسے اپنے سامنے مار مار کر ادھ موا کر دوں۔ عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ عارب یہ سب کچھ یونان ہی کو تو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کیلئے کیا گیا ہے اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا اے آقا اب تو میں اس بارص اور صادق کا مقابلہ بھی کر سکتا ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ انہیں اب میں اپنے سامنے زیر اور مغلوب بھی کر سکوں گا۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ نہیں عارب تم اب نہیں کر سکتے۔ عارب نے چونک کر عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا میں کیوں ایسا نہیں کر سکتا۔ عزازیل کہنے لگا۔ اسلئے نہیں کر سکتے کہ بارص اور صادق کچھ لحاظ سے تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ یہ تینوں بہن بھائی یعنی بارص، صادق اور یوشا اپنی قوتیں ایک دوسرے کو منتقل کر سکتے ہیں یعنی اگر بارص کا کسی کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہو اور وہ اس سے ہار رہا ہو تو یہ صادق اور یوشا حرکت میں آکر اپنی قوتیں اسے منتقل کر کے کامیاب بنا سکتے ہیں اس پر عارب نے چونک کر کہا۔ اے آقا کیا یہ عمل بھی عورج نے انہیں سکھایا ہے اگر ایسا ہے تو یہ عمل مجھے اور نبیطہ کو بھی سکھایا دیا جائے۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔ نہیں عارب ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہ عمل صرف بارص، صادق اور یوشا ہی آپس میں کر سکتے ہیں اسلئے کہ انکا تعلق تمہاری جنس سے نہیں۔ اس بات کو تم یوں سمجھو کہ یہ عمل میری جنس سے تعلق رکھنے والے کر سکتے ہیں کوئی دوسرا ایسا کام ایسا فعل نہیں کر سکتا۔ اس پر عارب مایوسانہ سے انداز میں کہنے لگا۔

اے آقا اگر ایسا ہے تو پھر یہ نئی طاقت اور قوت حاصل کرنے کے باوجود میں اس بارص، صادق اور یوشا کے سامنے مغلوب ہی رہوں گا۔ اس پر عزازیل فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ ان تینوں کو تم پر صرف یہی فوقیت نہیں بلکہ یہ تم دونوں میاں بیوی پر ایک فوقیت اور بھی رکھتے ہیں اور یہ فوقیت بھی انہیں اپنی جنس ہی کی بناء پر ہے اور وہ یہ کہ مثلاً ابھی

ان کا اور تمہارا مقابلہ کرا دیا جائے تو یہ اگر چاہیں تو تمہیں مقابلے کے دوران ہی تمہاری سری قوتوں سے تمہیں صرف تمہاری طبعی حالات میں تبدیل کر کے تمہارا مقابلہ کریں اس طرح یہ دو لحاظ سے تم لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں اب میں انہیں یونان کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ یونان پر بھی انہیں دو طرح کی فوقیت ہوگی ایک تو یہ کہ یہ تینوں بہن بھائی اپنی قوت کو ایک دوسرے میں منتقل کر سکتے ہیں دوسرے یہ کہ یہ جس کسی سے بھی یہ مقابلہ کریں اور اس کے پاس کوئی سری قوت ہو تو اسکے ساتھ مقابلے کے دوران یہ اپنے مد مقابل کی سری قوتوں سے بھی محروم کر سکتے ہیں بس یہ ہیں انکی دو فوقتیں جنگی بناء پر مجھے امید ہے کہ یہ تینوں آنے والے دور میں ہمیشہ یونان اور یوسا کے ساتھ مقابلے میں ہمیشہ کامیاب اور کامران رہا کریں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر خاموش رہا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ بارص کے پاس گیا اسکے کان میں کچھ کہا پھر دوبارہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

عزازیل نے بارص کے کان میں نہ جانے کیا کہا کہ اسکے چہرے پر سنگینی اسکے چہرے پر نفرت اور کڑھکی پھیل گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ اٹھا آگے بڑھ کر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اپنے دونوں ہاتھوں میں اس نے مصر کے ساحر عورج کی گردن پکڑ لی اور اس طاقت اور قوت سے اس نے اس کی گردن دبا کی کہ عورج کا دم گھٹ گیا اور وہ ختم ہو کر رہ گیا عارب اور نبیطہ نے جب دیکھا کہ بارص نے عورج کو گلا گھونٹ کر موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو وہ بڑے پریشان ہوئے عارب فوراً عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا یہ آپ نے کیا کیا یہ عورج تو ہمارا محسن تھا اس نے ہمیں نئی طاقت اور قوت دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھ کر بارص کے پاس گئے تھے تو آپ نے بارص کو اس عورج کا خاتمہ ہی کرنے کیلئے کہا تھا۔ اس پر عزازیل مکروہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا ہاں تمہارا اندازہ درست ہے عارب میں نے بارص کو عورج کا خاتمہ کرنے ہی کیلئے کہا تھا۔ عارب نے ایک طرح کا احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

اے آقا ایسا آپ نے کیوں کیا۔ عزازیل بڑے دانشورانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے میرے عزیز کہ جب آنے والے دنوں میں ہم یونان اور یوسا کو لگا تار اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا شروع کریں گے تو وہ بھی جانے کی کوشش کریں گے کہ بارص، یوشا، صادق تم دونوں نے یہ طاقت کہاں سے حاصل کی ہے یقیناً اہلیکا بھی اس سلسلے میں حرکت میں آئے گی۔ اہلیکا کی طاقت اور قوت کو تم جانتے ہو کہ وہ ہر صورت میں تلاش کر لے گی کہ یہ طاقت اور قوت ہم نے عورج سے حاصل کی ہے

بعد یہ لوگ فرانس میں داخل ہوئے یہاں بھی انہوں نے خواب اور ہم مچایا اسکے بعد یہ مختلف یورپی ممالک میں پھیل گئے تھے۔

جرمنی سے فرینک بھی نمودار ہو کر فرانس کو روندتے ہوئے ہسپانیہ میں داخل ہوئے تھے اسکے علاوہ سکاٹی غاری اور یونجی یعنی ترک بھی اپنا اپنا کردار ادا کر چکے تھے۔

جن دنوں مارک انتونی آکٹیوس سے اپنے معاملات طے کرنے کیلئے مشرق سے روم کی طرف گیا ہوا تھا ان دنوں ایران پر اشک سیزدہم یعنی تیراہوں اشک حکومت کر رہا تھا اس نے جب دیکھا کہ مارک انتونی مشرق سے یورپ کی طرف چلا گیا ہے اور یہ کہ اپنی غیر موجودگی میں ساکسا نام کے ایک رومن جرنیل کو اپنا قائم مقام بنا گیا ہے تو اس نے مارک انتونی کی اس غیر حاضری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس نے ارادہ کیا کہ مارک انتونی کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان علاقوں پر قبضہ کر لے جو علاقے مشرق میں رومنوں نے حملہ آور ہو کر اشکانیوں سے چھین لئے تھے۔

اشک سیزدہم کی خوش قسمتی کہ ان ہی دنوں ایک رومن جرنیل جس کا نام لیبی نس تھا اشک سیزدہم کے ہاں پناہ لئے ہوئے تھا اس لیبی نس کا نام جولیس سیزر کے قاتلوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ لہذا یہ اشکانیوں کے ہاں پناہ لئے ہوئے تھا۔ رومنوں کا یہ جرنیل لیبی نس انتائی دانشمند انتہائی تیز طرار اور جنگوں کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ یہ رومنوں کے فنون جنگ سے خوب آگاہی رکھتا تھا۔ اشک سیزدہم نے اسکی خدمات سے پورا فائدہ اٹھایا۔ لیبی نس کی اس نے خوب خاطر مدارت کی اور اسے اپنے لشکریوں کی تربیت کے کام پر مقرر کیا اس لیبی نس کے ساتھ اشک سیزدہم نے اپنے بیٹے پیکارس کو بھی لگا دیا۔ تاکہ وہ اسکے تربیت کے کام کو دیکھے اور اس سے سبق حاصل کرے اس طرح رومن جرنیل لیبی نس اور اشک سیزدہم کے بیٹے پیکارس کے درمیان بہترین دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے تھے۔

پھر جب اشک سیزدہم نے دیکھا کہ لیبی نس نے اسکے لشکریوں کو تربیت دے دی ہے اور یہ کہ مارک انتونی ابھی تک اٹلی میں ہے تو اس نے وہ علاقے واپس لینے کا ارادہ کیا جو رومنوں نے ان سے چھین لئے تھے پس اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار اس نے لیبی نس کو بنایا اور اپنے بیٹے پیکارس کو ایک نائب کی حیثیت سے لیبی نس کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ سوریہ کے علاقے پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کریں۔ سوریہ کا یہ علاقہ ویسے تو اشکانیوں ہی کا تھا لیکن رومنوں نے حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کر لیا تھا پس اشک سیزدہم کا حکم پاتے ہی اسکا بیٹا پیکارس اور رومن جرنیل لیبی نس سوریہ پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن اس حملے کے ساتھ اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر سے کوچ کر

لہذا ایسا عروج سے یہ سارا عمل چان کر یونان اور یوسا پر کر دے گی اس طرح وہ یونان اور یوسا کی طاقت اور قوت کو بڑھا کر ہمارے سامنے آئے گی اور اس طرح یونان بارص، یوشا اور صادو کو بھی اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا شروع کر دے گا جبکہ میں ایسا نہیں چاہتا عروج کو میں نے موت کے گھاٹ اسلئے اتروا دیا ہے تاکہ اسکے جو عمل ہیں وہ یونان اور یوسا تک نہ پہنچنے پائیں۔ عارب پھر بولا اور کہنے لگا۔

اس طرح اے آقا اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اسکے پاس جس قدر علم تھا کم از کم ہمیں اسکے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس سے حاصل کر لینا چاہئے تھا۔ جواب میں عزائیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں عارب جو کچھ اسکے پاس عمل اور علم تھا وہ پہلے ہی میں اسکے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس سے حاصل کر چکا ہوں اب اسکے پاس کچھ نہ رہا تھا جو میرے لئے سودمند ہوتا لہذا اسے میں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ عزائیل کی یہ گفتگو سن کر عارب اور فیصلہ کسی قدر خوش ہو گئے تھے پھر وہ عروج کی لاش کو اسی کمرے میں چھوڑ کر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے نکل گئے تھے۔

اس زمانے تک دنیا کے مختلف خطوں سے وحشی قومیں نمودار ہو کر مختلف ملکوں اور علاقوں میں ایک تبدیلی اور انقلاب رونما کر چکی تھیں۔ وحشی بن چھین سے نمودار ہو کر کوبون کیمرے پیرس چالونز دیا اور اٹلی کے وسیع حصوں کو روندنے کے بعد کوہ اسپس کو پار کرنے کے بعد میلان شہر تک جا پہنچے تھے۔

دوسری طرف سکندلے نیویا سے گاتھ بھی ظہور کر چکے تھے یہ لوگ بھی چین کی سرحدوں کو چھوتے ہوئے مڑے اسکے بعد یہ تھریس مقدونیہ کو رنتھ سے ہوتے ہوئے اٹلی کے شمالی علاقوں میں جا ہی مچاتے ہوئے آگے نکل گئے تھے۔ پھر مزید یہ کہ سکندلے نیویا ہی سے اینگلو سیکسن نمودار ہوئے ان لوگوں نے انگلستان کو اپنا نشانہ اور ہدف بنایا۔ روس کے علاقے سے وندال اور کار تھین نمودار ہوئے یہ بھی پہلے چین کی سرحدوں کی طرف بڑھے وہاں سے نکلنے کے بعد انہوں نے اٹلی کا رخ کیا وہاں سے بحری جہازوں کے ذریعے سے یہ لوگ سسلی سے ہوتے ہوئے افریقہ پہنچے۔ قرطاجنہ کا تباہ شدہ شہر ایک طرف چھوڑ دے ہوئے یہ سمندر کی پٹی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر جب آگے سمندر آیا تو انہوں نے سمندر کو عبور کیا ہسپانیہ میں داخل ہوئے ہسپانیہ کو روندنے کے بعد

گئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ لیبی نس اور پیکارس نے دریائے فرات کو عبور کیا ان کا مقابلہ تو انتونی ہی کو کرنا تھا لیکن چونکہ اس وقت وہ روم میں تھا لہذا سوریہ میں اس کا قائم مقام رومن جرنیل ساکسا تھا۔ ساکسا نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی کہ اشکانیوں کی پیش قدمی کو روک دے اس مقصد کے لئے اس نے بھی ایک بڑا لشکر تیار کیا گو یہ تیاری اس نے عجل ہی میں کی تھی تاہم اپنے لشکر کے ساتھ وہ سوریہ شہر سے نکلا اور لیبی نس اور پیکارس کی راہ روکنے کیلئے آگے بڑھا۔

ساکسا کو یقین تھا کہ وہ اشکانیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا اسلئے کہ اس کا خیال تھا کہ رومن لشکر بہتر طور پر تربیت یافتہ ہے جبکہ اسکے مقابلے میں اشکانیوں کے لشکر میں تربیت اور نظم و ضبط کا فقدان ہے لیکن ساکسا کو یہ خبر نہ تھی کہ بھگوتا رومن جرنیل لیبی نس رومن طرز جنگ پر ہی اشکانی لشکر کی تربیت کر چکا تھا اور یہ کہ اس لشکر کی کمانداری بھی خود لیبی نس ہی کر رہا تھا سوریہ کے باہر اشکانیوں اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی ساکسا نے شروع شروع میں ہی بڑے تیز جسے کر کے اشکانیوں پر چھا جانے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف رومن جرنیل لیبی نس نے ساکسا کی ہر کوشش کو ناکام بنا کے رکھ دیا پھر لیبی نس ہی کے حکم پر اشکانی دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئے اور ساکسا کے لشکر پر انہوں نے تین طرف سے ایسے خفیاں حملے کئے کہ ساکسا اور اسکے لشکر کو بدترین شکست ہوئی۔

لیبی نس اور پیکارس نے بھاگتے ہوئے رومنوں کا تعاقب کیا انہوں نے ان کا خوب قتل عام کیا بہت کم لوگوں کو اپنی جانیں بچا کر فرار ہونے کا موقع ملا تھا رومن جرنیل ساکسا بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور وہ سوریہ سے کیلیکیہ کی سرحدوں میں داخل ہو گیا تھا۔ سوریہ سے باہر رومن جرنیل ساکسا کو شکست دینے کے بعد اشکانیوں کے حوصلے اور بڑھ گئے اسکے بعد انہوں نے مزید پیش قدمی کی فرات اٹھاکہ کے درمیانی علاقے پر حملہ آور ہو کر قبضہ کر لیا پھر یہ دوسرے رومن مقبوضہ جات کی طرف بڑھے لیکن یہاں انہیں بہت مشکلات پیش آئیں کیونکہ بعض شہر جزیرہ نما تھے اور انکی حفاظت کے لئے غیر معمولی انتظامات کئے گئے تھے آخر طویل محاصرے کے بعد دوسرے رومن شہر بھی ایک ایک کر کے فتح ہوتے چلے گئے۔

اس قدر علاقے فتح کرنے کے بعد لیبی نس اور پیکارس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ پیکارس کی سرکردگی میں دیا گیا جبکہ دوسرا حصہ لیبی نس نے اپنے پاس

رکھا پیکارس اپنے حصے کے لشکر کو لے کر فلسطین اور سوریہ کے باقی ماندہ علاقوں کو مسخر کرنے کیلئے روانہ ہوا جبکہ باقی نصف لشکر لئے ہوئے لیبی نس ایشیائے کوچک کی طرف بڑھا تاکہ وہاں کے ذریعہ مقامات رومنوں سے چھین لے۔ پیکارس نے پورے سوریہ اور فلسطین کو مسخر کر لیا صرف صور شہر اسکی دست برد سے محفوظ رہا کیونکہ یہ مضبوط بحریہ کے بغیر فتح نہ کیا جا سکتا تھا۔

پیکارس کے پاس چونکہ بحری بیڑہ نہ تھا لہذا وہ صور شہر کو فتح نہ کر سکا۔ بحرہ روم کی پٹی کے ساتھ ان گنت شہروں کو فتح کرنے کے بعد پیکارس نے فلسطین کا رخ کیا۔

جن دنوں پیکارس فلسطین میں داخل ہوا ان دنوں فلسطین کے تخت پر دو عویدار تھے اور دونوں ہی فلسطین کی حکومت حاصل کرنے کیلئے جدوجہد میں لگے ہوئے تھے۔ یہ دونوں رومن جرنیل تھے ایک کا نام ہرکینیس اور دوسرے کا نام اینٹی گونس تھا۔ ہرکینیس اور اینٹی گونس دونوں چچا بھتیجا تھے۔ ہرکینیس چچا جبکہ اینٹی گونس اسکا بھتیجا تھا جس وقت پیکارس اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین میں داخل ہوا تو اینٹی گونس فوراً پیکارس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے کہنے لگا کہ اگر اشکانی اسکی حمایت کریں اور اسے فلسطین کا تاج و تخت دلوانے میں مدد کریں تو اینٹی گونس ان کو اٹھائیس لاکھ پونڈ اور پانچ سو انتہائی خوبصورت عورتیں نذرانے کے طور پر پیش کرے گا اور اس نے یہ بھی پیش کش کی کہ اگر وہ اشکانیوں کی مدد سے فلسطین کا تاج و تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ اشکانی حکومت کو سالانہ خراج بھی ادا کیا کرے گا۔ پیکارس نے اینٹی گونس کی ان شرائط کو تسلیم کر لیا فلسطین پر اس نے حملہ کیا اور اسکی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی اور تاج و تخت اینٹی گونس کے حوالے کر دیا۔ اینٹی گونس نے وہ ساری شرائط پوری کر دکھائیں جو اس نے پیکارس کے ساتھ کی تھیں۔

پیکارس کی طرح رومن جرنیل لیبی نس نے بھی خوب فتوحات حاصل کیں لیبی نس نے کیلیکیا کا رخ کیا جہاں رومن جرنیل ساکسا نے قیام کیا ہوا تھا لیبی نس کے پہنچنے تک ساکسا نے ایک جرار لشکر تیار کر لیا تھا اور وہ لیبی نس کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کھائی اور جنگ میں مارا گیا اسکے بعد لیبی نس کے قدمی بڑھتے چلے گئے اور ہفلیہا، یکیا اور کاریا کے علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا تھا۔

دوسری طرف روم میں جب مارک انتونی کو یہ خبر ہوئی کہ ایشیا میں اسکے خلاف انقلاب رونما ہو چکا ہے اور یہ کہ پیکارس اور لیبی نس نے اسکے علاقوں میں اور ہم چھا دیا ہے اور اکثر علاقوں کو انہوں نے فتح کر کے اشکانی سلطنت میں وسعت پیدا کر دی ہے تو اس

بھاگ گئے تھے۔

فریپات کا خاتمہ کرنے کے بعد رومن جرنیل وینٹیلیس پیکارس کی طرف بڑھا
فریپات کی شکست سے پیکارس کے حالات پہلے ہی وگرگوں ہو رہے تھے جب اس نے سنا
کہ فریپات کا خاتمہ کرنے کے بعد وینٹیلیس اسکی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو اس کا
مقابلہ کرنے کے بجائے پیکارس بھاگ کھڑا ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر کے اس نے
اپنی جان بچائی۔

لیکن پیکارس آسانی سے اپنی شکست کو گوارا کرنے والا نہ تھا چنانچہ وہ پھر سے جنگی
تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گیا موسم سرما گزرتے ہی اس نے رومنوں سے دو دو ہاتھ
کرنے کیلئے دریائے فرات کو عبور کیا دوسری طرف وینٹیلیس نے بھی اپنی بکھری ہوئی
افواج کو جمع کیا اور اس نے دریائے فرات کے کنارے بلند ٹیلوں پر اپنے ڈپرے
ڈال دیئے تھے۔ یہاں انہوں نے اپنے اور گرد و خدقیں بھی کھودی تھیں۔

پیکارس یہ سمجھا کہ یا تو رومنوں کی فوج ناکافی ہے یا فوج خوفزدہ ہو کر ٹیلوں پر جمع ہو
گئی ہے لہذا پیکارس اپنے لشکر کے ساتھ ان ٹیلوں کی طرف بڑھا تاکہ انہیں مسخر کر لے
لیکن جونہی اس نے ان ٹیلوں پر چڑھنا شروع کیا اوپر سے رومن فوج نے پرزور حملے کئے
اشکانی لشکر چونکہ تشیب میں تھا اسلئے اسے سخت جانی نقصان ہوا اور اس افرائقہ کے عالم
میں خود اشکانی جرنیل یعنی اشک سیزدہم کا بیٹا پیکارس بھی لڑتے ہوئے مارا گیا تھا۔

پیکارس کے شکست خوردہ لشکر نے اب اس پل کی طرف بھاگنا شروع کیا جو پیکارس
نے دریائے فرات عبور کرنے کیلئے بنوایا تھا لیکن رومن جرنیل وینٹیلیس نے بڑے
خونخواری سے اپنے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا آگے بڑھ کر اس نے پل کو توڑ دیا اور نصف
کے قریب اشکانی لشکر کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

بچے کھچے اشکانی لشکر نے فلسطین کا رخ کیا اور انجلی گولس کے ہاں پناہ لیتا چاہی جسے
پیکارس نے فلسطین کا تاج و تخت حاصل کر کے دیا تھا لیکن اس احسان فراموش شخص نے
اشکانی لشکر کو پناہ دینے کے بجائے ان سارے لشکر کو اسیر کر کے وینٹیلیس کے حوالے کر
دیا تھا وینٹیلیس نے ان سارے اشکانی لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس شکست کے بعد
اشکانیوں کے حوصلے ایسے پست ہوئے کہ انہوں نے ایشیائے کوچک کو فتح کرنے کا خیال
اپنے دل سے نکال دیا اور اپنی حدود مملکت پر ہی قناعت کر لی تھی۔

پیکارس کے موت کے بعد اس کے بیٹے پیکارس نے باپ اشک سیزدہم کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ

نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اٹلی سے کوچ کیا۔ لشکر کے ایک حصے کی کمانداری
اس نے اپنے بہترین جرنیل وینٹیلیس کو دی اور اسے آگے آگے روانہ کیا تاکہ پیکارس
اور لیبی لیس کی پیش قدمی اور یلغار کو روک کر رکھ دے لیبی لیس کو جب خبر ہوئی کہ مارک
انٹونی کا ایک نائب جرنیل وینٹیلیس اسکی سرکوبی کیلئے بڑی تیزی سے اسکی طرف بڑھ رہا
ہے تو وہ بڑا فکر مند ہوا اسلئے کہ وینٹیلیس کے مقابلے میں اسکے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے
برابر تھی لہذا اس نے کاریا کے علاقے سے پسپائی کی اور بلیک چل آیا یہاں اس نے تیز
رفتار قاصد پیکارس کی طرف روانہ کئے اور وینٹیلیس کا مقابلہ کرنے کیلئے اس نے اس
سے کمک طلب کی۔

وینٹیلیس کی اس پیش قدمی سے خود پیکارس بھی فکر مند ہوا لہذا اس نے اپنے لشکر کا
ایک حصہ صید کر کے جو سواروں پر مشتمل تھا بڑی تیزی سے لیبی لیس کی طرف روانہ کیا
گو لیبی لیس کو یہ کمک وقت پر ہی مل گئی تھی اور وینٹیلیس کے اسکے مقابل آنے سے کچھ
دن پہلے یہ لیبی لیس کے لشکر میں شمولیت اختیار کر گئی تھی لیکن اس کے باوجود جب
وینٹیلیس اور لیبی لیس کے درمیان کیلیک شہر کے باہر جنگ ہوئی تو یہ جنگ کوئی اتنی اہم
اور خوفناک ثابت نہ ہوئی اسلئے کہ مارک انٹونی کا جرنیل وینٹیلیس بڑی آسانی سے لیبی
لیس کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا اس جنگ میں لیبی لیس رومنوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا
اسے وینٹیلیس کے سامنے پیش کیا گیا اور وینٹیلیس نے لیبی لیس کی گردن مار دی تھی۔

پیکارس نے جب لیبی لیس کی شکست اور اسکے مرنے کی خبر سنی تو بہت خوفزدہ ہوا اور
عایت اسی میں دیکھی کہ شمالی سوریہ پہنچ جائے سوریہ آتے ہی اس نے تیز رفتار قاصد اپنے
باپ یعنی اشکانیوں کے حکمران اشک سیزدہم کی طرف روانہ کئے اور رومن جرنیل
وینٹیلیس کے خلاف جنگ کرنے کیلئے اس نے کمک طلب کی ان حالات میں اشک سیزدہم
فورا حرکت میں آیا اور ایک کافی بڑا لشکر اس نے اپنے ایک جرنیل فریپات کی کمانداری
میں اپنے بیٹے پیکارس کی مدد کیلئے روانہ کیا دوسری طرف رومن جرنیل وینٹیلیس بھی بڑا
عبور اور ہوشیار تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ دونوں اشکانی لشکر آپس میں مل کر اسکے لئے کسی
مصلحت اور دشواری کا باعث بنیں لہذا جب اسے خبر ہوئی کہ ایک اشکانی جرنیل فریپات
لشکر لے کر پیکارس کی مدد کیلئے بڑھ رہا ہے تو اس نے پیکارس کو فراموش کرتے ہوئے
فریپات کا رخ کیا رات کی تاریکی میں اس نے فریپات اور اسکے لشکر پر ایسا شب خون مارا
کہ فریپات کے لشکر کو اس نے نہ صرف شکست دی بلکہ اشکانی لشکر کے بہت بڑے حصے کو
اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جو باقی بچے وہ رات کی تاریکی میں اپنی جان بچا کر

اور ایرانی جرنیل مونیس ایران سے بھاگ کر اسکے پاس مصر ہی چلا گیا تھا۔ فرہاد چہارم نے ان قاصدوں کے ذریعے مونیس کو پیغام بھجوایا کہ اگر وہ ایران واپس آ جائے تو اسکی پوری پوری دلجوئی کی جائے گی اور یہ کہ اسکے منصب میں اضافہ بھی کر دیا جائے گا۔

مونیس یہ پیغام سن کر واپس ایران جانے کو آمادہ ہو گیا اور مارک انتونی کو صورتحال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ وہ ایران پہنچ کر اسکے لئے اور بھی زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے مارک انتونی کو مونیس کا واپس جانا ناگوار تو گزرا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایران پہنچ کر رومنوں کیلئے راہ ہموار کر دے اسلئے اسے واپسی کی اجازت دے دی تھی۔

مونیس ابھی ایران کے دربار میں پہنچا ہی تھا کہ مارک انتونی نے اپنے سفیر فرہاد چہارم کے پاس بھیجے اور باہمی روابط قائم کرنے کیلئے خواہش ظاہر کی ساتھ ہی فرہاد چہارم سے کہا کہ وہ رومن جھنڈے جو حاران کی جنگ میں ایرانیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے واپس کر دیئے جائیں اسکے علاوہ اسی جنگ میں جو رومن قیدی ہوئے تھے اور ابھی تک زندہ تھے مارک انتونی نے ان قیدیوں کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا تھا۔

دراصل ایران کے تسلط روابط پیدا کرنے کی پیش کش تو محض ایک خیال تھی وہ ایران کی توجہ دوسری طرف مبذول کر کے ایران کے خلاف ایک بڑی مہم کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ مارک انتونی کو یہ خبریں بھی پہنچیں کہ جس وقت اسکے جرنیل وینٹیلئس نے ایرانیوں کے خلاف فتوحات حاصل کی تھیں تو ان فتوحات کی خبریں جب روم پہنچیں تو روم شہر میں وینٹیلئس کے حق میں کئی روز تک بہترین جشن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مارک انتونی چاہتا تھا کہ وہ بھی ایسی فتوحات حاصل کر کے اسکی فتوحات کے حوالے سے کئی روز تک اٹلی میں جشن منایا جاتا رہے وہ کسی رومن جرنیل سے پیچھے نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اسلئے خفیہ طور پر ایران پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

مصر میں قیام کے دوران ایرانی حکومت سے قاصدوں کے ذریعے سے رابطہ قائم کرنے کے بجائے مارک انتونی نے ایک اور بھی کام کیا اور وہ یہ کہ اس نے اپنے تیز رفتار قاصد آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کی طرف بھی روانہ کئے اور اس سے کہا کہ وہ ایران پر حملہ کرنے کیلئے مارک انتونی کو کمک فراہم کرے ارتاواسد رومنوں سے خائف تھا اسلئے اس نے وعدہ کیا کہ وہ سات ہزار پیادہ اور چھ ہزار سوار ایرانیوں سے جنگ کرنے کیلئے رومنوں کو مہیا کرے گا۔ آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کا یہ جواب سن کر مارک انتونی خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ ایران پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے ایک لاکھ لشکر کو عمدہ قسم کی تربیت دینے لگا تھا اسکے اس ایک لاکھ کے لشکر میں سات ہزار پیادہ رومن دس ہزار گال اور گر جستانی سوار

فرہاد چہارم کے حق میں دست بردار ہو گیا یہ فرہاد چہارم اشک چہارم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔ فرہاد ایک عالم شخص تھا اس نے تخت نشین ہوتے ہی دست ظلم اپنے بھائیوں کی طرف بڑھایا اور اس میں اس نے ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتارا تاکہ تخت و تاج کا اور کوئی دعویدار باقی نہ رہے اپنے بھائیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد یہ ظالم فرہاد اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوا اور اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اس طرح اشکانی حکمران اشک سیزدہم کا خاتمہ ہوا اور یہ شخص اپنے حسرت ناک انجام کو پہنچا اس شخص کا عہد بڑا پر عظمت عہد تھا اس نے نہ صرف اشکانیوں کی شہرت میں اضافہ کیا بلکہ اہل روم بھی اشکانیوں سے خوف کھانے لگے تھے وہ خود تو کوئی عظیم حکمران نہ تھا لیکن اسے عمدہ جرنیل حاصل ہوئے تھے جنہوں نے دور دور تک فتوحات کا سلسلہ قائم کیا۔ اشک سیزدہم کے دور حکومت کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس نے دارا شہر کے بجائے پہلی بار مدائن شہر کو اپنا دار الحکومت بنایا۔

اشک چہارم دہم یعنی فرہاد نے اپنے خاندان سے فارغ ہو کر اشکانی امراء کی طرف رجوع کیا اور متعدد امراء جو اسکے ظلم و تشدد کو ناپسند کرتے تھے موت کے گھاٹ اتار دیا اس وحشیانہ روش سے خوفزدہ ہو کر بعض اعیان سلطنت ترک وطن کر گئے تاکہ زندگی کے آخری دن امن سے گزاریں۔

کچھ لوگوں نے مارک انتونی کے ہاں پناہ لی ان میں ایک نامور شخص مونیس بھی تھا یہ پیکارس کی فوجوں کا سالار اور سوریہ کی جنگ میں نمایاں خدمات انجام دے کر ناموری حاصل کر چکا تھا۔

اس نے مارک انتونی کو بتایا کہ فرہاد چہارم کے ناروا سلوک نے اشکانیوں کے دلوں میں ناسود ڈال دیئے ہیں اسلئے اشکانی سلطنت کو فتح کرنے میں دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور یہ تجویز پیش کی کہ اگر وہ اسکے ساتھ لشکر بھیج دے تو وہ آسانی سے اشکانیوں کے خلاف فتح حاصل کر لے گا اور اسے رومنوں کا باج گزار بنا دے گا انتونی کو مونیس کی یہ تجویز بڑی پسند آئی اور چاہا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایشیا کے دور دراز علاقوں کو فتح کرنے کی اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل کرے اسلئے اس نے بڑی تیزی کے ساتھ جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

ایران کے بادشاہ اشک چہارم دہم یعنی فرہاد چہارم کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو وہ بڑا فکر مند ہوا اس نے اپنے تیز رفتار قاصد مصر کی طرف روانہ کئے اسلئے کہ ان دنوں مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مصر میں ہی اپنی محبوبہ قلوپترہ کے پاس قیام کرتے ہوئے تھا

اس نے پراسپا کو فتح کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ اب اسکے سامنے صرف دو ہی صورتیں تھیں۔

اول یہ کہ وہ سرارومیا کے کنارے کی چراگاہوں کی طرف نکل جائے اور اپنے لشکر محفوظ کر لے دوئم یہ کہ وہ تہریز کے کوستانی دامن میں پناہ لے اور اپنے لشکر کو مستانے کا موقع فراہم کرے۔ لیکن رومیا کی چراگاہوں میں اشکانی پہلے ہی اتر کر قبضہ کر چکے تھے اسلئے مارک انتونی نے تہریز کے کوستانی سلسلوں کا رخ کیا تھا۔

اشکانیوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مارک انتونی نے اپنے لشکر کے ساتھ تہریز کوستانی سلسلوں کا رخ کیا ہے تو انہوں نے رومنوں کا پیچھا کیا اور تیسرے روز رومن لشکر کے ارد گرد انہوں نے گھیرا ڈال لیا۔ تین ماہ تک اشکانیوں نے رومنوں کا گھیراؤ کر کے انکا قانیہ تنگ کئے رکھا۔

یہاں سردی شدت کی تھی اور رومنوں کو خوراک اور پانی میسر آنے کی بڑی دشواری تھی۔ جسکی وجہ سے ان کے تقریباً آٹھ ہزار سپاہی لقمہ اجل بن گئے۔

یہاں سے مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ جوں توں کر کے نکلا اور دریائے اراکسا کے کنارے جا پہنچا اس طرح دریا کو پار کر کے وہ ایرانیوں کی دسترس سے محفوظ ہو گیا۔ دوسری طرف فرہاد چہارم نے بھی رومنوں کا پیچھا کرنا مناسب نہ سمجھا اور یہی غنیمت جانا کہ دشمن ایران کی حدود سے نکل چکا ہے۔ رومن لشکر ایرانیوں کی دسترس سے تو باہر ہو گیا لیکن پیشتر اسکے کہ وہ کسی گرم عداوت میں پہنچا اسکے آٹھ ہزار اور سپاہی راستے کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔

اس شکست اور بددلی کے باوجود مارک انتونی مایوس نہیں ہوا تھا اب وہ کسی نہ کسی طرح پھر یہ مهم شروع کرنا چاہتا تھا۔ اسکے لئے فوری وجہ یہ پیدا ہوئی کہ آذربائیجان کا حکمران اشکانی بادشاہ فرہاد چہارم سے اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اس سے مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں ناانصافی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے اشکانی حکمران فرہاد چہارم کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ اس وقت تک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مصر پہنچ چکا تھا اور انتونی اپنی محبوبہ قلوپترہ کیساتھ وادیش دیتے ہوئے دن گزار رہا تھا۔

ان حالات میں آذربائیجان کے حکمران نے سکندریہ شہر میں انتونی کے پاس اپنے سفیر بھجوائے اور اشکانیوں کے خلاف اس نے مدد طلب کی۔ مارک انتونی ممالک مشرق میں قدم رکھنے کیلئے موقع کا منتظر تھا چنانچہ اس نے آذربائیجان کے حکمران کی مدد کرنا قبول کر لیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ مصر سے نکلا اور آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی۔ کیونکہ وہ سب سے

اور تیس ہزار رومن تھے جو تیزی سے حملہ آور ہونے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔

مارک انتونی کو فوائد حاصل کرنے کیلئے چاہئے تھا کہ فی الفور ایران پر حملہ آور ہو جاتا اور اشکانی سلطنت کو مدافعت کی تیاریاں نہ کرنے دیتا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا کہ اس نے اپنی محبوبہ قلوپترہ کے پاس قیام کرتے ہوئے کافی وقت ضائع کر دیا اور بڑی تاخیر سے وہ اپنے ایک لاکھ کے لشکر کو لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا اس وقت تک اشکانی سلطنت اس کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی تیاریاں مکمل کر چکی تھی۔

آرمینیا کے حکمران ارتاواسد نے مارک انتونی اور اسکے لشکریوں کا پر جوش خیر مقدم کیا اور مارک انتونی کو مشورہ دیا کہ اس وقت اشکانی لشکر فرات کے کنارے جمع ہے اور آذربائیجان کا حکمران اسکے ساتھ ہے اسلئے مارک انتونی اگر آذربائیجان پر حملہ کر دے تو اسے با آسانی فتح کر سکتا ہے۔

مارک انتونی نے ارتاواسد کے اس مشورے کو پسند کیا اور اسکے مشورے کے مطابق اس نے آذربائیجان کا رخ کیا خود تو وہ تیزی سے آذربائیجان کے دارالحکومت پراسپا کی طرف بڑھا اور حکم دیا کہ فوجی دستے محاصرے کے آلات جو تین ہزار چنگڑوں پر لدے ہوئے تھے اسکے پیچھے پیچھے لے کر آئیں۔ مارک انتونی کا خیال تھا کہ وہ پراسپا شہر پر اچانک حملہ کر کے اسے فتح کر لے گا لیکن اسکا خیال درست ثابت نہ ہوا۔ اور یہاں اسے مجبوراً محاصرے کے آلات کی آمد کا انتظار کرنا پڑا تھا۔

اشکانی بھی غافل نہ بیٹھے ہوئے تھے وہ فرات کا کنارہ چھوڑ کر دشمن کے پیچھے پیچھے چلے آئے فرہاد چہارم کو معلوم ہوا کہ انتونی کے وہ فوجی دیتے جو محاصرے کے آلات لئے جا رہے تھے پیچھے رہ گئے ہیں تو اپنے لشکر کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ اشکانی لشکر نے رومنوں کو گھیرے میں لے کر تقریباً دس ہزار رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور محاصرے کے آلات پر قبضہ کرنے میں اشکانی لشکر کامیاب ہو گیا۔ اس صورتحال سے رومن سخت پریشان ہوئے ادھر آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کو جب اشکانیوں کے ہاتھوں رومی لشکر کی تباہی کی خبر ملی تو اسے خطرہ ہوا کہ کہیں رومنوں کو اشکانیوں کے ہاتھوں شکست نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو رومنوں کو شکست دینے کے بعد اشکانی اس پر بعد حملہ آور ہو کر اسے بھی نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں گے لہذا وہ اپنا لشکر لے الگ ہو گیا اور آرمینیا واپس چلا گیا۔

مارک انتونی نے جب محسوس کیا کہ پراسپا کو فتح کرنا آسان نہیں اور یہ کہ محاصرے کے آلات پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے اور خوراک باقاعدہ مہیا ہونے کی کوئی صورت نہیں تو

پہلے آرمینیا کے حکمران ارتواسد کو مزا دینا چاہتا تھا اسلئے کہ گزشتہ جنگ میں ارتواسد اشکانیوں کے خوف سے مارک انتونی سے علیحدہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف آرمینیا کے حکمران ارتواسد کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ اسکی طرف پیش قدمی کر رہا ہے لہذا اسکی آمد سے قبل ہی اس نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر میں تھیں۔ آرمینیا کے مرکزی شہر سے باہر آرمینیا کے حکمران ارتواسد اور مارک انتونی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں ارتواسد کو شکست اور مارک انتونی کو فتح نصیب ہوئی۔

اس فتح کے نتیجے میں مارک انتونی نے آرمینیا میں خوب لوٹ کھسوٹ کی وہاں اپنے فوجی دستے متعین کر کے واپس مصر چلا گیا دراصل وہ اشکانیوں کے ساتھ کھراتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اشکانیوں کے مقابلے میں اسے شکست ہی نہ اٹھانا پڑے۔

ایک مرتبہ پھر مارک انتونی نے ایران کا رخ کیا لیکن ایران پر حملہ آور ہونے کے بجائے وہ میڈیا کی طرف بڑھا میڈیا کے حکمران کے ساتھ ایک معاہدہ طے ہوا جسکی رو سے آرمینیا کا کچھ علاقہ میڈیا کی سلطنت میں شامل کر دیا گیا اور رومن دستے جو آرمینیا میں مقرر کئے گئے تھے میڈیا کے حکمران کے ماتحت کر دیئے گئے تھے اسکے بعد مارک انتونی ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ واپس مصر چلا گیا تھا شاید مارک انتونی نے اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کا خیال اپنے دل سے نکال دیا تھا۔

دوسری طرف اشکانیوں کے حکمران نے مارک انتونی کی ان کارروائیوں کو یکسر ناپسند کیا۔ جو اس نے میڈیا اور آرمینیا میں کیں تھیں۔ جب مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ واپس مصر چلا گیا تو فرہاد چہارم نے میڈیا کے حکمران کی سرکوبی کیلئے پیش قدمی کی میڈیا کے حکمران کیساتھ اشکانیوں کی ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں میڈیا کو شکست ہوئی اور اشکانی فتح مند رہے۔ میڈیا کے حکمران کی سرکوبی کرنے کے بعد فرہاد چہارم آرمینیا پر حملہ آور ہوا۔ آرمینیا میں جس قدر رومن دستے مارک انتونی نے مقرر کئے تھے ان میں سے کچھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کچھ کو فرہاد چہارم نے گرفتار کر لیا۔ اس طرح اشکانی حکمران فرہاد چہارم نے آرمینیا کو رومنوں کے تسلط سے نکال کر ایک بار پھر آزاد قرار دے دیا تھا۔ فرہاد چہارم کی اس پیش قدمی سے اشکانی سلطنت کا وقار بڑھ گیا۔ آرمینیا پر اشکانیوں کا تسلط قائم ہوا اور مارک انتونی کو پھر ایران میں داخل ہونے کا حوصلہ نہ ہو سکا۔

فرہاد چہارم کا رویہ چونکہ لوگوں کے ساتھ سفاکانہ تھا لہذا لوگ اس سے کسی قدر نالاں تھے۔ لیکن چونکہ اس نے رومنوں کے خلاف خوب کامیابیاں حاصل کیں تھیں لہذا لوگ

اسے برداشت کئے ہوئے تھے لیکن رومنوں کے خلاف ان کامیابیوں نے فرہاد چہارم کو اور زیادہ بد مزاج بنا دیا تھا اور اسکی طبیعت میں پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی رعونت اور ہمدردی آ گئی تھی۔ اسلئے اسکے امراء ناراض اور عوام بد دل ہو گئے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے ایک جرنیل تیرداد کی سرکردگی میں فرہاد چہارم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس بغاوت میں ایران کے لوگوں نے تیرداد کا ساتھ دیتے ہوئے اسکا حوصلہ خوب بڑھایا۔ کچھ فوجی بھی بغاوت کر کے تیرداد سے آ ملے تھے چنانچہ اسکی بغاوت کامیاب ہوئی۔ فرہاد چہارم کو تیرداد کے مقابلے میں شکست ہوئی اور فرہاد چہارم کو تاج و تخت چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ اس جنگ کے نتیجے میں تیرداد اشکانیوں کا حکمران بن گیا جبکہ فرہاد چہارم وسط ایشیا کے سکائی قبائل کے یہاں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ اب اشکانیوں پر تیرداد کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

○

مارک انتونی مصر میں اسکندریہ کے اندر قلوپٹرہ کے ساتھ زاد عیش دیتا رہا۔ قلوپٹرہ نے نبھانے اس پر کیا سحر کیا جادو کر دیا تھا کہ وہ ایک لمحہ کیسے بھی اب اس سے جدا ہونے کے متعلق سوچ نہ سکتا تھا۔ اپنے اس قیام کے دوران مارک انتونی نے قلوپٹرہ سے وعدہ کیا کہ عنقریب وہ روم میں آکٹویوس کے خلاف حرکت میں آئے گا آکٹویوس کو وہ بدترین شکست دے گا اور سارے رومن علاقوں کا مرکزی شہر قلوپٹرہ کے شہر اسکندریہ کو قرار دے گا۔ مارک انتونی کی یہ باتیں اور خبریں اٹلی میں بھی پہنچنا شروع ہو گئیں۔ اس وقت تک آکٹویوس اٹلی میں بڑی قوت اور شہرت حاصل کر چکا تھا۔ لہذا ان باتوں کو سمجھتا ہوا ہونے آکٹویوس نے رومن عوام اور سینیٹ کے ممبران کو مارک انتونی کے خلاف کرنا شروع کر دیا تھا۔

حالات کے تحت سینیٹ کے ممبران نے مارک انتونی کو پیغام بھجوایا کہ وہ قلوپٹرہ کو چھوڑ کر فی الفور روم واپس چلا آئے۔ انتونی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جسکے جواب میں رومن سینیٹ نے مارک انتونی اور قلوپٹرہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔ اس اعلان جنگ کے نتیجے میں جب رومن لشکر کو تیار کیا گیا تو رومن بری افواج کا سپہ سالار خود آکٹویوس کو مقرر کیا گیا جبکہ بحری بیڑے کا کماندار ایگریپا کو بنایا گیا جبکہ ایک جرنیل بیتاس کو آکٹویوس کی غیر موجودگی میں رومنوں کا حکمران مقرر کیا گیا تھا۔ اس طرح آکٹویوس اپنے بری لشکر اور ایگریپا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی سے مارک انتونی کی سرکوبی کیلئے مصر کی

طرف روانہ ہوئے تھے۔

دوسری طرف مارک انتونی اور قلوپٹرہ کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ یونانیوں کا بحری بیڑا ایگریپا کی سرکردگی میں اور بری لشکر آکٹیوس کی سرکردگی میں انکی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ لہذا وہ دونوں میاں بیوی بھی حرکت میں آئے اور آکٹیوس اور ایگریپا کا مقابلہ کرنے کیلئے مغرب کی طرف بڑھے۔ اس سے پہلے مارک انتونی نے یہ کام کیا کہ اپنی بیوی اوکٹوینا جو کہ آکٹیوس کی بہن تھی اسے اس نے طلاق بھیج دی تھی۔ مارک انتونی کی اس حرکت سے رومنوں کے دلوں میں اس کے خلاف اور نفرت پیدا ہو گئی دوسری طرف آکٹیوس اور زیادہ شدت کے ساتھ مارک انتونی کے خلاف حرکت میں آنے پر مل گیا تھا۔

یونان کے شمالی ساحل کے قریب ساموس اور لیوقاس نام کے جزیروں کے آس پاس دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا مارک انتونی کا بحری بیڑا ایگریپا سے لکڑیوں جبکہ بری لشکر جسکی کمانداری خود مارک انتونی کر رہا تھا اس نے آکٹیوس سے مقابلہ شروع کیا۔ جنگ دونوں لشکروں کے درمیان جس وقت اپنے عروج پر تھی تو قلوپٹرہ کو ایک خوف اور خدشہ ہوا اس جنگ میں وہ اپنے شوہر مارک انتونی کے پہلو پہ پہلو حصہ لے رہی تھی اسے یہ ڈر پیدا ہوا کہ اگر اس جنگ میں اسے اور مارک انتونی کو شکست ہوئی تو رومن اسے گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں گے اور اس بدترین موت ماریں گے۔ اس خیال کے سوتے ہی قلوپٹرہ چوری چھپے ایک تیز رفتار جہاز میں بیٹھی اور میدان جنگ چھوڑ کر مصر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مارک انتونی کو جب پتا چلا کہ اسکی محبوبہ قلوپٹرہ جنگ کے نتائج سے گھبرا کر میدان جنگ چھوڑ کر مصر بھاگ گئی ہے تو اس نے بڑی حماقت اور بے وقوفی کا مظاہرہ کیا بجائے اسکے کہ وہ میدان جنگ میں موجود رہتا اور اپنے لشکریوں کے حوصلے اور انکی فتح مندی کا باعث بنتا اس نے جنگ میں اپنے لشکر کی راہنمائی اور رہبری کرنے پر قلوپٹرہ کی محبت کو ترجیح دی لہذا وہ بھی میدان جنگ سے نکلا اور ایک دوسرے جہاز میں بیٹھ کر قلوپٹرہ کے پیچھے ہو گیا۔ قلوپٹرہ نے مارک انتونی پر کچھ ایسا سحر کر دیا تھا کہ مارک انتونی ایک لمحے کیلئے بھی اسے اپنے سے جدا کرنے پر تیار نہیں تھا لہذا میدان جنگ کو وقت کے حوالے کرتا ہوا مارک انتونی ایک تیز رفتار بحری جہاز میں بیٹھ کر قلوپٹرہ کے پیچھے پیچھے اسکندریہ کی طرف چلا گیا تھا۔

جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ بحری جنگ میں رومن جرنیل ایگریپا نے مارک انتونی کے بحری بیڑے کو بدترین شکست دی جبکہ خشکی پر مارک انتونی کے لشکر کو آکٹیوس کے ہاتھوں شکست اور ہپائی نصیب ہوئی اس طرح یونان کے شمال میں ساموس اور لیوقاس جزیروں کے آس

پاس مارک انتونی کے خلاف آکٹیوس کو شاندار فتح نصیب ہوئی تھی اس فتح کے بعد آکٹیوس نے اپنے جرنیل ایگریپا کو بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی واپس بھیج دیا جبکہ وہ مارک انتونی اور قلوپٹرہ کے خلاف فیصلہ کن انداز میں حرکت میں آنے کیلئے آگے بڑھا اور سورہہ شر کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کیا۔

اس دوران مارک انتونی اور قلوپٹرہ نے اپنے کچھ قاصد آکٹیوس کی طرف روانہ کئے اور ہمدردی حاصل کرنا چاہی لیکن آکٹیوس نے کسی بھی طرح کی ہمدردی کا مظاہرہ ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ کرنے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ اس صورتحال کے پیش نظر قلوپٹرہ کو مزید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر آکٹیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ مصر کی طرف پیش قدمی کی اور مارک انتونی کو شکست ہوئی تو آکٹیوس اس کا بڑا برا انجام کر کے اسے موت کے گھاٹ اتارے گا۔ لہذا ایک رات اس نے اپنی جان بچانے کی خاطر ایک بحری جہاز تیار کیا اس کا ارادہ تھا کہ مصر سے وہ صحرائے عرب کی طرف بھاگ جائے گی اور وہاں اپنی زندگی کے باقی دن گمنامی میں بسر کر دے گی۔ لیکن اسکے اس ارادے کی خبر مارک انتونی کو ہو گئی اور مارک انتونی نے اسے صحرائے عرب کی طرف بھاگ جانے سے روک دیا۔ اسکے بعد ایسا ہوا کہ دونوں میاں بیوی نے رومنا ہونے والے حالات سے مایوس ہو کر خودکشی کر لی تھی۔

مارک انتونی اور قلوپٹرہ کی خودکشی کے باعث آکٹیوس کو شاندار فتوحات نصیب ہوئیں تھیں۔ مصر کو ایک صوبے کی حیثیت سے آکٹیوس نے رومن سلطنت میں شامل کر لیا تاہم اس نے حالات پر گہری نگاہ رکھنے کیلئے چند ماہ تک سورہہ شہر ہی میں قیام کئے رکھا۔ مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد آکٹیوس نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا اور وہ یہ کہ اس نے رومن ریپبلک کو بادشاہت میں تبدیل کر دیا اور خود رومنوں کا مطلق العنان بادشاہ بن بیٹھا۔ آکٹیوس کے بجائے اس نے آگسٹس کا خطاب اختیار کیا اور آگسٹس کے ہی نام سے وہ رومنوں کے شہنشاہ کی حیثیت سے رومنوں پر حکومت کرنے لگا تھا۔

○

دوسری طرف ایران میں تیرواد صرف تین سال ہی اشکانیوں پر حکومت کر پیا تھا کہ فرہاد چارم نے وحشی سکائی قبائل کے اندر رہتے ہوئے طاقت اور قوت پکڑی۔ اس نے سکائی قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کو لے کر وہ ایران کے مرکزی شہر مدائن کی طرف بڑھا تیرواد کو جب خبر ہوئی کہ فرہاد چارم سکائیوں کا لشکر لے کر اسکی طرف بڑھ

رہا ہے تو وہ بھی اپنے لشکر کو تیار کر کے نکلا۔ مدائن شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی جس میں تیرداد کو بدترین شکست ہوئی۔ اس شکست کے نتیجے میں تیرداد چوری چھپے فرہاد چہارم کے چھوٹے بیٹے کو لے کر سوریہ شہر کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں رومن شہنشاہ آگسٹس نے اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔ جبکہ ایک فاتح کی حیثیت سے فرہاد چہارم مدائن میں داخل ہوا اور پھر پہلے کی طرح اشکانیوں کے حکمران کی حیثیت سے ایران پر حکومت کرنے لگا تھا۔

مدائن سے بھاگ کر تیرداد اشک چہارم کے چھوٹے بیٹے کے ساتھ سوریہ پہنچ گیا اور رومنوں کے شہنشاہ آگسٹس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آگسٹس سے پناہ طلب کی اور یرغمال کے طور پر فرہاد چہارم کے بیٹے کو آگسٹس کے سامنے پیش کیا۔ آگسٹس نے فرہاد چہارم کے بیٹے کو بطور یرغمال قبول کر کے تیرداد کو پناہ دی۔ تیرداد دراصل آگسٹس سے کمک حاصل کر کے فرہاد چہارم پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا لیکن وہ آگسٹس کو اس مہم کے لئے آمادہ نہ کر سکا۔

دوسری طرف فرہاد چہارم نے آگسٹس کے پاس اپنا سفیر بھیجا اور تیرداد اور شہزادے کو واپس بھیجنے کی استدعا کی۔ آگسٹس نے تیرداد کو تو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا البتہ فرہاد چہارم کے بیٹے کو بغیر کسی معاوضے کے واپس بھیجنے پر رضامند ہو گیا۔ اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ گزشتہ جنگوں میں اشکانیوں کے ہاتھوں جو رومنوں کے جھنڈے لگے تھے وہ واپس کر دیئے جائیں اس طرح آگسٹس نے فرہاد چہارم کے بیٹے کو واپس کر دیا اور جواب میں فرہاد چہارم نے رومی جھنڈے لوٹا دیئے تھے۔

رومن جھنڈیوں کی واپسی پر پورے اٹلی میں جشن منایا گیا۔ اب رومنوں نے سلطنت کو وسیع کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ ادھر فرہاد چہارم کی بھی خواہش تھی کہ رومنوں کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کئے جائیں۔ اسکے لئے اس نے اپنے بیٹے آگسٹس کے دربار میں بھیجے تاکہ وہ وہاں رہ کر رومنوں کی طرز حکومت کا جائزہ لیں۔ اسکے بعد آگسٹس اپنے لشکر کے ساتھ سوریہ شہر سے اٹلی کی طرف چلا گیا تھا۔ حالات بظاہر اب مطمئن اور تسلی بخش نظر آ رہے تھے اسلئے کہ رومنوں اور اشکانیوں کے تعلقات پہلے کی نسبت کافی بہتر اور دوستانہ ہو گئے تھے۔

○

مارک انتونی اور قلوپطرہ کی خودکشی کے بعد یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی نے مہر کے شہر اسکندریہ کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔ یہ سرائے سمندر کے کنارے واقع تھی

اور آنے جانے والی کشتیوں اور جہازوں کے مسافروں کے ذریعے اس سرائے کو خوب آمدنی ہو جاتی تھی۔ ایک روز رات سونے سے پہلے یونان اور یوسا سمندر کے کنارے چل قدمی کر رہے تھے۔ وہ چاند رات تھی چاروں طرف ٹھنڈی اور گہری چاندنی سمندر کی ابھرتی ڈوبتی لہروں کے ساتھ بغلگیر ہو رہی تھی۔ ایسے میں اچانک یونان کے سامنے عزازیل، عارب، فیسطہ، بارص، صاود اور یوشا نمودار ہوئے۔ ان سب کو یوں اپنے سامنے دیکھ کر یونان ٹھسک سا گیا تھا لیکن جلد ہی وہ اپنے آپ کو سنبھال گیا عین اس موقع پر ایبیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا پھر وہ اپنی شیریں آواز میں کہنے لگی۔

دیکھ یونان میرے حبیب یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تجھ پر حملہ آور ہونے تجھ پر وارد ہونے کیلئے آیا ہے۔ اس کے دو نئے ساتھیوں کو تمہارے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ دونوں اسکی جنس سے ہیں اور بھائی ہیں۔ ایک کا نام بارص دوسرے کا نام صاود ہے اور ان دونوں کی ایک ہم جنس رُکی بھی انکے ساتھ ہے جس کا نام یوشا ہے۔ یہ بارص، صاود اور یوشا انتہا درجے کے طاقتور اور پر قوت ہیں لہذا دیکھ میرے حبیب خوب احتیاط سے اور دیکھ بھال کے انکے ساتھ مقابلہ کرنا ورنہ یاد رکھنا یہ تمہیں نقصان پہنچا کے رہیں گے پر تم فکر مند نہ ہونا میں یہاں تمہارے ساتھ ہوں۔

یہاں تک کہتے کہتے ایبیکا خاموش ہو گئی تھی اس لئے کہ عزازیل اور اسکے ساتھی قریب آ گئے تھے۔ پھر عزازیل شور قیامت کی گونج کی طرح یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے گماشتے! ہمارے سامنے تو خوب جدوجہد کر لیا اور خوب بھاگ دوڑ کر لیا۔ لیکن اب تیری ساری سہی تیری ساری کوشش کی انتہا ہو رہی ہے۔ میں تیرے سامنے اپنے ایسے ساتھی لے آیا ہوں۔ جو مار مار کر تیری حالت خشک ہواؤں اور خزاں کی شام میں شاخوں کی عریانی اور بچوں کی زردی جیسی کر دیں گے۔ دیکھ نیکی کے گماشتے نیلے کانچ سے آسمان کے وسیع چھپرے میرے لئے ساتھی تم پر خشک رتوں کی سختی، عذاب الیم کی اذیت بن کر طاری ہو جائیں گے تیری خواہش کی ہوا تیری لذتوں کی حس کو یہ گورکھ دھندوں کے پھیلاؤں میں تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ میرے یہ دونوں ساتھی جو ایک طرح ناقابل تسخیر خیال کئے جاتے ہیں دیکھ خیر کے گماشتے یہ تم پر انحطاط طاری کرنے والی کمرہ فٹا کے وار برساتی موت، زوال کی لہریں طاری کرتی فطرت، لمحوں کو قدیم و بے شر کرتی خونخواری کی طرح نزول کریں گے اور تیری روح و بدن کے سکوت میں وقت کی لا انتہا اذیت اور رات کی خاموشی میں بڑی گہری مسرت کے ساتھ تیری تقدیر کو اپنی گرفت میں لے لیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔
 سن عزازیل میں نہیں جانتا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا ارادے لے کر ہم دونوں
 میاں بیوی کی طرف آیا ہے اس لئے کہ غائب کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پر دیکھ
 عزازیل اگر تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بری نیت لے کر ہم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو میں
 تمہیں یہ یاد دلاؤں گا کہ ایسے ماضی میں کئی معرکے تم ہمارے خلاف کھڑے کر چکے ہو پر
 خداوند قدوس کا صد احسان کہ اس نے ہمیشہ مجھے تمہارے مقابلے میں کامیاب و غالب
 رکھا۔

دیکھ عزازیل میں تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بخارات کے التہاب، تین و جہوت،
 دندناتے بھوتوں کے سے اجوم اور اہام کی کشش سے متاثر اور مغلوب ہونے والا نہیں
 اسلئے کہ ذلت و کبت زندگی کا جلال و جمال حیات کی معراج، زیست کا کمال میرے خداوند
 قدوس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ وہی ہر ایک کو عمل کی عظمت اور محنت کا وقار عطا
 کرتا ہے۔ سنو انسان گزیدہ شیطانوں غرض کے بندو زر کے پھندو جب تک میرا اللہ، میرا
 خالق اور میرا مالک مجھے کوئی ضرر نہ پہنچاتا ہے تو اس وقت تک تم سب مل کر بھی میرا
 کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہاں میرا اللہ مجھے میری کوتاہیوں میری غلطیوں میرے گناہوں کی وجہ سے
 مجھے کسی عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو اس مالک کی مرضی ہے۔ اسلئے کہ وہ آقا اپنے غلام
 کیساتھ جو بھی سلوک کرے غلام کو بہر حال وہ برداشت تو کرتا ہی ہے۔ اگر سمندر کے اس
 کنارے میری قسمت میرے مقدر میں تم لوگوں کے ہاتھوں ذلت و کبت لکھی ہے تو اسے
 کوئی نہیں روک سکتا اور اگر رات کی اس تاریکی میں میرے ہاتھوں تمہاری رسوائی اور
 تمہاری ذلت لکھی ہوئی ہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔

اس موقع پر عزازیل نے اپنے ساتھی صادق کو کوئی مخصوص اشارہ کیا جسے پاتے ہی صادق
 نے افق کی سرگرجتی دھارتی آندھیوں شعلہ فام برق سیل خون اور دھواں شرر شرر
 آندھیوں کی طرح یوناف کی طرف بڑھا تھا اسکے بعد عزازیل نے بارص اور صادق کی ساتھی
 لڑکی یوشا کو بھی ویسا ہی مخصوص اشارہ کر دیا تھا جسے پا کر یوشا اجل کی شام، ستم کی آگ،
 خون کی بارش، قضا کو حصار اور موت کی گھات بن کر یوسا کی طرف بڑھی تھی۔ پھر یوں ہوا
 کہ صادق آگ کے بادل اور ظلم کی بہتات کی طرح یوناف پر حملہ آور ہو گیا۔ جبکہ یوشا کسی
 ساحرہ کے قسوں اور کسی شگول کے جود کی طرح یوسا پر ٹوٹ پڑی تھی۔

صادق اور یوشا نے جب آگے بڑھ کر جو یوناف اور یوسا پر ضربیں لگانا شروع کیں تو
 یوناف اور یوسا کو محسوس ہوا کہ جیسے ان دونوں کو کوئی مخصوص عمل کر کے انہیں انکی

سری قوتوں سے بالکل ہی محروم کر کے رکھ دیا ہو۔ صادق اور یوشا کو اپنے سامنے ڈیر کر کے
 لئے یوناف اور یوسا نے بار بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانا چاہا لیکن انہیں بری
 طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صادق اور یوشا دونوں اپنی سری قوتوں
 کے ساتھ بری طرح یوناف اور یوسا کو مارنے پھینچنے لگے تھے۔ اپنی طرف سے یوناف اور
 یوسا نے بہترین دفاع کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کی ہر کوشش، انکی ہر جدوجہد ناکام
 رہی تھی اسلئے کہ انکی طبعی طاقت اور قوت کے سامنے صادق اور اپنی بے پناہ سری قوتوں کا
 مظاہرہ کر رہے تھے یہاں تک کہ صادق اور یوشا نے یوناف اور یوسا کو مار مار کر لہو لہاں کر
 دیا تھا اور پھر دونوں میاں بیوی بدھال ہو کر سمندر کے کنارے گیلی ریت پر گر گئے تھے انکی
 حالت ایسی تھی جیسے کوئی صدیوں کا سفر طے کرنے والا مسافر اچانک تھک مار کر زمین پر گر
 گیا ہو۔

یوناف اور یوسا کی یہ حالت دیکھنے کے بعد عزازیل نے رات کے اس سکوت میں
 ایک بھیانک کمرہ اور بلند قلعہ لگایا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو
 میرے ساتھیو! اس صادق اور یوشا نے جو حالت یوناف اور یوسا کی بنائی ہے وہ دیکھ کر مجھے
 دلی اطمینان بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ یہ یوناف وہ شخص ہے جو اس سے پہلے ہمارے سامنے
 دندناتے اور مرکنے بل کی طرح آتا تھا اور سینک مار کر جس طرف چاہے ہمیں پھینکتا پھرتا
 تھا لیکن اب صادق نے اس پر حملہ آور ہو کر اس پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم جب بھی
 چاہیں اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتے ہیں اور یہ جو یوشا نے یوسا کی حالت بنائی
 ہے یہ بھی میرے اطمینان اور میری راحت اور خوشی کا سامان ہے۔ آؤ میرے ساتھیو اب
 یہاں سے چلیں اسلئے کہ یوناف اور یوسا کے لئے آج اتنی ہی مار کافی ہے میرے خیال میں
 یہ مار کھانے کے بعد اگر یہ سمجھ اور ہوتے تو آئندہ کبھی ہمارے ساتھ ٹکرانے کی کوشش
 نہیں کریں گے۔ اسکے ساتھ عزازیل اور اسے ساتھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے
 اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

عزازیل اور اسکے ساتھیوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد یوناف سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا
 اس نے دیکھا اسکے قریب ہی یوسا ابھی تک بے ہوشی کی سی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔
 یوشا نے بری طرح اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔ یوناف تڑپ کر یوسا کی طرف بڑھا اپنا
 ایک ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھا دوسرا بازو وہ اسکے گھٹنوں کے جوڑوں کے نیچے لے گیا
 اور اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ سمندر کے کنارے لا کر یوسا کو اس نے لٹھنڈی ریت پر بٹایا
 پھر اسکے منہ پر اس نے پانی کے چھینٹے دیئے جس پر یوسا نے ایک جھرجھری لی پھر وہ اٹھ کر

بیٹھ گئی تھی۔ دونوں میاں بیوی نے ایک بار چاروں طرف پھیلی ہوئی چاندنی میں بڑے مایوسانہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اسکے بعد دونوں اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر بیوسا یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب آج تم ہم دونوں میاں بیوی کے ساتھ کمال ہی ہو گیا ہے۔ جس وقت وہ عزازیل کی ساتھی رُکی مجھ پر حملہ آور ہوئی تھی میں نے کئی بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن یوناف میری حیرت کی انتہا نہ تھی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت ہی میں نہ لا سکی اس پر یوناف جھٹ بولا اور کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے بیوسا عزازیل کے اس ساتھی کے خلاف میں نے بھی کئی بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن مجھے ناکامی ہوئی تھی دیکھ بیوسا میرا اندازہ ہے کہ عزازیل کے اس ساتھی جوان اور لڑکی نے ہم پر حملہ آور ہوتے وقت ہم پر کوئی ایسا عمل کیا تھا جس کی بناء پر ہم اپنی سری قوتوں سے یکسر ہی محروم ہو گئے تھے۔ اس پر بیوسا نے پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یوناف میرے حبیب! سری قوتوں سے ہماری یہ محرومی کہیں مستقل اور دائمی تو نہیں ہوگی۔ اس پر یوناف نے اپنی آنکھیں بند کیں شاید وہ اپنی سری قوتوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور یوناف بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ بیوسا معاملہ ایسا نہیں ہے ان دونوں سے مقابلہ کرتے وقت ہمارے پاس سری قوت نہ رہی تھی۔ اب میں محسوس کرتا ہوں کہ میری سری قوتیں میرے ساتھ ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہی معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوا ہو گا۔ لیکن حیرت کہ اس موقع پر ایلیکا نے بھی ہم دونوں میاں بیوی کی بھی کوئی مدد نہیں کی۔ عین اس موقع پر ایلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف تم دونوں میاں بیوی مجھے شک و شبہ کی نگاہ سے نہ دیکھو تم دونوں جانتے ہو کہ میں تم دونوں کی مدد کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ لیکن میں تم سے کیا کہوں جس وقت عزازیل کے ساتھی تم سے ٹکرائے تھے اس وقت میں نے آگے بڑھ کر تمہاری مدد کرنا چاہی اور عزازیل کے ساتھیوں پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن میں ایسا نہ کر سکتی تھی اسلئے کہ مجھے محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے مجھے باندھ کر بالکل بے بس اور بالکل مجبور کر دیا ہو۔ ہذا کی وجہ ہے کہ میں اس انکراؤ میں تم دونوں میاں بیوی کی مدد نہ کر سکی اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ایلیکا تمہیں میرے سامنے وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں تم

ہم دونوں میاں بیوی کیلئے انتہائی شفیق، مخلص اور غم گسار ہو۔ جس طرح عزازیل کے ساتھیوں نے ہمیں سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا میرا خیال ہے اسی طرح انہوں نے تم پر بھی کوئی عمل کر کے تمہیں بھی اپنے سامنے بے بس کر دیا تھا۔ اس پر ایلیکا بولی اور کہنے لگی۔ شاید اس عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے کوئی خاص اور غیر معمولی قوت حاصل کر لی ہے۔ جس کی بناء پر انہوں نے تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے۔ اب تم دونوں میاں بیوی سرائے میں اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو میں اب اس تلاش میں نکلتی ہوں کہ عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے یہ نئی قوت کہاں اور کس جگہ سے حاصل کی ہے۔ اسکے ساتھ ہی ایلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سمندر کے کنارے سے ہٹ کر سرائے کی طرف جا رہے تھے۔



رومنوں اور اشکانیوں میں بظاہر امن اور صلح ہو گئی تھی اور دونوں شاید یہی ارادہ کئے ہوئے تھے کہ آپس میں جنگ و جدل سے کام نہیں لیں گے۔ لیکن جلد ہی آر مینیا کے سلسلے میں رومنوں اور اشکانیوں کے درمیان ایک تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا حکومت پر تھ یعنی اشکانی (1) حکمرانوں نے آر مینیا کے حکمران ارتاواسد کے ساتھ بہترین تعلقات استوار کر رکھے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ارتاواسد اور اس کا خاندان ہی آر مینیا پر حکمران رہے اسی دوران ارتاواسد مر گیا اور اسکے بیٹے ارتاکیاس کو آر مینیا کی حکومت سونپی گئی۔ رومن شہنشاہ آگسٹس نے بھی اس ارتاکیاس کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن جب یہ ارتاکیاس بھی فوت ہو گیا تو رومن حکمران آگسٹس نے اپنے ایک جرنیل ٹی ہیرس کو آر مینیا بھیجا تاکہ ارتاکیاس کے بھائی ٹیگرئس کو تخت نشین کرے۔

چنانچہ ٹیگرئس کو آر مینیا کی حکومت سونپ دی گئی۔ اتفاق یوں ہوا کہ جلد ہی اس ٹیگرئس کو بھی موت آگئی تو ارمنی امراء نے قیصر روم کے مشورے کے بغیر اس ٹیگرئس کے بیٹے کو تخت نشین کر لیا۔ جو قیصر روم کو ناگوار گزرا اس نے فی الفور رومن فوج آر مینیا میں اتار دی اور انہوں نے ایک شخص ارتاواسد نامی کو آر مینیا کا حکمران مقرر کر دیا۔

یہ ارتاواسد نام کا نیا حکمران کوئی عام سا شخص تھا تاہم یہ رومنوں کا بڑا دلدادہ تھا۔ اس شخص کا حسب و نسب کسی کو معلوم نہ تھا۔ اہل آر مینیا چونکہ اشکانی سلطنت کی طرف زیادہ مائل تھے اس لئے انہوں نے ارتاواسد کی تخت نشینی کو ناپسند کیا وہ اسے اپنا بادشاہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آر مینیا میں رومنوں کے خلاف بغاوت ہوئی

اور آرماداسد اور رومنوں کے طرف داروں کو انہوں نے آرمینیا سے نکال باہر کیا اور اپنی پسند کے ایک شخص کو چیکریس ثانی کے نام سے اپنا حکمران بنا لیا۔

اہل آرمینیا جانتے تھے کہ رومن اس توہین کو برداشت نہیں کریں اور ضرور آرمینیا پر لشکر کشی کریں گے۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ اشکانی بھی خاموش نہیں بیٹھیں گے کیونکہ مہرداد دوم کے زمانے سے آرمینیا ایران ہی کی اثر و نفوذ میں چلا آتا تھا۔ انہوں نے رومنوں کے توقع حملہ کے پیش نظر اشکانیوں کے حکمران فرہاد چہارم سے مدد مانگی فرہاد نے تمہید کر لیا کہ وہ آرمینیا کی مدد کو ضرور پہنچے گا۔ خواہ رومنوں کے سامنے اس کے روابط پر ضرب ہی کیوں نہ پڑے۔

دوسری طرف اشکانیوں سے جنگ کرنے کے لئے رومنوں کے حالات ناموافق اور نامساعد تھے قیصر روم آگسٹس اب ضعیف اور بوڑھا ہو چکا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ زندگی کے آخری ایام میں کسی شکست کا خطرہ مول لے لیکن اسے یہ خیال بھی تھا کہ اگر وہ خاموش بیٹھ رہا تو اشکانی حکمران فرہاد چہارم آرمینیا پر پوری طرح تسلط جمالے گا۔

آخر اس نے کافی سوچ و بچار کے بعد اشکانیوں سے جنگ کرنے کی ٹھان لی لیکن اب سوال یہ تھا کہ اس مہم کی کمان کسے سونپی جائے رومنوں کا ایک بہادر جرنیل ٹی بیروس تھا جو بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ گوشہ نشین ہو چکا تھا آگسٹس نے جب اس سے پوچھا تو اس نے اس مہم کو قبول کرنے سے معذرت کی۔ اب رومنوں کے قیصر آگسٹس کی نظر اپنے پوتے پر تھی لیکن وہ ابھی بچے تھے۔ بڑا پوتا کایوس اٹھارہ سال کا تھا جسے آگسٹس نے بیٹا بنا رکھا تھا یہ مہم آگسٹس نے اپنے اسی پوتے کایوس کو سونپنے کا عہد کر لیا تھا۔

آگسٹس نے کافی عرصہ ایران پر فوج کشی کو ملتوی کئے رکھا اور اندر ہی اندر ایک لمبی جنگ کرنے کے لئے تیاریاں کرتا رہا۔ آخر اس عرصے میں اشکانی سلطنت میں ایک ناگوار حادثہ نمودار ہوا وہ اس طرح کہ اشکانی حکمران فرہاد چہارم کے بیٹے فرہادک نے اپنی اطالوی ماں کے بھکانے میں آکر اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ آگسٹس اپنے طاقتور حریف کی ہلاکت پر مطمئن ہو گیا۔ اشکانی حکمران فرہاد چہارم کو ظالم اور کینہ پرور شخص تھا لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نے ایران کو رومنوں کی دست برد سے محفوظ رکھا تھا۔

اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے بعد فرہاد چہارم کا بیٹا فرہاد پنجم کے نام سے باپ کے خون سے ہاتھ رنگیں کر کے اشکانیوں کی سلطنت پر تخت نشین ہوا۔ اس نے حکومت کرنے کا وہی طریقہ اختیار کیا جو کہ اس کے باپ نے کیا تھا۔ رومنوں سے خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے کیلئے اپنا سفیر قیصر روم آگسٹس کے دربار میں بھیجا اور یہ استدعا کی کہ

اسکے وہ بھائی جو رومنوں کے ہاں قیام کئے ہوئے ہیں انہیں واپس ایران بھیج دیا جائے۔ قیصر روم آگسٹس فرہاد پنجم کو غاصب سمجھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ فرہاد چہارم کے ان شہزادوں میں سے جو ان دنوں روم میں قیام کئے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک ایران کا بادشاہ بنے۔ اس لئے فرہاد پنجم کی خواہش کو اس نے درخور اعتنا نہ سمجھا اور بڑی نخوت سے ایرانی سفیر کو جواب دیا کہ فرہاد غاصب ہے اور ایرانی تخت تاج پر اس کا کوئی حق نہیں ہے اسے چاہئے کہ فی الفور اپنے فوجی دستے آرمینیا سے واپس منگوا لے۔ آگسٹس نے شخص جواب دینے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ جنگی تیاری کا بھی حکم دیا اور ایران پر فوج کشی کرنے کیلئے اپنے بڑے پوتے کایوس کو نامزد کیا جسکے تحت کایوس ایک بہت بڑا لشکر لے کر اٹلی سے ایران کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اشکانی حکمران فرہاد پنجم نے رومن لشکر کے کوچ کی خبریں سنیں تو سخت خوفزدہ ہوا اور آگسٹس کے دربار میں فوراً اپنا سفیر بھیج کر مصالحت کی پیش کش کی آگسٹس نے یہ تجویز پیش کی کہ فرہاد پنجم دریائے فرات کے جزیرے میں اس کے پوتے کایوس سے ملاقات کرے چنانچہ یہ ملاقات ہوئی جس میں فرہاد اور کایوس کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات خوشگوار رکھے جائیں گے اور فرہاد پنجم آئندہ آرمینیا کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرے گا۔ اس طرح ایک بار پھر جنگ ہوتے ہوئے ٹل گئی۔ رومنوں اور اشکانیوں کے درمیان صلح اور امن ہو گیا تھا۔

فرہاد پنجم کے زمانے میں ایران کے حالات بہت ہی اہتر تھے خود بادشاہ کو لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جس کی متعدد وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ وہ ایک رومن کثیر کے بھن سے تھا۔ ماں کی طرف اس کی توجہ بہت زیادہ تھی چنانچہ اپنے عہد میں جو سکے اس نے بنوائے ان میں جہاں اس کی اپنی شبیہ تھی وہاں اس کی مادر ملکہ کی بھی شبیہ رکھی گئی تھی۔

سب سے زیادہ نفرت انگیز وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی ماں کے بھکانے پر اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔ امراء اسے اس لئے بھی ناپسند کرتے تھے کہ وہ آرمینیا کے حق سے دست بردار ہو چکا تھا حالانکہ آرمینیا مہرداد دوم کے زمانے سے اشکانی بادشاہوں کے زیر اثر چلا آتا تھا ان ہی وجوہات کی بناء پر اس کے خلاف شورش ہوئی اور اسے تخت سے بے تعلق کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

فرہاد پنجم نہایت بزدل اور نااہل شخص تھا جس کی وجہ سے ایرانی حکومت کے وقار کو

موزوں سمجھا گیا تھا۔

مریم جب سن شعور کو پہنچیں تو یہ سوال پیدا ہوا کہ مقدس ہیکل کی یہ امانت کس کے سپرد کی جائے مقدس ہیکل کے اندر جو کاہن نہ ہی رسومات ادا کرنے پر مقرر تھے ان میں سے ہر کوئی مریم کو اپنی خدمت میں لینے کا اظہار کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ اس مقدس امانت کا کفیل اسے ہی بنایا جائے مگر اس مقدس امانت کی نگرانی کا اہل حضرت زکریا سے زیادہ کوئی نہ تھا اس لئے کہ حضرت زکریا مریم کی خالہ ایشاع کے شوہر بھی تھے اور مقدس ہیکل کے معزز کاہن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ خداوند قدوس کے نبی بھی تھے۔

اس لئے مریم کی کفالت کے سلسلے میں سب سے پہلے انھوں نے اپنا نام پیش کیا مگر جب سب کاہنوں نے یہی خواہش ظاہر کی اور باہمی کشمکش کا اندیشہ ہونے لگا تو آپس میں طے پایا کہ قرعہ اندازی کے ذریعے اس فیصلے کے بعد بنی اسرائیل نے تین مرتبہ قرعہ اندازی کی اور اس قرعہ اندازی میں نام ہر مرتبہ زکریا ہی کا لکھا کاہنوں نے جو دیکھا کہ اس معاملے میں اللہ کے نبی زکریا ہی کے ساتھ تائید غیبی ہے تو انھوں نے بخوشی اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اس طرح مریم حضرت زکریا کے سپرد کردی گئی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ مریم کی کفالت کا یہ معاملہ اس لئے پیش آیا کہ وہ یتیم تھیں اور مردوں میں سے ان کا کوئی کفیل نہیں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس زمانے میں قحط کا بہت زور تھا اس لئے کفالت کا سوال پیدا ہوا لیکن یہ دونوں باتیں اگر نہ بھی ہوتیں تب بھی کفالت کا سوال اپنی جگہ پھر بھی باقی رہتا اسلئے کہ مریم اپنی والدہ کی نذر کے مطابق نذر ہیکل ہو چکی تھیں چونکہ لڑکی تھیں اس لئے از بس ضروری تھا کہ کسی مرد نیک کی کفالت میں ہیکل کی اس خدمت کو انجام دیں۔

غرض زکریا نے حضرت مریم کے صنفی احترامات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس ہیکل کے قریب ایک حجرہ ان کے لئے مخصوص کر دیا تاکہ وہ دن میں وہاں رہ کر عبادت الہی سے بہرہ ور ہوں اور جب رات آتی تو انھیں اپنے مکان پر ان کی خالہ ایشاع کے پاس لے جاتے اور وہ وہیں شب بسر کرتیں۔

مریم شب و روز عبادت الہی میں مصروف رہتیں اور جب خدمت ہیکل کے لئے ان کی نوبت آتی تو اسے وہ بخوبی انجام دیتیں حتیٰ کہ ان کا زہد و تقویٰ بنی اسرائیل میں ضرب المثل بن گیا اور ان کی زہادت و عبادت کی مثالیں دی جانے لگیں۔ زکریا مریم کی ضروری نگہداشت کے سلسلے میں کبھی کبھی ان کے حجرے میں تشریف لے جایا کرتے تھے انھیں یہ بات عجیب نظر آتی کہ جب وہ خلوت کدہ میں داخل ہوتے تو مریم کے پاس اکثر بے موسم

کے زمانے کا ایک اہم ترین عالمی واقعہ یہ ہے کہ ان کے دور حکومت میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔

○

اور وہ یوں کہ فلسطین کی سرزمین میں بنی اسرائیل ہی میں عمران نام کا ایک انتہائی عابد و زاہد شخص تھا۔ اسی زاہد و عابد کی وجہ سے نماز بھی اسی شخص کے سپرد تھی اور اس شخص کی بیوی جس کا نام منہ تھا وہ بھی پارسا اور عابدہ تھی اور اپنی نیکی کی وجہ سے یہ دونوں بنی اسرائیل میں بہت زیادہ محبوب و مقبول تھے۔ عمران اور منہ دونوں میاں بیوی صاحب اولاد نہیں تھے اور دونوں ہی میاں بیوی اولاد کے بے حد متمنی تھے۔ اور اس کے لئے درگاہ الہی میں دست بدعا اور قبولیت کے لئے ہر وقت منتظر رہتے تھے۔

ایک روز منہ مکان میں چھل قدمی کر رہی تھیں دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے بچے کو بھرا رہا تھا منہ کے دل پر یہ دیکھ کر سخت چوٹ لگی اور اولاد کی تمنائے بہت جوش مارا اسی حال کے اضطراب میں خداوند قدوس کے حضور میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دئے اور گزارش کی۔ خداوند جس طرح تو نے اس ننھے پرندے کو اولاد سے سرفراز کیا اسی طرح میرے اللہ مجھے بھی اولاد عطا کر کے وہ ہم دونوں میاں بیوی کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنے۔

دل سے نکل ہوئی دعا نے خداوند قدوس کے حضور قبولیت کا جامہ پہنا اور منہ نے چند روز بعد محسوس کیا کہ وہ حاملہ ہے منہ کو اس احساس سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ اس نے نذر مانگی کہ جو بھی بچہ اس کے ہاں ہوگا وہ اسے مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے وقف کر دے گی بہر حال خداوند نے عمران کی بیوی منہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور وہ مسرت اور شادمانی کے ساتھ امید بر آنے کی گھڑی کا انتظار کرنے لگی۔ اسی دوران منہ کے شوہر عمران کا انتقال ہو گیا۔

جب منہ کے ہاں اولاد ہوئی تو پتہ چلا کہ ان کے وطن سے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جہاں تک اولاد کا تعلق ہے منہ کے لئے لڑکی بھی لڑکے سے کم نہ تھی مگر ان کو یہ افسوس ضرور ہوا کہ میں نے نذر مانگی تھی وہ پوری نہ ہو سکے گی۔ لڑکی کو کس طرح مقدس ہیکل یعنی مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے وقف کیا جاسکتا تھا لیکن خداوند نے ان کے افسوس کو یہ کہہ کر بدل دیا کہ ہم نے تیری لڑکی کو بھی قبول کیا جس کی وجہ سے تمہارا خاندان بھی معزز اور میراث قرار پایا۔ منہ نے لڑکی کا نام مریم رکھا۔ سریانی میں اس کے معنی خادم کے ہیں چونکہ یہ ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دی گئی تھیں اس لئے یہ نام ان کے لئے انتہائی

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر جب فلسطین میں داخل ہوئے تو یعقوب کی اولاد کے بارہ قبیلوں میں تو سارا ملک تقسیم کر دیا گیا۔ اور تیرہواں قبیلہ یعنی لادی بن یعقوب کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص رہا۔ پھر بنی لادی میں سے اصل وہ خاندان جو مقدس میں خداوند کے آگے مذہبی خدمات کی تکمیل کا کام کرتا تھا۔ ہارون کا خاندان تھا۔ باقی دوسرے لادی مقدس کے اندر نہیں جاسکتے تھے بلکہ خداوند کے گھر کی خدمت کے وقت صحنوں اور کونھڑیوں میں کام کرتے تھے۔ عید، خیمے کے دن اور دوسرے مذہبی موقعوں پر سونٹھنی قربانیاں چڑھاتے تھے اور مقدس کی نگرانی میں بنی ہارون کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

بنی ہارون کے چوبیس خاندان تھے جو باری باری مقدس کی خدمت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ان ہی چوبیس خاندانوں میں ایک خاندان کا نام ابیہ تھا جس کے سردار حضرت ذکریا تھے یہی ذکریا کاہن ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے نبی بھی تھے جن کے ہاں حضرت یحییٰ پیدا ہوئے اور انہی ذکریا کی کفالت میں مریم کو دیا گیا تھا۔ خود ذکریا کا تعلق حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان سے تھا جب کہ ان کی بیوی ایشاع کا تعلق موسیٰ کے بھائی ہارون کی اولاد سے تھا۔

دوسری طرف عابد و زاہد اور عفت ماب مریم اپنے خلوت کدہ میں مشغول عبادت رہیں اور ضروری حاجات کے علاوہ کبھی اس کے باہر نہ نکلتی تھیں ایک مرتبہ پہل کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور کسی ضرورت سے ایک گوشے میں تنہا بیٹھی تھیں کہ اچانک خدا کا فرشتہ جبرائیل انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔

مریم نے ایک اجنبی شخص کو اس طرح اپنے سامنے بے حجاب دیکھا تو گھبرا گئیں اور فرمانے لگیں اگر تجھ کو کچھ بھی خداوند کا خوف ہے تو میں تجھے خدائے رحمان کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے کہا دیکھ مریم خوف نہ کھا۔ میں انسان نہیں ہوں بلکہ خداوند کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتا ہوں۔

فرشتے کی اس گفتگو کو جب مریم نے سنا تو اذراہ تعجب کہنے لگیں میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مجھ کو آج تک کسی بھی شخص نے چھوا تک نہیں۔ نہ ہی میں نے نکاح کیا ہے اور نہ ہی میں زانیہ ہوں۔ فرشتے نے جواب دیا میں تو تیرے پروردگار کا قاصد ہوں اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ میں اس لئے کروں گا کہ تجھ کو اور تیرے لڑکے کو کائنات کے لئے اپنی قدرت کاملہ کے اعجاز کا نشان بنادوں اور وہ لڑکا خداوند کی جانب سے رحمت ثابت ہوگا اور یہ فیصلہ خداوند قدوس کی طرف سے اٹل ہے۔

خداوند تجھے ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو کلہ ہوگا اس کا لقب مسیح اور نام

کے تازہ پھل موجود پاتے آخر ذکریا سے رہا نہ گیا اور ایک روز انہوں نے دریافت کیا کہ مریم تیرے پاس یہ بے موسم پھل کہاں سے آتے ہیں۔

اس پر مریم نے انکشاف کیا یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے باگمان رزق پھانتا ہے ذکریا نے جب یہ سنا تو سمجھ گئے کہ خدائے برتر کے یہاں مریم کا خاص مقام اور مرتبہ ہے اور ساتھ ہی بے موسم تازہ پھلوں کے واقعے نے دل میں تمنا پیدا کر دی کہ جس طرح خداوند قدوس مریم کو بے موسم پھلوں سے نوازتے ہیں اس طرح خداوند قدوس مجھے میرے بڑھاپے اور میری بیوی کے ہاتھ ہونے کے باوجود بھی اولاد عطا کر سکتے ہیں یہ سوچ کر ذکریا نے بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ خداوند قدوس کے ہاں بیٹے کے بیٹے وہ کی۔ نبی کی یہ دعا خداوند قدوس کے ہاں مقبول و قبول ہوئی۔

اس دعا کے بعد جب ایک روز ذکریا پہل میں مشغول عبادت تھے تو خدا کا ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے بشارت دی کہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور تم اس کا نام یحییٰ رکھنا۔ ذکریا یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور بے تحاشہ تعجب سے دریافت کرنے لگے یہ بشارت کیسے اور کیوں کر پوری ہوگی۔ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی ہاتھ ہے میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے پھر فرشتے نے جواب دیا اب ہی ہوگا یعنی تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے ہاتھ ہونے کے باوجود تیرے ہاں لڑکا ہوگا اور دیکھ ذکریا جس خدا نے تجھے نیست سے ہست کیا۔ اس کی قدرت سے یہ بات بعیدہ نہیں کہ تجھے جیسے شیخ سے ایک ایسی عورت کے ہاں اولاد پیدا کر دے جو عمر بھر ہاتھ ہی رہی ہے۔

اب ذکریا نے خداوند سے دعا کی خدایا ایسا کوئی نشان عطا کر جس سے معلوم ہو سکے کہ تیری دی ہوئی بشارت نے وجود کی شکل اختیار کر لی ہے۔ خداوند نے فرمایا کہ علامت یہ ہے کہ جب تم تین روز تک بات نہ کر سکو اور صرف اشارے سے ہی اپنے مطلب ادا کر سکو تو سمجھ لینا تمہیں دی ہوئی بشارت نے اپنے وجود اختیار کر لیا ہے۔ لیکن ان دنوں میں تم خدا کی شہچ اور تمہیں میں زیادہ مشغول رہنا۔

چنانچہ جب وقت آپہنچا تو ذکریا یاد خدا میں اور زیادہ منہمک ہو گئے اور امت کو بھی اشاروں سے یہ حکم دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی یاد میں مشغول رہیں یہ اس لئے کہ جس طرح یحییٰ کی ولادت کی بشارت ذکریا کے لئے باعث صد ہزار مسرت تھی اسی طرح بنی اسرائیل کے لئے بھی کم خوشی کا باعث نہیں تھی کہ ذکریا کا ایک صحیح جانشین اور علم و حکمت اور نبوت کا سچا وارث عالم وجود میں آئے والا تھا۔ انہی حالات میں ذکریا کے ہاں ان کے بیٹے یحییٰ پیدا ہوئے۔

عیسی ہوگا اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بادشاہت اور صاحب عظمت رہے گا کیونکہ وہ اللہ کے مقربین میں سے ہوگا۔ اللہ کے نشان کے طور پر بحالت شیرخوارگی لوگوں سے باتیں کرے گا یہ سب کچھ اس لئے ضرور ہو کر رہے گا کہ خداوند کا قانون قدرت یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو اس کا محض یہ ارادہ اور حکم کہ ہو جا اس شے کو طوعاً و کرہاً ہو جائے مجبور کر دیتا ہے لہذا یہ یونہی ہو کر رہے گا جس طرح کہ میں نے تجھے بشارت دی ہے اور یہ کہ خداوند اس کو اپنی کتاب عطا کرے گا اور اس کو حکمت سکھائے گا اور اس کو بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لئے رسول اور ابو العزم پیغمبر بنائے گا۔

جبرائیل نے یہ بشارات سن کر ان کے گریبان میں پھونک مار دی اور اس طرح خداوند کا کلمہ ان تک پہنچ گیا اور مریم نے کچھ عرصہ بعد خود کو حاملہ محسوس کیا تو متعجبانہ بشریت ان پر ایک اضطراری کی کیفیت طاری ہو گئی اور اس کیفیت نے اس وقت شدید صورت اختیار کرنی جب انھوں نے دیکھا کہ مدت حمل ختم ہو کر ولادت کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے انھوں نے سوچا کہ اگر یہ واقعہ قوم کے اندر رہ کر پیش آیا تو چونکہ قوم حقیقت حال سے واقف نہیں ہے اس لئے وہ نامعلوم کس کس طرح انھیں بدنام اور بہتان طرازیوں کے ذریعے سے کسی درجہ پریشان کرے اس لئے مناسب یہ ہے کہ قوم سے دور کسی جگہ چلا جانا چاہئے۔

یہ سوچ کی مریم پر عظم سے تقریباً نو میل دور کوہ ساعیر کے ٹیلے پر چلی گئیں جو اب بیت الحم کے نام سے مشہور ہے وہاں پہنچ کر چند روز بعد درد زہ شروع ہوا پھر تکلیف اور اضطراب کی حالت میں سمجھو کے تھے کے سہارے بیٹھ گئیں اور پیش آنے والے نازک حالات کا اندازہ کر کے انتہائی قلق اور پریشانی کی حالت میں کہنے لگیں۔ کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور میری ہستی کو لوگ نیکس فراموش کر چکے ہوتے تب نختان کے نشیب سے خدا کے فرشتے نے پھر پکارا اور کہا۔

مریم تمکین نہ ہو۔ تیرے پروردگار نے تیرے پیچھے چشمہ جاری کر دیا ہے اور سمجھو کا تپکڑ کر اپنی جانب ہلا تو چکے اور تازہ خوشے تم پر گرنے لگیں گے تو کھاپی اور اپنے بچے کے نظارے سے آنکھیں مٹھٹی کر اور رنج و غم کو بھول جا۔

مریم پر تہدائی تکلیف اور نزاکت حال سے جو خوف طاری اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا فرشتے کی تسلی تیز پکار اور عیسیٰ جیسے برگزیدہ بچے کے نظارے سے کافور ہو گیا اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر شاد کام ہونے لگیں تاہم یہ خیال پہلو میں ہر وقت کانٹے کی طرح کھٹکتا

رہتا تھا کہ اگرچہ خاندان اور میری قوم میری عصمت و پاکدامنی سے نا آشنا نہیں ہے پھر بھی ان کی اس حیرت کو کس طرح مٹایا جاسکے گا کہ بن باپ کے کس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔

اسی اضطراب میں خدا کا فرشتہ ایک بار پھر مریم کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا دیکھ مریم جب تو اپنی قوم میں پہنچے اور وہ تجھ سے اس معاملے کے متعلق سوالات کرے تو خود جواب نہ دینا بلکہ اشارے سے ان کو بتانا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس لئے آج کسی سے بات نہیں کر سکتی تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے اس بچے سے دریافت کر لو تب تیرا پروردگار اپنی قدرت کاملہ کا نشان ظاہر کرے گا ان کی حیرت کو دور اور ان کے قلوب کو مطمئن کر دیگا۔ مریم وحی الہی کے ان پیغامات پر مطمئن ہو کر بچے کو گود میں لئے پردشتم روانہ ہوئیں جب شہر میں پہنچیں اور لوگوں نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو چاروں جانب سے انھیں گھیر لیا اور کہنے لگے مریم یہ تو نے بہت ہی عجیب بات دکھائی اور بہت بھاری تسمت کا کام کر لیا۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ برا تھا نہ تیری ماں ہی بد چلن تھی پھر تو کیا کر بیٹھی ہے۔

مریم نے خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لڑکے کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ دریافت کرنا ہے اس سے کر لو میں تو آج روزے سے ہوں۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب کے ساتھ کہا ہم کس طرح ایسے شیرخوار بچے سے باتیں کر سکتے ہیں جو ابھی ماں کی گود میں بیٹھے والا بچہ ہے اس پر بچہ فوراً بولا اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے اپنے فیصلہ تقدیر میں مجھ کو کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے مبارک بنایا خواہ میں کس حال اور کس جگہ بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں میرا شعار یہی ہو اور اس نے مجھے اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور خود سر اور نافرمان نہیں بنایا اور اس کی جانب سے مجھ کو سلامتی کا پیغام ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مردوں گا اور جس دن کہ پھر میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔“

مریم کی قوم نے ایک شیرخوار بچے کی زبان سے یہ حکیمانہ کلام سنا تو حیرت میں رہ گئی اور اسے یقین ہو گیا کہ مریم کا دامن بلاشبہ ہر قسم کی برائی اور گناہ سے پاک ہے اور اس بچے کی پیدائش کا معاملہ یقیناً منجانب اللہ ایک نشان ہے۔

عیسیٰ جب پیدا ہوئے تو ایران کے بادشاہ فرہاد پنجم نے آسمان پر ایک نیا تارہ روشن دیکھا۔ فرہاد پنجم نے درباری نجومیوں سے اس تارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ

ستارہ ضرور کسی عظیم ہستی کی پیدائش کی خبر دیتا ہے جو ارض شام میں پیدا ہوئی ہے۔

پس فرہاد پنجم نے خوشبوؤں کے عمدہ تختے دے کر ایک وفد کو فلسطین کی طرف روانہ کیا کہ وہ اس بچے کے متعلق مزید حالات و واقعات معلوم کریں۔ یہ وفد فلسطین پہنچا اور تفتیش حال شروع کی اور یہودیوں سے کہا کہ ہمیں اس بچے کی ولادت کا حال سناؤ جو مستقبل قریب میں روح نیت کا بادشاہ ثابت ہوگا۔ یہودیوں نے پارسیوں کی زبان سے جو یہ کلمات سنے تو اپنے بادشاہ ہیروڈیاس کو خبر کی۔ بادشاہ نے وفد کو دربار میں بلا کر سارے احوال دریافت کئے اور ان کی لڑائی واقعے کو سن کر بہت گھبرایا اور پھر وفد کو یہ ہدایت کہ وہ اس بچے سے متعلق مزید معلومات حاصل کرے اور مجھے بھی ان خبروں سے مطلع کرے۔

ایران کے پارسیوں کا یہ وفد بیت المقدس پہنچا اور جب عیسیٰ کو دیکھا تو انہوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق اول ان کو سجدہ تعظیم کیا اور پھر مختلف قسم کی خوشبوئیں ان پر پھنکواور کیں اور چند روز وہیں قیام کیا دوران قیام میں وفد کے بعض آدمیوں نے خواب میں دیکھا کہ ہیروڈیاس اس بچے کا دشمن ثابت ہوگا اس لئے عیسیٰ کی پیدائش کی خبر پا کر فلسطین کے بادشاہ ہیروڈیاس کے پاس مت جانا اور بیت لحم سے سیدھے فارس کو چلے جانا۔ صبح کو وفد نے فارس کا ارادہ کرتے ہوئے مریم کو اپنا خواب سناتے ہوئے کہا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہودی کا بادشاہ ہیروڈیاس اس بچے کے متعلق خراب نیت رکھتا ہے اور اس مقدس بچے کا دشمن ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم اس کو ایسی جگہ لے جا کر رکھو کہ یہ اس کی دھمک سے باہر ہو۔

اس مشورے کے بعد مریم بچے کو لے کر اپنے عزیزوں کے پاس مصر چلی گئیں کچھ عرصہ وہاں قیام کیا جب عیسیٰ کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو ان کو ساتھ لے کر دوبارہ بیت المقدس میں داخل ہوئی تھیں حضرت عیسیٰ کی یہ تیرہ سالہ زندگی غیر معمولی اور تھی اور ان پر طرح طرح کے کرامات کا ظہور ہوتا رہا تھا۔

اس وقت تک اللہ کے نبی حضرت یحییٰ نے اپنی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔ اپنی تعلیم کی ابتداء کرتے ہوئے انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا اور خداوند کی طرف سے پانچ احکام لوگوں تک پہنچائے۔ پہلا حکم یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک اور سانجی ٹھہرایا جائے اس سے شرک کی مثال اس غلام کی سی ہے جسے اس کے مالک نے رقم خرچ کر کے خریدا اور غلام نے یہ وظیفہ اختیار کر لیا کہ جو کچھ کہتا ہے وہ مالک کے سوا دوسرے شخص کو دے دیتا ہے۔ حضرت یحییٰ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ تمہارا غلام ایسا ہو۔ پس سمجھ لو کہ خدا نے ہی

تم کو پیدا کیا اور وہ یہ تم کو رزق دیتا ہے تو پھر تم بس اسی کی پرستش کرو اور اس کا کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔

خداوند کی طرف سے دوسرا حکم یحییٰ نے سناتے ہوئے کہا کہ خداوند کی طرف سے دوسرا حکم یہ ہے کہ تم خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز ادا کرو چونکہ جب تم نماز میں کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہو گے تو خدا برابر تمہاری طرف رضا اور رحم کے ساتھ متوجہ رہے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیسرا حکم یہ ہے کہ روزہ رکھو اس لئے کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک جماعت میں بیٹھا اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو چنانچہ مشک اس کو بھی اور اس کے رفقاء کو بھی اپنی خوشبو سے مستفید کرتا رہے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو کا خیال نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو جو خالی معدے سے اٹھتی ہے مشک کی خوشبو سے زیادہ پاک اور بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ چوتھا حکم یہ ہے کہ اپنے مال میں سے صدقہ نکالا کرو۔ صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن سے بھاگ رہا ہو اور دشمن تیزی کے ساتھ اس کا تعاقب کر رہا ہو اور بھاگ کر کسی مضبوط پناہ گزین میں محفوظ ہو کر دشمن سے محفوظ ہو جائے بلاشبہ انسان کے دشمن شیطان کے مقابلے میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جانا محکم قلعے میں محفوظ ہو جانے کے مترادف ہے۔

○

یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی اسکندریہ شہر سے باہر سمندر کے کنارے واقع سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک اہلیکا نے یونان کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی دیکھ یونان یہ عزائیل کے ساتھیوں نے گزشتہ معرکہ میں جو تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دیا تھا میں نے اس کا راز جان لیا ہے۔ اہلیکا کے اس انکشاف پر یونان اور یوسا دونوں ہی چونک پڑے تھے قبل اس کے کہ یونان اور یوسا میں سے کوئی اہلیکا کو مخاطب کر کے کچھ پوچھتا۔ اہلیکا دوبارہ بولی اور اپنے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

سنو یونان مصر کے شہر تھیس میں عروج نام کا ایک طلسم گراور ساحر تھا اسی کے سارے مری علوم عزائیل اور اس کے ساتھیوں نے حاصل کئے اور انہی علوم کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے مغلوب کر لیا اسی ساحر اور طلسم گراور نے عزائیل کے ساتھیوں کے علاوہ عارب اور فہیطہ کی طبعی قوت کے اندر دس گنا

اضافہ کر دیا تھا۔ جس کی بناء پر عزازیل کا ساتھی صادق اور اس کی بہن یوشا تم دونوں میاں بیوی پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

سنو یوناف برا ہو اس عزازیل کا عورج نام کے اس مصری ساحر سے سارے علوم حاصل کرنے کے بعد اس عزازیل نے اس ساحر کا خاتمہ کرا دیا اس ساحر کا ایک بیٹا ہے نام اس کا سلتیوس ہے میں اسے دیکھ کر آئی ہوں سلتیوس جانتا ہے کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا اس کے باپ کے پاس آنا جانا تھا اور جس روز عورج کو ہلاک کیا گیا اس روز اس کا بیٹا سلتیوس گھر پر نہیں تھا۔ جب وہ باہر سے لوٹا تو گھر میں اس کے باپ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کے باپ کو ہلاک کرنے والے عزازیل اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔

سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی ابھی اور اسی وقت حرکت میں آؤ تم عورج کے بیٹے سلتیوس سے ملو ہو سکتا ہے جس قدر ساحر عورج کے پاس علوم ہوں وہ اس کے گھر میں تحریری شکل میں بھی موجود ہوں اگر ایسا ہو تو ان علوم سے مستفید ہو کر تم عزازیل کے ساتھیوں کے علاوہ عارب کا بھی مقابلہ کر سکتے ہو۔ اہلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی خوش ہو گئے تھے اسی وقت وہ دونوں اہلیکا کی رہنمائی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور تھیں شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

اہلیکا کی رہنمائی میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی عورج کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اندر عورج کا بیٹا سلتیوس موجود تھا انھیں دیکھتے ہی اس نے پوچھا تم لوگ کون ہو اور کس سسلے میں اس حویلی میں داخل ہوئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ سلتیوس ہمارا اس حویلی میں کثرت کے ساتھ آنا جانا تو نہیں تھا لیکن تمہارا باپ عورج ہمارے جاننے والوں میں سے تھا ہمیں خبر ہوئی ہے کہ عورج کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے اور ہمیں شک ہے کہ عورج کے پاس جو عزازیل بارص صادق اور یوشا نام کے لوگ آیا کرتے تھے انھوں نے ہی عورج کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس پر سلتیوس بڑی حیرت اور تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تمہاری گفتگو سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ تم یقیناً میرے باپ کے جاننے والے اور اس کے ہمدرد ہو یہ بات طے شدہ ہے کہ میرے باپ کو انھی لوگوں نے ہلاک کیا ہے جن کے تم نے ابھی ابھی نام لئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ غیر معمولی قوت رکھتے ہیں اس لئے میں ان سے ملتا جلتا رہا ہوں اور ان سے اپنے باپ کا انتقام بھی نہیں لے سکتا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سلتیوس اگر تم میری ایک بات مانو تو میں تمہارے باپ کا انتقام لے سکتا ہوں

اس پر سلتیوس نے چونک کر بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھا اس سسلے میں تمہاری کیا شرط ہے یوناف پھر بولا۔ تم ذرا اپنی حویلی کا جائزہ لو۔ اور مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے باپ کے پاس جس قدر سری علوم تھے کیا وہ گھر میں کسی جگہ لکھے ہوئے بھی ہیں اس لئے کہ تمہارے باپ کے قاتلوں نے تمہارے باپ سے سارے علوم حاصل کر کے اس کا کام تمام کر دیا تھا اب انھی علوم سے میں مستفید ہو کر تمہارے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے سکتا ہوں اس پر سلتیوس فوراً بولا اور کہنے لگا۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ میرا باپ بہت بڑا ساحر تھا اور مصر کی سرزمین میں اس سے بڑھ کر کوئی ساحر نہ تھا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ جس قدر علوم میرے باپ کے پاس تھے وہ سارے ہمارے گھر میں چھپے کی ایک کتاب میں لکھے ہوئے ہیں اگر آپ لوگ کہیں تو وہ کتاب میں تمہیں دکھا سکتا ہوں نہیں نہیں دکھا نہیں بلکہ تم لوگوں کے حوالے کر سکتا ہوں تاکہ تم اس سے مستفید ہو جاؤ وہ کتاب کیا چند بوسیدہ چری اور اوراق ہیں جن پر وہ سارے علوم مرقوم ہیں جو میرا باپ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ بھائی میرے تو وہ چری کاغذات میرے پاس لے کر آئے تاکہ میں جائزہ لوں کہ ان میں کیا کیا علوم درج ہیں اس کے ساتھ ہی سلتیوس حرکت میں آیا اور وہ حویلی کے سامنے والے کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔

اس موقع پر عزازیل عارب نبیطہ بارص صادق اور یوشا اس حویلی میں داخل ہوئے۔ عزازیل کے کہنے پر بارص اور صادق یوناف کی طرف بڑھے آتے ہی انھوں نے بری طرح یوناف کو پیٹنا شروع کر دیا تھا یوناف دنگ رہ گیا کہ ان کے آتے ہی اس کی سری قوتیں جاتی رہی تھیں گو اس نے اپنی طرف سے بہت ہاتھ پائی مارا ان کی دو ضربوں کے مقابلے میں وہ بھی ان پر دو ضربیں لگاتا رہا۔ لیکن اسکی ضربیں بارص اور صادق پر کوئی اثر ہی نہیں رکھتی تھیں آخر بارص اور صادق نے یوناف کو مار مار کر ادھ موا کر دیا پھر ان سب نے مل کر یوناف اور بیوسا کو رسیوں میں جکڑ لیا اس کے بعد انھوں نے اس حویلی کو آگ لگا دی تھی یوناف اور بیوسا کو انھوں نے لیا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے سدہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل کی طرف لے گئے تھے۔

عارب اور نبیطہ کے محل میں لا کر یوناف اور بیوسا کو ایک کمرے میں زنجیروں کے ساتھ جکڑ دیا گیا تھا۔ ان کے دونوں ہاتھوں میں دو دو زنجیریں ڈال دی گئی تھیں اور ان زنجیروں کے دوسرے سرے ایک حلقے کی مدد سے دیواروں کے اندر گڑے ہوئے تھے جب یوناف اور بیوسا کو زنجیروں میں جکڑا جا چکا تو عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا سنو میرے عزیز ساتھیو! ہر پختہ لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں گرم کر کے یوناف اور بیوسا کے



کہ جب عزازیل کے یہ دونوں ساتھی ہمارے سامنے آتے ہیں تو ہماری سری قوتیں ختم ہو جاتی ہیں نہ جانے یہ ہم پر کیا سحر کیا عمل کرتے ہیں کہ ہم اپنی سری قوتوں سے بالکل ہی محروم ہو کر رہ جاتے ہیں کاش اس ساحر کی حویلی میں یہ لوگ کچھ دیر سے بیٹھتے تو اس ساحر کے بیٹے سلقیوس سے ہم سارے علوم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے میں نے سلقیوس کو دیکھا عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ بھاگ گیا تھا شاید وہ اپنے باپ کے قاتلوں کو پہچانتا ہے اور بعد میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے حویلی کو آگ لگا دی تھی مجھے خدشہ اور خطرہ ہے کہ جن اوراق میں عروج کے علوم درج تھے وہ بھی حویلی کے اندر جل سڑ گئے ہوں گے اب اس قید اور اسیری سے مجھے اپنی رہائی اور چھٹکارہ مشکل ہی نظر آ رہا ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے یوسا خاموش ہو گئی تھی اس لئے کہ بارص اور صاد کمرے میں داخل ہوتے تھے ان کے ہاتھوں میں موٹی موٹی لوہے کی سلاخیں بھی تھیں جو خوب گرم کر کے سرخ ہو رہی تھیں۔ بارص اور صاد دونوں لوہے کی وہ گرم سرخ سلاخیں لئے یوناف کی طرف بڑھے یہ منظر یوسا کے لیے ناقابل برداشت تھا اس نے ان دونوں کی بہتری منتیں سمجھیں کیں کہ اس کے شوہر کو نہ داغا جائے لیکن بارص اور صاد نے اس کی ایک نہ مانی اور جب وہ یوناف کی پیٹھ سے کپڑا اٹھ کر اس کی پیٹھ داغنے لگے تو یوسا نے منہ دوسری طرف پھیر کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں یوناف نے ایسے لطم ایسے ضبط اور ایسے صبر کا مظاہرہ کیا کہ بارص اور صاد نے گرم سرخ سلاخوں سے اس کی پیٹھ کو داغا پر یوناف نے اٹک نہ کی تھی۔ اور بارص اور صاد کمال حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے۔

یوسا جب یوناف کی طرف مڑی تو اس نے دیکھا کہ یوناف کی پیٹھ ابھی تک ٹنگی تھی اور وہ دو جگہ سے خوب جل کر سیاہ ہو گئی تھی۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوسا بے چاری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی والہانہ سے انداز میں وہ آگے بڑھی اور جس جگہ سے یوناف کی پیٹھ کو جلایا گیا تھا اس کے ارد گرد کی جگہ پر وہ لگاتار بو سے لینے لگی تھی۔ اس نے دیکھا اس سے یوناف کا چہرہ پسینے پسینے ہو رہا تھا اس کی آنکھیں غصہ کی میں چنگاریاں برسا رہی تھیں اور چہرہ اس کا لال سرخ ہو چکا تھا۔ یوسا نے اپنے سر پر ہنڈھا ہو رہا تھا اتارا اس سے یوناف کا چہرہ صاف کیا پھر وہ بے چاری اس سے لپٹ کر اسے ڈھارس اور تسلی دینے لگی تھی۔

یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل

بدلوں کو داغنے رہو اور اس داغنے کی رسم آج سے شروع کی جائے پہلے دونوں میاں بیوی کو آج داغا جائے اس کے بعد چھ دن کا وقفہ ڈال کر ہر ہفتے ان کے جسموں کو داغا جائے اور داغنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک یوناف نیکی چھوڑ کر بدی کے فروغ کی طرف مائل نہیں ہوتا اور جب تک یوسا اس یوناف کو چھوڑ کر بارص اور صاد کی مشترکہ بیوی بننے پر رضامندی ظاہر نہیں کرتی یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے رسیا اور گنہ کے خوگر ہم دونوں کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنے سے بچنے کیا حاصل ہوگا دیکھ اگر تو ہمیں داغنا ہی چاہتا ہے تو مجھے داغ۔ میری بیوی کو داغنے کے اس عمل سے معاف کر دے اس کے بدلے میں تو چاہے میرے جسم کو روز داغتا رہے پر میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ مری بیوی کے جسم کو نہ داغنا۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ٹھیک ہے اس کی بات مانو اگر یہ چاہتا ہے کہ یوسا کے جسم نہ داغا جائے تو ہر ہفتے اس کے جسم کو دوبار داغا جائے ایک بار کا داغنا اس کے اپنے حصے کا اور دوسرا اس کی بیوی کے حصے کا اور اسے اس وقت تک داغا جائے جب تک یہ خود نیکی کا پرچار ترک کر کے بدی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور جب تک یوسا اسے ترک کر کے بارص اور صاد کی مشترکہ بیوی بننے پر رضامند نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

ان سب کے جانے کے بعد یوسا بے چاری آگے بڑھی اور والہانہ انداز میں وہ یوناف سے لپٹ سی گئی اور بڑے پیار بڑی محبت میں کہنے لگی۔ آپ نے میرا داغنا بھی اپنے ذمے کیوں لے لیا کم از کم دونوں میاں بیوی کو داغا جاتا تو داغنے کی اس سزا تو دونوں مشترک سمجھ کر قبول کر لیتے اس طرح جب میری آنکھوں کے سامنے آپ کو دو بار داغا جائے گا تو یہ منظر میرے لئے کیسے اور کس طرح قابل قبول ہوگا اس پر یوناف یوسا کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا دیکھ یوسا امت نہ ہارنا نیکی کے فروغ میں ایسے مرحلے آتے ہی رہتے ہیں اور جو کوئی بھی نیکی کا پرچار کرنے والا ایسے مرحلوں سے صبر کے ساتھ گزرتا ہے وہی کامیاب اور کامران کہلا سکتا ہے۔ عزازیل جتنے چاہے ہم پر حربے آزمائے یہ ہمیں ثابت قدم ہی پائے گا۔ اگر کوئی اور نہیں دیکھ رہا تو میرا اللہ تو ان سارے ستم اور ان سارے مظالم کو دیکھ رہا ہے ایک روز وہ ضرور ہمیں ایسی طاقت اور استطاعت دے گا کہ اسی ستم کا سلوک ہم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھی کر سکیں۔

اس بار یوسا نے موضوع خن بدلتے ہوئے کہا یوناف میرے حبیب کمال کی بات ہے

میں اسیری کی زندگی بسر کرتے رہے۔ عزرائیل کے ساتھی ہر ہفتے یونان کے جسم کو داغ داغ کر اسے اذیتیں پہنچاتے رہے ہر دفعہ اس کا جسم داغنے کے بعد وہ اس سے سوال کرتے کہ کیا وہ یوسا کو عزرائیل کے ساتھیوں کے حوالے کرنے پر تیار ہے اور یہ کہ کیا وہ نیکی کے فروغ کا کام ترک کر کے بدی کی تشہیر کے لئے تیار ہے لیکن یونان کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتا ہوا عزرائیل کے ساتھیوں کی اذیت کو برداشت کرتا رہا۔ نہ ہی اس نے نیکی ترک کرنے کا فیصلہ کیا اور نہ ہی اس نے یوسا کو اپنے آپ سے جدا کرنے کی حامی بھری۔ اس طرح وقت گزرتا رہا اور اسیری کی حالت میں یونان اذیتیں برداشت کرتا رہا۔

○

دوسری طرف فلسطین کی سرزمین میں اللہ کے نبی یحییٰ نے اپنی تبلیغ کا کام دور شور سے شروع کر رکھا تھا وہ ان کے بالوں کی پوشاک پہن کر چڑے کا ہنگہ کمر پر باندھا کرتے تھے ان کی خوراک مڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو اور خداوند قدوس سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگو۔

وہ لوگوں کو روزے اور نماز کی تلقین کرتے اور کہتے کہ جس کے پاس دد کرتے ہوں وہ اس کے پاس جس کے پاس نہ ہوں بانٹ دے اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا کرے۔ **محصول لینے والوں نے ان سے پوچھا اے آقا ہمارے لئے کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا کہ جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لیا کریں۔** سپاہیوں نے ان سے اپنے متعلق ہدایات پوچھیں تو ان کے لئے فرمایا کہ کسی پر ظلم کرنا اور نہ ناحق کسی سے کچھ لینا اپنی روزی ہی میں گزر بسر کرنا۔

یحییٰ اور عیسیٰ کے دور میں فلسطین رومنوں کے ماتحت تھا اور رومنوں کی طرف سے ایک شخص نام جس کا بیلا فس تھا وہ ان علاقوں کا گورنر تھا۔ اس گورنر کے تحت بنی اسرائیل کا اپنا ایک حکمران تھا نام جس کا اینٹی پاس تھا جو فلسطین کی ریاست پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہ اینٹی پاس سرناپہ رومن تریب میں غرق تھا اور اس کی وجہ سے سارے ملک میں فسق و فجور پھیل رہا تھا اس اینٹی پاس نے خود اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاں کو اپنے گھر میں ڈال رکھا تھا۔

یحییٰ نے اس پر اینٹی پاس کو ملامت کی اور اس کی ہدکارانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی اس جرم میں اینٹی پاس نے یحییٰ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تاہم وہ ان کو ایک مقدس اور راست یاد آدمی جان کر انکا احترام بھی کرتا تھا۔ اور لوگوں میں ان کے غیر

معمولی اثر سے ڈرتا بھی تھا۔

لیکن اینٹی پاس کی محبوبہ ہیرودیاں یہ سمجھتی تھی کہ یحییٰ لوگوں میں جو اخلاقی روح پھونک رہے ہیں وہ لوگوں کی نگاہ میں اس جیسی عورت کو ذلیل کئے دے رہی ہے۔ اس لئے وہ ان کی جان کے درپے ہو گئی آخر کار اینٹی پاس کی سالگرہ میں اس نے وہ موقع پایا جس کی وہ تاک میں تھی۔

جشن کے دربار میں اس ہیرودیاں کی بیٹی نے خوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر اینٹی پاس نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے بیٹی نے اپنی فاحشہ ماں سے پوچھا کیا مانگوں۔ ماں نے کہا یحییٰ کا سر مانگ لے۔ چنانچہ اس نے اینٹی پاس کے سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ اور کہا مجھے یوحنا یعنی یحییٰ کا سر ایک تھال میں رکھ کر منگوا دیجئے۔ اینٹی پاس یہ سن کر بہت غمگین ہوا مگر محبوبہ کی بیٹی کا تقاضہ کیسے رو کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً اپنے مسلح جوان قید خانے کی طرف بھجوائے اور یحییٰ کا سر کٹوا کر اور ایک تھال میں رکھوا کر اس رقصہ کر نذر کر دیا۔ یوں یحییٰ بنی اسرائیل کے ظلم کا شکار ہو گئے۔

یحییٰ کا خاتمہ کرنے کے بعد یہودی ان کے باپ ذکریا کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ ارادہ کیا کہ یحییٰ کے بعد ان کے باپ ذکریا کو بھی قتل کر دیا جائے ذکریا کو بھی ان حدت کا علم ہو گیا تھا لہذا یہودی قاتلوں سے بچنے کے لئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے یہودی آپ کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اسی تعاقب میں آپ کے سامنے ایک درخت آیا جس کے اندر ایک بہت بڑا کھوہ اور شکاف تھا تعاقب کرنے والے چونکہ سر پر چلے آ رہے تھے لہذا آپ کو خدشہ ہوا کہ اگر تعاقب کرنے والوں نے انھیں پکڑ لیا تو وہ انھیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے لہذا انھوں نے درخت کے اس شکاف کے اندر پناہ لے لی تھی۔

یہودی بھی تعاقب کرتے ہوئے دبا پہنچ گئے تھے انھوں نے جب دیکھا کہ ذکریا نے اس درخت کے شکاف کے اندر پناہ لے لی ہے تو ذکریا کو درخت کی کھوہ سے باہر نکالنے کے بجائے انھوں نے درخت پر آرا چلانے کا ارادہ کر لیا انھوں نے فوراً ایک آرا مہیا کر لیا اور جس درخت میں ذکریا نے پناہ لے رکھی تھی اس درخت پر انھوں نے آرا چلا دیا روایت کرنے والے کہتے ہیں چونکہ ذکریا نے اپنے خداداد کے بجائے درخت میں پناہ لی تھی لہذا جو آرا چلتا ہوا ان کے قریب آیا تو ان پر وحی ہوئی کہ صبر سے کام لینا اور آہ و زاری مت کرنا اس پر جب آرا ذکریا پر چلا تو انھوں نے کمال صبر سے کام کیا آف تک نہ کی اور یہودیوں نے درخت کے ساتھ ذکریا کو بھی چیر کر رکھ دیا۔ اس طرح یحییٰ کے بعد ان کے بزرگ باپ ذکریا کا بھی یہودیوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔

مشورے کے بعد یہودی علماء نے کسی نہ کسی طرح عیسیٰ کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

یہودی علماء کا ایک وفد رومن گورنر پیلاطس کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ یہودی اسے بڑی انکساری سے مخاطب کر کے کہنے لگے۔ دیکھ پیلاطس ہم سب یہودی علماء تیری بھلائی اور بہتری کے لئے ایک بات تجھے کہنے والے ہیں اور وہ یہ کہ ان سرزمینوں میں ایک جوان کہ نام جس کا عیسیٰ ہے وہ جگہ جگہ اپنے سحر کی وجہ سے لوگوں کو مرعوب کرتا پھرتا ہے لوگ اس کے کمالات دیکھ کر بڑی تیزی سے اس کا ساتھ دینے لگے ہیں اور روز بروز اس کے ساتھیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور دیکھ اگر یوں ہی رہا تو عنقریب یہ شخص ایسی طاقت اور قوت پکڑے گا کہ نہ صرف ہمارے لئے بلکہ رومنوں کے لیے بھی خطرہ ثابت ہوگا۔ اور اگر فوراً ہی اس شخص کا استحصال نہ کیا گیا تو ہمارا دین صحیح حالت میں باقی نہ رہ سکے گا یہ بھی اندیشہ ہے کہ ان سرزمینوں میں رومنوں کو بھی اپنے اقتدار سے محروم ہونا پڑے گا۔

دیکھ رومنوں کے گورنر اس شخص نے عجیب و غریب شعبدے دکھا کر خلقت کو اپنا گردیدہ بنا لیا ہے اور ہر وقت اس گھات میں لگا رہتا ہے کہ عوام کی اس طاقت کے بل پر رومنوں کو اس سرزمین سے نکال کر خود بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے اس شخص نے لوگوں کو صرف دنیوی راہ سے ہی گمراہ نہیں کیا بلکہ اس نے ہمارے دین تک کو بدل ڈالا ہے اور لوگوں نے بے دین بنانے میں منہمک ہے۔ پس اس فتنہ کا انسداد ابس ضروری ہے تاکہ بڑھتا ہوا یہ فتنہ ابتدائی منزل ہی میں کچل ڈالا جائے۔

رومن گورنر یہودیوں کی اس گفت و شنید سے بے حد متاثر ہوا اس نے یہودیوں کو اجازت دے دی کہ وہ عیسیٰ کو گرفتار کر لیں اور شاہی دربار میں مجرم کی حیثیت سے پیش کریں۔ یہودیوں کے سردار قیصر اور کاہن یہ فرمان حاصل کر کے بے حد خوش ہوئے اور فخر و مباہات کے ساتھ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے تھے کہ آخر ہماری سازش کارگر ثابت ہوئی اور ہماری تدبیر کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد یہودی علماء یہ صلاح مشورہ کرنے لگے کہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی خاص موقع کا منتظر رہا جائے اور کسی غلط اور تنہائی کے موقع پر عیسیٰ کو عین اس وقت گرفتار کر لیا جائے جب وہ کہیں اکیلے بیٹھے ہوں یا کم از کم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں ہوں اور خفیہ طور پر انہیں گرفتار کر کے مجرم کی حیثیت سے پیلاطس کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ ان کی گرفتاری سے لوگ کہیں مشتعل ہو کر کوئی ہنگامہ ہی نہ کھڑا کر دیں۔

آخر ایک روز ان یہودی علماء کو ان کے لڑکوں نے اطلاع کی کہ عیسیٰ اپنے چند

○

اس کے بعد عیسیٰ نے اپنی تبلیغ کا کام شرع کیا۔ آپ نے شادی نہ کی تھی اور نہ بود و ماند کے لئے گھر بنایا تھا وہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں خدا کا پیغام سناتے اور دین حق کی تبلیغ کا کام سرانجام دیتے اور جہاں بھی رات آپ پہنچتی وہیں کسی سرداران راحت کے بغیر شب بسر کر دیتے تھے۔

چونکہ ان کی ذات سے مخلوق خدا جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی شفا اور تسکین پاتی تھی اس لئے جس جانب بھی ان کا گزر ہو جاتا خفت کا انبوه حسن عقیدت کے ساتھ جمع ہو جاتا اور والہانہ محبت کے ساتھ ان پر شمار ہو جانے کو تیار ہو جاتا یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ آپ اپنے خداوند کے حکم سے جو معجزات دکھاتے تھے ان کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف بڑی تیزی سے مائل ہوتے جا رہے تھے۔

عیسیٰ خدا کے حکم سے مردہ کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور پیدائشی نابینا کو بینا اور جزائی کو چنگا کر دیا کرتے تھے وہ مٹی سے پرندے بنا کر اس میں پھونک دیتے تھے اور خدا کے حکم سے ان میں روح پڑ جاتی تھی وہ خداوند کے حکم سے لوگوں کو یہ بھی بتا دیا کرتے تھے کہ کس نے کیا کھایا اور خرچ کیا اور کیا گھر میں ذخیرہ محفوظ کر رکھا ہے۔

آپ کے یوں معجزات دکھانے کی وجہ سے اور جگہ جگہ خداوند قدوس کی وحدانیت کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے یہودیوں میں ان کے لئے بغض اور عناد پیدا ہوا انہوں نے عیسیٰ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو انتہائی حسد اور سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھا اور جب ان کے مسخ شدہ قلوب کسی بھی طرح سے ان کو برداشت نہ کر سکے تو یہودیوں کے سرداروں اور رنیتوں نے عیسیٰ کے خلاف سازش شروع کی اور یہ طے پایا کہ اس ہستی کے خدف کامیابی حاصل کرنے کے لئے بجز اس کے سوا اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ رومنوں کے گورنر پیلاطس کو ان کے متعلق مشتعل کر کے انھیں صلیب اور دار پر چڑھا دیا جائے ان یہودی علماء نے باہم جمع ہو کر اس خدشے کا بھی اظہار کیا کہ اگر اس آدمی کا خاتمہ نہ کیا گیا جو بہت معجزے دکھاتا ہے اور اگر ہم نے اسے یونہی چھوڑ دیا تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور پھر وہ وقت بھی آئے گا کہ اپنی ہی سرزمینوں میں ہماری کوئی وقعت اور عزت نہ رہے گی اور رومن نہ صرف ہماری زمینوں پر بلکہ ہماری قوم پر بھی قبضہ کر دیں گے۔ ایک یہودی عالم نے حو کاہن تھ کہا کہ اگر اس شخص کا خاتمہ کرنا ہے تو پھر سوچتے کیا ہو تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو اس صلاح

شہرگردوں کے ساتھ ایک مکان کے اندر موجود ہیں۔ یہودی علماء نے اسے بہترین موقع جانا اور اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور فوراً ہی یہ لوگ موقع پر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے اس مکان کا محاصرہ کر لیا جس میں عیسیٰ اپنے شاگردوں کے ساتھ تھے۔ عیسیٰ کو گرفتار کر لیا گیا اور پیلاؤس کے دربار میں پیش کیا گیا تاکہ ان کو صلیب اور سولی پر لٹکائے جانے کا حکم دے دیا جائے۔

○

ایران میں فرہاد پنجم کی ہلاکت کے بعد اشکانی امراء نے شاہی خاندان کے ایک فرد اردو روم کو تخت نشین کیا۔ جو فرہاد پنجم کے خوف سے کہیں گوشہ گمنامی میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی دست ظلم دراز کیا۔ لوگوں کو شروع ہی سے اس بنا پر اس سے نفرت ہو گئی بالآخر امراء نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا یوں مختصر عرصے میں ہی اس اردو نام کے نئے حکمران کا اشکانیوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔

اردو کے قتل کے بعد کوئی اشکانی شہزادہ باقی نہ رہا تھا جسے تخت نشین کیا جاتا اس لئے اشکانیوں کی مجلس مشاورت کی طرف سے سابق اشکانی حکمران اشک چہارم کے جو بیٹے روم میں پرورش پا رہے ہیں ان میں سے ایک شہزادے دون کو ایران بھیجا جائے تاکہ ایران میں اسے تخت نشین کر کے اشکانیوں کا بادشاہ بنایا جائے۔

رومن قیصر آگنس اس پیغام سے بے حد خوش ہوا وہ خود بھی چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ دون زندگی کا بیشتر حصہ روم میں گزارنے کی وجہ سے رومی آداب و اخلاق اختیار کر چکا ہے اس لئے ایران کا بادشاہ بن کر وہ رومیوں کی حمایت کرتا رہے گا اور ایسا کر کے وہ یقیناً روموں اور قیصر روم کی برتری میں اضافے کا موجب بنے گا۔

اس لئے اس نے ایران کی مجلس مشاورت کی درخواست بخوشی قبول کر لی اور ایرانی شہزادہ دون کو اس نے فوراً روم سے اشکانیوں کے مرکزی شہر دائن کی طرف روانہ کر دیا تاکہ دون کی تاجپوشی ہو اور دون کے ذریعے اشکانیوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کی کوشش کرے۔

لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اشکانی امراء اس نئے حکمران دون سے ناراض ہو گئے کیونکہ اس کے آداب و خصائل روموں کے سے تھے اس کی عادتیں اجنبی تھیں اور ایرانی آداب کے منافی تھیں اس کے علاوہ وہ ایرانی ضیافتوں کو ناپسند کرتا تھا۔ شکار و تفریح سے اسے پرہیز تھا نیز وہ روم سے آتے ہوئے روموں کی جمیعت ساتھ لایا تھا اور انہی کو اونچے مناسب کا اہل سمجھتا تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر اشکانی امراء دون سے نفرت کرنے لگے تھے اور اس سے حکومت واپس لینے کے متعلق سوچنے لگے تھے۔

رومن گورنر پیلاؤس نے عیسیٰ کو سب سے قصور سمجھ کر چھوڑ دنا چاہا مگر یہودیوں کے اشتعال پر مجبوراً اس نے عیسیٰ کو زندان میں بند کر دیا اور جس جگہ آپ کو بند کیا گیا وہاں براہ نام کا ایک ڈاکو بھی بند تھا۔

ایسے کسی موقع پر خداوند نے عیسیٰ کو تو اٹھایا اور ان کی جگہ نبی اسرائیل کو اشد میں ڈالنے کے لئے کوئی اور ہی شخص کھڑا کر دیا گیا تھا۔ دوسرے روز پیلاؤس نے یہودی علماء کو مخاطب کر کے کہا دیکھو تمہاری عید آ رہی ہے اس موقع پر ایک قیدی کو رہا کر سکتا ہوں اگر تم کو تو میں عیسیٰ کو رہا کر دوں اس پر یہودی علماء کہنے لگے نہیں وہاں اس وقت دو قیدی ہیں ایک ڈاکو براہ نام اور دوسرا عیسیٰ لہذا تم براہ نام کو رہا کر دو۔

پیلاؤس نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے اس بندے کو صلیب پر چڑھایا جائے لیکن یہودی چلا چلا کر پیلاؤس سے مطالبہ کرنے لگے کہ عیسیٰ کو صلیب دی جائے جب پیلاؤس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا الٹا بلوہ ہو جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راست باز شخص کے خون سے بری ہوں تم جانو اور تمہارا کام جانے اس پر یہودی علماء کہنے لگے۔

اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ اس پر براہ نام کو چھوڑ دیا گیا۔ عیسیٰ کی جگہ خداوند نے انیس اشب میں ڈال کر جو دوسرا کوئی شخص ان کے حوالے کر دیا تھا انیس یہودیوں نے کوڑے لگوائے پھر ان کے ارد گرد سپاہیوں کی ایک پلٹن کو جمع کیا گیا اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی رنگ کا ایک چٹہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور سر کندھا اس کے پائیں ہاتھ میں دیدیا اور پھر یہودی علماء اور عام لوگ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس کا ٹھٹھ اور مذاق اڑانے لگے تھے اور ساتھ ہی اسے کہتے جاتے تھے۔

اسے یہودیوں کے بادشاہ آداب اس کے علاوہ اس پر انہوں نے تھوکا اور وہی سر کندھا لیکر اس کے سر پر مارنے لگے اور جب اس کا ٹھٹھہ کر چکے تو چند کو اس پر سے اتار کر پھر اس کے کپڑے اسے پہنائے اور اسے صلیب دینے کو لے گئے۔ اس طرح یہودی علماء اس

اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ دونوں ایرانی نہیں بلکہ رومن ہو چکا ہے اور وہ اشکانیوں کے حکمران کی حیثیت سے رومنوں ہی کا دم بھرتا رہے گا۔ اس طرح دونوں کے خلاف نفرت بڑھتی گئی ہاں تو اشکانی حکمران خاندان کے ایک شخص اردوان نے دونوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ امراء سلطنت نے اس کی حمایت کی اس کا پہلا حملہ اگرچہ کامیاب نہ ہو سکا لیکن دوسرے حملے میں اس نے دونوں کو مدائن سے نکال باہر کیا۔ دونوں مدائن سے نکل کر آرمینیا کی طرف بھاگ گئے اور وہاں اس نے کچھ ایسا چکر چلایا کہ وہ آرمینیا کا حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا۔

○

یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی اسی طرح دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل میں اسیری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ عزازیل کے ساتھی بارص اور صادو لگا تار یونان کے جسم کو ہر ہفتے داغ دے جاتے تھے لیکن اس قدر شدت اور تکلیف کے باوجود بھی یونان نے اس کی کوئی بھی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا ایک روز ہفتے کے بعد جب یونان کے جسم کو پھر داغ دیا گیا تو عزازیل 'عارب' نبیطہ 'بارص' صادو اور پوشا اس کے کمرے میں آئے انہوں نے دیکھا یونان جس کے دونوں ہاتھ لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے فرش پر پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس کی پیٹھ جگہ جگہ سے داغے جانے کی وجہ سے جل کر سیاہ ہو گئی تھی۔ یوسا بیچاری اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ روتے ہوئے بیچری آنسو بھی بہاتی جا رہی تھی اور اپنے رومال سے پیٹھ میں ڈوبا ہوا یونان کا چہرہ بھی صاف کرتی جا رہی تھی۔ ایسے میں عزازیل نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو یونان کیوں اپنے آپ کو اذیت دے رہا ہے اور مصیبت میں جان بوجھ کر مبتلا کرتے ہو اس طرح تو تم ہمارے ہاتھوں تکلیف اٹھاتے اٹھاتے حرام موت مر جاؤ گے۔ کیا تمہارے لئے یہ آسان نہیں کہ اس اذیت اور دانے جانے کی تکلیف سے نجات حاصل کرنے کے لئے تم یوسا کو صادو اور بارص کی مشترکہ بیوی بنانے پر تیار ہو جاؤ اور یہ کہ تم نیکی کا کام ترک کر کے بدی کی تشویر میں میرا ساتھ دینا شروع کرو اور سنو یونان میں آج تم دونوں میوں بیوی کو آخری موقع دیتا ہوں خوب سوچ سمجھ کر اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کرنا اگر تم دونوں میاں بیوی نے میرا کہا نہ مانا تو میں تمہارا وہ انجام کروں گا کہ تمہیں دیکھ کر دیکھنے والے کی نگاہ اور اس کا دل بھی کانپ کر رہ جائے گا۔

سنو نیکی کے نمائندے میں تمہارے ساتھ ایک رعایت کر سکتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر تم یوسا کو چھوڑ کر اسے اپنی مرضی اپنی منتا اور اپنی رضا مندی کی اسیری سے نجات دیدوں گا اور تم پہلے کی طرح آزاد زندگی بسر کرنا شروع کر دو گے۔ عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں نیکی فرش پر پیٹ کے بل لیٹے ہوئے یونان نے کہا جانے والی نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی درد کی شدت کے باعث لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

سنو عزازیل تم نے میرے اور میری بیوی یوسا کے صبر و تحمل کا غلط جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ قسم اس خداوند قدوس کی جس نے تمہیں دہشت گردانہ درگاہ اور ابلیس بنا رکھا ہے اگر تم مجھے اس سے زیادہ بھی اذیت اور تکلیف میں ڈالو تب بھی میں یوسا کو اپنے آپ سے جدا نہیں کروں گا۔ سنو یہ یوسا میری روح ہے۔ میری جان ہے اس کے بغیر میں ادھورا ہوں اور یہ میرے بغیر ادھوری ہے۔ ذرا اس سے پوچھو کیا یہ مجھے چھوڑنے پر آمادہ ہے اس پر عزازیل نے یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ یوسا تمہارا کیا خیال ہے کیا تم چاہتی ہو کہ ساری عمر اسی قید خانے میں زندگی بسر کرو اور اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو کل سے یونان کے ساتھ ساتھ تمہارے جسم کو بھی داغنا شروع کر دیں گے۔ پھر میں دیکھتا ہوں تم کس طرح بارص اور صادو کی مشترکہ بیوی بننے پر آمادہ نہیں ہوتی ہو۔ اس پر یوسا نے کہا جانے والے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھا۔ حقارت آمیز انداز میں اس نے ایک بار عزازیل کی طرف منہ کر کے تھوکا پھر وہ کہنے لگی۔

دیکھ عزازیل یہ تیری غلط فہمی ہے کہ تو ہم پر جبر اور ظلم کر کے ہماری مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا ہرگز نہیں۔ اگر تم میری روح میرے جسم کو لوہے کے کانٹوں کے اوپر بھی گھسیٹو تب بھی میں اپنے آپ کو اپنے شوہر یونان سے جدا نہیں کروں گی۔ میں اپنی جان اپنی روح تک کو بھی اپنے شوہر پر نچھاور کر دوں گی پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔ اے عزازیل تو کل سے میرے جسم کو بھی داغ کر دیکھ لے جس طرح میرا شوہر کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمہاری کسی بھی بات کو ماننے پر تیار نہیں اسی طرح اے عزازیل مجھے بھی تو صبر و تحمل کا مجسمہ پاؤ گے اور میں بھی انتہوں اور مصیبتوں میں سے گزرنے کے باوجود تمہاری کسی بھی بات کو ماننے سے انکار کر دوں گی۔ جاؤ عزازیل تم نے جو کل کرنا ہے وہ آج کر گزرو میں تمہیں صاف الفاظ میں کہتی ہوں کہ ہم دونوں میاں بیوی تمہاری کوئی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوسا جب خاموش ہوئی تو عزازیل اس بار یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میرا خیال ہے تم دونوں میوں بیوی خود اپنے ہاتھوں

میں غرق تھا۔ اچانک یونان کو کوئی خیال گزرا اپنی جگہ سے وہ بڑی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے اٹھا پھر وہ تہہ خانے کے نیچے فرش پر سجدہ ریز ہوا اور بڑی عاجزی اور بڑی انکساری کے ساتھ اپنے خداوند کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا تھا۔

”اے خداوند! اے کائنات کے خالق و مالک! یہ عزائیل لالچ کی پوٹ، جہل و فتاوت بن کر میرے اور میری بیوی پر غم اور اندیشے طاری کرنے لگا ہے۔ ہم دونوں کے لئے اے خداوند یہ جمالت کی گندگی اور ظلم کی چکنی کالک پھیلاتے ہوئے ہمیں نابود و ناپید کرنے کے ورپے ہے اے خداوند آسمان کی اس نیلی چادر اور تاروں کی لوتلے میرے اور میری بیوی کے لئے عزائیل کی طرف سے ظلم کی بھڑکتی ہوئی بھٹی تیز ہی تیز ہوتی جا رہی ہے یہ عزائیل ہم دونوں کے من کے کواڑوں پر دکھ کے بھیانک کالے ساگر اور برکھا بادل کی طرح دستک دینے لگا ہے۔ ہمارے لئے یہ ظلم کی خون بھری چٹان بن گیا ہے ہم دونوں کے لئے یہ ٹھنڈی گاڑھی کمر کی چادر میں بربادی اور زلوں حالی کا طوفان کھڑا کر کے ہمارے سینے کی میم بے چینی میں درد و الم کی آگ بھرتا جا رہا ہے۔

اے خداوند! اے سارے جہانوں کے مالک! یہ عزائیل نکھوری اینٹوں اور خشک ٹہنیوں کی طرح ہمارا خاتمہ چاہتا ہے اس نے ہم پر مکمل طور پر قابو پا لیا ہے اور ابوالہول کی بیت اور جلال بن کر اپنی شیطانی آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ہمارے اندر اٹھ سیدھے میلانات پیدا کرنے والا ہے اس نے ہماری قناعت پسندی اور ہماری فعال قوت کو بے آب و گیاہ اور جلتے پتے ریگستانوں جیسا کر دیا ہے۔

اے میرے آقا! اے میرے مالک! یہ عزائیل ہم دونوں میاں بیوی کے عروج و ارتقاء کو فنا اور بقا کی کشمکش میں جٹلا نامیاتی مادوں جیسا کرنا چاہتا ہے۔ الاؤ کی آگ بن کر ہمارے لباس کو تار تار کر دینے والے جذبے ابھار رہا ہے۔ یہ عزائیل شب کے سایوں کی مسافت اور گر جتے حشر پر پا کرتے بادلوں میں رجز بن کر ہمارے خون میں گونجنے لگا ہے۔

اے اللہ اس مشکل وقت میں اس کٹھن گھڑی میں اس تاریکی میں تو ہی ہم دونوں میاں بیوی کے لئے روشنی کی لکیر ہے۔ اے اللہ اس توحہ کنناں لبو رنگ شفق میں تو ہی ہم دونوں میاں بیوی کے لئے تیغ بے پناہ اور شمشیر آبدار ہے۔ اے اللہ اندھیری راتوں کے ستارے میں صبح کی آغوش، سکوت شام کی گود میں رات کے خلا، دن کی تپتی تپتی زمین کی پلک پلک میں بکھرے اندھیروں میں نفس نفس میں موجزن تاریکیوں میں اداس اداس زبست کے گھٹے گھٹے سکوت میں یا اللہ تو ہی ہمارا مددگار تو ہی ہمارا ناصر ہے۔

اے سارے جہان کے پالنے والے وقت کی گرم چٹکیوں، فضا کے بے چین اور بے

سے اپنی بد بختی میں اضافہ کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو سن رکھو میں کل سے ہفتہ وار نہیں بلکہ روزانہ تم دونوں کے جسموں کو داغنا شروع کر دوں گا میں دیکھتا ہوں پھر کیسے تم میری بات نہیں مانتے اگر پھر بھی میری باتیں تم نے نہ مانیں تو میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ روز جلدے جانے کی وجہ سے تمہارے جسم کا گوشت سڑ جائے گا اس میں کیڑے پڑ جائیں گے تم زندگی کے ایک ایک لمحے ایک سکون کو ترسو گے پر وہ تمہیں میسر نہیں ہو گا۔ اس پر یونان کھولتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔

دیکھ عزائیل جب تک میرے اللہ کو منظور ہے ہم تیرے اس قید خانے کی اذیت میں جٹلا رہیں گے اور جب میرا اللہ ہم دونوں میاں بیوی کو اس قید خانے سے رہائی دینے پر آئے گا تو اے عزائیل تیرے جیسے کئی کتے بھونکتے بھونکتے تھک جائیں گے اور ہم کسی کامیاب مسافر کی طرح اپنی منزل کی طرف چلے جائیں گے۔ سنو یونان اگر اس قید خانے میں اور کوئی بھی تمہارے مظالم اور تمہاری ستم آرائیاں نہیں دیکھ رہا تو میرا اللہ تو ہے جو ہر چیز کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے ہے وہ ہر آواز سننے والا ہے ہر شے دیکھنے والا ہے وہ تمہارے مظالم تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی اور تمہارے تعصب کو دیکھ رہا ہے وہ میری اذیت میری تکلیف اور میری بے بسی کو بھی نگاہ میں رکھتے ہوئے ہے مجھے یقین ہے کہ عنقریب من عزائیل اللہ کا فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہو گا ایک روز میں پھر اپنی پوری قوت کے ساتھ تیرے سامنے آؤں گا اور تجھے بتاؤں گا کہ نیکی کی قوت کیا ہے اور نیکی کی قوت کے سامنے باطل کی طاقتیں کیسے بے بس اور لاچار ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یونان نے انتہائی حقارت آمیز انداز میں عزائیل کی طرف تھوک دیا پھر وہ کہنے لگا جا بدی کے کتے جو کام تجھے کرنا ہے کر گزر پھر تو ہم دونوں میاں بیوی کے صبر اور ہماری برداشت کی حد بھی دیکھتا۔ یونان کی یہ گفتگو سن کر عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ غصے میں پاؤں پٹختا ہوا اس قید خانے سے چل گیا تھا۔

○

اس روز بارش خوب ہوئی تھی آسمان پر بادل زور دار انداز میں گرج رہے تھے۔ بار بار بجلی چمکتی ہوئی زمین کے سینے پر روشنی کی لکیریں بکھیر دیتی تھی۔ رات آدمی کے قریب گزر چکی تھی۔ تہہ خانے میں یو سا بیچاری کافی دیر تک یونان کو دبانے کے بعد گہری نیند سو چکی تھی۔ ایسے میں جلی ہوئی پیٹھ میں تکلیف کے باعث یونان سو نہ سکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کوسوں دور تھی اور وہ نیچے فرش پر پیٹ کے بل لیٹا نہ جانے کن سوچوں

تاب سینے، دامان حیات کی تنگی شریر برساتے شعلوں عناد کی کڑی دھوپ، غم اور فراق کے المیوں، منھوس گھن، غم کے سیلاب میں تو ہی ہمارا رہبر تو ہی ہمارے لئے نور تو ہی ہمارے لئے اسم اعظم ہے۔

اے اللہ ہم تیرے قانون فطرت کے ادنیٰ خادم ہیں۔ ہمیں عزم راسخ اور جہد قسم عطا کر دوزخ کی سی چیخ و پکار کرتی گرجتی برستی راتوں میں یہ عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ پوری طرح ہمارے اوپر حاوی ہو گیا ہے یا اللہ اس سے ہماری جان چھڑا۔ اس کی قید سے ہمیں رہائی دلا۔ اس کے زندان سے ہمیں نجات دے کہ انسانیت اپنی گہری نیند سے بیدار ہو۔ ان شب ویران فضاؤں اور طویل عمیق خاموشیوں میں اے اللہ میں تنگی سر زمین پر سجدہ ریز ہو کر تجھ ہی سے مدد اور نصرت کی التماس کرتا ہوں اے خداوند میری ہستی کے اسرار و رموز مجھے بتا دے کہ میں پھر اپنی خوبیوں اور جرات مند یوں سے لطف اندوز ہوں اور ایک بار پھر سینہ تان کر حیرت انگیز کی تشبیر کی خاطر اس عزائیل کے سامنے لوہے کی چٹان کی طرح جم جاؤں گا۔

اے اللہ یہ عزائیل ہم دونوں میاں بیوی کو مکمل طور پر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے اپنی من مانی کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں تنگی کے راستے سے ہٹا کر بدی کی دلدل میں پھانسا چاہتا ہے یہ خواہش رکھتا ہے کہ ہم تنگی کی راہ چھوڑ کر بدی کی تشبیر میں اس کے مددگار اور معاون ثابت ہوں لیکن اے اللہ ہم حیرت خوشنودی تیری رضا مندی چاہتے ہیں اگر تیری خوشنودی اور رضا مندی اس میں ہے کہ ہم سسک سسک کر بلک بلک کر اس عزائیل کے ہاتھوں مارے جائیں تو اے اللہ تیری خوشنودی تیری رضا مندی کی خاطر ہمیں ایسی زندگی بھی منظور اور قبول ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے یونان اچانک خاموش ہو گیا اس لئے کہ رات کی گہری تاریکی بھیانک سنائی اور خوفناک اندھیرے میں آسمان پر بڑے زور دار انداز میں بجلی چمکی تھی اور جس تہہ خانے میں وہ بند تھے اس کے اطراف میں ہر چیز کو روشن کر گئی تھی اور اس کے بعد بدل اس زور سے گرجے تھے کہ زمین کانپ اور دہل کر رہ گئی تھی۔ عین اسی وقت یونان کی گردن پر ابلیس نے لمس دیا تھا اس لمس کا احساس ہوتے ہیں یونان کے ہونٹوں پر گہری پرسکون مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ ابلیس کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ ابلیس! ابلیس! تم کہاں کھو گئی تھیں میں نے تمہارا بہت انتظار کیا میں تمہیں آواز دے کر پکارنا بھی چاہتا تھا پر میں جانتا تھا کہ تم کسی نہ کسی کام میں مصروف ہو گے تمہیں میرے حال کی خبر ہو گی اور تم میری خاطر کچھ نہ کچھ کرنے میں مصروف ہو گی۔ اس پر ابلیس بولی بڑی راز داری اور

بڑی مہین آواز میں وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یونان میرے حبیب تم جانتے ہو کہ میں نہ تمہیں بھول سکتی ہوں نہ فراموش کر سکتی ہوں دراصل میں ایسے علوم جاننے کی فکر میں تھی جو تم دونوں میاں بیوی کی قوت کو بحال کر دیں اور تم ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو بحال کرنے کے بعد عزائیل اور اس کے ساتھیوں کے سامنے جم سکو۔ سنو یونان جس وقت تم دونوں میاں بیوی مصری ساحر کے بیٹے سلیس کے پاس گئے تھے تاکہ وہ تمہیں اپنے باپ کے سری علوم سے آگاہ کرے تم جانتے ہو سلیس اپنے گھر کے اندر سے چڑے کے اوراق پر لکھی ہوئی وہ کتاب لینے گیا تھا جس میں اس کے باپ کے سارے علوم درج تھے عین اس وقت عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ آن کھسا تھا عزائیل کو دیکھتے ہی سلیس اپنے گھر سے بھاگ گیا تھا وہ اپنے ساتھ چڑے کی وہ کتاب بھی لے گیا تھا۔ عزائیل اور اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی سلیس کو بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا تھا لہذا وہ اسے نظر انداز کر کے تمہیں اور یوسا کو اس تہہ خانے میں لے آئے تھے۔

اس وقت مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ مجھے اسی لمحہ سلیس کا تعاقب کرنا چاہیے تھا اور یہ جان لینا چاہیے تھا کہ اپنے گھر سے بھاگ کر اس نے کدھر کا رخ کیا ہے لیکن مجھ سے حماقت ہوئی کہ میں اس کا تعاقب کرنے کے بجائے تم دونوں میاں بیوی کے پاس رہی۔ پھر عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم دونوں میاں بیوی کو یہاں لے آیا اور تمہیں اذیتوں میں مبتلا کر دیا میں نے اپنا ہر حربہ آزما دیا تم دونوں میاں بیوی کو عزائیل اور اس کے ساتھیوں کی گرفت سے نکالنا چاہا لیکن میں ناکام رہی۔ بالآخر میں نے سلیس کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جانتے ہو یونان کیا ہوا میں نے کافی جدوجہد اور محنت کے بعد سلیس کو تلاش کر لیا وہ اسی شہر میں اپنے کسی جاننے والے کے یہاں قیام کئے ہوئے تھا آخر ایک روز رات کی تاریکی میں میں اس پر وارد ہوئی جس طرح میں تمہاری گردن پر لمس دیتی ہوں اس طرح اس کی گردن پر بھی لمس دیا اسے اپنا تعارف کرایا کہ کس طرح دو میاں بیوی اس سے ملنے کے لئے آئے تھے تاکہ اس کے باپ کے علوم حاصل کر کے اس کے باپ کے قاتلوں سے انتقام لیں کہ اوپر سے اس کے باپ کے قاتل آگئے اور ان دونوں میاں بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ میں انہی دونوں میاں بیوی کی ایک ساتھی ہوں اور اپنی کچھ سری قوتیں بھی رکھتی ہوں۔ اس سلیس نے میری بات کا اعتبار کر لیا اور بوری داستان سچائی کے ساتھ مجھے سنا ڈالی۔ اس نے کہا تھا

رقص کر رہی تھی۔ یونان تھوڑی دیر تک بیوسا کو اس حالت میں دیکھ کر مسکراتا رہا اور غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کتاب میں ویسے گئے علوم کی مدد سے اس نے بیوسا کی بھی سری قوتوں کو بحال کیا اس کی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی اس نے کر دیا تھا اس کے بعد یونان تھوڑی دیر تک اس کتاب کا مطالعہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے سارے علوم زبانی یاد کر لئے تھے اس کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور وہ کتاب اس نے اپنے لباس کے اندر چھپالی تھی۔

اس ساری کارروائی کے بعد یونان کی حالت یکسر تبدیل ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر قبل تک جہاں اس کے چہرے پر دکھ ہی دکھ اور غم ہی غم منڈلا رہے تھے اب اس کے چہرے سے یوں لگتا تھا جیسے رات کی اس گہری تاریکی میں اسے نارسا دکھوں کی صلیب سوچوں کے انکاف گہری رات کے دامن کشا سحر گرینہ ساعتوں خواہشوں کے عفریت حسرتوں کے غلام اور وقت کی بدترین سراسیمگی سے نجات مل گئی ہو اس کے چہرے پر فطرت کی جولان گاہوں میں جوش مارتے ہوئے طلسم زاروں اور ادہام کے بخنور جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ایسی قربانیت رقص کرنے لگی تھی گویا ہواؤں کی آہوں میں شعاعی حروف آگ کے لوکیلے شعلوں برصیت کے چھینٹوں اور بھیانک سر زمینوں کے شدید موسموں کی طرح اپنی ذات کا اظہار کرنے لگے ہوں۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یونان کچھ کرنا ہی چاہتا تھا کہ عین اس موقع پر ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور وہ اسے پھر مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یونان تم جانتے ہو کہ بارص اور صادو جو نئی تمہارے سامنے آئیں گے تمہیں وہ تمہاری سری قوتوں سے محروم کر دیں گے ان کی اس کارروائی سے بچنے کے لئے ان کی آمد کے ساتھ ہی تم اپنی سری قوتوں کو اپنے پہلو میں لگتی ہوئی تلوار میں تبدیل کر دینا اس تبدیلی کا سارا طریقہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے جو میں نے تمہیں فراہم کی ہے اور پھر جب تم دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حاصل کرنا چاہو تو تلوار کا دستہ جو نئی تم اپنے جسم کے ساتھ مس کرو گے تلوار میں تبدیل کی گئی سری قوتیں پھر تمہارے وجود میں آن داخل ہوں گی اس طرح موقع محل دیکھتے ہوئے تم بارص اور صادو کے مقابلے میں کبھی اپنی سری قوتوں کو تلوار میں تبدیل کر کے پھر دوبارہ انہیں حاصل کرتے ہوئے ان پر مناسب طریقے سے ضرب لگا دو گے یہ طریقہ کار بیوسا کو بھی سمجھا دینا اس طرح مجھے امید ہے کہ تم دونوں میاں بیوی عزائیل، عارب، نیبطہ، بارص، صادو اور یوشاک کے خلاف پوری کامیابی کے ساتھ اپنی کارروائی کر سکو گے۔

کہ جس وقت وہ چہرے کے اوراق والی کتاب جو اس کے باپ نے اپنے قدیم علوم کی وجہ سے محفوظ کر رکھی تھی لینے کے لئے اپنے گھر کے اندرونی حصے کی طرف گیا تھا اس کا کہنا تھا کہ اس نے وہ کتاب حاصل بھی کر لی تھی اور اسے لیکر وہ تم دونوں میاں بیوی کی طرف آنا چاہتا تھا کہ اسی لمحے ان کی حویلی میں عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ داخل ہوا۔ سلیبوس کا کہنا تھا کہ اس نے اپنے باپ کے قاتلوں کو پہچان لیا لہذا وہ وہاں سے بھاگ گیا اس لئے کہ اسے خدشہ تھا کہ اس کے باپ کی طرح وہ لوگ اسے بھی قتل کر دیں گے مگر اسے بھاگتے ہوئے راستے میں چہرے کی وہ کتاب کہیں گر کر اس سے کھو گئی تھی۔ میں نے سلیبوس کی اس بات پر اعتبار کر لیا اس لئے کہ اس کے لہجے میں خلوص اس کی باتوں میں ایمانداری ہی ایمانداری تھی لہذا سلیبوس سے جدا ہو کر میں اس کتاب کو تلاش کرنے لگی۔

آخر میں اس کتاب کا بھی کھوج لگانے میں کامیاب ہو گئی وہ اس طرح کہ وہ کتاب بھاگتے ہوئے راستے میں سلیبوس سے گر گئی تھی اور وہ شہر کے ایک جھت ساز کے - لگ گئی تھی۔ اس جھت ساز کے پاس ایک مشکیزہ مرمت کرنے کے لئے آیا ہوا تھا وہ جھت ساز چاہتا تھا کہ اس کتاب کے سارے اوراق کو اس مشک پر لگا کر اس مشک کی مرمت کر دے لیکن ایسا کرنے سے قبل ہی میں نے اس کے یہاں سے اس کتاب کو اڑا لیا اور تمہارے پاس لے آئی۔ اے یونان ذرا اپنی پشت کی طرف ہاتھ تو مارو۔ وہ کتاب حاصل کرو اور اس سے اپنی اور بیوسا کی سری قوتیں بحال کرنے کے ساتھ ساتھ وہ سارے علوم جان کر اپنی اور بیوسا کی قوتوں میں بے پناہ اضافہ کر دو۔

یونان نے فی الفور اپنی پشت پر ہاتھ مارا کیونکہ وہ ابلیکا کے لمس دینے کے بعد وہ سجدے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا جو نئی وہ اپنا ہاتھ اپنے پشت کی طرف لے گیا چہرے کی وہ کتاب اس کے ہاتھ سے مس ہوئی وہ کتاب لپک کر اس نے سنبھالی اور اس تمہ خانے میں جلتی ہوئی چھوٹی سی مشعل میں وہ اس کتاب کا بڑی تیزی اور گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرنے لگا تھا۔

اس کتاب کا خوب اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد یونان حرکت میں آیا پہلے اس نے اپنی سری قوتوں کو بحال کیا اس کتاب میں لکھے ہوئے علوم کی مدد سے اس نے اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی کیا اس کے بعد اپنے مقابل کی سری قوتوں کو ختم کرنے کے سارے علوم اس نے زبانی یاد کر لئے پھر اس نے اپنے پہلو میں سوئی ہوئی بیوسا کی طرف دیکھا اس نے دیکھا بیوسا گہری نیند ہوئی ہوئی تھی اس کے لیوں اس کے چہرے پر معصومیت

اپنے لباس میں چھپالی تھی۔ اس کے بعد وہ حرکت میں آیا جن زنجیروں میں یوسا کے ہاتھ جکڑے ہوئے تھے ان زنجیروں کو توڑ کر اس نے یوسا کے ہاتھ آزاد کر دیئے تھے۔ پھر وہ یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اٹھو یوسا اب اس تمہ خانے سے نکلنے کی کوشش کریں اس پر یوسا بے پناہ خوشی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ رات کی اس گہری تاریکی میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں چاہتی ہوں رات تو آدمی سے بھی زیادہ بیت چکی ہوگی۔ باہر اس وقت ہری طرح بادل گرج رہے ہیں بجلی چمک رہی ہے اور بارش ہو رہی ہے میں چاہتی ہوں صبح تک دونوں میاں بیوی اسی تمہ خانے میں رہیں اور جب عزازیل کے ساتھی ہمارے لئے صبح کا کھانا لیکر آئیں تو پھر ان سے دوسرے اور بدلے ہوئے لہجے میں بات کریں گے اور انہیں بتائیں گے کہ ہم کیا ہیں ہماری اصلیت کیا ہے اور ہم کیسے انہیں اپنے سامنے ذرے اور مغلوب کر سکتے ہیں۔

یوناف نے یوسا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اس نے اپنے لباس کے اندر سے چڑے کی وہ کتاب نکالی پھر وہ دوبارہ یوسا کو تھماتے ہوئے کہا اگر یہ بات ہے تو پھر اس کتاب کے سارے علوم تم زبانی یاد کر لو میں تو یہ سارے زبانی یاد کر چکا ہوں۔ اس کے بعد باہم گفتگو کر کے صبح ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ یوسا نے یوناف سے وہ کتاب لے لی اس کتاب کے اندر جس قدر علوم تھے وہ اس نے حفظ کر لئے اس کے بعد دونوں میاں بیوی بیٹھ کر تمہ خانے میں گفتگو کرنے لگے تھے۔ یوناف کی بیٹھ دانے جانے کے باعث جو نشان پڑ گئے تھے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ بھی اس نے صاف اور زائل کر دیئے تھے۔

آخر یوناف اور یوسا کے انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں اس لئے کہ رات ختم ہو چکی تھی۔ گرجتے بادلوں، چمکتی بجلی اور بارش کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ آسمان پر بادل پھٹ کر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر پانی کے اوپر تیرتے جھاگ کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ سورج مشرق سے طلوع ہوا تھا اور ہر چیز کو روشن اور عیاں کر گیا تھا۔ اچانک تمہ خانے میں بیٹھے ہی بیٹھے یوناف چونک سا گیا پھر وہ اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یوسا سنبھلو کوئی ہمارے تمہ خانے کی طرف آ رہا ہے میں باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنتا ہوں میرے خیال میں بارش یا صاعقہ میں سے کوئی ہمارا کھانا لیکر آ رہا ہے۔ یوناف کے ان الفاظ پر یوسا مستعد ہو کر بیٹھ گئی تھی پھر جب وہ قدموں کی چاپ نزدیک آئی تو یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے یوسا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔

پھر جب تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے کا دروازہ کھلا تو یوناف کا اندیشہ درست ثابت

ایلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا دیکھ ایلیکا تم بالکل بے فکر رہو میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ایسا حرکت میں آؤں گا کہ انہیں دنگ و حیران اور پریشان کر کے رکھ دوں گا۔ میں اس کتاب میں لکھے سارے علوم یوسا کو بھی سمجھا کر اسے یاد کرا دوں گا کیونکہ یہ اس کے لئے بڑے سودمند ثابت ہو سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے وہ اس نے اس انداز میں دور دار جھٹکا دیا کہ لوہے کو بھاری زنجیروں کو اس نے توڑ کر رکھ دیا تھا پھر باری باری اپنے دایاں ہاتھ کو حرکت میں لا کر اس نے لوہے کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں سے بھی آزاد کر دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے ہاتھوں کو سہلاتا رہا پھر وہ یوسا کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

اس کے بعد یوناف نے یوسا کا شانہ پکڑ کر اسے ہلاتے ہوئے جگایا۔ یوسا بیچاری ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بدحواسی میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی کیا ہوا کیا وہ لوگ پھر آپ کو داغنے کے لئے آ گئے ہیں۔ یوناف کے جواب کا انتظار کئے بغیر یوسا کی نگاہ جب زنجیروں سے خالی یوناف کے ہاتھوں پر پڑی تو اس کے چہرے پر خوشی اور اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو گئی تھی پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی کیا اپنی سری قوتوں کو آپ حاصل کر چکے ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ذرا تم خود اپنی ذات کا تو جائزہ لو۔ اس پر یوسا نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کیں کچھ جائزہ لیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ میری سری قوتیں تو واپس آ چکی ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا صرف تمہاری سری قوتیں ہی واپس نہیں آ گئی ہیں بلکہ میں نے تمہاری قوتوں میں دس گنا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ پھر یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے وہ کتاب نکالی۔ یوسا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا پہلے اس ساری کتاب کا مطالعہ کرو پھر میں تم سے گفتگو کرتا ہوں یہ کتاب بھی تھوڑی دیر پہلے ہی ایلیکا لے کر آئی ہے۔ یوسا نے فوراً یوناف سے کتاب لے لی اس کا جب وہ مطالعہ کر چکی تو یوناف نے کہا۔ دیکھ یوسا بارش اور صاعقہ کے ہمارے سامنے آتے ہی مجھے امید ہے کہ ہماری سری قوتیں ہم سے جاتی رہیں گی ان کی آمد کے ساتھ ہی تم کتاب میں لکھے ہوئے عمل کو استعمال کر کے اپنی سری قوتوں کو اپنی تلوار میں تبدیل کر دینا اور جب تم دوبارہ ان کی ضرورت محسوس کرو تو اپنی تلوار کے دسے کو جب تم اپنے جسم کے ساتھ مس کرو گی تو تمہاری قوتیں پھر تمہارے جسم میں لوٹ آئیں گی۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے آگے ہاتھ بڑھا کر یوسا سے وہ چڑے کی کتاب لیکر پھر

بیوی کے ساتھ عہد کر رکھا ہے کہ جس طرح اس تمہ خانے میں تم لوگ میری بیٹیہ کو جلاتے رہے ہو اس طرح میں بارص اور صادق تم دونوں کی بیٹیہوں کو بھل جلا کر تمہیں جتاؤں گا کہ نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تم سے انتقام لینے کی کیسی قدرت اور طاقت رکھتا ہوں۔ جاؤ دونوں اس تمہ خانے سے نکل جاؤ عزازیل، بارص، عارب اور نبیطہ کو بلا کر لاؤ تاکہ وہ سب بھی ہم دونوں میاں بیوی کے سامنے اپنی اپنی بے بسی کا مظاہرہ دیکھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو صادق نے عجیب سی اور کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اپنی حدود سے بڑھ کر میرے ساتھ گفتگو نہ کر کیوں تو اپنی بد بختی اپنی اذیت کو دعوت دیتا ہے میں اس تمہ خانے میں جب تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو پھر تمہاری حالت گونگی خاموشی بیوہ کی بد نیسی، یتیم کی بیچارگی سے مختلف نہ ہوگی۔ سنو یوناف لگتا ہے رات کو تم نے کوئی بھیانک بھڑکتا ہوا خواب دیکھا ہے۔ جس کی بنا پر تم ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا ارادہ کر چکے ہو۔ یاد رکھو حشرات الارض کی طرح نکلنے والے کیڑوں کو جب پر لگ جاتے ہیں تو ان کی زندگی بڑی مختصر سی ہوتی ہے کیوں تم ہمارے ہاتھوں ذلت اور کم بختی کی موت مرنے پر تل گئے ہو جو کچھ تم دونوں نے کہا ہے اسے واپس لے لو ورنہ یاد رکھو میں اور یوشا دونوں مل کر تم دونوں کی راہ روک دیں گے اس جھمنڈ میں مت رہنا کہ زنجیریں تڑوانے کے بعد تم آزاد اور خود مختار ہو اور یہ کہ تم جہاں چاہو جا سکو گے نہیں۔ نیکی کے نمائندے ہرگز نہیں۔

میں تو اکیلا ہی تم دونوں کے بھاگوں کے اعضاء میں تقدیر کے دکھ کا کاشا بن کر چہچہ جاؤں گا۔ تم دونوں کو مٹی کی کچی دیواروں کی طرح گرا دوں گا اور موت کے بستر پر لٹا کر رکھ دوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادق تھوڑی دیر خاموش رہا۔ شاید اس نے کچھ سوچا تھا پھر اسی پیدا کرنے والے سکوت اور غم کی تخلیق کرنے والی خاموشی میں اس کی آواز طوفانی انداز میں بلند ہوئی تھی اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

سنو یوناف نیکی کے نمائندے میرا نام صادق ہے میں تو تیرے جیسوں کے لئے بد بختوں کی آہ اور غمزدوں کی سسکی بن جایا کرتا ہوں۔ تیرے جیسے سرکشی اور باغیوں کے لئے تو میں ہمیشہ لالچ کی کدال اور انانیت کے پھاؤڑے کی صورت نمودار ہوا ہوں تم دونوں کی تو میرے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اگر تم دونوں نے میرے سامنے زیادہ اکڑ فوں کرنے کی کوشش کی تو لکھ رکھو اس کمرے میں میں تم دونوں میاں بیوی کے اندر بہ معنوی و لسانی

ہوا۔ صادق اور یوشا دونوں بہن بھائی یوناف اور بیوسا کے لئے کھانا لیکر آئے تھے۔ صادق اور یوشا نے جب دیکھا کہ جن زنجیروں میں یوناف اور بیوسا کو جکڑا گیا تھا وہ زنجیریں انہوں نے توڑ دیں ہیں اور وہ ہشاش بشاش تمہ خانے میں کھڑے ہوئے ہیں تب وہ کچھ فکر مند ہوئے۔ آگے بڑھنے کے بجائے صادق اور یوشا وہیں رک گئے۔ انہوں نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھانے کے برتن ایک طرف رکھ دیے پھر صادق نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ تم دونوں میاں بیوی نے اپنے آپ کو زنجیروں سے کیسے آزاد کرا لیا۔ یوناف اور بیوسا نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو اپنے پہلو میں لٹکی ہوئی تلواروں کے اندر منتقل کر دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف بولا اور صادق کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ صادق کسی دھوکے، کسی غلط فہمی میں مت رہنا آخر ہم نے تمام عمر تو تم لوگوں کا غلام بن کر رہنے کا تو عہد نہیں کر رکھا تھا۔ سنو صادق خداوند زندہ اور مہربان نے ہمیں بھی ارادے اور اختیارات کی کھزادی دے رکھی ہے اپنے اسی ارادے اور اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اب ہم دونوں میاں بیوی نے اپنا چلن بدل لیا ہے۔ اب ہم تمہارے سامنے عناصر کی فریاد بن کر نہیں رہیں گے بلکہ سورج کی سنہری چادر اور تمہ یہ تمہ بادلوں کی طرح تمہارے سامنے جم کر تمہارا مقابلہ کریں گے تمہارے ادہام کی زنجیروں اور تمدن کی پستی اور گمراہی کو منا کر رکھیں گے سنو صادق میں اور میری بیوی بیوسا دونوں اپنی طوفانی ساخت سے تمہاری فتنہ انگیزی تمہاری شہنی اور ریا کاری کو خراب و یاس انگیز کر کے لب گور تک پہنچانے کا عزم کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر رکا پھر وہ الفاظ کے بھڑکتے شعلوں میں صادق کو مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

سنو صادق اور یوشا میں اور میری بیوی اب اندیشوں کے اندھیاروں میں صدیوں کے غبار میں تازہ لہو کے وارث اور موت کا سندیس بن کر تمہارے سامنے آئیں گے۔ تمہارے وزیدہ تعصب کے جنون کو نصیب کی بدترین رات اور تمہارے صدیوں کے دھواں دھواں کردہ کو گھور کے سے مایوس رد عمل میں تبدیل کر کے رہیں گے۔

سنو صادق اور یوشا جو ہم دونوں میاں بیوی کے لئے تم صبح کا جو ناشتہ لیکر آئے ہو یہ واپس لیجاؤ اور اپنی ایمانداری اور دیانتداری سے ایسا ہی کھانا لیکر آؤ جو تمہارے ہاں کسی اچھے مہمان کو پیش کرنے کی روایت ہے۔ اگر تم دونوں نے ایسا نہ کیا تو مار مار کر تمہاری ہڈیاں چٹا دوں گا اور سنو اگر تم دونوں نے کو ہم دونوں میاں بیوی کی بدلتی ہوئی حالت کے بارے میں کچھ شک ہو تو عزازیل، بارص، عارب اور نبیطہ کو بھی یہاں بلا لو۔ میں اپنی

نبلی و وحدت کے رشتے اور ہر مذہبی و مادی مصلحتوں کے تعلق کو کاٹ کر رکھ دوں گا۔

من نیکی کے نمائندے میں صادق تو شورش جذبات میں جاں کنی کے لمحات چاہتوں کی فضا اور حرم دل میں نفرتوں کے طوفان کھڑے کر دیتا ہوں میں اجڑی اجڑی وادیوں کے شہر اور نگر نگر میں کالے کوسوں کی پرہول رات اور دھواں دھواں آکاش کناروں پر خاموشیوں میں ڈوبی فضا طاری کرنے کا فن خوب جانتا ہوں۔ تم دونوں کی حیثیت اس وقت میرے سامنے اندھیری رات کے پردوں پر گہرے اوہام سے کچھ زیادہ نہیں جو وقتی طور پر جوش مارنے کے بعد ہمیشہ کے لئے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد صادق جب خاموش ہوا تو یونان تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھا رہا۔ پھر وہ مارے حقیقت ساحرانہ عمل اور اعتدال زمانہ میں طاقت کے مظہر اور ابدیت کے پراسرار جال میں طوفان ہیبت ناک کے دکھ کی طرح حرکت میں آیا۔ ستم کی رات کی طرح وہ آگے بڑھا سردی نعمو حق کے سے انداز میں اس نے اللہ اکبر کے الفاظ بلند کئے پھر ریگستانوں کی ویرانیوں اور عالم خود فراموشی میں ایک طبعی ترنگ اور باغیانہ ہنگاموں کی طرح وہ آگے بڑھ کر صادق پر حملہ آور ہوا تھا۔ صادق کا خیال تھا کہ اس نے یونان کی سری قوتوں کو جامد اور منجمد کر دیا ہے لہذا یونان لمحہ بھر کے لئے بھی اس کے سامنے ٹک نہ سکے گا لیکن اب صورتحال مختلف تھی اپنی سری اور اپنی دس گنا قوتوں کو لمحہ بھر کے لئے یونان نے اپنی تلوار میں منتقل کر دیا تھا پھر جس وقت وہ آگے بڑھ کر صادق پر حملہ آور ہوا تھا اس نے اپنی سری اور دس گنا دونوں ہی قوتوں کو تلوار سے اپنی ذات میں منتقل کیا پھر آگے بڑھ کر جو اس نے صادق کے پیٹ پر اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب لگائی تو صادق بری طرح ہوا میں اچھلتا ہوں کمرے سے باہر گیلری کی دیوار کے ساتھ بری طرح جا ٹکرایا تھا۔

یونان کے اس طرح حرکت میں آنے کے باعث صادق تو حیران پریشان تھا ہی لیکن اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی یوشا بھی عجیب سے انداز میں یونان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یونان پھر حرکت میں آیا اپنے دائیں ہاتھ کی الٹی ضرب اس نے اس زور سے یوشا کی گردن پر لگائی کہ یوشا بری طرح تکلیف کے باعث چیخنی چلاتی ہوئی صادق کے اوپر جا گری تھی۔ پھر یونان پر گویا دیوانگی اور جنون طاری ہو گیا تھا اس نے لگا تار مشینی انداز میں صادق اور یوشا پر ضربیں لگاتے ہوئے انہیں بری طرح مارنا اور پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کو مار مار کر یونان نے ان کے غم اور خوشی طاقت و توانائی محبت و نفرت سختی اور نرمی سیاہی و سفیدی چھوٹائی و بڑائی رد و قبول اتفاق و اختلاف جنگ و امن کے سارے جذبوں کو برابر

کر کے رکھ دیا تھا۔

یونان کی اس ساری کارگزاری سے بیوسا ایسی خوش ہوئی کہ بھاگ کر وہ آگے بڑھی اپنے پورے زور میں وہ یونان سے لپٹ گئی تھی اس نے لگا تار کئی یوسے یونان کی پیشانی کے لئے ڈالے تھے اس دوران صادق اور یوشا کے پیچھے چلانے پر عزازیل، بارص، عارب اور فیصلہ باہر نکل آئے تھے انہیں دیکھتے ہی بیوسا فوراً "علیحدہ ہو کر یونان کے پیچھے کھڑی ہو گئی تھی۔ قریب آ کر عزازیل، بارص، عارب اور فیصلہ نے جو کمرے سے باہر گیلری میں یونان اور بیوسا کو کھڑے دیکھا اور ان کے سامنے ان کی نگاہ جب زمین پر پڑے صادق اور یوشا پر پڑی تو وہ دنگ اور پریشان رہ گئے تھے۔ قبل اس کے کہ عزازیل مخاطب ہو کر کچھ پوچھتا بارص نے بولنے میں پہل کی اور اپنے بھائی صادق کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا یہ کیا معاملہ ہے ان دونوں کی زنجیریں کیا تم دونوں نے کھول ہیں اور یہ کہ تم دونوں بہن بھائی زمین پر پڑے آہ بکا کیوں کر رہے ہو۔ جواب میں صادق اور یوشا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے اپنے کپڑے جھاڑے پھر صادق بولا اور کہنے لگا۔

ان دونوں میاں بیوی کو عجائبات کیا ہو گیا ہے کہ یہ خود ہی اپنی زنجیریں توڑ کر باہر آ گئے ہیں۔ میں اور یوشا تو ان دونوں کا کھانا لیکر آئے تھے جب ہم کمرے میں داخل ہوئے تو یہ اپنے کمرے میں ایک مختلف صورتحال میں کھڑے تھے۔ انہوں نے زنجیریں توڑ رکھی تھی اور بالکل آزاد ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد تھے۔ پھر یہ یونان ہم دونوں پر وارد ہوا اور اس نے جو ہم لوگوں کی حالت کی وہ تم دیکھ ہی چکے ہو اس پر بارص گرجتے ہوئے یادوں کی طرح بولا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تو اس نیکی کے نمائندے کی یہ مجال کہ یہ میری بہن اور بھائی پر ہاتھ اٹھائے اور مار مار کر ان کی یہ حالت کرے۔ اگر یہ حقیقت اور سچ ہے تو پھر میں اس نیکی کے نمائندے کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا۔ اب تک تو میں اس کی بیٹھ ہی داغتا رہا ہوں اب میں اس کے جسم کا ایک ایک عضو داغ کر رکھوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یونان پر حملہ آور ہونے کے لئے بارص بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ یونان نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنی سری قوتوں کو اپنی تلوار میں منتقل کیا اس کے بعد اپنا سری عمل کرتے ہوئے اس نے بارص کی قوتوں کو مفلوج اور علیحدہ کر کے رکھ دیا پھر جب بارص نزدیک آیا تو یونان نے پھر اپنی سری قوتوں کو اپنی ذات میں منتقل کر دیا۔ بارص اس ساری تبدیلی قوت سے بالکل بے خبر اور انجان تھا۔ آگے بڑھ کر جو نہی اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا کہ اس نے یونان پر ضرب لگائے۔ یونان نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑا اسے اس طرح اپنی طرف تھپا جس طرح کسی ہلکی پھلکی چیز

کندھوں اور ٹھوڑی کے نیچے لگائیں پھر اس نے بڑے بڑے انداز میں عارب کو پکڑ کر فضا میں اچھالا پھر دوبارہ اسے اپنے ہاتھوں میں لیکر اس نے خوب زور سے عزازیل کے اوپر دے مارا تھا۔ اس طرح عزازیل اور عارب دونوں ہی انتہائی بے بسی کے عالم میں فرش پر گر گئے تھے۔

ٹھوڑی ویر تک یونان وہاں کھڑا رہ کر عزازیل، عارب، بارص، صادو اور یوشا کی حالت کا جائزہ لیتا رہا جب وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تب یونان پھر بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو بدی اور گناہ کے گماشتو! میں اپنی بیوی کو لیکر تمہارے اس ممکن سے جا رہا ہوں لیکن ابھی میرے کام کی انتہا نہیں ابتداء ہوئی ہے۔ سنو خصوصیت کے ساتھ بارص اور صادو تم میرے ان الفاظ پر غور کرنا تم دونوں وہ ہو جو اس تہ خانے میں مجھے باندھنے کے بعد میری پیٹھ جلا کر مجھے اذیت میں مبتلا کرتے رہے ہو۔ میں اس وقت تو جا رہا ہوں لیکن تمہیں عہد دیتا ہوں کہ میں تم دونوں کی پیٹھ ایسے ہی جلاؤں گا جس طرح تم میری پیٹھ جلاتے رہے ہو اور یہ کام میں اپنے کچھ انتظامات مکمل کرنے کے بعد بہت جلد انجام دوں گا اور تمہیں جلاؤں گا بلکہ تم پر ثابت کروں گا کہ اگر تم سب مل کر میری پیٹھ داغنے کا انتظام کر سکتے ہو تو میں اکیلا ہی تم سب کی تسمیں داغنے کی جرات اور ہمت کر سکتا ہوں اس کے ساتھ ہی یونان نے پیوسا کا ہاتھ تھاما اور وہ عارب اور نبیطہ کے محل سے نکل گیا تھا۔ عزازیل، صادو، بارص، یوشا، عارب اور نبیطہ اپنی اپنی جگہ پر پریشانی کی حالت میں کھڑے عجیب سے انداز میں یونان کو پیوسا کا ہاتھ تھامے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

دریائے سادہ کے کنارے اس محل سے یونان اور پیوسا کے نکل جانے کے بعد صادو، بارص اور یوشا عزازیل کے قریب آکھڑے ہوئے پھر صادو بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا! جو بے عزتی جو توہین ہماری آج یہاں یونان کے ہاتھوں ہوئی ہے ایسی بے عزتی ایسی اہانت تو کبھی ہم نے دیکھی نہ سنی۔ یہ اچانک اس کے اندر انقلاب کیسے برپا ہو گیا۔ آقا آپ جانتے ہیں کہ اسے زنجیروں میں باندھ رکھا تھا اور ہر روز اس کی پیٹھ جلا کر ہم اسے اذیت میں مبتلا کرتے تھے اور وہ ہمارے سامنے انتہائی بے بسی انتہائی لاچارگی میں اپنی زندگی کے دن گزار رہا تھا۔ کبھی ابھی نے بغاوت کی گفتگو کی نہ ہی کبھی اس کے انحال سے یہ شائبہ نہ ہوا کہ وہ کبھی کسی روز یوں ہمارے خلاف ایک انقلاب ایک تبدیلی برپا کر دینے والا ہے۔

اے آقا میں اور یوشا دونوں جب اس کے لئے کھانا لیکر آئے تو وہ دونوں میاں بیوی

کو کھینچ لیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اس نے لگا تار کئی طمانچے بارص کے منہ پر دے مارے تھے۔ ان طمانچوں کے باعث بارص کا منہ لال سرخ ہو گیا تھا پھر یونان نے مزید حرکت میں آیا ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے بارص کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر فضا میں بلند کیا ٹھوڑی ویر تک وہ اسے اپنے ہاتھوں پر گھماتا رہا پھر بڑی پیہ دردی سے اس نے اسے اس پر آدے کے فرش پر پٹخ دیا تھا۔ فرش پر گرنے کے بعد بارص اپنی پیٹھ سہلانے لگا تھا اور بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا اس پر یونان نے عزازیل، عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھا اور بڑے خونخوار انداز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم تینوں کے سامنے میں نے بارص، صادو اور یوشا کو زیر کر دیا ہے کیا تم میں سے کسی کی ہمت اور جرات ہے کہ مجھ نیکی کے نمائندے کی راہ روکے۔ میں اپنی بیوی پیوسا کے ساتھ یہاں سے جانے لگا ہوں۔ تم لوگوں میں ہمت ہو تو ہمیں روک دکھاؤ۔ عارب کو شاید اپنی قوت کا دس گنا بڑھ جانے کا بہت گھمنڈ ہو گیا تھا لہذا وہ بولا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس محل سے تم باہر نہیں جا سکتے میں عارب تمہاری راہ روکوں گا۔ عارب کے ان الفاظ پر یونان نے عمارت کی چھت کی طرف منہ کرتے ہوئے ایک ہولناک تہقیر لگایا اس کے اس تہقیر کی وجہ سے پوری عمارت گونج اٹھی تھی پھر وہ عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب! تم میرے دیکھے بھالے ہو میں تمہارا دیکھا بھالا ہوں۔ تم جس قدر جرات مند دلیر اور طاقتور ہو یہ میں صدیوں سے جانتا ہوں اور اس طویل عرصے میں میں تمہارا کیا حشر نشر کرتا رہا ہوں یہ سب تمہارے اس ذہن کی کھلی کتاب پر جلی حروف میں مرقوم ہے۔ دیکھ ظلمت کے فرزند، شیطان کے گماشتے میں ماضی میں بھی تمہاری حالت دھواں دھواں کمر ہمتی جیسی اور غبار غبر آکاش کناروں جیسی کرتا رہا ہوں اور حال اور مستقبل میں بھی میں تم پر موت کی تاریکیاں اور خوفناک خاموشیاں طاری کر کے تمہاری حالت بیوگی کے نشان اور سوگ کے اعضاء جیسی کرتا رہوں گا۔

عارب نے یونان کی اس گفتگو اس کے الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی وہ مدت کے تلاطم نیز بگولوں، تیج و تاب کھاتی ہوئی آندھیوں کی طرح آگے بڑھا اور بڑے ظلماتی انداز میں اس نے اپنا ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے یونان پر ضرب لگانا چاہی تھی مگر اس وقت عارب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جس ہاتھ سے وہ یونان پر ضرب لگانا چاہتا تھا وہ ہاتھ یونان نے کچھ ایسی قوت اور زور کے ساتھ اپنی گرفت میں لیا تھا کہ عارب کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ کسی نے لوہے کے زنجیر میں پکڑ کر پوری قوت سے دبا دیا ہو۔ یونان نے ہمیں تک اکتفا نہ کیا تین چار خوب عذراں کر دینے والی ضرئیں اس نے عارب کے سر

زنجیروں سے آزاد تھے لگتا تھا وہ دونوں ہمارے کھانا لانے ہی کا انتظار کر رہے ہوں پھر اے آقا کمرے میں اس نے مجھے مار کر جو میری حالت کی وہ میں بیان نہیں کر سکتا اس نے مجھے ایک ہلکا پھلکا کھلونا جان کر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور برآمدے کی دیوار کے ساتھ ہی مجھے دے مارا۔ میں نے اس پر قابو پائے اور اس کا مقابلہ کرنے کی بہتری کوشش کی لیکن میں ناکام رہا اس کا سامنا کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ اس کے پاس مجھ سے کئی گنا زیادہ قوت تھی۔ یہاں تک کہ بعد صادو جب خاموش ہوا تو پوشا بولی اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے آقا! میری بھی اس نے عجیب حالت کی حالانکہ میری طاقت میں دس گنا اضافہ ہو چکا تھا اور اسے استعمال کرتے ہوئے میں یہ یوناف تو کیا اس سے بھی زیادہ طاقتور انسان پر قابو پا سکتی تھی لیکن اے آقا اس نے مجھے صرف اپنا دایاں الٹا ہاتھ میری ٹھوڑی کے نیچے اس انداز میں مارا کہ میں سوت کی کسی گڑیا کی طرح اچھل کر کمرے سے برآمدے میں آن گری۔ اے آقا یہ یوناف اور بیوسا وہ نہیں رہے جس حالت میں ہم نے انہیں اپنے اس تہہ خانے میں مقید کیا تھا۔ ابھی تو ہمارے خلاف اکیلا یوناف ہی حرکت میں آیا ہے اور اگر بیوسا بھی اس کا ساتھ دیتی تو نہ جانے دونوں مل کر ہمارے خلاف کیا طوفان کھڑا کر دیتے۔

یہاں تک کہنے کے بعد پوشا جب خاموش ہوئی تو اس بار بارص بولا اور کہنے لگا۔ اے آقا میں صادو اور پوشا دونوں کی گفتگو سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس یوناف نے نہ جانے کیا گھول کر پی لیا ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ان زنجیروں کو توڑ ڈالا جن میں وہ جکڑا ہوا تھا بلکہ ہم سب کی مار مار کر بری حالت کر دی۔ اے آقا سوچنے والا کام یہ ہے کہ آخر اس نے اپنے آپ کو اور بیوسا کو زنجیروں سے کیسے آزاد کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ آہنی زنجیریں نہ صرف دیوار میں پیوست حلقوں کے قریب سے ٹوٹی ہوئی تھیں بلکہ زنجیروں کا وہ حصہ جو ہم نے اس کے ہاتھوں سے باندھ رکھا تھا وہ بھی اس نے توڑ پھوڑ ڈالا تھا اور یہی حالت ان زنجیروں کی بھی تھی جن میں بیوسا بندھی ہوئی تھی شاید ان زنجیروں کو بھی یوناف ہی نے توڑتے ہوئے بیوسا کو آزاد کیا تھا یہاں تک کہنے کے بعد جب بارص خاموش ہوا تو اس بار عارب اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آقا جس طرح میری طبعی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ ہوا تھا اس طرح تو مجھے پلک جھپکنے میں یوناف کو اپنے سامنے چت کر دینا چاہیے تھا اس یوناف کے ساتھ مقابلے کے دوران میں نے محسوس کیا جیسے اس نے میری سری قوتوں کو منجمد کر دیا ہو۔ مجھے

یہ بھی احساس ہوا جیسے میں اپنی دس گنا قوت سے بھی محروم کر دیا گیا ہوں اس لئے کہ میں اس کے مقابلے میں پہلے کی نسبت ناتواں اور کمزور محسوس کرتا تھا۔ میں نے اس کے خلاف اپنی سری قوتوں کو بھی حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن میں ایسا کرنے میں ناکام رہا یہ بات میرے آقا اس بات کی نشاندہی اور غمازی کرتی ہے کہ جو علوم آپ نے مصر کے اس ساحر سے سیکھے تھے ان کا علم کہیں یوناف کو بھی ہو گیا ہے یہ علوم ضرور کسی نہ کسی طرح اہلیکا نے حاصل کر کے یوناف کو پہنچائے ہوں گے اور ان ہی علوم کو استعمال کرتے ہوئے یہ یوناف نہ صرف لوہے کی بھاری اور وزنی زنجیروں کو توڑنے میں کامیاب ہو گیا بلکہ ہم سب کے مقابلے میں وہ کامیاب و کامران رہا اور اپنی فتح مندی کے نعرے مارتا ہوا وہ اس محل سے کسی دراز دست اور ناقابل تسخیر انسان کی طرح چلا گیا۔

باری باری بارص، صادو، پوشا اور عارب کی گفتگو سننے کے بعد عزازیل بولا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو میرے رفیقو تم سب کا کہنا اپنی جگہ درست ہے پر جو بات عارب نے کہی ہے وہ سب سے زیادہ توجہ طلب ہے۔ یوناف کا لوہے کے زنجیروں کو توڑ پھینکنا اور پھر باری باری تم سب کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لینا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ اس نے وہ علوم حاصل کر لئے ہیں جو ہم نے مصر کے ساحر سے حاصل کئے تھے اور میرے خیال میں یہاں آنے سے پہلے اس کے پاس کچھ نہیں تھا اگر کچھ ہوتا تو وہ ہماری اسیری میں ہی نہ آتا اس اسیری ہی کے دوران میرے خیال میں وہ سارے علوم اسے اہلیکا نے ہی پہنچائے ہیں۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے جس روز ہم یوناف اور بیوسا کو مصر کے شہر تھبیس سے پکڑ کر لائے تھے اس روز یہ دونوں میاں بیوی اہلیکا ہی کے کہنے پر اس ساحر کے گھر گئے تھے اور اس کے بیٹے سے انہوں نے بھی اس ساحر کے سارے علوم حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرے خیال میں ابھی یہ سارے علوم حاصل نہیں کر پائے تھے کہ اوپر سے ہم پہنچ گئے اور ہم نے انہیں لا کر یہاں بند کر دیا میرے خیال میں بعد میں اہلیکا نے ہی وہ سارے علوم حاصل کئے ہوں گے اور ان تک پہنچائے ہوں گے۔ عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں عارب بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا ہمیں فی الفور مصر کا رخ کرنا چاہیے ہمیں مصر کے ساحر کے بیٹے سلتیوس کو تلاش کرنا چاہیے اور ہر صورت میں اس کا خاتمہ کر دینا چاہیے اس لئے کہ اس نے ہی یہ سارے علوم اہلیکا کو مہیا کئے ہوں گے جنہیں استعمال کر کے یوناف ہمارے خلاف فتح مند اور غالب رہا۔ عارب کی اس تجویز عزازیل خوش ہوا اور کہنے لگا ہاں ہمیں مصر کا رخ کرنا چاہیے اور مصری ساحر کے بیٹے سلتیوس کا ہر صورت میں خاتمہ کر دینا چاہیے۔ آؤ میرے

اس سلیبوس سے وہ چڑے کے اوراق جو بھاگتے ہوئے راستے میں گر گئے تھے میرے خیال میں وہ اوراق ابلیکا کے ہاتھ پڑ گئے تھے اور ابلیکا نے وہ اوراق یونان کے پاس پہنچا دیئے ہوں گے اس طرح وہ علوم جو ہم نے سلیبوس کے باپ سے حاصل کئے تھے وہ علوم یونان بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے ساتھی صادق کو مخصوص اشارہ کیا۔ عزازیل کا اشارہ پا کر صادق عجیب سے انداز میں آگے بڑھا اور سلیبوس کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔ سلیبوس کو ختم کرنے کے بعد عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر کے شہر تھبیس سے نکل کر پھر دریائے سادہ کی طرف چلا گیا تھا۔

دریائے سادہ کے کنارے عزازیل کی اسیری سے نجات حاصل کرنے کے بعد یونان اور یوسا دونوں نے پھر اسکندریہ شہر کے باہر سمندر کے کنارے اسی سرے میں قیام کر لیا تھا جہاں وہ پہلے قیوم کئے ہوئے تھے۔ ایک روز دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یونان کی گردن پر تیز لیس دیا جس پر یونان چونک کر متوجہ ہو گیا۔ یوسا بھی اہم تن گوش ہو گئی تھی اس لئے کہ وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ یونان کی گردن پر ابلیکا لیس دے رہی ہے پھر ابلیکا کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی۔

سنو یونان میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی کے لئے ایک اور ذمہ داری اٹھ کھڑی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ صادق اور بارص سے ایک بار انتقام ضرور لینا ہے۔ جو نئی چیز رونما ہوئی ہے وہ یہ کہ دریائے سادہ کے کنارے عارب کے محل سے تم دونوں کی رہائی کے بعد عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرتا رہا اور وہ لوگ اس نتیجے پر پہنچتے تھے کہ ہو نہ ہو تم نے مصر کے ساحر عروج کے بیٹے سلیبوس سے علوم حاصل کر کے اس تمہ خانے کی قید سے نجات حاصل کی ہے لہذا عروج کے بیٹے سلیبوس سے انتقام لینے کے لئے عزازیل مصر آیا اور وہاں اس نے صادق کے ہاتھوں سلیبوس کا خاتمہ کرا دیا ہے۔

ابلیکا کے اس انکشاف پر یونان پچارہ تھوڑی دیر کے لئے مغموم اور افسردہ ہو گیا تھا۔ یوسا بھی غمزدہ دکھائی دینے لگی تھی پھر یونان بولا اور کہنے لگا سن ابلیکا۔ صادق سے میں اس فعل کا انتقام لوں گا۔ میرے خیال میں اس سے پہلے مصر کے ساحر عروج کا خاتمہ بھی اسی صادق نے کیا ہے میں کچھ انتظامات مکمل کر لوں پھر دیکھنا ابلیکا میں اس صادق کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں اور کیسے اسے کڑی سزا دیتا ہوں۔ بس ابلیکا تم یہ خیال رکھنا کہ جب بھی اس صادق کو کہیں اکیلا اور تنہا پاؤ مجھے اس کی خبر کرنا تاکہ میں اس پر قابو پاؤں اور اسے ایسی اذیت میں مبتلا کروں کہ اسے یہ احساس ہو کہ کسی اور کو اذیت میں مبتلا کرنا گھبرا

ساتھیو! اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور مصر کا رخ کریں۔ عزازیل کے اس حکم پر سب اپنی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایران کے دریائے سادہ کے کنارے سے مصر کے شہر تھبیس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھبیس شہر میں عارب، نبطہ، عزازیل، بارص، صادق اور پوشا طوفانی انداز میں اس مصری ساحر کے گھر داخل ہوئے تھے۔ مصری ساحر کا بیٹا سلیبوس اس وقت اپنے گھر پر ہی تھا وہ ان کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن عزازیل نے عارب کو اشارہ کیا اور عارب نے آگے بڑھ کر اس سلیبوس کو پکڑ لیا اور بھاگنے نہ دیا۔ پھر عزازیل سلیبوس کے پاس آیا اور قبر بھرے انداز میں وہ اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا یونان اور یوسا نام کے کسی مرد اور عورت کو تم نے اپنے باپ کے علوم منتقل کئے تھے۔ عزازیل کے اس سوال پر سلیبوس بیچارہ خاموش رہا اور شرمندگی و ندامت میں اور کسی قدر خوف کے باعث اس کی گردن جھک گئی تھی۔ سلیبوس کو یوں خاموش دیکھ کر عزازیل قبر بھرے انداز میں آگے بڑھا ایک بھر پور طمانچہ اس نے سلیبوس کے منہ پر دے مارا اور کہنے لگا میرے اس سوال کا جواب خاموشی نہیں ہے میں تمہارے منہ سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔ عزازیل کا طمانچہ کھانے کے بعد سلیبوس بیچارہ انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یونان اور یوسا نام کے دونوں میاں بیوی میرے پاس میرے باپ کے علوم حاصل کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ وہ ہمارے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے وہ سارے علوم ان کے حوالے کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ وہ سارے علوم چڑے کے اوراق پر مشتمل ایک کتاب میں درج تھے۔ وہ کتاب لینے کے لئے جب میں دوسرے کمرے کی طرف گیا کہ اوپر سے تم لوگ آگئے میں نے کمرے کی کھڑکی میں سے تم لوگوں کو دیکھ لیا۔ لہذا میں وہ کتاب لیکر پشتی دروازے سے بھاگ کھڑا ہوا میں چونکہ تم لوگوں سے ہراساں تھا کیونکہ تم لوگوں نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اس لئے اس بدحواسی کے عالم میں بھاگتے ہوئے چڑے کی وہ کتاب مجھ سے راستے میں ہی گر گئی تھی۔ بعد میں یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی کے ساتھ کیا ہوا مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر میں اپنے گھر کی طرف آیا سارے راستے میں نے چڑے کے وہ اوراق تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ مجھے کہیں نہیں ملے آخر تھک ہار کر پھر میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد سلیبوس جب خاموش ہوا تو عزازیل بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بھیانک اور کیسے برا فعل ہے۔ یہاں تک مہنگو کے بعد ایلکا یونانی کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یونانی اور یوسا دونوں میاں بیوی اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

○

اشکانی سلطنت کا حکمران وونن ملک میں بغاوت رونما ہونے کے بعد آر مینیا کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہاں وہ آر مینیا کا حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وونن کے بعد اردوان سوئم اشکانی سلطنت کے تاج و تخت کا مالک ہوا۔ اس اردوان سوئم کو جب معلوم ہوا کہ سابق اشکانی بادشاہ وونن آر مینیا کا بادشاہ بن بیٹھا ہے تو یہ خبر اس کے لئے سوبان درد ثابت ہوئی اس لئے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وونن اس کے مقابلے میں کہیں طاقت اور قوت حاصل کرے اس لئے کہ اردوان سوئم نے وونن کے خلاف بغاوت کر کے اور اسے شکست دیکر اشکانی سلطنت کا تاج و تخت حاصل کیا تھا۔ لہذا اپنی حکومت کو مضبوط دیکھنے کی خاطر وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ وونن پھر کہیں طاقت اور قوت حاصل کرنے کے بعد اس سے اشکانی تاج و تخت واپس لینے میں کامیاب ہو جائے۔

چنانچہ وونن کو آر مینیا کے تاج و تخت سے محروم کرنے کے لئے اس نے چاہا کہ آر مینیا اور روم دونوں اس کی مخالفت کرے چنانچہ اس نے اپنا ایک سفیر رومنوں کی طرف روانہ کیا اس وقت تک قیصر روم آگسٹس مرچکا تھا اور اس کی جگہ اس کا پوتا ٹی بیرس قیصر روم کی حیثیت سے رومنوں پر حکومت کر رہا تھا۔

اردوان سوئم کے سفیر نے ٹی بیرس کے پاس جا کر اس خواہش کا اظہار کیا کہ وونن کو آر مینیا کا حکمران تسلیم نہ کرے۔ اور یہ کہ اگر قیصر رومن وونن کو آر مینیا کا حکمران تسلیم کرنے پر بضد ہوا تو ایران کے ساتھ اس کے نہ صرف یہ کہ روابط قائم نہ رہ سکیں گے بلکہ ان کے تعلقات بھی خراب ہو جائیں گے اور اسی طرح ایک بار پھر رومنوں اور ایرانیوں کے مابین جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

قیصر روم ٹی بیرس وونن کی حمایت تو کرنا چاہتا تھا لیکن اردوان سوئم کی خواہش کو بھی وہ رد کرنا نہ چاہتا تھا۔ بہر حال اس نے وونن کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا اور اردوان سوئم کے سفیر کو اس نے یہ یقین دلایا کہ وہ ہر صورت میں اشکانی حکمران اردوان سوئم سے تعاون کریں گے۔ دوسری طرف وونن نے جب رومن حکومت کی بے اعتنائی دیکھی تو تخت و تاج کو خیر باد کہہ کر وہ آر مینیا سے سویریہ شہر پہنچ گیا۔ سویریہ شہر پر چونکہ ان دنوں رومنوں کا

بعض تھا لہذا وونن نے سویریہ کے رومن حکمران وٹلیوس کے یہاں پناہ حاصل کر لی تھی۔ اشکانیوں کے حکمران اردوان سوئم اور اس کے مخالف وونن کے درمیان کشمکش اور کھینچا تانی سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیصر روم ٹی بیرس نے ایک نیا قدم اٹھایا اس نے اپنے بھتیجے جرمانیہکس کو درہ دانیال سے دریائے فرات تک کا مختار کل بنا کر بھیجا۔ جرمانیہکس ایشیائے کوچک آیا اور حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی لشکر لیکر آر مینیا کے دارالحکومت ارتکستہ پہنچا اور ایک غیر ملکی شخص کو ارتکستہ کے لقب سے تخت نشین کیا اور خود اپنے ہاتھوں سے اسے تاج پہنایا اس وقت تک آر مینیا میں کوئی بھی حکمران نہیں تھا اس لئے کہ وونن آر مینیا سے بھاگ کر سویریہ شہر کی طرف چلا گیا تھا اس سے پہلے وہی آر مینیا پر حکمران کی حیثیت سے حکومت کر رہا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا جرمانیہکس ارتکستہ کے رسم تاجپوشی کر کے سویریہ شہر واپس چلا گیا تھا۔ ابھی وہ وہاں پہنچا ہی تھا کہ اشکانیوں کے بادشاہ اردوان سوئم کا سفیر اس کے دربار میں آیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وونن کیونکہ اشکانی امراء کو شورش پر آمادہ کر رہا ہے اس لئے اسے سویریہ شہر سے نکال دیا جائے اور یہ بھی کہا کہ شہنشاہ ایران اردوان سوئم کی یہ خواہش بھی ہے کہ فرات کے کنارے جرمانیہکس سے ملاقات کی جائے تاکہ ان روابط کی تجدید ہو سکے جو آگسٹس اور اس کے پوتے کائیوس کے زمانے میں رومنوں اور ایرانیوں کے مابین قائم ہوئے تھے لیکن بد قسمتی سے یہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اس ملاقات کے نہ ہونے کے بعد اشکانی حکمران اردوان سوئم نے اپنے اطراف میں چھوٹی چھوٹی مہموں کا آغاز کیا اور اس میں اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ ان مہموں میں کامیابی حاصل کرنے کی وجہ سے اردوان کا حوصلہ بڑھا اس دوران یہ حادثہ بھی پیش آیا کہ آر مینیا کا حکمران ارتکستہ جس کی تاجپوشی قیصر روم ٹی بیرس کے بھتیجے جرمانیہکس نے کی تھی فوت ہو گیا۔ یہ خبر سننے ہی اردوان سوئم اپنا لشکر لیکر آر مینیا پہنچ گیا اور اپنے بیٹے جس کا نام اشک تھا اسے آر مینیا کے تخت پر بیٹھا دیا۔ قیصر روم ٹی بیرس نے جب سنا کہ اشکانی حکمران اردوان سوئم نے آر مینیا پر اپنے بیٹے اشک کو حکمران بنا دیا ہے تو وہ سخت برہم ہوا۔ اس وقت سابق ایرانی حکمران فرہاد چہارم کا ایک بیٹا جس کا نام فرہاد تھا وہ ان دنوں روم میں قیام کئے ہوئے تھا۔ ٹی بیرس نے فوراً اس فرہاد کو سویریہ بھیجا تاکہ وہاں سویریہ کے حکمران اور جرنیل جرمانیہکس کے ساتھ مل کر اشکانی سلطنت کے اندر ایک انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں۔

قیصر روم ٹی بیرس کو یقین تھا کہ اشکانی عوام ضرور اس شہزادے کا ساتھ دیں گے لہذا

یہ شہزاد یعنی فرہاد اشکانی حکمران اردوان سوئم کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن سوئمے اتفاق سے فرہاد نام کا یہ شہزادہ روم شہر سے سویریہ شہر کی طرف سفر کرتے ہوئے راستے میں بیمار ہوا اور اسی بیماری ہی میں فوت ہو گیا۔

قیصر روم ٹی بیرس کو فرہاد کی اس موت کا بہت دکھ اور صدمہ ہوا اس لئے کہ اس کا منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ دوسری طرف اشکانی حکمران اردوان کو بھی اس سارے حالات کی خبر ہو گئی تھی اور فرہاد کی موت پر اس نے ایک طرز آمیز مراسلہ قیصر روم کو لکھا جس میں اسے فاسق و فاجر کہہ کر مٹی طے کیا گیا تھا۔ ٹی بیرس یہ مراسلہ پڑھ کر سخت برا فروخت ہوا اور اس نے پکا اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اس اردوان سوئم کو وہ ہر صورت میں اشکانیوں کے تخت و تاج سے محروم کرے گا۔ قیصر روم ٹی بیرس کو خطرہ اور خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر اردوان سوئم کے ساتھ رومنوں کے مزید تعلقات خراب ہوئے تو اردوان سوئم ضرور رومنوں کے ایشیائی مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر رومنوں کو ایشیاء سے نکال باہر کرنے کی کوشش کرے گا۔

اردوان سوئم کو اشکانی تاج و تخت سے محروم کرنے کے لئے قیصر روم ٹی بیرس نے دو اقدام کئے پہلا قدم اس نے یہ اٹھایا کہ ایران کے سابق حکمران فرہاد چہارم کا ایک بھتیجا نام جس کا تیرداد تھا وہ ان دنوں روم شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ تیرداد کو ٹی بیرس نے سویریہ شہر بھیجا تاکہ وہ رومن جرنیل جو مانیہکس کے ساتھ مل کر اسی منصوبے کی تکمیل کرے جس منصوبے کے لئے ٹی بیرس نے اس سے پہلے ایرانی شہزادے فرہاد کو روانہ کیا تھا۔ قیصر روم ٹی بیرس کا حکم پا کر یہ تیرداد فوراً روم شہر سے سویریہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس نے گرجستان کے حکمران فرس مانئس کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اسے یہ ترغیب دی کہ اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اشکانی سلطنت کے سرحدی پہلوؤں پر حملہ کرنا شروع کر دے تو اس کے صلے میں رومن اسے اس سلسلے میں نہ صرف مدد مہیا کریں گے بلکہ اس سلسلے میں اسے خوب معاوضہ بھی ادا کریں گے۔ رومنوں کے کہنے پر گرجستان کا حکمران فرس مانئس فوراً حرکت میں آیا اپنا لشکر لیکر پہلے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا آرمینیا میں اس وقت ایران کے حکمران اردوان سوئم کا بیٹا اشک حکمرانی کر رہا تھا۔ گرجستان کا حکمران فرس مانئس اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا میں داخل ہوا۔ آرمینیا کے حکمران اشک نے فرس مانئس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن شکست کھائی اور گرجستان کے حکمران فرس مانئس نے اردوان سوئم کے بیٹے اور آرمینیا کے حکمران اشک کو جنگ میں قتل کر دیا تھا۔

ایرانی حکمران اردوان سوئم کو جب ان حالات کی خبر ہوئی اور اپنے بیٹے اشک کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ سخت برا فروخت ہوا اس نے ایک جرار لشکر تیار کیا اور اپنے بیٹے اردو کو سپہ سالار بنا کر آرمینیا پر لشکر کشی کے لئے بھیجا اردو نے آرمینیا پر حملہ کیا لیکن بد قسمتی سے گرجستان کے حکمران فرس مانئس کے مقابلے میں اسے کامیابی نہ ہوئی بلکہ یہ اردو شکست اٹھا کر پشائی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

اپنے بیٹے کی شکست کے بعد اشکانی حکمران اردوان سوئم نے خود موسم بہار میں آرمینیا پر حملہ کرنے کی تیاری کی لیکن بد قسمتی سے ان ہی دنوں اسے یہ خبر ملی کہ سویریہ کا حکمران وٹلیوس فرات کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ بین النہرین کے ایرانی مقبوضہ جات فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لے۔

یہ خبر سن کر اردوان سوئم کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ آرمینیا کا ارادہ ترک کر کے وہ اپنے بین النہرین کے مقبوضہ جات کو وٹلیوس سے بچانے کے لئے بین النہرین کا رخ کرے لہذا اس نے آرمینیا کی طرف پیش قدمی فوراً بند کر دی اور بڑی تیزی سے وہ بین النہرین کے علاقوں کی طرف بڑھا تھا۔ دوسری طرف وٹلیوس نے اردوان سوئم کی آمد کی خبر سنی تو خوفزدہ ہوا اور پیش قدمی کا ارادہ اس نے ترک کر دیا۔ اسے یہ خطرہ تھا کہ اگر اردوان سوئم کے لشکر کا مقابلہ کرنا ہے تو اسے ضرور اس کے مقابلے میں شکست ہوگی اور اگر ایسا ہوا تو ایشیاء سے رومنوں کو کوچ کر جانا پڑ جائے گا لہذا اس نے اپنے کچھ قاصد ذر و جواہر کے انبار دے کر اس ایرانی شہزادے کے تیرداد کو مدائن کی طرف روانہ کیا جو قیصر روم ٹی بیرس کے کہنے پر روم سے سویریہ آیا تھا یہ تیرداد سویریہ کے حکمران وٹلیوس کی دولت کے انبار لیکر مدائن آیا۔ لوگوں میں اس نے خوب دولت تقسیم کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اشکانیوں کے امراء نے تیرداد کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

دوسری طرف ایرانی حکمران اردوان سوئم کو جب خبر ہوئی کہ ایرانی شہزادہ تیرداد مدائن میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے امراء نے اسے بادشاہ تسلیم کر لیا ہے تو یہ خبر سن کر وہ بڑا پریشان اور فکر مند ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کا رخ کرے اور اپنی حکومت ایک بار پھر حاصل کرے لیکن اس دوران اسے خبریں ملیں کہ تیرداد نے ویشار دولت صرف کر کے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے اور یہ کہ ایران کے سارے امراء تیرداد کا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں۔ یہ خبریں سننے کے بعد اردوان سوئم اور زیادہ مایوس ہوا لہذا اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کی طرف جانے کے بجائے اس نے اسکائی قبائل کا رخ کیا اور ان کے اندر جا کر قیام کرتے ہوئے وہ حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

تیرداد اشکانیوں کا بادشاہ تو بن گیا تھا لیکن حالات زیادہ عرصے تک اس کے موافق نہ رہے جس کے کئی اسباب تھے۔ تیرداد نے جب اپنی حکومت مستحکم دیکھی تو امراء کے مشوروں کو بالائے طاق رکھ کر وزارت عظمیٰ کا منصب اور صوبوں کی حکومتیں ان لوگوں کو دیں جنہیں اس نے خود منتخب کیا اس سے امراء جو امید لگائے بیٹھے تھے بددل ہو گئے۔

مزید یہ کہ کچھ اعیان سلطنت جو تیرداد کے استقبال کو نہیں آئے تھے اب اس سے خائف تھے ان وجوہ کی بنا پر اکثر امراء پریشان تھے کہ انہوں نے اردوان کو کیوں بے یارو مددگار چھوڑا اور اپنی بھیج کر تیرداد کو دعوت دی کہ وہ آکر اشکانی سلطنت کی حکمرانی کرے۔

دوسری طرف اردوان سوئم سکائی قبائل کے درمیان رہتے ہوئے ان سے تعلقات مزید مستحکم کرتا رہا پھر آخر انہیں اس بات پر اس نے آمادہ کر لیا کہ وہ اسے چھینا ہوا تاج و تخت واپس دلا سکیں۔

سکائی قبائل اردوان کو لشکر دینے اور تاج و تخت حاصل کرنے میں اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنا اور اسکائیوں کا میا کیا ہوا لشکر لیکر اردوان نے مدائن کا رخ کیا۔ تیرداد کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک روز اردوان سوئم اتنی بڑی طاقت حاصل کر کے اس پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے اسی لئے وہ نئی پیدا ہونے والی صورتحال سے قطعاً بے خبر اپنے مرکزی شہر مدائن میں عیش و عشرت میں مصروف رہا۔

اسے اصل حالات کی خبر اس وقت ہوئی جب اردوان سوئم اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کے قرب و جوار میں پہنچ گیا۔ تیرداد کے پاس اب اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اپنے لشکر کو منظم کر کے اردوان سوئم کے مقابل لائے۔ لہذا اردوان سوئم کے ساتھ جنگ کرنے کے بجائے وہ رات کی تاریکی میں مدائن شہر سے بھاگ کھڑا ہوا اور اشیاء میں رومنوں کے مرکزی شہر سورہ جا پہنچا اس طرح اردوان سوئم بغیر کسی مقابلے کے اپنا کھویا ہوا تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اس کے بھیجے ہوئے شہزادے کو مدائن سے بھگا دیا گیا ہے اور یہ کہ اس نے سورہ شہر میں پناہ لے لی ہے اور مزید یہ کہ اردوان سوئم ایک بار پھر اشکانی سلطنت کا حکمران بن گیا ہے۔ قیصر روم ٹی بیرس مزید اب اشکانی سلطنت کے خلاف اختلافات یا جنگ نہیں چاہتا تھا بلکہ اس کی دلی آرزو تھی کہ حکومت ایران کے ساتھ مصالحت ہو جائے لہذا اس نے سورہ شہر کے حاکم و ٹیڈس کو اردوان سے معاہدہ کرنے کے لئے بھیجا۔ دوسری طرف اردوان بھی مصالحت کا خواہشمند تھا چنانچہ دریائے

فرات کے کنارے سورہ کے حکمران و ٹیڈس اور اردوان کے درمیان ملاقات ہوئی اور یہ طے پایا کہ اردوان آئندہ آرمینیا سے بے تعلق ہو جائے گا۔ نیز اپنا بیٹا بطور پرغمال رومی دربار میں بھجوائے گا تاکہ وہ وہاں رہ کر سلطنت کے امور میں تربیت حاصل کرے۔

رومنوں کے ساتھ اس معاہدے سے اشکانی سلطنت کو ٹھیس لگی تھی اس لئے کہ اردوان سوئم نے اپنا بیٹا رومنوں کے یہاں پرغمال بھیج دیا تھا۔ اردوان سوئم کے اس اقدام سے اس کے امراء اور فوجی سالار ناخوش ہوئے اور اندر ہی اندر اردوان کے خلاف سازش اور کچھڑی پکڑنے لگی تھی آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ اشکانی امراء نے متفق ہو کر اردوان سوئم کو تاج و تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس دست برداری کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وہ ایک بار پھر تاج و تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اب کی دفعہ وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا اور بیمار ہو کر موت کا شکار ہو گیا۔

○

یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک مصر کے شہر اسکندریہ کے باہر سرائے میں قیام کئے رکھا تھا۔ ایک روز یوسا صبح کے وقت جب قدرے دیر سے سو کر اٹھی تو اس نے دیکھا یونان کمرے میں موجود نہیں تھا۔ یونان کی غیر موجودگی سے وہ بڑی فکر مند ہوئی اس لئے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ یونان اسے بغیر بتائے کہیں چلا گیا تھا۔ اپنا لباس درست کر کے وہ جلدی جلدی کمرے سے نکلی پہلے اس نے یونان کو سرائے کے صحن اور دوسرے حصوں میں دیکھا لیکن وہ وہاں نہیں تھا۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں وہ سرائے میں ادھر ادھر گھومتی رہی لیکن یونان اسے کہیں بھی دکھائی نہ دیا تھوڑی ہی دیر بعد سرائے کے صدر دروازے سے یونان اندر داخل ہوا۔ یوسا بھاگ کر اس کے پاس گئی اور گلوں اور شکلوں سے بھرپور آواز میں اس نے پوچھا۔

آپ صبح ہی صبح مجھے بتائے بغیر کہاں چلے گئے تھے میں کافی دیر سے آپ کو سرائے کے مختلف حصوں میں دیکھ رہی ہوں۔ آپ کو اگر کہیں جانا تھا تو مجھے جگا دیا ہوتا میں آپ کے ساتھ جاتی اس پر یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ تم گہری اور مصومیت کی ٹینڈ سوئی ہوئی نہیں میرا دل نہ چاہا کہ تمہیں بیدار کروں لہذا میں ایک مہم پر اکیلا ہی چلا گیا۔ یونان کے ان الفاظ پر یوسا نے چونک کر اس سے پوچھا۔ آپ کسی مہم پر چلے گئے تھے۔ اس پر یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا یہ مہم ایلیکا کی رہنمائی میں تھی اور اس مہم کا مقصد وہ جگہ تلاش کرنا ہے جہاں ہم صاد اور یارص کو باری باری رکھ کر انہیں ازیت میں جلا کر سکیں۔ اس

یہ یوسا نے بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ایسی جگہ پھر آپ نے کہاں دیکھی۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو یوسا اسکندریہ شہر کے دس میل شمال میں سمندر کے کنارے ماہی گیروں کی ایک بستی ہے۔ بستی کیا ہے یوں سمجھو چند جھونپڑوں پر مشتمل یہ آبادی ہے۔ اس آبادی کے ایک کنارے میں بھی ایک جھونپڑا خرید آیا ہوں۔ اس جھونپڑے کی یہ صفت ہے کہ اس کے قریب کئی بڑے بڑے درخت ہیں جن کے ساتھ زنجیریں باندھ کر ہم بارص اور صادو کو بڑی آسانی کے ساتھ جکڑ سکتے ہیں۔ اس پر یوسا نے اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا وہ جگہ یقیناً "بارص اور صادو کو سزا دینے کے لئے بڑی مناسب ہوگی۔ ایک تو وہ شہر سے کافی دور ہے اور دوسرے ماہی گیروں کی ایک بستی کے کنارے پر ہے جہاں ہم صادو اور بارص کو رکھ کر انہیں ایسی اذیت میں مبتلا کریں گے جیسی وہ آپ کو اذیت دیتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوسا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوسا میرے خیال میں پسے دونوں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد بازار جاتے ہیں۔ اسکندریہ کے بازار سے ہمیں اپنی خواہش کے مطابق لوہے کی زنجیریں مل جائیں گی اس لئے کہ اسکندریہ ایک بندرگاہ ہے اور جہازوں کے باندھنے کے لئے جو زنجیریں استعمال ہوتی ہیں وہ اسکندریہ کے بازار میں مل جاتی ہیں ایسی ہی زنجیریں لیکر ہم ماہی گیروں کی بستی کی طرف کوچ کریں گے اور جو نی ایلیکا ہمیں اطلاع دے گی۔ صادو پر ہم وارد ہوں گے اسے ہم وہاں لائیں گے اور زنجیروں میں اسے جکڑ کر اس کی پیٹھ داغنے کا عمل شروع کر دیں گے۔ یوسا نے یوناف کی اس تجویز پر اطمینان کا اظہار کیا۔ پہلے دونوں سرائے کے سطح میں گئے وہاں انہوں نے کھانا کھایا پھر سرائے کے مالک سے بات کر کے انہوں نے اچھی قیمت پر دو گھوڑے خریدے اور ان پر سوار ہو کر وہ اسکندریہ کے بازار کی طرف چلے گئے تھے۔

اسکندریہ کے بازار سے یوناف اور یوسا نے لوہے کی کئی موٹی موٹی زنجیریں خریدیں اور انہیں بانٹ کر دونوں گھوڑوں پر لاد دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کھانے پینے کی اشیاء اور وہاں رہنے کے لئے ضروریات کا دیگر سامان بھی خریدا اس کے بعد وہ اسکندریہ شہر سے نکل کر دس میل شمال میں ماہی گیروں کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ماہی گیروں کی بستی کے ایک طرف ایک جھونپڑے کے سامنے یوناف نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے یوسا بھی اپنے گھوڑے کو روک چکی تھی۔ اس

جھونپڑے کے سامنے گھوڑے باندھنے کے لئے ایک چھپرکھٹ بھی بنا ہوا تھا جس کے نیچے دونوں میاں بیوی نے اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا۔ پھر وہ اس جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ یوسا نے دیکھا جھونپڑا کافی بڑا اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ جس کمرے میں وہ دونوں میاں بیوی داخل ہوئے تھے۔ یوسا نے جائزہ لیا اس کا فرش پکا تھا۔ فرش پر خوبصورت قالین بچھا دیا گیا تھا اور قالین کے اوپر موٹے دبیز گدے اور ان پر چاندنی بچھا کر کمرے کی خوبصورتی میں خوب اضافہ کر دیا گیا تھا۔ چاندنی کے اوپر عام اور گاؤں کی بڑی ترتیب اور سلیقے کے ساتھ رکھے گئے تھے۔ جھونپڑے کا جائزہ لیتے ہوئے یوسا خوشی اور اطمینان میں کہنے لگی یہ جھونپڑا باہر سے تو واقعی جھونپڑا ہے لیکن اندر سے یہ کسی محل سے کم نہیں۔ یوسا کے ان الفاظ کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ جھونپڑا ہم دونوں میاں بیوی کے آرام کے لئے خوب رہے گا۔ آؤ میں اب تمہیں دوسرا کمرہ بھی دکھاتا ہوں یوسا کو لیکر یوناف دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ دوسرا کمرہ بھی پہلے کمرے کی طرح صاف ستھرا تھا۔ اس کمرے کی پشت کی طرف بھی ایک دروازہ تھا وہ دروازہ کھول کر یوسا نے دیکھا اس سمت طہارت خانہ کے علاوہ مطبخ بھی تھا۔ پشتی دروازے سے نکلتے ہوئے یوسا نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ ان کے جھونپڑے سے سمندر چند قدم کے فاصلہ پر تھا اور سمندر کی لہریں کنارے کی چٹانوں سے جب ٹکراتی ہیں تو جھونپڑے تک شور کی خوب آوازیں آتی تھیں۔

سارا جھونپڑا دکھانے کے بعد یوناف جھونپڑے سے باہر آیا یوسا بھی اس کے ہمراہ تھی پھر یوناف نے یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ سنو یوسا یہ جھونپڑا تمہیں کیسا لگا۔ جواب میں یوسا اپنے لبوں پر انتہائی دلکش مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اپنی آواز کی پوری شیرینی میں کہنے لگی۔ یہ جھونپڑا تو بہت بڑی چیز ہے آپ اس سے کم تر جھونپڑے میں بھی مجھے رکھیں تو وہ بھی میرے لئے رومن شہنشاہوں کے محل سے کہیں اچھا اور پرکشش ہو گا یوسا کا جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ اپنے گھوڑوں کی زینوں سے ضرورت کا سامان اٹھا کر کمرے میں رکھیں۔ دونوں میاں بیوی حرکت میں آئے۔ کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا سامان جو وہ لیکر آئے تھے وہ انہوں نے اپنے جھونپڑے کے اندر رکھا۔ گھوڑوں پر جو زنجیریں لاد کر وہ اپنے ساتھ لائے تھے وہ زنجیریں دونوں میاں بیوی نے مل کر جھونپڑے کے بالکل سامنے دو قریبی درختوں کے ساتھ باندھ دی تھیں پھر دونوں میاں بیوی اپنے جھونپڑے میں داخل ہو کر آرام کرنے لگے تھے۔

حقیقت میں جرمانیکس ٹی بیرس کے لئے انتہا درجے کا پر خلوص اور خیر اندیش تھا اور پھر اس کی قیصر روم کے ساتھ رشتے داری بھی تھی۔ اس لئے کہ جرمانیکس کی بہن ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کی بیوی تھی۔ جرمانیکس نے جب دیکھا کہ باغی فوجی اندر ہی اندر اپنی کارروائیاں کرنے لگے ہوئے ہیں تو اسے خدشہ ہوا کہ ایک نہ ایک روز یہ لوگ بارود کی طرح پھٹیں گے اور ہر چیز کو سیلاب کی طرح اپنے ساتھ بہا کر لے جائیں گے لہذا وہ وقت آنے سے پہلے ہی باغی رجحان رکھنے والے ان فوجیوں کو کسی نہ کسی طرح مطمئن کرنا چاہیے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے جرمانیکس نے ٹی بیرس سے گفتگو کی اور اسے یہ تجویز پیش کی کہ فوج کے جس حصے نے بغاوت کی ہے اسے لیکر جرمنی پر حملہ آور ہو جانا چاہیے تاکہ باغی رجحان رکھنے والے فوجیوں کو جنگ کے دوران جرمنی میں لوٹ کھسوٹ کرنے کا موقع مل جائے اور اگر وہ ایسا کر لیں گے تو اپنے مطالبات سے دستبردار ہو جائیں گے تو باغی رجحانات بھی ترک کر دیں گے۔

ٹی بیرس کو جرمانیکس کی یہ تجویز بے حد پسند آئی لہذا اس نے اجازت دیدی کہ وہ باغی لشکر کو لے کر جرمنی پر حملہ آور ہو جائے ٹی بیرس کی طرف سے یہ اجازت ملنے ہی جرمانیکس حرکت میں آیا لشکر کے جن حصوں نے بغاوت کا اظہار کیا تھا انہیں اس نے علیحدہ کیا اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ اس لشکر کو لے کر جرمنی کی طرف بڑھا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ جرمنی میں داخل ہو کر جرمانیکس نے دریائے رائن کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ دور تک پلغار کی اس پلغار اور حملے کے دوران اس کے لشکریوں نے جرمنی کے ان علاقوں کی خوب لوٹ کھسوٹ کی اور کسی قدر وہ مطمئن ہو گئے تھے اس لئے کہ ان فتوحات کے دوران انہوں نے اپنے لئے بیشمار دولت جمع کر لی تھی۔ ابھی یہ فتوحات کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ٹی بیرس نے جرمانیکس کو واپس طلب کر لیا اسے خدشہ تھا کہ اگر جرمنی میں دور تک ان کا لشکر پھیل گیا تو پھر مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے اس لئے کہ اس کے دادا آگنس کا کہنا تھا کہ جس قدر رومن سلطنت وسعت اختیار کرے گی اس قدر ہی حکمرانوں کے لئے مسائل کھڑے ہوں گے۔

ٹی بیرس کا جرمانیکس کو واپس بلانا بھی باغی لشکریوں کی اشتعال طبع کا باعث بن گیا وہ آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد یہ کہنے لگے کہ ٹی بیرس کو چاہیے تھا کہ وہ انتظار کرتا یہاں تک کہ رومن پورا جرمنی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیتے ان باغی لشکریوں کا کہنا تھا کہ ٹی بیرس نے جرمانیکس کو اس وجہ سے واپس بلا لیا ہے کہ وہ جرمانیکس کی فتوحات سے حسد اور رشک کرنے لگا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ وہ فتوحات

○

اٹلی میں آگنس کے بعد گو اس کا پوتا ٹی بیرس قیصر روم بنا تھا لیکن اسے وہ عزت اور وہ عظمت حاصل نہ ہوئی تھی جو اس کے دادا آگنس کو حاصل تھی۔ ٹی بیرس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ رومنوں کے حکمران اور قیصر کی حیثیت سے وہی مقام حاصل کرے جو اس سے پہلے اس کے دادا آگنس کو حاصل تھا لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ قدیم مورخین اور پرانے داستانیں لکھنے والے کہتے ہیں کہ آگنس کے بعد قیصر کی حیثیت سے رومنوں کو جو چار حکمران نصیب ہوئے ان میں بالترتیب پہلا ظالم دوسرا مجنون تیسرا احمق اور چوتھا ایک عنقریب نما حکمران تھا۔ ٹی بیرس 56 سال کی عمر میں قیصر روم بنا تھا اور لگا تار 22 سال تک یہ رومنوں پر حکومت کرتا رہا۔ آگنس جب زندہ تھا تو اس ٹی بیرس کی ذات بالکل بے داغ خیال کی جاتی تھی۔ اس لئے کہ اپنی حکمرانی کے پہلے آٹھ سال یہ ایک اچھا حکمران ثابت ہوا لیکن اس کے بعد جب اس کا جواں سال بیٹا ڈروسس مر گیا تو اس کے اندر تبدیلی پیدا ہوئی اور یہ گناہ اور بدی کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اٹلی میں اس کی مقبولیت میں بڑی تیزی سے کمی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ٹی بیرس چونکہ انتہا درجے کا مغرور، گوشہ گیر اور خاموش طبع کا انسان تھا لہذا لوگ اس سے بڑی تیزی کے ساتھ متنفر ہونے لگے تھے۔

اسی دوران ٹی بیرس کی ایک بد بختی یہ ہوئی کہ فوج کے ایک حصے کے اندر بغاوت رونما ہو گئی باغی فوجیوں کے مطالبات یہ تھے کہ ان کی ماہانہ تنخواہ اس قدر نہیں کہ جس میں وہ باسانی گزارہ کر سکیں اس کے ساتھ ان کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ جب وہ اپنی ملازمت کی مدت پوری کر چکیں تو بڑھاپے میں انہیں اس قدر معاوضہ ملنا چاہیے جس سے وہ زندگی کی گاڑی کو باسانی کھینچ سکیں۔

ٹی بیرس نے گفتگو کے ذریعے ان باغی لشکریوں کو مطمئن کرنا چاہا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اسی دوران ٹی بیرس کا بیٹا ڈروسس حرکت میں آیا اس نے بظاہر باغیوں کا تو قلع قمع کر دیا لیکن اندر ہی اندر زیر زمین ٹی بیرس کے خلاف کچھڑی پکڑنے لگی تھی۔ کچھ لوگ ٹی بیرس کے سپہ سالار جرمانیکس سے یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ وہ بادشاہ کو قتل کر کے خود قیصر روم بن جائے اور یہ کہ اگر وہ ٹی بیرس کو قتل نہیں کرنا چاہتا تو اسے حکمرانی سے ہٹا کر کہیں نظر بند کر دے اور خود قیصر روم بن کر اٹلی پر حکومت کرے۔

لیکن جرمانیکس نے باغیوں کے ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

مغرب کی طرف واپس آنے کا موقع فراہم نہ کرے۔

یہ سارے امور قیصر روم ٹی بیرس اور اس کی بیوی لیویا نے بڑی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے طے کئے تھے۔ جرمانیکس کی بیوی ایگریپنا اور پائیسو کی بیوی ہلینینا آپس میں ایک دوسرے کی بدترین دشمن تھیں جبکہ ہلینینا ٹی بیرس کی بیوی لیویا کی ایک قابل اعتماد اور انتہائی راز دار سہیلی بھی تھی گویا جرمانیکس اور اس کی بیوی ایگریپنا کے مقابلے میں پائیسو اور اس کی بیوی ہلینینا کو ٹی بیرس اور اس کی بیوی لیویا کی پوری ہمدردیاں حاصل تھیں۔

شرق میں پہنچ کر جرمانیکس نے سارے امور اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد شروع کر دی اس نے پائیسو کو بھی اپنا ماتحت بنا کر رکھنے کا حکم جاری کر دیا تھا لیکن جرمانیکس کی بد قسمتی کہ اسی دوران وہ بیمار پڑ گیا کہتے ہیں کہ اسی بیماری ہی کی حالت میں پائیسو اور اس کی بیوی ہلینینا نے اسے زہر دے کر اس کا خاتمہ کر دیا اس طرح جرمانیکس جو ٹی بیرس کا بھتیجا اور اس کے بیٹے ڈروکس کا سالار بھی تھا بڑی آسانی سے اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

جرمانیکس کو چونکہ اٹلی والے اپنا قوی ہیرو خیال کرتے تھے اور اس نے جو فتوحات جرمنی میں حاصل کی تھیں اس کی وجہ سے اٹلی میں اس کا ایک منفرد مقام تھا لہذا جب جرمانیکس کی ہلاکت کی خبر اٹلی پہنچی تو لوگوں نے پائیسو اور ہلینینا پر جرمانیکس کی موت کے سلسلے میں مقدمہ چلانے کا فیصلہ کر لیا۔ پائیسو اور ہلینینا کو سزا دینے کے لئے لوگوں کا جوش و خروش اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ لوگوں کے اسی جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے قیصر روم ٹی بیرس نے پائیسو اور ہلینینا کو روم طلب کر لیا دونوں پر مقدمہ چنایا گیا۔ پائیسو اسی مقدمے کی کارروائی کے دوران ہی خود کشی کر کے چل بسا جبکہ اس کی بیوی ہلینینا کو قیصر روم ٹی بیرس کی بیوی لیویا نے بچا لیا تھا اس لئے کہ ہلینینا لیویا کی بہترین اور ہر دلعزیز دوستوں میں سے تھی اس طرح جہاں رومنوں کے بہترین جرنیل جرمانیکس کا خاتمہ کیا گیا وہاں اس کا قاتل پائیسو بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔

جرمانیکس کی موت کے بعد رومن سلطنت کے لئے یکے بعد دیگرے دو بڑے بڑے حادثے نمودار ہوئے۔ پہلا حادثہ براعظم افریقہ میں تھا جہاں تکفونلس نام کے ایک سردار نے سارے برہمنوں کو اپنے ساتھ ملا لیا پھر اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسی لشکر کے بل بوتے پر اس نے رومنوں کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی تھی۔ قیصر روم ٹی بیرس یکے بعد دیگرے کئی لشکر تکفونلس کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے لیکن ہر بار تکفونلس

حاصل کر کے جرمانیکس اس سے زیادہ عزت اور شہرت حاصل کر لے لہذا ٹی بیرس کے اس اقدام سے وہ باغی لشکر پہلے سے بھی زیادہ مشتعل اور خونخوار ہو کر ٹی بیرس کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرتے لگے تھے۔

جرمانیکس نے جرمنی سے نکلنے سے پہلے وائٹسڈی کا ایک یہ کام کیا کہ اس نے ایک لشکر جرمنی ہی میں چھوڑا یہ لشکر ان سپاہیوں پر مشتمل تھا جو سب سے زیادہ باغیانہ رجحان رکھتے تھے اس لشکر کا کماندار جرمانیکس نے اپنے ایک نائب سپہ سالار لیگٹوس کو بنایا تھا۔ زیریں اور بالائی جرمنی میں دریائے رائن کے کنارے دو بڑی بڑی چھاؤنیاں قائم کی گئی تھیں ایک سیز کے مقام پر اور دوسری ایکسٹن کے مقام پر واقع تھیں ان دونوں چھاؤنیوں میں جو لشکر رکھا گیا تھا اس کا مرکزی دفتر سیز میں رکھا گیا تھا اور ان چھاؤنیوں کا سپہ سالار لیگٹوس اسی مرکز میں رہنے لگا تھا یہ انتظامات مکمل کرنے کے بعد جرمانیکس واپس روم چلا گیا تھا۔

جرمنی میں فتوحات حاصل کرنے کے بعد جرمانیکس کی عزت اور شہرت میں اضافہ ہوا تھا۔ اٹلی کے لوگ اسے اپنا ہیرو اور اپنی قوم کا مہمان اور مہی خیال کرنے لگے تھے۔ کہتے ہیں کہ اٹلی میں جب جرمانیکس نے اس قدر ہر دل عزیز حاصل کر لی تو قیصر روم ٹی بیرس فکر مند ہوا کہ کہیں لوگ اس کی جگہ جرمانیکس کو اپنا حکمران بنانے پر آمادہ نہ ہو جائیں لہذا ٹی بیرس نے جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ مشرق میں آرمینیا کے باعث جو مختلف مواقع پر رومنوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا جرمانیکس ان مشکل حالات میں قابو پا کر وہاں رومنوں کی عزت اور ان کا وقار بحال کرے۔ ٹی بیرس کا یہ حکم پاتے ہی جرمانیکس اپنی بیوی ایگریپنا کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

گو جرمانیکس قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا بھی تھا پھر بھی ٹی بیرس اس سے خوفزدہ تھا کہ کہیں وہ اس کی حکومت کا تختہ ہی نہ الٹ دے لہذا جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کرنے کے بعد ٹی بیرس ایک طرح سے مطمئن اور پرسکون ہو گیا تھا۔ جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کرنے کے ساتھ ساتھ ٹی بیرس نے ایک اور کام بھی کیا اور وہ یہ کہ اس نے ایک انتہائی دلیر شجاع شخص کہ پام جس کا پائیسو تھا اسے شام کا حکمران بنا کر روانہ کر دیا اور اس کی روانگی جرمانیکس کی روانگی سے پہلے ہی عمل میں لائی گئی تھی لہذا جس وقت جرمانیکس مشرق میں پہنچا اس وقت تک پائیسو شام اور اس کے گرد و نواح کا اقتدار اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ ٹی بیرس نے خفیہ طور پر پائیسو کو یہ ہدایات جاری کر دی تھیں کہ وہ جرمانیکس کا کسی نہ کسی طرح خاتمہ کر دے اور اسے مشرق سے

ٹی بیرس کے اکلوتے بیٹے ڈروکس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

سیانوس انتہائی عیار انتہائی حیرانہ انسان تھا اندر ہی اندر یہ رومن تخت و تاج پر قبضہ کرنے کے لئے تدبیریں مرتب کرنے لگا تھا ایک طرف اس نے اپنی محبوبہ لیولا کو حرکت میں لاتے ہوئے ٹی بیرس کے بیٹے ڈروکس کو ہلاک کر دیا تھا جبکہ دوسری طرف وہ مختلف حربے اور مختلف جتن اختیار کرتے ہوئے قیصر روم ٹی بیرس کی ہمدردی اور اس کی حمایت حاصل کرتا چلا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اس قدر لگن دلچسپی اور خلوص کے ساتھ ٹی بیرس کے لئے کام کرنا شروع کیا کہ ٹی بیرس اس پر اندھا اعتماد کرنے لگا تھا۔ ٹی بیرس کے سامنے اب اس کا ایک ہی پوتا یعنی ڈروکس کا بیٹا تھا جسے وہ اپنے بعد قیصر روم بنانے کی تجویز پیش کر سکتا تھا اس کے علاوہ اس کے بھتیجے جرومانیکس کے دو بیٹے تھے ان پر بھی ٹی بیرس پوری توجہ دینے لگا تھا۔ رومن تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے سیانوس کے راستے میں یہ سب رکاوٹیں تھیں جنہیں وہ ہٹا دینا چاہتا تھا سب سے پہلے ٹی بیرس نے عجیب سا انداز اختیار کرتے ہوئے جرومانیکس کی بیوی انگریٹا اور اس کے ایک بیٹے کا خاتمہ کر دیا ایسا ہونے پر روم کے اندر ایک ہلچل مچ گئی تھی۔ اٹلی میں جگہ جگہ شور شرابے ہوئے بلوے اور بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ سب سیانوس سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کر رہا تھا۔ جب اس طرح کے حالات رونما ہوئے تو اس سیانوس نے بڑے پر خلوص سے انداز میں قیصر روم ٹی بیرس کو مشورہ دیا کہ وہ کیپری کے ساحل پر جا کر پرسکون زندگی بسر کرتا رہے اس نے ٹی بیرس کو یہ بھی ڈرایا دھمکایا کہ اگر وہ روم ہی میں رہا تو بلوائی اور باغی کسی نہ کسی طرح اس کا خاتمہ کر دیں گے اس نے ٹی بیرس کو سمجھایا کہ وہ کیپری کے ساحل پر جا کر پرسکون زندگی بسر کرے اور اس کی غیر موجودگی میں وہ اٹلی کے بدترین حالات کو سنوارنے کی کوشش کرے گا اور جب حالات معمول پر آئیں گے تو وہ ٹی بیرس کو واپس بلا لے گا تاکہ وہ پھر پہلے کی طرح پرسکون انداز میں تاج و تخت کو اپنے قبضے میں رکھ سکے ٹی بیرس سیانوس کی ان باتوں میں آگیا لہذا وہ اپنی بیوی کے ساتھ کیپری کے ساحل پر چلا گیا تھا لیکن ٹی بیرس کی بد قسمتی سے اس ساحل پر چند ہی ماہ گزارنے کے بعد ٹی بیرس کی بیوی لیویا چل بسی۔

خود مختاروں کے اس دور میں اس سیانوس نے بہت کام دکھایا۔ اسی دور میں اس سیانوس نے ٹی بیرس کے اکلوتے بیٹے ڈروکس کے فرزند کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تاہم ٹی بیرس کے بھتیجے جرومانیکس کا ایک بیٹا نام جس کا گیوس تھا کسی نہ کسی طرح اس سیانوس کی گرفت سے بچ نکلے میں کامیاب ہو گیا تھا اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے روپوشی

نے رومن لشکروں کو بدترین شکست دی اس طرح وہ دن بدن افریقہ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرتا چلا گیا تھا۔ رومنوں کو سترہ عیسوی سے لیکر چوبیس عیسوی تک اس تکفرتا کے ساتھ افریقہ کے ریگستانوں میں جنگوں میں الجھے رہنا پڑا اور بڑی مشکل سے وہ بربروں کو پیشمار مراعات دینے کے بعد بغاوت کو دبانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔

اسی دوران یعنی اکیس عیسویں میں وحشی گال قبائل نے بھی رومنوں کے خلاف ایک بہت بڑی بغاوت کھڑی کی تھی۔ گالوں کے دو سردار فلورس اور سیکورس اس بغاوت کے سرکردہ تھے اور ان دونوں گال سرداروں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا عرصہ روم شہر میں گزارا تھا اور یہ رومنوں کے طریقہ جنگ سے خوب آگاہ تھے۔ ان گال سرداروں کی بغاوت کے خلاف بھی پے در پے کئی لشکروں کو بھیج کر بغاوت کو فرو کرنا پڑا اور اس بغاوت کے سلسلے میں باغی گال قبائلوں کے ہاتھوں بے شمار رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ تاہم رومن کسی نہ کسی طرح اس بغاوت کو بھی دبانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ قیصر روم ٹی بیرس کے لئے ایک الجھن خود روم یعنی اٹلی کے اندر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اٹلی کے لوگ پہلے ہی ٹی بیرس کی حماقتوں اور اس کے ظلم سے ٹالاں کھینچ رہے تھے۔ جرومانیکس کی موت نے انہیں اور ہوائی گھمٹہ کر دیا تھا جس کے نتیجے میں اٹلی کے مختلف شہروں میں جگہ جگہ قیصر روم ٹی بیرس کے خلاف عدم اطمینان اور ایک طرح سے باغی تحریکیں سر اٹھانے لگی تھیں تاہم اپنے لشکر کی مدد سے کسی نہ کسی طرح ٹی بیرس ان بغاوتوں کو دبانے چلا جا رہا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس کے لئے چوتھا بڑا حادثہ اس کے اکلوتے اور ہر دلہیز بیٹے ڈروکس کی موت تھی اس ڈروکس کا ایک ہی بیٹا تھا اور ڈروکس خود ابھی جوان تھا کہتے ہیں کہ جرومانیکس جو قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا تھا اس کی بہن لیولا ٹی بیرس کے بیٹے ڈروکس کی بیوی تھی قدیم تاریخوں اور روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جرومانیکس کی بہن لیولا ایک نوجوان سیانوس سے محبت کرتی تھی اور دل کی گہرائیوں سے اسے پسند کرتی تھی لیولا کو جب پتہ چلا کہ اس کے بھائی جرومانیکس کے قتل میں قیصر روم ٹی بیرس بھی شامل ہے تو اس نے اس سلسلے میں اپنے محبوب سیانوس سے بات کی سیانوس نے اسے مشورہ دیا کہ جس طرح ٹی بیرس نے تمہارے بھائی جرومانیکس کا خاتمہ کیا ہے اس طرح تم بھی قیصر روم ٹی بیرس کو سزا دو اور سیانوس نے لیولا کو یہ مشورہ دیا کہ اگر وہ اپنے خاندان اور ٹی بیرس کے بیٹے ڈروکس کو زہر دے کر ہلاک کر دے اس طرح وہ اپنے مرنے والے بھائی کا انتقام لے سکتی ہے۔ لیولا سیانوس کی ان باتوں میں آگئی اور ایک روز اس نے اپنے شوہر اور قیصر روم

نے اہل استوان کا ذکر کیا ہے یہ لفظ اور جملہ کم از کم میرے لئے اجنبی اور نا آشنا ہے یہ تو کہو کہ یہ استوان کون ہیں اس پر اہلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھ یونان میرے حبیب یہ اہل استوان قدیم فلسفیوں کا ایک فرقہ ہے یہ لوگ شروع میں زیادہ تر حبیب کے شہر میں آباد تھے پھر آہستہ آہستہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور اب یہ لوگ حبیب کے علاوہ کافی تعداد میں دمشق شہر میں بھی آباد ہو چکے ہیں۔ شروع میں یہ لوگ بت پرستی سے اجتناب کرتے تھے لیکن اب یہ ارض شام کے دوسرے لوگوں کی طرح محل دیوتا اور عسرت دیوی کی پوجا پاٹ بھی کرنے لگے ہیں ان اہل استوان ہی کے ایک خاندان میں صادق کا ایک خوبصورت لڑکی کی خاطر آنا جانا ہے بس اسی آنے جانے سے تم فائدہ اٹھاؤ اور صادق کو بے بس کر کے اور اسے پکڑ کے یہاں لے آؤ۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم دونوں میاں بیوی ابھی سے تیار ہو جاؤ میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں اور تمہیں دمشق شہر میں اس گھر تک لیجاؤں گی جہاں صادق کا آنا جانا ہے۔ اس پر یونان بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا سنو اہلیکا میری ہمنوا میری ہمراہ اگر یہ بات ہے تو ابھی اور اسی وقت کوچ ہو گا اس کے ساتھ ہی یونان اور بیوسا نے متنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنے جھوپڑے سے وہ دمشق شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی پہلے یونان اور بیوسا دمشق کے نواح میں جبل قاسیون کے اوپر نمودار ہوئے۔ یہاں پھر اہلیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ دیکھ یونان یہ صادق اہل استوان کی لڑکی کی خاطر اس وقت اس کے گھر آتا ہے جب شام خوب رات میں ڈھل جاتی ہے میرا مشورہ ہے کہ تم جبل قاسیون سے اتر کر نیچے وادیوں میں جاؤ یہاں کئی سرائیں ہیں سرائے میں تم دونوں میاں بیوی قیام کرو کھانا کھاؤ تازہ دم ہو اتنی دیر تک وقت گزر جائے گا اس کے بعد جس وقت صادق اس لڑکی سے ملنے کے لئے روانہ ہو گا میں تمہیں اطلاع کر دوں گی تم دونوں میاں بیوی اس پر وارد ہونا اور اسے اٹھا کر اسکندریہ کے ساحل کی طرف لیجانا۔

یونان نے اہلیکا کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کیا دونوں میاں بیوی ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور جبل قاسیون سے اتر کر وہ ان وسیع وادیوں میں داخل ہوئے جنہیں غوطہ کہہ کر پکارا جاتا تھا اور جس کے اندر قیام کرنے کے لئے بہت سی سرائیں تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد یونان اور بیوسا ایک سرائے میں داخل ہوئے وہ سرائے کا صحن

کی زندگی بسر کرنے لگا تھا اسی دوران ٹی ہیرس کے بڑے بھائی کی بیوہ اور اس کے دوسرے ہمدردوں نے پے در پے قاصد بھجوا کر سیانوس کے مظالم سے اسے آگاہ کیا۔ ٹی ہیرس کو یہ بھی بتایا گیا کہ سیانوس اندر ہی اندر سازش کر کے روم کا تاج و تخت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ٹی ہیرس کو کپری کے ساحل پر جب سیانوس کے ان ارادوں کی خبر ہوئی تو اس نے خفیہ طور پر اپنا ایک قاصد روم شہر بھجوا دیا جس نے سینٹ کے مہبران سے بات کی اور انہیں سیانوس کے ارادوں سے آگاہ کیا۔ سیانوس کے ارادوں سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد سینٹ کا اجلاس لپالو کے مندر میں منعقد ہوا جس میں سیانوس پر الزامات لگائے گئے جو صحیح ثابت ہوئے جس کے جواب میں سینٹ کے حکم پر سیانوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ سیانوس کی موت کے بعد ٹی ہیرس کو کپری کے ساحل سے واپس روم شہر لایا گیا لیکن اس کے بعد وہ تھوڑا ہی عرصہ حکومت کر سکا تھا اور اس کی موت کے بعد اس کے بھتیجے اور جرمانیہ کس کے بیٹے گیوس کو رومنوں کا قیصر اور شہنشاہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

○

ایک روز جب کہ یونان اور بیوسا اسکندریہ شہر کے نواح میں ماہی گیروں کی بہتی کے اندر اپنے جھوپڑے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ اہلیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا۔ اس لمس پر یونان جب چونکا تو بیوسا بھی متوجہ اور ہمد تن گوش ہو گئی تھی اس کے بعد اپنا شیریں اور ریشمی لمس دینے کے بعد اہلیکا بولی اور یونان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

سنو یونان میرے حبیب! صادق سے انتقام لینے کا وقت آگیا ہے ان دنوں ہارم، صادق، یوشا، عارب اور نبیطہ نے دمشق شہر میں قیام کر رکھا ہے۔ عزایل بھی ان دنوں ان کے ساتھ قیام کئے ہوئے ہے اور وہ دمشق کے علاوہ اس کے نواحی اور قریبی شہروں کے اندر شرک کی کشمیر کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ سنو یونان یہ جو صادق ہے یہ دمشق شہر میں اہل استوان کے خاندان کی ایک لڑکی کو پسند کرنے لگا ہے یہ اس خاندان کے گھر میں شام کے بعد ہر روز اس لڑکی کی خاطر جاتا ہے اور اکیلا ہی وہاں آتا ہے اگر تم چاہو تو صادق پر گرفت کر کے اسے پاسبانی یہاں لا کر اپنے عذاب میں دو چار کر سکتے ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد اہلیکا جب خاموش ہوئی تو یونان بولا اور اہلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

دیکھ اہلیکا جہاں تک دمشق شہر کا تعلق ہے یہ شہر میرا خوب دیکھا بھلا ہے پر یہ جو تو

عبور کر کے تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ڈھل ہوئی عمر کا ایک شخص ان دونوں میاں بیوی کے قریب آیا اور بڑے یا ادب انداز میں وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا میں اس سرائے کا مالک ہوں اور آپ دونوں کو اپنی اس سرائے میں خوش آمدید کہتا ہوں اس پر یونان بولا اور کہنے لگا اے مہربان تیری بڑی نوازش تیرا بڑا شکریہ کہ تو نے اس انداز میں ہم دونوں میاں بیوی کا استقبال کیا۔ دیکھو ہم دونوں میاں بیوی کھانا کھانا چاہتے ہیں۔ پھر دمشق شہر میں کسی سے ملنا چاہتے ہیں اس کے بعد ہم کو شش کریں گے کہ تمہاری سرائے میں قیام کریں۔ اس پر سرائے کا مالک ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں میاں بیوی کو آگے بڑھنے کے لئے کہتا ہوا بولا۔ آپ تشریف لے چلیں میں آپ کے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ جس جگہ سرائے کا مالک بیٹھا تھا اس کے قریب ہی یونان اور یوسا کو اس نے ایک خالی میز پر بیٹھنے کو کہا۔ یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی چپ چاپ اس میز پر بیٹھ گئے اس کے بعد سرائے کے مالک نے انہیں کھانا پیش کیا اور دونوں میاں بیوی خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے چونکہ یونان اور یوسا کو اہلیکا کی طرف سے کسی اشارے کا انتظار کرنا تھا لہذا کھانا کھانے کے بعد وہ وہیں بیٹھ کر اہلیکا کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اس دوران سرائے کا مالک بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے قریب آکر بیٹھتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

میرے عزیزو! اگر تم برا نہ مانو تو میں تم سے یہ جاننا چاہوں گا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ دمشق شہر میں تمہارا آنے کا کیا مقصد ہے اور تمہارا کس سرزمین سے تعلق ہے۔ اس پر یونان نے تھوڑی دیر تک نرمی اور مسکراہٹ میں سرائے کے مالک کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے مہربان میرا نام یونان ہے اور میرے ساتھ میری بیوی یوسا ہے تم یوں جانو کہ ہم دونوں کا تعلق مصر سے ہے۔ اس شہر میں آنے کی ہمارے پاس دو وجوہات ہیں ایک تو یہ قدیم اور پرانا شہر ہے اس کے متعلق ہم نے بہت کچھ سن رکھا تھا لہذا ہم دونوں میاں بیوی کو اسے دیکھنے کا اشتیاق ہوا لہذا ہم دمشق شہر کی طرف آئے۔ دوسری وجہ یہ کہ دمشق کے اہل استوان کے خاندانوں میں سے ایک خاندان ہم دونوں کے آباؤ اجداد کا جائے والد ہے ہم ان سے بھی ملنا چاہتے ہیں۔ اے ہمارے مہربان قبل اس کے کہ ہم تمہاری سرائے سے اٹھ کر شہر کو دیکھنے کے لئے نکلیں کیا تم شہر سے متعلق ہمیں کچھ تفصیل نہ بتاؤ گے اس پر سرائے کا مالک بڑی فراخ دلی اور بڑے تعاون کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا کیوں نہیں۔ سنو جو کچھ میں اس شہر سے متعلق جانتا ہوں وہ تمہیں ضرور بتاتا ہوں۔

سرائے کا مالک تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور یونان اور

یوسا دونوں میاں بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو! عام خیال یہ کیا جاتا ہے کہ دمشق شہر دنیا میں سب سے زیادہ قدیم شہر ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دمشق شہر کی بنیاد سام بن نوح کے پرستے قانی کے بیٹے دمشق نے رکھی تھی دوسری روایت یہ ہے کہ اس کی بنیاد نوح ہی کے ایک رشتے دار یوناسف نے ڈالی تھی اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ دمشق کے آباد ہونے کے پانچ سال بعد اللہ کے نبی ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ تیسرا قول یہ بھی مشہور ہے کہ دمشق کو آباد جبرون بن عار نے کیا تھا جو نوح کے بیٹے سام کا پوتا تھا۔ اس شہر میں یہ بھی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ہوڈ نے بھی اس شہر میں قیام کیا اور اس شہر میں انہوں نے ایک عبادت گاہ بھی بنائی تھی کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس شہر کو آباد ابراہیم کے ایک غلام العاذر نے کیا تھا جبکہ ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ دمشق فلسطین، ایلینا، حمص اور اللاردن یہ پانچوں ارم بن سام بن نوح کے بیٹوں کے نام ہیں اور انہی کے ناموں سے یہ سارے شہر آباد کئے گئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سرائے کا مالک تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو مہربان مہمانو! دمشق شہر کے عموماً سات دروازے خیال کئے جاتے ہیں۔ پہلا باب جابیہ جو ایک بستی کے نام سے ہے جو دمشق شہر کے باہر واقع ہے۔ دوسرا باب شرقی، تیسرا باب صغیر جو شہر نہا کے جنوب مغربی گوشے میں ہے۔ چوتھا باب کبیر جسے عموماً باب کیسان بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ شہر نہا کے جنوب مشرقی گوشے میں کھلتا ہے۔ پانچواں باب الشرقی، چھٹا باب طوا اور ساتواں باب الفراء لیں ہے۔

میرے عزیزو! دمشق کے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت آدمؑ اسی شہر کے نواح میں بیت امان میں قیام رکھتے تھے جب کہ ان کی بیوی حوا بیت لجا میں سکونت رکھتی تھیں۔ ان کا بیٹا ہابیل اور اس کا ریوڑ مقرا نام کی بستی میں رہتے تھے جبکہ قابیل اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال مقام قینہ میں رہ کر کیا کرتا تھا۔ یہ سب مواضع دمشق کے نواح میں آباد اور موجود ہیں۔

دمشق شہر کے ایک دروازے کے قریب ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا ہے جس سے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ قابیل اور ہابیل اس پر چڑھاوے لا کر رکھا کرتے تھے اور جو نذر خدا کے ہاں مقبول ہوتی اسے ایک آگ آسمان سے ظاہر ہو کر جلا دیتی لیکن جو قبول نہ ہوتی وہ چیز بونہی بڑی رہ جاتی کہتے ہیں کہ ہابیل ایک مرتبہ اپنے ریوڑ کا مونا دتبہ لیا اور اسے پتھر

آئندہ کے نشان ظاہر کئے جا چکے ہیں اور ضروری ہے کہ ہر چیز پھرتی ہو جائے جیسا کہ ان لوگوں تک سے پیش گوئی کر دی گئی ہے جو سن رسیدہ اور کمر خید ہو چکے ہیں۔ پھر جب دنیا دوبارہ جوان ہو جائے گی اور خالق مخلوقات کی عبادت کا یہاں اہتمام ہو گا اور جب گھوڑوں کا چاہنے والا حکم دے کہ خود اس کے سکون سے اس ہیکل کی تعمیر کی جائے اور یہ بات اہل استوان کے زمانے کے سات ہزار نو سو برس گزرنے کے بعد واقع ہو گی اور اگر بنائے والا اس میں داخل ہونے کے لئے زندہ رہے تو یہ عمارت اس کا بہترین کارنامہ مانی جائے گی۔ پس سلامتی ہو تم پر۔

دیکھو میرے مہمان اجنبیو! یہ دمشق شہر شام کا سب سے خوبصورت شہر ہے اس کا محل وقوع بہترین آب و ہوا معتدل ترین زمین سیراب ترین میوے گوناگوں ترین اور ترکاریاں سب سے زیادہ افراط کے ساتھ ہوتی ہیں زمین کا زیادہ تر حصہ شہر وار اور اس سے بھی زیادہ زرخیز ہے ہر طرف مسطح میدان نظر آتا ہے اور مکانات بہت بلند بنے ہوئے ہیں۔

دمشق میں پہاڑیاں اور کھیت ہیں اور کھیت زیادہ تر غوطہ نام کی وادیوں میں ہیں۔ غوطہ نام کی یہ وادیاں دو منزل طویل اور ایک منزل عریض ہیں اس کے مزارعے اس شان کے ہیں کہ بجائے خود قبے معلوم ہوتے ہیں جیسے الزہ، داریا، برزہ، پرستا، کوکما، بلاس، کفر سوسہ اور بیت الہیا۔

شہر کے مغرب میں ایک اور وادی بھی ہے جسے وادی ہفشہ کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ وادی 12 میل لمبی اور 3 میل چوڑی ہے اس میں ہر جگہ مختلف قسم کے شہر وار درخت دکھائی دیتے ہیں۔ اس وادی کے بیچ میں پانچ ٹالے بستے ہیں اور ہر ایک کے حلقے میں ہزار سے دو ہزار نفوس تک کی بستیاں آباد ہیں۔ وادی ہفشہ کی طرح وادی غوطہ میں بھی اسی طرح ندیاں ایک دوسرے کو کاٹی ہوئی گزرتی ہیں اور پانی شاخ در شاخ ہو کے تمام کھیتوں اور باغوں میں جن کی کثرت ہے پہنچ جاتا ہے۔ ہر طرح کے میوے یہاں پیدا ہوتے ہیں کہ ذہن ان کی اقسام کا احاطہ نہیں کر سکتا نہ مقابلہ کرنے کے یہاں کی میوہ خیزی اور خوبی کا اندازہ ہوتا ہے۔

دمشق دنیا بھر میں خدا کی بنائی ہوئی بہترین بستی ہے۔ وادی غوطہ کی بعض ندیاں عین فیجہ سے نکل کر آتی ہیں جو سامنے کے پہاڑوں کا ایک چشمہ ہے یہ پانی پہاڑوں کے دامن سے ٹوٹ کر ایک بڑے دریا کی طرح جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھتا ہے جس کا شور ہر کوئی دور دور سے سن سکتا ہے۔ وہاں سے بہہ کر یہ پانی موضع آئیل آتا ہے اور پھر شہر کے

پر رکھ دیا آگ ظاہر ہوئی اور اسے جلا دیا اس کے بعد قاتیل آیا اور اپنی کھیتی کے گیسوں لاکر پتھر پر رکھ دیئے لیکن وہ قبول نہ ہوئے اور یونہی پڑے کے پڑے رہ گئے اسی پر قاتیل کو بھائی سے حسد ہوا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے ان پہاڑیوں تک آیا جو میدان دمشق کے گرد چھائی ہوئی ہیں اور آج کل جبل قاسیون کہلاتی ہیں وہ بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

لیکن نہیں جانتا تھا کہ یہ کام کس طرح انجام دے تب عزازیل یعنی ابلیس اس کے سامنے آیا اور ایک پتھر اٹھا کر اپنے سر پر مارنے لگا اس کی اس حرکت سے قاتیل نے جانا کہ وہ پتھر سے کام لیکر اپنے بھائی کا خاتمہ کر سکتا ہے لہذا اس نے پتھر اٹھا کر اپنے بھائی کے سر پر مارا اور اس طرح جبل قاسیون پر اس نے اپنے بھائی کا خاتمہ کر دیا یہ جو پتھر دمشق کے ایک دروازے کے قریب پڑا ہوا ہے اس پر خون کے دھبے اور نشان بھی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہانبل بنی کے خون کے نشانات ہیں۔

دیکھ میرے بھائی! مقامی روایات کے مطابق یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسی شہر میں اللہ کے نبی نوحؑ قیام رکھتے تھے اور انہوں نے اپنی کشتی جبل لبنان کی ٹکڑی سے تیار کی اور اسی شہر کے نواح میں رہتے ہوئے تیار کی نیز اسی مقام سے کشتی میں بیٹھے جسے عین البحر کہتے ہیں کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ار شہر کے بجائے دمشق شہر کے نواح میں غوطہ نام کی وادیوں کے ایک گاؤں برزہ میں پیدا ہوئے تھے جو جبل قاسیون کی حدود میں واقع ہے۔ میرے عزیزو! جب تم دمشق شہر دیکھنا چاہو تو کسی رہبر اور کسی راہنما کو ضرور اپنے ساتھ رکھ لینا اگر تمہیں میرا نہ ہو تو مجھے بتانا میں تمہیں اچھا سا کوئی راہنما مہیا کر دوں گا اور تم دمشق کی وہ مشہور و معروف دیوار کو ضرور دیکھنا جس میں ایک پرانا اور قدیم کتبہ نصب ہے اور جس کی تحریر نے آج تک لوگوں کو ایک پریشانی اور پہچان میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس پر یونانف فوراً بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔ جس تحریر کا تم ذکر کر رہے ہو وہ تحریر کیسی ہے جو لوگوں کی پریشانی کا باعث ہے اس پر سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا۔ جس قدیم دیوار کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کے اندر ایک کتبہ (۱) ہے اس کتبے کے اوپر جو تحریر ہے وہ کچھ یوں ہے۔

(۱) خلیفہ ولید بن عبدالملک نے جب دمشق میں جامعہ دمشق تعمیر کرنا چاہی تو اس کی جب کھدائی شروع کی گئی تو کھدائی کے دوران ایک دیوار ملی جو خندق کی طرف اور اس کے برابر بنی ہوئی تھی لوگوں نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کو اس کی خبر کی اور اس دیوار کے استحکام کا حال کہہ کر اس کی عمارت پر دیوار اٹھائی چاہئے۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ میں اس کی اجازت صرف اسی صورت میں دے سکتا ہوں کہ دیواروں کی جگہ اور مضبوطی کا مجھے پورا اطمینان ہو جائے اور اس دیوار کی مضبوطی کا یقین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ تم اوپر ہوتے ہوئے نیچے تک پہنچ جاؤ اور وہاں بھی یہ ایسی ہی جگہ ملے تو میں اس کے اوپر عمارت بنانے پر رضامند ہوں ورنہ اسے چھوڑ دینا چاہئے تب دیوار کے سامنے کے رخ سے کھدائی نیچے تک جاری رکھی گئی نیچے جا کر ایک ڈرو، نہ ملا جس پر ایک سنگ صاف کی طرح اور کتبہ تھا اور اس پر ایک انجیلی سی زبان میں کوئی تحریر درج تھی۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اسے پڑھوانے کی کوشش کی بہت تلاش کیا اور بعد ایک شخص انیس ملا جو یونانی زبان کا ماہر تھا اس نے بتایا کہ یہ تحریر یونانی زبان کی ہے اور پھر اس نے اس کا ترجمہ کر کے دیا اور ترجمہ اس کا وہی تھا جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

قریب پہنچ کر کئی ندیوں میں ہٹ کر آگے بڑھتا ہے اور پھر اس سے کھیتی باڑی کا کام خوب لیا جاتا ہے۔

دیکھو میرے ممانو یہ دمشق ہر قسم کی اچھی چیزیں مہیا کرتا ہے۔ بازاروں میں ہر صنعت کے کاریگر اور تاجر سے نادر اشیاء ہر قسم کے ریشم اور زر، مفت کے سوداگر ہیں کہ اس کثرت سے دوسری کسی جگہ نہیں ہے۔ یہاں جو چیز بھی بنتی ہے وہ جہازوں اور قاتلوں کے ذریعہ اطراف و اکناف عالم کے تمام بڑے شہروں میں استعمال کئے لئے برآمد کی جاتی ہے۔

دمشق کی زر، مفت کی ساخت حیرت انگیز ہے یہ کسی قدر یونانی زر، مفت سے ملتی ہے اور ایران کے دستوا کے مشابہ ہوتی ہے اصفہان کے ساختہ پارچہ کا مقابلہ کرتی ہے اور کپے ریشم کے سادہ تانے کی خوبی کے اعتبار سے نیشاپور کی کڑاب سے بہتر مانی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ مصریوں کے بہترین پارچہ جو فخر کہلاتا ہے دمشق کی زر، مفت بہتر ہے اور یہاں کے لیس و کلاہوں کا قیمتی اور خوبصورت مصنوعات میں شمار ہوتا ہے آپ ان کا مثل نہیں ڈھونڈ سکتے اور نہ اس کے مقابلہ میں ایسی کسی دوسری چیز سے کر سکتے ہیں۔

دیکھو عزیزو دمشق شہر کے اندر برزہ نام کی ندی بہتی ہے جس کی وجہ سے شہر کے اندر ندی پر بہت سی پن چکیاں ہیں جن میں نہایت عمدہ قسم کا آنا پتا ہے طرح طرح کے میوے ملتے ہیں جن کا شیرینی میں جواب نہیں ملتا ان کی کثرت و خوبی ان کا رسیلا پن اور ذائقہ بیان میں نہیں آ سکتا۔ اہل دمشق کے پاس روزی، معاش اور ضروریات زندگی کی افراط ہے۔ شہر کے کاریگر دور دور شہرت رکھتے ہیں اور یہاں کی اشیاء دنیا بھر کی منڈیوں میں شوق سے خریدی جاتی ہیں۔ شہر شام کے سب سے دلاویز شہروں میں ہے اور خوبصورتی و خوشنمائی میں خوب تر اور کامل شمار کیا جاتا ہے۔

سرائے کے مالک کی اس تفصیل کے جواب میں یونان کچھ کہتا ہی چاہتا تھا کہ اسی لہ اہلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر نہایت مانوس اور شیریں آواز میں اہلیکا اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ یونان میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہو صاف جس لڑکی کو پسند کرتا ہے اس کے ہاں جانے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہو چکا ہے تم دونوں میاں بیوی اٹھ کر سرائے سے نکلو میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں صاف کو اس وقت ہاتھ ڈالنا جب کہ وہ اس لڑکی کے گھر میں داخل ہو چکا ہو وہاں تم بہتر طور پر اس سے نہٹ کر اسے اپنے ساتھ اسکندریہ کے ساحل کی طرف لیجا سکتے ہو۔ اہلیکا کے اس انکشاف پر یونان کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے سرائے کے مالک کی

طرف غور سے دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیز میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے دمشق شہر سے متعلق مجھے تفصیل بتائی پر دیکھ مجھے اپنے ایک عزیز سے ملنے کے لئے جلدی ہے میں کھانا کھا چکا ہوں اپنے اس عزیز سے ملنے کے بعد میں شاید تم سے ملنے نہ آ سکوں گا اس کے ساتھ ہی یونان اٹھ کھڑا ہوا کھانے کی قیمت اس نے سرائے کے مالک کو ادا کی پھر وہ پیوسا کے ساتھ سرائے سے نکلا تھا اب دونوں میاں بیوی اہلیکا کی رہنمائی میں بڑی تیزی سے اندرونی شہر کی طرف جا رہے تھے۔

اہلیکا کے کہنے پر یونان اور پیوسا دمشق شہر کے وسطی حصے میں ایک مکان کے سامنے رک گئے پھر وہ بے محابہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے ان دونوں نے دیکھا مکان کے سکونتی حصے کے سامنے جو لمبا گیلری نما برآمدہ بنا ہوا تھا اس میں دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی تین چار مشعلیں روشن تھیں اور اسی گیلری نما برآمدے کے اندر یونان اور پیوسا کا بدترین دشمن صاف اس گھر کے کینوں کے ساتھ بیٹھا خوش گاہیوں میں مصروف تھا جو نئی یونان اور پیوسا چلتے ہوئے صاف کے سامنے آئے ان دونوں کو دیکھتے ہی صاف انتہائی غصہناک ہو گیا تھا۔ قبل اس کے صاف یونان اور پیوسا کو مخاطب کر کے کچھ کہتا یونان نے اپنے پہلو میں کھڑی پیوسا کو مخاطب کر کے پوچھا۔ سنو پیوسا اس وقت جبکہ صاف میرے سامنے اکیلا ہی ہے تم ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہنا اور اپنے اطراف میں نگاہ رکھنا کہ کہیں اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کی مدد نہ پہنچیں بہر حال یہی فرض اہلیکا بھی انجام دے گی میں اسے اس کی مری قوتوں سے محروم کروں گا اور پھر اس کا مقابلہ کروں گا میں خود بھی اس کے خلاف سری قوتیں استعمال نہیں کروں گا بلکہ اس کی طبعی طاقت کے مقابلے میں اپنی بھی طبعی قوت کو آزماؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یونان چند قدم آگے بڑھا جبکہ پیوسا ذرا دائیں طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی اتنی دیر تک صاف غصہناک ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے! میں سمجھتا ہوں کہ تو اس گھر میں مجھے اکیلا دیکھ کر مجھ پر وارد ہونا چاہتا ہے لیکن تیرے ہر ارادے کو ناکام بنا دوں گا اس غلط فہمی اس دھوکے اور اس قریب میں مت رہنا کہ تم ہماری اسیری اور ہماری قید سے ذنجیریں توڑ کر بھاگ نکلے تھے وہ لہ بہ ساعت ہی کچھ ایسی تھی کہ تم ہمارے اوپر حاوی ہو گئے تھے ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر میں اپنی طبعی قوتوں کو ہی حرکت میں لاؤں تو تیری جان کو ہوا کر کے رکھ دوں دیکھ نیکی کے نمائندے تو جانتا ہی ہے کہ میں ایک مردم گزیدہ مخلوق ہوں اور میں معراج آدم کو پستی

رکھا ہے۔ بڑے بڑے جرات رکھنے والوں کو میں نے ایک مسافر بے وطن جیسا کر کے رکھ دیا۔ جب کبھی بھی میں کسی کے خلاف حرکت میں آتا ہوں تو اس کی حالت سرکش آندھی اور طوفانوں میں گھرے ایک تنہ جیسی بنا کر رکھتا ہوں لہذا اب بھی وقت ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ جائے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تیری رعنائی کی دھند تیرے جذبات کی لطافت میں کانٹوں کی جھین ضرور بھر کے رہوں گا۔

جواب میں یونان پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ صادو تو خوش فہمی میں اپنے دل اپنے ذہن کو جتلا نہ کر دینا جیسا کہ تو خود جانتا ہے کہ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اپنے اس خداوند قدوس کا ایک عاجز بندہ ہوں جو احد و مدد ہے جو رازق نیک و بد ہے۔ سن صادو میں ہر معصیت ہر ضرورت کے وقت اسی خداوند قدوس کو مدد کے لئے پکارتا ہوں دیکھ صادو یہ دھرتی یہ ٹیل سنگن یہ سائے یہ اجالے یہ کرب حادثات میں ڈھلتا آفتاب یہ نہیں انقلاب کو حرکت میں لاتا چاند یہ صدیوں کی رات جیسے بکھرے ماہ و سال یہ نملتوں سے دست و گریبان ستارے یہ کڑے لحوں کے طوفان اور بے تحریر دکھ یہ نور کے اجالے یہ خلا میں اور سماوات کی تہائیاں یہ تقدیر کے دھارے دھوپ چھاؤں اور یہ رقص کرتی ہوئی لہریں سب میرے خداوند قدوس ہی کے حکم پر اور اس کے لفظ کن کے جواب میں حرکت پذیر ہیں جب تیرا میرا مقابلہ ہو گا تو میں اپنے اسی خداوند قدوس کی نصرت اور حمایت کے ساتھ تیرے مقابلے پر آؤں گا اور تجھے یقین دلاتا ہوں کہ اس شر میں تجھے میں ریر اور مغلوب ضرور کر کے رکھوں گا۔

یونان کی یہ گفتگو سن کر صادو کی آنکھوں سے قرار اور غضبناکی برسنے لگی تھی۔ طوفانی انداز میں وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور برآمدے سے نکل کر صحن میں آیا پھر وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا تو کتوں جیسی مار کھائے بغیر جانے کا نہیں لگتا اس کے ساتھ ہی صادو مزید آگے بڑھا اور اپنے حوائس ہاتھ کی ضرب اس نے پوری قوت کے ساتھ یونان کے سر پر لگاتا چاہی تھی لیکن اس سے پہلے یہ یونان حرکت میں آچکا تھا۔ صادو کو اس نے اس کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا اور احتیاط کی خاطر اپنی سری قوتوں کو اس نے اپنی کمر سے لٹکتی ہوئی تلوار میں منتقل کر دیا تھا۔ صادو کا ضرب لگانے والا ہاتھ جب فضا میں اٹھا اور قبل اس کے کہ صادو کا ہاتھ یونان کے سر پر پڑے یونان نے اپنا پایاں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے صادو کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ صادو کا ہاتھ نیچے لایا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے صادو کو اپنی طرف کھینچا اور لگا تار دو کئے اس نے اس انداز سے دے مارے تھے کہ صادو سامان لاوے جانے والے آؤٹ کی طرح بلبلاتا اٹھا تھا ایک مکا یونان نے صادو کی گردن پر دے

جیسا پر ذلت اور خوابیدہ شام جیسا اداس کرنے کا فن خوب جانتا ہوں اگر تو اپنی بہتری اپنی بھلائی چاہتا ہے تو یہاں سے دفع ہو جا اور مجھ سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا اور تم نے اگر ایسا کرنا چاہا تو پھر اپنے ذہن اپنے دل کے قرباس پر لکھ رکھ کہ اس گھر کے صحن میں میں تجھے مار مار کر تیرا چہرہ زرد، جسم لاغر، دل افسردہ، آنکھیں پر نم کر دوں گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس گھر کے آنگن میں میرے سامنے تیری حالت اک گدائے ڈاک کے زخموں کے پیوند اور آنکھوں میں خزاں کے غبار جیسی ہو کر رہ جائے گی اور میں تجھے زیر، تجھے مغلوب کر کے تیرے پاؤں میں نا امیدوں کے سراب باندھ کر رکھ دوں گا لہذا تیری بہتری تیری بھلائی تیری منفعت اسی میں ہے کہ تو یہاں سے چلا جائے اور یہ کہ مجھ پر وارد ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادو جب خاموش ہوا تو یونان بولا اور اس کی آواز آہنی بیڑیوں کی جھنکار کی طرح سنائی دی تھی۔

دیکھ صادو بدی کے گناہتے تو جانتا ہے کہ میں نیکی کا نمائندہ ہوں اور نیکی بذات خود ایک عالم عشق و مستی میں بے عکس ہیولوں کی طرح نزع کے لحاظ، محرومیوں کی داستان مہار خوابوں اور توہین مشیت کرنے والوں پر چھا جانے کا عزم و فن رکھتی ہے۔ دیکھ بدی کے گناہتے میں جانتا ہوں کہ تم لوگ اور تمہارا سربراہ عزازیل صرف لفظوں کی لاف زنی کرتے ہو لکھ رکھ اس گھر کے صحن میں جب میں لفظ کن سے تراشے ہوئے حروف کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تیری جان میں مشیت کے پیالوں کا زہر بھر دوں گا۔ تیری یادوں کے بادبان اور تیرے خوابوں کے ساحلوں کو مہار کردوں گا۔ سن صادو اس گھر کے صحن میں میں تیرے کردار کی رگوں میں زہر بھروں گا۔ تیری تدبیر کے شیشے کو ٹوڑوں گا تیری حصار ذات میں رخنے ڈالوں گا تیری شوق اوراک کی خوابیدگی میں زلزلہ انگیزی طاری کر دوں گا یہ مت گمان کرنا کہ تم جنات کی صنف سے تعلق رکھتے ہو جسم خداوند قدوس کی جب میں نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تجھے اپنا اطراف و اکناف گردش کرتا ہوا دکھائی دے گا۔ یونان مزید کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا اس لئے کہ صادو بولا تھا پھر وہ یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے یہ مت خیال کرنا کہ میں تمہارے خوفناک الفاظ استعمال کرنے کے انداز سے ڈر جاؤں گا ہرگز نہیں۔ میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ جب میں اساطیری قواعد و ضوابط کو ایک طرف رکھ کر آندھی کی شدت کی طرح تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تمہاری حالت دیمک زدہ در و بام جیسی بنا کر رکھوں گا۔ تمہارے ارادوں کو مجروح و جہاں نصیب لہذا میں تبدیل کر دوں گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں نے ایک بار دیکھ

مارا تھا اور دوسرا صادو کی بغل پر اس زور سے پڑا تھا جیسے آئین پر رکھے ہوئے لوہے پر کوئی وزنی اور بڑا ہتھوڑا گرایا جاتا ہے۔

یوناف کی اس کارگزاری سے قریب ہی کھڑی ہوئی یوسا انتہائی مطمئن دکھائی دے رہی تھی اس کے چہرے پر اس سے گہری اور خوش کن مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ یوناف سے دو کئے کھانے کے بعد صادو جلد ہی سنبھل گیا جوابی کارروائی کے طور پر اس نے لگا تار کئی کئی یوناف کے جگہ جگہ دے مارے لیکن صادو کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یوناف بڑے تھل بڑے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے صادو کے ان ٹکوں کو برداشت کر گیا تھا اس کے بعد یوناف پر ایک جنون اور ایک انقلاب طاری ہو گیا تھا کہ اس نے صادو پر اپنے ٹکوں اور اپنے پاؤں کی ٹھوکروں کی بارش کر دی۔ صادو نے کئی بار سنبھلنے کی کوشش کی لیکن یوناف نے اسے مہلت ہی نہ دی اور مار مار کر اسے اودھ مواسا کر کے زمین پر گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر یوناف نے وقت ضائع نہیں کیا صادو کو اس نے اپنی گرفت میں لیا یوسا کی طرف اس نے آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور صادو کو لیکر وہ دمشق سے اسکندریہ کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور یوسا صادو کو لیکر اپنے جھونپڑے کی طرف نمودار ہوئے۔ پھر یوناف نے یوسا کو مخاطب کر کے کہا یوسا تم جھونپڑے سے باہر ان درختوں کے ساتھ جن سے زنجیریں بندھی ہوئی ہیں آگ کا الاؤ روشن کرو اتنی دیر تک میں اس صادو کو زنجیروں میں جکڑتا ہوں۔ یوسا مطمئن انداز میں بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آئی اور جن درختوں کے ساتھ زنجیریں بندھی ہوئی تھیں ان کے قریب ہی اس نے فوراً درختوں کے ساتھ بندھی ہوئی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا پھر وہ بھاگا بھاگا جھونپڑے میں گیا اور لوہے کی کئی سلاخیں وہ اٹھا لایا پھر وہ لوہے کی لمبی لمبی بڑی سلاخیں اس نے آگ کے چلتے ہوئے الاؤ کے اندر رکھ دی تھیں۔

لوہے کی سلاخیں جب آگ میں تپ کر سرخ ہو گئیں تب یوناف حرکت میں آیا یوسا آگ کے الاؤ کے پاس ہی کھڑی رہی۔ یوناف نے دو سلاخیں جن کے دستے لکڑی کے تھے آگ سے نکالیں پھر وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے صادو کی طرف بڑھا۔ صادو یوناف کے ہاتھ میں گرم سرخ سلاخیں دیکھ کر لرز کانپ گیا تھا۔ پھر یوناف نے پاؤں کی ٹھوک مار کر صادو کو زمین پر لٹا دیا اپنے جوتے کی نوک سے اس نے صادو کی پیٹھ سے اس کا لباس ہٹایا پھر جگہ جگہ سے لوہے کی ان دو سلاخوں کی مدد سے اس نے صادو کی پیٹھ جلا کر رکھ دی تھی۔ جواب میں صادو بری طرح شور اور بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا۔ رات کی تاریکی میں

یوں یوناف صادو کو ایک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا کرنے لگا تھا۔

یوناف ابھی صادو کو اذیت میں مبتلا کئے ہوئے ہی تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لس دیا پھر وہ کسی قدر خیز آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ۔ عزائیل اور اس کے ساتھیوں کو صادو کے اغوا کی خبر ہو گئی ہے اور اب عزائیل، بارص، یوشا، عارب اور فیصلہ کے ساتھ طوفانی انداز میں اس طرف آ رہا ہے اس کی آمد سے پہلے ہی تم دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ میرے خیال میں صادو کی حالت دیکھتے ہوئے وہ سب تم سے ٹکرانے کی کوشش کریں گے تم فکر مند مت ہونا میں بھی یہاں ہوں تینوں مل کر ان سے ایسے ٹھنیں گے جس طرح ان ہائیڈروں اور گناہ کے گماشتوں کے ساتھ ہم باضی میں نہیں رہیں ہیں۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی دونوں سلاخیں بھی اس نے آگ کے اندر رکھ دی تھیں پھر وہ یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ یوسا عزائیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہم سے صادو کا انتقام لینے کے لئے یہاں پہنچنے والا ہے تم میرے ساتھ مستعد ہو جاؤ جب وہ یہاں آئیں تو آگ کے اندر پڑی ہوئی لوہے کی دو سلاخیں تم سنبھال لینا اور اپنا عمل کرتے ہوئے انہی گرم سرخ سلاخوں کو عزائیل کے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں لانا میں خود بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کروں گا اس کے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی آگ کے الاؤ کے پاس کھڑے ہو کر بڑی بے چینی سے عزائیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

وقت گرد کے گھونگٹ اڑاتا دار و دربان اور ٹیکس و گناہم جذبوں میں بے تحریک دکھ جھوڑتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔ اُصلقی رات گہری ہو کر اپنی کراہوں میں اتر گئی تھی رات کی کالی چمکادڑیں شب گزیدہ تمدن کی طرح اندھیرے کی کوکھ میں نئی رتوں کے افسانے اور حسن بے خدو خال کی داستانیں کھڑی کرنے لگے تھے۔ یوناف اور یوسا اسی طرح اپنے جھونپڑے کے سامنے آگ کی چلتے ہوئے الاؤ کے پاس کھڑے ہو کر عزائیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرتے جا رہے تھے پھر چند ہی لمحوں بعد عزائیل بارص یوشا عارب اور فیصلہ یوسا اور یوناف کے سامنے نمودار ہوئے۔ مائی گیروں کے جھونپڑوں میں اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہر کوئی نیند سے بغل گیر تھا ہر شے پر ایک خاموشی ایک سکوت طاری تھا وہاں آنے کے بعد عزائیل نے تھوڑی دیر تک اپنے ساتھی صادو کی طرف دیکھا جسے یوناف اور یوسا نے دو درختوں کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور عزائیل نے یہ بھی دیکھا کہ صادو کی پیٹھ کو گرم سلاخوں سے داغ بھی کیا تھا۔ اس پر غصے اور غضبناکی میں عزائیل کی

سبب بننے کی کوشش کرے لیکن انجام کار کامیابی و کامرانی ہمارے ہی مقدر میں آئے گی اور شکست و ریخت تیری قسمت کا ایک حصہ بن کر رہ جائے گی۔ یہاں تک کہ بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور بڑے قہرمانہ انداز میں وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل تو بکلتا ہے تو کسی بھی صورت لامکاں و لازماں نہیں ہے اس لئے کہ لامکاں و لازماں تو صرف میرے خداوند قدوس کی ذات ہے تو میرے خداوند کا راندہ اور دھتکارا ہوا ایک ذلیل عنصر ہے دیکھ تو مجھے اپنے کورے اور اچھوتے الفاظ کی دھمکی نہ دے تو جانتا ہے میرا کھراؤ صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ ان گزری ہوئی صدیوں میں تو کئی روپ دھار کر مجھ پر وارد ہوتا رہا پھر تو میرا کیا بگاڑ سکا اگر ماضی میں گزرے ہوئے وقت کے اندر تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو آج رات کی اس گہری تاریکی میں صادو کی خاطر انتقام لیتے ہوئے تو میرا کیا بگاڑ لے گا۔ دیکھ عزازیل تو جو کچھ کرتا ہے رات کی اس تاریکی میں کر دکھا پھر دیکھنا میں بھی نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے ایسے ہی انداز میں تمہارے خلاف حرکت میں آتا ہوں۔

سن عزازیل تو اس وقت کہاں تھا جب تو نے مجھے دریائے سادو کے کنارے غارب اور نبیطہ کے محل کے اندر زنجیروں میں جکڑا دیا تھا اور یہ صادو اور اس کا بھائی ہارص مجھے گرم سرخ سلاخوں سے داغتے رہے تھے۔ سن عزازیل اس وقت تیرے لامکاں اور لازماں ہونے کے جذبے کہاں مر گئے تھے اس وقت تجھے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے تیری گرفت سے آزاد ہونے کے بعد تجھ سے انتقام لے سکتا ہوں اس لئے کہ ماضی میں اکثر اوقات میں ایسا کرتا رہا ہوں۔ دیکھ عزازیل ابھی تو میں نے صرف صادو کو زنجیروں میں جکڑ کر اسے اذیت میں مبتلا کیا ہے ابھی تو اس ہارص کی بھی باری آئی ہے اس کی بھی میں ایسی حالت کروں گا جیسی اس کے بھائی صادو کی ہو رہی ہے اس پر عزازیل بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ انتہائی غیض و غضب اور غصے میں کہنے لگا۔

سن نیکی کے نمائندے میرے روپ ہزار میرے حربے میری صنعتیں میری جدتیں بے شمار ہیں تو کس کس کا مقابلہ کر کے اپنے آپ کو مجھ سے پہچانے کی کوشش کرے گا اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ مجھے صرف الفاظ کی دھمکی دے کر خوفزدہ کرنے کی کوشش مت کر جو کچھ بھی تو نے کرتا ہے اس کا مظاہرہ کر دکھا پھر دیکھ میں کیسے تیری مزاحمت کرتا ہوں۔ عین یوناف کے ان الفاظ کے بعد عزازیل حرکت میں آیا اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر وہ ایک

آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں اور اس کا چہرہ چلتے ہوئے الاؤ جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد عزازیل بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن نیکی کے نمائندے میرے ساتھی صادو کی یہ حالت کر کے تو نے اپنی ذات اور بیوسا کے لئے اچھا نہیں کیا تو جانتا ہے کہ میں وہ بد بلا ہوں جو تقدیر کے دھارے انکار کے غم اور طوفان الم تک کے سرخ بھی موڑ دیتا ہوں۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میری فطرت میں شامل طلب انا جب اکتوبر کی سیمابی ہواؤں کی طرح حرکت میں آتی ہے تو چاروں طرف ہجر کی جس اور پت جھڑ کے ٹھہرے موسم جیسا سماں باندھ کر رکھ دیتی ہے۔ میں جب سیلاب بلا خیز کی طرح اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آتا ہوں تو ان کی مدحوں کے مسکنوں میں عہد ہوس کا غموں کی شدت اور تحریک بغاوت کھڑی کر دیتا ہوں۔

سن نیکی کے نمائندے میں جب لامکاں اور لازماں ہو کر نکلتا ہوں تو ان گرد آلود فضاؤں میں روح کی تابانی کے جلوے تک کھڑے کرنے کی ہمت رکھتا ہوں ایسے میں کوئی دعا کوئی تدبیر کوئی مناجات بھی میرے خلاف کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔

سن نیکی کے نمائندے اس بات پر مت اترا تا کہ تو نے صادو کو بے بس کر کے اس عذاب اور مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے میں عزازیل تم سے اس سے بھی بدترین انتقام لینے کی ہمت اور جرات رکھتا ہوں دیکھ اس صادو کو چھوڑ دے اور اپنے اس روسیے کی مجھ سے معافی مانگ ورنہ جب میں آزادی کے نشے میں سرشار سادے اور کورے صطی کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو کراں تا کراں اس نظام مردو انجم اور فرش نیلو فیر کی قبائے ساز کے اندر نئی آرائشوں کی بے تابی میں بے سمت آندھیاں اور ماورائے حد نظر طوفانی شرر کھڑے کر دوں گا اگر ایسا ہوا تو پھر تو اپنے آپ کو میرے سامنے کھل طور پر بے بس مجبور اور لاچار پائے گا۔

سن نیکی کے نمائندے تو جانتا ہے میں ڈھوپ چھاؤں ناپتی لہروں کی طرح اپنی عمر کا قرض اتارنے کا فن جانتا ہوں۔ رات کی اس گہری خاموشی کے فسوں میں جبکہ ہر کوئی نیند سے بغل گیر ہے اور چاروں طرف ایک سناٹا اور دیرانی ہے تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو صادو کو چھوڑ دے اپنے ہاتھ سے اس کی زنجیریں کھول دے ورنہ میں سنگروں کے قبیلے کے کسی پاسان کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تیرے لمحہ آئند کو خون آلود اور تیرے سکون کے سایوں کو بھیر بھیر کر کے رکھ دوں گا۔ سن نیکی کے نمائندے ساز کتا بھی فضا کو مغنی کیوں نہ کر دینے والا ہو آخر اسے وقت کے دھارے میں ڈوب ہی جانا ہوتا ہے۔ تو کتنا بھی ہمارے خلاف کمر کے طوفانوں کی طرح حرکت میں آکر ہمارے لیے قلت و ذلت کا

شعلے کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہ شعلہ یوناف اور یوسا کی آنکھوں کے سامنے فضاؤں کے اندر پھڑپھڑاتا رہا پھر وہ شعلہ ان زنجیروں کی طرف بڑھا تھا جن میں صادو جکڑا ہوا تھا۔ عین اس موقع پر ایلیکا حرکت میں آئی اور یوناف کی گردن پر اپنے ریشمی اور حریری لمس دیتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب دیکھ یہ عزائیل جو شعلے کی شکل اختیار کر کے صادو کی طرف بڑھا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان زنجیروں کو کاٹنا چاہتا ہے جن میں صادو جکڑا ہوا ہے تو صرف عارب نبیطہ بارص اور یوشا پر نگاہ رکھ میں عزائیل سے خود نمٹتی ہوں اس کے ساتھ ہی ایلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی دوسرے ہی لمحے یوناف اور یوسا نے دیکھا کہ عزائیل شعلے کی شکل اختیار کر کے جو زنجیروں کی طرف گیا تھا تو اس کے قریب ہی نیم برے رنگ کا ایک اور شعلہ نمودار ہوا تھا اور وہ دونوں شعلے بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے گئے تھے یوناف اور یوسا کے علاوہ بارص اور یوشا عارب اور نبیطہ بھی بڑی جستجو کے انداز میں ان شعلوں کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک فضاؤں میں خاموشی رہی پھر اس کے بعد بارص یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف تیری بہتری تیری بھلائی اسی میں ہے کہ تو میرے بھائی صادو کو چھوڑ دے۔ اس پر یوناف کہنے لگا سن بارص تیرے بھائی کو میں چھوڑ تو دوں گا لیکن اس وقت جب میں اپنا انتقام اس سے لے لوں گا۔ اسے میں اتنی دیر ہی اپنے پاس رکھوں گا جتنی دیر تم لوگوں نے ہمیں عارب اور نبیطہ کے محل میں اسیر بنا کر رکھا اور مجھے اذیتیں دیتے رہے میں اس وقت سے ایک لمحہ بھی زائد اسے اپنے پاس نہیں رکھوں گا اسے چھوڑنے کے بعد سن بارص پھر تیری باری آئے گی تجھے بھی میں اتنی ہی دیر اذیت دوں گا جتنی تم لوگوں نے مجھے دی تھی۔ اس پر بارص پھر بولا اور کہنے لگا تو بکثرت ہے ہم ہر صورت اپنے بھائی صادو کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا اگر ہمت ہے تو پھر صادو کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس پر بارص تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان زنجیروں کی طرف بڑھا تھا جن میں صادو جکڑا ہوا تھا۔ یوناف بھی طوفانی انداز میں آگے بڑھا تھا۔ بارص کے نزدیک جاتے ہی اس نے بارص کو اس کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا پھر جوں ہی بارص نیچے جھک کر لوہے کی زنجیروں کو پکڑنے لگا یوناف حرکت میں آیا اس کی گردن کے نیچے اس طاقت اور قوت کے ساتھ اس نے گھونسہ مارا کہ بارص ہواؤں میں اچھلتا ہوا دور جاگرا تھا اس موقع پر یوناف نے ایک تھپتھپ لگایا اور بارص کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا دیکھ بارص میرا یہ گھونسہ کیسا رہا عین اس موقع پر عزائیل جو بل کھاتے ہوئے ایک شعلے کی صورت

اختیار کر چکا تھا ایک کوندے کی طرح یوناف کی طرف لپکا تھا پھر یوناف کے چہرے پر ایسی زوردار ضرب لگی تھی کہ یوناف فضاؤں کے اندر کئی پلٹیاں کھاتا ہوا زنجیروں سے دور جاگرا تھا لیکن جلد ہی وہ ٹپٹپٹا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عین اسی موقع پر ایلیکا بھی جو ایک شعلے کی صورت اختیار کر چکی تھی حرکت میں آئی وہ شعلہ بالکل عزائیل ہی کے انداز میں عارب کی طرف بڑھا اور پھر عارب کے چہرے پر بھی ایسی ضرب پڑی کہ عارب یوناف سے بھی زیادہ پلٹیاں کھاتا ہوا اور تکلیف و شدت میں کراہتا ہوا دور جاگرا تھا اس کے بعد پھر دونوں شعلے ایک دوسرے سے ٹکرائے گئے تھے۔

اب یوناف سمجھ چکا تھا کہ رات کی اس تاریکی میں ٹکراؤ ضرور ہو کر رہے گا لہذا اس نے اٹھتے ہی ایک طوفان کھڑا کر دیا لگاتار اور پے درپے اس نے کئی ضربیں بارص اور عارب پر لگاتے ہوئے اس نے انہیں اپنے سامنے ہانکنا شروع کر دیا تھا ان دونوں کو اس نے ان کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا اپنی سری قوتوں کو وہ بار بار اپنی تلوار میں لے جاتا اور پھر واپس لا کر عارب اور بارص پر ضربیں لگاتے لگتا تھا۔ یوناف ہی کی طرح یوسا بھی حرکت میں آئی تھی اور وہ بھی یوناف جیسا ہی طریقہ استعمال کرتے ہوئے نبیطہ اور یوشا پر برس پڑی تھی اور باری باری ان پر ضربیں لگا رہی تھی۔ دوسری طرف یوناف نے جب دیکھا کہ اس کی دیکھا دیکھی یوسا بھی نبیطہ اور یوشا سے ٹکرا رہی ہے تو ایک موقع پر جب اس نے بارص اور عارب دونوں کو مار مار کر زمین پر گرا دیا تھا تو وہ بھاگتا ہوا یوسا کی طرف آیا اور اس کے سامنے برسرِ بیکار یوشا اور نبیطہ کو دو دو ایسی اور پر قوت زوردار ضربیں لگائیں کہ یوشا اور نبیطہ دونوں ہی بے بسی کے عالم میں ہواؤں کے اندر اچھلتی ہوئی دور جاگری تھیں اس کے بعد یوسا طوفانی انداز میں ان پر چھا گئی تھی اور لگاتار ان پر ضربیں لگاتے ہوئے انہیں اٹھنے کا موقع ہی فراہم نہ کر رہی تھی۔ دوسری طرف یوناف نے بھی بارص اور عارب کو ان کی ساری قوتوں سے محروم کرتے ہوئے انہیں اپنے سامنے بے بس اور مجبور بنا کر رکھ دیا تھا۔

عارب اور بارص میں اب اتنا دم خم نہ رہا تھا کہ وہ یوناف سے مزید ٹکراتے وہ دونوں بری طرح ہانپ رہے تھے اور پریشان بھی تھے اس لئے کہ یوناف نے انہیں ان کی سری قوتوں اور ان کی بڑھی ہوئی طاقتوں سے یکسر محروم کر دیا تھا اپنے زعم میں وہ پوری قوت سے یوناف پر ضرب لگاتے تھے لیکن وہ حیران اور پریشان تھے کہ ان کی ضربوں کا اثر یوناف پر ہوتا ہی نہیں تھا اور جب یوناف ان پر ضرب لگاتا تھا تو ان کی ہڈیاں تک ترخنے لگ جاتی تھیں۔ دوسری طرف یوسا کے مقابلے میں یوشا اور نبیطہ کی بھی یہی حالت تھی وہ سری

قیصر روم ٹی ہیرس کی موت کے بعد رومنوں کے مشہور اور ہرولعزیز جنرل جرمانکس کا بیٹا گیوس رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بنا تھا۔ گیوس ایک ضدی اور خود پسند انسان تھا اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے مفاد کی خاطر یہ انتہا درجہ کا ظالم بھی کہا جا سکتا تھا۔ رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بننے کے بعد اس نے اٹلی اور آس پاس کی ساری رومن رعایا کو حکم دیا کہ ہر معبد ہر مندر اور ہر عبادت گاہ میں اس کا بت رکھا جائے اور جس طرح قدیم دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش کی جاتی ہے اسی طرح اس کے بت کی بھی کی جائے یوں ایک طرح سے گیوس نے الوہیت کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنے آپ کو قدیم دیوتاؤں کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی تھی۔

رومنوں نے اپنے اس حکمران گیوس کے اس حکم کا اتباع کرنا شروع کر دیا اور انہوں نے اپنے سارے مندروں کے اندر گیوس کا بت رکھ کر اسے اپنے قدیم دیوتاؤں کی صف میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن مارطانیہ کے حکمران پولی جو رومنوں کا باج گزار تھا اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ فلسطین اور دیگر علاقوں میں جہاں کہیں بھی یہودی آباد تھے انہوں نے بھی اس گیوس کی الوہیت کو تسلیم کرنے سے سراسر انکار کر دیا تھا۔

اس انکار کے جواب میں گیوس پہلے مارطانیہ کے حکمران پولی کے خلاف حرکت میں آیا۔ گیوس کو یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارطانیہ کے حکمران پولی کے پاس بے شمار دولت اس کے خزانوں میں جمع ہے لہذا اس نے پولی کو روم طلب کیا۔ پولی قیصر روم کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے مارطانیہ سے روم آیا جہاں گیوس نے اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ غصہ میں اس پر برس پڑا اور نتیجہ کار اس نے پولی کو قتل کرا دیا اور جس قدر خزانے اس کے اس کی حکومت میں تھے۔ ان سب پر اس گیوس نے قبضہ کر لیا تھا۔

مارطانیہ کے حکمران پولی کا خاتمہ کرنے اور اس کے خزانوں پر قبضہ کرنے کے بعد گیوس یہودیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ گیوس کی الوہیت کے خلاف سب سے زیادہ سرگرمی کا اظہار اسکندریہ کے یہودیوں نے کیا تھا لہذا گیوس نے اسکندریہ کے یہودیوں کے ایک وفد کو روم طلب کیا۔ سرکردہ یہودیوں کا ایک وفد گیوس کے بلانے پر روم پہنچا۔ گیوس اس وفد کا بھی خاتمہ کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے چند ہی خواہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو جگہ جگہ اس کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ گیوس بغاوتوں کے نام سے خوفزدہ ہو گیا۔ مجبور ہو کر اس نے اس یہودی وفد کی آؤ بھگت کی اور یونانی ان سے قیوم کے دوران الٹے سیدھے سوالات کرتا رہا۔ کبھی ان سے پوچھتا کہ وہ سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے کبھی پوچھتا کہ شراب اور جوا کیوں نہیں کھیتے۔ چند روز تک اس نے

قوتیں رکھنے کے باوجود دونوں اپنے آپ کو پیوسا کے سامنے بے بس اور لاچار محسوس کر رہیں تھیں۔ اس لئے کہ یونان کی طرح پیوسا نے بھی انہیں ان کی سری قوتوں سے محروم کر رکھا تھا۔

دوسری طرف دونوں شعلے ابھی تک ان زنجیروں کے آس پاس ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے جن زنجیروں میں صادو جکڑا ہوا تھا پھر اچانک ایک شعلہ جو عزازیل کا تھا بجھ گیا دوسرے ہی لمحے عزازیل یونان کے سامنے نمودار ہوا اس شعلے کے بجھنے کے تھوڑی ہی دیر بعد دوسرا نیلے رنگ کا شعلہ بھی بجھ گیا اور اس کے بعد چند ہی ساعتیں گزری تھیں کہ اہلیکا نے یونان کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا اور مسکراتی اور کھلکھلائی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ دیکھ یونان میرے حبیب جس طرح تو اور پیوسا نے عارب بارص یوشا اور فیبطہ کو مار مار کر اپنے سامنے بے بس لاچار اور مجبور کر دیا ہے اس طرح میں نے بھی عزازیل پر ضربیں لگا لگا کر اسے اپنے سامنے بے بس کر دیا ہے۔ ابھی وہ اپنی شعلگی سے نکل کر اپنی دوسری ٹہنت میں تمہارے سامنے آ نمودار ہوا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے اتنی محنتوں کرنے کے بعد اہلیکا یونان کی گردن سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ اس کی گردن کے ارد گرد رہ کر وہ ہلکا ہلکا لمس دیتی ہوئی اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہی اسی لمحہ عزازیل یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس میں کوئی شک نہیں کہ آج رات کی اس تاریکی میں میں اور میرے ساتھی تمہارے سامنے ناکام رہے ہیں اور ہم صادو کو تم سے چھڑا نہیں سکے۔ پر سن رکھ نیکی کے نمائندے تمہاری یہ کامیابی تمہاری اپنی کوششوں اور تمہاری اپنی جدوجہد کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تمہاری یہ کامیابی اور فوزمندی ساری کی ساری اہلیکا کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ اہلیکا تمہارے ساتھ نہ ہو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہیں اور پیوسا کو لمحوں کے اندر ہی کر رکھ دوں پر دیکھ نیکی کے نمائندے اپنے دل اپنے ذہن پر یہ ضرور لکھ رکھ کہ یہ جو تو نے صادو کو ایک اذیت اور کرب میں مبتلا کیا ہے۔ اس کا میں تم سے ایک نہ ایک روز انتقام ضرور لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی رات کی تاریکی عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو کوئی مخصوص اشارہ کیا اس کے بعد اس کے سارے ساتھی رات کی تاریکی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے روپوش ہو گئے تھے۔ دوسری طرف یونان نے بھی صادو کو اپنے ہاں زنجیروں میں جکڑ کر اتنے دن ہی اذیتوں میں مبتلا رکھا جتنے دن وہ اور پیوسا عارب اور فیبطہ کے محل میں اذیتوں میں رہے تھے اس کے بعد یونان نے صادو کو رہا کر دیا تھا۔

بچپن میں اس پر مظالم کرتا رہا تھا۔ لہذا سیلانیوس کو بھی دلیرا نے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔

اس کے بعد انتقام اور قتل و غارت کا ایک سلسلہ روم شہر میں شروع ہو گیا تھا۔ دلیرا چونکہ کلاڈیوس پر پوری طرح حاوی ہو چکی تھی لہذا کلاڈیوس اس کی ہر بات ماننے پر مجبور تھا۔ اس مجبوری سے دلیرا نے خوب فائدہ اٹھایا۔ بے شمار لوگوں کو جن سے وہ رقابت رکھتی تھی یا جن کا تعلق شاہی خاندان سے ہونے کی وجہ سے آئندہ کے لیے وہ تخت و تاج کے لئے خطرہ بن سکتے تھے۔ اس دلیرا نے بلا جھجک موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان مظالم اور قتل و غارتگری کا نتیجہ یہ نکلا کہ رومنوں کے ایک جنرل مینوریوس نے کلاڈیوس کے خلاف بغاوت کر دی۔ رومن لشکر کے بہت بڑے سے حصے اس باغی جنرل مینوریوس کے ساتھ مل گئے تھے لیکن کلاڈیوس اور دلیرا کی خوش قسمتی کہ اس بغاوت کو فرو کر دیا گیا۔ اس بغاوت کے کچلے جانے کی وجہ سے کلاڈیوس اور دلیرا اور زیادہ شیر ہو گئے تھے۔ لہذا انہوں نے شاہی خاندان کے کئی اور افراد پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شاہی خاندان کے ان افراد کا تعلق زیادہ تر شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے سابق جنرل پمپی اور کراسیوس سے تھا۔ ان دونوں خاندانوں کے بہت سے لوگوں کا صفایا کر دیا گیا۔ اپنی انتقام کی آگ بجھانے کے لئے اور اپنے دشمنوں سے اپنے انتقام کی تکمیل کے لئے رومنوں کی ملکہ دلیرا نے اپنے دو مخبر رکھے ہوئے تھے۔ ان دونوں مخبروں کا تعلق شاہی دربار سے تھا۔ یہ دونوں درباری دلیرا کو ایک ایک لمحہ کی خبر دیتے رہتے تھے اور جس کی کسی کو بھی قتل کر کے اپنے راستے سے ہٹانا ہوتا تھا اسے بھی دلیرا ان دونوں درباریوں ہی کی وساطت سے موت کے گھاٹ اتروا دیتی تھی۔

اپنی بیوی دلیرا کے انتقام کی آگ بجھانے اور ملک کے اندر جگہ جگہ شورشیں اور بغاوتیں ختم کرنے کے بعد رومن شہنشاہ کلاڈیوس بیرونی فتوحات کی طرف متوجہ ہوا۔ سب سے پہلے اس نے برطانیہ کی طرف توجہ دی۔ برطانیہ میں اس دور میں وحشی گال قبائل آباد تھے۔ گو اس سے پہلے شہنشاہ آگسٹس نے بھی برطانیہ پر حملہ آور ہو کر اسے پوری طرح اپنی سلطنت میں شامل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پر بعد میں وہ اپنے اس ارادہ سے باز رہا اور اس سے بھی پہلے جولیس سیزر برطانیہ پر حملہ آور ہوا تھا اور برطانیہ کے جنوب اور مشرقی حصوں پر اس نے قبضہ بھی کر لیا تھا۔ لیکن جولیس سیزر کی موت کے بعد یہ علاقے پھر ایک طرح سے آزاد ہو گئے تھے اور ان علاقوں پر اب کوہلوس نام کا ایک شخص حکمرانی کرتا تھا۔

یہودیوں کے وفد کو اپنے ہاں ٹھہرائے رکھا اور اسی طرح کے سوالات ان سے کرتے ہوئے دن گزارنے لگا ساتھ ہی ساتھ انہیں یہ بھی ترغیب دیتا رہا کہ وہ اس کا بت بنا کر اپنے معبود اور عبادت گاہوں میں رکھیں اور اس کی الوہیت کو تسلیم کریں لیکن یہودی وفد نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

گیوس کے ان مظالم اور الوہیت کے اعلان کی وجہ سے یہ زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا۔ چند ہی ماہ بعد جس وقت یہ اسکندریہ سے آنے والے یہودیوں کے وفد کے ساتھ اس نے مفت و شنید کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ چند زندہ دل نوجوان حرکت میں آئے خفیہ طور پر وہ گیوس پر حملہ آور ہوئے اور گیوس کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ گیوس کے بعد اس کا بیٹا اور مشہور رومن جنرل جبرائلس کا بھائی کلاڈیوس رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بنا تھا۔

تحت نشین ہونے کے بعد اس کلاڈیوس نے دلیرا نام کی ایک ایسی لڑکی سے شادی کی جس کا تعلق رومنوں کے شاہی خاندان سے تھا۔ اس سے پہلے کلاڈیوس دو شادیاں کر چکا تھا۔ لیکن وہ دونوں ہی گم نام اور عام لوگوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ کلاڈیوس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رومنوں کا شہنشاہ بننے سے پہلے یہ عام آدمی کی حیثیت سے گم نام زندگی بسر کر رہا تھا اور اسے شاہی خاندان کا ٹھکرایا ہوا شخص تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن شہنشاہ بننے کے بعد اس نے شاہی خاندان کی لڑکی دلیرا سے شادی کی تاکہ شاہی خاندان سے اس کا تعلق اور ربط رہے۔ اس شادی کے وقت کلاڈیوس کی عمر سال تھی جبکہ دلیرا اس وقت صرف برس کی تھی۔ رومنوں کی ملکہ بننے کے بعد اپنی خوبصورتی اور اپنی کم عمری کی وجہ سے دلیرا کلاڈیوس پر پوری طرح چھا گئی اور اس سے اس نے ہر جائز اور ناجائز کام لیا۔

رومنوں کی ملکہ بننے کے بعد اس دلیرا نے ہر اس شخص سے انتقام لیا جس سے وہ نفرت کرتی تھی۔ یا جو آنے والے وقت میں اس کے لئے اس کے شوہر کلاڈیوس کے لئے ایک خطرہ ثابت ہو سکتا تھا۔ سب سے پہلے وہ جولیا نام کی دو اپنی ہم عمر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئی ان میں سے ایک جولیا تو سابق رومن شہنشاہ گیوس کی بیوی تھی اور جب کہ دوسری جولیا گیوس سے پہلے رومنوں کے شہنشاہ ٹی بیس کی پوتی تھی۔ جولیا نام کی یہ دونوں ہی لڑکیاں چونکہ دیر کی طرح خوبصورت اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں ان کی خوبصورتی اور ان کے پرکشش ہونے کی وجہ سے دلیرا ان دونوں سے رقابت رکھتی تھی لہذا سب سے پہلے وہ انہی دو لڑکیوں کے خلاف حرکت میں آئی اور ان دونوں کا اس نے خاتمہ کرا دیا۔ اس کے بعد دلیرا اپنے ایک سوتیلے بچے سیلانیوس کے خلاف حرکت میں آئی۔

برسر پیکار رہے تھے۔ کلاڈیوس برطانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کرنے لگا تھا۔ اس کی خوش قسمتی کہ اسے ایک معقول بہانہ بھی مل گیا اور وہ یوں کہ کوہلنوس جو برطانیہ کے جنوبی اور کچھ مشرقی حصے کا حکمران تھا وہ ماضی میں رومنوں کا باج گزار بھی رہا تھا۔ اس نے اچانک برطانیہ میں پر پزے نکالے۔ اپنی قوت میں اس نے بے پناہ اضافہ کر لیا اور ہمسایہ حکمرانوں کے کچھ علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اس بات کو بہانہ بناتے ہوئے۔ کلاڈیوس نے جنوب اور مشرقی برطانیہ کے حکمران کوہلنوس کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ کر لیا۔

کلاڈیوس بظاہر کوہلنوس کی سرکوبی کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اس نے ہمسایہ علاقوں پر دست درازی کی لیکن یہ بہانہ بنا کر درحقیقت وہ پورے برطانیہ پر حملہ آور ہو کر اسے اپنی سلطنت کا ایک حصہ بنانا چاہتا تھا۔ برطانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک بہت بڑے لشکر اور بحری بیڑے کی ضرورت تھی۔ جسے کلاڈیوس نے جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف جنوبی اور مشرقی برطانیہ کے حکمران کوہلنوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن شہنشاہ کا یہ اس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے۔ لہذا اپنے ہمسایہ حکمرانوں پر جسے اس نے ترک کر دیئے وہ اپنے مرکزی شہر کو سٹرلوٹ آیا اور یہاں وہ رومنوں کے متوقع حملہ کے خلاف دفاع کرنے کے لئے دور شور سے جنگی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

برطانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کلاڈیوس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا جو لشکر ان دنوں رومنوں کے دریائے ڈینیوب اور جرمنی میں دریائے رائن کے کنارے پھیلے ہوئے تھے۔ کلاڈیوس نے ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا جب یہ سارے لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے تو ان سارے لشکروں کا سپہ سالار کلاڈیوس نے اپنے ایک ہر د عزیز جنرل پلائئوس کو بنایا۔ اور دو دورے بڑے جنرل و سپہاسین اور آکٹوریوس کو پلائئوس کا ماتحت بنا کر اس نے برطانیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان تینوں جنرلوں کے تحت کلاڈیوس نے ایک بہت بڑا بحری بیڑا بھی کر دیا تھا۔

دوسری طرف برطانیہ کے گیارہ بادشاہوں کو جب خبر ہوئی کہ رومن ان پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تو وہ سب آپس میں ملکر اتحاد قائم کر گئے تھے اور انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ متحدہ طور پر برطانیہ کو بچانے کے لئے رومنوں کے خلاف جنگ کی جائے۔ لہذا برطانیہ کے گیارہ کے گیارہ حکمرانوں نے دن رات ایک کر کے بڑے بڑے لشکر تیار کر لئے تھے تاکہ رومنوں کے مقابلے میں برطانیہ کا دفاع کیا جاسکے۔ رومنوں کا بحری بیڑا اپنے جنرل پلائئوس کی سرکردگی میں برطانیہ کی بندرگاہ کینٹ پر لشکر انداز ہوا۔ یہاں کچھ دن سستانے اور آرام

کرنے کے بعد رومن جنرل پلائئوس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا دوسرا حصہ اپنے نائب جنرل و سپہاسین کی سرکردگی میں دیا اور تیسرا حصہ اس نے اپنے دوسرے نائب جنرل آکٹوریوس کی کمانداری میں دینے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ خود پلائئوس برطانیہ کے جنوبی اور مشرقی حصوں پر حملہ آور ہونے کے لئے کہا گیا۔ جبکہ آکٹوریوس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ ڈریل شائر اور یارک شائر پر حملہ آور ہو کر اپنے سامنے آنے والے ہر برطانوی لشکر کو نیست و نابود کرتا چلا جائے۔

یوں رومنوں نے برطانیہ پر اپنے حملوں کی ابتدا کر دی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ رومن جنرل و سپہاسین نے برطانیہ کے اندر 30 کے قریب خونخوار جنگیں لڑیں اور ہر جنگ میں اس نے برطانوی لشکر کو شکست فاش دی۔ اور برطانیہ کے جنوب مشرقی حصہ کے وسیع علاقوں پر یہ و سپہاسین قابض ہو گیا تھا۔ دوسری طرف رومن لشکر کا سپہ سالار اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ برطانیہ کے وسطی حصوں کی طرف بڑھا تھا۔ اس نے دور دور تک پیغام کی تھی۔ اور اپنے سامنے آنے والے ہر برطانوی لشکر کو اس نے بھی شکست دی اور جس قدر علاقہ اس کے ذمہ لگایا گیا تھا وہ اس نے فتح کر لیا۔ ان دو جنرلوں کی طرح تیسرا رومن جنرل آکٹوریوس بھی اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ اس کے ذمہ ڈریل شائر اور یارک شائر کے علاقوں پر حملہ آور ہونا تھا۔ یہ جنرل بڑی مہارت سے ڈریل شائر اور یارک شائر کے وحشی کال قبائل کے خلاف حرکت میں آیا پے در پے اس نے ان علاقوں کے لشکروں کو شکست دی اور ڈریل شائر اور یارک شائر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ کو جب برطانیہ میں اپنے تینوں جنرلوں کی ان فتوحات کی خبر ملی تو وہ اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ ان فتوحات کے نتائج دیکھنے کے لئے روم سے برطانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ کلاڈیوس کے سفر کے لئے ایک خاص جہاز تیار کیا گیا تھا۔ اس جہاز میں بیٹھ کر اس نے سمندری حصہ کو عبور کیا۔ سمندر کو عبور کرتے وقت کلاڈیوس کے جہاز کے ارد گرد بے شمار جنگی جہاز تھے جو اس کی حفاظت پر مقرر تھے۔ یوں کلاڈیوس شاہانہ انداز میں سمندر میں سفر کرنے کے بعد برطانوی بندرگاہ کینٹ پر اترا اس کے بعد وہ برطانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا۔ اپنے تینوں جنرل پلائئوس و سپہاسین اور آکٹوریوس کی کارکردگی کا اس نے جائزہ لیا اور ان کی فتوحات پر بے حد خوش ہوا۔ برطانیہ کے جس قدر حکمران تھے۔ وہ سارے کلاڈیوس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی انھوں نے معافی مانگی۔ کلاڈیوس نے سولہ روز تک برطانیہ کے اندر قیام کیا پھر وہ واپس روم آگیا اور یہاں آکر اس نے کئی روز تک برطانیہ کی فتح کی خوشی میں اٹلی کے اندر جشن

متانے کا اعلان کر دیا تھا۔

برطانیہ پر حملہ اور اس پر چابجا فتوحات حاصل کر کے قبضہ کرنے سے کلاڈیوس کی عزت اور شہرت میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا۔ جہاں شروع میں اس نے اپنی بیوی ولیریا کے کہنے پر اٹلی میں مظالم کئے تھے۔ ان سب مظالم کو ان فتوحات نے ایک طرح سے دھو ڈالا تھا۔ برطانیہ فتح کرنے کے بعد اس کلاڈیوس کے اور اس کے جنرلوں کے بھی حوصلے بلند ہو گئے لہذا برطانیہ فتح کرنے کے بعد کلاڈیوس دوسرے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا۔ مارطانیہ پہلے ہی رومنوں کے تحت تھا اب کلاڈیوس تھریس کی طرف متوجہ ہوا۔ تھریس کا علاقہ اپنی سرزمین، سرسبزی شادابی اور آمدنی کے لحاظ سے یونانی علاقوں میں سب سے بہترین اور مالدار خیال کیا جاتا تھا۔ لہذا تھریس پر کلاڈیوس نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ کلاڈیوس کی خوش قسمتی کے یہاں بھی اسے کامیابی حاصل ہوئی اور تھریس کو بھی کلاڈیوس نے رومن سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

تھریس کی فتح کے بعد کلاڈیوس کی نگاہیں مشرق میں ایران کے اندر اشکانیوں کی سلطنت پر جم کر رہ گئی تھیں۔ ماضی میں اشکانیوں کے ہاتھوں رومنوں کو کئی بار زک اور شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا لہذا کلاڈیوس چاہتا تھا کہ اشکانی سلطنت پر ایسی ضرب لگا کر ایسی شاندار فتوحات حاصل کرے کہ ماضی میں جو اشکانیوں کو رومنوں پر فتوحات حاصل ہوتی رہی ہیں ان کے سارے داغ دھو کر رکھ دے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کلاڈیوس بڑی تیزی سے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرنے لگا تھا۔ تاکہ اشکانیوں پر حملہ آور ہو کر اپنے ارادوں اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کر سکے۔

دوسری طرف اشکانی سلطنت میں بھی ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہو چکی تھی وہ اس طرح کہ اردوان کی وفات کے وقت اس کا بڑا بیٹا وردان جو تاج و تخت کا وارث خیال کیا جاتا تھا۔ دار الحکومت میں موجود نہ تھا۔ اس لئے اس کے چھوٹے بھائی نے ایران کا تاج و تخت سنبھالا۔ لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ بڑا بھائی وردان آپہنچا اور اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اسے جنگ کرنا پڑی جس میں اسے کامیابی ہوئی اور عثمان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

وردان نہایت شقی القلب شخص تھا اس نے اپنے کردار سے اعیان سلطنت کو ناراض کر لیا۔ وہ اسی فکر میں تھے کہ اسے حکومت سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیں کہ ایک دن امرا نے شکار گاہ میں اسے گھیر کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وردان کے قتل کے بعد امراء سلطنت نے اس کے بھائی گودرز کو تخت نشین کیا۔ اسی

گودرز کے دور حکومت میں روم کا شہنشاہ کلاڈیوس اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ گودرز چاہتا تو آزادی سے حکومت کر سکتا تھا لیکن وہ بھی اپنے پیش رو کی طرح نہایت سنگدل اور سخت تھا۔ اس نے پہلے تو اپنے بھائیوں کا صفایا کیا پھر اور اقرباء کی طرف خونی ہاتھ بڑھایا پھر اپنے سارے خاندان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی اس نے بے رحمی سے قتل کر دیا کہ کبھی وہ تاج و تخت کے حقدار بن کر نہ اٹھ کھڑے ہوں۔

امراء سلطنت گودرز کی اس بربریت اور ظلم و ستم سے سخت برا فروختہ ہوئے۔ آخر اسی ناراضگی کے باعث انھوں نے اپنا ایک ایلیٹی قیصر روم کلاڈیوس کی طرف بھیجا اور اس سے خواہش ظاہر کہ روم میں جو اس وقت اشکانی خزانے زیر تربیت ہیں ان میں سے کسی کو بھیجا جائے تاکہ اسے اشکانی سلطنت کی حکمرانی بخشی جائے۔ قیصر روم کلاڈیوس اشکانیوں کی طرف اس پیش کش پر بڑا خوش ہوا اس نے خیال کیا کہ جو کام وہ جنگ کے ذریعہ نکالنا چاہتا ہے وہ سیاست کے ذریعہ نکال سکتا ہے اور اس کا موقع خود ہی اسے ایرانی فراہم کر رہے ہیں۔

اشکانی سلطنت کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے روم میں زیر تربیت ایک اشکانی خزانے مرداد کو کلاڈیوس نے فوج دے کر بھیجا۔ اور اسے ترغیب دی کہ وہ کسی نہ کسی طرح اشکانیوں کا بادشاہ اور حکمران بننے میں کامیاب ہو جائے۔ مرداد دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد جب ایران کی سرحد میں داخل ہوا تو اشکانی حکمران گودرز نے اس کا مقابلہ کیا۔ بد قسمتی سے اس جنگ میں مرداد کو بدترین شکست ہوئی۔ جب کہ گودرز فتح مند رہا۔ گودرز نے اپنی اس فتح کی خوشی میں کوہ ہستون پر اپنی فتح کا ایک کتبہ بھی کندہ کرا دیا تھا۔

اس کے بعد گودرز زیادہ عرصہ حکمرانی نہ کر سکا اور وفات پا گیا۔ گودرز کی وفات پر دونوں دم تخت نشین ہوا جو آذربائیجان کا حکمران تھا۔ گودرز چونکہ اپنی زندگی میں تمام وارثان تخت و تاج کو ہلاک کر چکا تھا۔ اس لیے یہ معلوم نہیں کہ دونوں کی گودرز کے ساتھ کیا قربت داری تھی۔ بہر حال قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ یہ نیا حکمران گودرز ہی کا کوئی دور کا رشتہ دار تھا۔ اس دونوں نے صرف چند ماہ حکومت کی کوئی تاریکی واقعہ اس کے زمانے میں رونما نہیں ہوا۔

دونوں کی وفات پر اس کا بیٹا بلاش تخت نشین ہوا جسے تاریخ میں بلاش اول کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ بلاش اول اشکانی خاندان کا آخری نامور بادشاہ تھا۔ اس کے بعد یہ خاندان زوال پزیر ہونا شروع ہو گیا تھا۔

بلاش اول شروع ہی سے یہ چاہتا تھا کہ آرمینیا کو اپنے تسلط میں لے لے اور وہاں کی



ملکہ دلیرا فاختہ اور برائی میں مبتلا ہو گئی تھی۔ دونوں میاں بیوی کی عمروں میں خاصا فرق تھا۔ شادی کے وقت دلیرا کی عمر صرف پندرہ سال تھی جب کہ اس کے مقابلہ میں کلاڈیوس کی عمر ۳۹ سال تھی۔ دلیرا نے کلاڈیوس سے شادی تو کر لی تھی لیکن دلی طور پر وہ اپنے دل میں اس کے لئے کوئی محبت اور ہمدردی پیدا نہ کر سکی اور ملکہ بننے کے باوجود اس نے اپنی جیسی تسکین کے لئے بے شمار عشق کئے۔ رومنوں کی ملکہ دلیرا اپنے کردار کے لحاظ سے تاریخ میں بدنام اور اس کی برائیوں کا چرچا ہر مقام ہونے لگا تو کچھ سر بھرے رومنوں نے دلیرا کا خاتمہ کر دیا۔ دلیرا سے کلاڈیوس کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا تھا۔ بیٹے کا نام برٹنی کوس اور بیٹی کا نام آکٹویا تھا۔ دلیرا کی موت کے بعد رومن شہنشاہ کلاڈیوس کے مشیروں اور چاہنے والوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ایک اور شادی کرے اور اس کے لئے اس کے چاہنے والوں نے اس کی بھتیجی ایگریپا کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔

شروع شروع میں کلاڈیوس اپنی بھتیجی ایگریپا سے شادی کرنے کے ارادے سے ہچکچایا لیکن جب اس کے وزیروں اور مشیروں نے ایسا کرنے پر زور دیا اور اس کی ڈھارس بندھائی تو کلاڈیوس ایگریپا سے شادی کرنے پر تیار ہو گیا تھا۔ یہ شادی بھی بالکل بے جوڑ تھی۔ ایگریپا ابھی بالکل نو عمر اور بچپن کی حدود کو چھوڑ کی جوانی سے گلے مل رہی تھی۔ جبکہ کلاڈیوس اب بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس بے جوڑ شادی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک روز موقع پا کر ایگریپا نے رومن شہنشاہ کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا کلاڈیوس کی موت کے بعد کلاڈیوس ہی کے رشتہ دار اور شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک فرد نیرو کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ بنا لیا۔ اور نیرو کی شادی کلاڈیوس کی بیٹی آکٹویا سے کر دی گئی تھی۔ یوں کلاڈیوس کے بعد نیرو رومنوں کا شہنشاہ بن گیا تھا۔

○

یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک اسکندریہ سے باہر ساحل کے ساتھ ساتھ مہی گیروں کی بستی کے اندر اپنے جھونپڑے ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز صبح ہی صبح یونان جب اپنے جھونپڑے سے نکلا تو اس نے دیکھا مہی گیروں کی اس جھونپڑی نما بستی کے اندر بہت سے لوگوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس پر یونان فکر مند ہوا وہ اندر جا کر یوسا کو جگانا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ یوسا تقریباً "بھائی ہوئی آئی اور یونان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔ یہ آج بھر بستی میں رونے کی آوازیں کیسی سنائی دے رہی ہیں جبکہ ایک شخص کل بھی ہلاک ہوا تھا اور لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ شخص اپنی طبعی موت نہیں مرا۔ یوسا کے اس استفسار کے جواب میں یونان یونان۔

حکومت اپنے بھائی تیرداد کو سوئے چنانچہ وہ آرمینیا کے حالات کا بغور جائزہ لینے لگا تھا۔ آرمینیا میں گر جستان کے بادشاہ فرس من کا بھائی مہراد حکمران چلا آرہا تھا۔ فرس من کا بیٹا رادا مسس جو ایک انتہا پسند شخص تھا اب باپ کی حکومت خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن فرس من نے اس کا رخ موڑنے کے لئے اسے آرمینیا کو فتح کرنے کی ترغیب دلائی۔ رادا مسس نے آرمینیا کا رخ کیا اور اپنے چچا مہراد کو قتل کر کے آرمینیا کی حکومت سنبھال لی۔

بلاش اول نے آرمینیا کی صورتحال کو اپنے لئے موافق سمجھا اور تخت نشین ہوتے ہی آرمینیا پر لشکر کشی کی۔ رادا مسس مقابلہ کی تاب نہ لا کر فرار ہو گیا لیکن اس زمانے میں آرمینیا میں دباؤ پھیل گئی اور قحط بھی نمودار ہوا اس نے بلاش آرمینیا سے واپس آگیا۔ رادا مسس نے بلاش کی واپسی کی خبر سنی تو وہ آرمینیا لوٹ آیا اور مزید تین سال تک آرمینیا میں حکومت کرتا رہا۔

بلاش اول پھر آرمینیا پر چڑھائی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے ارادہ میں ایک اور مہم حائل ہو گئی وہ اس طرح کہ اس کی سلطنت کے اندرونی حالات خراب ہو گئے جبکہ لوگوں نے بغاوتیں کھڑی کر دیں اور کچھ حصوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جن لوگوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا تھا بلاش نے ان لوگوں سے سختی کے ساتھ خراج مانگا۔ انکار کی صورت میں بلاش ایسی قوتوں کے خلاف حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ اسے خبر ملی کہ واپسی اور سکائی قبائل نے اشکانی سرحدوں پر یلغار کر دی ہے۔

مجبوراً "بلاش اول کو اپنی مہم کا رخ بدلنا پڑا باغیوں کی سرکوبی کرنے کے بجائے وہ واپسی اور سکائی قبائل کی یلغار روکنے کے لئے بڑھا۔ کچھ میدانوں میں واپسی اور سکائی قبائل کے ساتھ بلاش اول کا بہت بڑا معرکہ ہوا جس میں بلاش اول کامیاب رہا اور اس کے مقابلے میں واپسی اور سکائی قبائل کو بدترین شکست ہوئی۔ ان قبائل کا قلع قمع کرنے کے بعد بلاش اول نے سلطنت کے اندر بغاوت کرنے والوں کی طرف دھیان دیا۔ ساری بغاوتوں کو اس نے فرو کیا اس کے بعد اس نے پھر آرمینیا پر فوج کشی کی۔ اس بار پھر آرمینیا کا حکمران رادا مسس بھاگ نکلا اس کے بھاگنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاش نے اپنے بھائی تیرداد کو آرمینیا کا حکمران مقرر کیا۔ اور خود اپنے لشکر کے ساتھ وہ اپنے مرکزی رکی طرف چلا گیا تھا۔

○

قیصر روم کلاڈیوس اور دلیرا کی شادی چونکہ بے جوڑ تھی جس کے نتیجے میں رومنوں کی

اور کہنے لگا۔

میں بھی ابھی ابھی جھونپڑے سے باہر نکلا ہوں اور یہ عورتوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں سن کر میں اندر جا کر ٹھیس جگانے ہی لگا تھا کہ تم خود ہی باہر آگئی ہو۔ میرے خیال میں آؤ نما دھو کر صبح کا کھانا کھائیں پھر بستی کی طرف جاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہی کہ کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ اس پر بیوسا فوراً حرکت میں آئی دونوں میاں بیوی نما دھو کر اور صبح کا کھانا کھا کر فوراً بستی کی طرف روانہ ہوئے۔

یوناف اور بیوسا ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایلیکا نے یوناف کی گردن پر لیس دیا پھر وہ اپنی شیریں اور مسحور کن آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو یوناف جس کام کی طرف تم جا رہے ہو اس میں تم دونوں میاں بیوی کے لئے خطرہ بھی ہے لہذا میری تم دونوں کو تنبیہ ہے کہ تم احتیاط سے کام لیتا۔ اس پر یوناف نے چونک کر ایلیکا سے پوچھا سنو ایلیکا ہم دونوں کو وہاں کیا خطرہ ہے اس پر ایلیکا بولی اور کہنے لگی۔ میں اس سارے معاملے کی تحقیق اور جستجو کر کے آ رہی ہوں۔ اصل معاملہ یہ ہے صادو بارص اور ان کی بہن یوشا نے اس بستی کے اندر اپنا شیطانی کھیل شروع کر رکھا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ صادو اور بارص کی بہن یوشا عجیب سے انداز میں اس بستی میں داخل ہوتی ہے اور آج دوسری لاش اسی یوشا کی وجہ سے اٹھی ہے۔ یوشا مافوق الفطرت انداز میں بستی میں داخل ہوتی ہے اور کسی نوجوان شخص پر وارد ہوتی ہے اس کا سر کاٹ کر خون پیتی ہے اور گردن تک سے جدا کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہ دوسرا حادثہ ہے جو اس ماہی گیروں کی بستی میں اس یوشا کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اس پر یوناف نے فکرمند انداز میں ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سنو ایلیکا جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو تفصیل کے ساتھ کہو تاکہ میں جانوں کہ صادو بارص اور یوشا نے اس بستی کے اندر کیا شیطانی کھیل رکھا ہے۔ اور ہمیں کس سے کس قدر خطرہ ہے جواب میں ایلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف رات کے وقت گہری تاریکی میں بارص، صادو اور یوشا اس بستی میں داخل ہوتے ہیں وہ اپنی شیطانی شکل و صورت میں اس بستی کے اندر ایک کھرام کھڑا کرتے ہیں۔ پھر یوشا اپنا کام کرتی ہے اور کسی خوبصورت نوجوان کی گردن کاٹ کر اس کا خون پی جاتی ہے اور اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ جبکہ اس کام کے دوران صادو اور بارص اپنی شیطانی قوتوں اور شیطانی شکل و صورت کے ساتھ اور گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ عزازیل بھی اس بستی میں تمہارے خلاف حرکت میں آچکا ہے۔ یہ جو آج دوسری لاش

اس بستی سے اٹھ رہی ہے اس نوجوان کے مرنے کے موقع پر اور اس سے پہلے بھی کئی بار عزازیل بستی کے سردار خوسے کے پاس آتا جاتا رہا ہے۔ سنو ماہی گیروں کی اس بستی کے دو سردار ہیں ایک کا نام خوسے اور دوسرے کا نام استور ہے۔ خوسے کے ساتھ اس عزازیل نے بہترین مراسم بنا رکھے ہیں۔ جب پہلی لاش اس بستی سے اٹھی تھی تو خوسے کو عزازیل نے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ لاش تم دونوں میاں بیوی کی وجہ سے اس بستی سے اٹھی ہے۔ اب جبکہ دوسری لاش اٹھی ہے تو خوسے کے ذہن میں پھر عزازیل نے یہ بات ڈال دی ہے کہ یہ تمہاری بستی کے اندر یوناف اور بیوسا نام کے جو دونوں میاں بیوی رہتے ہیں یہ مافوق الفطرت ہیں اور یہ انسانی خون اور گوشت کھانے کے عادی ہیں۔ لہذا تم اگر اپنی بستی کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو ان دونوں میاں بیوی کو مار مار کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا کی پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف عزازیل کے کہنے پر خوسے اور اس کے ہمراہ اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ بستی کے اندر سے یہ جو دوسری لاش اٹھ رہی ہے وہ تم دونوں میاں بیوی کی وجہ سے ہے جبکہ بستی کا دوسرا سردار جس کا نام استور ہے وہ تم دونوں میاں بیوی کا بڑا معقد ہے۔ وہ تم دونوں کے اخلاق تم دونوں کے رہن سہن کی وہ تعریف کرتا ہے اگر خوسے اکیلا ہی اس بستی کا سردار ہوتا تو اب تک وہ اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو چکا ہوتا۔ لیکن دوسرا سردار جس کا نام استور ہے وہ چونکہ تم دونوں میاں بیوی کے حق میں ہے لہذا خوسے کو یہ جرات نہیں ہو رہی کہ تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو بستی کے ماہی گیر دھنوں میں بٹ جائیں گے۔ کچھ خوسے کا ساتھ دیں گے کچھ استور کا اور اس طرح دونوں آپس میں لڑ کر ایک دوسرے ہی کا خون کر کے رہ جائیں گے۔ اسی بناء پر اب تک خوسے اور اس کے ہمراہ تم دونوں میاں بیوی کے خلاف حرکت میں آنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ تاہم عزازیل اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہے کہ خوسے اور اس کے ہمراہوں کو تمہارے خلاف کر کے تم پر حملہ آور ہونے پر مجبور کر دے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے مقصد حاصل کرنے میں آج کامیاب ہو جائے گا۔ لہذا بستی کی طرف جاتے ہوئے تم دونوں میاں بیوی احتیاط برتنا۔ بہر حال اتنا فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ اس کے علاوہ جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے اس بستی میں خوسے کی نسبت بستی کے دوسرے سردار استور کے ہمراہ زیادہ ہیں۔ لہذا اگر اس بستی میں عزازیل نے تمہارے مخالفین پیدا

کئے ہیں تو تم دونوں میاں بیوی کے حامیوں کی تعداد بھی اس بستی میں کم نہیں ہے اب تم دونوں میاں بیوی بستی کی طرف چلو میں دونوں کی نگرانی کروں گی۔ پھر دیکھتے ہیں معاملہ کس جہت کی طرف نکل کھڑا ہوتا ہے۔ ایلیکا کی اس گفتگو کے بعد یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی بڑی تیزی سے چلتے ہوئے دور دور تک پھیلی مای کیروں کی بستی میں اس جگہ آئے جہاں بہت سے لوگ کیا مرد کیا عورتیں بچے بوڑھے سب جمع تھے۔ لوگوں کا ایک بہت بڑا ہتھکنڈ تھا جن کے اندر ایک کھاٹ پر لاش رکھی تھی اور اس لاش کے ارد گرد بہت سے مرد رو رہے تھے اور عورتیں بین کرتی جا رہی تھیں۔ قریب جا کر یونان اور یوسا ایک بوڑھے شخص کے پاس رکے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے یونان نے پوچھا۔

میرے بزرگ کیا تم بتا سکتے ہو کہ کیا معاملہ ہے کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ یہ عورتیں مرد رو رہے ہیں اس بستی میں کل بھی ایک حادثہ ہوا تھا اور ایک لاش اٹھی تھی۔ آج پھر دیکھا ہی بستی کے اندر بین کرنے اور رونے کا انداز ہے۔ یونان کے اس استفاد پر اس بوڑھے نے تھوڑی دیر عجیب سے انداز میں یونان کی طرف دیکھا پھر وہ کسی قدر نرم انداز میں یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اجنبی اس بستی میں دوسرا دن ہے کہ عجیب و غریب واقعہ رونما ہوتا ہے۔ اس بستی میں کچھ شیطانی قوتیں داخل ہوتی ہیں۔ جن لوگوں نے اپنی نظروں سے رات کی تاریکی میں ان قوتوں کو دیکھا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ دھواں دھواں اور ہیولہ ہیولہ سی کچھ قوتیں اس بستی میں داخل ہوتی ہیں اور کسی ایک خوبصورت جوان کا گلا کاٹ کر اس کا خون پی کر چھوڑ جاتی ہیں۔ اور یہ جو دھواں دھواں اور ہیولہ ہیولہ قوتیں بستی میں داخل ہوتی ہیں ان کے متعلق اس بستی کے چشم دید لوگوں کا کہنا ہے۔ یہ قوتیں کچھ اس طرح دکھائی دیتی ہیں جیسے آسمان کی طرف گھرے اٹھتے ہوئے دھوئیں کے اندر عجیب سے نقش و نگار رکھنے والی قوتیں کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارتے ہوئے اپنے وجود کی قربانیت و خونخواری کا پتا دے رہی ہوں۔ بس انہی قوتوں کی وجہ سے اس بستی میں یہ دوسرا واقعہ پیش آیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا تھوڑی دیر رکا پھر دوبارہ وہ یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ مہمان اجنبی اس بستی کے دو سردار ہیں ایک خوشے دوسرا استور۔ سردار خوشے اور اس کے ہمنا لوگوں کا خیال ہے کہ بستی میں یہ کام تم دونوں میاں بیوی کرتے ہو ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تم لوگ انسانی نہیں بلکہ شیطانی اور جنوں کے گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔

جبکہ سردار استور اور اس کے حامی اس بات کی نفی کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی انتہائی نیک، پارسا اور نیکی کے نمائندے ہو لہذا تم دونوں کی وجہ سے اس بستی کے اندر ایک کھینچا تانی اور کشاکش کا عمل بھی جاری ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا دم لینے کو رکا پھر وہ مزید کچھ کہتا ہی چاہتا تھا کہ ایک طرف سے بستی کا سردار خوشے آگ بگولہ سے اپنے حامیوں اور ہمنواؤں کے ساتھ یونان اور یوسا کے قریب آیا پھر انتہا غضبناکی اور خونخواری میں یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی کب تک ہماری اس بستی کے اندر خوشی کھیل کھیلتے رہو گے۔ یہ آج دوسری لاش ہے جس کا حلقوم تم دونوں میاں بیوی نے گزشتہ رات کی تاریکی میں کاٹا اور اس کا خون پیا اب اس کی ادھڑی ہوئی لاش کے ارد گرد اس کے لواحقین رو رہے ہیں بین کر رہے ہیں بتاؤ تم کون ہو کس سرزمین سے تمہارا تعلق ہے اور تمہاری کیا جنس ہے۔ اس پر یونان نے بڑے نرم انداز میں سردار خوشے کو مخاطب کر کے پوچھا یہ تو کہو جو باتیں تم میرے اور میری بیوی کے خلاف کہہ رہے ہو یہ تم سے کس نے کہی ہیں۔ اس پر خوشے پھر بولا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ باتیں ہمارے ایک مہمان عزائیں نے مجھ سے کہی ہیں گو وہ بھی اس بستی میں اجنبی ہے لیکن اس کی باتوں میں خلوص، رس اور حقیقت ہے۔ وہ تم دونوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے اور تم دونوں کی طرح وہ بھی کوئی مافوق الفطرت چیز ہے۔ اس لئے کہ جب اس نے مجھ سے کہا کہ میں مافوق الفطرت چیز ہوں تو میں نے اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا تھا۔ اس کا ثبوت پیش کرنے کے لئے اس نے کہا کہ تم مجھ پر تیر چلاؤ اگر تیر میرے جسم میں پیوست ہو گیا تو سمجھنا میں تم جیسا عام انسان ہوں اگر تیر میرے جسم میں پیوست نہ ہوا تو یہ سمجھ لینا کہ میں مافوق الفطرت چیز ہوں۔ لہذا میں نے اس کے جسم پر کئی تیر برسائے لیکن حیرت انگیز چیز یہ ہے کہ سارے تیر اس کے جسم میں پیوست ہونے کے بجائے اس کے جسم سے ٹکرا کر پانی کے قطروں کی طرح بے ضرر انداز میں زمین پر گر گئے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد میں اس عزائیل نام کے اجنبی کی باتوں پر مجبور ہو گیا تھا۔ دیکھ یونان جو کچھ اس اجنبی عزائیل نے کہا ہے اب مجھے پختہ اعتماد اور بھروسہ ہے کہ اس نے غلط نہیں کہا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ تم دونوں میاں بیوی ہی اس بستی کی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار بننے جا رہے ہو۔ لہذا میں تم دونوں میاں بیوی کو متنبہ کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کر چکے ہو اسے تسلیم کرو مآلہ اس بستی کے لوگ تمہیں سزا دیں اس کے بعد تم یہاں سے چلتے ہو ورنہ بستی کے لوگ تمہیں چیر پھاڑ کر تمہاری ہڈی کر دیں گے۔

خوسے جب خاموش ہوا تو یونان بولا اور کہنے لگا دیکھ خوسے جو کچھ تو کہہ رہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ میں اور میری بیوی بیوسا اس بستی کی تباہی کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اس بستی کے اندر تباہی کی ابتداء کرنے والا وہی شخص ہے جس کا نام عزازیل ہے اور جسے تم اپنا محسن خیال کر رہے ہو۔ سنو خوسے اس عزازیل کو میں ایک عرصہ سے جانتا ہوں۔ میری اور اس کی دشمنی یوں سمجھو کہ وقت کے تیرے لمحوں میں صدیوں پر محیط اور چھائی ہوئی ہے اور شاید تم یقین نہ کرو میں اپنی طویل زندگی کے کئی مواقع پر اس شخص کو مغلوب اور اپنے سامنے بے بس کر چکا ہوں۔ اس پر خوسے فوراً بولا اور کہنے لگا۔ ہرگز نہیں میں اسے تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں۔ جس شخص کے جسم میں تیر پست نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کے جسم پر تلوار اپنا اثر نہیں کر سکتی تم اسے اپنے ہمارے کیسے اور کیوں کر مغلوب کر سکتے ہو۔ اس پر یونان چھائی تانتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔ اگر کسی کو جانچنے کے لئے تمہارے پاس یہی معیار ہے تو تم تیر اور تلوار مجھ پر بھی چلا کے دیکھ سکتے ہو۔ پھر دیکھو تمہیں کیسے تعجب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خوسے نے شاید اس معاملہ کو غنیمت جانتا تھا فوراً اپنے قریب کھڑے ساتھیوں کو اس نے یونان اور بیوسا پر تیر اندازی کرنے کا حکم دیا یونان اور بیوسا ڈرنا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکے تھے۔ لہذا جوں ہی تیر ان پر چلے ان کے جسم میں پست ہونے کے بجائے تیر ان کے جسموں سے ٹکرا کر زمین پر گر گئے تھے۔ یہ معاملہ دیکھتے ہوئے خوسے اور اس کے ساتھی دنگ رہ گئے تھے۔ خوسے نے پھر دو جوانوں کو حکم دیا کہ آگے بڑھو ان پر تلواریں برسائو۔ جوں ہی دو جوانوں نے آگے بڑھ کر یونان اور بیوسا کے کندھوں پر تلواریں برسائیں تو تلواروں کی یوں آواز سنائی دی جیسے کسی نے تلوار کو سخت پتھر پر دے مارا ہو۔ اور ان تلواروں کا بھی یونان اور بیوسا پر کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے خوسے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی دیر تک بستی کا دوسرا سردار کہ نام جس کا استور تھا وہ بھی اپنے حامیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور اپنی گرجتی اور بلند آواز میں اس نے وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اگر کسی نے بھی ان دونوں میاں بیوی کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی یا ان پر کوئی حملہ آور ہوا تو وہ خود اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ سردار استور کی اس دھمکی سے مجمع میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔ کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ دوسرا سردار خوسے ابھی تک انتہائی پریشانی اور تعجب کی حالت میں کھڑا تھا۔ پھر خوسے آہستہ آہستہ چلتا ہوا سردار استور کے پاس آیا اور کسی قدر ندامت اور پشیمانی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

استور میرے بھائی اب تک میں اس یونان اور بیوسا دونوں میاں بیوی کی تباہی بستی

سے اٹھنے والی لاشوں کا ذمہ دار شرارتا رہا ہوں اور ایسا میں نے اس لیے کیا تھا کہ میرے پاس عزازیل نام کا جو اجنبی آیا کرتا تھا اس نے مجھ سے ان دونوں کے خلاف ایسی گفتگو کی تھی کہ اس کا انداز کچھ ایسا موثر تھا کہ میں اس کی باتوں میں آگیا اور یقین کر لیا کہ ہماری بستی میں شروع ہونے والی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار یہ دونوں میاں بیوی ہیں لیکن دیکھ میرے بھائی تیرے آنے سے پہلے جس مافوق الفطرت کام کا اظہار عزازیل نے میرے سامنے کیا تھا۔ ویسا ہی ان دونوں میاں بیوی نے بھی کر دکھایا ہے۔ استور میرے بھائی تو جانتا ہے کہ وہ عزازیل نام کا جو اجنبی میرے پاس آیا کرتا تھا جسے تو بھی اچھی طرح پہچانتا اور جانتا ہے اس پر میرے ساتھیوں نے تیر برائے لیکن تیر اس کے جسم میں گھسنے کے بجائے اس کے جسم سے ٹکرا کر زمین پر گر گئے۔ اس پر تلواریں بھی برسائی گئیں لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ آج سب لوگوں کے سامنے ویسا ہی معاملہ یونان اور بیوسا کے کہنے پر ہم نے ان کے ساتھ بھی کیا اور جس طرح عزازیل پر تیروں اور تلوار نے کوئی اثر نہ کیا تھا اسی طرح تیروں اور تلواروں نے آج ان دونوں میاں بیوی پر بھی کوئی اثر نہیں کیا۔ اس کے علاوہ اس یونان نے آج مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ وہ عزازیل کو پرانا جاننے والا ہے اور یہ کہ عزازیل ان دونوں میاں بیوی کا بدترین دشمن ہے۔

استور میرے بھائی یونان اور بیوسا کے سلسلہ میں میں اپنے غلط رویہ کی تم سے معافی مانگتا ہوں۔ ان دونوں میاں بیوی کی باتوں اور گفتگو سے بھی مجھے ایک طرح کا خلوص اور دیانت داری چٹکتی دکھائی دی ہے۔ آج کے بعد اس یونان اور بیوسا کی حیثیت میرے اور میرے حامیوں کے ہاں بیٹے اور بیٹی کی سی ہوگی۔ خوسے کی یہ ساری گفتگو سن کر استور اور اس کے حامی بے حد خوش ہوئے تھے۔ پھر خوسے آہستہ آہستہ ندامت آمیز انداز میں چلتا ہوا یونان کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ یونان اور بیوسا میں تم دونوں میاں بیوی سے معذرت خواہ ہوں کہ میں تم دونوں کے متعلق اپنے دل میں بدگمانیوں کو جگہ دیتا رہا۔ پر اس موقع پر میں تم سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو مافوق الفطرت قوت ہماری بستی میں داخل ہو کر جوان حسین اور خوبصورت اشخاص کے قتل کا باعث بنتی ہے۔ کیا تم اسے روک نہیں سکتے کیا تم دونوں میاں بیوی اس کا مقابلہ کر کے ہماری بستی کو ان کی خونخواری سے بچا نہیں سکتے۔ دیکھ یونان میرے بیٹے گزشتہ رات مرنے والی جوان میری بیٹی کی سہیلی کا ہونے والا شوہر تھا۔ لہذا جس طرح مرنے والے کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی ہے ایسے ہی ہمارے ہاں بھی دکھ غم او سوگ کا استور میرے بھائی اب تک میں اس یونان اور بیوسا دونوں میاں بیوی کی تباہی بستی پر

ہوتی ہے کسی توانا اور خوبصورت جوان کا انتخاب کرتی ہے اس کی گردن کاٹتی ہے خون بہتی ہے اور انجانے سے انداز میں بستی سے نکل جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اسے دیکھا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تین قوتیں ہیں جو بستی میں داخل ہوتی ہیں شکل و صورت کے لحاظ سے وہ دھوکے کے اندر ابھرتی ہوئی رنگ بھری اشکال کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔ کوئی اسے چھوٹا چاہے تو نہیں چھو سکتا۔ کوئی ان کا تعاقب کر کے نقصان پہنچانا چاہے تو ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ دیکھ میرے بیٹے کیا تو ہماری خاطر ان مافوق الفطرت قوتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اس پر یونان بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوش وہ اجنبی جس کا نام عزازیل ہے جو تیرے پاس آتا رہا ہے تمہاری بستی میں تباہی کا باعث بننے والے تین ہیولے اسی عزازیل ہی کے ساتھی ہیں۔ یہ عزازیل دراصل وہی ہے جسے حرف عام میں ہم لوگ شیطان اور ابلیس کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ ہمیں بدل کر تمہارے پاس آتا رہا ہے۔ تم سے چکنی چپڑی باتیں کرتا رہا ہے اور تمہیں ہم دونوں میاں بیوی کے خلاف اکساتا رہا ہے۔ ہمارا اور اس کا سامنا اور ٹکراؤ تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ ان بدی کے گماشتوں کے مقابلہ میں ہم دونوں میاں بیوی نیکی کے نمائندے ہیں اور عزازیل اور اس کے گماشتوں سے ٹکراتا ہم نے اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے۔ دیکھ سردار خوشے ان مافوق الفطرت قوتوں نے تمہاری بستی میں جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ اب میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ میں ان کے راستے میں چٹان بن جاؤں گا میں ان کا مقابلہ کروں گا اور یہ کہ انہیں تم لوگوں کی بستی میں خونخواری کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ یونان کی یہ باتیں سن کر خوشے آیا خوش ہوا کہ آگے بڑھ کر اس نے یونان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اس کی پیشانی چومی اور کہنے لگا۔

یہ تمہارا ہم پرست بڑا احسان ہوگا۔ میرے خیال میں اب تم ہمارے ساتھ چلو آج کی رات تم میرے ہاں رہو اور نگاہ رکھو کہ وہ قوتیں کب ہماری بستی میں داخل ہوتی ہیں۔ خوشے خاموش ہوا تو دوسرا سردار استور بولا اور بڑی نرمی اور بڑی شفقت میں وہ یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یونان میرے بیٹے خوشے ٹھیک کہتا ہے تم دونوں میاں بیوی اپنے جھوٹے میں جانے کے بجائے خوشے کے ہاں رہو۔ یا میرے ہاں مستقل قیام کر لو۔ اور جب تک بستی پر حملہ آور ہونے والی قوتوں کا سدباب نہیں کیا جاسکتا تم اپنے جھوٹے کے بجائے ہمارے ہاں ہی قیام کرو۔ تم دونوں کے اخراجات تم دونوں کا کھانا پینا سب ہمارے ذمہ ہوگا۔ اس پر یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سردار استور تمہاری مہربانی تمہارا شکریہ کہ تم لوگ ہم دونوں میاں بیوی کا اس قدر خیال کر رہے ہو۔ بہر حال جو جوان مرا

ہے اس کی تدفین کے بعد میں بستی پر حملہ آور ہونے والی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خوشے کے ہاں قیام کرنا پسند کروں گا۔ یونان کا یہ جواب سن کر خوشے خوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سب مل کر اس مرنے والے جوان کی تدفین کا انتظام کرنے لگے تھے۔

جس وقت تدفین کا کام جاری تھا۔ یونان اور بیوسا دونوں میاں بیوی اکٹھے ہونے والے لوگوں کے ایک طرف کھڑے تھے کہ اسی موقع پر ابلیس نے یونان کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیس اپنی آواز کی پوری مٹھاس میں یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو یونان میں تمہارے لئے بہت اہم خبریں لے کر آئی ہوں۔ پہلی خبر اس بستی میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے طریقہ واردات سے متعلق ہے۔ سنو یونان ہارص، صادو، یوشا، عارب اور نبیطہ رات کی تاریکی میں اس بستی کی طرف آتے ہیں عارب اور نبیطہ باہری کھڑے رہتے ہیں جبکہ صادو، ہارص اور یوشا اپنی جنس کی عجیب عجیب شکل و صورت میں نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ نیلی دھند کی قوتیں ہی اس بستی کے اندر تباہی اور بربادی کا سامان لے ہوئے ہیں۔ آج جو نوجوان مرا ہے اسکی گردن نیلی دھند کی قوتوں نے کاٹ کر اس کے جسم کا خون پی لیا تھا۔ اس سے پہلے جو جوان اس بستی میں مرا تھا اسکی حالت بھی نیلی دھند کی قوتوں نے ہی کی تھی۔ لہذا اب اگر یہ لوگ واردات کرنے آتے ہیں تو ہم سب کو بیک وقت صادو، ہارص، یوشا اور نیلی دھند کی قوتوں سے بچنا پڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیس تھوڑی دیر کیلئے رکی پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو یونان میں عزازیل، عارب، نبیطہ، ہارص، صادو اور یوشا کی ساری گفتگو دہرایے صادا کے کنارے سن کے آ رہی ہوں۔ آج کی رات وہ پھر اس بستی کے اندر واردات کریں گے۔ آج ان کا ہدف بستی کے سردار خوشے کا بیٹا انا تھس ہوگا۔ سنو سردار خوشے کا ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے اس کے بیٹے کا نام انا تھس ہے جو بڑا خوبصورت اور تومند جوان ہے جبکہ بیٹی کا نام گریوٹی ہے اور حسن و جوانی اور شباب و خوبصورتی میں یہ گریوٹی اپنا جواب نہیں رکھتی۔ عارب اس گریوٹی کو پسند کئے ہوئے ہے اور اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے اسی لئے وہ گریوٹی کے بھائی انا تھس کو راستے سے ہٹا کر اس کے بعد گریوٹی پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے۔ پہلے وہ سردار خوشے سے گریوٹی کا رشتہ مانگیں گے اگر خوشے نے رشتہ دے دیا تو ٹھیک اگر خوشے نے انکار کر دیا تو مجھے امید ہے کہ عارب گریوٹی کو زبردستی اٹھا کر لے جائے گا۔ بہر حال تم دونوں میاں بیوی آج کی رات مستعد رہنا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی اور تمہیں مل کر نیلی دھند کی قوتوں کے علاوہ صادو، ہارص اور یوشا

کے سارے لائحہ عمل کو خراب و برباد کر کے رکھ دیں گے۔ اہلیکا شاید مزید کچھ کہتی یہاں تک کہتے کہتے وہ خاموش ہو گئی۔ اسلئے کہ تدفین کا کام ختم ہو گیا تھا۔ اور سردار خوسے اور دوسرا سردار استور دونوں باہم گفتگو کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اس طرف آرہے تھے جہاں یوناف اور یوسا کھڑے تھے۔ ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر یوناف بھی مستعد ہو گیا تھا۔ جبکہ اہلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہو گئی تھی۔

قریب آ کر خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یوناف میرے بیٹے مرنے والے جوان کی تدفین کا کام مکمل ہو چکا ہے اب تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ تم دونوں میرے ہاں ہی قیام کرو گے۔ یوناف تھوڑی دیر تک بڑے غور اور انہماک سے سردار خوسے کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بولا اور خوسے کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا سردار خوسے کیا تمہارا کوئی بیٹا بھی ہے جس کا نام انا تھس ہے اور کیا تمہاری گریوٹی نام کی بیٹی بھی ہے۔ خوسے اور استور دونوں نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا قبل اسکے یوناف مزید کچھ کہتا خوسے بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے مہمان تمہارا کہنا درست ہے میرا ایک بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے۔ بیٹے کا نام انا تھس اور بیٹی کا نام گریوٹی ہے۔ پر یہ تو کو تو تم نے ان دونوں سے متعلق اس قدر فکر مند انداز میں کیوں پوچھا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوسے میں السوس کے ساتھ تمہیں بتا رہا ہوں کہ آج کی رات وہ قوتیں انتہائی خوفناک اور ہولناک ہیں اور جو بستی کے اندر خونی کھیل کھیلتے ہوئے بستی کے دو جوانوں کا خاتمہ کر چکی ہیں وہ آج رات پھر بستی میں داخل ہوں گی اور آج وہ تمہارے بیٹے انا تھس کو اپنا شکار بنائیں گے۔ یوناف کے اس انکشاف پر سردار خوسے عجیب سی بے یقینی کا شکار ہو گیا تھا۔ اسکی آنکھوں کے اندر کانٹوں کی سی خاموشی میں تپتے صحرا میں اڑتے ریت کے گراؤ کا سا ساہاں اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کا چہرہ سیاہ گوشہ شب کی طرح لپ ہو کر رہ گیا تھا۔ اسکی رگیں تن گئیں تھیں۔ سراپے میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ یوں جیسے گویا وہ عقبنی کی عقوبت کا شکار ہو کر رہ گیا ہو۔ اسکے جسم کے اندر جھنم کی آسودگی جیسا رگوں میں مچلتا خون دکھ کے چیختے صحراء کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ مجموعی طور پر یوناف کے اس انکشاف پر سردار خوسے کی حالت تنگی و تنگی بے بسی کے گردات اور محدود و شکستہ جذبات کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک بکھرا بکھرا سا سردار خوسے اپنے آپ قابو پانے کی کوشش کرتا رہا پھر اس نے انتہائی بے بسی اور لاچارگی میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ مہمان اجنبی کیا ان دراز دست قوتوں سے میرے بیٹے انا تھس کو بچانے کا کوئی

طریقہ بھی ہے اس پر یوناف بولا اور خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار خوسے تم فکر مند نہ ہو میں آج کی رات تمہارے ہاں ہی قیام کروں گا اور آئندہ بھی خواہ اس بستی میں رہوں یا اپنے جھونپڑے میں رہوں میں اس بستی کی حفاظت کے فرائض انجام دیتا رہوں گا۔ سردار خوسے تمہارے ہاں قیام کے دوران میں تمہارے بیٹے کی حفاظت کروں گا۔ تم دیکھنا ان دراز دست قوتوں اور شیطانی گماشتوں سے میں کس طرح بچتا ہوں۔ سردار خوسے تم مطمئن رہو میں تمہیں تمہاری بیٹی یا تمہارے بیٹے کو کسی بھی صورت ان شیطانی قوتوں کا شکار نہیں ہونے دوں گا اس لئے کہ یہ قوتیں تمہاری بیٹی پر بھی نگاہ رکھتی ہیں اور اسے اٹھالے جانے کی کوشش کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا اور اسکی اس ڈھارس اور اسکی اس تسلی پر سردار خوسے اور سردار استور کے چہروں پر کسی قدر اطمینان اور تسلی آمیز جذبے بکھر گئے تھے۔ جواب میں خوسے یا استور کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ خاموش ہو گئے اسلئے کہ لوگوں کے ہجوم کی طرف سے ایک بوڑھی عورت ایک لوجوان اور ایک نو عمر لڑکی انکی طرف آتے دکھائی دیئے ابھی وہ دور ہی تھے کہ خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ میرے مہمان! میری بیوی میرا بیٹا انا تھس اور میری بیٹی گریوٹی بھی اس طرف ہی آرہے ہیں۔ میری بیوی کا نام ارہیس ہے وہ ایک بڑی مہمان اور رحم دل عورت ہے تمہیں دیکھ کر اور تم سے مل کر وہ بے حد خوش ہو گی۔ سب خاموش رہ کر ان تینوں کے نزدیک آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

جب وہ تینوں نزدیک آئے تو یوناف اور یوسا نے دیکھا سردار خوسے کی بیٹی گریوٹی واقعی حسن و جمال میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ نزدیک آنے پر یوناف اور یوسا نے دیکھا گریوٹی حدت دل، قلب و نظر کی تطہیر اور فکر و کردار کی ترتیب جیسی خوشگوار تھی وہ روشنی کی پہلی کرن، بجلی و حرارت، تمکنت و حشمت جیسی پرکشش برق میں تاب و تب، پھول میں خوشبو، خدوخال میں حسن جیسی شاداب اور چمکتے ہیرے، سرخ گلاب اور محبتوں کے مگر جیسی خوبصورت تھی۔ اسکی پیاسی آنکھوں کے اندر نرگسیت کا ایک میلاب تھا اسکے چہرہ پر بہاروں کے لونیخ خواب اور اسکے حسین خوبصورت ہونٹوں پر گلاب کی بے قرار خوشبو اور شگوفوں کے گیت بکھیر رہے تھے۔ گریوٹی خوب لہجے قد کی تھی اور جسمانی ساخت ایسی تھی کہ کوئی جواب نہ رکھتی تھی۔ جب وہ چلتی تھی تو اس انداز میں چلتی تھی کہ دیکھنے والا اس خواہش کا اظہار کرے کہ وہ چلتی رہے اور دیکھنے والا اسے دیکھتا ہی رہے۔

جب وہ تینوں قریب آئے تو سب سے پہلے سردار خوسے نے یوناف اور یوسا کے

مہمان خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر خوشے نے یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ میرے مہمان بیٹے تم دونوں میاں بیوی اس کمرے میں بیٹھو میں تھوڑی دیر بعد آتا ہوں۔ تم دونوں کے دوپہر کے کھانے کا بندوبست کراتا ہوں۔ یونان اور یوسا کو اس مہمان خانے میں بٹھانے کے بعد خوشے، انا تھس اور گریوٹی مکان کے دوسرے حصہ کی طرف چلے گئے تھے۔

یونان اور یوسا کو اس مہمان خانے میں بیٹھے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اس کمرے میں بلی کے دو خوب بڑے سفید اور توانا بچے داخل ہوئے۔ بلی کے ان دونوں بڑے بڑے بچوں کو دیکھ کر یونان چونک سا پڑا۔ تھوڑی دیر تک وہ ان بچوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ یوسا نے بھی یونان کے یوں غور سے دیکھنے کو محسوس کیا تھا۔ لہذا وہ بولی اور یونان سے پوچھنے لگی۔ آپ بلی کے بچوں کو اتنے انہماک اور اس قدر غور سے کیوں دیکھتے جا رہے ہیں۔ اس پر یونان چونکا اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ یوسا میں بلی کے ان دونوں بچوں سے ایک بہت بڑا کام لینے کا عزم کر چکا ہوں۔ اس پر یوسا نے چونک کر پوچھا وہ کیا۔ جواب میں یونان کہنے لگا۔

دیکھ یوسا معصی ساحر کی وہ کتاب جو اس وقت ہمارے پاس ہے۔ جو اہلیکا نے اسکے بیٹے سے حاصل کی تھی۔ اس میں کچھ ایسے قوانند بھی ہیں جنہیں استعمال کر کے کسی شے میں نہ صرف یہ کہ طاقت کو کئی گنا زیادہ کیا جاسکتا ہے بلکہ اسکی جسامت کو بھی بڑھایا جاسکتا ہے میں اسی کلیہ اسی عمل کو بلی کے ان دونوں بچوں پر بھی استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ پر اسکے لئے ضروری یہ ہے کہ پہلے ان دونوں کو اپنے ساتھ مانوس کیا جائے تاکہ قوت اور جسامت بڑھنے کے بعد یہ ہمارے ہی خلاف نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ یوسا شاید یونان کی بات پوری طرح سمجھ گئی تھی لہذا خوشی اور اطمینان میں اسکے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر بڑے پیار سے اس نے اپنا باند یونان کے کندھے پر رکھا اور تو مبینہ انداز میں وہ یونان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ یونان میرے حبیب یہ ایک بہت اچھا خیال ہے اور اس حربے کو ہم اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں لیکن آپ کا کہنا درست ہے کہ پہلے بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ مانوس کیا جائے اور ایسا ہم اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے کر سکتے ہیں اس پر یونان نے گہری نگاہوں سے یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو پھر انتظار کا ہے گا۔ آؤ دونوں میاں بیوی اپنی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیں۔

اس پر یونان اور یوسا دونوں میاں بیوی حرکت میں آئے۔ اپنی سری قوتوں کی مدد

ساتھ انکا تعارف کرایا پھر اشارے سے خوشے سے ان تینوں کو ایک طرف لے گیا اور تھوڑی دیر تک انکے ساتھ کھسر پھسر کرتا رہا۔ پھر وہ سب واپس آئے اور سردار خوشے کی بیوی یونان کے قریب آئی اور بڑے پیار سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ دیکھ ہمارے اجنبی بیٹے آج کی رات اگر تو میرے بیٹے کی زندگی بچائے تو تیرا ہم پر وہ احسان ہو گا جو ہم کبھی اتار نہ سکیں گے۔ میرے شوہر خوشے نے مجھے بتایا ہے کہ آج کی رات وہ دراز دست قوتیں میرے بیٹے کو اپنا ہدف بنائیں گے۔ دیکھ ہمارے مہمان میرا اکلوتا ہی بیٹا ہے اگر تو اسکی جان بچائے تو پھر یوں سمجھنا کہ تو ہمارا آقا اور ہم تمہارے غلام ہوں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد خوشے کی بیوی اریس جب خاموش ہوئی تو خوشے کی حسین و جمیل بیٹی گریوٹی یونان کے قریب آئی اور اپنے گلاب کی ہانکریوں جیسے ہونٹ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے شدید بلی جلی آواز میں یونان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اگر آپ ان مافوق الفطرت قوتوں سے میرے بھائی کی جان بچائیں گے تو یوں سمجھیں کہ آپ نے ہمیں بے دام ہی خرید لیا۔ اسکے بعد آپ ہمارے مالک اور ہم سب آپ کے غلام ہوں گے۔ جو آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتی ہوں کہ بظاہر اس ہستی کے سردار میرا باپ خوشے اور استور ہوں گے لیکن حقیقت میں اس ہستی کے سردار آپ ہی ہوں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد گریوٹی جب خاموش ہوئی تو یونان نے چھاتی مانتے ہوئے ان سب کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگوں کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ دیکھنا میں انا تھس کی حفاظت کیسے کرتا ہوں اور میں تم کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ صرف انا تھس ہی نہیں آئندہ بھی مافوق الفطرت اور دراز دست قوتیں تم لوگوں کی ہستی میں داخل ہو کر خونخواری اور پرہادی کا مظاہرہ نہیں کر سکیں گی۔ اس پر سردار خوشے کی بیوی اریس بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ مہمان بیٹے اگر تو ایسا کر سکے تو پھر تمہارا اس ہستی پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ میرے شوہر خوشے نے مجھے بتایا کہ تم ہمارے یہاں ہی قیام کرو گے لہذا آؤ ہمارے ساتھ باقی باتیں اور گفتگو گھر جا کر ہوں گی۔ اسکے ساتھ ہی خوشے، انا تھس، گریوٹی اور اریس یونان اور یوسا کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ جبکہ دوسرا سردار استور لوگوں کے مجمع کی طرف چھا گیا تھا۔

یونان اور یوسا تھوڑی دیر بعد خوشے، اسکی بیوی اریس، بیٹے انا تھس اور بیٹی گریوٹی کے ساتھ انکے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ نکڑی کا بنا ہوا خاصا بڑا مکان تھا۔ صدر دروازہ سے داخل ہونے کے بعد سردار خوشے نے یونان اور یوسا کو ایک کمرے میں بٹھال دیا۔

سے ملی کے ان دونوں سفید اور توانا بچوں کو انہوں نے اپنے ساتھ مانوس کیا اسکے نتیجے میں ملی کے دونوں بچے انکے نزدیک آئے کبھی وہ انکی ٹانگوں اور پاؤں سے اپنا منہ رگڑتے کبھی دم اور کبھی اپنے جسم کے پہلو انکی ٹانگوں سے رگڑتے ہوئے ادھر ادھر گزرنے لگے تھے۔ یوناف اور یوسا نے جب دیکھا کہ ملی کے وہ دونوں بچے انکے ساتھ خوب مانوس ہو گئے ہیں تو پھر جونہی یوناف نے مصری ساحر کا عمل ان پر آزمایا ملی کے دونوں بچے لمحہ بھر کے اندر دو بڑے بڑے سفید چیتوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ کیونکہ اس عمل سے انکی طاقت اور جسامت میں خوب اضافہ ہو گیا تھا اور وہ چیتے بھی بڑے توانا اور خوب لمبے اور قد آور تھے اور چونکہ اس سے پہلے یوناف اور یوسا دونوں کو اپنے ساتھ مانوس کر چکے تھے۔ لہذا دونوں چیتے ملی کے ان دونوں بچوں کی ہی طرح یوناف اور یوسا کے ساتھ اپنی مانوسیت کا اظہار کرنے لگے تھے کبھی وہ دونوں کے گھٹنوں سے اپنا سر رگڑتے کبھی انکے پاؤں چاٹتے عین اس موقع پر چاندی کا ایک طشت اٹھائے گریوٹی یوناف اور یوسا کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ گریوٹی نے جونہی ان دو سفید چیتوں کو دیکھا اس نے ایک ہوساک جیج بند کی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں جو چاندی کا طشت پکڑ رکھا تھا وہ فرش پر گر گیا اور گریوٹی چیخیں مارتی ہوئی واپس بھاگ گئی تھی طشت کے فرش پر گرتے ہی طشت کے اندر جو خشک اور تازہ پھلوں کے علاوہ پیر اور کھانے پینے کی دوسری اشیاء تھیں وہ سب فرش پر پھیل گئی تھیں۔ گریوٹی کے اس طرح آنے طشت ہاتھ سے گرنے اور اسکے چیخیں مار کر واپس بھاگنے سے یوناف چونک سا پڑا تھا دوبارہ اس نے بھی ان بچوں پر عمل کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ بڑے بڑے توانا چیتے ایک بار پھر ملی کے بچوں میں تبدیل ہو کر رہ گئے تھے۔

دوہری طرف گریوٹی جب خوف اور ڈر کا اظہار کرتی ہوئی اور چیخیں مارتی ہوئی واپس گئی تو سردار خوسے اس کا بیٹا انا تھس اور اسکی بیوسا اریس پریشان اور فکر مند سے ہو کر مکان کے صحن میں آ گئے تھے۔ گریوٹی گرتی پڑتی انکے پاس آئی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی خوسے نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اسکی پیشانی چوٹی پیار سے اور شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے ڈھارس دیتے ہوئے پوچھا کیا ہوا میری بیٹی تو تو یوناف اور یوسا کیسے کھانے پینے کی اشیاء کا طشت لے کر گئی تھی۔ اس پر گریوٹی نے خوفزدہ سے اندر میں ایک بار مہمان خانے کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اسکے بعد وہ اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے میرے باپ جونہی میں مہمان خانے میں داخل ہوئی مہمان خانے میں اس وقت یوناف اور یوسا تو بیٹھے ہوئے تھے لیکن انکے سامنے دو انتہائی بڑی جسامت کے اور بڑے

خونخوار سفید رنگ کے چیتے بھی کھڑے تھے جنہیں دیکھتے ہی میرے ہاتھ سے طشت گر گیا اور میں چیخیں مارتی ہوئی آپ لوگوں کے پاس آ گئی۔ اس پر خوسے نے فکر مند سے انداز میں پوچھا۔ یہ چیتے کہاں سے آ گئے۔ تم جانتی ہو میری بیٹی اس سرزمینوں میں چیتا ہوتا ہی نہیں ہے۔ تمہیں دھوکا اور فریب ہوا ہو گا۔ اس پر گریوٹی بڑے پیارے انداز میں آنکھیں چھپکاتے ہوئے کہنے لگی میرے باپ میں نے ان دو توانا اور خونخوار چیتوں کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس پر خوسے کہنے لگا۔ اگر ایسا ہے تو آؤ مہمان خانے میں یوناف اور یوسا کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں۔ گریوٹی بھی سہمی سہمی اور ڈری ڈری سی اپنے باپ بھائی انا تھس اور ماں اریس کے ساتھ ہوئی تھی۔

جونہی وہ چاروں مہمان خانے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی ایک ہی لشت پر بیٹھے ہوئے تھے اور انکے سامنے ملی کے دو سفید بچے انکے پاؤں میں لوٹ رہے تھے۔ کمرے کے سارے ماحول کو ایک بار خوسے نے بڑے غور سے دیکھا پھر وہ اپنی بیٹی گریوٹی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میری بیٹی اس کمرے میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یوناف اور یوسا ہیں یا تمہاری ملی کے دو سفید بچے ہیں جو یوناف اور یوسا کے قدموں میں اس وقت لوٹ رہے ہیں۔ گریوٹی نے پہلے پورے کمرے کا جائزہ لیا پھر وہ پیشانی کے سے انداز میں کبھی یوناف اور کبھی یوسا کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ پھر شاید اس کا خوف جاتا رہا تھا۔ فرش پر گرا ہوا طشت اس نے اٹھایا اور جو چیزیں اس سے گرئی تھیں وہ پھر اس میں سجائے لگی تھی۔ اس کام میں خوسے اسکی بیوی اریس بھائی انا تھس بھی مدد کرنے لگا تھا جب ساری چیزیں انہوں نے طشت میں رکھیں تو وہ طشت گریوٹی نے یوناف اور یوسا کے سامنے لا کر رکھا قبل اسکے وہ کچھ کہتی خوسے پھر بولا اور یوناف اور یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تھوڑی دیر قبل میری بیٹی گریوٹی تم دونوں کیلئے خشک اور تازہ پھل اور کھانے کی کچھ دیگر اشیاء لے کر آ رہی تھی پھر نبھائے کیا ہوا کہ طشت اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور یہ چیخیں مارتی ہوئی واپس بھاگی میں نے جب وجہ پوچھی تو کہنے لگی کہ مہمان خانے میں سفید رنگ کے دو بڑے بڑے چیتے ہیں جنہیں دیکھ کر یہ خوفزدہ ہوئی ہے۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ کمرے میں تم دونوں کے علاوہ یہ ملی کے دو بچے ہی ہیں۔ پھر ایسی کوئی چیز تھی جس سے خوفزدہ ہو کر گریوٹی بھاگی تھی۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر بڑے غور سے خوسے کی طرف دیکھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سردار خوسے میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ وہ عزائیل جو آپ کے پاس آتا رہا

ہے اصل میں وہ شیطان اور ابلیس ہے اور ایک عرصہ سے ہمارا اور اس کا مقابلہ اور ٹکراؤ چلا آ رہا ہے۔ جس طرح اسکے پاس مافوق البشریت قوتیں ہیں۔ ایسے ہی ہمارے پاس بھی بہت سی قوتیں اور طاقتیں ہیں جنہیں استعمال کر کے ہم اس عزازیل اور اسکے ساتھیوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک قوت کو استعمال کرتے ہوئے میں اور میری بیوی یوسا نے بلی کے ان بچوں کو دو بڑے بڑے اور توانا چیتوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ جنہیں دیکھ کر گریوٹی ڈر کے مارے بھاگ گئی تھی۔ اس پر خوشے انا تھیں، گریوٹی اور ارمیں چونک کر ان دونوں میاں بیوی کی طرف دیکھنے لگے تھے پھر خوشے بولا اور پوچھنے لگا۔

کیا بلی کے یہ بچے چیتوں میں تبدیل ہو کر خونخوار بن گئے تھے اور تمہیں انہوں نے کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔ اس پر یوناف اور بول اور کہنے لگا نہیں ہم نے ایسا ہی ایک عمل کرتے ہوئے پہلے بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیا تھا اسکے بعد ہم نے انکی بیست اور انکی جسامت کو تبدیل کیا تھا۔ اس بار خوشے کے بیٹے انا تھیں نے بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یوناف میرے بھائی کیا آپ میری خاطر پھر وہی اپنا عمل استعمال نہیں کریں گے، تاکہ ہم دیکھیں کہ بلی کے بچے کیسے بڑے بڑے چیتوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ پر یہ خیال رہے کہ یہ چیتے ہمیں نقصان نہ پہنچائیں اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا پہلے یہ بتائیے کہ یہ بلی کے بچے کس کے ہیں اور کیا یہ تم لوگوں کے ساتھ مانوس ہیں اس پر خوشے بولا اور کہنے لگا یہ بلی کے بچے ویسے تو میری بیٹی گریوٹی نے پال رکھے ہیں پر یہ ہم سب کے ساتھ بڑے مانوس ہیں اس پر یوناف نے کوئی جواب نہ دیا وہ فوراً اپنے عمل کی ابتداء کر چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جونہی اس کا عمل ختم ہوا بلی کے وہ دونوں بچے پلک جھپکتے میں بہت بڑے بڑے لمبے اور خونخوار سفید چیتوں کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ایک بار تو خوشے، انا تھیں، گریوٹی اور ارمیں دہل کر رہ گئے تھے لیکن جب ان دونوں چیتوں نے ان چاروں کے ساتھ بھی مانوسیت کا اظہار کیا تو انکا ڈر و خوف جاتا رہا تھا۔ پھر یوناف خوشے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار خوشے ان چیتوں کو بھی میں آئندہ اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کیا کروں گا اسکے ساتھ ہی یوناف نے عمل ختم کیا اور دونوں چیتے ایک بار پھر بلی کے بچوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ خوشے اس عمل سے بڑا خوش ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی بھی کمال کی شخصیتیں ہو اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی یقیناً ان قوتوں کا مقابلہ کر سکو گے جو ہماری بستی پر وارد ہوتی ہیں اسکے بعد خوشے نے چاندی کے طشت میں رکھے ہوئے تازہ اور خشک پھلوں کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔ تم دونوں میاں بیوی ادھر بھی ہاتھ بڑھاؤ یہ بدعائیں دے رہے ہیں اسکے ساتھ ہی وہ سب وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ تازہ اور خشک پھل بھی کھاتے جا رہے تھے۔

○

شام کا کھانا کھانے کے بعد جب وہ ایک بار پھر مہمان خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو یوناف نے سردار خوشے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ سردار خوشے اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان شیطانی قوتوں کی خونخواری سے نپٹنے کیلئے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں۔ دیکھیں اس مہمان خانے میں جس قدر نشستیں پڑی ہوئی ہیں انہیں دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اسلئے کہ میں صرف انا تھیں ہی نہیں بلکہ تم تینوں کو بھی انکی خونخواری سے بچانا چاہتا ہوں۔ خوشے نے پوچھا۔ ان نشستوں کو دیوار کے ساتھ لگانے کے بعد کیا ہو گا۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا پھر کیا ہو گا میں آپ کو ساتھ ہی ساتھ بتاتا رہوں گا۔ اس پر انا تھیں اور گریوٹی فوراً اٹھے ساری نشستوں کو کھینچ کر انہوں نے دیوار کے ساتھ لگا دیا پھر یوناف نے خوشے کو مخاطب کر کے کہا دیکھ سردار خوشے تم گھر کے چاروں افراد اس مہمان خانے کے وسط میں دو تین بستر لگا کر اکٹھے بیٹھ جاؤ میں تم چاروں کے گرد ایک حصار کھینچ دوں گا اور اس حصار کو پار کر کے وہ شیطانی قوتیں تم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے۔ اس طرح میں بہتر انداز میں اپنی بیوی یوسا کے ساتھ ان سے نپٹ سکوں گا۔

خوشے، انا تھیں، گریوٹی اور ارمیں شاید یوناف کی اس گفتگو کو سمجھ گئے تھے لہذا انا تھیں اور گریوٹی بھاگے بھاگے گئے اور دوسرے کمرے سے کچھ بستر اٹھا کے لئے آئے جنہیں انہوں نے مہمان خانے کے وسط میں بچھا دیا تھا۔ اوپر لینے کیلئے وہ کچھ توشک بھی لے آئے تھے جب انہوں نے بستر جما دئے اور توشک لے کر وہ وہاں بیٹھ گئے تب یوناف نے اپنے کسی عمل کی ابتداء کرتے ہوئے اسکے گرد ایک حصار کھینچ دیا تھا پھر وہ دیوار کے ساتھ لگی ہوئی نشستوں پر یوسا کے ساتھ بیٹھ گیا اور خوشے کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوشے اب تم چاروں اس حصار سے اس وقت تک باہر نہیں نکلن جب تک میں میں نہ کہوں سنو میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو ان شیطانی قوتوں کی آمد سے مجھے آگاہ کرے گی اور جونہی مجھے انکی آمد کی خبر ہوگی میں اور یوسا دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ان نشستوں سے غائب ہو جائیں گے ہمارے ایسا کرنے سے تم چاروں فکر مند نہ ہونا اور اسی لمحہ بلی کے ان دونوں بچوں کو ہم چیتوں میں

تبدیل کر کے تھمارے دائیں بائیں کھڑا کر دیں گے اور جو نئی وہ شیطانی قوتیں انا تھیں پر حملہ آور ہونے کیلئے اس کمرے میں داخل ہوں گی پھر تم دیکھنا کہ ہم دونوں میاں بیوی کیسے ان سے نپٹ کر انکا حشر نشر کرتے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو سے وہ چاروں مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ پہلے کی طرح آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے۔

کافی دیر بعد گفتگو کرتے کرتے اچانک یوناف چونک سا پڑا اسلئے کہ ایلیکا نے اسکی گردن پر لمس سا دیا تھا پھر ایلیکا کی رس گھولتی اور شمد برساتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ ایلیکا کہہ رہی تھی۔ یوناف میرے حبیب سنو شیطانی قوتیں بہتی ہیں داخل ہونے والی ہیں صاود، بارص، یوشا نیلی دھند کی قوتوں کو لے کر سردار خوسے کے مکان کا رخ کریں گے۔ جبکہ عارب اور فیصلہ بہتی سے باہر ہی کھڑے رہیں گے۔ تھوڑی دیر تک وہ بہتی میں داخل ہونے والے ہیں۔ لہذا تم دونوں میاں نے جو کچھ کرنا ہے کر ڈالو۔ آپسے ساتھ ہی ایلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ ایلیکا کے علیحدہ ہوتے ہی یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی حرکت میں آچکے تھے خوسے انا تھیں گریوٹی اور اریس انہیں بڑے غور اور تشویش کے ساتھ دیکھتے جا رہے تھے پیدے یوناف اور بیوسا دونوں نے بلی کے دونوں بچوں کو بڑے بڑے اور خوفناک چیتوں میں تبدیل کر دیا تھا پھر وہ کسی انجانے عمل سے **نشتوں پر بیٹھے ہی بیٹھے غائب ہو گئے تھے** پھر سردار خوسے نے دیکھا کہ وہ دونوں چیتے حرکت میں آئے تھے اور جہاں وہ حصار کے اندر بیٹھے ہوئے تھے ایک چیتا حصار کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف کھڑا ہو گیا تھا شاید انہیں یوں یوناف اور بیوسا نے کھڑا کیا تھا اسکے بعد کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ خوسے انا تھیں گریوٹی اور اریس کے چہروں پر موت کا خطرہ اور خدشہ طاری ہو چکا تھا اور وہ کسی بھی لمحے رونما ہونے والے حادثے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد سب سے پہلی نیلی دھند کی قوتیں سیاہ صحراء میں برق گراتے بادلوں کی طرح داخل ہوئی تھیں اس نیلی دھند کے اندر شیطانی قوتیں اپنے بھیانک چہروں کے ساتھ عداوتوں کی دھوپ، آندھیوں کے غبار اور موت کے بحر کی طرح رقص کرتی دکھائی دے رہی تھیں بالکل یوں جیسے آگ کے کسی بہت بڑے لاوا کے اندر شعلے جل کھاتے ہوئے ہندی کی طرف اٹھتے ہیں۔

نیلی دھند کی ان قوتوں کو دیکھتے ہوئے سردار خوسے اسکا بیٹا انا تھیں بیٹی گریوٹی اور بیوی اریس شفق شام داریوں میں برف کے شرکی ویران گزرگاہ اور زرد سمندر کے سرد سناٹوں جیسے افسردہ روزانہ زندان اور بے کسی کی گرد کے ستر جیسے ویران ویران ہو کر رہ گئے

تھے۔ نیلی دھند کی ان قوتوں کے پیچھے ہی پیچھے صاود، بارص اور یوشا اپنی شیطانی شکل و صورت میں اس کمرے میں اس طرح داخل ہوئے تھے جس طرح آسمان کی نیلی چادر اور تاروں کی لوتلے ظلم کی بھڑکتی بھٹی من کے کواڑوں پر دکھ کے کالے بھیانک طوفانوں کی طرح دستک دینے لگی ہو تینوں شیطانی قوتیں کمرے میں اس طرح داخل ہوئی تھیں جیسے ٹھنڈی گاڑھی کمر کی چادر میں ستم کی خون بھری چٹائیں ہوں اسکے چہروں اور انکی حرکات سے لگتا تھا گویا وہ بربادی و زبوں حالی کے طوفانوں میں جہالت کی گندگی، تعصب کی چکنی کالک، جمل و شقاوت کی پوٹ، غم و اندیشے کے طوفان کھڑے کرنے والی ہوں وہ نامیاتی مادوں کی طرح بدی کی ابتداء کرنے کے لئے عروج و ارتقاء کا جوش مار رہی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے خوسے انا تھیں گریوٹی اور اریس کی حالت مزید خراب اور یاس انگیز ہو گئی تھی اور وہ لب گور تک پہنچے مریض جیسے دکھائی دینے لگے تھے۔

دوسری طرف شاید یوناف اور بیوسا بھی کمرے میں دروازے کی طرف منہ کئے دونوں چیتوں پر گرفت کر چکے تھے اور انہیں اپنی مرضی کے مطابق حرکت میں لا رہے تھے جو نئی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں اور انکے پیچھے پیچھے صاود، بارص اور یوشا کمرے میں داخل ہونے کے بعد کمرے کے وسطی حصے کی طرف بڑھے جہاں خوسے انا تھیں گریوٹی اور اریس بستروں کے اندر چھپے بیٹھے تھے اچانک وہ دونوں چیتے حرکت میں آئے اپنا ایک ایک پاؤں انہوں نے آگے بڑھایا پھر وہ دونوں اپنے منہ سے آگ کے بھیانک شعلے اگلنے لگے تھے۔ چیتوں کے منہ سے نکلنے والی اس آگ کا ایسا اثر ہوا کہ نیلی دھند کی قوتیں اور انکے پیچھے پیچھے صاود، بارص اور یوشا کمرے کے دروازے کے قریب ہی رک گئے تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے اس آگ نے انہیں زبردستی آگے بڑھنے سے روک دیا ہوا اسکے ساتھ ہی کمرے کے اندر ایک انتہائی بھیانک اور مہیب آواز بلند ہوئی یہ آواز ایلیکا کی تھی اور یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد انتہائی شیریں اور بھری آواز میں گفتگو کرنے والی ایلیکا عجیب سی قربانی کے انداز میں صاود، بارص اور یوشا سے مخاطب ہوئی تھی۔ اسکی آواز کی قربانی سے یوں لگتا تھا جیسے وہ سایوں تک کو چمید ڈالنے والی ہے اور دل کی تہوں میں شکست و ریخت سناٹوں کی فضاؤں میں ایک طوفان، لو میں وحشت کا رقص، حیرگی کی شب میں عذاب جان کے اندر ٹوٹی بکھرتی صداؤں اور نوکیلے ارادوں کی طرح داخل ہونا چاہتی ہے صاود، بارص اور یوشا کے علاوہ نیلی دھند کی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایلیکا کہہ رہی تھی۔

شیشہ جان میں دنیا بھر کی ملامتیں اور باب جبروت کا اضافہ کرنے والو! پستیوں کی پراسرار گونجوں میں مقدرات کی سیاہیاں بکھیرنے والو! سلو بدی کے بے ضمیر عناصر! میں

تمہیں تنبیہ کرتی ہوں کہ تمہیں سبیلوں کے تعاقب میں بھاگ کر اپنے پہچان کے زخموں کو مت کریدو زندگی کی پناہ گاہوں کو ہلاکت کے ہاتھوں فنا کی پانہوں میں مت دھکیلو گرداب کی مجبوریوں میں گردش دوران کے دیوالخوں کا اضافہ مت کرو۔

”سنو دوسروں کے خیمہ دل پر بھنور بناتے والو! امیدوں کے صحراء میں اوروں کے خوابوں کے خاکے مت بکھیرو“ زیست کے عنوان کو زہریلا کر کے اپنے جسموں کی قاشوں میں قصہ جدائی مجبوری و دل سوزی عمر بھر کا اضطراب اور زندگی کے تیز طوفانوں کو دعوت مت دو اگر تم ایسا کرو گے تو یہ رکھو تمہیں ایسی اذیت میں ڈالا جائے گا کہ تم سب وصل و ہجر کی داستانیں، حرمت ذات کے تفکرات اور اندیشہ فردا سب بھول جاؤ گے۔

سنو نفس کے بندو! حیات دنیا پر فریفتہ ہونے والو! اغراض نفسانی کی بندگی کرنے والو! آئینوں کی داستانوں میں بھٹکتی ہوئی روحوں کی طرح داخل ہونے والو! یہاں اس کمرے میں ایسی ایسی قوتیں ہیں جو تمہاری زندگی کے تیز طوفانوں کو چاہتوں کی ہوا تمہارے جبر کی نذرات کو دھنگ رنگ لہوں میں تبدیل کر دیں گے سنو خزاں کے رفیقو! اس کمرے کے اندر نیکی کا ایک ہجوم ہے جس میں محبت و وفا کی بھیتی اور الفت کی پاکیزہ کلیاں ہیں اس ماحول میں اس کمرے میں پناہ لینے والوں پر تمہاری نفرت کا طوفان تمہارے نئے موسموں کا عذاب اور تمہاری غلیظ افکار کے ہجوم کا کوئی اثر نہ ہو گا تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ فی الفور اس کمرے سے نکل کر اسی بستی سے دفع ہو جاؤ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اپنے دل کے قرحاں پر لکھ رکھو کہ تمہیں ایسی کٹھنائی ایسی اذیت میں ڈالا جائے گا کہ تم ایک نئے درد اور کرب میں چیخ چلا اٹھو گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد ایلکا جب خاموش ہوئی تو نیلی دھند کی قوتوں کے اندر ایلکا کی آواز سے ایک اضطراب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر صادق بولا اور اپنے بھائی بارص اور یوشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ کیسی ہولناک اور قہرناکیت سے بھرپور آواز ہے یہ آواز ہمارے لئے مکمل اجنبی اور نا آشنا ہے ایسی آواز میں نے کبھی پہلے نہیں سنی اور نہ ہی ایسی آواز سے کبھی واسطہ پڑا ہے یہ آواز یونان کی نہیں کیونکہ اسکی آواز کے بھاری پن کو میں خوب پہچانتا اور جانتا ہوں اس آواز کے اندر ہلکا ہلکا نسوانی پن ہے یہ آواز یوسا کی بھی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ ہم اسکی آواز سے بھی خوب آشنا ہیں اس پر یوشا بولی اور کہنے لگی۔

یہ آواز نہ ہمارے کسی ہم جنس اور نہ ہی کسی انسان کی آواز ہے لگتا ہے جیسے کوئی انتہائی بھوک اور پیاسی روح بڑی بے چینی کے ساتھ کسی کو اپنا شکار بنانے کی خاطر غرا اٹھی ہو۔ ہو نہ ہو ہمیں اس لہجے میں مخاطب کرنے والی ضرور ایلکا ہی ہوگی اس پر بارص بولا

اور کہنے لگا۔

یوشا میری بہن تمہارا اندازہ درست ہے میرے خیال میں یونان اور یوسا اس وقت اپنے جھونپڑے میں ہوں گے وہ یہاں نہیں ہیں صرف ایلکا ہی میرے خیال میں اس گھر کے کینوں کی حفاظت کر رہی ہے پر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی اور وہ یہ کہ ان گھر کے کینوں کے دونوں طرف جو چھتے کھڑے ہیں یہ کیا شے اور بلا ہیں بظاہر یہ دونوں بے جان اور پرسکون سے دکھائی دیتے ہیں لیکن ہیں یہ اصلی ہی چھتے۔ ایک اور نئی بات اور وہ یہ کہ ان چھتوں سے جو آگ نکل کر ہماری طرف لگی ہے وہ آگ بھی کوئی عام آگ نہیں بلکہ ایک انسانی سی تپش اس آگ کے اندر ہے جس نے ہماری راہ روک لی ہے میرے خیال میں ان دونوں چھتوں پر اس وقت ایلکا گرفت کئے ہوئے ہے اور وہی ان چھتوں کو ہمارے خلاف حرکت میں لا رہی ہے پر سوچنے اور فیصلہ کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں چھتے آئے کہاں سے۔ جواب میں صادق بولا اور کہنے لگا۔

اگر ان چھتوں کو ایلکا ہمارے خلاف حرکت میں لا رہی ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ یونان اور یوسا بھی اس وقت یہیں کہیں موجود ہیں۔ اس لئے کہ ایلکا نے ان دونوں کو ہمارے عزائم سے آگاہ کر دیا ہو گا اور نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے وہ ہمارے عزائم کو ناکام بنانے ضرور یہاں موجود ہوں گے اس ماحول پر قابو پانے کے لئے میرے پاس ایک طریقہ کار ہے اور وہ یہ کہ تم دیکھتے ہو کہ اس کمرے کے تین اطراف میں دروازے ہیں چوتھی طرف ایک کھڑکی ہے اگر ہم چاروں طرف سے ہجوم کر کے حملہ آور ہوں تو یہ چھتے بھی ایک انجانی آگ اپنے منہ سے نکالتے ہیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اسلئے کہ یہ دیوہ سے زیادہ دو اطراف سے ہمیں روک سکیں گے باقی دو اطراف سے ہم یقیناً ہجوم کر کے آگے بڑھیں گے اور اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے سنو آؤ ان مانی گیروں کی بستی سے باہر کھڑے عارب اور فیصلہ کی طرف جائیں اس سلسلے میں ان سے صلاح و مشورہ کریں میرے خیال میں یہ ساری صورت حال دیکھتے ہوئے عارب اور فیصلہ بھی ہمارے ساتھ آئیں گے اس طرح ہم سب مل کر چاروں طرف سے ان اہل خانہ پر بیخار کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے بارص اور یوشا دونوں نے صادق کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ سارے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے چلے گئے نیلی دھند کی قوتیں بھی اس کے ساتھ تحلیل ہو کر رہ گئی تھیں۔

ان سب کے وہاں سے جاتے ہی کمرے میں یونان اور یوسا نمودار ہوئے پھر یونان نے یوشا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھ سردار خوشے یہ بھیانک قوتیں تھوڑی دیر

لگا۔

لیکن عارب ہمارے رفیق یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ یہ وہی یونان ہے جس نے ہمارے یہاں ازیتیں برداشت کرنے کے بعد بہت جلد کسی آسانی قوت کی طرح مجھے اچک یا اور مجھے مایگیوں کی بہتی میں لے گیا اور وہاں جس طرح ہم اسے ازیتیں دیتے رہے تھے ویسے ہی وہ بھی میری بیٹھ کو لوہے کی گرم سلاخوں سے جلاتا رہا تھا اور پھر مایگیوں کی بہتی کے اندر رات کی تاریکی میں آقا عزادیل کے ہوتے ہوئے جو ہمارا اسکے ساتھ مقابلہ ہوا تھا وہ بھی تم جانتے ہو کہ اس میں ہمیں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی اگر آقا عزادیل کی غیر موجودگی میں ہم کیونکر نیکی کے ان نمائندوں کو اپنے سامنے تسخیر کر سکیں گے اس پر عارب مایوس سے لہجے میں صاود کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے لگا۔

دیکھ صاود ہمیں کوشش ضرور کرنی چاہئے تم جانتے ہو کہ میں گریوٹی نام کی اس لڑکی کو پسند کر چکا ہوں اور ہر حالت میں اسے حاصل کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں خواہ اسکے لئے مجھے یونان ہی سے نہیں بلکہ لوہے کی چٹانوں ہی سے کیوں نہ ٹکرانا پڑے لہذا جو لائحہ عمل تم نے تجویز کیا ہے اس کے مطابق کمرے کے چاروں دروازوں کی طرف پھیل جاؤ اور چاروں طرف سے یکمشت ان پر حملہ کرنے کی کوشش کرو۔ بارص صاود تم دونوں یونان کو اپنے ساتھ مصروف رکھنے کی کوشش کرنا بیوسا کو ضبط اور پوشا مل کر سنبھال لیں گی اور اسی دوران میں گریوٹی کو اٹھا کر لے جاؤ گا بعد میں تم بھی ان لوگوں سے اپنی جان چھڑا کر دریائے سادہ کے کنارے میرے محل کی طرف چلے آنا۔

یہ فیصلہ ہوتے ہی کمرے کے ایک دروازے پر عارب اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ کھڑا رہا دوسرے دروازے پر صاود اور تیسرے دروازے پر بارص جا کھڑا ہوا جبکہ کمرے کی پشت کی طرف جو کھڑکی تھی وہاں ضبط اور پوشا جا کر کھڑی ہوئی تھیں پھر ہاتھ کے اشارے سے عارب نے کمرے میں داخل ہو کر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ ہی وہ سب چاروں دروازوں سے داخل ہو کر آگے بڑھنا شروع ہوئے تھے لیکن عین اس موقع پر ایک خونخوار انقلاب رونما ہوا۔

اور وہ یوں کہ یونان اور بیوسا نے کمرے کے وسط میں جو میز پر چار مرتبان چاروں دروازوں اور کھڑکیوں کی طرف منہ کر کے رکھے ہوئے تھے ان سے روشنی کے ارتعاش نکھرے ذروں کی خوفناک کہانیوں کی طرح آگ نکل کھڑی ہوئی اور وہ آگ کمرے آلود فضا اور اوہام کی چادر میں نور کی رفتار کی طرح سفر کرتی ہوئی چاروں دروازوں اور کھڑکیوں کی طرف بڑھی اور اڑتے روشن لہجوں کی طرح اس آگ نے عارب نیلی دھند کی قوتوں اور صاود

تک پھر لوٹیں گی اور اپنے دو اور ساتھیوں کو بھی لے کر آئیں گے جن کے نام عارب اور ضبط ہیں۔ تم سب کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ قوتیں اپنی تعداد چاہتے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ کر لیں ہم دونوں میاں بیوی مل کر ان کا راستہ ضرور روکیں گے سردار خوشے کیا تمہارے گھر میں اس وقت مرتبان قسم کا کوئی برتن ہو گا اس پر خوشے کہنے لگا ہاں میرے گھر میں اس وقت کئی مرتبان ہیں جو خالی ہیں تم ان سے کیا کام لینا چاہتے ہو اس پر یونان بولا اور کہنے لگا سردار خوشے مجھے اس وقت چھوٹے سے ایک میز اور چار مرتبان کی ضرورت ہے اگر تمہارے گھر میں ہوں تو فوراً منگواؤ تاکہ میں اچھے طریقہ سے بدی کی ان قوتوں کے خلاف حرکت میں آسکوں اس پر خوشے کا بیٹا انا تھس اور بیٹی گریوٹی اپنی جگہ سے اٹھے اور یونان کی طرف دیکھتے ہوئے گریوٹی بڑے پیار سے کہنے لگی ہم ابھی آپ کو چار مرتبان اور میز لا کر دیتے ہیں اسکے ساتھ ہی وہ دونوں بہن بھائی بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد انا تھس اور گریوٹی ایک میز اور چار برتن لے آئے یونان نے کمرے کے وسط میں سردار خوشے کے قریب ہی میز رکھا اور اس پر کچھ اس طرح مرتبان جمائے کہ تین مرتبانوں کا رخ کمرے کے تین دروازوں کی طرف اور چوتھے کا کمرے کی پشت کی طرف کھلنے والی کھڑکی کی طرف تھا اسکے بعد یونان مزید حرکت میں آیا اپنی جگہ پر کھڑے دونوں چیتوں کو اس نے ایک بار پھریلی کے بچوں میں تبدیل کیا اور ان بچوں کو ایک ٹوکڑے کے نیچے بند کر دیا پھر وہ پرسکون سا ہو کر بیوسا کے ساتھ خوشے گریوٹی اور اربیس کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے کے دروازے پر دوبارہ نیلی دھند کی قوتوں کے پیچھے پیچھے بارص صاود پوشا نمودار ہوئے اس بار اسکے ساتھ عارب اور ضبط بھی تھے یونان اور بیوسا کو اس کمرے میں بیٹھے دیکھ کر صاود نے طنز سے انداز میں پوشا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں نے پیسے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ آواز ابلکا کی تھی تو یونان اور بیوسا بھی یہاں ہو سکتے ہیں لہذا تم دیکھو اس وقت یونان اور بیوسا یہاں موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں ان کی موجودگی میں ہم نہ گریوٹی کو اٹھا کر لے جاسکتے ہیں نہ گریوٹی کے بھائی انا تھس کو کوئی نقصان پہنچ سکتے ہیں اس پر عارب بولا اور کہنے لگا سنو صاود ایسی مایوسی کی گفتگو مت کرو یہ یونان اور بیوسا کوئی ایسے ناقابل تسخیر تو نہیں ہیں جن کے متعلق تم اس قسم کی گفتگو کر رہے ہو کیا یہ دونوں میاں بیوی وہی ہیں جنہیں تم لوگوں نے میرے محل کے اندر ایک اسیر اور قیدی بنا کر رکھا تھا اور پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اس یونان کی بیٹھ داغے رہے ہو اور وہ بڑی بے بسی اور لاچارگی سے اس ازیت کو برداشت کرتا رہا ہے اس پر صاود بولا اور کہنے

تو پھر اس کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کرے اگر میں نے اسکی حالت سکتی گئی لکڑی جیسی بنا کر نہ رکھ دی تو میرا نام یونان نہ رکھنا اور آئندہ مجھے نیکی کا نمائندہ نہ کہنا اگر تم میں سے کسی کو جرات ہے تو کمرے میں داخل ہو کر دیکھے اگر تم سب میں یہ ہمت نہیں تو تم اپنے باپ عزازیل کو بھی بلا سکتے ہو وہ بھی اگر اس موقع پر اس کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسکی بھی حالت میں ایسی ہی کر کے رکھ دوں۔

عارب نے شاید اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ نہ انا تھس کو قتل کر سکتا ہے اور نہ گریوٹی کو حاصل کر سکتا ہے لہذا اس نے سب کو اپنے سر کا مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ پاتے ہی سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے روپوش ہو گئے تھے ان کے جانے کے بعد یونان اور بیوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اسکے ساتھ ہی یونان اپنی جگہ سے اٹھا ٹوکرا اٹھا کر اس نے ملی کے دونوں بچوں کو نکال دیا اور دونوں بچے باری باری کبھی یونان اور کبھی بیوسا کی ٹانگوں سے اپنے منہ اپنے جسم اور اپنی دموں کو رگڑ رگڑ کر ان سے مانوسیت اور پیار کا اظہار کرنے لگے تھے پھر یونان بولا اور سردار خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سردار خوسے اب تم اپنے اہل خانہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو جاؤ بدی کی ان قوتوں سے اب تمہیں کوئی خطرہ اور خدشہ نہیں ہے تم نے دیکھا کہ وہ ناکام اور نامراد ہو کر یہاں سے چلے گئے ہیں اب وہ ادھر کا رخ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ میں یہاں ہوں اور اگر وہ دوبارہ ادھر آنے کا رخ کرتے ہیں تو انہیں کسی نہ کسی اذیت میں مبتلا ہونا پڑے گا لہذا وہ پھر ادھر آنے کی کوشش نہیں کریں گے اس پر خوسے، انا تھس، گریوٹی اور اربیس اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے سب نے باری باری یونان اور بیوسا کا شکریہ ادا کیا پھر خوسے نے آگے بڑھ کر یونان کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے بڑی شفقت میں کہا۔

یونان میرے بیٹے میری خواہش ہے کہ تم کچھ عرصہ ہمارے یہاں ہی رہو مجھے امید ہے کہ تم میری اس خواہش کو ٹھکراؤ گے نہیں۔ اس پر یونان بڑی نرمی اور اپنائیت میں سردار خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا خوسے تم فکر مند نہ ہو تمہارے بیٹے انا تھس اور تمہاری بیٹی گریوٹی کو اب کوئی خطرہ نہیں بہر حال جب تک تم چاہو گے میں تمہارے یہاں قیام کروں گا جواب میں سردار خوسے نے یونان کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول ہو گئے تھے۔

بارس اور یوشا اور فیصلہ کو ایک طرح سے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اس آگ کا سامنا ہوتے ہی وہ سب تڑپ کر رہ بیچھے بیٹھے اور کمرے سے باہر نکل کر کھڑے ہو گئے تھے یوں لگتا تھا اس آگ نے ان سب کے سامنے طوفانوں کی کوئی جولا نگاہ کھڑی کر دی ہو جسکی وجہ سے وہ خوف و ناگامی و رسوائی میں مبتلا ہو کر رہ گئے ہوں ان سب کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے شکستہ روحوں کے خواب اور وہ اس طرح بیچھے بیٹھے تھے جیسے سرد ہوائیں زرد پتوں کو اڑا دیتی ہیں دروازوں اور کھڑکیوں پر وہ اس طرح مایوسی کے عالم میں رک گئے تھے جیسے گونجتے صحرا و دشت میں ہر لمحہ گھمکتی ساعتوں پر بے بسی اور لاچارگی طاری ہو گئی ہو۔

ان سب کی اس کیفیت پر یونان نے ایسا بھیانک اور پر زور قہقہہ لگایا کہ وہ سارا کمرہ اس کے قہقہے سے گونج اٹھا تھا پھر وہ ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو بدی کے گماشتہ تم لوگ کمرے سے باہر نکل کر کیوں کھڑے ہو گئے ہو آگے بڑھ کر مجھ پر اور میری بیوی پر حملہ کرو پھر دیکھو میں تمہارے لئے کیا سماں باندھتا ہوں کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ اس کمرے میں داخل ہونے کے ساتھ ہی میں نے تمہارے دل و جان کی راحت کو درد کی چیز لو اور دائرہ دائرہ لہروں جیسے تمہارے سکون کو کیسے کیسے ذائقوں سے بھر دیا ہے سنو اس دنیا اس زمانے میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ پر قوت اور ناقابل تسخیر مت سمجھو اسلئے کہ یہ زمانہ ایک ساھوکار ہے اور ہر ذی حیات اس ساھوکار کا مقروض ہے لہذا اس زمانے میں ایک سے ایک بڑھ کر بیٹھا ہوا ہے۔

سنو عارب تم جو گریوٹی کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہو تو یہ تمہاری خواہش میں کبھی بھی پوری نہ ہونے دوں گا تم سردار خوسے کے بیٹے انا تھس کو قتل کر کے گریوٹی تک پہنچنا چاہتے تھے پر سن رکھو میں تمہارے ہاتھوں انا تھس کو نقصان پہنچنے دوں گا اور نہ ہی تمہیں گریوٹی تک پہنچنے دوں گا اور اگر تم نے پھر کبھی ایسا کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو میں تمہیں پاؤں سے لے کر سر تک آگ کی ایسی اذیت میں مبتلا کروں گا کہ تم چہلی کی طرح پکھل کر رہ جاؤ گے۔

سنو سروں پر تقدس کے علمائے باندھ کر بدی و گناہ کی علمبرداری کرنے والوں یہاں سے دفع ہو جاؤ انا تھس کو قتل کرنے اور گریوٹی کو حاصل کرنے کے ارادے ترک کر دو ورنہ میں تمہاری وقت کی محرومیوں تمہاری خواہشوں کے حصول کو سمیٹ کر تمہارے منہ پر دے ماروں گا یہاں سے چلے جاؤ اور اگر تم نے یہاں سے جانے میں تاخیر کی تو سن رکھو میں تمہارے جسموں کے میخانے تمہاری نظروں کے آستانے پر لہو کی بارش کا وہ سماں باندھوں گا کہ تم ایک نئی اور انوکھی اذیت میں مبتلا ہو کر رہ جاؤ گے اور اگر تم میں سے کسی کو شک ہو

بات ہے گریوٹی اگر میرے شوہر یوناف کو پسند کرنے لگی ہے تو ایسا کر کے اس نے نہ ہی کوئی گناہ کیا ہے اور نہ ہی کسی پرسکون تالاب میں پتھر پھینکا ہے گریوٹی کو میری طرف سے اطمینان دلاؤ کہ اسکی شادی ہر حال میں یوناف سے ہوگی بلکہ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ شادی آج ہی کی جائے گی تم گریوٹی سے اس سلسلے میں بات کر لو اپنے شوہر یوناف کو اس بات پر آمادہ کرنا میرا کام ہے۔

یوسا کا یہ غیر متوقع جواب سن کر تھوڑی دیر تک پرانے خوابوں اور دکھ کے لہجے کی گہری تہ جیسی ویران اور فراق کے اندھیروں اور بیکراں چپ جیسی پریشان اربیں سوندھی مٹی کی خوشبو جیسی پرسکون اور رمعوں کے فشار جیسی خوش ہو گئی تھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے یوفا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ کہنے لگی دیکھ بیٹی تو نے گریوٹی کی شادی یوناف سے کرنے کا ارادہ ظاہر کر کے میری جھولی میرے دامن میں دنیا بھر کی خوشیاں ڈال دی ہیں ورنہ جب میں تمہارے کمرے میں داخل ہوئی تھی اس وقت مجھے اندیشہ تھا کہ تم برہی اور ناراضگی کا اظہار کرو گی اور مجھے یہ بھی خطرہ تھا کہ تمہارے اس جواب سے مجھے ہمیشہ کیلئے اپنی بیٹی گریوٹی سے محروم ہونا پڑے گا لیکن تم نے تو ہم دونوں ماں بیٹی کو ایک نئی زندگی اور انوکھی خوشی عطا کر دی ہے۔

قبل اس کے کہ یوسا اربیں کی ان باتوں کا جواب دیتے حسین و جمیل گریوٹی بھاگتی ہوئی اس کمرے میں داخل ہوئی شاید وہ دروازے کے قریب ہی کھڑی اپنی ماں اور یوسا کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہی تھی کمرے میں بھاگتی ہوئی وہ داخل ہوئی تھی پھر بری طرح سے یوسا سے لپٹ گئی ساتھ ہی وہ یوسا کے حسین گال اسکی پیشانی چومنے لگی پھر کہنے لگی یوسا میری بہن تم نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے جسے میں زندگی بھر اتار نہ سکوں گی فراموش نہ کر سکوں گی۔ اس پر یوسا کہنے لگی یہ تم پر کوئی احسان نہیں میں نے اس گھر کا نمک کھایا ہے اور اس گھر کی بہتری اور بھلائی بھی مجھے منظور ہے یوسا کی یہ باتیں سن کر گریوٹی اور اربیں دونوں خوش اور مطمئن ہو گئی تھیں پھر وہ یوسا کو اپنے ساتھ لے جا کر شام کا کھانا تیار کرنے لگی تھیں۔

شام کو یوناف جب مچھلی کے شکار سے لوٹا تو یوسا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کمرے میں لے گئی جو سردار خوسے کے یہاں ان دونوں کیلئے مخصوص کیا گیا تھا جب یوناف اپنی نشست پر بیٹھ گیا تب یوسا اسکی پشت پر کھڑی ہوئی پہلے اسکے باؤں میں اپنی نرم و نازک اور گداز انگلیاں پھیرتی رہی پھر وہ بڑے پیارے انداز میں اس نے یوناف کے کندھے

یوناف اور یوسا کو سردار خوسے کے یہاں قیام کئے کئی ہفتے گزر گئے تھے ایک روز جبکہ یوناف سردار خوسے اور اسکے بیٹے انا تھس کے ساتھ مچھلی کے شکار کیلئے گیا ہوا تھا اور یوسا اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی خوسے کی بیوی اربیں اس کمرے میں داخل ہوئی۔

یوسا نے اپنے قریب ہی اربیں کو بیٹھنے کیلئے جگہ دی اس نے دیکھا کہ اربیں کے چہرے پر پریشانی اور فکر مندی کے آثار تھے اربیں یوسا کے پاس بیٹھ گئی۔ یوسا نے اسکے چہرے سے اندازہ لگایا کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن شاید کسی وجہ سے ایسا کرنا اسکے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ یوسا نے اسکے شانوں پر ہاتھ رکھا اور ازراہ ہمدردی اس نے اربیں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

میں دیکھتی ہوں کہ آپ کچھ پریشان اور فکر مند ہیں آپ میری ماں کی جگہ ہیں کہیں کیا بات ہے کیا آپ کو پھر انا تھس اور گریوٹی کے سلسلے میں کوئی فکر مندی اور پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس پر اربیں نے تھوڑی دیر کیلئے یوسا کی طرف دیکھا پھر کسی قدر ہچکچاتے ہوئے کہنے لگی پریشانی تو ہے میری بیٹی لیکن انا تھس کی طرف سے نہیں بلکہ خود اپنی بیٹی گریوٹی کی طرف سے ہے اس پر یوسا نے گہری نگاہوں سے اربیں کی طرف دیکھا اور پوچھا گریوٹی کی طرف سے آپ کو کیا پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس پر اربیں کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگی۔

بیٹی اس گھر میں ایک حادثہ رونما ہو گیا ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ یہ حادثہ کہیں میری بیٹی گریوٹی کی جان نہ لے لے بات یوں ہے میری بیٹی کہ گریوٹی یوناف کو پسند کرنے لگی ہے اور اس سے شادی کی خواہش مند ہے میں نے اسے اس سے باز رکھنے کی بہتری کوشش کی گذشتہ کئی دنوں سے میں اسے سمجھا بجا کر اس کا ذہن اسکے دل کے رجحان بانٹنے کی کوشش کرتی رہی ہوں لیکن اس معاملے میں گریوٹی میں سمجھتی ہوں انتہا پسند ہو چکی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اگر اسکی خواہش پوری نہیں کی گئی تو وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے گی میں نے اسے بہت برا سمجھایا کہ یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی ہیں وہ انتہائی محبت آمیز اور پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں اور اگر تم نے یوناف کے ساتھ شادی کرنے کا اظہار کر دیا تو اس طرح ان دونوں میاں بیوی کی زندگی میں کہیں کوئی بے سکونی پیدا نہ ہو جائے میں اسے یہاں تک سمجھایا کہ ایسا اظہار کر کے تم پرسکون پانی کے تالاب کے اندر پتھر پھینکنے کی کوشش کر رہی ہو اسے بیٹی اب تو یہی بتا میں اس گریوٹی کیلئے کیا کروں۔

جواب میں یوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر اربیں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔ اس میں اسکی فکر مندی اور پریشانی کی

آپ جانتے ہیں کہ میں نے کبھی آپ سے کوئی فرمائش نہیں کی آج ایک بات کہتی ہوں مجھے امید ہے کہ آپ انکار نہیں کریں گے اس پر یونان نے سڑ کر بیوسا کی طرف دیکھا تھوڑی دیر تک وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ اس کا جائزہ لیتا رہا پھر کہنے لگا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو جواب میں بیوسا بولی اور کہنے لگی۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ سردار خوسے کی بیٹی گریوٹی سے شادی کر لیں بیوسا کے اس جواب پر یونان چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر تیز نگاہوں سے اس نے بیوسا کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے حواس میں تو ہو عورتیں تو اپنے شوہر کی شراکت داری میں کسی اور عورت اور لڑکی کا عمل دخل ہی قبول نہیں کرتیں تم کیسی بیوی ہو کہ تم مجھے خود سردار خوسے کی بیٹی گریوٹی سے شادی کا مشورہ دے رہی ہو اس پر بیوسا نے ہلکی مسکراہٹ اور بڑی نرمی میں دن کے وقت گریوٹی کی ماں کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی وہ تفصیل کے ساتھ یونان کو کہہ سنائی ساری گفتگو سننے کے بعد یونان تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اس سارے معاملے کا حل یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی یہاں سی کوچ کر کے کہیں اور جا بیٹیں ہمارے جانے کے بعد گریوٹی خود بخود مجھے بھول جائے گی اپنی محبت کو فراموش کر دے گی اور اپنی اس ماہی گیریوں کی بہتی میں کسی اور سے شادی کر کے خوش و خرم زندگی کی ابتداء کر دے گی اس پر بیوسا فوراً بولی اور گریوٹی اور اسکی ماں اربیس کے دفاع میں کہنے لگی۔

نہیں ایسا معاملہ نہیں ہے میں نے دیکھا ہے گریوٹی آپ سے محبت کرتی ہے میں باورچی خانے میں تفصیل کے ساتھ اس سے گفتگو بھی کر چکی ہوں اگر اسکی شادی آپ سے نہ ہوئی تو مجھے پختہ یقین ہے کہ وہ لڑکی دیوانی ہو کر خود کشی کر لے گی اور میں نہیں چاہتی کہ سردار خوسے کی بیٹی گریوٹی جسے ہم نے عارب کی بدی سے نجات دی ہے وہ خود اپنی موت کا باعث بن جائے لہذا میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ آپ اس سے شادی کر لیں۔

اس پر یونان نے تیز نگاہوں سے بیوسا کی طرف دیکھا اور استفہامیہ سے انداز میں پوچھنے لگا جو کچھ تم کہہ رہی ہو کیا یہ تمہارے دل کی آواز ہے یا تم یونانی میرا امتحان لینے پر تلی ہوئی ہو اس پر بیوسا سنجیدہ ہو گئی اور کہنے لگی قسم خداوند کی جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اپنے دل کی گہرائیوں اور پورے خلوص کے ساتھ کہہ رہی ہوں میں کبھی بھی آپ کو یہ مشورہ نہ دیتی آپ جانتے ہیں کہ میں کس قدر گہری محبت آپ سے کرتی ہوں اور میں آپ

کی ذات میں کسی اور عورت کی شراکت داری بھی پسند نہیں کرتی۔ لیکن جو معاملہ گریوٹی کا ہے اس میں اگر ہم نے اسکی مدد نہ کی تو وہ گریوٹی محبت کا شکار ہو جائے گی جبکہ میں ایسا پسند نہیں کرتی اس پر یونان نے تقریباً ہار مانتے ہوئے کہا تمہاری مرضی ہے جیسا چاہو کرو۔ یونان کا جواب سن کر بیوسا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتی ہوئی کمرے سے باہر بھاگ گئی تھی۔ اس وقت صحن میں گریوٹی اس کی ماں اربیس اور انا تھس کھڑے تھے۔ بیوسا بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی میں تم لوگوں کو یہ خوش خبری سنانے آئی ہوں کہ یونان کو میں نے گریوٹی سے شادی پر آمادہ کر لیا ہے۔ تم چاہو تو آج ہی گریوٹی کو یونان سے بیاہ سکتے ہو۔ بیوسا کے اس انکشاف پر انا تھس، اربیس کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اسی شام گریوٹی کو یونان سے بیاہ دیا گیا تھا اور یونان اور بیوسا چمچوروں کی اس بہتی میں گریوٹی کے ساتھ رہنے لگے تھے۔

رومنوں کے بڑے شہنشاہ نیرو کو شہنشاہ کلاڈیوس نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا لہذا موسخ نیرو کو کلاڈیوس کے بیٹے ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کلاڈیوس نے اپنی آخری عمر میں اپنی خوبصورت اور حسین و جمیل بھتیجی ایگریپا سے چونکہ شادی کر لی تھی اور یہی ایگریپا کلاڈیوس کی موت کا سبب بھی بنی تھی اسلئے کہ اگر ایگریپا نے اپنے شوہر کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا لیکن ایگریپا ایک تو شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی دوسرے رومن معاشرے میں اس قدر تعلق تھا کہ کسی کو اس پر کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے جرم میں مقدمہ چلانے کی جرات نہ ہوئی۔ لہذا کلاڈیوس کے بعد جب نیرو روم کا شہنشاہ بنا تو اگر اپنا عمر میں نیرو سے چھوٹی تھی لیکن چونکہ کلاڈیوس نے نیرو کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا ایگریپا کلاڈیوس کی بیوی کی حیثیت سے نہیں نیرو کی سرپرست ماں بن کر حکومت پر چھا گئی تھی۔

گو نیرو کی بیوی آکٹویا سابق شہنشاہ کی بیٹی تھی اور وہ اپنی سوتیلی ماں ایگریپا کو پسند نہیں کرتی تھی اور انتہا درجے کی اس سے نفرت کرتی تھی اس لئے کہ وہ اسکے شہنشاہ باپ کی قاتل تھی لیکن اسکے باوجود ایگریپا کی جزیں اس قدر مضبوط تھیں کہ نیرو کے تحت نشین ہوتے ہی اس نے نیرو پر ایسا تسلط قائم کیا کہ ہر کام ایگریپا کی مرضی کے مطابق ہونے لگا۔

ایگریپا نے ایک انتہائی دانشور اور عقلمند انسان سیکا کو حکومت چلانے کے لئے نیرو کا استاد اور اتالیق مقرر کیا اس سیکا نے ایک اور دانشور انسان جس کا نام بورس تھا اسے نیرو کا وزیر اور مشیر مقرر کیا لیکن دو ہی سال بعد نیرو نے سیکا اور بورس کو اپنا وزیر اور مشیر مقرر کر دیا تھا اس دوران ایگریپا نے حکومت پر چھاتے ہوئے مظالم کی انتہا کر دی تھی نیرو

ایگریٹیا کو ماں کا درجہ دیتا تھا لہذا اسکی خواہش کا بڑا احترام کرتا تھا اسی احترام کی آڑ میں ایگریٹیا نے نیرو پر چھاتے ہوئے رومن معاشرے کے اندر جس قدر اپنے دشمن تھے سب کا خاتمہ کرا دیا تھا۔

ایگریٹیا کی وجہ سے نیرو کے شروع کے دور میں جو مظالم ہوئے انکی وجہ سے مورخین نیرو کے متعلق متضاد قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ مشہور مورخ ٹراجن نیرو کے متعلق لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے پہلے پانچ سال انتہائی کامیاب تھے اور اس نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو اس سے پہلے کوئی بھی رومن شہنشاہ انجام نہ دے سکا جبکہ ایک دوسرا رومن مورخ مارکوس آئیرلوس لکھا ہے کہ نیرو وحشی جانوروں اور خونخوار عفریت جیسا ظالم اور ستم گر تھا۔ بہر حال اس ایگریٹیا کی وجہ سے بہت سے مورخین نے نیرو کی کردار کشی کی ہے۔

تحت نشین ہونے کے بعد نیرو نے جو سب سے اچھا کام کیا وہ یہ تھا کہ رومنوں پر جس قدر غیر ضروری ٹیکس تھے وہ معاف کر دیئے۔ اس کے علاوہ رومنوں کے مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب میں جس قدر صوبے ماتحت تھے انہیں باقاعدہ نمائندگی دی گئی یہ نیرو کی عمدہ حکمرانی کا دوسرا کام تھا اس طرح وہ ملک جن پر رومن قابض ہو گئے اور انہیں اپنے صوبے قرار دیئے انہیں جب حکمرانی میں نمائندگی ملی تو انکے اندر بخود میں اٹھنے کی رفتار کافی حد تک کم ہو گئی تھی۔

دوسری طرف نیرو کے دونوں قابل اعتماد وزیر سینکا اور یورس ایگریٹیا کے بے پناہ مظالم کی وجہ سے دن بدن اسکے خلاف ہوتے جا رہے تھے انہوں نے نیرو کو ایگریٹیا کے خلاف حرکت میں لانے کیلئے بہتری کوشش کی لیکن اس میں ان دونوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو ایگریٹیا کو نیرو اپنی ماں کا درجہ دیتا تھا گو وہ اس سے عمر میں کم تھی۔ دوسرے یہ کہ ایگریٹیا کچھ اس طرح حکومت اور حکومتی کارندوں پر چھا گئی تھی کہ اسے ہاتھ ڈالنا اپنی موت کو دعوت دینے کے برابر خیال کیا جاتا تھا اس بناء پر نیرو ایگریٹیا کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے گھبراتا تھا اسے ڈر تھا کہ اگر وہ ایگریٹیا کے خلاف حرکت میں آیا تو اسے کہیں تاج و تخت سے ہی محروم نہ کر دیا جائے۔ اسے یہ خدشہ بھی تھا کہ اگر اس نے ایگریٹیا کی مخالفت شروع کی تو ایگریٹیا خفیہ طریقے سے اسے ذہر دے کر ہلاک ہی نہ کر دے۔ اس بناء پر دونوں وزیر شیاک اور یورس نیرو کو ایگریٹیا کے خلاف کرنے میں ناکام رہے تھے۔

لیکن سینکا اور یورس بھی اپنی ہار تسلیم کرنے والے نہ تھے۔ یہ دونوں انتہائی عقلمند دانش ور اور نرم مزاج تھے اور ایگریٹیا کے مظالم کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

حالانکہ سینکا کو ایگریٹیا نے ہی نیرو سے متعارف کرایا تھا اور حکومت چلانے میں ایگریٹیا نے سینکا کو نیرو کا استاد مقرر کیا تھا اس کے باوجود سینکا ایگریٹیا کو اس کے مظالم کی وجہ سے بری طرح ناپسند کرنے لگا تھا۔ سینکا اور یورس کی انتھک کوششوں کے بعد بھی جب نیرو حرکت میں نہ آیا تو سینکا اور یورس نے صلاح و مشورہ کرتے کے بعد ایک بہترین چال چلی انہوں نے ایک انتہائی خوبصورت حسین و جمیل لڑکی کا انتخاب کیا۔ اس لڑکی کا نام پوپائی تھا اور اس کا تعلق بھی شاہی خاندان سے تھا۔ اس لڑکی کو سینکا اور یورس نے نیرو سے متعارف کرا دیا۔ پوپائی نام کی یہ لڑکی اکثر نیرو کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگتی اور سینکا اور یورس کے اشاروں پر کام کرنے لگی۔

سینکا اور یورس نے پوپائی کو سمجھا دیا کہ اس نے ہر حال میں نیرو کو ایگریٹیا کے خلاف کرنا ہے اور کسی نہ کسی طرح ایگریٹیا سے نیرو کی گلو خلاصی کرانی ہے بلکہ ایگریٹیا کا خاتمہ کرنا ہے یہ پوپائی نام کی لڑکی جہاں بے حد حسین و جمیل تھی وہاں بڑی عقلمند اور خیز و طرار بھی تھی۔ آہستہ آہستہ یہ اپنا کام کرتی رہی اپنے ناز نخرے اپنے حسن و جمال سے یہ نیرو پر چھاتی رہی یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ نیرو اس پوپائی کو دیوانگی کی حد تک پسند کرنے لگا۔ پوپائی نے جب اندازہ لگایا کہ نیرو اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے تو اس نے ایگریٹیا کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

پوپائی نے خفیہ گفتگو کے دوران نیرو کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ایک انتہائی خوبصورت جہاز تیار کیا جائے اور یہ مشہور کر دیا جائے کہ یہ جہاز ایگریٹیا کیلئے تیار کیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ مختلف ملکوں کی سیاحی کر سکے۔ ایگریٹیا کو جب یہ علم ہوا کہ نیرو اس کے لئے شاہی طرز کا ایک مجسمہ تیار کرا رہا ہے اور وہ رومنوں کے ماتحت ملکوں کی سیرو تفریح کر سکے تو وہ بہت خوش ہوئی۔ آخر یہ جہاز تیار ہو گیا اور پوپائی نے نیرو کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ اس جہاز میں جب ایگریٹیا سوار ہو جائے تو گہرے سمندر میں لے جا کر ڈبو دیا جائے اس طرح سے ایگریٹیا سے جان چھوٹ جائے گی۔ نیرو اس بات پر آمادہ ہو گیا۔ جب جہاز تیار ہو گیا تو ضرورت کی ہر شے جہاز میں رکھی گئی۔ ایگریٹیا اس میں سوار ہوئی اور اس جہاز کو گہرے سمندر میں لے جا کر ڈبو دیا گیا۔ یوں رومنوں کی ایگریٹیا کے مظالم سے جان چھوٹ گئی۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ رومنوں کے شہنشاہ نیرو نے اپنی زندگی کا ایک بدترین کام بھی کیا اور وہ یہ کہ اس نے اپنی بیوی آکٹویا کو طلاق دے دی جو سابق شہنشاہ کلاڈیوس کی بیٹی تھی۔ آکٹویا نیرو کے لئے ایک انتہائی ہمدرد اور مخلص بیوی تھی لیکن نیرو چونکہ دیوانگی کی حد تک پوپائی سے محبت کرنے لگا تھا۔ اس کے علاوہ پوپائی ہی نے نیرو کو ایگریٹیا سے نجات

دی تھی لہذا نیرو نے آکٹویا کو طلاق دے کر پوپائی سے شادی کر لی۔ حالانکہ رومن چاہتے تھے کہ آکٹویا ہی انکی ملکہ رہے مگر حال نیرو نے آکٹویا کو طلاق دے کر پوپائی سے شادی کر لی تھی۔

ان سارے کاموں سے قابض ہونے کے بعد نیرو نے مشرق کی طرف دھیان دیا۔ مشرق میں سابق رومن شہنشاہ کلاؤڈیوس کے دور حکومت میں اشکانیوں کے بادشاہ بلاش اول نے آرمینیا پر قبضہ کر کے وہاں اپنے بھائی تیرداد کو حکمران مقرر کر دیا تھا۔

رومن شہنشاہ نیرو بلاش اول کے مقابلے میں آرمینیا میں رومنوں کی ساکھ کو بحال کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے آرمینیا کی مہم کیلئے اپنے ایک نامور جری اور دلیر ترین جرنیل کا انتخاب کیا اور اس کا نام کاربولو تھا۔ نیرو نے جرنیل کاربولو کو آرمینیا کی مہم پر مقرر کیا اور شام کے رومن حکمران امیدلیس کو حکم جاری کیا کہ وہ آرمینیا کی مہم کے سلسلے میں کاربولو کے احکامات ہی کی پابندی کرے۔

نیرو کا حکم ملنے ہی کاربولو اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا کی طرف روانہ ہوا۔ اب ایران اور رومنوں کے درمیان تصادم ناگزیر نظر آتا تھا کہ نیرو کے مشیروں نے جنگ سے بچنے کا مشورہ دیا۔ کاربولو اور شام کے رومن حکمران امیدلیس نے بھی یہی رائے دی کہ پہلے اشکانیوں کے ساتھ مذاکرات ہونے چاہئے تاکہ آرمینیا کا مسئلہ صلح اور صفائی سے حل ہو جائے۔

چنانچہ نیرو نے اپنے سفیر اشکانی بادشاہ بلاش اول کے دربار میں بھیجے اور مصالحت کی پیش کش کی۔ شرائط صلح یہ تھی کہ رومن آرمینیا میں اپنا اثر قائم کرنے کا تقاضہ نہیں کریں گے۔ اشکانیوں کا بادشاہ بلاش اول آرمینیا سے اپنی فوج واپس بلا لے گا اور آرمینیا کی حکومت جوں کی توں تیرداد ہی کے پاس رہے گی اور ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے بلاش اول بطور بر غمال اپنے کسی قریبی عزیز کو رومن دربار میں بھیجے گا۔

اپنے کسی عزیز کو رومن دربار بھیجنے کی شرط یقیناً اشکانی شہنشاہ بلاش اول کیلئے ناقابل قبول تھی لیکن بلاش کی بد قسمتی جن دنوں یہ مذاکرات ہو رہے تھے انہیں دنوں اس کے بیٹے واردان نے اس کے خلاف جگہ جگہ بغاوت کھڑی کر کے شورش برپا کر دی لہذا بیٹے کی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لئے بلاش اول کو رومنوں کی یہ شرط قبول کرنا پڑی۔ چنانچہ وقتی طور پر اشکانیوں اور رومنوں کے درمیان مصالحت ہو گئی۔

رومنوں سے مصالحت کرنے کے بعد بلاش اول اپنے بیٹے کے خلاف حرکت میں آیا۔ تین سال لگا تار باپ بیٹے کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ آخر بلاش اول اپنے بیٹے کی

بغاوت کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ان جنگوں میں بلاش اول کا بیٹا واردان اسکے ہاتھوں مارا گیا۔ بیٹے کی بغاوت فرو کرنے کے بعد اشکانیوں کے شہنشاہ بلاش اول نے آرمینیا کا مسئلہ پھر اٹھایا اور تقاضہ کیا کہ آرمینیا کو اشکانیوں کی ایک ریاست تسلیم کیا جائے۔ رومنوں نے اس شرط کو ماننے سے انکار کر دیا چنانچہ جنگ ٹھن گئی۔ رومنوں کے شہنشاہ نیرو نے اپنے قابل اعتماد جرنیل کاربولو کو حکم دیا کہ وہ آرمینیا پر حملہ آور ہو کر مکمل طور پر آرمینیا پر قبضہ کر لے۔ یہ حکم ملنے ہی کاربولو جو ابھی تک ایشیا ہی میں قیام کئے ہوئے تھا آرمینیا پر ٹوٹ پڑا۔ بلاش اول چاہتا تھا کہ کاربولو سے مقابلہ کر کے اسے آرمینیا سے نکال باہر کرے کہ بلاش اول کی بد قسمتی کہ اس کی سلطنت کے اندر حالات پھر خراب ہو گئے اس لئے کہ گرگان کے حکمران نے انہی دنوں بلاش اول کے خلاف بغاوت کر دی لہذا بلاش اول اپنے لشکر کے ساتھ گرگان کی اس بغاوت کو ختم کرنے میں مصروف ہو گیا اور اسکی اس مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رومن جرنیل کاربولو آرمینیا پر حملہ آور ہو گیا پہلے وہ آرمینیا کو دارالحکومت ارماساتا پر قابض ہوا اس کے بعد آہستہ آہستہ بلاش اول کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے سارے آرمینیا پر قبضہ کر لیا تھا بلاش اول کا بھائی تیرداد جو آرمینیا کا حکمران تھا وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اسکی غیر موجودگی میں کاربولو نے آرمینیا کے قدیم شاہی خاندان کے ایک شہزادے ٹیگرئس کو آرمینیا کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

گرگان کی بغاوت کو ختم کرنے کے بعد بلاش اول پھر آرمینیا کی طرف متوجہ ہوا وہ اپنا لشکر لے کر ارماساتا تک پہنچ گیا رومنوں نے بھی اندازہ لگا لیا کہ بلاش اول اپنی اندرونی مخالفت کو ختم کر چکا ہے لہذا وہ انکے ساتھ جنگ ضرور کرے گا لہذا انہوں نے بلاش اول کو مذاکرات کی پیش کش کی جسے بلاش نے قبول کر لیا مذاکرات میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ دونوں حکومتیں اپنی فوج آرمینیا سے نکال لیں دونوں اس تجویز پر رضامند تھے لیکن کسی فیصلے پر پہنچے بغیر گفت و شنید ختم ہو گئی۔

اسی اثناء میں نیرو کا ایک قاصد ایشیا میں کاربولو کے پاس آیا کاربولو کو نیرو کا یہ پیغام پہنچا کہ اشکانیوں کے خلاف جنگ کی جائے اور آرمینیا رومن سلطنت کا ایک حصہ قرار دے دیا جائے کاربولو نے یہ پیغام سن کر جنگ کی تیاری شروع کر دی تھی۔

کاربولو اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو عبور کر کے پائیں کنارے ٹھہرا شام کا حکمران امیدلیس بھی اس سلسلے میں کاربولو کو پوری پوری مدد کر رہا تھا اسکے علاوہ آرمینیا کا نیا حکمران ٹیگرئس بھی بلاش اول کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیاریاں مکمل کر چکا تھا دوسری طرف واردان بھی اس سے

ہو کر مرگئی اس کی موت کے چند ہی روز بعد ایلیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یونان میرے حبیب! تم اور پیوسا دونوں میاں بیوی گریوٹی کیلئے سردار خوشے کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے اب آؤ یہاں سے کوچ کریں اور حیرہ شہر میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے جس کی بناء پر ہمیں حیرہ شہر کا رخ کرنا چاہئے اس پر ایلیکا بولی اور کہنے لگی ہاں حیرہ کے حکمران کی موت کے بعد اس کی بیٹی نائلہ اب ملکہ ازیاء کے نام سے حیرہ کی حکمران بنی ہے میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ یہ ازیاء اس وقت دنیا کی حسین ترین عورت ہے نہیں عورت نہیں بلکہ لڑکی ہے اس لئے کہ یہ ابھی نوجوان اور غیر شادی شدہ ہے اور ساتھ ہی ساتھ انتہائی خوبصورت ملکہ ازیاء ایک صحرائی قبیلے بنو ایاد کے فرزند عدی بن نصر سے محبت بھی کرنے لگی ہے یہ عدی بن نصر ایک انتہائی خوبصورت جوان اور طاقتور ترین انسان ہے لوگوں کا خیال ہے کہ عدی بن نصر ایسا طاقتور ہے کہ بڑی بڑی چٹانیں اٹھا کر اور اکھیر کر پھینک دیتا ہے اس ازیاء نے صرف عدی بن نصر کی جوانمردی اور طاقت کے چرچے سنے ہیں اور اسی بنا پر اس سے محبت کرنے لگی ہے حالانکہ نہ عدی بن نصر نے ازیاء کو دیکھا ہے اور نہ ازیاء اس سے پہلے عدی بن نصر سے واقف ہے۔

تاہم میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ عدی بن نصر ملکہ ازیاء کو پسند نہیں کرتا اس لئے کہ سنا ہے کہ وہ بڑی خود سر ہے تاہم ملکہ ازیاء عدی بن نصر سے محبت کرتی ہے اسے پسند کرتی ہے لہذا اس نے عدی بن نصر کو کچھ مقابلوں میں حصہ لینے کیلئے اپنے محل میں طلب کیا ہے یہ محل دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے اور شط الفرات کے نام سے مشہور ہے اب عدی بن نصر بے شک ملکہ ازیاء کو پسند نہیں کرتا لیکن وہ اس کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے ملکہ ازیاء کے محل کی طرف روانہ ہو چکا ہے آؤ عدی بن نصر کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ ملکہ ازیاء کے محل میں داخل ہوتا ہے تو پھر آگے کیا معاملات پیش آتے ہیں اس وقت عدی بن نصر اپنے گھوڑے پر سوار دریائے فرات کے کنارے ملکہ ازیاء کے محل شط الفرات کی طرف بڑھ رہا ہے لہذا آؤ یہاں سے کوچ کریں اور عدی بن نصر کی طرف چلیں یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا جب خاموش ہوئی تو یونان اور پیوسا دونوں ایلیکا کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اسکندریہ کے ساحل سے وہ ایلیکا کے کہنے پر دریائے فرات کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ ایلیکا کے کہنے پر یونان اور پیوسا دریائے فرات کے ساحل پر نمودار ہوئے سورج اس وقت ازل کے حاکم اور ابد کے ناظم کے احکامات کا اتباع کرتے ہوئے مسکراتی رتوں میں اندھیروں کی

دور ہے تو بڑی برق رفتاری سے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا۔ ٹیگرینس بڑی ست رفتاری سے بلاش اول کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا اس لئے کہ اسے کاربولو کی طرف سے کمک کا انتظار تھا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاش اول نے آرمینیا کے ایک حصے کو روند کر پامال کر ڈالا جس کے نتیجے میں آرمینیا کا حکمران ٹیگرینس بلاش اول کے ساتھ گفت و شنید کے لئے آمادہ ہو گیا کاربولو ابھی اپنا لشکر لے کر آرمینیا نہیں پہنچا تھا آخر ٹیگرینس نے وعدہ کیا کہ وہ ان قلعوں سے دستبردار ہو جائے گا جن پر رومنوں کا قبضہ ہے نیز جدید گفت و شنید کے فیصلے تک آرمینیا کو خالی کر دے گا۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ بلاش اول لمحہ بہ لمحہ آرمینیا کے سلسلے میں رومنوں پر حاوی ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے جنگ سے بچنے کیلئے پھر بلاش اول کو گفت و شنید کی دعوت دی لیکن یہ گفت و شنید پھر ناکام ہو گئی اب رومی سلطنت نے اشکانیوں سے جنگ کرنے کے مکمل اختیارات اپنے جرنیل کاربولو کو سونپ دیئے تھے لہذا کاربولو نے آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی لیکن جنگ شروع کرنے سے پہلے پھر دونوں حکومتوں کے نمائندوں میں گفت و شنید شروع ہوئی آخر فیصلہ یہ ہوا کہ بلاش اول کے بھائی تیرداد کو آرمینیا کا حکمران تسلیم کیا جائے اس مقصد کیلئے تیرداد خود روم جائے اور قیصر روم نیرو کے ہاں سے تاج پہن کر واپس آئے اور آرمینیا پر حکمرانی کرے۔

ان شرائط کے مطابق تیرداد تین ہزار ایرانی سواروں کے ساتھ روم شہر کو روانہ ہوا اسکے سفر کے اخراجات چھ سو پونڈ روزانہ تھے جو رومن خزانے سے ادا کئے جاتے تھے یہ اخراجات لگاتار نو ماہ تک ادا کئے گئے جہاں جہاں سے تیرداد گزرتا اس کا استقبال اس طرح کیا جاتا جیسے کوئی فاتح آ رہا ہو ہر شہر میں دروازے آراستہ کئے جاتے اور اہل شہر خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے تیرداد کے استقبال کو آتے تھے آخر بڑی شان و شوکت سے روم شہر میں رومن شہنشاہ نیرو کے ہاتھوں تیرداد کی آرمینیا کے حکمران کی حیثیت سے رسم تاج پوشی ادا کی گئی اس کے بعد کچھ دن روم میں قیام کرنے کے بعد تیرداد واپس آرمینیا آ گیا اور ایرانی طریقے کے مطابق آرمینیا کی تنظیم کرنے لگا یوں دونوں ملکوں کے مابین ایک مرتبہ پھر خوشگوار تعلقات کی بنیاد پڑی جو چند سال تک قائم رہی۔

○

یونان اور پیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک باہمی گیموں کی بستی میں سردار خوشے کے ہاں قیام کر رکھا تھا یہ قیام کئی سال تک جاری رہا یہاں تک کہ گریوٹی بے چاری بیمار

سیاہی اور نفس نفس میں صحراء کا اضطراب بکھیرتا ہوا غروب ہو رہا تھا۔ دریا کے کنارے نمودار ہونے کے بعد یونان کو ابلیکا نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ جوان جس کا نام عدی بن نصر ہے وہ دریا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف جانے والی اس پگڈنڈی پر نمودار ہو گا پھر ہم تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس سے روپوش ہو کر اس کے ساتھ ہو لیں گے اور دیکھیں گے کہ ملکہ ازبا نے اسے کیوں بلایا ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرگئی ہے اس پر یونان پھر بولا اور کہنے لگا۔

لیکن ابلیکا پہلے یہ تو کہو یہ عدی بن نصر کیا شے ہے ملکہ ازبا کیا چیز ہے اور ہم دونوں کو ذرا تفصیل کے ساتھ ان کے تعلق بتاؤ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو سنو عراق کی ان سرزمینوں میں ویسے تو بہت سے عرب قبائل آباد ہیں لیکن ان میں زیادہ مشہور اور حکمران دو ہی قبیلے ہیں ایک بنو زہران اور دوسرا بنو قسطورا ماضی میں بلکہ اب بھی ان دونوں قبیلوں کے درمیان اکثر جنگیں رہتی ہیں اس وقت بنو قسطورا کی حکمران ملکہ ازبا ہے جس کا اصل نام نائلہ ہے کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ اس وقت دنیا کی حسین ترین لڑکی ہے بنو زہران کا حکمران اس وقت جذیمہ البرش ہے اور یہ دونوں ہر وقت ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہتے ہیں۔

ان دونوں سے پسے بنو قسطورا پر ملکہ ازبا یعنی نائلہ کا باپ عمر بن اعراب حکومت کرتا تھا جبکہ بنو زہران پر جذیمہ البرش کا باپ مالک بن فہم حکمران تھا یہ مالک بن فہم اور عمر بن اعراب جب تک زندہ رہے دونوں ایک دوسرے کے خلاف لڑتے ہی رہے کبھی مالک بن فہم غالب اور کبھی عمر بن اعراب غالب رہتا تھا بنو قسطورا کا دارالحکومت ان دونوں شط افرات ہے جبکہ بنو زہران کا مرکزی شہر شانیات ہے گو ان علاقوں میں سب سے بڑا شہر حیرہ ہے لیکن یوں جانو کہ حیرہ آزاد شہر ہے اور یہاں سارے قبائل خواہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہوں یا دشمن باہم مل کر تجارت کرتے ہیں مال کا لین دین کرتے ہیں اور اس ذریعہ سے خوب رقم کماتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کیلئے رکی پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

جہاں تک عدی بن نصر کا تعلق ہے تو اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ عدی بن نصر اس وقت نہ صرف یہ کہ ایک حسین ترین نوجوان ہے بلکہ اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس وقت وہ دنیا کا سب سے طاقتور ترین انسان ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ اتنی ہمت رکھتا ہے کہ چٹانوں کو اکھاڑ پھینک سکتا ہے کہتے ہیں کہ بنو قسطورا

کی ملکہ ازبا عدی بن نصر سے محبت کرنے لگی ہے اس نے عدی بن نصر کی مردانہ وجاہت اور اس کی طاقت اور قوت کے چرچے سن کر عدی بن نصر کو ہلکا سا ہنسا ہے اب عدی بن نصر اس دریائے فرات کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا ہماری طرف آرہا ہے اور وہ ملکہ ازبا کے مرکزی شہر شط افرات کی طرف جائے گا جہاں ملکہ بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی ہے میں نے لوگوں کو یہ کہتے بھی سنا ہے کہ عدی بن نصر ملکہ ازبا سے شادی نہیں کرنا چاہتا لیکن وہ اس کے کہنے پر ضرور جا رہا ہے اس لئے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر وہ انکار کر دیتا تو ہو سکتا ہے کہ ملکہ اس کے قبیلے کو ایاد پر حملہ آور ہو کر تباہی و بربادی مچا دیتی لہذا ملکہ ازبا کی غضبناکی سے اپنے قبیلے کو بچانے کیلئے یوں جانو کہ عدی بن نصر ملکہ ازبا کے مرکزی شہر شط افرات کا رخ کر رہا ہے میرے خیال میں میری باتوں کی کچھ نہ کچھ سمجھ تو تمہیں آ ہی گئی ہو مگر اب جو عدی بن نصر یہاں آتا ہے ہم اس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو کر اس کے ساتھ ہو لیں گے پھر جو حالات رونما ہوتے جائیں گے وہ تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا ابلیکا کی اس گفتگو سے یونان اور یوسا کسی حد تک مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ دریائے فرات کے کنارے رک کر عدی بن نصر کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

سورج اب غروب ہو چکا تھا۔ روشنی کے بھولے بھٹکے لمحے رنگ آلود وعدوں کی تاریکی میں کھو گئے تھے دن کی خواہشوں پر بیکراں چپ طاری تھی بہتی بہتی بہت قریب قریب تاریکی چٹم تخیل اور آفاق گیر لہجوں کی طرح پھیل اور چھا گئی تھی۔ صحراء کی وہ رات گہری اور خاموش تھی جاڑے کی سرد منجمد اور مومن سون ہوائیں صحراء میں چیخ چلا رہی تھیں دریائے فرات کے کنارے کنارے شمال کی طرف سے ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا نمودار ہوا یہی عدی بن نصر تھا اس کی سفید عبا اور عمامہ تیز ہواؤں میں لہریئے لیتے ہوئے اڑ رہے تھے۔

عدی بن نصر کے آتے ہی ابلیکا نے یونان اور یوسا سے کہا کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر عدی بن نصر کی نظروں سے اوچھل رہیں وہ اس کے ساتھ ساتھ ہو لیں ابلیکا کے کہنے پر یونان اور یوسا نے ایسا ہی کیا جب عدی بن نصر ان دونوں کے پاس سے گزرنے لگا تو یونان اور یوسا نے غور سے اسکی طرف دیکھا وہ ایک حسین متاور درخت کی طرح مضبوط عرب تھا اس کے ہاتھ درختوں کے پنچوں کی طرح مضبوط تھے اور اسکی بھیڑیے جیسی بھوری آنکھیں اس پتلی سے پگڈنڈی پر جمی ہوئی تھیں جس پر اس کا گھوڑا بھاگ رہا تھا اور یہ پگڈنڈی دریائے فرات کے کنارے جنگلی جھاڑیوں اور درختوں میں سے ہو کر گزرتی ہوئی آنکھوں سے اوچھل ہو رہی تھی یونان اور یوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں

ویران اندھیرے میں بیکراں آرزوؤں کے سرسام کی طرح رقص کناں ہو گئی تھیں جبکہ اسکی سنگتی نظروں کی آنچ میں پھٹتے بارود کی کیفیت اور جوش مارتے الاؤ جیسا سماں بہا ہو گیا تھا وہ بڑے غور اور بڑی نفرت سے عدی بن نصر کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

اس سردار کے دائیں طرف سازندے بیٹھے مختلف ساز بجا رہے تھے جن کی لے پر وہاں بیٹھے سارے مرد اور عورتوں کے سامنے ایک حسین خانہ بدوش لڑکی رقص کر رہی تھی رقص کرتی اس لڑکی کا جسم بھرا بھرا آنکھیں چمکیں اور چہرے پر کنوارے پن کی تازگی تھی اور اس کا جسم سوڑے کی طرح بھرپور اور لیس دار تھا اور اس کی آنکھیں پراسرار تھیں لہٰذا لے ہوئے تھیں اس کے ایک ہاتھ میں کھجور کی شنی اور دوسرے ہاتھ میں لمبے لمبے ڈنٹھلوں والے بنستی پھول تھے۔

وہ لڑکی شب عروس کے قہے جیسی حسین عروس فطرت کے حسن جیسی شاداب اور روح پر فشاں کرنے والے سحر و جذب جیسی خوبصورت اور اس میں رچی خوشبوؤں جیسی دل نشیں اور طلسمات کی شگفتگی رنگوں جیسی خوش کن تھی۔

مجموعی طور پر وہ شوخ اور طرار لڑکی مدھم مدھم چاندنی اور الاؤ کی روشنی میں رقص کرتی ہوئی ایک طائر فردوس حیات بخش جذبہ آبشاروں کا ترنم پھولوں کی مسک نسوانیت کا وقار اور شباب کی امتوں کا ایک اہل ہوا چشمہ دکھائی دے رہی تھی رقص کرتے ہوئے اس لڑکی کے ہونٹوں پر ستاروں جیسا بیٹھا بیٹھا تبسم کھل رہا تھا۔ رقص جاری تھا۔ آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں لکڑیاں جھج رہی تھیں۔ پھر اس خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے پاس بیٹھے ہوئے سازندوں میں سے وہ جوان جو تہورہ بجا رہا تھا جس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت اور آنکھیں آگ کے الاؤ کے سامنے تانبے کی طرح دمک رہی تھیں حرکت میں آیا۔ اس کے ہونٹ پھر تہورے کی لے اور لڑکی کے رقص کی تال پر وہ گانا گانے لگا تھا جس کا مفہوم کچھ یوں بنتا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

سورج جب اپنی آب و تاب سے فردزاں ہوتا ہے

ہم سندرست جسم واحد کی طرح صحراء کا سینہ چیرا کرتے ہیں

چمکتی اور چلپلائی دھوپ ہمیں ایسی عزیز ہے

جیسی ان کو نیلوں کو جو سورج کی گرم شعاعوں کو پیتی ہیں

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

مستقل آواز میں کہتے ہیں کا ٹکڑا خریدنے کیلئے پیسے کیوں جمع کریں

لاتے ہوئے عدی بن نصر کے ساتھ ہو لئے تھے۔

اچانک ایک جگہ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر اس انداز سے بیٹھ گیا جیسے وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو پھر رات کی پراسرار تہائی اور تاریکی میں اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی ظہورے اور دوسرے سازوں کی لے پر کسی کے گانے کی مست اور دھیمی دھیمی آوازیں سنائی دے رہی تھیں یونان اور یوسا نے بھی ان آوازوں کو سنا تھا ان آوازوں کو سننے کے بعد عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو پگڑبڈی سے اتار کر دریائے فرات کے کنارے گھٹے درختوں کی طرف موڑ دیا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے جنگلی درختوں کے جھنڈ کو عبور کیا اب اس کے سامنے چاندنی رات میں فرق تک نظر آنے والے سرد صحراء میں چاندنی اپنا رقص کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو صحرا کے اندر ڈال دیا تھا۔ یونان اور یوسا بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل رہ کر اسکے ساتھ ساتھ تھے صحراء میں داخل ہونے کے بعد ایک جگہ اپنے گھوڑے کو روک کر عدی بن نصر نے پھر ظہورے اور دوسرے سازوں کی آواز سننے کی کوشش کی پھر آواز کی سمت اس نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا اب سازوں کی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

عدی بن نصر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اب تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اپنے سامنے چاندنی کی طرح چمکتے ہوئے صحراء میں ایک کافی بڑا ٹھکانا سا دکھائی دیا جس کے اندر خیمے نصب تھے خیموں کے ایک طرف آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا جس کے ارد گرد ان گنت مرد اور عورتیں جمع تھے اور درمیان میں ایک لڑکی رقص کر رہی تھی۔

کھجوروں کے اس جھنڈ کے پاس جا کر عدی بن نصر اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر ایک کھجور کا سارا لے کر کھڑا ہو گیا عدی بن نصر کے علاوہ یونان اور یوسا نے بھی اندازہ لگایا کہ وہ خانہ بدوشوں کا کوئی قبیلہ تھا جس نے دریائے فرات کے کنارے کھجوروں تلے پڑاؤ کر رکھا تھا۔

آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے گرد بے شمار مرد اور عورتیں بیٹھے ہوئے تھے جن کے درمیان ایک ویو قامت اور شگفتگی داڑھی والا ایک نوجوان بیٹھا تھا جو شاید ان کا سردار اور رئیس و سرخیل تھا اس کے چہرے پر درندگی اور آنکھوں سے شعلے تھے اس کے جسم کی جوان نیلی شریانوں میں گیتوں کے شرارے اٹل رہے تھے لگتا تھا خانہ بدوش قبیلے کا وہ سردار اغیار کے خلاف آمادہ جنگ و جدل اور دست شریں دراز کرنے کیلئے پیدا ہوا ہو۔

عدی بن نصر کو وہاں دیکھ کر اس سردار کے چہرے پر الم افزا بے دریاں رات کے سرد

جبکہ رات کی تاریکی ایک ماں کی طرح صحرا میں ہماری حفاظت کرتی ہے

ہم لالچ اور پیکراں آرزوؤں کے سرسام کا شکار نہیں ہوتے

صحرا سے ہماری محبت جھاگ سے آشنا اور بلور کی طرف صاف محبت جیسی ہے۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

ساز بجتے رہے اور وہ مغنی تبورہ بجاتے ہوئے گاتا رہا۔ آگ جلتی رہی۔ گیت جاری

رہا۔ خانہ بدوش لڑکی رقص کرتی رہی اور آگ کے شعلے بیچ و تاب کھاتے ہوئے بلند ہوتے

رہے۔ چاند کجھوروں کے جھنڈ میں آکر جیسے رک گیا تھا۔ تبورہ اور سازوں کی آواز اور

لڑکی کے جوان رقص نے ایسا سماں باندھا تھا جیسے آوازوں کی وہ جھنکاریں پوری کائنات کی

موسیقی بن گئی ہوں رات خوش تھی اور کجھوروں کے پیڑوں کے دل دھڑک رہے تھے

آوازوں اور رقص کی اس گھلاوٹ پر گویا دن بھر کا تھکا ہارا صحرا اپنے ذرے ذرے کے

ساتھ جاگ اٹھا تھا۔

عدی بن نصر کجھور کے درخت کی طرح خاموش وہاں کھڑے ہو کر لڑکی کے جسم کا جتہ

جتہ جائزہ لیتا رہا۔ وہ رقص کرتی خانہ بدوش لڑکی بھی بار بار ارد گرد بیٹھے لوگوں سے نظریں

چرا کر اس حسین اور اجنبی عدی بن نصر کی دیکھ کر ہلکے ہلکے مسکرا دیتی تھی۔ اس طرح

رقص اور موسیقی تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی۔

پھر اچانک سنی کے ہونٹ ساکن ہو گئے اور تبورے پر کھیلتی ہوئی اس کی انگلیاں

رک گئیں اور رقص کرتی ہوئی لڑکی نے بھی رقص ختم کر دیا اور روشن الاؤ کے قریب جا

کر وہ کھڑی ہو گئی۔ اس دم شیشی داڑھی اور مضبوط جسم والا سردار اٹھا۔ بڑی شگن آمیز

چال کے ساتھ کجھور سے ٹیک لگائے ہوئے عدی بن نصر کی طرف بڑھا جو ابھی تک اپنے

ماحول سے بے خبر اس حسین خانہ بدوش رقصہ کو دیکھ جا رہا تھا۔ قریب آکر خانہ بدوش

سردار نے بھاری رعب دار۔ غضبناک اور نفرت سے بھرپور آواز میں عدی بن نصر کو

مخاطب کیا۔

”تم کون ہو اور رات کی تاریکی میں تم کس غرض سے ہمارے خانہ بدوش قبیلے میں

داخل ہوئے ہو۔ کیا اس قبیلے میں تمہاری کوئی غرض اور ضرورت ہے۔ یا یہ کہو کہ تم کسی

سے ملنا چاہتے ہو۔ یا اس قبیلے میں تمہارا کوئی جاننے والا ہے۔“ اس پر عدی بن نصر چونک

سا پڑا۔ اپنا ہاتھ وہ اپنی تلوار کے دستے پر لے جاتے ہوئے بولا مسافر ہوں۔ دریا کے

کنارے سفر کر رہا تھا۔ گانے کی آواز سن کر ادھر چلا آیا۔ اس پر خانہ بدوشوں کے سردار

نے خشک اور کھردرے تلخی بھرے لہجے میں کہا۔

جاؤ یہاں سے چلے جاؤ اس میں تمہاری بہتری ہے ورنہ خانہ بدوش قبیلے میں کھو کر رہ

جاؤ گے یہاں تمہاری زندگی اور زیست پر موت غالب آ جائے گی اور تمہارے لواحقین بے

حد و کنار پھیلے ہوئے اس صحراء میں تمہیں ڈھونڈتے ہوئے رہ جائیں گے۔ پر انہیں نہ

تمہارا اسم نہ تمہارا جسم اس صحرا میں کہیں دکھائی دے گا۔ دیکھ اجنبی ہم خانہ بدوش ہیں۔

زندگی اور موت کے کھیل کو ہم معمولی سستا بڑا ارزاں سمجھتے ہیں۔ یہ الاؤ روشن کر کے

رقص برپا کرنا ہمارا روزمرہ کا کام ہے اس میں ہم کسی اجنبی اور نا آشنا شخص کی مداخلت پسند

نہیں کرتے۔ لہذا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر تمہیں اپنی زندگی اپنی زیست عزیز ہے

تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ اور اگر تم نے میرا کہا نہ مانا تو یاد رکھنا تو تمہارا یہ جوان جسم

موت کے عمیق جیڑوں میں کھو کر رہ جائے گا۔

خانہ بدوش سردار کی گفتگو سن کر عدی بن نصر کی حالت امواج تندو، شعلہ ریز آگ

اور چیتے چنگھاڑتے بحر شور جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بے انت رتوں کے

عذاب کے اندر موت کے تاریک ہیولے، سفاک تقدیر کی قہر ریخت، مرگ کے جوالے،

موت کا سنا اور عذابوں کے فشار جوش مارنے لگے تھے۔ جبکہ اس کے چہرے پر پریشان

لحوں کے فروغ اور سنسان مسافتوں میں حیوانی طلب، تقدیر کی لحوں کی کالک اندھے

ریگستانوں کے طوفانی سائے بھیانک عداوتیں اور نہ تھمنے والے طوفان اپنی موجودگی اور اپنی

نمود کا پتہ دے رہے تھے۔

اس حالت میں عدی بن نصر تھوڑی دیر تک اس خانہ بدوش سردار کی طرف دُور لینے

والے سانپ کی طرح دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کھردرے لہجے اور اباں کھاتی آواز میں اس

سردار کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں نہ جاؤں تو پھر۔ عدی بن نصر کا یہ جواب سن کر خانہ

بدوش قبیلے کے سردار کا زخم لگا چہرہ اندھیروں کے بھنور زہر آلو پر تشدد قسادت قلبی میں غرور

اور نخوت اور سلگتی خزاؤں کی عداوت اور قابیت کا منظر پیش کرنے لگا تھا۔ پھر وہ بولا اور

عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا اگر تم نے میرا کہا نہ مانا اگر

تم نے یہاں سے جانے سے انکار کر دیا تو پھر اپنے ذہن کے قرطاس پر لکھ رکھ کہ تمہارا سر

کٹ دیا جائے گا۔

خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا یہ جواب سن کر عدی بن نصر کے چہرے پر اور زیادہ

دردنگی اور خشونت پھیل گئی تھی۔ وہ اپنی تلوار بے نیام کرنے ہی لگا تھا کہ اس کی اور خانہ

بدوش رقص کرنے والی لڑکی کی نگاہوں میں تصادم ہوا۔ لڑکی آنکھوں میں ایک بے کسی اور

الجا تھی جیسے عدی بن نصر سے وہاں سے چلے جانے کی بھیک مانگ رہی ہو۔ اس خانہ بدوش

ہوں کہ آتے والی رات تمہاری زندگی کی آخری رات ہوگی۔

طنزیہ سے انداز میں مسکراتے ہوئے عدی بن نصر گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا اس کے چہرے پر بے شمار ابھارنے۔ اکسانے اور مزاج میں برہمی کا خلیجان پیدا کرنے والے رنگ نکھرے ہوئے تھے۔ تاہم اس خانہ بدوش لڑکی پر ایک اجنبی ہوئی نگاہ ڈالی۔ اپنے گھوڑے کی باگیں موڑیں اور جس طرف سے آیا تھا اس طرف ہی روانہ ہو گیا یونان اور یوسا بھی انسانی نگاہ سے روپوش رہتے ہوئے اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

○

عدی بن نصر جب صحرا کے اس حصے سے گزر کر اس دریائے فرات کے کنارے کنارے جانے والی پتلی پگھڑی کی طرف جا رہا تھا جس پر وہ سفر کر رہا تھا کہ یک دم اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔ جنگل میں نکھرے ہوئے خشک پتوں میں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ جیسے سہا کی تیز ہوائیں خشک پتوں کو روندتے ہوئے گزر گئی ہوں اس نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور مقابلہ کرنے کیلئے چبوتے کی طرح مستعد ہو کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا تھا۔

جب چند لمحوں تک کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تو عدی بن نصر نے اپنی غراتی اور دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔ سامنے آ کر میرا راستہ روکو تاکہ میں دیکھوں کہ کون میرا دشمن ہے۔ اسکے ساتھ ہی عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کی خرچین سے خود نکال کر اپنے سر پر رکھ لیا اور بائیں ہاتھ میں اپنی ڈھال پکڑے ہوئے اس نے دوبارہ چٹھاڑتی آواز میں کہا۔

اگر تم چھپ کر تیر چڑ پھاڑ نہیں سکتے۔ عدی بن نصر کی اس ساری گفتگو کے جواب میں ایک خود ہے جنہیں تیر چڑ پھاڑ نہیں سکتے۔ عدی بن نصر کی اس ساری گفتگو کے جواب میں ایک ہٹکاتی ہوئی بدحواس سی آواز سنائی دی۔ میں تمہارا دشمن نہیں تمہارا دوست ہوں اس پر عدی بن نصر نے اس یار نرم اور ملائم آواز میں کہا ”ایسے مخاطب اگر تو دوست ہے دشمن نہیں تو سامنے آ۔ میں تمہاری دوستی اور رفاقت کی قدر کروں گا۔“

عدی بن نصر کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک خشک پتوں پر کسی کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں پھر جھاڑیوں کے ایک جھنڈ سے ایک بوڑھا نمودار ہوا اور عدی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اسے التجا بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ عدی نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے پوچھا۔ میرے بزرگ تم کون ہو۔ مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ عدی بن نصر کی اس نرم اور محبت بھری گفتگو پر بوڑھا مزید چند قدم آگے بڑھا پھر عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اور حسین لڑکی کی یہ حامت دیکھتے ہوئے عدی بن نصر نے اپنی تلوار کے دستے سے ہاتھ ہٹا لیا پھر وہ مڑا چپ چاپ اپنا ہاتھ اس نے تلوار کے دستے سے ہٹا لیا اور اپنے گھوڑے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں جمایا اور خانہ بدوش سردار کی طرف شوخ نگاہوں اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

میں بنو ایاد کا عدی بن نصر ہوں اور اب جب کہ میرے ساتھ تمہاری ضد ہو گئی ہے اس رقص کرنے والی خانہ بدوش لڑکی کی خاطر میں روزانہ یہاں آتا رہوں گا۔ اس پر خانہ بدوش قبیلے کے سردار نے اپنی تہ بھری اور کڑکتی آواز میں کہا اگر ایسا ہے تو اپنے ساتھ ایسے آدمی بھی لے کر آنا جو تمہاری لاش اٹھا کر لے جائیں اور یہ کہ اب اگر تم پھر میرے قبیلے میں داخل ہوئے تو زندہ بچ کر نہیں جاؤ گے۔ میری خوں آود اور موت کے لہوے میں لپٹی ہوئی تلوار تم پر ایسی برے گی کہ تمہارے جسم کو لخت لخت کر کے رکھ دے گی۔ سنو بنو ایاد کے عدی بن نصر اب ہمارے قبیلے کی طرف سوچ سمجھ کر آنا اور یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر اس طرف آنا کہ اس قبیلے میں داخل ہوتے ہی موت تمہاری گھات میں بیٹھ چکی ہوگی۔

عدی بن نصر ایک بھرپور اور غیر مانوس وقت لگایا پھر کہا

سنو خانہ بدوش قبیلے کے سردار تمہاری یہ ساری گفتگو تمہاری یہ ساری لاف گداز، غلط خوانی پر مبنی ہے لکھ رکھو کہ میں جنگ کے اندر تم جیسوں پر چھا جانے کی جرات رکھتا ہوں۔ میں اکیلا آؤں گا۔ اگر تم بزدل نہیں ہو تو اپنا پڑاؤ یہیں رکھنا۔ میں کل رات کو پھر آؤں گا رات کے اس وقت۔ ہاں بالکل اسی وقت اور اگر تم مجھے روک سکو تو پھر روک دینا پر ایک بات ذہن میں رکھنا میں بنو ایاد کا وہی پلوان ہوں جس کی شجاعت، بہادری کی داستانیں خوشبودوں کی طرح دریائے فرات کے اطراف میں پھیلے ہوئے صحراؤں میں بکھری ہوئی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ میں ایاد کے سردار کا بھانجا عدی بن نصر ہوں۔

خانہ بدوش قبیلے کا سردار ہونٹ کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔

میں کل رات تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تم بزدل نہیں ہو تو ضرور آؤ گے اور یہ بات ذہن میں رکھ کر ہمارے پڑاؤ کا رخ کرنا کہ میں اس خانہ بدوش قبیلے کا سردار ہوں اور میری ساری زندگی صحرا کی تندیوں اور کٹھانیوں سے لڑتے ہوئے گزری ہے۔ یاد رکھو جو شخص قدرت کے ان سرکش عناصر سے بھڑ جانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے سامنے تمہاری حیثیت کھنڈرات میں آئے ہوئے خس و خاشاک سے زیادہ نہ ہوگی۔ میں تمہیں یقین دلاتا

سنو۔ نصر کے بیٹے میرا نام عوف ہے۔ میرا تعلق اس خانہ بدوش قبیلے سے ہے جس سے تم لوٹ رہے ہو۔ اگر تم بنو ایاد کے عدی بن نصر ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم بہادر اور شجاع ہو اور اس صحرا کی بستیوں اور نخلستانوں میں تمہاری تلوار اور تمہاری جسمانی طاقت کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے باوجود عدی بن نصر میں تمہیں مشورہ دوں گا، تمہیں متنبہ کروں گا کہ کل رات ہمارے پڑاؤ میں مت آنا۔ اگر تم رقص والی لڑکی کو پسند کر کے اسے اپنے کا عہد کر چکے ہو تو پھر آنے والی رات ہمارے سردار سے پوری ہوشمندی سے مقابلہ کرنا۔ ہمارے اس خانہ بدوش قبیلے کا سردار چیتے کی طرح خونخوار۔ چیتل کی طرح تیز و طرار۔ عذابوں کے فشار اور موت کے سناٹے جیسا ہولناک۔ دلدل کی جھاؤ۔ شب ہجراں کے زہر جیسا خطرناک اور ہواؤں کے وحشی ہماؤ اور قحش ٹانگ جیسا آتش مزاج اور محرک ہے اگر تم اس کا سامنا کرنا ہی چاہتے ہو تو اپنی پوری ہوشمندی اور دھیان سے آنا۔

اس بوڑھے عوف کی ساری گفتگو سن کر عدی بن نصر نے زرد آنکھوں والے چیتے اور زہریے اور سیاہ ناگ کی طرح عوف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سن میرے بزرگ جب تمہارا تعلق اسی خانہ بدوش قبیلے سے ہے تو تم اپنے سردار کے خلاف کیوں میری حمایت میں بول رہے ہو۔ اس پر بوڑھے عوف کی گردن جھک گئی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ مجھے اس سے دلی نفرت ہے۔ عدی نے پوچھا کیوں۔ بوڑھا کہنے لگا۔

عدی کے بیٹے۔ تم نے دیکھا جو لڑکی شبورہ کی لے کے ساتھ الاؤ کے پاس قدیم جنگی رقص کر رہی تھی۔ ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار عنقریب اس سے شادی کرنے والا ہے دیکھ عدی کے بیٹے یہ سردار شادی کیلئے جس لڑکی بھی پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ لڑکی کچھ عرصہ اسی طرح اس کے سامنے رقص کرتی رہتی ہے۔ پھر وہ اس سے شادی کر لیتا ہے۔ اس خانہ بدوش سردار نے اسی طرح کبھی میری بیٹی سے بھی شادی کی تھی اور پھر جب اس خون آشام بھیڑیے کی طبیعت اس سے آگاہ گئی اور جی اس سے بھر گیا تو اس ظالم نے اسے قتل کر کے صحرا کی تپتی ریت میں دفن کر دیا۔ بس اسی روز سے میں اس درندے کے خلاف ہوں۔

بوڑھا عوف جب خاموش ہوا تو عدی بن نصر کہنے لگا میں تمہارے سردار سے تمہاری بیٹی کے قتل کا انتقام لوں گا۔ عوف فوراً بولا اور کہنے لگا میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ عدی بن نصر پھر پوچھنے لگا تمہارے سردار کے ساتھ میرے مقابلے کی صورت میں تمہارے خانہ بدوش قبیلے کا کیا رد عمل ہو گا۔ عوف پھر بولا اور کہنے لگا۔

قبیلے کے زیادہ تر لوگ سردار کے خلاف ہیں۔ مقابلے کی صورت میں یقیناً ان کا رویہ

غیر جانبدارانہ ہو گا۔ رات تم اپنے قبیلے سے نکل کر کہاں جا رہے ہو اور کل رات تک تم کہاں ٹھہرو گے۔ کہاں قیام کرو گے جہاں سے نکل کر تم پھر ہمارے خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہو سردار کا مقابلہ کر سکو۔ اس پر عدی بن نصر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

میں بنی قسطورا کے مرکزی شہر شط القرات کی طرف جا رہا ہوں۔ انکی ملکہ الزباء نے مجھے اپنے قبیلے کے سب سے ماہر تیغ زن کے ساتھ لڑنے کی دعوت دی ہے۔ اگر میں یہ مقابلہ جیت گیا تو مجھے پانچ ہزار دینار سرخ ملیں گے اس پر بوڑھا عوف فکر گیر سی آواز میں کہنے لگا۔ بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کے پاس احتیاط اور محتاط ہو کر رہنا۔ اس لئے کہ وہ تمہارے جیسے شجاع اور طاقتور مردوں کو پسند کرتی ہے۔ میرے خیال میں اس مقابلے کی آڑ میں تم پر اپنی محبت کا اظہار کرے گی اور تم سے شادی کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس پر عدی بن نصر بولا اور کہنے لگا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں نہ ہی قسطورہ میں اس نیت سے جا رہا ہوں کہ ملکہ سے شادی کروں اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ گو میں نے سن رکھا ہے کہ بنو قسطورہ کی ملکہ حسن و خوبصورتی میں اپنی مثال اپنا جواب جواب نہیں رکھتی پر میں ایسی عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ایسی عورتیں لحوں کے اندر بدل کر زندگی کا روگ اور زیست کا خطرہ بن جاتی ہیں۔ میں تو صرف اس کے قبیلے کے تیغ زن سے مقابلہ کر کے پانچ ہزار سرخ دینار کی رقم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس پر بوڑھے عوف نے مسکراتے ہوئے پوچھا اتنی بڑی رقم کا تم کیا کرو گے۔ عدی بن نصر کہنے لگا۔ میرے قبیلے میں بیٹھے پانی کی کمی ہے اس رقم سے میں پڑوی قبیلے بنو لہم سے بیٹھے پانی کے چشمے خریدوں گا۔ جن سے میرے قبیلے کی پیاسی زمین سیراب ہو سکے گی۔ جواب میں بوڑھا عوف کچھ دیر تک خاموش رہا۔ پھر بولا کیا تم آج آنے والی شب ہمارے قبیلے میں آنے پر سنجیدہ ہو۔ اس پر عدی بن نصر نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں میں ضرور آؤں گا۔

جواب میں بوڑھے عوف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگا اگر ایسا ہے تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اب تم بنو قسطورہ کی طرف جاؤ اور مقابلہ کر کے وہ رقم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جس کا تم عزم کئے ہوئے ہو۔ اسکے ساتھ بوڑھا عوف مڑا اور اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا۔ عدی بن نصر درپائے قرات کے کنارے آیا اور دوبارہ وہ اسی جگہ گینڈ بڑی پر اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑا رہا تھا جس پر وہ پہلے سفر کر رہا تھا۔ چاندنی رات میں جبکہ ہر چیز پر تنہائی اور خود فراموشی برس رہی تھی اور ساحلی ہوائیں تیز ہو گئیں تھیں وہ اپنا گھوڑا جنوب کی طرف بگٹ دوڑاتا جا رہا تھا۔

لیں اور اب عدی بن نصر ملکہ الزبا کی دعوت پر اسکے تیغ زنوں اور پہلوانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اسکے دارالحکومت شط الفرات کی طرف جا رہا تھا۔

صرف ایک ساعت کے سفر کے بعد عدی بن نصر ملکہ الزبا کے دارالحکومت شط الفرات کی فصیل کے مغربی دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دروازے کے پہرہ داروں نے چھوٹا دروازہ کھولا اور مشعلوں کی روشنی باہر پھینکتے ہوئے ان میں سے ایک پہرہ دار نے پوچھا تم کون ہو اور کیوں رات کے اس جھپٹے پہرہ داروں کے دروازے پر دستک دی ہے۔ جواب میں عدی اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور دروازے کے قریب ہو کر مدہم اور دھیمی آواز میں کہنے لگا۔

میں بنو یاد کا عدی بن نصر ہوں تمہاری ملکہ الزبا نے مجھے اپنے پہلوانوں اور تیغ زنوں سے مقابلہ کرنے کی دعوت دی تھی اور میں اس دعوت پر تمہارے دارالحکومت شط الفرات کی طرف آیا ہوں۔ مجھے یقیناً اس شہر میں دن کے وقت داخل ہونا چاہئے تھا لیکن چند ناگزیر حالات کی وجہ سے مجھے راستے میں تاخیر ہوئی لہذا مجھے اس شہر تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ عدی بن نصر کا نام سنتے ہی پہرہ داروں نے فوراً دروازہ کھول دیا اور بڑی گرم جوشی سے عدی بن نصر کا استقبال کرتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسی وقت ان پہرہ داروں نے ملکہ الزبا کو عدی بن نصر کے آنے کی اطلاع کر دی۔ جواب میں ملکہ الزبا نے عدی بن نصر کو اسی وقت اپنے پاس طلب کر لیا اور پہرہ دار عدی بن نصر کو ملکہ الزبا کے محل کی طرف لے گئے تھے۔ محل کے باہر عدی بن نصر نے اپنا گھوڑا باندھا اور رہبر کے پیچھے پیچھے وہ محل میں داخل ہوا تھا یونان اور یوسا بھی اپنی سری قوت کو کام میں لاتے ہوئے انسانی آنکھ سے ادھمک رہ کر عدی بن نصر کے ساتھ ملکہ الزبا کے محل میں داخل ہو گئے تھے۔ ابدیکا ابھی تک ایک ریشمی سانپ کی طرح یونان کی گردن کے حلقہ بنائے ہوئے تھی۔

ملکہ الزبا کو عدی کے پہنچنے کی چونکہ اطلاع ہو چکی تھی لہذا اس نے اپنی خوابگاہ کے باہر آکر مسکراتے ہوئے عدی بن نصر کا استقبال کیا۔ اس کا ہاتھ تھام کر اسے وہ اپنی خواب گاہ میں لے گئی تھی۔ الزبا کا اسے اپنی خوابگاہ میں لے جانا عدی بن نصر کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا کیونکہ الزبا ایک ایسی حسین اور خود سر لڑکی تھی جسے صحرا کو کوئی بھی جوان حاصل نہ کر سکا تھا اور اس نے ان گنت تڑپے ہوئے دلوں کو اپنا حسین اور چمکتا ہوا چہرہ نہ دکھایا تھا۔ اپنی خوابگاہ میں لے جا کر ملکہ الزبا ایک ریشمی نشست پر بیٹھ گئی اور عدی بن نصر کو اپنے سامنے ویسی ہی ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ خوابگاہ میں اس وقت ننھی ننھی جھمندی شمعیں خوشبو دیتی ہوئی روشن تھیں۔ ان خوشبو پھیلائی صندلی مشعلوں کی روشنی میں عدی بن نصر نے پہلی بار بڑے غور سے ملکہ الزبا کی طرف نگاہ اٹھائی۔

یہ زمانہ قبل از اسلام کا وہ دور تھا جب حضرت عیسیٰ کو رخصت ہوئے پچاس برس گزر گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ سے قبل یمن سے کچھ عرب قبائل ہجرت کر کے دریائے فرات اور فرات کے درمیان اطراف آمبات تک آباد ہو گئے تھے۔ ان قبائل میں بنو ارم۔ بنو آذر یا بنو زہران یا بنو ایاد، بنو ثوخت، بنو نمار، بنو لحم، بنو حمیم، بنو کلب اور کچھ دیگر قبائل شامل تھے۔

جب عراق میں طوائف الملوک کا دور شروع ہوا تو اس سے عرب قبائل نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی خود مختار حکومتیں انہوں نے قائم کر لی تھیں۔ بنو آذر یا بنو زہران کے سردار مالک بن فہم نے عمان سے لے کر مشرق میں دور تک پھیلے ہوئے مغلستانوں میں اپنی حکومت قائم کر لی یہ وہی مالک بن فہم ہے جس نے ان علاقوں میں مجنن تیار کی تھی۔ بنو زہران کے مقابلے میں بنو قسطورہ کے سردار امر بن ازطرب نے دریائے فرات سے ملحقہ علاقہ پر قبضہ کر کے اپنی حکومت جمالی اور خابور کے قریب ایک خوبصورت وادی میں شافیاں نام کا شہر آباد کر کے وہاں اپنا دارالحکومت تعمیر کر لیا تھا۔

ان دو بڑے قبیلوں کے درمیان دوسرے عرب قبائل مغلستانوں میں آباد ہو چکے تھے اور یہ سب بت پرست تھے۔ بنو زہران اور بنو قسطورہ اب آپس میں جنگ کرتے رہے۔ بنو زہران کے حکمران مالک بن فہم کے مرنے پر اس کا بیٹا جذیمہ بنو زہران کا حکمران بنا اور اس نے بنو قسطورہ سے نہ ختم ہونے والی جنگوں کی بساط کھول دی تھی۔ جذیمہ کے ہاتھوں اس جنگ میں بنو قسطورہ کے حکمران امر بن ازطرب مارا گیا اور اس کی جگہ اس کی بیٹی جس کا نام نائیلہ تھا ملکہ الزبا کے نام سے حکومت کرنے لگی تھی۔

تخت نشین ہوتے ہی اس لڑکی نے اس دیوتا پر ہاتھ رکھتے ہوئے قسم کھائی تھی جس کی وہ پوجا کرتی تھی کہ بنو زہران کے حکمران جذیمہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ ضرور لے گی ملکہ الزبا ایک جوان اور انتہائی حسین و جمیل لڑکی تھی اور لوگ اسے گرم صحراؤں کا حسین گیت کہہ کر پکارتے تھے جس وقت یہ بنو قسطورہ کی حکمران بنی اس وقت اسکی عمر صرف چودہ برس تھی۔

دوسری طرف بنو ایاد کا عدی بن نصر بھی ایک تاریخی شخصیت تھا۔ جہاں وہ بے حد حسین اور پرکشش تھا وہاں وہ بلد کا شجاع، دلیر اور طاقت ور ترین اور دلیر انسان تھا اور ایک ہی وقت میں وہ کئی کئی مسلح جوانوں سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ اسکی طاقت اور قوت، اسکی شجاعت اور دلیری کو دیکھتے ہوئے بنو زہران کے حکمران جذیمہ اور بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا دونوں کی کوشش تھی کہ وہ عدی بن نصر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر اپنی قوت میں اضافہ کر

اس نے دیکھا تو عمر اور نوخیز ملکہ الزیا آئینوں کی ادھوری کمانوں کے اندر بڑھتی ہوئی خوشبو جیسی خوبصورت، سحر خیز شگوفوں میں دل آویز نغموں جیسی بھرپور گنگنائے خیال میں کھٹکتے لقرنی قہقہوں جیسی خوش ادا۔ چلتی۔ گنگنائی۔ ریشمی لبروں میں حسین یادوں کے جل تھل موسم جیسی پرکشش اور مسکئی شام کی ہسکتی فضاؤں میں جگمگ مناظر جیسی دلنشین تھی۔ اس کا مسکنا پر جمال چہرہ دکھتا بدن۔ جمیل جسم۔ اجلا تن اسے غیر معمولی شخصیت بنائے ہوئے تھا۔ خود ملکہ الزیا بھی غور سے عدی بن نصر کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر دھنک رنگ لبوں پر کھینچی شبنم کی چمک برہم دھوپ میں محبت کی گھنی چھاؤں کے چہرے گم گشتہ تمنوں میں مذت شب سے چور جسم جیسا ساں تھا۔ کمرے کے اندر جلتی چھوٹی چھوٹی صندلی مشعلوں کی مدھم روشنی میں ملکہ الزیا کے مدھوش اعضاء اسے جام رنگین اور اس کے شب خوابی کے لباس سے جھانکتا ہوا اس کا جسم اسے رنگ و شکست کا نشان بنائے ہوئے تھا۔ عدی بن نصر کافی دیر تک اس کا فر جمال حسینہ کو دیکھتا رہا۔ اس کا شباب انگوں کا اہتا ہوا ایک چشمہ تھا۔ اس کے آلوچے جیسے ہونٹوں اور گہری سیاہ آنکھوں میں ایک سحرکاری تھی۔ پھر عدی بن نصر اپنے ذہن میں ملکہ الزیا اور اس خانہ بدوش لڑکی کا موازنہ کرنے لگا پھر ایسا ہوا کہ اس خانہ بدوش لڑکی کے مقابلے میں ملکہ الزیا اسے ہلکی محسوس ہوئی۔ اسے احساس ہوا کہ خانہ بدوش لڑکی کے جسم کا ہر اعضاء جو پوری طرح بیدار اور بلور کی طرح چمکتا تھا اور اپنے اندر خصوص اور محبت کا پیغام رکھتا تھا۔ جبکہ ملکہ الزیا کی آنکھوں میں اسے مطلب پرستی اور مکاری برستی دکھائی دے رہی تھی۔ عدی بن نصر نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس خانہ بدوش لڑکی کا پکا ہوا جسم قدرت کے پراسرار رموز کا امین تھا اور وہ صحرا کا ایک اچھوتا حسن تھی۔ جبکہ ملکہ الزیا کی آنکھوں میں خود ستائشی کی اندھی دھوپ تھی۔ عدی بن نصر ابھی تک ملکہ الزیا اور اس خانہ بدوش لڑکی کا موازنہ کرنے میں ہی کھویا ہوا تھا کہ ملکہ الزیا کی ہیجان خیز آواز بند ہوئی کہ عدی فوراً چونک سا پڑا۔ ملکہ الزیا عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی سنو ایاد کے عدی بن نصر غم کیا سوچ رہے ہو۔ عدی بن نصر چونک سا پڑا اور سر کو خفیف سا ہٹکا دیا اور تیزی سے ملکہ الزیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کچھ نہیں الزیا نے پھر پوچھا تم کب تک مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو سکتے ہو۔ عدی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ جب اور جس وقت بھی چاہو۔ اس پر ملکہ الزیا فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی۔ سارا دن تم آرام کرو۔ ہر سوں کھلے میدان میں سب لوگوں کے سامنے بنو زہران کے ایک ایسے نوجوان کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہو گا جس کا نام حرب ہے اور جو تلوار کے فن میں یکتا اور بے مثل ہے۔

عدی نے سمندر کی گہرائی کی طرح کہا کہ میں ہر جگہ اور ہر وقت اس سے مقابلے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس نوجوان کو اس طرح ماروں گا جس طرح گرم صحرا کا ساربان اونٹ کو درخت سے باندھ کر مارتا ہے۔ عدی بن نصر کی اس گفتگو پر ملکہ الزیا تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر اٹھی۔ بلور کی ایک صراحی سے شراب کے دو جام بھرے ایک اس نے خود اپنے لال سرخ ہونٹوں سے لگایا اور دوسرا عدی کے سامنے اس نے رکھ دیا۔ عدی نے شراب کا جام ہٹاتے ہوئے کہا۔ میں شراب نہیں پیتا۔ اس پر الزیا نے کمال تعجب کا اظہار کیا میں نے عربوں میں کوئی ایسا جوان نہیں دیکھا جو شراب نہ پیتا ہو۔ بتوں کی پوجا نہ کرتا ہو۔ عدی پھر مدھم آواز میں کہنے لگا میں بتوں کی پوجا بھی نہیں کرتا۔

ملکہ الزیا اور زیادہ تعجب اور حیرت سے کہنے لگی کیا تم پرانا اور قدیمی مذہب چھوڑ کر عیسائیت قبول کر چکے ہو۔ عدی نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ میں دین ابراہیمی کا پیروکار ہوں۔ ملکہ الزیا نے پھر پوچھا کیا تمہاری طرح بنو ایاد میں دین ابراہیمی کے ماننے والے اور لوگ بھی ہیں۔ عدی نے پہلے کی طرح مدھم آواز میں کہا۔ میرے قبیلے میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ اس پر ملکہ الزیا نے اپنا خالی جام چھوٹے سے ایک میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ رات کافی جا چکی ہے اب تم آرام کرو۔ تمہارے رہنے کا انتظام مہمان خانے کے بجائے میں نے محل کے ایک کمرے میں کیا ہے اور ہمارے یہاں ایک اجنبی کیلئے یہ ایک سب سے بڑا اعزاز ہے۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ الزیا کھڑی ہو گئی۔ اس کے شب خوابی کے لباس سے ایک ہلکی ہلکی سونفی منک اٹھ رہی تھی۔ عدی پھر کھڑا ہو گیا۔ دونوں اس کمرے سے باہر آئے۔ برآمدے میں ایک شمشیر زن پہرہ دار کھڑا تھا۔ ملکہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ عدی بن نصر کو اسکے کمرے میں لے جاؤ اور ایک سپاہی کا وہاں پہرہ لگا دو جو ہر ضرورت کا خیال رکھے۔

عدی بن نصر اس پہرہ دار کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا جبکہ ملکہ الزیا اپنی طبعی خواب گاہ میں چلی گئی تھی۔ عدی اس پہرہ دار کے ساتھ محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جو کہ بالکل ملکہ الزیا کے کمرے کی طرح سجا ہوا تھا۔ رات کا کافی حصہ چونکہ وہ ریگستانی ہواؤں میں سفر کر چکا تھا لہذا اس نرم اور طلسمی بستر میں گھستے ہی وہ گہری نیند میں کھو گیا تھا۔

دوسرے روز شام کے دھندلے میں وہ ملکہ الزیا کے شہر شہ الفرات سے نکلا۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے گھوڑے کو دریائے فرات کے کنارے کنارے ست رفتار سے ہانکتا رہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو ایک ذہریلی اور غصیلی ایز لگائی اور شمال کی طرف دریائے فرات کے ساتھ ساتھ جانے والی پگڈنڈی پر سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

دریائے فرات کے کنارے اس جگہ آکر اس کی سیدھ میں دائیں طرف صحرا کے اندر ان خانہ بدوشوں کا پڑاؤ تھا۔ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ گھوڑے کے منہ سے دھانہ نکال کر اس نے اسے جنگل میں چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ شاید وہ صحرا کے اندر سازبجئے اور رقص شروع ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔ یونان اور یوسا بھی اس کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہوئے اس کے قریب ہی پتھروں پر بیٹھ گئے تھے۔

عدی بن نصر کو وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ وہاں اسے کسی کے قدموں کی چانپ سنائی دی۔ وہ چونک سا پڑا۔ فوراً وہ پتھر سے اٹھ کر بھاڑیوں کے ایک جھنڈ کی اوٹ میں بیٹھ گیا احتیاط کے طور پر اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا تھا۔ چاند اور ستاروں کی میلی اور ملکی روشنی میں اس نے دیکھا کچھ خانہ بدوش لڑکیاں برتن اٹھائے فرات کی طرف جا رہی تھیں ان میں وہ حسین ساحر اور رقاصہ بھی تھی جسے وہ پچھلی رات پسند کر چکا تھا۔ وہ بھاڑیوں کی اوٹ میں خاموشی سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔

اس خانہ بدوش قبیلے کی لڑکیاں جب اپنے برتن پانی سے بھر کر لوٹیں تو اس نے دیکھا کہ وہ رقاصہ ان سے پیچھے رہ گئی تھی وہ بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی اور اس طرح اپنے اور دوسری لڑکیوں کے درمیان فاصلہ بڑھاتی جا رہی تھی۔ وہ عدی کا گھوڑا دریا کے کنارے چرتا ہوا دیکھ چکی تھی۔

وہ ساری خانہ بدوش لڑکیاں جب جنگل کی چھوٹی سی پٹی سے نکل کر صحرا میں داخل ہوئیں تو رقاصہ نے پانی کا برتن ایک درخت کے نیچے رکھ دیا اور خوفزدہ حالت میں جنگل کی ہٹی کی طرح ہر طرف دیکھتی ہوئی اور آہستہ آہستہ وہ عدی کے گھوڑے کے پاس آئی اور وہاں کئی لمحوں تک وہ پریشانی کے عالم میں اپنے چہرہ سو دیکھتی رہی۔ عدی اس کی حرکات سے محظوظ ہو رہا تھا پھر جنگل کے اندر پراسرار موسیقی جیسی اس لڑکی کی مدھم آواز ابھری۔ اجنبی۔ اجنبی۔ اس کی آواز میں ایک طرح کی ویرانی اور ملال تھا۔

عدی بھاڑیوں سے نکل کر اس کے قریب آکھڑا ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ لڑکی کے جسم سے صندل کے درخت کی سی مسکی مسکی خوشبو اٹھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر ایک دل پسند سارسید پن تھا۔ عدی نے اسے مخاطب کر کے کہا تم نے مجھے پکارا۔ جواب میں وہ لڑکی سرد اور ویران آواز میں بولی۔

جس ارادے سے تم یہاں آئے ہو اس سے باز رہو۔ واپس لوٹ جاؤ اجنبی۔ نہیں تو نقصان اٹھاؤ گے۔ جواب میں عدی نے کسی قدر پریشانی میں پوچھا کیا تم مجھ سے نفرت کرتی ہو جبکہ میں تمہیں پسند کر چکا ہوں۔ اس پر لڑکی بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔ میں تم سے نفرت نہیں کرتی۔ لیکن یاد رکھو اجنبی پردہ کی خوشبو۔ خوبصورتی۔ رنگ و روپ۔ شام اور آوازیں ایسے عناصر ہیں جو بڑے حسین اور زندگی کے بڑے رسلے پن کے ساتھ ملتے ہیں لیکن جب پھرتے ہیں تو کبھی دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے اور ان سے محبت کرنے والا اپنے کندھوں پر اپنی صلیب اٹھائے پھرتا ہے۔ جاؤ اجنبی۔ جہاں سے آئے ہو ادھر ہی لوٹ جاؤ۔ تم خوشبو کا ایک آوارہ جھونکا ہو جس سے کبھی بھی کوئی ذل لگانا پسند نہیں کرے گا۔

اس لڑکی کا جواب سن کر عدی بھی تھوڑی دیر تک بڑے اٹھاک سے پھر اس لڑکی کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر بڑی بے ہاکی سے اس لڑکی کے دونوں ہاتھ تھام لئے پھر اس سے سرکوشی کی میں اپنے ساتھ تمہیں اپنے قبیلے میں لے جاؤں گا۔ جہاں میرا بوڑھا باپ صحرا کے اندر بڑی بے تابی سے میری واپسی کا انتظار کر رہا ہو گا۔ وہاں میں تم سے بیاہ کروں گا۔ کیا تم میری بیوی بننا پسند کرو گی۔

لڑکی کا سر جھک گیا تھا اس نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کا کنوارہ جسم کانپ رہا تھا اس کا چہرہ حیا کی آب و تاب سے چھپا اٹھا تھا۔ ساتھ ہی اس کی پٹی کی چمپ چمپ جیسی مغموم آواز سنائی دی سنو اجنبی۔ میرے ساتھ شادی کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لئے کہ ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار تمہیں ایسا کرنے کی اجازت کبھی نہیں دے گا۔

عدی نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر میں تمہارے اس وحشی سردار ہی کو اپنی راہ سے ہٹا دوں تب۔ عدی بن نصر کے یہ الفاظ سن کر اس لڑکی نے جھوم کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ پھر وہ کسی قدر حسرت زدہ اور بیٹھی ہوئی آواز میں بولی۔ آج تک کوئی بھی اس سے مقابلے میں جیت نہیں سکا۔ وہ صحرا کے قدیم انسانوں کی طرح وحشی اور خونخوار ہے۔ سنو اجنبی وہ مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور جو ارادہ وحشی سردار کرتا ہے وہ ہر حال میں پورا کرتا ہے۔ خواہ اس ارادے کی تکمیل میں اسے خون کی ندی سے ہی کیوں نہ گزرنا پڑے۔ لہذا ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار میرے ساتھ تمہارے شادی کرنے کے ارادے کو ہوا میں اڑا کر رکھ دے گا۔

عدی بن نصر کچھ دیر خاموش رہ کر پھر سوچتا رہا۔ شاید اپنے ذہن میں وہ کوئی آخری

تھی۔ سازوں کی یہ آواز سنتے ہی عدی بن نصر ایک جست میں پھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کی طرف بھاگ۔ جلدی جلدی گھوڑے کو دھانہ چڑایا اور ایک ہی جست میں گھوڑے پر سوار ہوا اور ایڑ لگا کر اسے صحرائی حصے کی طرف سریت دوڑانے لگا تھا۔

صحرا کو روندتا ہوا عدی بن نصر خانہ بدوشوں کے پڑاؤ کی طرف آیا۔ اس نے دیکھا روز کی طرح آج بھی خانہ بدوش مرد۔ عورتیں۔ بوڑھے اور بچے ایک نیم سے گول دائرے کی صورت میں جمع تھے ان کے قریب آکر عدی بن نصر اپنے گھوڑے سے ایک زہریلی جست کے ساتھ نیچے اترا۔ وہ پوری طرح مسلح تھا اس کی تلوار اسکی کمر سے لٹک رہی تھی۔ اس کے دائیں طرف چڑے کی چٹی میں اس کا خنجر بھی تھا۔ جسم پر اس نے زردہ پہن رکھی تھی اور سر پر چمکتا ہوا آہنی خود اور پیٹھ پر اسکی ڈھال بھی لٹک رہی تھی۔ گزشتہ روز کی طرح عدی بن نصر ایک کھجور کے درخت کے قریب آیا اور اپنے گھوڑے کو ایک طرف کھڑا کر کے کھجور سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

وہاں کھڑے سب مرد اور عورتیں بڑی پریشانی اور حیرت سے عدی بن نصر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پتھر کی طرح سخت چہرے والا نوجوان مغنی اسی طرح تیبورہ کی لئے پرواہی پرانا اور قدیم ترین دور سے تعلق رکھنے والا گانا گا رہا تھا اور جبکہ لوگوں کے اس گول دائرے کے اندر حسین و جمیل اور پرکشش ربیعہ ناچ رہی تھی آج ربیعہ نے عدی بن نصر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا تھا تاہم اسکے چہرے پر طمانیت اور سکون تھا جیسے وہ اپنے جسم کو امانت کے طور پر کسی کو سونپ چکی ہو۔ اسکے جوان اور تپے ہوئے بدن کا ہر ذرہ بیدار تھا تاہم یوں محسوس ہو رہا تھا گویا وہ رقص کرتے کرتے گرم صحراؤں کے گیت کا شگیت بن کر نیلی فضاؤں میں تیز باز گشت کی طرح بکھر جائے گی۔

آگ کا الاؤ اسی طرح روشن تھا اور شعلے زہریلے سانپوں کی طرح لپکے ہوئے اوپر اٹھ رہے تھے۔ آگ کے الاؤ کے قریب ہی خانہ بدوشوں کا وہ وحشی سردار بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی سیاہ اور خوفناک آنکھوں کی ایک سیدھی نگاہ عدی بن نصر پر ڈالی۔ اس لمحے پھر اس نے اپنے قریب رکھی شراب کی بلوری صراحی اٹھائی اور لمبی دھار کے ساتھ ارغوانی شراب اس نے اپنے جام میں انڈیلی اور ایک ہی سانس میں پورا جام غٹا غٹ بی کر اپنی مونچھیں پونچھتا ہوا اٹھا اور عدی کی طرف بڑھا۔ اس وقت اس کی آنکھیں غصے میں آگ پر سا رہی تھیں۔

نوجوان مغنی نے خوفزدہ ہو کر گانا بند کر دیا تھا اور تیبورہ پر اس کی انگلیاں ساکت ہو گئیں تھیں۔ وہ حسین و جمیل پرکشش خانہ بدوش لڑکے ربیعہ بھی رقص کرتے کرتے رک گئی تھی اور کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح وہ عدی بن نصر کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے سردار

فیصلہ کر رہا تھا۔ پھر وہ چھاتی تانتے ہوئے پہلے کی نسبت سخت آواز میں کہنے لگا۔ اگر میں اس وحشی کو زیر کو ہوں تو کیا تم میرے ساتھ میرے قبیلے میں چلو گی۔ لڑکی نے اپنی گردن آہستہ آہستہ اوپر اٹھائی اسکی آنکھوں میں پراسرار اشاریت اور چمکتی جوت پھیلاتی ہوئی ایک روشنی تھی۔ پھر اہستہ میں اپنی گردن ہلا دی تھی۔ عدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یوں نہیں میں تمہارے منہ سے کچھ سنتا پسند کروں گا۔ اس پر لڑکی نے حیا اور بشاشت آمیز شائستگی میں کہا۔

میں تمہاری بیوی بننا پسند کروں گی۔ عدی بن نصر خوشی میں جھوم کر اسکے دونوں ہاتھ چوم لئے پھر وہ چمکتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا۔ تمہارا نام کیا ہے۔ ربیعہ۔ اس لڑکی نے مدہم سی آواز میں کہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ چھڑا لئے اور بولی۔ مجھے اب جانے دو۔ اس لئے کہ پانی بھرنے کے لئے جو لڑکیاں میرے ساتھ آئیں تھی وہ واپس قبیلے میں پہنچ جائیں گی اور اگر میں یہاں زیادہ دیر رکی رہی تو قبیلے کا سردار جو مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے میرے متعلق فکر مند ہو جائے گا اور میرا کھوج لگانے کی خاطر اس طرف آئے گا اور اور اگر ایسا ہوا تو بہت ہی برا ہو گا لہذا اب مجھے جانے دو۔ عدی نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ربیعہ پیچھے ہٹی۔ پانی کا برتن اٹھایا اور نیم سحر کی طرح چاندنی رات میں چاندی کی طرح چمکتی ریت میں آہستہ آہستہ لگا ہوں سے اوجھل ہو گئی۔

عدی دوبارہ اس پتھر پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا تھا۔

خاموش اور دن بھر کا تھکا ہارا صحرا پوری طرح جاگ اٹھا تھا۔ تاروں بھری چمکیلی رات اوس کے موتی برسے لگی تھی۔ دریائے فرات کی منحنی منحنی لہریں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے اٹکھیلیں کر رہی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے فطرت کی ساری تخلیقی قوتیں حرکت میں آگئی ہوں اور صحرا کے جنگل اور کائنات کی ہر چیز پر سکون اور طمانیت میں امن کے بے آواز ترانے گانے لگی ہوں۔ ہوا کے تیز جھوٹے سانس لیتی تاروں بھری رات کے طاق میں لگ گئے تھے۔ بہتا پانی سوکھی ریت گلے گلے گئے تھے۔ وفا آثار لمحے منزل کے سنگ میل سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ صحرا کی خاموشی میں رزق کی تلاش سے سوئے ہوئے طیور امن کے ترانے گاتے ہوئے مصحف دل پر رنگوں کی بارش کرنے لگے تھے۔ صحرا کے ریگ دار جو دلہیز سماعت کی طرح چپ تھے۔ گلتا تھا ہر ثنائے انجم تسبیح نکشائیں میں کھو کر رہ گئی ہو۔

پتھر پر بیٹھا ہوا عدی بن نصر یکدم چونک سا پڑا تھا۔ اس لئے کہ صحرا کے اندر خانہ بدوش قبیلے کی طرف سے تیبورے اور دوسرے سازوں کی ملائم مگر کرب آئینا آواز سنائی دی

کو دیکھ رہی تھی۔

خانہ بدوشوں کا وہ وحشی سردار عدی کے قریب آیا اور اپنی بھاری آواز میں زہریلے سانپ کے پھنکارنے کے انداز میں پوچھا تو تم آگئے ہو۔ جواب میں عدی نے بڑی بے پرواہی سے سپاٹ سی آواز میں جواب دیا۔ تم جانتے ہو میں ایاد کا عدی بن نصر ہوں اور میں کیا ہوا وعدہ ضرور پورا کرتا ہوں۔

خانہ بدوشوں کے اس سردار نے ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار کھینچ لی تھی۔ پھر اپنے ہاتھ میں اپنی تلوار کچھ اس طرح لہرائی جیسے کوئی عنان گیر زرد موسموں میں ہاتھ میں شمشیر لئے کسی کے دامن کو لہو کرنے لگا ہو۔ اس وحشی سردار کے چہرے پر نئے حشر کی کیفیت میں اس وقت باطن کی شہادت دوپہر کی لو جیسی دشمنیوں کے تیز جھکڑ جوش مارنے لگے تھے جب کہ اس کی شرارت بھری آنکھوں میں مرگ کے خونی بھنور۔ غضب کی بیوکا چنگاریاں اور موت کی خاموشی جیسی تقدیر کے لوحوں جیسی کالک سراٹھانے لگی تھی۔ پھر وہ وحشی سردار بولا اور عدی بن نصر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ شاید اس پیاسے صحراء کا یہ حصہ جہاں ہم نے اس وقت پڑاؤ کر رکھا ہے اپنی پیاس بجھانے کے لئے انسانی خون مانگتا ہے اس پر عدی کی بڑی مطمئن اور پرسکون آواز سنائی دی۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اندھے اور بھیانک صحراء کی یہ پیاسی ریت یقیناً تمہارے خون کی پیاسی ہے۔ اسکے ساتھ ہی عدی بن نصر نے اپنی تلوار بے نیام کر کے اپنے سامنے فضا میں لہرائی۔ ہتھل کے دستے والی یہ خم دار خوبصورت صیقل کی ہوئی تلوار تھی۔ کھجور کے درخت سے ہٹ کر وہ اب تھوڑا سا دائیں جانب ہو کر خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے مزید قریب ہوا تھا پھر وہ خانہ بدوشوں کے سردار کو مخاطب کر کے تہربری آواز میں کہنے لگا۔

سن اعمال نامہ گنگار جیسے سیاہ انسان جنس زدہ مخلوق موت کی مشطیں روشن کرنے والے گمراہی سے قدم نہ کر چلنے والے کفن فروش اور گور کنی کرنے والے بچوں کی چیخوں اور عورتوں کی آہوں بیواؤں کے آنسوؤں اور عصمتوں کے بلے پر قہقہے لگانے والے شرف آدمیت کے دشمن اپنے ذلیل نفس کے اسیر اب بھی وقت ہے اس ٹکراؤ سے ٹل جا۔ میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے باز رہ۔ اور اگر تو نے میری بات نہ مانی تو پھر اپنے منحنی دل پر لکھ رکھ کہ میں تیری حالت موت کے ہول میں ٹوٹے ہوئے برتن جیسی کروں گا اور تیری اقبال مندی کی جگہ تیرے مقدر میں پسائیاں اور رسوائیاں لکھتا چلا جاؤں گا۔

دیکھ خانہ بدوشوں کے وحشی سردار میں سانپ کی پھنکار کی طرح لمحہ یہ لمحہ تیز ہونے والے طوفانوں کی طرح تجھ پر حملہ آور ہوں گا۔ قبر کی رشتی کی طرح تم پر برسوں کا اور

تیرے تصور اور تیرے تخیل تیری توہم پرستی اور تیری انتہا پسندی میں عتا صر کا تارہ اور ماتم ہوش و اضطراب اور موت کی تاریکیاں بھردوں گا۔ سن وحشی سردار۔ میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ تیری طاقت اور جبروت کی اندھی قوت اور تیری خوابیدہ آرزوؤں کی دستک میں موت کی ریگ کے بگولے اور عقوبت کدوں کی خوفناکی ضرور بھر کے رہوں گا لہذا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ مجھ سے ٹکرانے سے باز رہ۔ اپنے سارے قبیلے والوں کے سامنے اپنی شکست اور اپنی رسوائی کو مت دعوت دے اور اگر یہ لمحہ بیت گیا تو پھر تیرے پاس بچھتاوے کے سوا کچھ نہیں رہے گا تجھے نہ صرف اس وحشی قبیلے کی سرداری سے ہاتھ دھونا پڑے جائیں گے بلکہ تو اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

قبل اس کے کہ وہ وحشی سردار جواب دیتا یا اپنے کسی رد عمل کا اظہار کرتا۔ پھٹے ہوئے لباس والا ایک خانہ بدوش اٹھا اور چلتے ہوئے الاؤ میں کئی لکڑیاں ڈال دیں۔ آگ کا الاؤ اور تیزی سے بڑھک اٹھا تھا اور رقص کرتے ہوئے شعلے اور زیادہ بندی تک پرواز کرنے لگے تھے اور اس کے قریب ہی خانہ بدوش سردار اور عدی بھی ایک دوسرے کے سامنے کھڑے بڑی قربانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دونوں اس وقت وحشی لگ رہے تھے اور دھکتی آگ کے حلقے میں انکے چہرے تانبے کی طرح چمک رہے تھے۔

عدی بن نصر کی گفتگو کا اس وحشی سردار نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف چند لمحوں تک انہوں نے ایک دوسرے کو غور سے دیکھا پھر وہ دو ازلی دشمنوں اور بھوکے درندوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے اور پے در پے تواتر کے ساتھ وہ خطرناک اور ہولناک وار کرنے لگے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں آگ کے الاؤ کے پاس جم کر لڑتے رہے اور پھر انکے حملوں میں تیزی آگئی اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے ہر ایک نے میدان میں چھانا شروع کر دیا ہو دھننا "عدی کے لڑنے کا انداز بدلا اب وہ وحشیوں کی طرح اپنے منہ سے خوفناک چیخیں اور بھیانک آوازیں نکال کر پھر پھر کر لڑنے لگا تھا جبکہ خانہ بدوش سردار اپنے اٹلے پاؤں عدی بن نصر کے آگے اپنا دفاع کرنے کے لئے طرح طرح کے جیسے۔ حربے کرنے لگا تھا۔

الاؤ کے قریب آ کر جبکہ خانہ بدوشوں کا سردار اٹلے پاؤں عدی بن نصر کے آگے آگے اپنا دفاع کرتے ہوئے پیچھے ہٹ رہا تھا عدی نے اس کے شانے پر وار کیا۔ جونہی اس خانہ بدوش نے اپنی تلوار وہاں لا کر اپنے شانے کا دفاع مکمل کیا۔ عدی نے فوراً ہتھیرا بدلا تلوار کو مناسب انداز میں لا کر سردار کے جسم کو پیٹ کے پاس سے کاٹ دیا۔ جس سے جسم دو حصوں میں کٹ کر الاؤ کے پاس گر گیا تھا۔ عدی وہیں کھڑا رہا اور ہاتھ میں خون پکاتی ہوئی

تکوار لئے وہ اپنے چاروں طرف بیٹھے ہوئے خانہ بدوشوں کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا تھا۔

خانہ بدوشوں میں اپنے سردار کی موت پر کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تھا۔ پتھر کے سخت چہرہ والا مفتی پرسکون انداز میں عدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ خانہ بدوش مرد عورتیں کچھ اس انداز میں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے جیسے کوئی زلزلہ آیا ہو اور اسکے اثرات عین انکی خواہشات اور آرزوؤں کے مطابق ہوتے ہوں۔

عدی بن نصر اپنی خون آلود تکوار ہوا میں بلند کئے ہوئے اس وقت چلتے ہوئے الاؤ کے قریب کھڑا تھا۔ اس کے قریب ہی حسین و جمیل ربیعہ کھڑی تھی۔ جو اب کشتی و بادبان کے ختم و نمود خوشبو و پھول اور رستہ و ربط کے ملاپ کے ذائقے کے درپن جیسی خوشنما دکھائی دے رہی تھی۔ وہ جنگل کے اس آہو کی طرح مطمئن اور پرسکون ہو رہی تھی جو کسی درندے کا شکار ہوتے ہوئے بچ نکلا ہو۔

اس دوران حلقے کی صورت میں کھڑے خانہ بدوش عورتوں کے اندر سے بوڑھا خوف نکلا جو ایک بار پہلے دریا کے کنارے جنگل کے اندر عدی بن نصر سے مل چکا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور بوڑھا عرب بھی تھا جس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور داڑھی کے بال میلی چاندی جیسے ہو رہے تھے۔ عوف عدی بن نصر کے قریب آیا اور اس کا شانہ تہمتہاتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے مہمان اجنبی۔ میرے محسن۔ میرے مہل تم یقیناً یہ مقابلہ جیت چکے ہو۔ تمہارے ہاتھوں اپنے سردار کے مارے جانے پر یہ خانہ بدوش قبیلہ تمہیں اپنا سردار تسلیم کرتا ہے۔ اس پر عدی نے فضا میں بلند اپنی خوں آلود تکوار نیچی کرتے ہوئے کہا۔ سن میرے مہمان صرف تمہارے کہنے سے یہ پورا قبیلہ مجھے اپنا سردار تسلیم کرے گا۔

بوڑھا عوف بڑی تیزی سے اپنی جگہ پر گھوما اور قبیلے کے مرد اور عورتوں کو مخاطب کر کے پوچھا کیا تم عدی بن نصر کو جو بنو عیاد کے سردار کا بھانجا ہے اور جسکی شجاعت کی داستانیں اندھے پرندوں کی طرح عرب کے صحراؤں میں بکھری ہوئی ہیں اپنا سردار منتخب کرتے ہو۔

جواب میں سب مرد اور عورتوں نے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے زور زور سے کہنا شروع کیا۔ عدی بن نصر ہمارا سردار ہے۔ اس نے ایک ظالم سے ہمیں نجات دلائی ہے جو اپنی ہر آرزو کو قانون سمجھتا تھا۔ خانہ بدوش مرد۔ عورتوں کا یہ رد عمل دیکھتے ہوئے عوف پھر عدی بن نصر کی طرف مڑا اور پوچھنے لگا کیا اب بھی تمہیں میری باتوں پر شک ہے۔ اس

پر عدی نے مسکراتے ہوئے کہہ دیا۔ نہیں۔

عدی بن نصر کا یہ جواب سن کر عوف نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے دوسرے بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ حسین و جمیل اور دلکش ربیعہ کا باپ سامرو ہے اور تم سے مل کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ عدی نے اپنا ہاتھ مصافحہ کیلئے بڑھایا۔ سامرو نے عدی کی گانٹھ دار بھاری تکوار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔

مجھے معلوم نہیں تمہارے مستقبل کے کیا ارادے ہیں۔ تاہم میری بیٹی ربیعہ سے تم شادی کرنا چاہو اور اگر تم اسے پسند کرتے ہو تو وہ آج سے تمہاری ہے اگر تم چاہو تو میں آج ہی ربیعہ کو تم سے بیاہ دوں گا۔ عدی کے قریب ہی کھڑی ہوئی ربیعہ کے ہونٹوں پر ملائم اور رات کے پہلے پہر جیسے کنوارے خوابوں جیسی دلکشی بکھری تھی۔ وہ کچھ اس طرح میٹھی نگاہوں سے عدی بن نصر کو دیکھ رہی تھی جس طرح بوسوں کا تھکا ہارا مسافر اچانک اپنی منزل کو سامنے دیکھ کر خوش اور پرسکون اور خرامان دکھائی دینے لگتا ہے۔

پتھر کی طرح سخت اور تانبے کی طرح چمکتے ہوئے چہرہ والا لوجوان مفتی اپنا تہبوروہ تھامے اور آہستہ آہستہ طلسمی انداز میں چلتا ہوا عدی بن نصر کے قریب آیا اور کمر کو تھوڑا سا ٹم دے کر تعظیماً تھوڑا سا جھکا اور بادب ہو کر عدی سے کہا۔ میں اپنے سردار کو اپنی وفاداری پیش کرتا ہوں قبل اس کے عدی بن نصر اس مفتی کو کوئی جواب دیتا عوف نے عدی کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

آؤ میرے ساتھ سردار کا خیمہ خالی تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ عدی اس کے ساتھ چلنے لگا اور انکے پیچھے راجہ اس کا باپ سامرو اور مفتی بھی ہو لئے تھے۔

عدی ان چاروں کے ساتھ سردار سرخ بنات کے خیمے میں داخل ہوا اندر کھجور کی چٹائیوں پر سرخ اون کے بالوں کی دبیز قالین پکھی ہوئی تھیں۔ خیمہ کے اندر جگہ جگہ ہرن اور بھڑوں کی پوشینیں کھالیں اور پتیل کے چمکتے ہوئے ہتھیار لٹک رہے تھے ایک طرف سردار کا بستر لگا تھا اور دوسری طرف اونٹ کے کوسے کی ہڈی سے بنے ہوئے برتن رکھے ہوئے تھے۔ چاروں خیمے میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عوف نے عدی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سن ہمارے سردار۔ ہمارے مہمان۔ ہمارے محسن۔ ربیعہ سے شادی کرنا پسند کرو گے۔ اپنی شادی کا سن کر ربیعہ معصوم بکھرہی کی طرح گھٹار ہو گئی تھی۔ عدی کے جواب دینے سے قبل ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ خیمے کے اندر عدی کی آواز بلند ہوئی۔

بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا کے یہاں تیج زنی کا مقابلہ ہے اس سے فارغ ہو کر ربیعہ کو بیاہ کر میں اپنے قبیلے میں لے جاؤں گا۔ عوف نے حیرت سے پوچھا۔ کیا تم سردار کی حیثیت سے ہم میں نہیں رہو گے۔ جواب میں عدی بن نصر کہنے لگا۔ نہیں میں واپس اپنے قبیلے میں جاؤں گا۔ میں اپنے بوڑھے باپ کا واحد سہارا ہوں اور وہ صحرا کے اندر کسی بلند ٹیلے پر کھڑے ہو کر ہر روز میری راہ نکلتا ہو گا۔ میں اپنی طرف سے تمہیں قبیلے کا سردار مقرر کرتا ہوں۔ امید ہے تم ہر ایک سے انصاف کرو گے۔

عوف ملول سا ہو گیا۔ دکھ سے اس نے کہا۔ تمہارے جانے سے یقیناً ہمیں دکھ ہو گا۔ عدی اپنی جگہ پر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ کچھ فیصلے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنی مرضی کے خلاف بھی قبول کرنا پڑتا ہے۔ عوف نے اس بار پریشان ہو کر پوچھا۔ اب کہاں چلے ہو۔ عدی بڑی نرمی سے بولا۔ میں واپس الزبا کے پاس جاؤں گا۔ اگر میں واپس نہ گیا تو وہ مجھے رات پھر ڈھونڈتے رہیں گے اور مجھے اپنے خیمے میں نہ پا کر یہ خیال کریں گے کہ میں مقابلوں سے بچتے کیلئے بزدلوں کی طرح بھاگ گیا ہوں۔

عوف خاموش رہا۔ چاروں خیمے سے باہر آئے۔ عدی نے ان تینوں سے مصافحہ کیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ اسے دریائے فرات کی طرف ہانک رہا تھا۔ صحراء میں دریائے فرات کے کنارے کی طرف جاتے ہوئے تاروں کی روشنی اور رات کے چوکنے سکوت میں عدی کو رست پر کسی کے پاؤں کی نرم نرم سرسراہٹ سنائی دی تھی۔ اس نے فوراً گھوڑے کی ہانکیں کھینچ لیں اور ایک جگہ رک کر اس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔

پھر صحرا کی سفید رست سے بغلیں وصلی منجھی چاندنی میں عدی نے دیکھا حسین اور طلسماتی جاذبیت رکھنے والی ربیعہ ایک رست کے ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر اسکے سامنے کھڑی ہوئی تھی عدی ایک دم اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا اور بولا۔

ربیعہ۔ ربیعہ۔ تم یہاں۔ ربیعہ اس سے اور نزدیک ہو کر بولی میں جانتی ہوں تم واپس چلے جاؤ گے اس لئے میں یہاں آ کر کھڑی ہو گئی۔ ربیعہ آگے بڑھی اور سیمالی کیفیت میں عدی سے پوچھا واپس کب آؤ گے۔

عدی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ کل شام سے ذرا پہلے۔ میرا بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا کے تیج دنوں سے مقابلہ ہو گا۔ اسکے بعد آؤں گا اور رات تمہارے قبیلے میں بسر کروں گا اور پھر اگلے روز تمہیں بیاہ کر اپنے بوڑھے باپ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد عدی بن نصر جب خاموش ہوا۔ ربیعہ نے کچھ سوچا۔ پھر وہ پوچھنے لگی۔

کیا تم بت پرست ہو۔ عدی کہنے لگا۔ نہیں میں دین ابراہیمی کا پیروکار ہوں اور تم ربیعہ؟ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ میں بھی تمہاری ہم مذہب ہوں۔ عدی نے پوچھا کیا تمہارے قبیلے میں اور لوگ بھی جو بت پرست نہ ہوں۔ ربیعہ کہنے لگی۔ میرا باپ۔ بوڑھا عوف اور نوجوان مفتی اور کئی دیگر لوگ ہیں جو ابراہیم کے دین کو ماننے والے ہیں۔ میرا باپ کہا کرتا ہے کہ تورات انجیل کی پیشین گوئی کے مطابق عرب کے صحرا میں آخری نبی پیدا ہو گا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کیا تم نے سن رکھا ہے کہ وہ کہاں پیدا ہو گا۔

عدی نے احزما اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھائی پر باندھتے ہوئے کہا میں نے پرانے منہجوں اور کانٹوں سے سن رکھا ہے کہ عرب کے صحراؤں میں اس دنیا کے آخری نبی پیدا ہوں گے جن کا نام محمد ہو گا۔ کاش میں اسکے زمانے تک زندہ رہوں اور ان کے پاؤں دھو کر پیوں۔ دونوں کہیں کھو گئے۔ پھر عدی نے اٹھتے ہوئے کہا مجھے اب چلنا چاہئے۔

ربیعہ نے مغموم آواز میں کہا۔ میں ابراہیم کے رب سے تمہاری کامیابی کی دعا کرتی ہوں۔ کل رات اسی وقت تک اسی ٹیلے پر میں تمہارا انتظار کروں گی۔ عدی نے ایک الوداعی نگاہ ربیعہ پر ڈالی۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر دریائے فرات کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ ربیعہ رست کے ایک ٹیلے پر چڑھ گئی اور کھلی چاندنی میں عدی کو اس وقت دیکھتی رہی جب تک وہ دریا کے کنارے گھنے جنگل میں داخل ہو کر اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گیا تھا۔

○

دوسرے روز بنو قسطورہ کے مرکزی شہر شط الفرات کے باہر ملکہ الزبا کے محل کے قریب ایک کھلے میدان میں بے شمار لوگ جمع تھے۔ محل کی طرف ایک اونچی شہہ نشین پر حسین اور نازک بدن الزبا بیٹھی ہوئی تھی اور شہہ نشین کے سامنے کرسیوں پر الزبا کے مشیر اپنے اپنے مرتبے کے مطابق اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔ پھر ملکہ الزبا کے اشارے پر بنو قسطورہ کے ایک بزرگ نے اٹھ کر مقابلہ شروع کرانے کا حکم دے دیا تھا۔

میدان کے دائیں طرف سے بنو قسطورہ کا ایک کوہ اندام جوان جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ میدان میں اترا۔ اسکے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی جس کی چمک پچھلے پہر کی چمکی دھوپ میں دور دور تک چمکے دے رہی تھی۔ بائیں جانب سے عدی بن نصر میدان میں اترا وہ اپنا بہترین جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ وہ اس درندے جیسی چال کے ساتھ میدان میں آگے بڑھ رہا تھا جو جنگی جانوروں کو جب اور جہاں چاہے شکار کرنے کی

استقامت اور قوت رکھتا ہو۔

دونوں ایک دوسرے کے قریب آکر رک گئے تھے اور اپنے خود کے سوراخوں میں اپنے مد مقابل کو دیکھا پھر اپنی تلواریں لہراتے ہوئے ایک دوسرے کے گرد یوں چکر لگانے لگے تھے جس طرح بھوکا درہ بے بس اور شکار کئے جانے والے جانوروں کے گرد غرا غرا کر چکر لگاتا ہے۔

بنو قسطورہ کا تیغ زن اچانک بکھر گیا اور عدی پر حملہ آور ہوئے میں اس نے پہل کر دی تھی۔ عدی نے اس کا حملہ پر سکون انداز میں اپنی ڈھال پر لیا اور جواب میں عدی اپنے تمام تر طوفانی انداز میں ایک تواتر کے ساتھ بنو قسطورہ کے اس تیغ زن پہلوان پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

میدان سے باہر بیٹھے کچھ من چلے اور زندہ دل جوان عدی کے لڑنے کے انداز پر اسے داد دے رہے تھے۔ کچھ بوگ بنو قسطورہ کے تیغ زن کو چلا چلا کر مختلف واؤ چیخ بنا رہے تھے عدی تو اب بھرچکا تھا اور ایک طرح سے اس نے اپنے مد مقابل کے سارے دفاعی حصار توڑ کر رکھ دیئے تھے اسکی چمکتی ہوئی بھاری تلوار فضا میں صائقہ آسمانی کی سرخ ابھر اور ڈوب رہی تھی۔

بنو قسطورہ کا تیغ زن بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنے دفاع پر اکتفا کئے ہوئے تھا جبکہ عدی اپنی تلوار اور ڈھال سے اس پر دھلا دینے والی ضربیں لگا رہا تھا اور اس آہنگری طرح پورا پورا فائدہ فائدہ اٹھا رہا تھا جو لوہے کو سرخ دیکھ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کا تیرہ کر چکا ہو۔

عدی اپنے مد مقابل کو اپنے آگے آگے بھگاتا ہوا شہر نشین کے پاس لے آیا جس پر ملکہ الزبا بیٹھی ہوئی تھی وہاں آکر عدی نے ایسا خطرناک وار کیا جس سے الزبا کا تیغ زن بڑی مشکل سے روک سکا اسی لمحہ عدی نے اسکے سر پر اپنی ڈھال دے ماری اور پھر سر سے خود اتار دیا تھا۔

پھر عدی اس طرح آندھی اور طوفان بن کر حملہ آور ہوا کہ بنو قسطورہ کا پہلوان بدحواس ہو کر پیلا پڑ گیا تھا اور پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے فوراً اپنی تلوار عدی کے سامنے پھینک دی اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے گویا اپنی شکست تسلیم کر لی تھی۔ وہ اس مسافر کی طرح کپکپا رہا تھا جس کے قریب منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی اچانک آسمان سے بجلی گر پڑی ہو۔ عدی اس کی حالت دیکھ کر چند لمحوں تک مسکراتا رہا۔ پھر اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی تھی۔

عدی بن نصر کی اس فتح مندی کے بعد اس کھلے میدان کے اندر راگ و رنگ اور موسیقی کی محفل سجانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں ہندوستان۔ صحرائے عرب۔ ایران۔ شام اور فلسطین سے آئے ہوئے سازندوں اور مغنیوں نے حصہ لیا تھا اور یہ سارے مفتی اور سازندے ملکہ الزبا کے دربار سے مستقل طور پر وابستہ تھے۔ یونان اور یوسا بھی اس محفل میں شریک ہو کر مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے سازندوں کے ساز اور مغنیوں کے گیتوں سے لطف اندوز ہوئے تھے۔

گانے اور موسیقی کی یہ محفل ابھی جاری ہی تھی کہ شہر نشین پر بیٹھی ہوئی ملکہ الزبا نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے بنو قسطورہ کے ایک بزرگ سے سرگوشی میں کچھ کہا پھر وہ اٹھ کر چلی گئی اور اپنے محل میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ بوڑھا میدان میں اتر آ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس جگہ آیا جہاں عدی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عدی کی بیٹھ بچھتھائی اور ہنستے ہوئے کہا۔ تم نے بنو قسطورہ کے سب سے بڑے پہلوان اور ماہر تیغ زن پر حملہ کر کے اس مقابلے کو بہترین انداز میں جیتا ہے۔ بے شک تمہارا لڑنے کا انداز اور دفاع توڑ کر جارحیت سے حملہ آور ہونے کے اطوار نئے اور موثر ہیں۔ تم یقیناً ناقابل شکست ہو اور بنو عیاد ٹھیک ہی تم پر ناز کرتے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔ الزبا تم سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔

ملکہ الزبا شاید اس وقت ہی تم سے کچھ کہتی جب تم نے قسطورہ کے پہلوان اور تیغ زن کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا تھا۔ شاید وہ سرعام سب لوگوں کے سامنے تم سے وہ بات نہیں کہنا چاہتی تھی جو وہ تنہائی میں کہنے کی خواہاں ہے۔ وہ بوڑھا جب خاموش ہوا تو عدی اسکے ساتھ چپ چاپ ہو لیا اور میدان سے نکل کر ملکہ کے محل میں داخل ہوئے اور ایک جگہ وہ بوڑھا رک گیا اور ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہو وہ عدی بن نصر سے کہنے لگا۔

وہ سامنے ملکہ الزبا کا کمرہ خاص ہے اس میں چلے جاؤ اندر ملکہ الزبا تمہارا ہی انتظار کر رہی ہو گی۔ وہ تم سے کسی فیصلہ کن موضوع پر بات کرنا چاہتی ہے اور یہ موضوع اور فیصلہ ایسا ہے کہ وہ تم سے تنہائی میں گفتگو کرنا پسند کرتی ہے۔

بوڑھا واپس چلا گیا اور عدی بن نصر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اندر ملکہ الزبا بیٹھی ہوئی عدی بن نصر کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ جب عدی اندر داخل ہوا تو ملکہ الزبا اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور مسکراتے ہوئے عدی کا استقبال کیا اور کہنے لگی آؤ عدی پھر اس نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا یہاں میرے قریب میرے سامنے بیٹھو۔

عدی بن نصر اس نشست پر بیٹھ گیا جس کی طرف ملکہ الزبا نے اشارہ کیا تھا۔ تو ملکہ

تمہارے پاس اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم میرے واپس آنے تک زندہ بھی رہ سکو گی یا نہیں۔ عدی بن نصر کی اس بات پر ملکہ الزباء نادوم اور تجل سے ہو گئی تھی۔ پھر وہ بار مانتے ہوئے کہنے لگی میں اس التجا کے ساتھ واپس جانے کی اجازت دیتی ہوں کہ تم جلد واپس لوٹ آنا اور سنو نصر کے بیٹے یہ بات اپنے ذہن اور دل میں جما کے رہنا میں تمہارے لئے ملکہ الزباء نہیں صرف الزبا ہوں جو اپنے دل اور ذہن کی گمراہیوں سے لوٹ کر تم سے محبت کرتی ہوں۔ میں تمہیں اپنا چاہتی ہوں تم سے شادی کرنے کے بعد میری حیثیت یوں ہو کہ تمہاری ایک باندی کی سی ہو گی اور بنو منصور کے اصل حکمران تم ہو گے نہ کہ میں جو کچھ تم کہو گے میں اس پر عمل کرتی رہوں گی اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء پھر حرکت میں آئی اپنے قریب پڑی ہوئی ایک اور نقدی کی تھیلی اٹھا کر اس نے عدی کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

یہ چھ ہزار سرخ دینار اور لے لو یہ میں تمہیں اپنی خوشی سے دے رہی ہوں میں چاہتی ہوں تم آج ہی اپنی بہتی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور سارے کام نمٹا کر بہت جلد میرے پاس واپس چلے آؤ۔ عدی نے نقدی کی دونوں تھیلیاں سنبھال لیں اور کھڑے ہو کر دروازے سے باہر نکلتے ہوئے بولا اب میں واپس جاتا ہوں اپنے قبیلے میں میں نے جو کام کیا ہے وہ نمٹا کر جلدی ہی تمہاری طرف لوٹوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عدی بن نصر ملکہ الزباء کے ساتھ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ اصطبل میں جا کر اپنے گھوڑے پر اس نے زین ڈالی دونوں تھیلیاں گھوڑے کی خرچین میں رکھ کر وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ آہستہ آہستہ شہر سے نکل کر وہ دریائے فرات کے کنارے آیا پھر اس نے دریا کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

○

ملکہ الزباء کے محل سے باہر منعقد ہونے والی گانے اور موسیقی کی محفل جب اختتام کو پہنچی تو یونان اور یوسا اس محفل سے اٹھ کر بڑی تیزی سے ان گانے بجانے والوں کے پاس آئے جن کا تعلق ہندوستان سے تھا۔ یونان و یوسا دونوں ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے پھر یونان نے بڑے نرم لہجہ میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے مہمانوں کیا تمہارا تعلق ہندوستان کی سرزمین سے ہے اس پر ایک بوڑھا یونان اور کہنے لگا۔ تمہارا کہنا درست ہے ہمارا تعلق ہندوستان ہی کی سرزمین سے ہے یونان پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام یونان ہے اور میرے ساتھ میری بیوی ہے اس کا نام یوسا ہے۔ ہم ہندوستان کی سرزمین

الزباء حرکت میں آئی اور اپنے قریب رکھی ہوئی نقدی کی تھیلیوں میں ایک اٹھائی اور عدی کی گود میں رکھتے ہوئے کہنے لگی کہ یہ پانچ ہزار سرخ دینار ہیں۔ جنکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کیونکہ تم مقابلہ جیت چکے ہو اس لئے تم اس رقم کے حقدار ہو۔ اگر تم یہ رقم گننا چاہو تو گن لو۔ عدی نے نقدی کی وہ تھیلی سنبھالتے ہوئے کہا مجھے تم پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔ اس پر ملکہ الزباء شاید عدی بن نصر کے ان الفاظ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر پھر بولی اور کہنے لگی۔ اگر تمہیں مجھ پر اعتماد اور بھروسہ ہے تو میری دو اور باتوں پر بھی اعتماد اور بھروسہ کرو۔ اس پر عدی نے چونکتے ہوئے پوچھا کیسی دو باتیں۔ اس ملکہ الزباء نے مسرور کر دینے والی اپنی آنکھیں عدی کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے اول یہ کہا میری افواج کا سپہ سالار بننا قبول کر لو اور دوم یہ کہ مجھ سے شادی کر لو۔ مجھ جیسی حسین بیوی تمہیں کہیں نہیں مل سکے گی اور تم جیسا حسین اور شجاع شوہر مجھے بھی پھر کہیں نہ مل سکے گا۔ میں فخر سے کہہ سکوں گی کہ میں اس عدی کی بیوی ہوں جس کی شجاعت اور بہادری کے گیت صحرائوں اور نخلستانوں میں دور دور تک گائے جاتے ہیں۔

عدی نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور ملکہ الزباء نے اسے چونکا دیا۔ کیا سوچنے لگے نصر کے بیٹے۔ عدی نے اس بار نرم اور دھیمی آواز میں کہا۔ جو دونوں باتیں تم نے پیش کی ہیں یہ ایسی ہیں جن کا فیصلہ میرا باپ ہی کر سکتا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء نے چونک کر پوچھا کیا تم اپنا بھلا برا خود نہیں سوچ سکتے۔ عدی نے اس بار کسی قدر ہزار سے لہجے میں کہا کہ میں اپنا برا بھلا سوچ سکتا ہوں مگر ایسے فیصلے میرا باپ ہی کرے گا۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو تم میرے پاس ہی رہو۔ میں تمہارے باپ کو یہیں بلوائے لیتی ہوں۔

اس پر عدی فیصلہ کن انداز میں بولا۔ کہنے لگا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں ایک بار ضرور واپس اپنے قبیلے میں جاؤں گا۔ یہ مقابلہ جیت کر جو رقم میں نے حاصل کی ہے اس سے بنو لحم سے اپنے قبیلے کے لئے بیٹھے پانی کا ایک کنواں خریدوں گا۔ اس لئے کہ میرے قبیلے میں بیٹھے پانی کے کنوؤں کی قلت ہے اور لوگ بیٹھا پانی حاصل کرنے میں بڑی دقت اور دشواری محسوس کرتے ہیں۔ اس رقم سے میں بنو لحم سے بیٹھے پانی کے کنوئیں خریدوں گا جو ہمارے قبیلے کے قریب ہی ہیں اور پھر اس کنوئیں کو اپنے قبیلے کے سب لوگوں کے لئے وقف کر دوں گا۔ تاکہ سب ان سے یکساں مستفید ہوں۔ اس کے بعد تمہاری ان دو باتوں پر اپنے بوڑھے باپ سے مشورہ کروں گا۔ اس پر الزباء نے خدشہ ظاہر کیا۔

اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم واپس آ جاؤ گے۔ اس پر عدی نے خفگی میں کہا۔

میں کچھ عرصہ گزار چکے ہیں لہذا اس سرزمین سے ہماری دلچسپی ایک قدرتی بات ہے۔ میں نے تمہارے گانے کے بول بڑے افسانہ اور غور سے سنے ہیں جو گیت تم نے گائے ہیں ان میں خدائے واحد کی تعریف بھی ملتی ہے جبکہ میں نے ہندوستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کو کبھی اس طرح کے گیت گاتے ہوئے نہیں سنا اس پر وہ بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔

تمہارا اندازہ درست ہے ہمارے آباؤ اجداد ہندومت سے تعلق رکھتے ہوں گے لیکن ہمارے قریب کے آباؤ اجداد نے ہندومت ترک کر کے بدھ مت قبول کر لیا تھا اور بدھ مت میں خدائے واحد کی تعریف خوب کی جاتی ہے اور ہاں اے اجنبی بدھ مت ہی نہیں بلکہ چین کے تاؤ ازم کنفیوشس ازم اور جاپان کے شنتوازم میں بھی یہودیت اور عیسائیت کی طرح خدائے واحد کی تعریف کا کلام پایا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا جب خاموش ہوا تو یونان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میں تو صرف اس سے پہلے ہندومت ہی کو جانتا تھا۔ یہ بدھ مت تاؤ ازم کنفیوشس ازم اور شنتوازم کیا ہے اور تم ان سب مذاہب کو کیسے اور کس طرح جانتے ہو۔ اس پر وہ بوڑھا گانے والا پھر مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے مہمان بدھ مت کو میں اس لئے جانتا ہوں کہ اس کا تعلق ہند کی سرزمین سے ہے اور اسی سرزمین سے میرا بھی تعلق ہے میں اور یہ میرے ساتھ گانے اور موسیقی کے سسلے میں چین بھی جاتے رہے ہیں لہذا ہم وہاں جانے کی وجہ سے چین کے دونوں مذاہب یعنی تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کے متعلق بھی تفصیل سے جانتے ہیں اور وہیں ہم نے جاپان کے مذہب شنتوازم سے متعلق بھی تفصیل حاصل کی تھی۔ اس پر یونان نے بڑی دلچسپی سے اس بوڑھے گانے والے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے جہان کیا تم مجھے ان مذاہب سے متعلق کچھ تفصیل سے بتاؤ گے۔ میں جانتا ہوں اس کے لئے تمہارا بہت وقت ضائع ہو گا لیکن اگر تم اس کام کو اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہو تو اس کے لئے میں تمہیں بہترین معاوضہ بھی دوں گا اس پر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز معاوضہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں بلا معاوضہ ہی یہ ساری تفصیل کہوں گا پہلے یہ کہو کہ تمہارا اپنا تعلق کس سرزمین سے ہے اور ہندوستان سے متعلق تم کیا کچھ جانتے ہو اس پر یونان بولا اور کہنے لگا۔ تم یوں جانو کہ میں ایک مانوق الفطرت انسان ہوں اور ایسی ہی میری بیوی بھی ہے اور ہم دونوں صدیوں سے چلے آ رہے ہیں ہم دنیا کے ہر ملک میں رہے اور میں تمہیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہر ملک سے ہی ہمارا تعلق ہے اس پر وہ بوڑھے نے والد پریشان سے لہجہ میں کہنے لگا تم مجھے کس سرزمین سے جانتے ہو؟

کچھ سے بالا ہیں بہر حال جو تفصیل تم طلب کرتے ہو وہ میں تم سے کہوں گا کہ میں کہاں سے شروع کروں۔ اس پر یونان بولا اور کہنے لگا پہلے تم مجھے بدھ مت سے متعلق تفصیل سے کہو۔ اس کے بعد میں دوسرے مذاہب کے متعلق تم سے تفصیل کے ساتھ سننا پسند کروں گا اس پر اس بوڑھے گانے والے نے اپنا گلا صاف کیا پھر وہ یونان اور یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی دلچسپی سے کہہ رہا تھا۔

○

بدھ مت کا تعلق گوتم بدھ سے ہے جو 568 قبل مسیح میں شمالی ہند کے علاقہ نیپال میں ساکیہ قبائل کی راج دھانی کپل دستو میں پیدا ہوئے یہ شہر دریائے رومی کے کنارے بنارس سے سو (100) میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مشرق میں واقع ہے۔ گوتم بدھ کے والد کا نام شدھو دھن تھا اور ان کی ولیدہ کا نام مایا تھا۔ شدھو دھن کے دو حرم تھے۔ لیکن 45 سال تک کسی بیوی کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی۔

جب بڑی ملکہ مایا حاملہ ہوئیں تو تمام گھراج دھانی میں خوشیاں منائیں مگر ملکہ کو ملک کے رسم و رواج کے مطابق وضع حمل کیلئے اپنے والدین کے گھر بھیجا گیا مگر راستے ہی میں چند بلند درختوں کے نیچے اسکے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور ملکہ کو بچہ سمیت کپل دستو آنا پڑا۔ ایک ہفتہ ہی میں بچہ ماں کی شفقت سے محروم ہو گیا اور سوتیلی ماں نے بچہ کی خبر گیری کرنا شروع کی تھی۔

اس بچے کا نام سدھا رتھ رکھا گیا ان کا خاندانی نام تو گوتم تھا بعد میں جب گمین حاصل کر لیا تو بدھ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا ایک نام ساکیہ مہی یا ساکیہ سنگھ بھی ہے۔ ساکیہ مہی یا گوتم کی تربیت و پرورش شاہی طریقہ پر ہوئی۔ گوتم کی اوائل عمری کے حالات پردہ کستمان میں ہیں۔ جب گوتم اتنی برس کا ہوا تو اپنے ایک خادم چین کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔

راستے میں ایک مفلوک الحال فرسودہ دل متضلل اعضاء والا ایک بڑھا دیکھا جس پر چہنا دو بھر اور گراں تھا اسکے بعد ایک کمزور اور ضعیف ابنیان بیمار پر نظر پڑی۔ جو ضعف اور بیماری کی وجہ سے بمشکل ایک قدم چلا اور ٹھہر جاتا۔ قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی اور ٹانگیں جسم کا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھیں۔ آگے چل کر دیکھا کہ لوگ ایک جنازے کو کندھا دیئے ہوئے قبرستان کی طرف لے جا رہے تھے۔ اس کے بعد ایک فقیر درویش صاف باطن کو دیکھا جس کا چہرہ نور کی شعاعوں سے روشن تھا۔ قناعت کی دولت سے ماں مال تھا۔

گوتم انسانی زندگی کے یہ تین حسرت ناک پہلو یعنی بڑھاپا بیماری اور موت سے بے حد متاثر ہوا اور دل سے دنیا کی محبت کی آگ سرد ہو گئی۔ ان واحد میں انکے دل میں یہ خیال گزرا کہ ایک دن وہ بھی حیرانہ سالی بیماری اور موت کے پنجہ میں اسیر ہو گا۔ جن سے نہ فرار ہے نہ گریز اس کے ساتھ ہی اس فقیر باصفا اور روشن دل کا خیال آیا کہ وہ کس طرح اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہے اور تمام دنیاوی بکھیڑوں اور دکھوں کی زنجیروں کو توڑ کر یاد الہی میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ دل میں یہ گزرا کہ وہ بھی کیوں نہ اس فقیر باصفا کی طرح دنیا کے تمام عیشوں اور آراموں سے منہ موڑ کر یاد الہی میں مشغول ہو جائے۔ تاکہ وہ حقیقی مسرت اور اطمینان کی دولت پاسکے۔

انہی حالات میں غطاں و چٹاں گوتم اپنے خادم چین کے ساتھ گھر لوٹا اس سے پہلے گوتم کی شادی سولہ سال کی عمر میں سوہدرا نام کی ایک عورت سے ہو چکی تھی۔ اس کے بطن سے گوتم کا ایک خوبصورت بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا۔ جس کا نام رمل تھا۔ ان تین حادثات کے بعد جب رات کی تاریکی نے پردے پھیلانے شروع کئے تو گوتم نے اپنے لوکر چین سے گھوڑا مانگا۔ ذاتی خادم قلیل و حکم میں گھوڑا لینے گیا خود گوتم اس کمرے میں گیا جس میں اس کی بیوی اور بچہ سو رہے تھے۔ دہیزر کمرے ہو کر دیکھا کہ ماں اپنے لٹاؤ لے اور خوبصورت بیٹے کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔ دل میں خیال گزرا کہ بچے کو گود میں لے کر آخری اور الوداعی پیار کرے لیکن پھر خیال آیا کہ شاید بچہ اور بیوی کی محبت عیش و آرام گھریار ترک کرنے میں ایک رکاوٹ پیدا نہ کر دے اس لئے آپ نے دہیزری سے اپنی بیوی اور بچہ پر الوداعی نگاہ ڈالی اور گھر سے نکل پڑے اس وقت انکی عمر انیس سال تھی۔

دریائے الومہ کے کنارے پہنچ کر زیور اور جواہرات گوتم نے اپنے خاندانی ملازم چین کو دیئے اور کہا کہ ان کو لے کر واپس اپنے شریک دستو کو لوٹ جائے۔ جاں نثار نے اصرار کیا کہ وہ بھی اپنے آقا کے ساتھ زاہدانہ زندگی بسر کرے گا لیکن گوتم نے کہا نہیں تم واپس کیل دستو جاؤ اور میرے والد سے تمام حال بیان کرو۔ چنانچہ خادم اپنے دل پر سل رکھ کر واپس لوٹا۔ گوتم نے اپنا شاہی لباس اتار کر ایک غریب آدمی سے لباس بدل کر زاہدانہ زندگی کی ابتداء کی اور ایک شہر راج گڑھی کی طرف کوچ کیا۔

راج گڑھی شہر مگدھ کی سلطنت کا دار الخلافہ تھا اور خوبصورت اور دلکش وادی میں پانچ پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ ان پہاڑوں کی غاروں میں چند مشہور درویش رہتے تھے۔ گوتم ان کے پاس گیا۔ ایک الترنامی فقیر کے مرید ہو گئے۔ جب اس فقیر کی صحبت سے

تسکین قلب کی دولت میسر نہ آئی تو ایک اور عابد و زاہد فقیر اور ک نامی کی طرف گئے۔ ان دونوں درویشوں نے ہندومت کا فلسفہ گوتم کو سکھایا۔

اس کے بعد گوتم نے نفس کشی کے چلوں اور ریاضتوں کا قصد کیا۔ ازویل کے جنگل میں چھ سال تک سخت ریاضتیں اٹھائیں۔ جسم کاٹنے کی طرح خشک ہو گیا۔ لیکن نور قلب میسر نہ آیا ان ریاضتوں اور مشقتوں کے اٹھانے کی وجہ سے گوتم کی شہرت قرب و جوار میں پھیل چکی تھی۔

اس ریاضت کی وجہ سے کچھ لوگ آپ کے مرید بھی بن گئے ایک دن ضعف کی وجہ سے زمین پر گر پڑے مریدوں نے خیال کیا کہ آپ نے دم توڑ دیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد بے ہوشی اور سکر دور ہوا تو آپ نے اندازہ لگایا کہ ان کی جسمانی ریاضتوں اور مشقتوں کی وجہ سے نور قلب میسر نہیں آ رہا۔ نفس کشی کو ترک کر دیا اور کھانا پینا شروع کر دیا۔

نفس کشی ترک کر کے کھانا پینا شروع کرنے کی وجہ سے آپ کے سارے مرید آپ سے الگ ہو گئے اور گوتم کو چھوڑ کر بنارس چلے گئے گوتم کو ہر مقصود کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگے ہندو درویش کی صحبت نے بھی اطمینان قلب نہ بخشا۔ ریاضتوں اور مشقتوں سے بھی دلی راحت میسر نہ آئی۔ اس بے اطمینانی کی حالت میں نہ فیصلہ کر پائے کہ واپس کیل دستو چلا جائے اور وہیں عیش و مسرت والی زندگی اختیار کی جائے اور نہ ہی وہ فیصلہ کر پائے کہ وہ اسی درویشانہ اور فقیرانہ زندگی میں ہی حیران و سرگرداں پھرتے رہیں یہاں تک کہتے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا چپ ہوا کچھ دیر دم لیا پھر وہ یوناف اور یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اسی حالت میں تھے کہ ایک روز ایک ناکت خدا دھنن لڑکی کی نظر گوتم پر پڑی گوتم کو شکستہ حال دیکھ کر پوچھا اے فقیر کیا آپ بھوکے ہیں اور کیا آپ میرے ہاتھ سے کھانا تناول کر لیں گے گوتم نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا اے بن تمہارا نام کیا ہے لڑکی نے جواب دیا مہاراج میرا نام سوجات ہے گوتم نے کہاں ہاں میں بھوکا ہوں لیکن کیا تمہاری یہ غذا میری بھوک کو تسلی دے سکے گی۔

لڑکی یہ نہ سمجھ سکی کہ اس درویش کی بھوک سے کیا مراد ہے اور یہ کس قسم کی تسلی چاہتا ہے لڑکی نے نہایت محبت اور شفقت سے کھانا لائی گوتم نے ایک بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر کھانا تناول کیا سوجات چلی گئی گوتم اسی درخت کے نیچے یاد الہی میں مصروف رہے اسی مراقبہ اور زہد و جہد کی حالت میں گوتم مختلف اقسام کے امتحانات اور آزمائشوں میں ڈالے گئے کہتے والے کہتے ہیں کہ اسی بڑ کے نیچے جس وقت گوتم مراقبہ اور زہد و جہد کی

شہوات انسانی کی پیش کش کو ٹھکرا کر دوسری آزمائش میں بھی اپنے آپ کو کامیاب اور کامران کر لیا تھا۔

تیسری آزمائش عزازیل یا شیطان نے گوتم سے کہا میں تمام دنیا میں شہوات کا بادشاہ ہوں۔ تمام دیوتا، انسان اور حیوانات میرے تابع ہیں تو بھی میری فرمانبرداری کر گوتم کہنے لگا۔

اگر تو شہوات انسانی کا بادشاہ ہے تو ہوا کر دنیا پر تو تیری حکومت نہیں ہے۔ مجھے غور سے دیکھ میں ہوں عرفان ذات الہی کا ایک مہتمی اگر تو شہوات کا بادشاہ ہے تو ہوا کرے کہنے والے کہتے ہیں کہ جب گوتم ان تینوں آزمائشوں سے کامیابی کے ساتھ گزر گیا تو اسے ایک دلنواز آواز سنائی دی جو کہہ رہی تھی اے جوان مرد دشمن کی فوج نے تیرے درخت کا محاصرہ کرنے کے بعد بالاخر شکست کھائی لہذا اس خوشی میں نیکی کے کارندے تم پر پھولوں اور مندل کے چورے پھانسی کرتے ہیں۔

ان ساری آزمائشوں سے گزرنے کے بعد گوتم کو اپنے نفس عمارہ پر مکمل فتح حاصل ہو گئی تھی اسے وہ راستہ مل گیا تھا جس کی اسے تلاش تھی وہ شہوت کافور مل گیا جس کے لئے کام و دہن پیاسے تھے وہ مشروب زیست فراہم ہو گیا جس کے پینے سے روحانی منزلیں جلد ملے ہونے لگیں عرفان الہی اسے نصیب ہو گیا اور جس روحانی تسکین کی طلب تھی وہ اسے مل کر رہی۔ اس عرفان کو حاصل کرنے کے بعد گوتم نے جو لوگوں میں پہلا وعظ دیا وہ کچھ یوں تھا۔

”اے لوگو میں نے اس طرح رنج و غم کی حقیقت کو اور اس کی غیر متناہی کو اس کے دور کرنے کے طریقے کو سیکھا ہے میں نے معلوم کیا ہے کہ خواہش انسانی کی کیا مصیبت ہے۔ ازل کی زندگی اور دنیاوی زندگی کی کیا مصیبت ہے اور ان کل مصیبتوں سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے یہ مصیبتیں کس طرح بالکل غائب ہو سکتی ہیں مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ مایا کیا چیز ہے مایا کیا مصیبت ہے اور اس سے سرخرو کیسے ہوا جاسکتا ہے دراصل یہ خداوند کے عرفان کی معراج تھی جو اس لمحہ گوتم کو نصیب ہوئی تھی جو خدا کے تمام پیاروں کو ہوا کرتی ہے۔

بڑے اس درخت تلے عرفان حاصل کرنے کے بعد گوتم مسرت کے عالم میں درخت کے نیچے سے اٹھے اور طہانیت قلب کا الہی نسخہ ساتھ لیکر راج گڑھی کی طرف چل دیئے۔ جو ریاست مگدھ کا مرکزی شہر تھا تاکہ ان لوگوں کو بھی اس نسخہ سے اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال کر سکیں سب سے پہلے اپنے دونوں ہندو استادوں کی طرف روانہ ہوئے تو معلوم

حالت میں تھے وہ تین طرح کی آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ڈالے گئے اور انہی آزمائش اور ابتلاؤں میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد پھر کہیں جا کر گوتم کو اپنا گوہر مقصود حاصل ہوا۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گائے والا جب خاموش ہوا تو یونان نے اسے مخاطب کر کے کہا اے میرے بزرگ کیا تم گوتم کی ان آزمائشوں پر بھی روشنی ڈالو گے جو بڑے اس درخت تلے زہد و جد کی حالت میں ان پر مسلط کی گئی تھیں اور جن سے وہ کامیابی اور کامرانی سے گزر کر خدائے واحد کا عرفان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اس پر بوڑھا گائے والا بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا ہاں میں تمہیں ان آزمائشوں سے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں تھوڑی دیر تک وہ گائے والا خاموش رہا پھر وہ بولا اور کہہ رہا تھا۔

پہلی آزمائش کچھ اس طرح تھی کہ شیاطین نے مختلف دوسروں سے ان کو انکے مقصد حیات اور معلومہ نظر سے الگ کرنے کی کوشش کی لیکن گوتم شیاطین کی ان کوششوں پر دوسری آزمائش کچھ اس طرح تھی کہ گوتم کو حوروں کے جم غفیر نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور گوتم کو محبت آمیز سرگوشیوں اور وصل کے وعدوں سے یاد الہی سے غافل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر اب بدی کی قوتیں گوتم کو کتنی تھیں ادھر آدرا تو ان کو دیکھ لے تیرا کھڑا تو پورا چاند ہے یہ بھی کنول کے پھول سے کم نہیں ان کی آوازوں کو سن کیسی پیاری اور تمہ دل سے نکلتی ہیں۔ ان کے دانت ایسے سفید ہیں جیسے برف یا چاندی ان کی مثل جنت میں بھی ملنا مشکل ہے۔ اس دنیا میں بھلا تجھے کہاں ملیں گی یہ ایسی حسین ہیں کہ بڑے بڑے دیوتا ان کی تمنہ میں مرتے ہیں۔

گوتم نے ان بد روحوں کو جواب دیتے ہوئے کہا یہ جو شکلیں میرے سامنے کھڑی ہیں انتہائی کرمہ النظر اور بے جوڑ ہیں ان کے اندر کیڑے بھرے ہوئے ہیں اور یہ تو بالکل جسنے والی ہیں اور درد سے بھری ہوئی ہیں میں وہ چیز حاصل کروں گا جو جاودانی ہے جسے غفلت مانتے ہیں اور جس سے آسودگی ہاتھ لگتی ہے۔

ان رعوں نے پھر کہا تو کیوں اتنی نفرت کرتا ہے گوتم نے جواب دیا ہر مخلوق میں گناہ ہے جس کسی نے اپنے آپ کو ہوا و ہوس سے پاک کیا وہ اس بات کو جانتا ہے انسان کی شہوات انسانی کی مثال تلوار تیر تیرے یا استرے کی سی ہے جس پر شہد لگا ہوا ہو ان کی مثال سانپ کے سرا دہکتی ہوئی آگ کی سی ہے پر میں اس کو خوب جانتا ہوں۔

یوں گوتم بدی کی ان قوتوں سے مرعوب نہ ہوا ان کا کمانہ مان کر اور گوہر مقصود اور خداوند قدوس کا عرفان حاصل کرنے کی خاطر اس نے ان بد روحوں کی عیاشی لذت اور

ہوا کہ وہ دونوں فانی دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔ وہاں سے بنارس کی طرف چلے راستہ میں ایک پرانے دوست سے ملاقات ہوئی جو گوتم کو دیکھتے ہی کہنے لگا۔

میرے دوست کیا بات ہے ایک عرصے کے بعد تم سے ملاقات ہوئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ تم کافی مطمئن اور ہشاش بشاش نظر آتے ہو اور تمہارے چہرے پر نور کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں یہ کس کا نتیجہ ہیں جواب میں گوتم کہنے لگا میں دنیا کی ساری روحانی اور اخلاقی طاقتوں پر قادر ہو گیا ہوں اور نفس امارہ کی سرکش اونٹنی کو تاج کر دیا ہے جس کے نتیجے میں مجھے دائمی راحت حاصل ہو گئی ہے اور دوست پھر بولا اور کہنے لگا اب کس طرف جا رہے ہو گوتم بولا بنارس کا رخ کر رہا ہوں اس نے پوچھا کس غرض سے گوتم نے جواب دیا لوگوں کو وہ بتانے کے لئے جس پر چل کر وہ ابدی اور حقیقی راحت حاصل کر سکتے ہیں۔

گوتم کے اس دوست کہ نام جس کا ایک تھا گوتم کی باتوں کو سنی ان سنی کر کے دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور گوتم بنارس کی طرف چل دیے۔

چند روز تک بنارس میں قیام کرنے کے بعد گوتم بن بن جا پہنچے یہ بن بنارس سے شمالی جانب واقع ہے وہاں گوتم کے پانچ بڑے مرید رہتے تھے جب گوتم نے نفس کشی ترک کر دیا تھی تو یہ پانچوں مرید حلقہ عقیدت سے الگ ہو گئے تھے پانچوں مریدوں نے گوتم کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی تاہم ظاہری رواداری کے طور پر ایک پرانا بوریا بچھا دیا گوتم اس پر بیٹھ گئے اس کے بعد گوتم نے ان کے سامنے راستکاری کا وعظ شروع کیا۔

کافی دیر تک ان پانچوں مغرب مریدوں سے گفتگو کرتے رہے آخر کار حق قبول کرنے کے لئے ان کا سینہ کھل گیا اور وہ سارے کے سارے گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے کچھ عرصہ گوتم بن بن میں مقیم رہے اور لوگوں کو ابدی اور حقیقی نجات کا پیغام پہنچاتے رہے اس پیغام کے پہنچانے میں مرد عورت امیر غریب عالم و جاہل کسی کی بھی تفریق نہ تھی امراء میں سے سب سے پہلے یاس نامی ایک امیر و کبیر نوجوان نے گوتم کے پیغام کو قبول کیا اس کے ساتھ اس کے ہمراہیوں کی ایک خاصی بڑی جماعت بھی گوتم کے مریدوں میں شامل ہو گئی۔ یاس کی بیوی ماں باپ سب بدھ مت میں شامل ہو گئے تھے۔

بن بن پہنچنے کے تین ماہ بعد گوتم نے اپنے مریدوں کو جمع کیا ان کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی ان سب کے اطراف میں نخلت ابدی کی خوشخبری کا پیغام دینے کے لئے بھیجا تھا یاس اپنے واسدین کے ساتھ بنارس میں مقیم رہا گوتم خود تبلیغی وفد کے نتائج دیکھنے کے لئے وہیں بن بن ہی میں مقیم رہے۔

جن دنوں تبینہ وفد بھیجنے کے بعد گوتم بن بن میں قیام کئے ہوئے تھے ان ہی دنوں

انویل کے جنگل میں تین بھائی فقیرانہ زندگی بسر کر رہے تھے ان کی بڑی شہرت تھی انہوہ در انہوہ لوگ ان کے پاس جا کر رہتے تھے اور بادشاہ و عمائدین ان تینوں بھائیوں کی بھی تکریم کیا کرتے تھے گوتم بھی ان کے پاس گئے اور ان کے پاس جا کر تبلیغ کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے انہیں وعظ کرتے رہے جس کے نتیجے میں وہ تینوں بھائی گوتم کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گائے والا رکھا اور بڑے غور سے باری باری اس نے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے شاید ان کے تاثرات کا جائزہ لیا پھر وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

گوتم اپنے مریدوں کو لیکر از میر سے چلے اور مگدھ کے دارالخلافہ راج گڑھی میں آئے مگدھ کے بادشاہ بمباسر نے گوتم اور ان کے مریدوں کی بہت توقیر کی یہاں بھی گوتم نے وعظ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور گوتم کے فلسفہ پر مگدھ کا بادشاہ بمبا سرا ایمان لے آیا بادشاہ کے فلسفہ قبول کرنے کے ساتھ ہی بیشار لوگ گوتم پر ایمان لے آئے گوتم نے کچھ عرصے کے لئے راج گڑھی سے باہر ہی ایک جھونپڑے میں قیام کئے رکھا۔

اس عرصہ میں گوتم کے والد نے پیغام بھیجا کہ کپل دستو آ کر ایک بار اپنا چہرہ دکھا جاؤ۔ پیغام حاصل کرنے کے بعد گوتم اپنے مریدوں کے ساتھ اپنے آبائی شہر کپل دستو روانہ ہوئے۔ کپل دستو پہنچ کر شہر سے باہر ایک جھونپڑے میں ڈیرہ ڈال دیا۔ ان کے والد اپنے عزیز واقارب کو ساتھ لیکر ملنے آئے لیکن اپنے بیٹے کی زاہدانہ اور درویشانہ زندگی کو دیکھ کر خوش نہ ہوئے۔

گوتم اور ان کے مریدوں کے کھانے کا بندوبست بھی انہوں نے کیا۔ اگلے دن گوتم نے شہر کے گھر گھر سے بھیک مانگنی شروع کی۔ جب گوتم کے باپ اور کپل دستو کے بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا تو اسے بہت ملال ہوا اور گوتم کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ اس حرکت سے رک جائے۔ گوتم نے اپنے والد کو اپنے فلسفہ کی تبلیغ کی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ باپ نے گوتم کے ہاتھ سے فقیری کاسہ لے لیا اور بیٹے کو اپنے قصر شاہی میں لے گیا اور بہت کوشش کی گوتم زاہدانہ زندگی ترک کر دے۔

قصر میں پیام کے دوران گوتم کی بیوی ان کے پاس نہ آئی اور اس نے کہا کہ اگر گوتم کے دل میں اس کے لئے کچھ عزت و توقیر ہے تو گوتم خود میرے پاس آئیں گے۔ گوتم کے گھر سے نکلنے کے دن سے اس کے اپنے خاوند کو مردہ سمجھ کر تمام عیش و آرام ترک کر دیا ہوا تھا۔ دن میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتی اور چٹائی پر لیٹی رہتی۔

گوتم کو جب اپنی بیوی کے ان حالات کی خبر ہوئی تو دو مریدوں کو ساتھ لیکر اپنی بیوی کے پاس گئے۔ بیوی نے شوہر کو زہدانہ لباس میں دیکھ کر خود کو ان کے قدموں میں گرا دیا اور گوتم نے اپنے حلقے میں داخل ہونے والی عورتوں کا ایک علیحدہ گروہ قائم کیا اور بیوی جسودھار کو اس گروہ کا سرکردہ بنا دیا تھا۔ وہ گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئی تھی۔

تقریباً 15 روز تک گوتم شہر کے باہر جھوپڑے میں مقیم رہے۔ رشتہ دار و اقارب کی دعوتوں میں شریک ہوتے رہے اور اپنی آواز لوگوں کو پہنچاتے رہے۔ ایک دن گوتم کی بیوی نے اپنے بچے رعل کو عمدہ کپڑے پہنائے اور جب گوتم ایک دعوت میں شرکت کے لئے محل کے پاس سے گزرے تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا۔ دیکھ تمہارا باپ جا رہا ہے اس کے پاس جاؤ اور اس سے اپنا ورثہ طلب کر۔

بیٹا گوتم کے پاس گیا اور ورثہ طلب کرنے لگا۔ گوتم نے اس وقت تو کوئی جواب نہ دیا لیکن جب دعوت سے فارغ ہو کر واپس اپنے ٹھکانے کی طرف جانے لگے تو بیٹا بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور جب گوتم شہر سے باہر اپنی جھوپڑہ نما رہائش میں پہنچے تو اپنے ایک مرید سے کہا بھائی میں اس بیٹے کو وہ نعمت غیر مترقبہ دیتا ہوں جو مجھے برگد کے درخت کے نیچے ملی تھی۔ یوں گوتم نے اپنے بیٹے رعل کو اپنے حلقہ عقیدت میں شامل کر لیا گیا۔ جب دادا کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بڑا مغموم ہوا۔

گوتم نے کچھ دن اپنے شہر میں قیام کرنے کے بعد ریاست مگدھ کے مرکزی شہر راج گڑھی کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ اس تبلیغی دورہ میں بہت سے رشتہ دار اور اہل وطن گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے تھے۔ ان میں سے چار اشخاص انتہائی اہم ہیں۔ پہلا آئندہ دوسرا بیوت، تیسرا اپالی اور چوتھا آنرودھجا۔ آئندہ اور بیوت گوتم کے رشتے کے بھائی تھے۔ اپالی قوم کا نانی تھا۔ جبکہ آنرودھجا بھی ان کا ایک ہم وطن تھا۔ آئندہ تمام عمر گوتم کے ساتھ رہا۔ بیودت آگے جا کر گوتم کا مد مقابل اور مخالف بن گیا۔ اپالی جام مثبت فکروں کا بڑا نامور پیشوا بنا اور آنرودھجا بدھ مت کی حکمت عملی کا بہترین عالم ثابت ہوا۔

موسم برسات کے اختتام پر گوتم راج گڑھی سے چل کر سلطنت کوسل کے پایہ تخت سر اوسٹی کی طرف روانہ ہوئے یہاں ایک نامور سوداگر رہتا تھا۔ جس نے ان کے مریدوں کے رہنے کے لئے گوتم کے نام ایک جنگل کر دیا۔ یہاں بھی گوتم نے بوئے وعظ اور مناظرے کئے۔ یہاں تک گوتم کی تبلیغ کا تیسرا سال ختم ہوا تھا۔ باقی زندگی انہوں نے کچھ اس طرح گزاری۔

چوتھے برس گوتم مہابن میں مقیم رہے اور ایک ٹٹ اور اس کے جاننے والوں کو اپنے

حلقہ مریدی میں شامل کیا۔ پانچویں برس وہ حسب وعدہ اپنے باپ سے ملاقات کرنے کے لئے کپل دستو گئے۔ ان کے وہاں پہنچنے پر ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا اس کی لاش کو جلا کر واپس آ گئے۔ ان کی بیوی اور سوتیلی ماں بھی ان کے ساتھ آئیں اور چند اور عورتیں بھی تھیں ان سب کو اپنے گروہ میں شامل کر لیا گیا تھا۔

چھٹے برس گوتم راج گڑھی میں واپس آئے اور رہنمایا سر کی رانی مہمبو کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا۔ اس موقع پر گوتم کے ایک مرید نے کرامت دکھائی پر آپ نے منع کر دیا کہ کرامت اور معجزہ کا مذہب کی تشریح سے کوئی تعلق نہیں۔

ساتویں برس ایک دشمن نے ایک عورت چھٹھائی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ گوتم پر زنا کاری کا الزام لگائے مگر اس کی فریب کاری کا پردہ جلد ہی چاک ہو گیا۔

آٹھویں برس گوتم کپل دستو کے قریب ایک قصبہ سے گزرے وہاں سے چند آدمیوں کو اپنے حلقے میں داخل کر کے ایک نئے شہر کی طرف چلے گئے۔

نویں برس بدھ مت کی جماعتوں میں اختلاف اور انتشار رونما ہو گیا گوتم نے اس اختلاف اور انتشار کو دور کرنے کی سعی کی۔ مگر آپ کی کوشش بار آور ثابت نہ ہوئی جس کی وجہ سے تمام مریدوں کو چھوڑ کر جنگل کا رخ کیا اور وہیں ذکر الہی میں مصروف ہو گئے۔

دسویں برس قرب و جوار کے کسانوں نے ان کے لئے ایک جھوپڑا تیار کیا جس میں گوتم کافی ذکر الہی میں مشغول رہے۔ اختلافات کرنے والوں نے آپ کو ڈھونڈ لیا۔ آپ سے معافی مانگی اور توبہ کی۔ آپ نے ان کے قصور کو معاف کر دیا۔ آپ تائب مریدوں کو ساتھ لیکر سرادستی ہوتے ہوئے پھر راج گڑھی پہنچ گئے تھے۔

گیارہویں برس گوتم نے چند اور مشہور آدمی اپنے حلقہ ارادت میں شامل کئے اور مگدھ اور کوشل کی ریاستوں میں مدہی فریضہ سرانجام دیا۔ بعد میں ایک لمبا تبلیغی سفر اختیار کیا اور جس مقام سے گزرے وہاں وعظ کرتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ مقام چیب میں اپنے حلقہ کا پرچار کیا اس طرح گوتم صحرا دہشتی میں رہے اور اپنے بیٹے کو مبلغ بنا کر اپنی آبائی ریاست کپل دستو کی طرف روانہ کیا۔

چودھویں برس کپل دستو کے باہر ایک جنگل میں ڈیرہ لگایا۔ اپنے چچا زاد بھائی مہاتم جو اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا تھا وعظ کیا اس کے علاوہ اور بھی وعظ کئے جن میں بتایا کہ راست بازی کی خیرات اور صدقات پر فضیلت حاصل ہے۔

سولہویں برس الاوی میں بسر کیا اور اپنے پیغام دہی کو لوگوں تک پہنچایا۔ سترہویں برس راج گڑھی کی طرف گئے اور وہاں موسم برسات گزارا پھر ایک کسی سری ستی کی میت پر

دعظ کیا پھر گوتم بدھ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب تک کسی آدمی کو کھانا نہ کھلا لیتے اسے
دعظ نہ سناے۔

اٹھارہویں برس چلیا میں جا کر ایک جلاہے کو جس کی لڑکی مرگئی تھی دعظ سنایا اور پھر
برسات کا موسم گزار کر واپس آ گئے۔ انیسویں برس گوتم بدھ نے گندھ کے راستے سے سفر
اختیار کیا اور جس گاؤں میں گزرتے وہاں دعظ سناے۔ ایک مرتبہ ایک ہرن کو پھندے میں
پھنسا دیکھ کر اس کے پاس گئے اور گھاس وغیرہ اس کے چرنے کو ڈالی۔ شکاری بہت ناراض
ہوا اور اس کے مارنے کو تیار ہو گیا گوتم نے اپنا دعظ سنایا۔ وہ معہ اپنے خاندان کے انکا
مرید بن گیا تھا۔

بیسویں برس دیسات اور قصبات میں دعظ سناے رہے۔ چلیا کے جنگل میں ایک مشہور
ڈاکو انگولی کو اپنے لطف اور عنایت کے ذریعہ راہ حق کی طرف لائے اور اپنے حلقہ ارادت
میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔ اکیسویں برس سے پینتالیسویں برس تک گوتم بدھ کی
زندگی کے حالات پر وہ کتمان میں ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایک سال کے حالات
دوسرے سال کے حالات سے ملتے جلتے ہیں۔ لہذا تذکرہ نویوں نے ان سب حالات کو
احاطہ تحریر میں لانا پسند نہیں کیا۔

گوتم بدھ عورتوں کی بہت تکریم کرتے تھے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
مستورات نے اس مذہب کے لئے اپنے جان و مال کو وقف کر دیا۔ عورتوں میں سراوسوتی
کی رہنے والی ایک عورت بشاکا نے بہت شہرت حاصل کی۔ اس نے ایک سایہ دار کج گوتم
کے زاہدوں کو دیا اور رہائش کے لئے سراوستی کے قریب ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔

گوتم عام بازاری عورتوں اور کسبیوں کی دعوتیں بھی قبول کر لیتے تھے۔ امباہلی، کھل
وستو اور چند مقامات پر گوتم کسبیوں کے ہاں مدعو ہوئے اور حلقہ عوام میں بہت چرچہ ہوا
اور انہوں نے اس بات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ راج گڑھ میں ایک کسبی سری مستی
کی میت پر جا کر گوتم بدھ نے دعظ دیا اور مجھے میں حیرانی کی لہر دوڑا کر رکھ دی تھی۔

یہاں تک کہ بعد بوڑھ گانے والا کھو سا گیا تھا۔ پھر رکا اور سانس لیا۔ دوبارہ وہ
یوناف اور بیوسا پر گوتم بدھ کے حالات کا انکشاف کرتے ہوئے کہنے لگا گوتم بدھ کے دعظ
کرنے کا طریقہ بھی بڑا نرالا تھا۔ یہاں تمہارے سامنے اس کے دعظ اور نصیحتوں کی دو
مثالیں پیش کرتا ہوں۔

پہلی روایت کچھ یوں ہے کہ ایک لڑکی کہ ہم جس کا گسا گوتمی تھا اس کی شادی ایک
امیر آدمی کے اکلوتے بیٹے سے ہوئی تھی اس کے بھن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ ابھی بچہ

ہی تھا کہ موت نے اسے اپنے آہنی بیچوں میں لے لیا۔ وہ جوان عورت بچے کو سینے سے
لگائے ہر فقیر اور درویش کے گھر گئی۔ ان سے دعا مانگتی جس سے اس کا بچہ زندہ ہو جائے۔
ایک درویش نے کہا میرے پاس دعا تو نہیں ہے مگر میں تمہیں ایک درویش کا نام بتا
سکتا ہوں جس کے پاس اس کا علاج ہے۔ اس عورت نے اس کا نام پوچھا تو درویش نے کہا
اس کا نام گوتم بدھ ہے۔ اس کے پاس جا۔ وہ تیرے اس مردہ بچے کے لئے کوئی دعا ضرور
تجویز کرے گا۔ وہ عورت گوتم بدھ کے پاس گئی تو گوتم بدھ نے کہا کہ ہاں تمہارے اس
مرنے والے بچے کا علاج ہے۔

اس زمانے میں علاج کا طریقہ یہ تھا کہ جو بیمار ہوتا وہی طبیب کی مطلوبہ جڑی بوٹی لا
کر دیا کرتا تھا۔ وہ عورت جب گوتم بدھ کے سامنے آئی تو گوتم نے کہا کہ سرسوں کے دانے
ایسے گھر سے لاؤ جس کا کوئی آدمی نہ مرا ہو۔ عورت بیچاری گھر گھر جاتی اور سرسوں کے
دانے مانگتی اور پوچھتی کہ کیا اس گھر کا کوئی آدمی مرا تو نہیں ہر گھر سرسوں دینے کو تیار ہو
جاتا مگر یہ کہتا کہ اس گھر کے اتنے آدمی لقمہ اجل ہو چکے ہیں۔

جب اس عورت نے دیکھا کہ ہر انسان کی زندگی موت کے پنجے میں اسیر ہے تو اس
کے دل سے ظلمت کا پرہ چاک ہوا تو اس نے اپنے بچے کو جنگل میں دفن کیا اور گوتم کی
خدمت میں حاضر ہو گئی۔ گوتم نے پوچھا سرسوں کے دانے لائی ہو۔ عورت نے کہا۔ سواری
جی سرسوں کے دانے تو ملتے ہیں مگر کوئی گھر موت سے خالی نہیں۔ گوتم نے اپنے دعظ کا
آغاز کیا اور کہا کہ ہر چیز فانی ہے۔ اس عورت کے دل پر گوتم بدھ کے خیالات ایسے نصب
ہوئے کہ وہ ان کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو گئی۔

دوسری روایت کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ ایک متمول برہمن اپنے کھیت سے فصل
کاٹ کر اپنے گھر آ رہا تھا۔ گوتم بدھ اپنی جھولی لیکر اس کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ برہمن
جھنجھلا کر بولا اور کہنے لگا کہ میں محنت اور مشقت کر کے ختم ریزی کرتا ہوں ار محنت اور
مشقت سے اپنی روزی کماتا ہوں تو بھی اسی طرح اپنی روزی کماتا۔

گوتم نے جواب دیا میں بھی محنت مشقت اور ختم ریزی کرتا ہوں اور تیری طرح محنت
کرتا ہوں اور اپنا رزق حاصل کرتا ہوں۔ برہمن نے کہا تو اپنے آپ کو کاشکار کہتا ہے
لیکن تمہارے پاس کاشکاری کے لئے آلات اور سامان نہیں ہے اس پر بدھ نے جواب
دیتے ہوئے کہا

سنو ایمان میرا ختم ہے جسے میں پوتا ہوں اور نیک کاموں کی بارش اسے سرسبز اور
سوداگر میں ہے جسے میرے دل کے پرزے ہیں اور میرا دل اسے چھاتا ہے مذہبی

بیماری سے ذرا افاقہ ہوا تو وہ کشتی نگر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک قصبے کے پاس پہنچ کر چندہ زر گر نے جو پالی کا رہنے والا تھا گوتم کی دعوت کی۔ گوتم کھانا کھانے سے فارغ ہو کر وہاں سے پہلے۔ دریائے گر گشت کے کنارے پہنچ کر انہیں تھکان اور پیاس محسوس ہوئی۔ اپنے مرید آئند سے پانی منگوا کر اپنی پاس بھائی اور ندی میں غسل کیا اور دوبارہ کشتی نگر کی طرف چلے اور وہاں پہنچ کر موت کے آثار نظر آتے گئے تھے۔

مریدوں کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ گوتم نے چندہ نام کے زر گر اور سار کے یہاں کھانا کھایا ہے اسی وقت سے بیمار ہو گئے ہیں۔ جب یہ الفاظ گوتم بدھ نے سنے تو اپنے پیارے مرید آئند کو بلا کر کہا میری موت کے بعد چندہ سارے کے پاس جانا اور کہنا کہ گوتم کہتا تھا کہ اس کو کھانا کھلانے کا بدلہ اگلے جہاں میں ضرور ملے گا اور کہنا جن لوگوں نے کھانا کھلایا ہے ان میں سے دو غصوں پر اللہ کی رحمت اور زیادہ ہوگی۔ ایک سوچات نام کی لڑکی جس نے معرفت حقیقی حاصل ہونے سے قبل درخت دانش کے نیچے کھانا کھلایا دوسرا چندہ جس نے موت سے پہلے کھانا کھلایا ہے۔

پھر گوتم درختوں کے جھنڈ کے نیچے بیٹھ گئے۔ جمیزو تھنیں اور ان قواعد کے متعلق باتیں کرنا شروع کر دیں جن پر مریدوں کو چلنا ضروری تھا۔ جب آئند نے دیکھا کہ ان کا معلم ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو رہا ہے تو وہ مارے غم کے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ رد رو کر اپنی آتش غم بجھانے کی کوشش کرتا تھا۔ گوتم بدھ نے آئند کی اضطرابی کیفیت دیکھی تو کہا اے پاکباز مرید تم کو مجھ سے بہت قربت حاصل رہی ہے اور ہمیشہ میرے فلسفے پر ثابت قدم رہے ہو۔ اب بھی اسی فلسفے کی پیروی کرنا تم بھی دنیاوی خواہشات اور عہد جہالت سے رہائی حاصل کر لو گے۔ اس کے بعد گوتم اپنے دوسرے مضموم مریدوں کی طرف متوجہ ہوئے انہیں اللہ کی صفات سنائیں اور انہیں صابر رہنے کی تلقین کی۔

اب گوتم کی حالت خراب ہونے لگی اور مریدوں نے تیار داری میں اپنی محنت اور خلوص کے بیانے اذیل دیئے۔ تمام رات تیار داری میں گزار دی۔ نصف شب کے قریب ایک برہمن آیا۔ آئند نے گوتم کی حالت خراب دیکھ کر ملاقات کی اجازت نہ دی۔ گوتم کو علم ہوا تو برہمن فلاسفر کو بلایا برہمن فلاسفر نے گوتم سے سوالات کئے۔ گوتم نے اس کے تمام سوالات سنے اور اس کے جواب گوتم نے کہا

اب میرے پاس وقت کم ہے مباحث کا وقت نہیں ہے میں اپنا فلسفہ بیان کر دیتا ہوں اس کو غور سے سنو۔ وہ تمہاری ہدایت کا موجب بنے گا۔ گوتم نے کہا دیکھو برہمن حقیقی

قانون میرے بل کا دست ہے اور شوق اور سنجیدگی میرا پینا ہے۔ محنت اور سعی میرے نعل ہیں اس محنت مشقت سے مناظر کے پودے اکھاڑ پھینکتا ہوں اور پھر جو فصل پیدا ہوتی ہے وہ مردان کے امرت پھل ہیں جن کے کھانے سے تمام تکالیف اور مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ وہ برہمن گوتم کی اس گفتگو سے ایسا متاثر ہوا کہ ان کے حلقہ ارادت میں جا شامل ہوا تھا۔

یہاں تک کہ چکنے کے بعد بوڑھا گلنے والا چند لھوں کے لئے سانس لینے کو رکا اور پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ دیوت گوتم بدھ کا چچا زاد بھائی تھا اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ وہ گوتم بدھ سے آگے بڑھ سکتا ہے اور برتر درجہ پا سکتا ہے اس لئے اس نے گوتم بدھ سے اپنے زیر ہدایت ایک گروہ تشکیل کرنے کی اجازت چاہی اور یہ بھی تجویز پیش کی کہ اس گروہ میں شامل ہونے والوں پر ایسی قیود عائد کی جائیں کہ گوتم بدھ کے اختیار کردہ قواعد سے بھی زیادہ سخت ہوں۔

راج گڑھی کا بادشاہ اجات سترو اس دیوت کا معاون تھا۔ بہت سے درویش اس کے پیروکار تھے۔ گوتم بدھ نے اس تجویز کو منظور نہ کیا اور یہ بھی کہا کہ جو تیری قیود کا جواب اپنے گردن میں رکھنا پسند کرے اس کو اختیار ہے کہ وہ تمہارے گروہ میں شامل ہو جائے میرا کام تو لوگوں کو راہ نجات دکھانا ہے۔

دیوت نے گوتم سے علیحدگی اختیار کر کے ایک نیا گروہ بنا لیا اور دل میں ٹھان لیا کہ وہ گوتم اور اس کے گروہ کو برباد کر کے ہی دم لے گا۔ دیوت نے راج گڑھی کے بادشاہ اجات سترو کے ذریعے چند آدمی متعین کر کے گوتم بدھ کو کرواتے کے لئے تین دفعہ کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ دیوت تو مر گیا لیکن راج گڑھی کا بادشاہ اجات سترو گوتم بدھ کا جانی دشمن بن گیا اس نے سراستی پر جو بدھ مت کا صدر مقام تھا حملہ کر کے تباہی اور بربادی پھیل دی اس کے علاوہ کھل دستو پر بھی حملہ کیا اور وہاں بھی خوب قتل و غارتگری کا بازار گرم کیا۔

گوتم بدھ ان دنوں اپنی زندگی کے چالیسویں سال کا موسم برسات قلعہ کرگھر میں گزار کر شرامپالی کی طرف چلے گئے۔ (مہ پالی سے گوتم بدھ بھیلو گندھ پہنچ کر پینتالیسویں سال کی برسات گزار دی۔ اگلے سال سخت بیمار ہو گئے اور موت کے آثار نظر آنے لگے۔ درویشوں کو بلا کر کہا اے درویشوں آج سے تین ماہ بعد ہم اس فانی دنیا سے کوچ کر جائیں گے میری یہی نصیحت ہے کہ تم ثابت قدم رہنا اور اپنی خواہشات نفسانی پر ضبط رکھنا۔ جو شخص اس قانون اور تربیت کی پوری پابندی کرے گا وہ فلاح اور طہانیت قلب کو پا لے گا۔

صفائی کرتے اور چراغ روشن کرتے بعد ازاں اپنے سرگودہ کی تعیمات کی طرف رجوع کرتے۔ قلفہ گوتم پر ذکر و فکر کرتے۔ گھر گھر علم پھیلاتے اور انہیں قبی طہارت کی تلقین کرتے۔

دوسرے گروہ یعنی دنیا داروں کے تین کام تھے اول درویشوں سے علم سیکھنا، دوم فرائض خانہ داری کا ادا کرنا۔ سوم زاہدوں کی خورد و نوش کا بندوبست کرنا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گلے والا جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ میں تیرا بے حد شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے گوتم کی زندگی کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائے۔ اب یہ تو کہو کیا گوتم بدھ خدا، روح، فرشتوں، قیامت اور حیات بعد الموت کے متعلق کیا عقیدہ اور خیالات رکھتا تھا۔ اس پر وہ بوڑھا گلے والا بولا اور پھر کہنے لگا۔

میرے عزیزو بدھ کی تعلیم کا مرکزی نقطہ نردان کا حصول ہے۔ گوتم بدھ کے نزدیک ہر برائی کی جڑ خواہش نفسانی ہے۔ جب انسان خواہش نفسانی کی سرکش اونٹنی کو اطاعت الہی کی چھری سے ذبح کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کی صفات میں رنگین کر لیتا ہے تو اس وقت روح اللہ کی روح سے اتصال کر جاتی ہے۔ گوتم بدھ اسی حاست کا نام نردان رکھتا ہے۔

جہاں تک تمہارے سوال کا تعلق ہے تو اس کے متعلق میں کہوں کہ گوتم بدھ خدا، روح، حیات بعد الموت کے متعلق اچھا اور بہترین عقیدہ رکھتا تھا اور وہ ان سب چیزوں کو ماننے اور ان پر ایمان لانے کی تلقین کرتا تھا۔ اس کے لئے بھی تمہیں کچھ تفصیل کے ساتھ بتانا ہوں۔

خدا کے متعلق بدھ کا عقیدہ اس کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے جب گوتم بدھ کو درخت والش کے نیچے بدھ کا رتبہ ملا تو وہ پکار اٹھے اور اپنے رب کو مخاطب کر کے کہنے لگے :

”اے قلب خاکی کے بنانے والے جب تک میں نے تجھے نہیں پایا تھا مجھے بہت سی حیات و ممات میں گزرنا پڑتا تھا اور وہ حیرت انگیز حالتیں تھیں مگر اب میں نے تجھے دیکھ لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تو جسد خاکی کو پھر نہ بنائے گا۔ میں نے دولت نردان حاصل کی۔ تمام خواہشیں فنا ہو گئیں۔ ایک اور موقع پر گوتم بدھ نے کہا کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اس کی ہستی کا اقرار کرو۔ وہی اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔

نجات طہارت اور تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ برہمن کے جانے کے بعد گوتم نے آئندہ کو بد کر کہا کہ تم نے میرے بعد میرے مشن اور تعلیم کو لوگوں تک پہنچانا اور اسی تعلیم کو اپنا مرشد اور معلم بنا کر رکھنا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص چاند نانی کے لئے سزا تجویز کی جس نے بے ہودہ کلمات اپنی زبان سے نکالے تھے۔ یہ گوتم کا آخری کام تھا۔ اس کے بعد گوتم ایک یا دو گھنٹے بے ہوش رہے پھر مریدوں کو پاس بلایا اور کہا کہ اگر کسی امر میں شک و شبہ ہو تو دریافت کریں لیکن ہر ایک کی زبانیں مارے غم کے گنگ تھیں اور آنسوؤں کے دریا بہا رہے تھے۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اے درویشو یاد رکھو دنیا کی ہر اشیاء پر فنا آنے والی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ اپنے جذبات پر فتح پا کر حقیقی نجات حاصل کرو۔ یہ گوتم بدھ کے آخری الفاظ تھے۔ وہ انہیں الشافہ کے ساتھ 80 سال کی عمر میں 488 ق۔ م گورکھپور کے علاقے میں سالگرہ کے دن انتقال کر گئے تھے۔

گوتم بدھ نے مریدوں کو 2 گروہوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے ایک گروہ درویشوں کا تھا دوسرا گروہ دنیا داروں کا دونوں کو عمل کی تعلیم دی۔ درویشوں کے گروہ میں شامل ہونے کے لئے چند شرائط تھیں مثلاً ”وہ کسی متعدی مرض یا روگ میں مبتلا نہ ہو۔ نمبر 2 کسی کا غلام اور مقروض نہ ہو۔ 3 داخلے سے قبل داندین کی رضا مندی حاصل کر لی ہو۔ نمبر 4 گوتم کا مرید بننے سے قبل سر منڈانا پڑتا تھا اور گھیرے کپڑے پہن کر گوشہ نشینی اختیار کرنا ہوتی تھی۔ نمبر 5 شراب نوشی کی قطعاً ممانعت تھی۔ نمبر 6 حصول رزق کے لئے در و بھیک مانگنے کا طریقہ تھا کہ سائل دروازے پر جا کھڑا ہوتا تھا۔ لوگ جھولی میں ڈال دیتے ورنہ آگے چل جاتا۔ جب کھانے کے لئے کافی ہو جاتا تو اپنی قیام گاہ کی طرف چلا جاتا۔ نمبر 7 صبح صادق سے قبل اٹھ کر خانقاہ میں جھاڑو دینا ہوتی اور پھر ذکر الہی میں مصروف ہونا ہوتا تھا۔ نمبر 8 خانقاہوں میں رہنا اور سادہ زندگی بسر کرنا ہوتی تھی اس کے علاوہ ان درویشوں کے ذمہ تین کام تھے اول علم حاصل کرنا۔ دوم دنیا داروں کو تعلیم دینا۔ سوم نجات کے حصول کے لئے محنت کرنا۔

درویش صبح صادق سے قبل اٹھتے خانقاہ کو صاف کرتے اور پھر ذکر الہی سے طہارت قلب کرتے۔ تھوڑی دیر جھولی اٹھ کر اپنے سرگودہ کے ہمراہ بھیک مانگنے کے لئے چلے جاتے اور واپس آکر اس کے سامنے جھولی رکھ دیتے۔ پھر لکھنا پڑھنا شروع کر دیتے۔ اپنے استاد سے معرفت اور گیان کی باتیں دریافت کرتے۔ غروب آفتاب سے قبل دوبارہ خانقاہ کی

اس کے بعد وہ بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا بدھ مذہب اپنے ساوہ اور اخلاقی تعلیم کی وجہ سے ہندوستان میں بھی بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوا جس میں فقط ہندومت کا پورا غلبہ اور اثر تھا۔ اس مت کو قبول کرنے کے لئے ہر کس و ناکس کے لئے دروازہ کھلا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین سو سال قبل مسیح پورے شمالی ہندوستان پر یہ مذہب غالب آ گیا جس کے بعد 2 بدھی بادشاہوں اشوک اور کنشک نے جو 273 ق۔ م تا 333 ق۔ م گزرے ان کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔

اشوک نے اس کو سرکاری مذہب قرار دیا۔ اس کی اشاعت کے لئے باہر مبلغ بھیجے ستونوں اور کتبوں پر اس کی اشاعت کی پیشاد برہمن اور راہب اس مذہب میں داخل ہو گئے جن کو اس مذہب سے پوری واقفیت حاصل نہ تھی۔ اس وجہ سے بدھ مت میں بد اعتقادات پھیلنا شروع ہو گئیں۔ اشوک نے ان بد اعتقادیوں کو دور کرنے اور تعلیم کی صحیح کرنے کے لئے ایک کونسل کا بھی اہتمام کیا۔ اشوک کے بعد کنشک نے اس مذہب کو اور بھی ترقی دی اور اس نے بھکشوؤں کی ایک اور کونسل منعقد کرائی جس میں بدھ مت کتب لکھی گئیں۔ یوں بدھ مت سے بد اعتقادیوں کو کافی حد تک ختم کیا گیا۔

جہاں تک تبت میں بدھ مت کے پھیلنے کا تعلق ہے ابتدائی 100 سال میں تبت کے باشندے اس کی طرف راغب نہ ہوئے اس کی ایک وجہ تو ان کے قدیم روایات سے بڑی عقیدت تھی لیکن بعد میں تبت میں بدھ مت کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ تبت کے لوگ زندہ بتوں پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ سب سے بڑے پروہت کو لاما یعنی معلم اعلیٰ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہے کہ گوتم کی روح ان لاماؤں میں حلول کر گئی ہے اور وہ ان لاماؤں کے بھیس میں بار بار جنم لیتے ہیں۔

اسی وجہ سے لاماؤں کی پوجا کی جاتی ہے ان کو ارواح خبیثہ کے دور کرنے پر قادر تصور کیا جاتا ہے۔ وہ ان کو اپنے گھروں میں دعوت دیتے ہیں اور جادو منتر سے ان بد ارواحوں کو گھر سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لاما کے عہدہ تک پہنچنے کے لئے کئی عہدوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلا عہدہ امیدوار کا ہوتا ہے۔ دوسرا عہدہ نو آموز راہب کا ہے۔ تیسرا عہدہ کھل راہب کا۔ چوتھا عہدہ سند یافتہ راہب کا اور پانچواں عہدہ صدر راہب کا ہے۔ یہی لاما کہلاتا ہے۔ تبت میں لاماؤں کا اثر اور اقتدار زیروست ہے اور یہ خواہشات ہی قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔

چچن میں بدھ مت کی مقبولیت کے تین اسباب ہیں۔ پہلا سبب عقیدہ نروان، دوسرا سبب بارشاہ روٹی کا اس مذہب کو قبول کر لینا۔ تیسرا سبب بدھ کی چک کے وہ مقامی مذاہب

یہ سارے جملے اور الفاظ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ گوتم خدائے واحد کی تبلیغ کرتا رہا ہے۔ جہاں تک روح کے متعلق گوتم انسان کی رہنمائی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے جسم کے مثال جو کہ عناصر میں خلط ملت ہو جاتا ہے۔ اس مسمان کی سی ہے جو میزبان سے رخصت ہوتے وقت اس کے گھر کے تعلقات کو زمانہ گزشتہ کی بات سمجھ کر وہیں چھوڑ جاتا ہے لیکن آتما یعنی روح نہیں مرنی۔ بلکہ ایک اعلیٰ زندگی پاتا ہے۔ جس میں تمام رشتوں کی اصطلاحیں ختم ہو جاتی ہیں۔

گوتم بدھ کے یہ الفاظ اس کے روح کے متعلق عقیدہ رکھنے کو عیاں کر کے رکھتے ہیں۔ جہاں تک فرشتوں کے متعلق عقیدہ ہے تو گوتم فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اسی کی تعلیم دی۔ ایک صحیفہ میں لکھا ہے کہ ایک سوزی دیوتا جس کا چہرہ روشن اور لباس برف کی مانند سفید تھا ایک برہمن کی شکل میں گوتم کے پاس آیا اور اخلاقیات کے متعلق چند سوالات کئے جواب شانی پا کر سلام کیا اور غائب ہو گیا۔ اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ گوتم فرشتوں پر ایمان کافی رکھتے تھے۔

گوتم بدھ کے قیامت سے متعلق عقیدہ کے متعلق مشہور بدھ مت کے پیروکار بادشاہ اشوک کا ایک سنگی کتبہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اس سنگی کتبہ میں لکھا ہے۔

بادشاہ کے بیٹے پوتے اور پر پوتے بھی بادشاہ کے اس دھرم کو تا قیامت ترقی دیتے رہیں گے۔ میری اولاد اور جانشین اگر تا قیامت میری اتباع کریں تو قابل ستائش کام کریں گے لیکن جو اس فرض کا ایک جزو بھی ترک کر دے گا وہ فعل قبیح کا مرتکب ہو گا۔

حیات بعد الموت کے متعلق مشہور بادشاہ اشوک کا ایک سنگی کتبہ ہی ہماری رہنمائی کرتا ہے اس کتبے میں لکھا ہے۔

میں اپنی مساعی اور کام کی رفتار سے کبھی مطمئن نہیں رہتا کیونکہ میں ساری دنیا کی خبر گیری اور بھلائی اپنے لئے ایک مقدس فرض سمجھتا ہوں تاکہ میں کچھ لوگوں کے لئے اس کام میں خوشی کا باعث بن سکوں اور تاکہ لوگ دوسری دنیا میں بہشت حاصل کر سکیں۔

یہ سارے جملے اور کلمات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ گوتم بدھ خدا، روح، فرشتوں اور قیامت اور حیات بعد الموت کے متعلق عقیدہ اور ایمان رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بعد بوڑھا گانے والا خاموش ہوا تو یونانف پھر بولا اور کہنے لگا کہ میرے بزرگ جب تم بدھ میں اس قدر خوبیاں تھیں تو کیا اس کا دین لوگوں کے اندر مقبول ہوا۔ اس پر ہا گانے والا بولا اور کہنے لگا ہاں اس کا دین ہندوستان میں ہی نہیں۔ تبت اور چین میں مقبول ہوا اور تم دیکھتے ہو کہ میں خود بدھ مت کا پیروکار ہوں۔

کے ساتھ مفاہمت پیدا کر لیتا ہے۔

پہلے سبب کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل چین کا یہ عقیدہ تھا کہ مرنے والے اس فانی دنیا سے انتقال کر جانے کے بعد بھی اپنے غم زدہ پسند و ناپسند سے تعلق رکھتے ہیں اور اس وجہ سے وہ اس بات کے بہت خواہاں ہوتے ہیں کہ وہ یہ جانیں کہ مرنے کے بعد ان کے آباؤ اجداد پر کیا کیا گزری ہے۔ تاؤ ازم اور کنفیوش ازم موت کے بعد زندگی کے متعلق بالکل خاموش تھے جب اہل چین کو یہ علم ہوا کہ بدھ مت موت کے بعد کی زندگی کے حالات پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور نروان کی حصول کو بھی تعلیم دیتا ہے تو یہ باتیں اس مذہب کی اشاعت کا سبب بنیں۔ اہل چین نے تاؤ ازم اور کنفیوش ازم کو ماننے ہوئے اس مذہب کو قبول کر لیا۔

چین میں بدھ مت کے پھیلنے کا سبب کچھ اس طرح ہے کہ چین میں بدھ مت کی اشاعت کا سربراہ بادشاہ ووٹی کے سر پر ہے۔ جس نے اس مذہب کو قبول کیا اور راہبانہ زندگی اختیار کر کے اس کی تعلیم کا عملی ثبوت دیا۔ اس نے ہر قسم کی ذی روح چیز کے قتل کو "قانوناً" ممنوع قرار دیدیا حتیٰ کہ جسمانی سزا کو بھی اس نے موقوف کر دیا۔

چین میں بدھ مت پھیلنے کے تیسرے سبب کے متعلق کچھ یوں کہا جاتا ہے کہ بدھ مت جہاں بھی گیا وہاں کے مقامی مذاہب کے ساتھ اس نے مفاہمت کر لی۔ چین میں بھی مقامی مذاہب تاؤ ازم اور کنفیوش ازم نے بھی اس کے اثرات قبول کر لئے اور لوگوں نے تاؤ ازم اور کنفیوش ازم کو ماننے ہوئے بھی اس کو قبول کر لیا۔ چین نے تاؤ ازم اور کنفیوش ازم سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کی صورت بدل کر رہ گئی۔ چین بدھ مت کی خانقاہوں کے ساتھ ساتھ تاؤ ازم اور کنفیوش ازم کی خانقاہیں بھی تعمیر کی جانے لگی تھیں۔

اس کے علاوہ بدھ مت نیپال میں بھی پھیلنا شروع ہوا۔ بعض روایات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گوتم کو تم خود نیپال گئے۔ نیپال بدھ مت کا قدیم گہوارہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ نیپال (۱) کی قدیم خانقاہوں میں اس مذہب کی کتب دستیاب ہیں۔

(۱) نیپال کے علاوہ بدھ مت چین سے کوریا پہنچا۔ کئی سال کے اندر اندر یہ مذہب خوب پھیل گیا۔ کوریا کے لوگ جاپان گئے اور انہوں نے شاہ جاپان کو بدھ مت کی تبلیغ کی اور اس کو عقد کے بدل میں کچھ چیزیں بھی دیں۔ جاپان میں ابتدا میں شنتو مذہب نے بدھ مت کی بہت مخالفت کی۔ آخر میں ایک شہزادہ ایٹشوز کو بدھ مت سے ملنا ہوا اس نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ اس سے اس مذہب کی اشاعت کو تقویت پہنچی۔ شیو مذہب سے ملاہمت کرنے کے لئے خاص خاص دیوتاؤں کو بھی بدھ مت میں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ بدھ مت جاپان میں ۱۸۰۸ء تک سرکاری مذہب رہا۔ اس کے بعد یہ حیثیت شنتو مذہب کو حاصل ہو گئی تھی۔

مگھول بادشاہ گینا خن سے بھی بدھ مت کو قبول کر لیا اور اشاعت اور تبلیغ میں مددگار اور معاون ثابت ہو۔

چین میں بدھ مت کو مزید ترقی بہن خاندان کے بادشاہ ووٹی کے دور میں حاصل ہوئی جس نے ایک سو تیس ۱۲۳ سال قبل مسیح میں ہو کو پنگ کے زیر کمان ایک فوج تاتاری حملہ آوروں کو پسپا کرنے کے لئے ترکستان کے سرحدی علاقوں میں بھیجی۔ یہ فوج ترکستان کے علاقوں میں گھس گئی اور واپسی پر گوتم کا سونے کا مجسمہ بھی لے گئی اس طرح چین کے لوگ دوسری صدی قبل مسیح کے اواخر میں بدھ مت سے مزید روشناس ہوئے تھے۔

چین میں بدھ مت بڑی سست رفتاری سے پھیل اس کی وجوہات کچھ اس طرح تھیں کہ اول اہل چین خود ایک اعلیٰ تہذیب اور ثقافت کے مالک تھے وہ باہر کی کسی تہذیب اور مذہب کو قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔

دوئم اہل چین کے مذہب کے عناصر تباہ پرستی تھے وہ ایک ایسے مذہب کو کیسے قبول کر سکتے تھے جو راہبانہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہو۔

سوم جادو اور علم نجوم میں مہارت رکھنے والے تعلیم یافتہ طبقہ نے اس مذہب کی شدید مخالفت کی کیونکہ بدھ مذہب کو اس قسم کی باتوں سے دور کا بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اس نئے مذہب کی کامیابی کو اپنی عزت اور وقعت کے لئے خطرہ کا باعث تصور کرتے تھے۔ لہذا یہاں بدھ مت سست رفتاری سے پھیلا لیکن جب پھیلا تو پھر اس پاس کے سب لوگوں نے بدھ مت قبول کرنا شروع کر دیا تھا۔

یہاں تک کہ بدھ مت کے بعد بوڑھا گانے والا خاموش ہوا تو یونان پھر بولا اور اس سے کہنے لگا کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ ہندوستان، چین، نیپال، برما، تبت وغیرہ میں جہاں اس مذہب نے مقبولیت حاصل کی وہاں پہلے ہی بہت سے مذہب تھے اور ان پہلے سے موجود ادیان کی موجودگی میں بدھ مت کو کیسے اور کیونکر مقبولیت حاصل ہوئی اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور کہنے لگا۔

ان ملکوں اور ریاستوں میں بدھ مت کے مقبول ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں اول یہ کہ گوتم ایک شاہی خاندان کا فرد تھا۔ معاشرہ کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے وہ خود میدان عمل میں آیا۔ گدائی اختیار کی لوگوں کے دکھوں میں شریک ہوا ان کی ذہنی پستیوں کو دور کرنے کے لئے ہمت بندھائی۔ شاہی خاندان کا فرد ہونا پھر خود عام باعمل ہو کر لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف بلانا عوام میں مقبولیت کا سبب بن گیا تھا۔

دوئم یہ کہ گوتم بدھ نے جس وقت اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا اس وقت ترم ہندوستانی معاشرہ ذات پات کی لعنت کے نیچے رہا ہوا تھا۔ برہمن کو باوجود بد اعمالیوں کے مقدس وجود تصور کیا جاتا تھا۔ شہور باوجود نیک ہونے کے معاشرہ میں ایک دھتکارا ہوا فرد خاص کیا جاتا تھا۔

تھا وہ ہر قسم کے تلغ و ستم کا نشانہ بننا ہوا تھا۔ قانون میں اس کی کوئی دادرسی نہ تھی۔ اس کے علاوہ عورت کی بھی کوئی قدر و منزلت نہ تھی۔ لڑکی کی پیدائش بدھگونی خیال کی جاتی تھی اور لڑکے کو آسمانی نور سمجھا جاتا تھا۔ گوتم ہندوستان کے پہلے مذہبی راہنما ہیں جس نے ذات پات کی تقسیم کے خلاف اور عورت کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے آواز اٹھائی اور ایسے مذہب کی بنیاد ڈالی جس میں ہر ذات کا آدمی اور عورتیں شامل ہو سکتی ہیں اور ان کے برابر کے حقوق تھے اور یہ اعلان کیا کہ آدمی اپنے اعمال سے برہمن ہوتا ہے پیدائشی نہیں۔

حسب و نسب اور پیدائش میں برتری رکھنے سے کوئی برہمن نہیں ہوتا بلکہ برہمن وہ ہے جو راست کار ہو وہی مبارک اور سعادت مند ہے۔

سوئم یہ کہ ہندوستان میں مکتی حاصل کرنے کے لئے بے معنی تپسیوں اور سخت قسم کی ریاضتوں کا رواج تھا۔ ہندوستان کے جنگل بے شمار سادھوؤں سے اُسے پڑے تھے جو نردان حاصل کرنے کے لئے اپنے جسموں کو طرح طرح کی ایذاؤں پہنچاتے تھے۔ پہلے گوتم نے خود بھی ان ریاضتوں پر عمل کیا لیکن حقیقی نردان حاصل نہ کر سکا آخر کار نور قلب حاصل کرنے کے لئے ان بے معنی ریاضتوں کو ترک کیا اور ایسا راستہ اختیار کیا جس سے نفسانی خواہشات جو دکھوں اور مصیبتوں کا ذریعہ ہیں مٹ سکیں۔ یہ درمیانی راستہ تھا اس راستے پر چلنے سے نہ تو اس وقت کی مروجہ ریاضتوں میں گزرتا پڑتا تھا اور نہ اتنی سہولت اور تن آسانی تھی کہ آدمی کو اپنی خواہشات ختم کرنے کے لئے کسی قسم کی قربانی نہ کرنی پڑے۔

چہارم یہ کہ گوتم بدھ کی بعثت سے قبل تمام ہندوستان ظاہری رسومات اور ما بعد الطبیعیاتی نظریات کی موشگافیوں میں الجھا ہوا تھا۔ مقدس گنگا میں ایک اشان ترم گناہوں کے دھونے کے لئے کافی خیال کیا جاتا تھا۔ سینکڑوں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے ہر قدم بھگوان اور مکتی کو قریب لائے کا ذریعہ خیال کیا جاتا تھا۔

پنجم یہ کہ بدھ مت کی کامیابی کا ایک بڑا سبب اس وقت کے امراء اور راجاؤں کا اس مذہب کو قبول کر لینا ہے۔ تاریخ (۱) ہمیں بتاتی ہے کہ مذہب کی اشاعت اور ترویج میں سیاسی طاقت کو بھی بڑا عمل دخل شامل ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھے گانے والے نے تھوڑی دیر کو دم لیا۔ پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ بدھ مت جس قدر تیزی سے پھیلا اس قدر تیزی سے اس میں انتشار اور

(۱) دوسرے عہد میں جس وقت کلتھیں نے عیسائی مذہب قبول کیا اس وقت عیسائیت تمام ملک میں پھیل گئی تھی۔

تزل بھی رونما ہو گیا اس لئے کہ اس مت میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ ان فرقوں کے خاتمہ کے لئے گاہے بگاہے مجالس مقرر کی جاتی رہیں لیکن فرقوں کو ختم کرنے میں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ پہلی مجلس گوتم بدھ کی وفات کے فوراً بعد راج گڑھ کے مقام پر 500 راہنماؤں کی منعقد ہوئی تاکہ گوتم بدھ کی تعلیمات اور عقائد کو مرتب کیا جائے۔ اس میں سے 3 شاگرد مقرر کئے گئے تاکہ وہ گوتم بدھ کی تعلیمات ضبط تحریر میں لائیں لیکن اس سے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی اس لئے کہ گوتم بدھ کی وفات کے بعد اس کے پیرو اپنے ہادی کی تعلیمات کے بارے میں مختلف الجھیل ہو گئے روایت کے مطابق ان امور کو طے کرنے کے لئے پھر دوسری مجلس طلب کی گئی

دوسری مجلس گوتم بدھ کی وفات کے ایک سو سال بعد ڈیہائی کے مقام پر طلب کی گئی تاکہ بدھ کے مختلف فرقوں کے متضاد رسوم اور عقائد کو دور کیا جائے چنانچہ دس نکات طے کئے گئے لیکن راہنماؤں نے ان نکات کو ناجائز قرار دے دیا۔

اس کے بعد تیسری (۱) مجلس 224 قبل مسیح میں راجہ اشوک نے اپنے مرکزی شہر پٹلی پتر میں طلب کی تاکہ فرقہ وارانہ اختلافات کو دور کیا جاسکے اس مجلس میں فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے بہت سے فیصلے کئے گئے اس کے علاوہ کونسل کے اجلاس کے بعد بدھ مت کی اشاعت کے لئے تبلیغی کوششیں تیز تر ہو گئیں اور ہندوستان کے مختلف حصوں اور ہمسایہ ریاستوں میں مبلغ روانہ کئے گئے۔

لیکن ان کوششوں کے باوجود بدھ مت میں فرقہ پرستی کا خاتمہ نہ کیا جاسکا اس لئے کہ گوتم کی وفات کے بعد ہی اس مذہب میں شرک کی ابتداء ہو گئی تھی۔ جس نے ایسی جڑیں مضبوط کیں کہ اس کی وجہ سے فرقہ پرستی پیدا ہوئی اس کا خاتمہ نہ کیا جاسکا۔ گوتم بدھ کے انتقال کے بعد جب رسوم میت ادا کی جا چکی تو اس کے جسم کی ہڈیاں، دانت اور بال وغیرہ محفوظ کر لئے گئے۔ انہیں گنبد کے وضع کی عمارتوں میں رکھا گیا جنہیں اشوپ کہہ کر پکارا جانے لگا۔ ہندوستان میں ان کا نام استوپا لگا میں ڈگیا اور برما میں پگوڈا رکھا گیا۔

(۱) اس کے بعد پہلی صدی مسیحی کے اختتام پر راجہ کشکی کے عہد میں چوتھی مجلس منعقد ہوئی۔ راجہ کشکی نے مسیحی کی پہلی صدی کے اختتام پر کائل، قدحار، کشمیر کا حکمران تھا۔ اس مجلس کے انعقاد کا یہ مقصد تھا کہ بدھ مت کے اصولوں کے صحیح مطالب بیان کئے جائیں۔ کونسل کے مقام کے متعلق مختلف روایات ہیں ایک روایت کے مطابق فیروز پور میں اور دوسری کے مطابق کشمیر میں منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں متنازعہ فیہ مسائل پر کائل دوٹوک فیصلے دیئے گئے۔ اس میں تقریباً 500 علماء نے حصہ لیا۔ اس مباحثہ کو مانجے کے محکوم پر کندہ کرا کے ایک استوپہ میں دفن کر دیا گیا جو اس غرض کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔

یہ ساری باتیں کہنے کے بعد جب بوڑھا گانے والا خاموش ہو گیا تو یونانف نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا میرے مہربان بدھ مت کا جو تم نے جین مت کا ذکر کیا ہے اس سے اب میں واقف ہوں لیکن جو تو نے جین مت کا ذکر کر دیا ہے یہ کیا چیز ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔ کیا تم جین مت کے متعلق بھی مجھے کچھ تفصیل بتاؤ گے اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور کہنے لگا کیوں نہیں میں تمہیں اس کے متعلق بھی تفصیل بتاتا ہوں۔

○

سنو جین مت کی ابتداء کرنے والا ایک شخص وردھمان تھا۔ جو پٹنہ سے 27 میل شمال میں دیہاتی قصبے میں ایک کشتی گھرانے میں 540 ق۔ م کو پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام سروھانا تھا جو شردھا پور اور تیر سالہ قبیلے کا سردار تھا۔ اس کی والدہ ایک کشتی خاتون تھی جو دیہاتی اور گندھ کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ جینیوں کی روایت کے مطابق اس وردھمان نے ایک شہزادی ایشودا سے شادی کی۔ کچھ عرصہ متاہدہ زندگی بسر کی۔ جب 30 سال کی عمر میں قدم رکھا تو دنیا ترک کر دی اور پرسوناتھ کا (1) مسلک اختیار کیا۔ یہاں تک کہ 12 سال برہمنی کی حالت میں راہبانہ زندگی بسر کی۔

میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ پرسوناتھ کا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ پرسوناتھ ایک مصلح خیال کیا جاتا ہے۔ پرسوناتھ کے باپ کو بتارس کا راجہ بتایا جاتا ہے۔ ایک عرصے تک یہ شخص عیش اور منعمانہ زندگی بسر کرتا رہا اور اس کے بعد راہبانہ زندگی اختیار کی۔ چوراسی دن کے مراقبے کے بعد اسے روشنی کا حصول ہوا یعنی وہ نروان حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ماننے والوں کو عدم تشدد، صداقت اور چوری سے اجتناب اور رہبانیت کی تعلیم دینا شروع کر دی تھی۔

جین مت کا بانی جس کا نام وردھمان تھا اور جسے جین بھی کہہ پکارا جاتا ہے چھ سال تک ایک بھکشو گو سادہ کی معیت میں رہا لیکن گوسالہ نے اسے چھوڑ دیا۔ گوسالہ کے چھوڑنے کے بعد جین نے ریاضت شروع کی۔ ریاضت کے تیرہویں سال جین نے ایک غیر معروف بستی جو بھاکا گرام میں دریائے اجوپالکا کے کنارے آباد تھی۔ ڈیرہ لگایا اور بیالیس سال کی عمر میں اس کو وہ حقیقی معرفت اور گیان حاصل ہوا جس کا وہ متلاشی تھا۔

یہ گیان حاصل کرنے کے بعد جین نے تیس سال تک اپنے عقیدے کا پرچار کیا۔ اس سلسلے میں انکا دیہا اور گندھ کا سفر اختیار کیا اور گندھ کے مشہور حکمران عیسا اور اس کے لڑکے اجا استرو سے کئی ملاقاتیں کیں۔ آخر کار بہتر سال کی عمر میں جین نے جنوبی بہار کے ایک مقام پاوا کے مقام پر 486 ق۔ م میں وفات پائی۔

ایشیا میں لاکھوں استوپ ہیں جن میں گوتم بدھ کے بال اور ہڈیاں نہیں تھیں۔ اس لئے ان میں بدھ کی مقدس تحریک کی متاجاتیں رکھی جاتی ہیں۔ استوپوں کا طواف کیا جاتا ہے ان پر پھوس چڑھائے جاتے ہیں یہ گویا بدھ کے آثار جسم کی پوجا ہے۔ اس طرح کی خود ساختہ رسومات نے بدھ مت کے اندر اٹھارہ فرقوں کو جنم دیا۔

لنکا میں جو ڈگوبا بنائے جاتے ہیں ان میں ایک پتھر کا ڈبہ ہوتا ہے جس میں ہڈی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سونے کے پترے، انگوٹھیاں، مورتیاں، تسبیح کے دانے اور ناگ دیوتا کی مٹی کی بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی مورتیاں اور چراغ ہوتے ہیں یہ چیزیں گوتم ہی سے منسوب کی جاتی ہیں لہذا انہیں متبرک جان کر ان کی پوجا پاٹ کی جاتی ہیں یہی بدھ مت کے زوال کا باعث بن گئیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا مزید کچھ بولنا ہی چاہتا تھا کہ یونانف نے پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا اے میرے مہربان تو خود بھی بدھ مت سے تعلق رکھتا ہے بتا کیا اس وقت بدھ مت اپنے عروج پر ہے یا زوال پر۔ بوڑھا کہنے لگا۔ زوال پر ہے۔ یونانف نے پوچھا کیا تم اس کے زوال کے اسباب کہو گے۔ اس پر بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

دنیا میں کوئی مذہب یا تحریک اس وقت زندہ نہیں رہتی جب وہ اپنے بنیادی اصولوں کو برقرار نہیں رکھتی۔ بدھ مت کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ جس ملک میں بھی گیا وہاں کے رسم و روایات اس کا جزو لاینفک بنتے چلے گئے۔ ہندوستان میں برہمنی عقائد سے منافست کی اور پھر آہستہ آہستہ برہمنی عقائد بدھی عقائد پر غالب آ گئے اور بدھی فلسفہ بتدریج بدھم نظر آنے لگا۔ اس طرح تبت، چین، جاپان، نیپال، لنکا، براہ اور دیگر ممالک میں بدھ مت مقامی مذاہب کے عقائد سے مصالحت کے ساتھ پھیلا اور آخر کار بدھ مت مقامی مذاہب ہی میں ضم ہو کر رہ گیا۔ اس طرح یہ اس کے زوال اور تنزل کا سب سے بڑا سبب ہے۔

لیکن اس کے باوجود سنو میرے مہربانوں بدھ مت مختلف ملکوں میں بڑی تیزی سے پھیلا اور لوگوں نے اسے خوش آمدید کہا اور بہت سے لوگوں نے اسے قبول کیا بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ کروڑوں آدمیوں نے بدھ مت میں داخل ہو کر نئی زندگی کی ابتداء کی۔ ہندوستان میں بدھ مت کے رائج ہونے سے سب سے زیادہ نقصان ہندو مت اور جین مت کو ہوا۔

(1) موجودہ تحقیق کے مطابق دنیا میں بدھ مت کے ماننے والوں کی تعداد 15 کروڑ 10 لاکھ ستاروں ہزار ایک ہے۔

جب وہ بہت ہی لطیف اور تمام آلائشوں سے منزہ اور پاک ہو جاتی ہے تو بھیسوس بہشت میں پہنچ جاتی ہے۔ تب اسے نروان حاصل ہو جاتا ہے جین مت کے ماننے والے روح کو اب بھی مانتے ہیں۔ جو روح مکتی پا جاتی ہے وہ پیدائش اور موت کے چکر میں نہیں آتی۔ جین مت کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ ایک پریشور نہیں ہے۔ جتنے لوگ مکتی حاصل کر لیتے ہیں وہ پریشور بن جاتے ہیں۔

جینیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کائنات کا کوئی خالق نہیں وہ ایسے ہی پریشور کے وجود کے قائل نہیں جس کو قدیم اور خالق کہا جاسکے۔ وہ اپنے اعتراض کی بنیاد اس مفروضہ پر رکھتے ہیں کہ اگر خدا یعنی ایثور کو کائنات کا بنانے والا اور ارواح کے اعمال کا نتیجہ قرار دینے والا مانو گے تو ایسا خدا یعنی ایثور دنیا کا پابند ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ آزاد ہے۔ جین مت کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ کوئی خدا اور ایثور نہیں ہے بلکہ ارواح اعمال کے نتائج کو اس طرح بھگتی ہیں جس طرح وہ نشہ آور چیز پینے سے نشے میں آ جاتی ہیں۔ اہل کے عقیدہ اگر کوئی روح گناہ میں ملوث ہوتی ہے تو ذلت کی پستی میں چلی جاتی ہے اور اگر کوئی بظاہر ہو جاتی ہے تو وہ رفعت کی بلندیوں کو چھو لیتی ہے۔ بس یہی جین مت واپوں کا فلسفہ ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گائے والا جب خاموش ہو گیا تو یوسا نے فوراً یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ تو ہندو مت کے متعلق کچھ جانتے ہوں گے لیکن میں تو کچھ نہیں جانتی۔ اس شخص سے کہیں کہ ہمیں ہندو مت سے متعلق کچھ بتائیے۔ اس پر یوناف اس بوڑھے سے مخاطب ہو کے کہنے لگا۔ کیا تم اس کے بعد ہمیں ہندو مت سے متعلق کچھ بتائیے؟ کنفیو شس ازم اور شنو ازم کے متعلق نہیں بتاؤ گے۔ اس پر بوڑھا اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا اور کہنے لگا اب اس قدر حالات بنانے کے بعد میں تھک چکا ہوں۔ میں نے شط الفرات شہر کے باہر دریائے فرات کے کنارے ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے تم کل دونوں میاں بیوی مجھ سے ملاقات کرنا باقی حالات میں پھر کسی وقت تم سے کہہ دوں گا۔ یوناف اور یوسا اس بوڑھے کا جواب سن کر مطمئن ہو گئے پھر وہ بوڑھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سرائے کی طرف چلا گیا جس میں اس نے قیام کر رکھا تھا۔ یوناف اور یوسا بھی ان کے ساتھ ہی ہو لئے تھے اور انہوں نے بھی شط الفرات سے باہر دریائے فرات کے کنارے سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

○

دوسری طرف عدی بن نصر ملکہ الزباء کے محل سے نکل کر دریائے فرات کے کنارے

جین کی تعلیمات کا لب لباب یہ ہے کہ کسی ذی روح کو تکلیف نہ دی جائے۔ جس طرح انسان کا اپنا وجود محترم اور عزیز ہوتا ہے اسی طرح دوسروں کو بھی سمجھنا چاہیے۔ دوئم یہ کہ راستی کو اپنا شعار بنایا جائے اور دوسروں کے اموال کو ناجائز طور پر نہ حاصل کر لیا جائے۔ سوئم یہ کہ چوری سے اجتناب کیا جائے اور حلال روزی کمائی جائے۔ چہارم یہ کہ پاکدامنی کی زندگی بسر کی جائے اور بچم یہ کہ لذات یعنی حواس خمسہ سننے، دیکھنے، چمکنے پر عمل غلبہ اور فتح ہونی چاہے کیونکہ یہی حواس انسان کو مادی لذت کی وادی میں انسان کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

جینی عہد میں تشدد کی حدود بہت وسیع ہیں۔ اس کی رو سے کسی ذی روح کو ایذا نہ پہنچانے منع نہیں کیا گیا بلکہ غیر ذی روح کو بھی نقصان پہنچانے سے روکا گیا ہے۔ جین مت کسی مافوق الفطرت تخلیقی قوت کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک خدا انسان کی قوت میں مضمر استعدادوں، صلاحیتوں کی جلا، تکمیل اور اظہار کا دوسرا نام ہے۔ جین مت والے نظریہ روح کے بھی مخالف ہیں۔

جینیوں کے یہاں نروان حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے ہر قسم کی خواہشات اور آرزوئیں نکال دے کیونکہ خواہشات اور تمنائیں ہی مصائب اور گناہ کا باعث ہوتی ہیں۔ جب انسان کی خواہش پوری نہیں ہوتی تو وہ غم سے رو اٹھتا ہے جب خواہش ہی نہ ہوگی تو روح مسرت اور خوشی سے ہمکنار ہوگی اور یہ قلبی مسرت اور راحت ہی نروان ہے۔

چندر گپت موریہ کے عہد میں جین مت دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا تھا ایک فرقہ کا نام سوتیسامیر تھا جو سفید کپڑے پہنتے تھے اور دوسرے فرقے کا نام کبیر تھا جو بالکل برہمنہ رہتے تھے۔

جین مت میں ہندوؤں کی طرح آواگون اور مکتی میں اعتقاد رکھا جاتا ہے لیکن مکتی کے بارے میں ان کا عقیدہ ہندوؤں سے مختلف ہے ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق روحوں کی تعداد محدود ہے اللہ تعالیٰ نئی روح پیدا نہیں کر سکتا اس وجہ سے ہر روح کو اس کے گناہ کی وجہ سے آواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ وہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے۔

لیکن ان کا عقیدہ ہندوؤں کے عقیدے سے مختلف ہے۔ ان کے نظریے کی رو سے جب کوئی روح گناہ کرتی ہے تو جو جھل ہو کر شیچے کی طرف ڈوبنے لگتی ہے حتیٰ کہ وہ اس قدر جو جھل ہو جاتی ہے کہ ساتویں دوزخ میں جا گرتی ہے۔ جو روح مطہر ہو جاتی ہے وہ ہلکی ہو کر اوپر کو صعود کرتی ہے اور چھبیس ہشتوں میں سے کسی ایک میں قرار کرتی ہے۔

(۱) اسلامی دور حکومت کے زمانے میں ان کو سرپوشی پر مجبور کیا گیا تھا۔

برق رفتاری کے ساتھ دریا کے کنارے پڑنے والے جنگل کو عبور کرتا جا رہا تھا۔ جنگل کو عبور کرنے کے بعد وہ صحرا کے اس حصہ میں داخل ہوا جہاں ربیعہ کا خانہ بدوش قبیلہ فروکش تھا لیکن کھجوروں کے اس جھنڈ میں آکر عدی بن نصر حیران رہ گیا وہ جگہ سنسان اور ویران پڑی تھی جگہ جگہ راکھ بکھری ہوئی تھی ٹوٹے چولے اور خیموں کی ٹوٹی ہوئی بوسیدہ سے طنائیں اودھرا دھردکھائی دے رہی تھیں۔ عدی نے بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

تو کیا خانہ بدوش قبیلہ یہاں سے کوچ کر گیا کیا بوڑھے عوف نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے کیا اس حسین ربیعہ کی محبت ایک سراب اور ایک فریب تھا۔

عدی نے ایک بار پھر اپنے ذہن سے سوال کیا کہ کیا میں نے الزباء کے گل میں سوتے ہوئے اس خانہ بدوش قبیلے کے متعلق کوئی خواب دیکھا تھا کیا اس صحرا میں اس خانہ بدوش قبیلے کا کوئی وجود نہ تھا لیکن جلد ہی وہ سنبھل اور اپنے سر کو زور کا ایک جھٹکا دے کر اس نے ذہن میں جنم لینے والے ہر خیال اور جدشہ کو ٹھکرا کر دکھ دیا تھا۔

کیا وہ خانہ بدوش قبیلہ ایک حقیقت تھا اور اس کے سردار سے مقابلہ کر کے میں نے اسے قتل کیا تھا۔ پھر عدی گھوڑے سے اترا اور اس جگہ گھومنے لگا جہاں کبھی خانہ بدوشوں کے خیمے نصب تھے۔ اس نے دیکھا ان گنت اونٹوں کے پاؤں کے تازہ نشانات صحرا میں ایک طرف جا رہے تھے۔ شاید قبیلے نے صحرا کے اندر اسی طرف کوچ کیا تھا۔ عدی فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا وہ صحرا کی انتہائی بھول جھیلوں اور دسعتوں کی طرف جانے لگا اور اونٹوں کے پاؤں کے نشانات کے تعاقب میں بڑی تیزی سے وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔

پوری رات دم لئے اور قیام کئے بغیر وہ اس اندھے اور لاتمنا صحرا کے اندر سر کرتا رہا۔ اونٹوں کے نقش پا آگے ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کہیں بھی اپنے آگے اسے خانہ بدوش جاتے دکھائی نہ دیے تھے۔

عدی کا خیال تھا کہ کہیں نہ کہیں اسے ضرور کوئی نخلستان دکھائی دے گا جہاں وہ خانہ بدوش قبیلہ فروکش ہو گا لیکن یہ اس کی خوش فہمی تھی۔ دوسرے روز کافی دن چڑے تک اسے نخلستان تو ایک طرف ایسی جھاڑیاں تک دکھائی نہ دیں جو صرف اونٹ ہی کی خوراک ہو سکتی ہیں۔ اس کے پاس خوراک کا کوئی انتظام نہ تھا پانی کا شکاریہ خالی ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود ایک جذبہ کے تحت وہ بڑی ثابت قدمی سے سفر کرتا رہا۔

دوپہر کے قریب اچانک صحرا کے اندر سرد اور ٹھنڈی ہوئی تیز ہواؤں کے جھکڑ چل نکلے ریت کے بگولے صحرا کے اندر اڑتے ہوئے ہر چیز کو ڈھانپنے لگے تھے۔ قافلے کے وہ

نقش پا جن کا عدی تعاقب کر رہا تھا دمٹ گئے۔ تیز ہواؤں نے ٹیلوں کی ٹکست و ریخت کا ایک کھیل شروع کر کے ایک جگہ سے ٹیلے دوسرے جگہ کھڑے کرنے شروع کر دیے تھے۔

پاس کے باعث عدی کا حلق تپتے صحرا کی طرح خشک ہو گیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کے ہونٹ خشک ہو کر پھٹ جائیں گے اور وہ صحرا کے اس حصہ میں ریت تلے دب کر ابدی نیند سو جائے گا۔ ان مشکلات کے باوجود وہ آگے بڑھتا رہا لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ ایسی حالت میں وہ ریت کے طوفان میں زیادہ دیر تک سفر نہ کر سکے گا اس کے علاوہ اپنے اندازہ کے مطابق ایک سمت کی طرف سفر جاری رکھے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کے راہنما پاؤں کے نشانات طوفان نے مٹا دیئے تھے۔

ایک جگہ اس کے گھوڑے نے ریت کے ایک بہنے ہوئے چھوٹے سے ایک ٹیلے سے ٹھوکر کھائی اور ریت پر گر گیا۔ عدی جس نے اپنے گھوڑے کی بائیں اپنے بائیں بازو کے گرد لپیٹ رکھیں تھیں منہ کے بل ریت کے اس ٹیلے پر گر گیا۔ دوبارہ اسے اٹھنے کی ہمت نہ ہوئی اس پر غشی سی طاری ہو گئی تھی اور ریت بڑی تیزی سے اسے ڈھانپنے لگی تھی۔

عدی بن نصر کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا وہ دریائے فرات کے کنارے لیٹا ہوا تھا اور دو آدمی اس پر جھکے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک اس کی حلق میں پانی اندرل رہا تھا جبکہ دوسرا پریشان پریشان سا عدی بن نصر کی طرف پر امید نگاہوں سے دیکھے جا رہا تھا۔ عدی نے بڑے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اس لئے کہ وہ دونوں جوان اس کے اپنے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر عدی بن نصر نے کسی قدر نرم اور خوش کن آواز میں اپنے قبیلے کے ان دونوں جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم دونوں یہاں میری مدد کے لئے کیسے اور کس طرح پہنچ گئے۔ عدی بن نصر کے اس استفسار پر ان دونوں جوانوں میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نصر کے بیٹے تمہارا ماموں مرچکا ہے اور اب اس کی جگہ قبیلے نے تمہارے باپ کو اپنا سردار مقرر کیا ہے۔ تمہاری روانگی سے ایک روز بعد بنو ازد کے حکمران جذیمہ کے دو قاصد ہمارے قبیلے میں آئے تھے اور انہوں نے تمہیں طلب کیا تھا۔ جذیمہ کو کسی طرح یہ خبر ہو گئی تھی کہ تم ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو گئے ہو یہ بات شاید اسے ناگوار گزری تھی کیونکہ جذیمہ اور الزباء انہی دشمن ہیں اسی بنا پر جذیمہ نے شاید تمہیں اپنے ہاں طلب کیا ہے۔

اب بنو ازد کے حکمران جذیمہ نے ہمارے قبیلے کے نام پیغام بھیجا ہے کہ عدی بن نصر کو اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ ورنہ وہ بنو ایاد پر حملہ آور ہو گا۔ تمہارے باپ اور قبیلے

کے سردار نے ان قاصدوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا ہے کہ میرا بیٹا لوٹ آئے پھر تمہیں کوئی فیصلہ کن جواب دوں گا۔

سنو نصر کے بیٹے ہم دونوں تمہاری تلاش میں ملکہ الزباء کے پاس گئے تھے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ عدی اس کے ہاں سے مقابلہ جیت کر کوچ کر چکا ہے جب ہم اس کے شہر سے باہر نکلے تو ایک ہمدرد بوڑھے نے بڑی راز داری سے ہمیں کہا تھا کہ ملکہ الزباء کے جاسوسوں میں سے ایک اسکا قریبی رشتہ دار ہے اور اس نے اسے خبر دی تھی کہ تم ایک خانہ بدوش لڑکی سے محبت کرتے ہو۔ الزباء چونکہ خود تمہیں پسند کرتی ہے لہذا یہ بات اسے ناگوار گزری وہ بوڑھا کہہ رہا تھا کہ ملکہ الزباء نے اس خانہ بدوش لڑکی کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے قبیلے کو بڑی سختی سے صحرا کے اس حصے سے کوچ کر جانے کا اس نے حکم دیدیا تھا۔

اس بوڑھے نے مزید یہ بھی کہا تھا کہ عدی ضرور اس خانہ بدوش قبیلہ کا تعاقب کرے گا لہذا ہم دونوں بھی بڑی تیزی اور سرعت سے تمہارے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ تم ہمیں ریت پر بے ہوش پڑے ملے تھے۔ تمہارا باباں ہاتھ تمہارے گھوڑے کی باگ سے بندھا ہوا تھا اور گھوڑا تمہیں لئے ادھر ادھر پھرتا رہا تھا ورنہ تم اب تک ریت تلے دب کر ختم ہو چکے ہوتے اب سنبھلو ہمارے ساتھ قبیلے میں چلو۔ اس لئے کہ تمہارا باپ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔



ربیعہ کے مرنے کا سن کر عدی بچپارا کٹ کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر دشت عقوبت کی قبرانی خاموش ظلمت کے عکس ہیولوں، آندھی کی شدت میں زلزلہ انگیزی، سینہ محفوظ رازوں میں درد کی جھنجھکی جیسی کیفیت چھا گئی تھی۔ اس کی دہکتی سانسوں میں خیالوں کے خوفناک عفریت اور خون کی بارش میں جوش مارتے آگ کے بادلوں جیسی خوفناکی حلول کر گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کے خوبصورت راستوں پر عداوتوں کی آگ بھڑک اٹھی تھی اور موتیوں جیسی خواہشوں میں مجبوریوں کے سنگریزے برس پڑے تھے۔

چند لمحوں تک وہ کھویا سا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کچھ سوچا اس کے بعد اس کا چہرے غصہ سے سرخ ہو کر تپ اٹھا۔ جنوبی انداز میں وہ اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا اور زخم خوردہ درندہ کی طرح غراتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

میں الزباء سے ربیعہ کا انتقام ضرور لوں گا اس نے ربیعہ کو قتل نہیں کیا بلکہ عدی بن

نصر کے دل میں زہریلا خنجر گھونپ دیا ہے میں اس بنو قسطورا کی حکمران ملکہ الزباء پر کسی نہ کسی طرح قابو حاصل کر کے اسے سرکش اونٹ کی طرح باندھ کر ماموں گا اس کے ساتھ ہی عدی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا ہوا اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا اور اپنے قبیلے کے ان دو جوانوں کے ساتھ وہ واپسی کا رخ کر رہا تھا۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے عدی بن نصر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ صحرا میں بنو ایاد کی بستیوں کے جنوبی حصہ میں داخل ہوا۔ جنوبی حصہ میں چونکہ ٹیٹھے پانی کے کچھ کنوئیں اور چشے تھے جن کی وجہ سے جہاں تک نگاہ تک کام کرتی تھی صحرا کے اندر نخلستانوں کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جگہ جگہ انگور اور کھجوروں کا گھنا منظر دیتے ہوئے باغات تھے اور ٹیٹھے پانی کے چشموں اور کنوؤں کے قریب قریب گندم اور جو کی فصلیں بھی خوب پھیلی ہوئی تھیں۔

دوسرے دونوں ساتھی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ عدی اپنے ان دونوں ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر ایک سادہ سے مکان میں داخل ہوا۔ صحن کے اندر دھوپ میں اس کا بوڑھا باپ بنو عیار کا سردار نصر بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ قبیلہ کے کچھ اور سرکردہ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عدی کو دیکھتے ہی اس کا باپ نصر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے پھر وہ میرا بیٹا میرا بچہ پکارتا ہوں عدی کی طرف بڑھا۔ عدی نے بھی اپنے گھوڑے کی باگیں چھوڑ دیں اور اپنے بوڑھے باپ کی طرف بھاگا۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹا پوری قوت کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلیگر ہو رہے تھے جبکہ نصر اپنے بیٹے عدی کی پیشانی بار بار چوم کر اس سے اپنی محبت اور شفقت کا اظہار کر رہا تھا۔

پھر عدی اپنے باپ سے علیحدہ ہوا اور بھرائی ہوئی سی آواز میں اس نے پوچھا بابا میرے ماموں کو کیا ہوا اس کے بعد اس کے باپ نے د گلیہ سی آواز میں جواب دیا۔ کیا کہوں بیٹے اس کے مرنے کی کچھ سمجھ نہیں آئی نہ وہ بیمار ہوا نہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا۔ اچانک موت نے اسے آلیا۔ مرنے سے پہلے اس نے تمہیں بہت یاد کیا تھا۔ عدی بیچارے نے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا جزیعہ کے قاصد کہاں ہیں۔ اس پر نصر نے عدی کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا میں نے انہیں اس وعدے کے ساتھ واپس لوٹا دیا ہے کہ میرا بیٹا ملکہ الزباء کے پاس اس کے پہلوانوں سے مقابلہ کرنے گیا ہوا ہے جب وہ لوٹے گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اس پر عدی نے پریشانی میں اپنے باپ نصر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے باپ! کیا مجھے بنو ازد کے حکمران جزیعہ کے پاس جانا چاہیے اس پر عدی

کہتے ہیں تم تینوں جزیہ کے شہر میں بنو لم کے تاجروں کے بھیس میں داخل ہونا رات کی تاریکی میں معبد کے اندر جانا اور دونوں بت اٹھا کر لے آنا اسی طرح ہم جزیہ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

عدی پیچھے ہٹا اپنے گھوڑے کو اس نے کجور کے پتوں سے بنے ایک چھتر تلے باندھا پھر اس نے گھوڑے کی خریش سے نقدی کی دونوں تھیلیاں نکال کر اپنے باپ کو تھماتے ہوئے کہا۔ سنو میرے باپ یہ گیارہ ہزار سرخ دینار ہیں جو میں نے بنو قسطنطور کی حکمران الزباء کے پہلوان سے مقابلہ جیت کر حاصل کئے ہیں ان سے تم اپنے اپنے قبیلے کے لئے بنو عم سے بیٹھے پانی کے جھٹے خرید سکتے ہو اور ایسا کرنے سے ہمارا قبیلہ بھی دوسرے عرب قبائل کی طرح خوشحال ہو جائے گا اور ہم ان سے کہیں بہتر اور اچھی فصلیں اگا سکیں گے۔

بوڑھے نے نقدی کی دونوں تھیلیاں لے لیں اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔

ایراہیم کا رب تمہیں تمہارے ہر مقصد میں کامیاب اور کامران نکالے گا۔ اس کے بعد نصر نے نقدی کی دونوں تھیلیاں اپنے ایک چوبی صندوق میں رکھ دیں اور باہر آ کر عدی سے کہا میں کل تمہارے ساتھ اس سرکش اونٹ کے علاوہ جس پر تم دونوں بت لاد کر لاؤ گے تین اور اچھے صحت مند اور جفاکش اونٹوں کا بندوبست کرتے جاتا ہوں جن پر تم اور تمہارے دونوں ساتھی سوار ہو سکو گے تم اتنی دیر تک نہالو پھر کھانا کھاتے ہیں اس کے ساتھ ہی عدی کا باپ نصر اپنے مکان سے باہر نکل گیا۔ عدی بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکان سے نکلا اور نہانے کے لئے قبیلے کے جھٹے کی طرف چلا گیا تھا۔

○

دوسری طرف بنو قسطنطور کی ملکہ الزباء کو اس کے جاسوسوں نے خبر دی تھی کہ عدی خانہ بدوش قبیلے کی لڑکی سے محبت کرتا ہے جس کا نام ربیعہ ہے ملکہ الزباء چونکہ خود بھی عدی کو پسند کرتی تھی لہذا وہ اپنے راستے سے ربیعہ کی دیوار برداشت نہ کر سکی اس نے سپاہیوں کا ایک دستہ خانہ بدوش قبیلہ کی طرف یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ ربیعہ کو قتل کر دیا جائے اور خانہ بدوشوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ صحرا کے اس حصہ سے اپنا پڑاؤ ہٹالیں اور کبھی صحرا کے اس حصہ کا دوبارہ رخ نہ کریں بلکہ کسی ایسی سمت نکل جائیں جہاں عدی کبھی بھی انہیں تلاش نہ کر سکے۔

کا باپ نصر افسردہ ہو گیا کہنے لگا کوئی باپ اپنے بیٹے کو یوں اپنے آپ سے علیحدہ تو نہیں کرنا چاہتا۔ بنو ازد کا حکمران جزیہ تمہیں مجھ سے ایک طرح سے خریدنا چاہتا ہے لیکن میں اپنے بیٹے کو کیونکر بیچ سکتا ہوں۔ دیکھ میرے بیٹے میرے بچے میرے فرزند بنو ازد کے حکمران جزیہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے میرے ذہن میں ایک ترکیب اور تجویز ہے شاید اسے تم پسند کرو۔ عدی نے فوراً "جبتو اور حیرت کے سے انداز میں اپنے باپ سے پوچھا وہ کیسی ترکیب و تجویز ہے بابا۔

نصر کہنے لگا سن میرے فرزند جزیہ اور اس کے قبیلے والے دونوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان دونوں بتوں کو ایک الہ تسلیم کرتے ہیں اگر تم کسی طرح ان دونوں بتوں کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے آؤ تو ہم جزیہ کو کہلا بھیجیں گے کہ اگر جزیہ نے ہم پر حملہ کیا اور عدی کو ہم سے مانگا تو ہم دونوں بتوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے ایسی صورت میں جزیہ ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائے گا اور اپنے قبیلے کے دونوں بتوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ ہم سے تمہارا مقابلہ ہرگز نہیں کرے گا میرا خیال ہے کہ ہماری یہ ترکیب ضرور کامیاب رہے گی۔

سنو میرے بیٹے وہ دونوں بت جزیہ کے مرکزی شرفانیات کے مثالی حصہ میں ایک معبد کے اندر رکھے ہوئے ہیں اور وہ پتھر کے اتنے بڑے اور بھاری بت ہیں کہ کئی آدمی مل کر بھی انہیں اٹھ نہیں سکتے لیکن میں جانتا ہوں کہ تم طاقتور اور جنگلی گھوڑوں جیسا زور رکھتے ہو اگر تم کوشش کرو تو بنو ازد کے ان بتوں کو تم ان کے معبد سے نکال کر اور اونٹ پر لاد کر اپنے قبیلے میں لا سکتے ہو اس مقصد کے لئے تمہیں قبیلہ کا ایسا سرکش اونٹ مہیا کیا جائے گا جو ان دونوں بتوں کو لیکر بڑی آسانی سے ہمارے اور بنو ازد کے درمیان پڑنے والے صحرا کو عبور کر لے گا۔ سن میرے بیٹے میرے بچے کیا تم میری اس سوچ اس تدبیر سے اتفاق کرتے ہو۔ عدی خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو میرے باپ یہ ایک بہت اچھی اور کارآمد ترکیب ہے میرے باپ تم فکر نہ کرو مجھے امید ہے کہ میں کسی رات کی تاریکی میں بنو ازد کے وہ دونوں بت اس کے معبد سے نکال کر اور اونٹوں پر لادنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور پھر انہیں اپنے قبیلہ میں لے آؤں گا اور جب ان بتوں کو ہم یہاں لے آئیں گے تو پھر جزیہ سے ہم اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کرا سکیں گے۔ اس پر نصر نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر میرے بیٹے آج آرام کرو اور کل بنو ازد کی طرف روانہ ہو جانا تمہارے ساتھ قبیلہ کے دو ایسے جوان بھی کر دیئے جائیں گے جو تمہارے بعد قبیلہ کے طاقتور ترین جوان ہونے کا دعویٰ کر

الزباء کا وہ فوجی دستہ جب خانہ بدوش قبیلہ میں داخل ہوا اور ربیعہ کو قتل کرنا چاہا تو اس فوجی دستہ کا کماندار اس خانہ بدوش مغنی کا جاننے والا نکلا اس کی التجا پر ربیعہ بچاری قتل ہونے سے توجیح گئی تھی تاہم اس دستے کے کماندار نے اس مغنی کو سمجھا دیا تھا کہ وہ اپنے قبیلہ کو لیکر وہاں سے کوچ کر جائے اور پھر کبھی اس طرف کا رخ نہ کیا جائے اور یہ کہ ہر طرف یہ مشہور کر دیا جائے کہ ربیعہ قتل کر دی گئی ہے۔

اس کماندار نے مغنی کو یہ بھی مشورہ دیا کہ یہاں سے کوچ کر کے صحرا کے کسی ایسے دشوار گزار راستے سے ہو کر کہیں اور پڑاؤ کرے تاکہ الزباء کا اگر کوئی اور دستہ ان کی تلاش میں روانہ ہو تو وہ انہیں تلاش نہ کر سکے اس کماندار نے خانہ بدوش قبیلہ کے مغنی پر یہ بھی انکشاف کیا کہ بنو قنطورا کی ملکہ عدی سے عنقریب شادی کرنے والی ہے۔

یہ خبر ربیعہ پر بجلی بن کر گری تھی۔ اس کا دل نہیں مانتا تھا کہ عدی اس سے دھوکہ کرے گا تاہم اس نے صحرا میں پتے کسی اکیلے اور تنہا درخت کی طرح چپ بیچیدگی سادھ لی تھی۔ اس کی مسکراہٹیں مرجھائے ہوئے پھولوں کی مانند بکھر کر رہ گئی تھیں اور اس کے ہونٹ سل گئے تھے۔ صحرا کے اندر وہ جہاں بھی پڑاؤ کرتے اور مغنی جب متہورا بجاتا تو وہ خاموش کھڑی آنسو بہاتی رہتی اور اس ماحول کو دیکھتی رہتی اس کی نگاہوں اس کے دل اور اس کے ذہن کو عدی کا انتظار تھا اور اب اس کی التجا پر اور بوڑھے عوف کے کہنے پر قبیلہ اس دشوار گزار صحرا کا ایک لمبا چکر کاٹ کر یواید کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ربیعہ کو یقین تھا کہ عدی ضرور اپنے قبیلے میں چلا گیا ہو گا لہذا وہ اس کے قبیلے میں جا کر اس سے ملنا چاہتی تھی۔ اس طرح وہ خانہ بدوش قبیلہ سفید ریت کے اس اندھے صحرا میں قیوم و کوچ کرتا ہوا اور منزل پر منزل مارتا ہوا اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا تھا۔

○

سرائے میں قیام کے دوران یونان اور یوسا جب ہندوستان کے ان گانے والوں کے کمرے کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا کمرے کے دروازے پر قفل لگا تھا۔ دن میں کئی بار یونان اور یوسا اس کمرے کا طواف کرتے رہے۔ کمرہ مقفل ہی رہا۔ شام کے قریب جب وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے تو وہ بوڑھا گانے والا ان کے کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی یونان نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا پھر وہ اس سے کہنے لگا۔

میں اور میری بیوی یوسا دن میں کئی بار تمہارے کمرے کی طرف گئے لیکن جب بھی

ہم نے تمہارے کمرے کا جائزہ لیا وہ باہر سے مقفل ہی تھا۔ کیا تم لوگ کہیں گئے ہوئے تھے۔ اس پر وہ بوڑھا ایک نشست پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ دراصل ہم صبح سے لیکر تقریباً شام تک ملکہ الزباء کے محل میں رہتے ہیں۔ ہماری طرح دوسرے ملکوں سے آئے مغنی اور سازندوں نے بھی اس سرائے کے اندر قیام کر رکھا ہے اور سرائے میں جس قدر اخراجات ہم پر اٹھتے ہیں وہ سب ملکہ کی طرف سے برداشت کئے جاتے ہیں۔ سارے ملکوں سے آئے ہوئے مغنی اور سازندے صبح سے لیکر شام تک ملکہ کے محل میں موجود رہتے ہیں اور باری باری اپنے گیتوں اور اپنے سازوں سے ملکہ کو محظوظ کرتے رہتے ہیں۔ اب شام کے قریب وہاں سے ہماری جان چھوٹی ہے تو سرائے میں آئے ہیں اور میں سیدھا تم دونوں میاں بیوی کے کمرے کی طرف آیا ہوں اس لئے کہ میں نے آج باقی ماندہ حالات کہنے کا وعدہ کیا تھا۔

یونان اس بوڑھے گانے والے کی اس گفتگو پر بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا میرے بزرگ تیرا انتہائی شکریہ۔ دیکھو اگر تم اپنے لئے دشواری محسوس نہ کرو تو سب سے پہلے میں چینی مذاہب کے متعلق تم سے کچھ سنتا پسند کروں گا۔ اس پر بوڑھے گانے والے نے گد گد نکھار کر اپنا گلا صاف کیا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو میرے بچوں چین کی تاریخ تقریباً دو ہزار سات سو قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ قدیم گیتوں کی جو نامکمل کتابیں دستیاب ہوئی ہیں اور چین میں جوشیہ جنگ کہلاتی ہیں اور ایرانی تاریخ اسناد میں جو شوچنگ کے نام سے موسوم ہیں ان کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب کنفیوشس کے زیر اوارت مدون کی گئی ہیں اور دوسری روایات بھی انہی کتاب سے ملتی ہیں جو اس امر کی شاہد ہیں کہ قدیم چین میں توحید پرستی کا دور دورہ تھا اور وہ ایشور یعنی خدائے واحد اور قادر مطلق یا حاکم مطلق کے نام سے خداوند کو یاد کرتے تھے اسی ذات نے کائنات پیدا کی ہے اور وہ جزا اور سزا کے قائل تھے۔

کچھ عرصہ بعد مذہب اپنی خوبیاں کھو بیٹھا تھا۔ اس کی جگہ شرک نے لے لی اور عقل کی جگہ توہمات اور رسومات نے۔ ذات مطلق کے حضور قربانی خصوصاً بیلوں کی قربانی کا رواج ہوا۔ واقعات اور حادثات کی خبر پہاڑوں پر آگ جلا کر بھیجی جاتی تھی اور یہ بات ایمان میں شامل ہو گئی کہ آگ کا دھواں زمین کے پاسبان کی مصیبت اور مسرتوں کی روداد ذات باری تعالیٰ سے بیان کرتا ہے۔ طبی طاقتیں آندھی، رات، دریا اور زمین بھی لائق پرستش قرار دے دیئے گئے۔ اس طرح چینی مذہب کے اندر بہت سے شرک شامل کر لئے گئے تھے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا خاموش ہوا تو یونان کہنے لگا۔

میں بزرگ کا تم بھی یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ خدا واحد ہے اور لا شریک ہے اس پر

صورت اختیار کر گئے اور اس کتاب کا نام تاؤ کی چنگ رکھا گیا جس کے معنی بنتے ہیں خداوند کے سیدھے راستے کی کتاب۔ کتاب کے مرتب ہونے کے بعد لاؤزے کے ان فلسفیانہ خیالات کو تاؤ ازم کا نام دیا گیا۔

میں نے چین میں قیام کے دوران لاؤز کی کتاب تاؤ کی چنگ (۱) کا مطالعہ بغور کیا تھا اور اب بھی جو کچھ میں نے اس کے اندر پڑھا وہ مجھے یاد ہے جو کچھ پڑھا وہ تمہیں تفصیل کے ساتھ سنا ہوں۔

اب میں تم لوگوں کو تاؤ ازم کی تعلیمات سے متعلق کچھ روشنی ڈالتا ہوں میں یہاں یہ بتانا چلوں کہ چینی زبان میں تاؤ خدا اتفاقی عقل کل یا بے علت اعلیٰ کو کہتے ہیں۔ لاؤزے نے اپنی کتاب میں لفظ تاؤ خداوند قدوس کے لئے ہی استعمال کیا تھا۔ تاؤ یعنی خدا سے متعلق لاؤزے نے اپنی کتاب سے تمام کائنات کی عظمت اور شان و شوکت قائم ہے چاند اور سورج اپنے مدار پر اسی کی وجہ سے گھومتے ہیں۔ وہی ننھے ننھے کیڑوں کو زندگی بخشنے والا ہے۔ تاؤ کا جسم نہیں وہ ایک لطیف شے ہے۔ تمام اجسام اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اس کی اپنی کوئی آواز نہیں تمام آوازیں اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ تاؤ غیر متحرک ہے۔

تاؤ فلسفہ کے بانی لاؤزے نے خداوند کی صفات کو نہایت عمدگی سے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ تاؤ ہی آسمان کا سہارا دینے والا اور زمین کا بچانے والا ہے۔ اس کی ناکوئی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہا۔ اس کی بلندی تابی نہیں جاسکتی اور نابی اس کی مگرانی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تمام کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

وہ بے حد لطیف اور ہاریک ہے ہر شے میں اس طرح موجود ہے کہ جس طرح پانی دلدل میں ہوتا ہے۔ پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی پستی تاؤ ہی کے دم سے قائم ہے۔ جانوروں کا چلنا پرندوں کا اڑنا چاند اور سورج کی روشنی کی گردش سب اس کے فیض کے کرشمے ہیں۔

(۱) موجودہ دور میں یہ کتاب پانچ ہزار لفظوں پر مشتمل ہے اور اس کے انیس باب ہیں اور سب تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا مخرب اور تبدیل شدہ نسخہ ہے اور کچھ اسے سراسر ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں۔ اس امر کی صداقت کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نظریہ اتنا پختہ ہے۔ گزشتہ صدیوں کے فوگواشتوں اور اضافے کی محققانہ قبول کرتے ہوئے یہ مانا جائے گا کہ اس کتاب کا بہت سا حصہ مذکور ہے۔ اپنے اقوال پر جتنی ہے اور اب تو اس میں بہت اضافہ اور تفریق کی گئی ہے۔

بوڑھا گانے والا بولا یقیناً ہم بدھ مت کے پیروکار اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ مالک خدائے واحد ہے وہ قادر مطلق اور حاکم اعلیٰ ہے اور اس کائنات میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔ بوڑھے کا یہ جواب سن کر یونان بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا۔ میرے بزرگ تمہارے اس جواب نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب تم آگے کو کیا کہتے ہو۔ جواب میں پھر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

چینی مذاہب میں سے پہلے ہم تاؤ ازم کا ذکر کرتے ہیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح تک جب چین مذہبی اور سماجی لحاظ سے دیوالیہ ہو چکا تھا تو اس ظلمت اور گمراہی کے دور میں دو عظیم مذہبی راہنما ایک دوسرے کے بعد پیدا ہوئے ایک لاؤزے جو تاؤ مت کا بانی ہے اور دوسرا کنفیوشس پہلے ہم تاؤ ازم کا ذکر کرتے ہیں۔ تاؤ ازم کا بانی لاؤزے 604 قبل مسیح میں ٹشو کے صوبہ میں پیدا ہوئے۔ لاؤزے کے لفظی معنی ہیں بوڑھا فلسفی یا بوڑھا لڑکا۔ لاؤزے اسے اس بنا پر کہا جاتا تھا کہ اس کے بال پیدا ہوتے وقت بھی سفید تھے۔ اس لاؤزے کا اصل نام لی پے یانگ تھا جس کے معنی ہیر کے ہیں گویہ کنفیوشس سے پہلے پیدا ہوا لیکن کنفیوشس کا ہم عصر بھی تھا اس نے بڑی لمبی عمر پائی اور اگلی صدی کے اختتام تک زندہ رہا۔

اس کی پیدائش کے متعلق عجیب و غریب افسانے بنے ہوئے ہیں کہ وہ 81 سال تک ماں کے پیٹ میں رہا اور جب وہ پیدا ہوا تو اس کا سر سفید اور عقل پختہ تھی یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسے ایک کنواری نے جنم دیا اس کے بارے میں جو قلیل معلومات موجود ہیں ان کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔

افلاس اور غربت کی وجہ سے اس لاؤزے نے جو خاندان کی تاریخی دستاویزات کے محافظ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ جہاں اسے کتب کا مطالعہ کرنے کا خوب موقع مل گیا۔ جب اپنی تعلیمات کی اشاعت شروع کی لوگوں نے اسے لاؤزے یعنی بوڑھے فلسفی کا لقب دیا اور اسی لقب سے یہ مشہور ہو گیا۔

حاکمان ملک کی دعا بازیوں اور ان کے ظلم و ستم سے تالاں لاؤزے نے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا اور تنگ پو کی پہاڑیوں پر اس نے سکونت اختیار کرتے ہوئے گوشہ نشینی اور تنہائی گیری کی زندگی بسر کرنی شروع کر دی تھی۔ کوہستانی سلسلہ کے جس درہ کے قریب لاؤزے نے رہائش اختیار کی تھی اس درہ کے محافظ نے لاؤزے سے درخواست کی کہ وہ اپنی تعلیمات کے بنیادی اصول اسے لکھوا دیا کرے۔

اس طرح لاؤزے نے اپنے فلسفیانہ خیالات لکھوا دیئے تھے جو ایک کتابی شکل کی

لاؤزے کا خیال ہے کہ اصلاح سزا سے نہیں ہو سکتی اس کا یہ دعویٰ ہے کہ محبت اور نرمی سے بڑے بڑے گناہ گاروں اور سرکش انسانوں کو راہِ راست پر لایا جاسکتا ہے۔ لائوزے نیکی کرنے والے کو پانی سے تشبیہ دیتا ہے کہ بنی آدم میں سب سے اچھا پانی کی مانند ہے پانی ہر شے کو فائدہ دیتا ہے اور کسی سے مقابلہ نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ ایسی جگہوں میں جمع ہوتا ہے جو انتہائی حقیر سمجھی جاتی ہیں۔ لائوزے کے نزدیک سب سے بہترین وہ شخص ہے جو بنی آدم سے محبت کرے اور کسی سے نفرت نہ کرے۔

جذبات کے سلسلہ میں لائوزے سبلی جذبات اور خواہشات پر غلبہ پانے پر زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جو دوسروں پر غالب آجاتا ہے وہ قوی ہے اور جو خود بخود غائب آجاتا ہے وہ قوی تر ہے اور اس دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ انسان اپنی خواہشات کا غلام بن کر رہ جائے۔ لائوزے کہتا ہے کہ لالچ سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اور حرص سے بڑھ کر کوئی وبال نہیں ہے۔

سنو یوناف اور یوسا میرے عزیزو! لائوزے حیات بعد الموت کا قائل ہے۔ وہ دوسری زندگی کو خوشگوار تبدیلی قرار دیتا ہے۔ لائوزے کا کہنا ہے کہ موت ہر ذی حیات پر لازمی آئے گی اس وجہ سے اس سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ ایک موقع پر لائوزے اپنی کتاب میں کہتا ہے۔

موت اور زندگی میں وہی تعلق ہے جو جانے اور آنے میں ہے۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس دنیا سے کوچ کرنے کے معنی دوسری دنیا میں پیدا ہونے کے نہیں ہیں اور کیا انسان زندگی سے محبت کر کے ایک بہت بڑے فریب میں مبتلا نہیں ہے میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں مر جاؤں تو میری زندگی اس زندگی سے زیادہ خوشگوار ہوگی۔ جو پیدا ہونے سے پہلے تھی۔ افسوس کہ انسان موت کی ہولناکیوں سے تو واقف ہے لیکن اس کی راحتوں کو نہیں جانتا۔ انسانی زندگی کا تابناک پہلو بھی یہی ہے کہ ازل ہی سے موت تمام انسانوں کو نوشتہ تقدیر بنی ہوئی ہے۔ موت ٹیکوں کے لئے سکون اور بروں کے لئے پردہ ہے۔ موت گھر کی طرف واپسی کے مترادف ہے مردہ وہ ہیں جو اپنے گھروں کو جا پہنچے اور زندہ ابھی تک اس دنیا میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

حکمرانوں سے متعلق لائوزے اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بدترین حکومت وہ ہے جس میں فلاسفر حکمران ہوں کیونکہ فلاسفر اپنے علم کو بدی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ لائوزے نے شاید یہ نظریہ اور خیال اپنے دور کے برے فلاسفروں کو دیکھ کر پیش کیا تھا کیونکہ وہ اپنے علم کو لوگوں کی ہدایت کے بجائے بدی اور برائی کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ان کو دیکھ کر

ہمار کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نہیں وہی چلاتا ہے اور یرسات کی سہائی بارش وہی یرساتا ہے۔ پرندوں کے انڈے وہی لاتا ہے ان انڈوں سے بچے وہی نکالتا ہے۔ جب درختوں سے پتیاں نکلتی ہیں۔ انڈوں سے بچے نکلتے ہیں اور رحم سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب کام خود ہی ہو رہے ہیں کیونکہ کرنے والے کا ہاتھ ہم کو نظر نہیں آتا تاہم یہ سارے کام تاؤ ہی کے ہیں کہ تاؤ وحندلے سے سائے کی حیثیت رکھتا ہے۔

تاؤ کا جسم نہیں اس کے ذرائع غیر محدود اور پوشیدہ ہیں لیکن تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے والا وہی ہے۔ اس سے کبھی کوئی بیکار اور غیر محفوظ کام نہیں ہوا۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا کہتے کہتے پھر سانس لینے کو رکا۔ اس کے بعد پھر وہ یوناف اور یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

گو خداوند کی پہچان اور تاؤ کی معرفت کے سلسلے میں لائوزے کا تاؤ بہت مبہم ہے اور وہ فہم سے بالاتر ہے۔ اس کے متعلق وہ خود کہتا ہے کہ تاؤ کے متعلق معلومات حاصل کرنا یا اس کی معرفت تک پہنچنا مشکل کام ہے کیونکہ اس کا اصول قوت بازو پر منحصر ہے اور تاؤ ہی دوسروں کی مدد پر کیونکہ جو تاؤ کے متعلق بتلاتے ہیں وہ اس کی بابت کچھ نہیں جانتے ہیں کہ جو جانتے ہیں وہ اس کے متعلق گفتگو نہیں کرتے۔ تاؤ کے متعلق ہم سب یہ جانتے ہیں کہ وہ ہے اور اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جان سکتے۔ تاؤ تیکہ اس کے جاننے سے پہلے ہم سب کچھ جان نہ میں۔

جہاں تک تاؤ ازم میں اخلاقیات کا تعلق ہے تو اخلاقی تعلیم کا اہم پہلو جہاں تک عدم مداخلت کو قرار دیا گیا ہے۔ لائوزے کا قول ہے کہ اگر بنی آدم اس اصول کو اپنائیں تو جنگ و جدل، حرص و ہوس اپنی موت آپ مر جائیں گے اس نے انکساری اور محبت کا سبق دیا اور خود اوعائی اور بالا دستی کو برا اور مذموم قرار دیا۔

وہ کہتا ہے کہ اگر تم کسی سے جھگڑا نہیں کرو گے تو کوئی تم سے جھگڑا نہیں کرنے گا۔ اگر کوئی تکلیف بھی پہنچائے تو اس سے نیکی کرو۔ جو اچھے ہیں میں ان سے اچھا ہو اور جو برے ہیں میں ان سے بھی اچھا ہوں۔ لہذا سب کو اچھا ہونا چاہیے۔ جو مخلص اور راست باز ہیں میں بھی ان سے مخلص اور راست باز ہوں اور جو مجھ سے مخلص اور راست باز نہیں ہیں میں ان سے بھی مخلص اور راست باز ہوں۔ نرم و نازک ترین شے دنیا میں سخت ترین شے کو توڑ ڈالتی ہے۔ دنیا میں پانی سے زیادہ نرم شے نہیں لیکن سخت ترین چٹانوں کو پانی کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

یہ نظریہ پیش کیا کہ حکمران سیدھا سا وہاں ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی رعایا کو اپنے طرز عمل خود مرتب کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ جس سے لوگوں کی عقلی استعدادیں اور اخلاقی قوتیں اپنا عمل کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

لاؤزے فطرت سے لگاؤ کے متعلق بڑا زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جس طرح فطرت میں تمام چیزیں خاموشی سے اپنا کام کر رہی ہیں اسی طرح انسان کو بھی بغیر کسی حرص اور شہرت کا خیال کئے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔ اس سے سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ جہاں تک تاؤ ازم کا تعلق ہے اور لائوزے کے فلسفہ کا تعلق ہے تو یہ انسانی زندگی کے لئے ایک بہترین روشنی رہبری اور راہنمائی (۱) ہے۔

لاؤزے کے فلسفہ میں صرف لفظ تاؤ ہر قسم کی شرک اور بدی کی نفی کرتا ہے۔ یہ لفظ خداوند قدوس کی ذات کی عکاسی کرتا ہے لیکن لائوزے کے بعد تاؤ ازم کے پیروکار کئی دیوتاؤں اور ارواح کو ماننے لگ گئے۔ جبکہ یہ بات بلا خوف و تردید کہی جاسکتی ہے کہ لائوزے ایک اہل اور ابدی روحانی ہستی کا قائل تھا۔

لاؤزے اپنے فلسفہ میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ بہ دل و جان ایک ہی ہستی سے اپنے رہو۔ تو تاؤ تمہاری یاد سے محو نہیں ہو گا۔ اپنی تمام تر قوت اور توجہ حصول شرافت پر مرکوز رکھو۔ تو ہی تم نوزائیدہ بچہ کی طرح ہو سکو گے۔ اپنی بصیرت وجدان اور ضمیر کو پاک و صاف رکھ کر ہی تم کمال حاصل کر سکتے ہو۔ رعایا پر شفقت اور نظام امور سے حکومت کے قیام و دوام کی مشکلات پر غلبہ حاصل کر سکو گے۔

تاؤ مت کے ایسے پیغامات اور دوسرے فلسفہ کو پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لائوزے ایک سچے خدا پر ایمان رکھتا تھا اور اس کی رضا کے تابع کرنے میں ہی عظیم تر نیکی قرار دیتا تھا۔ وہ لوگوں کو خدا کی محبت اور عشق میں قائم رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو خدا کی محبت اور عشق میں قائم رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ تاؤ ازم کی اخلاقی تعلیم اخلاق کے ان اہم گہرا اصولوں پر حاوی ہے جو تمام الہامی مذاہب کی روح ہیں۔

(۱) لائوزے کے بعد اس کے پیش کردہ نظریات میں تبدیلی اور انقلاب لانے کی کوشش کی گئی تو ان کے لائوزے کے حکم کو کھٹکاتے ہوئے کوئی حیات جاودانی کا نسخہ تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرنے میں انہیں دایوبی ہوئی لیکن وہ اس کام میں ناکام رہے چنانچہ لائوزے کے پانچ سو سال کے بعد ایک شخص چنگ تاؤنگ نے یہ اعلان کیا کہ اس نے ایک ایسا شہرت تیار کر لیا ہے کہ جو شخص اس کو پالی لے گا وہ حیات جاودانی سے ہمکنار ہو کر رہ جائے گا۔ لوگ چنگ پیلے ہی حیات جاودانی کے لئے تیار ہو کر رہے تھے مگر اس شخص کی طرف لوگوں سے بڑا دھیرا دیا اور یہ شخص تاؤ کے پیروکاروں کا معبود بن گیا۔ اس طرح تاؤ مت میں شرک، بت پرستی اور تاہم پرستی سے جگہ حاصل کر لی گئی۔

امراء کے مظالم اور تشدد کے دور میں لائوزے نے نیکی سکون عدم مداخلت اور صلاح پر زور دیا ایک ایسے سماج میں جہاں خود غرضی لوٹ کھسوٹ اور لفسافہ کا دور دورہ تھا لائوزے نے بدی کا بدلائی سے چکانے کو فرض قرار دیا۔ تاہم لائوزے کے فلسفہ میں اب تبدیلی کر دی گئی ہے اور اسے ایک مکمل دین کی صورت سے ہٹا کر اس کے اندر کفر و البد اور تاہم پرستی شامل کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے تاؤ ازم کا مطالعہ کرنے والا یہ محسوس کرنا ہے کہ یہ نئی زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔

یہاں تک کہ کئے کے بعد گوتم بدھ کا وہ بوڑھا پیروکار اور گائے والا تھوڑی دیر دم لینے کے لئے پھر رکا۔ اس کے بعد وہ یونان اور یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تاؤ ازم کے بانی لائوزے کے حالات تھے۔ اب میں تمہیں چین کے دوسرے بڑے مذہب کے بانی کنفیوشس سے متعلق روشنی ڈالتا ہوں۔

میں پہلے یہ بتا چکا ہوں کہ چین کے دو مذہب تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم زیادہ مشہور ہیں لیکن کنفیوشس کے مذہب نے چین پر دیرپا اثرات چھوڑے ہیں ایسے انقلابی دور میں زندگی بسر کرتے ہوئے جبکہ امراء کی باہمی لڑائیاں زوروں پر تھیں۔ کنفیوشس نے سماجی یکجہتی اور توازن پر زور دیا سماجی ہم آہنگی کی اہمیت کی نشاندہی کی وہ اپنے ہم وطنوں کی نظر میں رہبر اعظم یا حکیم اکھماء کا درجہ رکھتا ہے۔

کنفیوشس بحیثیت فلاسفر چین کی ایک سلطنت لیو کے ایک قصبہ کو فو میں 550 سال قبل مسیح پیدا ہوا۔ بچے کی پیدائش کے وقت والدین اپنی عمر کی سترویں بہار دیکھ چکے تھے۔ جب کنفیوشس 3 سال کا ہوا تو باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس عہد کے سرور آورہ قبیلہ "کے" نے اس کی پرورش کی جب انیس سال کا ہوا تو اس نے شادی کر لی۔

چار سال بعد اپنی بیوی کو اس نے طلاق دیدی اس کے بعد کوئی شادی نہیں کی۔ سب سے پہلے کنفیوشس حکومت کے مال خانہ میں ملازم ہوا ایک سال کے اندر ہی اپنی عمدہ کارگزاری کی بنا پر ذراعت اور جانوروں کے چرواہوں کا گھرانہ مقرر کر دیا گیا۔

ملازمت کے دوران تاریخ، ادب، شاعری اور سیاست سے متعلق خوب مطالعہ کیا جب 27 سال کا ہوا تو اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور ملازمت سے استعفیٰ دے کر تعلیم و تدریس کا پیشہ اختیار کر لیا۔

وہ جلد ہی ہزاروں شاگردوں کا ہادی بن گیا اور اس کی تعلیم سترات کی طرح زبانی ہوا کرتی تھی اس کی تعلیم اور رشد و ہدایت کا اتنا چرچا ہو گیا کہ صوبہ لیو کے وزیر نے بستر مرگ پر اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ وہ کنفیوشس سے تعلیم حاصل کرے۔

کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائے کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اس کی تعلیمات، خدا، موت کے بعد کی زندگی اور دوسرے عوامل پر اس کے پیغام پر روشنی ڈالو۔ اس پر بوڑھا کہنے لگا۔ کیوں نہیں۔ پھر وہ کھٹکار کر گلا صاف کر کے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیز، چینی زبان کے دو الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور خداوند کی ہستی کے تصور کو ظاہر کرتے ہیں ایک تشکیلی جس کے معنی حاکم مطلق کے ہیں اور ایک لی یں یعنی آسمان۔ کنفیوشس نے اپنی تقریروں میں لی یں کے الفاظ کو اکثر استعمال کیا ہے۔ جو خدا کی پروردگاری اور لامحدودیت پر دلالت کرتا ہے۔

کنفیوشس کی تعلیم کے مطابق خدا ایسے قانون واضح اور نافذ کرتا ہے جن کے ذریعے کائنات وجود میں آئی ہے اور اپنے مقررہ وقت تک قائم رہے گی۔ وہ اپنی شریعت انسان پر عیاں کرتا ہے جن پر عمل کر کے انسان مقصد حیات اور حیات ابدی حاصل کر سکتے ہیں۔

کنفیوشس نے ایسے زمانے میں خدائے واحد کا نام سر بلند کیا جبکہ چین میں فطرتی مظاہر ارواح خبیثہ اور باپ دادا کی روحوں کی پرستش کا رواج تھا۔ اس زمانہ میں کنفیوشس نے کہا خدا ہی حقیقی پناہ گاہ ہے جس کی تلاش ہمیشہ سے جاری ہے جو خدا کو ناراض کرتا ہے اس کی نجات مشکل ہے۔ کنفیوشس خدا پر واضح ایمان اور توکل رکھتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر خدا چاہتا کہ یہ تمدن مٹ جائیں تو وہ ایک ذی نفس بھی اس روئے زمین پر نہ چھوڑتا جو اس تمدن کو قائم رکھ سکتے اور نہ کسی کو اس کی جانب توجہ کرنے کی توفیق دیتا کیونکہ خدا نے اسے مٹنے نہیں دیا لہذا کوئی انک کے باشندے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

کنفیوشس کے نزدیک تقویٰ اور راضی بہ رضا الہی ہونا ہی صراط مستقیم ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے چالیس سال کی عمر تک سب ذہنی الجھنوں پر غلبہ پالیا اور پچوس سال کی عمر میں مجھے خداوند کا عرفان حاصل ہوا۔ خدا نے مجھے قدیم دانائی بخشی لہذا اب مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ نور و ہدایت ہمیں خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں جن کے ذریعے ہم اپنا اور نسل آدم کا احیاء کر کے انسانی کمال تک پہنچ سکتے ہیں۔

یہ تو کنفیوشس کا خداوند قدوس کے متعلق نظریہ ہے۔ حیات کے بعد موت کے متعلق کنفیوشس نے کہا کہ اچھے بادشاہ اور نیکو کار جنہوں نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کئے ہوں گے مرنے کے بعد انہیں آسمان پر خدا کی قربت نصیب ہوگی۔ جو خاندان نیکی کرتا ہے وہ یقیناً بے انتہا خوشیاں جمع کرے گا جو گھرانہ برائیوں کے درپے ہوتا ہے اسے غیر محدود غم اور افسوس سے سابقہ پڑے گا

انسان دوستی سے متعلق بھی کنفیوشس کے بڑے اعلیٰ پائے کے خیالات ہیں۔

اس زمانہ میں جس سلطنت میں کنفیوشس رہ رہا تھا اس کے 3 مقتدر خاندانوں میں خاندان جنگی شروع ہو گئی۔ انجام کار وہ امیر جس کی ملازمت میں کنفیوشس تھا۔ شہر بدر کر دیا گیا۔ کنفیوشس اس کے ساتھ قریبی صوبہ تسی میں چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ واپس لیو میں آ گیا لیکن اسے مناسب ملازمت حاصل کرنے میں 15 سال لگ گئے۔ 51 سال کی عمر میں شہر چنگ لو کا قاضی بنا دیا گیا۔ نہایت ہی ایمانداری اور دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دیئے ایک مثالی نظامیہ اور عدلیہ قائم کرنے میں کامیابی اس کا حصہ تھی۔ ملک میں امن و امان کا پرچم لہرانے لگا۔ امراؤں کی بالادستی اور رشوت خوری کا بازار ماند پڑ گیا۔ جرائم اور بد اخلاقی ناپید ہو گئی۔ اپنی ملازمت کے دوران کنفیوشس انہی اصولوں پر کار بند رہا۔ جس کی تعلیم خود دیتا تھا۔ عدل و انصاف پر مبنی طرز عمل سے ان کے بدخواہ پیدا ہو گئے جو بڑی چالاکی اور عیوری سے اسے شکست دینے میں لگ گئے تھے۔

کنفیوشس کے حاسدوں نے آخر کار یہ کیا کہ سلطنت لیو کے حکمران کے دربار میں انہوں نے چند حسین و جمیل رقاصائیں پیش کیں۔ لیو کا حکمران ان رقاصوں کے ساتھ عیاشی میں ایسا کھو گیا کہ امور سلطنت سے قطعاً غافل ہو گیا اور ہمہ وقت ان رقاصہ لڑکیوں کی محفل میں مشغول رہنے لگا تھا۔ ان حالات میں کنفیوشس کا اسے سمجھانا اور تنبیہ کرنا ناگزیر عمل ہو گیا تھا۔ جب کنفیوشس نے ایسا کیا تو حاکم اور اس کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے کچھ عرصہ بعد اختلافات اس قدر بڑھ گئے کہ حاکم نے اسے تمام اختیارات سے محروم کر کے ملک بدر کر دیا تھا۔

497 قبل مسیح سے اس کی سرگردانی کا دور شروع ہوا اپنے چند شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ اس نے جگہ جگہ غریب الوطنی میں زندگی بسر کی۔ اکثر اسے اپنی جان کا خطرہ درپیش رہتا تھا۔ کسمپرسی اور مفلسی کے دن ختم ہونے میں نہ آتے تھے۔ یہاں تک کہ لیو کی سلطنت میں ایک انقلاب برپا ہوا پہلے عیاش امیر کو لوگوں نے تخت و تاج سے محروم کر دیا اور گائی نام کا ایک شخص سلطنت لیو کا حکمران بنا۔ اس نے 483 قبل مسیح میں کنفیوشس کو بڑے عزت و احترام کے ساتھ اپنے شہر میں بلایا اور کنفیوشس سے التماس کی کہ وہ لوگوں کی اصلاح اور تعلیم کا سلسلہ شروع کرے۔ اس طرح ایک بار پھر کنفیوشس نے سلطنت لیو میں لوگوں کی اصلاح کا کام شروع کیا اور 478 قبل مسیح کنفیوشس نے یہی کام کرتے ہوئے وفات پائی۔

بدھ مت کا وہ بوڑھا پیروکار جب تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا تو یونان اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ تمہاری بڑی مہربانی کہ تم نے مجھے کنفیوشس کی زندگی

کنفیوشس انسان کو ہر چیز کا معیار سکھاتا ہے اس کا قول ہے سچائی کی عظمت انسان سے ہے نہ کہ انسان کی عظمت سچائی سے۔ وہ ایمان رکھتا ہے کہ انسان طبعاً نیک ہے اور وہ نیکی کے لئے رغبت رکھتا ہے۔ اگر حکمران اور اعلیٰ طبقے اس کے سامنے اچھی مثال قائم کریں۔ پیدائشی اور موروثی گناہ کے مابعد از طبعی نظام سے اس کا کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ وہ نیکی اور انسان کا دوست ہیں۔ کنفیوشس خوب جانتا ہے کہ انسان بغیر کسی الزام کے بوجھ کے کافی دکھی ہے اور ہمیشہ تمام ان خطرات اور بد کردار قربانداروں سے دوچار رہا ہے وہ ہمیشہ انسانوں کا مددگار رہا ہے اور پزیرانہ صلاحیتوں پر اعتماد رکھتا ہے۔

کنفیوشس انسانوں کو دو طبقوں میں تقسیم کرتا ہے ایک کو وہ انسان اعلیٰ اور دوسرے کو پست انسان کہتا ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ انسان اعلیٰ اپنی روح کو عزیز رکھتا ہے اور انسان اپنی دوست اور جائیداد کو۔ انسان اعلیٰ کو یاد رہتا ہے کہ کس طرح اور کب کوتاہیوں کی سزا ملی لیکن پست آدمی صرف یہ یاد رکھتا ہے کہ اسے کیا کیا انعام اور بدلے میں ملے۔ انسان اعلیٰ کو تاہی کا الزام اپنے ذمے لیتا ہے اور کم تر آدمی دوسروں کے سر تھوپتا ہے۔ انسان اعلیٰ با عظمت باوقار اور نیک ہے اور مغرور نہیں ہوتا۔ پست آدمی مغرور ہوتا ہے اور ہر عصمت اور وقار سے خالی ہوتا ہے۔ انسان اعلیٰ دوسروں کی رائے کے بارے میں فراخ دلی سے کام لیتا ہے لیکن مکمل طور پر ان سے متفق نہیں ہوتا۔ پست آدمی دوسروں سے متعلق ہوتا ہے لیکن ان سے کشادہ دلی نہیں بلکہ بغل سے کام لیتا ہے۔ انسان اعلیٰ کا ارادہ پختہ ہوتا ہے لیکن جھگڑالو نہیں۔ وہ دوسروں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھتا ہے مگر دھڑے بندی سے انگ ریتا ہے۔

انسان اعلیٰ کے کردار کی علامت نئی نوع انسان سے ہمدردی اور شفقت ہے دوسروں کی نیکی۔ قابیلیتوں سے اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ خود ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب وہ اپنے سے کمتر انسان کو دیکھتا ہے تو اپنے اوپر نظر ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہ دوسروں میں جو برائیاں نظر آتی ہیں وہ کہیں مجھ میں تو نہیں۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ اعلیٰ انسان وہ ہے جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرتا ہے۔

اس کی آنکھیں صفائی سے دیکھیں۔

اس کے چہرے سے نشان مرو الفت نمایاں ہو

اس کا رویہ باعزت ہو۔ گفتگو میں خلوص ہو

معاملات میں ہوشیاری ہو

دل میں شک ہو تو دوسروں سے سوال کرے

جب اس کو غصہ آئے وہ خیال کرے کہ غصے کا نتیجہ کیا ہو گا

اور اس کے لئے کیا مشکلات پیدا ہوں گی

جب وہ نفع حاصل کرنے کا خیال کرے تو سب سے پہلے حق اور نیکی کا خیال کرے۔

یعنی نفع اس طرح حاصل کیا جائے کہ حق اور نیکی کا پہلو قائم رہے۔

کنفیوشس نے اخلاقیات پر بہت زور دیا ہے وہ کہتا ہے سارے اعمال کا دار و مدار خلوص نیت پر ہے اور بلند کردار آدمی کی یہ نشانی ہے کہ اس کے قول اور عمل میں مطابقت ہونی چاہئے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ اصلاح اخلاق کے علم و تربیت کو ضروری قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی دولت علم ہے اور علم کے لئے غور لازمی ہے۔ بغیر غور و خوض کے علم ایک سعی لاماصل ہے۔

کنفیوشس باہمی محبت اور ہمدردی پر بھی بہت زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کی ابتدا سب سے پہلے اپنے خاندان میں ہی ہونا چاہئے۔ پھر اس کی حدیں پھیلتے پھیلتے عام معاشرے کو اپنے اندر لے لیں۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ بد نظمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حاکم اپنے مرتبے کے وعدے نبھانے میں قاصر ہو۔ اور رعایا بھی اپنے مقام سے دور ہو چکی ہو۔ باپ اپنے مقام اور مرتبے سے غافل ہو اور بیٹا اپنے فرائض سے منہ موڑ چکا ہو۔ وہ کہتا ہے کسی معاشرے میں بنیادی انقلاب اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک کہ ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کا خیال نہ کرے۔

ایک بار ایک شخص نے کنفیوشس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا کیا کوئی ایک لفظ ایسا ہے جو زندگی کے لئے بنیادی اصول کا کام دے سکے۔ کنفیوشس نے جواب دیا ہاں۔ باہمی مراعات۔ یعنی دوسروں کے لئے وہ سلوک نہ کرو جو تم دوسروں سے اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ کنفیوشس حکمرانوں کے لئے عمدہ قسم کے اصول مرتب کرتا ہے۔ اور وہ اپنے اصول میں کہتا ہے کہ بادشاہ خود اپنے عمل سے رعایا کے لئے اچھی مثال قائم کرے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ حکومت بغیر عوام الناس کی حمایت کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اس وجہ سے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ عوام الناس کا اعتماد کریں۔ اعتماد محبت ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے اور محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حکمران طبقہ عوام الناس کی بھائی اور بہنو کے کام کرے۔

تیسرے اصول میں کنفیوشس کہتا ہے کہ حکمران طبقہ اور رعایا اپنے فرائض خلوص سے سرانجام دیں۔ چوتھا اصول یوں کہتا ہے حکمران علم و عقل کو اپنے مشیر بنائیں۔ پانچویں اصول میں کنفیوشس کہتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہئے جس سے وہ خود

یہاں تک کہ کہنے کے بعد بوڑھا بدھ مت کا پیروکار خاموش ہو گیا اس پر یونان بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیا تم بتا سکو گے کہ چین میں کنفیوشس ازم کی مقبولیت کا کیا راز تھا۔ جواب میں وہ بوڑھا گالنے والا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

چین میں کنفیوشس ازم کی مقبولیت کے کئی سبب ہیں۔ اول یہ کہ کنفیوشس نے پرانی اور قدیم روایات کے خلاف کوئی بات نہیں کی بلکہ اپنے پیروؤں کے اچھے خیالات اور اقوال کو زندہ کیا اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ دوم یہ کہ کنفیوشس نے معاشرتی امور کے اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دی۔ اور معاشرے کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا۔ یعنی بادشاہ اور رعایا۔ باپ اور بیٹا۔ بڑا بھائی اور چھوٹا بھائی۔ میاں بیوی اور دوست۔ کنفیوشس کی دور رس نگاہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ہر طبقہ اپنے فرائض خلوص سے سرانجام نہیں دیتا اس وجہ سے معاشرے میں جدال اور فساد ہے۔ اور پھر ہر طبقے کو اپنے حقوق اور فرائض خلوص سے سرانجام دینے کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ اس کی مقبولیت کی وجہ کچھ یوں ہے کہ کنفیوشس نے مابعد طبعیاتی خیالات پر بہت کم گفتگو کی ہے اس نے اس رنگ میں گفتگو کی جسے عوام آسانی سے سمجھ سکیں۔ چوتھی بات کچھ یوں کہ کنفیوشس نے اپنی تعلیم کو نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں عام کیا۔

پانچویں بات یوں کہ کنفیوشس نے اخلاقی تعلیم پر بہت زور دیا۔ خاص طور پر ان امور کے متعلق جن کا تعلق روزمرہ زندگی سے تھا۔ لوگوں میں باہمی تعاون ہمدردی محبت وغیرہ۔ اس تعلیم کا اثر انفرادی زندگی ہی پر نہیں پڑا۔ بلکہ اجتماعی زندگی پر بھی پڑا ملک کی اقتصادی سیاسی معاشرتی زندگی میں ایک سیلاب اور ایک انقلاب برپا ہو گیا۔

اور اس کی مقبولیت کی چھٹی وجہ یہ کہی جاسکتی ہے کہ کنفیوشس کا ذاتی کردار بہت بلند تھا۔ جو وہ کہتا تھا اس کا عملی نمونہ وہ پیش کرتا تھا۔ وہ مختلف عہدوں پر فائز رہا اور لوگوں کی خدمت کی جس کی وجہ سے اسے شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی۔

بہت سی کتب ہیں جن سے انسان کنفیوشس کے نیکی اور سچائی پر مبنی اقوال کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ کنفیوشس کی سب سے اہم کتاب لن ی ہے اس کو سب سے زیادہ اہم اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے مطالعے سے اس کی تعلیمات کا سمجھنا آسان ہے۔ یہ کتاب کنفیوشس کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو کہ چند شاگردوں نے اس کی وفات کے بعد تالیف کیا۔ اس میں زندگی کے ہر پہلو کو عام کمائیوں اور عمدہ تنقیدوں میں بیان کیا ہے۔

ایک اور کتاب بھی کنفیوشس کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس کا نام علم اعظم ہے۔

اپنے لئے پسند نہ کریں۔ اور چھٹے اصول میں وہ حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ عدل پر دیا نثار اور ایماندار آدمی کو مقرر کیا جانا چاہئے۔

پھر کنفیوشس مزید کہتا ہے کہ انسانی فلاح اور بہتری کے لئے سب سے پہلے انسان کو اشیاء کی مابینیت کی تحقیقات میں مصروف رہنا چاہئے۔ جب اشیاء کی مابینیت معلوم ہو جاتی ہے تو علم مکمل ہو جاتا ہے اور جب علم مکمل ہو جاتا ہے تو ان کا خیالات میں خلوص پیدا ہوتا ہے۔ خیالات سے بڑھ کر دل میں بھی خلوص آ جاتا ہے اور دل میں خلوص آتا ہے تو دل درست ہو جاتا ہے پھر خود انسان بھی درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ درست ہو جاتا ہے تو اس کا خاندان درست ہو جاتا ہے اور جب خاندان میں درستگی آ جاتی ہے تو اس کی وجہ سے ریاست درست ہو جاتی ہے۔ اور جب ریاست درست ہو جاتی ہے تو پھر ساری سلطنت درست ہو کر رہ جاتی ہے۔

سنو میرے ساتھیو۔ کنفیوشس کے وفات کے فوراً بعد اس کے نظریات چین کے لوگوں میں بڑے مقبول ہوئے اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا شروع ہو گئے اور پھر آہستہ آہستہ اس کی ہر دھڑکی اور اثر میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ اس کا نام چینی ثقافت کا نام ہی ہو گیا۔ اس کی شخصیت اور تعلیم کی مہر چینی زندگی کے ہر پہلو پر نمایاں نظر آنے لگی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کنفیوشس کو کامل اور اعظم کا خطاب دیا۔ پھر چینی حکمرانوں نے اس کے لئے قربانی دینے کا بھی حکم دے دیا تھا۔

پھر مزید یہ ہوا کہ چین کے ہر اسکول میں اس کے نام سے ایک مندر تعمیر کیا جانے لگا اور مندر (1) کا نام چین میں کوانگ یعنی قدیم استاد یا دانائے کامل کے نام سے سرفراز کیا گیا۔ یہ لقب آج تک اس کے نام کا حصہ ہے۔

(1) کنفیوشس کے تقریباً اڑھائی سو سال کے بعد سی شی ہوانگ کی نام کے ایک بادشاہ نے چین پر قبضہ کر کے منسوبہ مانڈے اور بہت سی ریاستوں پر قبضہ بھالیا اور شہنشاہ کا لقب اختیار کیا اس نے اہل چین کے دلوں سے رتا کے قدیم بادشاہ اور قابل احترام ہستیوں کا احترام مٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ آخر جب اس مسئلے میں اس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اسے اصلاح دی کہ جب تک لوگوں کے دلوں میں سے کنفیوشس کو نہ نکالا جائے اس وقت تک اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنے وزیروں کا یہ مشورہ سننے کے بعد اس نے کنفیوشس ازم کی تمام کتب کو جلا دینے کا حکم دیا۔ اس وقت ان کتب کی تعداد اس قدر زیادہ ہو چکی تھی کہ یہ تین ماہ تک جلتی رہیں تاہم کچھ اولیٰ چند کتب کو محفوظ کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے ان کتب کے حفاظ کو دیواروں میں چن دیا۔ جب میں بادشاہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے بہت خوشی منائی اور ان کتب کو نکال کر از سر نو اشاعت کا اہتمام کیا اس طرح ایک بار پھر کنفیوشس اہل چین کا محبوب بن گیا تھا۔

یہ کتاب بھی انتہائی دور آمیز اور سبق آموز ہے۔ اور اس کے اندر بھی انسانیت کی فلاح کا عمدہ پیغام ہے۔ ایک اور کتاب جس کا نام تعلیم آدمی ہے یہ کتاب کنفیوشس کے پوتے کنسز کے نام سے منسوب ہے اس کے علاوہ پانچ اور کتابیں بھی کنفیوشس ازم میں ہیں جن کا خوب مطالعہ کیا جاتا ہے اور کنفیوشس کے ماننے والوں کا ایمان ہے کہ یہ ساری کتب قدیم ہیں اور کنفیوشس کی ادارت میں لکھی اور ترتیب دی گئیں تھیں۔ اس میں پہلے کتاب شیوجن ہے جو ایک تاریخی کتاب ہے۔ دوسری کتب شی چنگ ہے یہ گیتوں کی کتاب ہے اس میں تین سو پانچ نظمیں ہیں۔ تیسری کتاب یی چی ہے یہ رسموں کی کتاب ہے۔ جس میں ان سب رسوم کا ذکر ہے جو مذہبی اور غیر مذہبی تہواروں پر ضروری ہیں۔ چوتھی کتاب کا نام لی چنگ ہے یہ ایک طرح کے انقلابی افکار کی کتاب ہے۔ پانچویں کتاب کا نام جن چنگ ہے اسے خزاں اور بہار کی تعریف بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ زیادہ تر صوبہ لیو کے اندر رونما ہونے والے حالات اور واقعات کی تاریخ شمار کی جاتی ہے۔ یہ کتابیں کنفیوشس ازم کی بہترین عکاسی کرتی ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے بوڑھا بدھ پرست چند لمحوں کو رکا پھر وہ یونان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ جو کچھ کنفیوشس ازم کے متعلق میں جانتا تھا وہ تم دونوں میاں بیوی سے میں بیان کر چکا۔ اب میں تم سے جاپانی مذہب شیٹوازم کا ذکر کرتا ہوں۔ اس پر یونان سے پہلے ہی یوسابولی اور بوڑھے گوتم بدھ کے پیروکار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میرے بزرگ تم نے جو ہندوستان اور چین کے مذاہب کے متعلق تفصیل سے روشنی ڈالی ہے تو اس سے تو نے ہمارے علم میں بڑا اضافہ کیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جاپانی مذہب شیٹوازم سے متعلق کچھ بتانے کے بعد آپ ہمیں ہندومت سے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالیں گے۔ اس پر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے لگا ہندومت سے متعلق میں تمہیں بڑی تفصیل کے ساتھ بتا سکتا ہوں اس لئے کہ بدھ مت قبول کرنے سے پہلے میں ہندومت کا ہی قائل اور پیروکار تھا۔ سو میرے دونوں اجنبی مہمانوں اب میں تمہیں جاپانی مصلح شیٹو اور اس کے مذہب شیٹوازم سے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔

(1) کنفیوشس ازم 600 ق۔ م کی سماجی اور قومی زندگی کے سانچے میں ڈھلا ہوا ایک قسم کا اسلام بھی ہے بنیادی اصول تقریباً کنفیوشس ازم کے اسلام سے ملے ملتے ہیں ان کی ظاہری شکل اور رسمیں مختلف ہیں اسلام کنفیوشس ازم کی تعلیمات انسان دوستی انسانی فطرت کا مکتبہ ہے میرا ہونا اور ارشائے انسان اور انسانی ہمدردی کی دعوت اور افراد تفریق کی بے نیابت کرنے کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اسلام وہ مکمل دین ہے جس میں یہ تعلیم اعلیٰ رنگ میں دی گئی ہے۔ علاوہ انہیں اسلام کنفیوشس ازم کے بعد کے فساد اور نگار سے مظاہر پرستی، بزرگ پرستی اور قریاں اور علم غیب کے حاصل کرنے کی غریبوں کی تردید بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کنفیوشس ازم سے زیادہ واضح اور عقلی رنگ میں خداوند کی ہستی اور آخرت کے تصور کو پیش کرتا ہے۔ دوسری طرف کنفیوشس ازم میں ماں، باپ، طبیعتی مسائل پر روشنی نہیں ڈالی گئی جبکہ اسلام نے ان مسائل کو اس رنگ میں حل کیا ہے کہ ان کا بھتہ آسمان ہوتا ہے۔

شیٹو چینی زبان کے دو لفظوں شن اور ٹو سے مرکب ہے جس کا مطلب ہے خدا کے طور طریقے یا دیوتاؤں کے ڈھنگ اور اطوار۔ شیٹو ازم جاپانی قوم کا مذہب ہے اور اسی قوم اور ملک تک محدود ہے ہندومت کی طرح اس کا کوئی ایک بانی نہیں۔ اس کا آغاز زمانہ قبل از تاریخ سے ہوا ہے یہ دونوں مذہب خاص قوموں کی فطرت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اور سماج اور ثقافت کا ہی ایک حصہ نہیں۔ ان کے دروازے دوسروں پر تقریباً بند ہیں۔

زمانہ قبل از تاریخ میں جاپان پر جو قبیلہ حکمران تھا وہ سورج کی دیوی کی حیثیت سے پرستش کرتا تھا جس کے گرد ہزار اور دیوی۔ دیوتا بھی تھے۔ ان کے علاوہ اسلاف کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔ اسی مظاہر اور اسلاف پرستی میں آگے چل کر اس نے مذہب کی شکل اختیار کر لی اب جاپان میں یہ قومی تمدن حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

شیٹو ازم کثرت پرستی کا مذہب ہے اس کا کثرت پرستی کا خاصہ اس کے دیوتاؤں کی تعداد سے ہو سکتا ہے۔ کبھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسی (80) کروڑ دیوتا ہیں کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد آٹھ سو کروڑ تک جا پہنچتی ہے۔

اہل جاپان مظاہر پرستی پر بہت زور دیتے ہیں جن کا سب سے بڑا محبوب سورج ہے ان کے خیال میں سورج ایک دیوی ہے جس کا نام امانا راسو رکھا گیا ہے۔ امانا راسو کو وہ کائنات کی قوت کا درجہ نہیں دیتے کہ اس کی حیثیت محض ایک دیوی کی سی ہے۔

اس کو ماننے والے سمندر، پہاڑ، درخت، دریا، حیوانات، کھیتوں، پرندوں وغیرہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جاپانی مذہب میں اسلاف پرستی کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ اسلاف پرستی کا آغاز مردوں کے خوف و ہراس سے ہوا وہ مردوں کو محترم جان کر پرستش نہیں کرتے تھے نہ ہی ان کے دل میں اس بات کا احترام تھا کہ یہ ان کے خاندان کے افراد ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ان کی پرستش محض ان کے شر سے بچنے کے لئے ہوا کرتی تھی۔ جاپانی لاشوں کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کی لاش سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس مکان میں کسی کی وفات ہوتی ہے تو اس کے عزیز اقارب مکان چھوڑ کر کسی دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جاپان میں بادشاہوں نے سورج دیوی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا یہ دعویٰ سب سے پہلے جی۔ خو۔ ٹی۔ حویادشاہ نے کیا۔ اہل جاپان کے نزدیک اس طرح یہ سورج دیوی تمام مردوں کی آقا ہے اسی طرح بادشاہ بھی تمام جاپانیوں کا آقا۔ مخدوم اور سردار ہے۔

بادشاہ کی اس عزت اور توقیر کی وجہ سے شاہی محل مذہب کا مرکز بن گیا اور جاپان میں

مذہب اور سیاست لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے۔ بادشاہ کی ذات۔ مذہب اور سیاست کا مرکز بن گئی۔ سورج دیوی کی اولاد ہونے کی حیثیت سے بادشاہ آہستہ آہستہ خدائی (۱) درجے پر فائز ہو گئے۔

اس بادشاہ پرستی کی وجہ سے آج تک شیوہ مذہب کے پیروکار اپنے بادشاہ کی خیر و سلامتی کے لئے دعا مانگتے ہیں اپنے سب سے دعا میں مانگتے اور شہنشاہ خود روزانہ اپنی رعایا کی خیر و سلامتی کے لئے دعا کرتا ہے۔ شہنشاہ کی محبت قوم کے دل میں سب سے بڑھ کر ہے۔ شہنشاہ خود اس قوم سے خبرگیری اس کے سپرد ہے اس کا خیال رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ شہنشاہ اور قوم کا یہ تعلق ایسا ہے جس کو جاپان کا ہر مستفس بخوبی سمجھے ہوئے ہے۔

جاپانی کہتے ہیں کہ بادشاہ ہماری ضروریات پر توجہ کرتا ہے اور ہماری تکلیفوں کو محسوس کرتا ہے اب اس کے بعد کیا چیز باقی رہ جاتی ہے۔ جس کو ہم بلا واسطہ کامی سے مانگیں۔ شیوہ مذہب شہنشاہ پرست ہے۔ کامی کی رضا شہنشاہ کی رضا ہے یہی وہ احساس ہے جو ایک جاپانی کی لوح دل پر نقش ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا بدھ پرست جب خاموش ہوا تو یونانف بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ میرے بزرگ تو نے اپنی اس گفتگو میں کئی بار ایک لفظ کامی استعمال کیا ہے کیا تو بتا سکے گا کہ غلط کامی سے تیرا کیا مطلب اور مراد ہے۔ اس پر اس بوڑھے بدھ پرست کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

لفظ کامی اولاً "زمین اور آسمان کے متعدد دیوی اور دیوتاؤں کے لئے استعمال ہوا کرتا تھا۔ جن کا جاپان کے اندر قدیم تذکروں میں ذکر آتا ہے۔ اس طرح ان دیوتاؤں کی ارواح کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا رہا جو ان معبودوں میں رچے ہیں جہاں ان کی پوجا ہوتی ہے۔ یہ لفظ نہ صرف انسانوں۔ چرند پرند نباتات دریا پہاڑ اور ہر قسم کی دوسری اشیاء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جن سے خوف کرنا اور ان کی عزت کرنا اس لئے لازمی ہے کہ ان کو غیر معمولی اور اہم اختیارات حاصل ہیں۔ جن کا صرف نیکی اچھائی یا فائدہ رسانی میں اعلیٰ ہونا ضروری نہیں۔ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے بری اور ناپسندیدہ اشیاء بھی کامی کہلاتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کا خوف عام ہو۔ کامی کی قسم میں جو انسان داخل ہیں انھیں جاپان کے شہنشاہ بھی داخل ہیں لہذا انھیں کامی ہی کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔

(۱) اس عقیدے سے جاپانی سیاست کو احکام شہنشاہ ایک خاندان خدائی ہر سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک برسرِ قدر رہا۔ جاپانی بادشاہت کا بانی ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی حکومت کا آغاز 660 قبل مسیح میں ہو چکا اور اس کے بعد میں ہوشیارو ہیرو ہینو اس خاندان کا ایک سو چوبیسویں بادشاہ تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھ پرست چند لمحوں خاموش رہا دوبارہ بول اور کہنے لگا۔ میرے عزیزو اس کائنات کی تخلیق کے متعلق بھی شیوازم اور جاپانیوں کا عجیب و غریب نظریہ ہے۔ تخلیق کائنات کے متعلق ان کا یہ نظریہ ہے کہ آسمان کے تیرتے ہوئے پل پر ایک جوڑا رہا کرتا تھا اس جوڑے میں سے نر کا نام ازدگی اور مادہ کا نام ازدنامی تھا۔ وہ جوڑا زمین کے ایک جزیرے پر اترا اور وہاں انھوں نے ایک مکان بنایا جس میں ایک بڑا ستون تھا۔ جب وہ ستون تیار ہو گیا تو دونوں نے اس ستون کے گرد گھومتا شروع کیا۔ جب دونوں ستون کے گرد چکر لگانے کے بعد ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو پہلے مادہ بولی وہ شاید نر سے کچھ کہتا چاہتی تھی۔

کہتے ہیں کہ مادہ کے پہلے بولنے کی وجہ سے نر کو غصہ آگیا کیونکہ شاید وہ خود پہلے بولنا چاہتا تھا۔ لہذا دونوں نے پھر ستون کے گرد گھومتا شروع کیا جب پھر وہ ایک دوسرے کے سامنے چکر مکمل کرنے کے بعد آئے تو اس بار پہلے نر بولا اور اس نے مادہ کی خوبصورتی کا اظہار کیا۔ مادہ کی خوبصورتی کا اظہار کرنے کے بعد مادہ نے اپنی اس تعریف اور توصیف کو بے حد پسند کیا اس کے ساتھ ہی ساتھ نر سے متعلق بھی اس کے دل میں پسندیدگی کے جذبات پیدا ہوئے اور ان ہی جذبات کے تحت ان دونوں میں میاں بیوی کے تعلقات پیدا ہو گئے۔

اس کے بعد جاپانی روایات کہتی ہیں کہ اس تعلق کے نتیجے میں جاپان کے مختلف اور بہت سے دیوی دیوتا پیدا ہوئے۔ اس جوڑے سے آگ کی دیوی کی پیدائش کے وقت ازدنامی کا انتقال ہو گیا اس پر نر کو غصہ آیا اور اس نے نوموود آگ کی دیوی کو نکلنے کے لئے کر دیا اور بہت سے دیوی دیوتا نمودار ہو گئے۔ اب یہ نر اپنی بیوی کے پیچھے مردوں کی سرزمین یوی میں گیا وہاں سے واپسی پر ایک سمندر میں غوطہ لگایا تو اس کی پلکوں پر پانی کے جو قطرے نپکے تو سورج دیوتا پیدا ہوا اور ناک کے قطروں سے چاند پیدا ہوا۔ یہ ہے جاپانیوں کا نظریہ تخلیق۔

دیوتاؤں پر پرشاد کا طریقہ بھی رائج ہے۔ مندروں میں ناچ کا طریقہ بھی جاری اور ساری ہے۔ یہاں تک کہ بعض اہم مندروں میں ایچ اور ناچنے والیاں بھی میا کی جاتی ہیں۔

کڑوڑوں دیوتاؤں کے باوجود اس مذہب کی عبادت بہت سادہ ہیں۔ مقدس مقامات بھی سادہ ہیں ان میں پروہت مقرر ہیں۔ وہاں دعائیں کی جاتی ہیں۔ ان میں بت نہیں ہوتے اور رسمیں بھی نہ ہونے کے برابر ہیں سوائے حکومتی تقریبوں کے۔

ہاشندوں یعنی ہندوؤں نے نہیں لکھی۔

جب ہم ہندو قوم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ خیال گزرتا ہے کہ کوئی کیسی ہی اکھڑ اور جاہل قوم کیوں نہ ہو وہ اپنے آباؤ اجداد کے حالات کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور رکھتا ہے۔ ہم کو اس بات پر کمال تعجب ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے پاس باوجود یہ کہ ان کی قوم نہایت عمدہ شائستگی اور قربیت کے درجے پر پہنچ گئی تھی۔ کوئی کتاب تاریخ سے ملتی جلتی ہی نہیں ملتی۔

ہندوؤں کے حالات کی تحریروں میں جو کچھ موجود ہے وہ نچھوٹی کہانیوں اور مبالغہ آمیز جھوٹے تاریخی واقعات سے اس طرح غلط ملط ہے کہ ان میں سے کوئی سچی مسلسل تاریخ لے کر کی توقع ہی نہیں ہو سکتی۔ کسی واقعہ کی تاریخ سکندر یونانی کے حملہ آور ہونے سے پہلے کی قائم نہیں کی جاسکتی ہے۔

ان ہزاروں کتابوں میں جو ہندوؤں نے اپنے ہزاروں سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں اس میں ایک بھی تاریخی واقعہ صحت کے ساتھ درج نہیں۔ اس زمانے میں کسی واقعہ کو پیش کرنے کے لئے ہمیں بالکل بیرونی ساروں سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کی تاریخی کتابوں میں عجیب خاصیت ہے کہ ہر چیز کو غلط اور غیر فطری صورت میں دیکھنے کی بین عادت پائی جاتی ہے۔ اور ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔

(۱) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۲) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۳) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۴) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۵) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۶) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۷) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۸) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۹) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔
 (۱۰) ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جاسکے۔

یونانیوں نے اس بوڑھے بدھ مت کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اس سے کہنے لگا۔ میرے بزرگ۔ تم نے ہمیں ہندوستان اور اس کی محققہ سرزمینوں میں نمودار ہونے والی مذہبی تحریکوں سے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔ اس کے لئے میں اور میری بیوی دونوں ہی تمہارے شکر گزار ہیں۔ اب اگر تم رحمت محسوس کرو تو کچھ ہندو دھرم کے متعلق بھی ہمیں بتاؤ۔ اس لئے کہ تم سے بہتر ہندو دھرم کو کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے کہ تم پہلے ہندو تھے بعد میں بدھ مذہب کے پیروکار ہو گئے ہو۔ یونانی کے ان الفاظ پر بوڑھا بدھ مت تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

یہ سادہ اور فصیح سے عاری مگر کثرت پرستی کا مذہب ہے جس کی وجہ سے امت دیر تک انسانوں کے روحانی اور ذہنی تقاضوں کو پورا نہ کر سکا۔ لہذا جاپان میں بھی ہندوستان کی طرح وہ مفکر پیدا ہوئے جو کثرت کے پس پشت یہ کہتے تھے کہ باری تعالیٰ بہ یک وقت آٹھ سو کروڑ دیوتا ہونے کے باوجود ایک ہی ہے یہی زمین اور یہ آسمان کا عظیم ترین اصل ہے۔ اور کائنات کی تمام اشیاء بھی اسی ایک ذات میں موجود ہیں۔ شیتوازم کی جو قدیم کتب ہیں ان میں مزید ہمیں یہ بات ملتی ہے ان میں لکھا ہے کہ باری تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے۔ یہ انسانی اللہ سے ماوراء ہے۔ یہ ہم سے بھی بالا تر ہونے کے باوجود ہر شے میں جاری و ساری ہے۔ جہاں تک شیتو کی اخلاقیات کا تعلق ہے یہ خلوص خودیاری اور روح و بدن کی پاکیزگی اور صفائی پر زور دیتا ہے۔ یہ پاکیزگی جسمانی طہارت کے علاوہ خود تمام تر اچھائی کی علامت ہے۔ شیتو کہتا ہے نیکی پاکیزگی ہے اور بدی ناپاکی ہے دیوتا بندہ کی بد اعمالی سے اس کی ناپاکی کے باعث مستغفر ہیں۔

شیتوازم کی دوسری خوبی خلوص نیت ہے اس کا یہ نظریہ ہے کہ اگر انسان کی جدوجہد مخلصانہ نہ ہو تو یقیناً وہ دیوتاؤں سے ملاپ حاصل نہ کر سکے گا۔ بات رہی پاکیزگی اور خلوص نیت کی تو یہ دل کی پاکیزگی کا دوسرا نام ہے۔

شیتوازم کی کتابوں اور تعلیمات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مقدس مقامات کی پرستش خصوصاً پاک مقام یعنی سورج دیوی کی پرستش۔ اس وقت سہل ہوتی ہے جب یہ خلوص نیت اور پاک دل سے کی جائے۔ تاہم ہندو مت کی طرح شیتوازم بلند فکری، عمل صالح اور پاکیزگی کے ساتھ بے انتہا توہم پرستی کو جو کسی صورت میں راحت پرستی سے الگ نہیں یقیناً کیج کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شیاطین اور ارواح بد کے اثرات سے بچنے کے لئے اس مذہب میں جادو ٹونے بھی کئے جاتے ہیں۔ شیتوازم کا بہر حال مرکزی نقطہ کثرت پرستی ہے اور یہ اس کی جدید ترین صورتوں پر بھی حاوی ہے۔

یونانیوں نے اس بوڑھے بدھ مت کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اس سے کہنے لگا۔ میرے بزرگ۔ تم نے ہمیں ہندوستان اور اس کی محققہ سرزمینوں میں نمودار ہونے والی مذہبی تحریکوں سے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔ اس کے لئے میں اور میری بیوی دونوں ہی تمہارے شکر گزار ہیں۔ اب اگر تم رحمت محسوس کرو تو کچھ ہندو دھرم کے متعلق بھی ہمیں بتاؤ۔ اس لئے کہ تم سے بہتر ہندو دھرم کو کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے کہ تم پہلے ہندو تھے بعد میں بدھ مذہب کے پیروکار ہو گئے ہو۔ یونانی کے ان الفاظ پر بوڑھا بدھ مت تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز۔ ہندو قوم کی تاریخ کیسے محفوظ نہیں ہے۔ مورخین کی یہ تحقیق ہے کہ ہندوستان کی تاریخ سے متعلق کوئی کتاب قابل ذکر نہیں جس کو تاریخی کتاب کہا جائے یا کوئی ایسی تصنیف جس سے اس ملک کے تاریخی حالات معلوم ہو سکیں اس ملک کے

ہندو قوم کے دھرم سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیں آریوں کی طرف جانا پڑتا ہے۔ آریوں کی آمد کا زمانہ بھی یقین کے ساتھ متعین نہیں کیا جاسکتا غالباً ان کا پہلا تھمتہ 1700 ق۔م ہندوستان آیا۔ اور یکے بعد دیگرے ان کے گروہ ہندوستان میں وارد ہونا شروع ہو گئے اور یہاں کے دراوڑ باشندوں کو جنوب اور مشرق کی طرف دھکیل کر یہاں کی زمین پر قابض ہو گئے اور شمالی ہندوستان میں یہ لوگ آریہ ور تھ کے نام سے مشہور ہوئے۔

خود آریہ کہتے ہیں کہ ہندو کے معنی غلام کے ہیں اور یہ سحرکت کا لفظ نہیں بلکہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی غلام کے علاوہ چور کے بھی ہوتے ہیں۔ آریوں کا کہنا ہے کہ یہ نام ہمارے مخالفین اور دشمنوں نے رکھا ہے۔ کچھ ہندوؤں نے اس نام کے خلاف بڑا اعتراض کیا ہے۔ اور اکثر کہا ہے کہ لفظ ہندو ترک کر کے ہمیں آریہ کہلانا چاہئے۔ آریہ کا مطلب ہندوؤں کی مذہبی کتاب ویدو شاستر میں موجود ہے۔ لیکن یہ لفظ دھرم کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ یہ ایک قوم کا نام ہے۔

آریوں کے مذہب اور دھرم کی بنیاد وید ہیں جن کا تفصیلی ذکر ہندوؤں کی مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔ آریائی قوم اپنی رسوم اور مصلحتوں کا خزانہ لے کر ہندوستان میں وارد ہوئی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ دیگر قوموں کے عقیدے بھی ان میں مدغم ہو گئے تھے۔

ہندوستان میں وارد ہونے کے بعد آریوں کا دھرم ان دراوڑ قوم سے بے حد متاثر ہوا۔ دراوڑ قوم شرک کی وادی میں بھٹک رہی تھی سحرمنوں کا عام چرچہ تھا۔ دراوڑ، بحر روم سے آنے والی ایک قوم تھی۔

(1) دروڑ قوم کی تاریخ پہلے ہند اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن اب ان سے متعلق معلومات کا خزانہ موجود ڈو اور ہڑپہ کی کھدائی سے ملتا ہے وہاں سے آثار قدیمہ میں ہر چیز دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ دروڑوں، چالوڑوں، مٹ، تل، باقی، ہرن، پتا وغیرہ کی پرستش کرتے تھے۔ وشنو اور شورو، زروں کے بڑے دیوتا تھے اور ان ہی کے پتھروں کی وہ پر جا کیا کرتے تھے۔

ہندو مذہب کی قدرت بھی توحید پر استوار ہوئی ہے لیکن بعد میں عوام کی جمالت کی وجہ سے توحید کی جگہ شرک نے لے لی اور غلط عقائد اور رسوم کی وجہ سے انہی کی تعلیم سے دور چلے گئے۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں اور ویدوں کے مطابق آریہ قوم ایک ہی خدا کی پرستش کرتی تھی۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں یعنی ویدوں سے ہونے والے روایات اور پرستش کی چیزیں اور علاقہ میں قائم کرنے کا درخان ثابت نہیں ہوتا۔

لیرونی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ خدا کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہ واحد ہے۔ غیر فانی ہے اس کا کوئی شمار سے نہ انجام۔ عمار مطلق، قادر مطلق، حکیم مطلق ہے۔ حتیٰ اور حی اتم الماکیں اور رب ہے اور وہ اپنے ہی سرور اور سلطانی میں لافانی ہے۔ وہ نہ کسی سے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس سے مشابہ ہے۔

لیکن ہندوؤں یعنی آریوں کی بد قسمتی یہ کہ وہ برصغیر میں داخل ہوئے تو ان کو بت پرست قوم کی ثقافت سے واسطہ پڑا۔ آہستہ آہستہ ہندو قوم میں بت پرستی اور توہم پرستی کا رواج عام ہو گیا۔ ہندوؤں میں جو تری مورتی کا تصور ہے یعنی برہمہ شو اور وشنو ان میں سے شو اور وشنو دراوڑوں کے اوتار تھے۔ آہستہ آہستہ یہ دونوں دیوتا ہندو دھرم میں خاصی اہمیت حاصل کر گئے۔ اس طرح اور بھی بے شمار غیر ویدی رسوم بودھ مت۔ ہندو دھرم کا جزو لاینک بن گئیں تھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا بد صٹ جب تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا تو یونانی بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ یہ جو بار بار اپنی گفتگو میں ہندوؤں کی مقدس کتابوں یعنی ویدوں کا ذکر کرتے ہو کیا تم ہم دونوں میاں کیلئے ویدوں کے متعلق تفصیل سے گفتگو بھی کرو گے۔ اس پر وہ بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ میرے عزیزو۔ ہندو آریہ اب اپنی مذہبی کتب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اول شرقی یعنی کانوں سے سنا ہوا جسے مکاشفہ کہتے چاہئے۔ دوم شرقی یعنی باپ داداؤں کی طرف سے پہونچا ہوا۔ جسے روایت کہنا چاہئے۔ حصہ اول تو ویدوں پر مشتمل ہے اور دوسرے حصے میں وہ ساری کتب شامل ہیں جو ویدوں کے علاوہ ہیں۔

لفظ وید کا مصدر ورد ہے جسکے معنی جاننا۔ سوچنا۔ موجود ہونا۔ پسند کرنا اور حاصل کرنا ہیں۔ لفظ وید معروف کتب کیلئے ہے۔ یہ وہ لٹریچر ہے جو تقریباً دو ہزار سال کے عرصہ میں ہندوؤں نے مختلف علوم و رسم سے متعلق جمع کیا اور اس کا نام وید رکھ دیا۔

یا دوسرے الفاظ میں میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ وید (1) صرف مذہبی کتب کا نام ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ دوسری کئی کتب کو بھی یہ نام دیا گیا ہے جیسے آیور وید۔ (حب) سرپ وید (سانپ کا وید) اپسراج وید (چیلوں کا وید) اسروید (شیطانوں کا وید) دھنروید (تیر کمان کا وید) اتھاس وید (تاریخ) اپران وید (قصے کہانیوں کا وید)

(1) ڈاکٹر فردین ناتھ مپتا اپنی مشہور کتاب ایسے ہنری آف انڈیا فلاسی کی جلد اول میں لکھتا ہے کہ ایک مبتدی جسے پہلے بلی سحرکت مزید سے متعارف کرنا چاہئے تو ذرا پریشانی محسوس کرے گا کہ متغایا، مطالعہ اور موضوع پر مختلف سند کتابیں ہیں لیکن ان میں اب کا نام دیا گیا تھی حتیٰ سنی ساکی باتیں ہیں۔ یہ اس لئے کہ وید اپنی اسی رسوم کے اعمار سے کسی خاص کتاب کا نام نہیں بلکہ یہ نام ہے قریب 2000 دو ہزار سال کے طویل عرصے میں چیلے ہوئے لٹریچر کا چکر۔ لٹریچر اس علی تک دو کے حاصل کا نام ہے جو ہندوستان کے رہنے والوں نے مختلف اطراف و جوانب میں ایک طویل عرصے سے جمع کیا۔ اسی لئے اسے لازماً متعدد عناصر کا مجموعہ ہونا چاہئے۔

لگا میرے بزرگ تمہارا بہت شکریہ تم نے ہمیں ہندوؤں کی کتابوں سے متعلق کچھ تفصیل بتائی۔ میں ہندومت سے متعلق تھوڑا بہت علم ضرور رکھتا ہوں لیکن میں اپنی پیوی کیلئے آپ سے چند سوال کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ میرے ان سوالوں کا تفصیل سے جواب دیں گے تاکہ میری پیوی ہندومت کے متعلق تفصیل سے جان سکے۔ میرا آپ سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ ہندوؤں کی ذات پات سے متعلق کچھ روشنی ڈالیں۔ اسکے بعد میں آپ سے چند سوال اور کروں گا۔ اس پر بوڑھا بڈھ صٹ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز ہندوؤں میں انسانیت سوز ذات پات کا امتیاز ہے جس ہندو نے بھی ذات پات کو مٹانے کی کوشش کی وہ ناکام اور نامراد ہوا۔ کیونکہ ذات پات کا امتیاز ہندوؤں کی گھٹی میں رچا ہوا ہے۔ اس انسانیت سوز تعلیم کا سرچشمہ انکی اپنی مذہبی کتب ہیں۔

مثلاً وید میں لکھا ہے کہ برہمن پرہتا کے منہ سے کشتری پالوں سے ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے بنا ہے۔ گویا ہندوؤں کی مذہبی کتب خود ہندوؤں کی چار ذاتوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے برہمن۔ دوسرا کشتری۔ تیسرا ویش اور چوتھا شودر۔ اسکے علاوہ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ وید کیسے برہمن ہے۔ حکومت کیلئے کشتری۔ کاروبار کیسے ویش اور دکھ اٹھانے کیلئے شودر پیدا کیا گیا ہے۔

ذات پات کی تقسیم کے متعلق ہندوؤں کی مذہبی کتب مزید کہتی ہیں کہ برہمنوں کیلئے وید کی تعلیم اور خود اپنے اور دوسروں کیلئے دیوی اور دیوتاؤں کو چڑھاوے دینا اور دان دینے لینے کا حق دار قرار پایا ہے۔ کشتری کو قادر مطلق نے حکم دیا ہے کہ خلقت کی حفاظت کرے۔ دان دے چڑھاوے چڑھائے وید پڑھے اور شہوت نفسانی میں نہ پڑے۔ ویش کو قادر مطلق کا یہ حکم دیا کہ وہ ویش کی سیوا کرے۔ دان دے چڑھاوے چڑھائے تجارت لین دین اور ذراعت کرے۔ شودر کیلئے قادر مطلق نے صرف ایک ہی فرض بتایا وہ ان تینوں کی خدمت کرنا ہے۔

تمام ذاتوں میں برہمن فرقہ کو فضیلت حاصل ہے۔ انکی گزر اوقات دوسری ذاتوں کے دان پر ہے بس برہمن کو دان دینا ہندو کا اعلیٰ ترین فرض ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ جو کچھ اس دنیا میں ہے وہ برہمن کا مال ہے۔ برہمن اگر ضرورت پڑے تو غلام شودر کا مال جبراً لے سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اس پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا۔ مذہبی کتب برہمن کے متعلق مزید کہتی ہیں کہ بادشاہ کو کیسی سخت ضرورت ہو اور وہ مرتا بھی ہو تو بھی اسے برہمنوں سے موصول نہیں لینا چاہئے نہ اپنے ملک کے کسی برہمن کو بھوک سے مرنے

سنو میرے عزیز۔ جہاں تک ویدوں کا تعلق ہے تو ہندو دھرم میں چار وید ہیں۔ یہ سب وید مختلف منتروں کا مجموعہ ہیں۔ ہندوؤں کی سب سے قدیم لغت کی کتاب جس کا نام ترکت ہے اس میں لکھا ہے کہ جس مقصد کو جس دیوتا کے ذریعے رشی سے پورا ہوتا ہوا جان کر تعریف کی ہے وہی دیوتا کا منتر ہے۔ اس طرح گونا گوں مقاصد سے رشیوں نے منتر لکھ ڈالے ہیں۔

پہلی کتاب کا نام رگ وید ہے اس کے دس ہزار منتر ہیں اور دس منڈلوں میں تقسیم ہے سارا وید نظم میں ہے اس میں خداؤں کی تعریف اور بزرگی کے گیت ہیں اور دیوی دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں کی گئی ہیں۔ رگ وید سب ویدوں سے پرانا وید خیال کیا جاتا ہے تاہم کچھ لوگ ایک دوسرے کے بوید یعنی بجر وید کو سب سے پرانا وید سمجھتے ہیں۔ بعض ہندو علماء کا خیال ہے کہ پہلے اکیلا بجر وید ہی تھا۔ جس کو توڑ پھوڑ کر چار وید بنا لئے گئے۔

ہندوؤں کی دوسری کتاب بجر وید ہے یہ سارا وید تقریباً رگ وید سے ملتا جلتا ہے اس میں جو منتر لکھے گئے ہیں وہ عموماً قریانیوں کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔

تیسری مقدس کتاب سام وید ہے اس وید میں راگ اور گیت ہیں یہ رگ وید سے نصف ہے۔ اس کے کئی منتر رگ وید سے ہی اخذ ہیں۔ تاریخی لحاظ سے آریہین اس وید کو کچھ اہمیت نہیں دیتے تھے۔

چوتھی کتاب اتھرو وید ہے۔ اس میں کل چھ ہزار منتر ہیں جو بیس ادیاؤں میں تقسیم کئے گئے ہیں تقریباً ایک ہزار دس منتر رگ وید سے ماخوذ ہیں نصف کے قریب نثر میں ہیں لہذا یہ سارا جادوؤں کے متعلق ہے۔ یہ وید قدیم آریوں کے تمدن کا امین اور آئینہ دار ہے اس میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے۔

ہر وید کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ سگیتا بھاگ یا منتر بھاگ جس میں دیوی۔ دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں مانگی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ برہم بھاگ اس حصے میں منتروں کی تشریح اور جائے استعمال بیان کیا گیا ہے ہر وید کے ایک یا دو برہمن ہیں غالباً یہ برہمنوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے آٹھویں اور پانچویں صدی قبل مسیح کے درمیان تصنیف کئے گئے۔

تیسرا حصہ ارنیک کہلاتا ہے۔ یہ وہ حصہ ہے جو جنگوں میں تصنیف کیا گیا یہ جنگوں میں جا کر پڑھا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بد صٹ جب تھوڑی دیر کیلئے رکا تو بولنا۔ بولا اور کہنے

کو سزائے موت دی جائے گی۔ راجہ کو نہیں چاہئے کہ برہمن کو کسی حالت میں بھی قتل نہ کرے حالانکہ اس نے کتنا ہی جرم کیوں نہ کیا ہو۔ ایسے مجرم کو مال اور جان کے ساتھ ملک بدر کر دینا چاہئے۔

کھشتری سے متعلق مذہبی کتب یہی کہتی ہیں کہ اس طبقے کا کام ملک کا دفاع ہے۔ یہ طبقہ ہندو معاشرے میں دوسرے درجے کا طبقہ کہلایا جاتا چاہئے۔ ویش سے متعلق مذہبی کتب کہتی ہیں اس طبقے کا کام زراعت، تجارت اور صنعت کو فروغ دینا ہے انکا تیسرا درجہ ہے۔ اور اگلی درجہ بندی کھشتریوں کے بعد ہوتی ہے۔ ویش کو چاہئے کہ اپنی ذات میں شادی کرنے کے بعد کاروبار میں مصروف ہو جائے اور ہر کسی کی نگہداشت کرے۔

جہاں تک شوروں کا تعلق ہے یہ ہندو معاشرے کا ذلیل ترین طبقہ ہے۔ ان کے لئے مندر۔ کنویں۔ چٹھے الگ اور مخصوص ہوتے ہیں۔ وہ اس راہ پر نہیں چل سکتے جن پر کسی اعلیٰ ذات کا ہندو جا رہا ہو اور نہ اسے وہ خوراک کھانے کا حق حاصل ہے جو اعلیٰ ذات کے ہندو کھاتے ہیں۔ وہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے لئے گندے اور ادنیٰ کام کرتے ہیں اور وہ قدرت کی ہر اس نعمت سے محروم ہیں جس پر اعلیٰ ذات کا ہندو اپنا پیدائشی حق جتا دے۔ اس شوروں پر زندگی کے تمام دروازے بند ہوتے ہیں۔ نہانا دھونا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ کنوؤں۔ چشموں پر اعلیٰ ذات کا ہندو قابض ہوتا ہے۔

ہندوؤں کی مذہبی کتبیں مزید کہتی ہیں کہ شوروں جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے وہ عضو کاٹ دینا چاہئے۔ اگر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو کمر پر داغ لگا کر اسے سزا دی جائے۔ اگر شوروں نے سنے تو اس کے کانوں میں سیمہ ڈال دو۔ اگر وہ وید پڑھے تو پڑھنے پر اسکی زبان کاٹ دو۔ وید یاد کرنے پر اس کے دل کو چیر دو۔

ہندو دھرم میں ذات پت ایک ایسا آہنی بندھن ہے کہ ہر ذات کا آدمی جس ذات میں جنم لیتا ہے مرتے دم تک اسی میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہتے ہیں کہ بعد بوڑھا بد صفت جب خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور پوچھنے لگا۔ میرے بزرگ اپنی گفتگو میں آپ نے تری مورتی کا ذکر کیا تب اس تری مورتی کے متعلق بھی روشنی ڈالیں گے اس پر وہ بوڑھا بد صفت بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز گو ہندو دھرم میں بے شمار دیوی۔ دیوتا ہیں لیکن برہمنوں نے محسوس کیا کہ ویدک دیوتاؤں میں بنیادی تبدیلی کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس احساس کے نتیجے میں ہندو دھرم میں تین بڑے خدا مقرر کئے گئے۔ اول برہما۔ دوئم شیوا۔ سوئم وشنو ان ہی کو تری مورتی یعنی تین شکلیں کہتے ہیں۔ ان کے تحت بے شمار دیوتا اور دیویاں ہیں جن کی گنتی

اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرے بزرگ کیا آپ ہمارے لئے برہما۔ شیوا۔ اور وشنو پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔ جواب میں بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

اس تری مورتی میں پہلا دیوتا براہما ہے۔ یہ دیوتا عالم کا خالق اور کائنات کا نقطہ آغاز تصور کیا جاتا ہے۔ ہندو تری مورتی میں برہما کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور اس دیوتا کا تصور فلسفیانہ ہندو ذہن کی یہ خصوصیت کہ وہ مادی صورت کی عبادت کی طرف جلد مائل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس دیوتا کی پرستش بہت ہی کم ہوتی ہے۔ تمام ہند میں چند ہی ایسے مندر ہیں جو برہما کے نام پر ہیں۔

برہما کے متعلق ہندوؤں کا یہ نظریہ ہے کہ وہ ایک روح مطلق ہے جو قائم ذات ہے تمام عالم میں موجود ہے اور ہر ہندو کی یہ تمنا ہے کہ وہ ایک روز اس روح مطلق میں جذب ہو جائے اور اسی میں وہ اسے اپنا نردان اور نجات خیال کرتے ہیں۔ اس برہما کے مجسمے میں چار سراور چار ہاتھ دکھائے جاتے ہیں ایک ہاتھ میں چمچ۔ دوسرے میں ٹوٹا۔ تیسرے میں تسبیح اور چوتھے ہاتھ میں وید ہوتا ہے۔ اس دیوتا کی سواری نہیں ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا اپنی بیوی سروسوتی سمیت نیو پرست پر رہتا ہے اور اسکی بیوی سروسوتی لنون لطیفہ کی دیوی خیال کی جاتی ہے جو مور پر سواری کرتی ہے۔

ہندوؤں کا دوسرا بڑا دیوتا وشنو ہے۔ یہ ویدی معبود ہے۔ متروں میں اسے دیوتا شمس ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت دیوتا شیوا کی نسبت زیادہ ہے یہ اشیاء کی حفاظت اور امانت کا ذمہ دار ہے یہ رحم کا بھی دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔ وشنو کی پرستش کرنے والوں کی یہ علامت ہے کہ وہ ہر صبح گھروں سے اپنی پیشانی پر وشنو کی مثلث نما علامت بنا لیتے ہیں۔

ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ وشنو کو عبادتوں۔ متروں۔ قربانیوں دعاؤں کے ذریعے عالم میں مادی نزل کیلئے آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ وشنو کسی بڑے انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ معجزانہ کام سرانجام دیتا ہے۔ ہندوؤں کے جتنے بڑے بڑے ہیرو گزرے ہیں وشنو کا ہی مظهر قرار دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وشنو کی روح ان میں حلول کر گئی تھی۔ وشنو کی روح صرف انسانوں ہی کے اندر حلول نہیں کرتی بلکہ جانوروں اور پودوں میں بھی حلول کر جاتی ہے۔

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق وشنو کے نو اوتار رونما ہو چکے ہیں جب کہ دسواں ابھی رونما ہو گا۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق وشنو اپنے پیسے اوتار میں مچھلی کی صورت میں آیا۔ دوسرے اوتار میں کچھوے کی صورت میں۔ تیسرے اوتار میں سور کی صورت میں۔ چوتھے اوتار میں انسان اور شیر کے مرکب کی صورت میں۔ پانچویں اوتار میں بونے کی

شیومت کے عموماً چار فرقے مشہور ہیں۔ ایک فرقہ پو پتار ہے یعنی گھریلو جانوروں کے آقا کے پجاری۔ شیو کی ایک عام صفت گھریلو جانوروں کا آقا ہے۔ اس فرقہ کا طریقہ عبادت یہ ہے کہ یہ بدن پر راکھ مل لیتے ہیں اور رقص و سرور کی محفلیں قائم کرتے ہیں۔ تیل کی طرح آوازیں نکالتے ہیں اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کرنا کے بندھن میں جکڑا ہوا نہیں بلکہ اس شیو کے پجاری مرنے کے بعد خدا کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ دوسرا فرقہ شیو سدھانت ہے اس فرقے میں خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کرنا کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے اور روح انلی لہدی ہے۔

تیسرا فرقہ لنگاتیوں کا فرقہ کہلاتا ہے یہ زیادہ تر جنوبی ہند میں پائے جاتے ہیں۔ یہ فرقہ ذات پات کا شدید مخالف ہے پردہتوں کا زبردست احترام کرتے ہیں۔ یہ لوگ مردوں کو دفن کرتے ہیں اور یواؤں کی دوسری شادی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ چوتھا فرقہ نر کہلاتا ہے جس کا مرکز بنگال ہے۔ شکتی کے نظریے کا سخت حامی ہے۔ یہ فرقہ راہبانہ زندگی کا شدید مخالف ہے۔ جنسی تعلقات۔ گوشت۔ مچھلی۔ منشیات کے استعمال کو عبادت کی حیثیت دیتا ہے۔ یہ لوگ خدا کو بہ حیثیت ماں کے مانتے ہیں اور خدا کو اوما دیوی کی شکل میں ظاہر کرتے ہیں۔ اس وجہ سے دیوتا کی لبست دیوی کی ان کے یہاں زیادہ اہمیت ہے۔

ہندومت شیو کو صاحب اولاد دیوتا تصور کرتے ہیں۔ اس کا ایک بیٹا کارنگ ہے۔ جو دیوتاؤں کی فوج کا قائد تصور کیا جاتا ہے۔ دوسرا بیٹا گنیش ہے یہ عقل و فن کا دیوتا ہے اس کی صورت اس طرح بنائی جاتی ہے کہ جسم تو انسان کا ہوتا ہے سر ہاتھی کا اور وہ ایک چوہے پر سوار دکھائی دیتا ہے۔ اس گنیش دیوتا کی بیوی بھی گنیشی ہے۔ گنیشی مال و دولت کی دیوی خیال کی جاتی ہے۔ گنیش اور گنیشی دونوں ہی ہندوؤں میں محبوب ترین دیوتا اور دیوی میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی ہندوؤں کے بہت سے دیوی اور دیوتا ہیں جن میں گائے بھی شامل ہے ایک عام روایت کے مطابق ہندوؤں کے کل دیوی دیوتاؤں کی تعداد تقریباً تینتیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس پر یونان، پھر بولا اور پوچھنے لگا کہ ہندو گائے کی پوجا پاٹ بھی اپنی مذہبی کتابوں کے کہنے پر کرتے ہیں۔ جواب میں بوڑھا بدھ صٹ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیزو۔ حیوانات کی پرستش وحشی قوموں کی یادگار ہے۔ وہ حیوانات کو انسانی دیوی اور دیوتاؤں سے بڑھ کر خیال کرتے تھے۔ ہندو کچر کی بنیاد بھی گائے۔ تیل کی عظمت اور پرستش پر ہے۔ ہندوؤں میں ویدوں اور دوسری مذہبی کتب میں گائے کی پرستش اور

صورت میں۔ چھٹے اوتار میں پرشرام کی صورت میں۔ ساتویں اوتار میں رام چند کی صورت میں۔ آٹھویں اوتار میں کرشن کی صورت میں۔ نویں اوتار میں بدھ کی صورت میں اور ابھی دسواں یعنی کالکی اوتار باقی ہے جو ہندو عقیدے کے مطابق چار لاکھ پچیس ہزار سال بعد ظاہر ہونے والا ہے۔

ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے وشنو نے نو اوتار لئے۔ دنیا کی اخلاقی حالت خراب ہو جاتی ہے تو خدا اس کی اصلاح کیلئے حیوان یا انسان کی صورت میں زمین پر جلوہ گر ہوتا ہے اس نظریے کی بناء پر بعض دیگر مذاہب ہندومت میں شامل ہو گئے مثلاً بدھ مت اور بھاگوت مذہب۔

وشنو مذہب میں انسان اور خدا کے تعلق پر بحث کی جاتی ہے اس بحث اور تشبیہ میں وشنو مت کے دو فرسے پیدا ہو گئے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہے۔ جسکی مثال وہ بلی کے بچے سے دیتے ہیں کہ جس کو اس کی ماں اپنے منہ میں پکڑ کر لے جاتی ہے اور بچے کو اپنی طرف سے کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ خدا خود انسان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ انسان خود اپنا قدم خدا کی طرف اٹھاتا ہے جب خدا اس کی طرف آتا ہے۔ وہ اسکی مثال بندر کے بچے سے دیتے ہیں جو اپنی ماں کے سینے سے چمٹ جاتا ہے اور ماں اس کو لے جاتی ہے۔

تیسرا بڑا دیوتا شیو ہے۔ شیو برباد کرنے والا دیوتا ہے اس کی پیشانی پر ایک تیسری آنکھ بھی ہوتی ہے۔ جو تری لوچن کہلاتی ہے۔ جب وہ اسے کھوتا ہے تو آگ اس طرح نکلتا شروع ہو جاتی ہے گویا ایک آتش فشاں پھٹ پڑا ہو اور ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہو۔ شیو جی کے مقلدین کی علامت مرد کے جنسی اعضاء ہیں جنہیں یہ اپنے مندر میں رکھتے ہیں اور انکی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

(۱) سوچو! اس سے دریافت شدہ کہیں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ شیو کی پرستش وہاں عام تھی اس جگہ شیو کی صورتیں تھیں مردوں والی ملی میں گول لے پھر مٹی سے بن کر مرد کی جنسی اعضاء کے مشابہت سے بنائے گئے ہیں۔ شیو کی بیوی کا نام کل دیوی ہے جس کے مختلف مقامات پر مختلف نام ہیں اسے کالی بھی کہتے ہیں اوما بھی کہتے ہیں اور اسے درگا بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

کالی دیوی کی صورت میں یہ دیوی صحت اور زندگی کی دیوی بھی جاتی ہے اس کے متعلق ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ایک دن تمام عالم کو فنا کر دے گی۔ اس دیوی کی شکل بڑی ہی ڈراؤنی بنائی جاتی ہے۔ سیاہ رنگ ہوتا ہے منہ کھل ہوا ہوتا ہے گویا کھانے کو انسان مانگتی ہے۔

رہاں باہر لگی ہوئی ہے گلے میں سانپوں اور کھوپڑیوں کے بار ہوتے ہیں اور انسانوں کی لاشوں پر لیٹی دکھائی جاتی ہے۔ چہرہ اور ہڈیاں خون سے لہڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

نوا کی حیثیت سے یہ ایک حسین رزم دل میں کی صورت میں دکھائی جاتی ہے اس کی صورتی اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ آگے بڑھے ہوئے ہیں یہ اس امر کی علامت ہے کہ وہ تمام مخلوق کی مدد کے لئے تیار ہے۔ درگا کی حیثیت سے ایک خبیثہک حسین کی شکل میں خیر پر بھائی گئی ہے۔

میرے بزرگ تمہاری بڑی مہربانی تمہارا بڑا شکریہ کہ تم نے ہمیں دنیا کے مختلف مذہب سے متعلق کار آمد باتیں بتائی ہیں اس کے ساتھ ہی بوڑھا بدھ صٹ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ میرے عزیز۔ میں پھر کبھی تمہارے پاس بیٹھوں گا۔ میں جاتا ہوں۔ میرے ساتھی بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے اس کے ساتھ ہی بوڑھا بدھ صٹ یونائف اور بیوسا کے کمرے سے نکل گیا تھا۔ جبکہ یونائف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سرائے کے اس کمرے میں آرام کرنے لگے تھے۔

○

صادو۔ بارص اور پوشا تینوں بہن بھائی دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل سے باہر دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے آپس میں خوش گہیوں میں مصروف تھے کہ اچانک ان کے قریب عزازیل نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی صادو۔ بارص اور پوشا تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی گرم جوشی سے انہوں نے عزازیل کا استقبال کیا۔ عزازیل انہیں دیکھتے ہی انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو اس وقت عارب اور نبیطہ کہاں ہیں اس پر بارص بولا اور کہنے لگا۔ اس وقت دونوں میاں بیوی محل کے اندر ہیں۔ بارص کا یہ جواب سن کر عزازیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ دونوں میاں بیوی محل کے اندر ہیں۔ تم سے ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس میں ان دونوں میاں بیوی کو شامل نہیں کرنا چاہتا۔ سنو۔ میرے ساتھیوں میں تمہارے لئے دو اچھی خبریں لے کر آیا ہوں۔ اس پر پوشا نے چونک کر پوچھا کیسی خبریں آقا۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔

میرے ساتھیو۔ تم جانتے ہو کہ میں نے عارب۔ بیوسا اور نبیطہ کے ناسوت پر ایک ساتھ عمل کیا تھا۔ جس کی بناء پر وہ ابھی تم لوگوں کے سامنے زندہ اور صحیح سلامت چلے آ رہے ہیں۔ بعد میں اس اہلیکا نے میرا کیا ہوا عمل ضائع کر کے بیوسا پر اپنا عمل کر دیا۔ جس کی وجہ سے بیوسا زندہ رہ کر ابھی تک یونائف کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ میں بھی تب سے تک و دو میں لگا ہوا تھا اور اب میں اپنی مہم کو سر کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میں نے عمل عارب اور نبیطہ پر کیا تھا وہ عمل میں بیوسا پر پھر بحال کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اہلیکا نے جو اس پر عمل کیا تھا اسے میں ذائل کر چکا ہوں۔ جس کے نتیجے میں بیوسا کو جب چاہوں میں ہلاک کر سکتا ہوں۔ اس پر صادو نے چونک کر پوچھا۔

آقا۔ اگر آپ بیوسا کو ہلاک کریں گے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ عارب اور نبیطہ

عظمت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ گائے کی عظمت اور پرستش سے متعلق ویدوں میں کہا گیا سارا جہاں اور کل دیوتا گویا گائے (۱) ہی کا سراپا ہیں۔ رگ وید میں لکھا ہے۔ تل نے اٹھایا ہوا ہے زمین کو۔ اور آسمان کو۔

بوڑھے بدھ صٹ کے خاموش ہونے پر یونائف نے پھر پوچھا۔

میرے بزرگ کیا آپ ہم دونوں میاں بیوی کو بتا سکیں گے کہ ہندوؤں کا روح کے متعلق کیا عقیدہ ہے اس پر بوڑھا بدھ صٹ بولا اور کہنے لگا۔

انسان کے مرنے کے بعد روح کا کیا حشر ہوتا ہے اس سے متعلق دنیا میں عوامانہ عقیدے رائج ہیں۔ پہلا یہ کہ جسم کے ساتھ روح بھی بیٹھ کیلئے قفا ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ مادہ پرستوں کا ہے۔ دوسرا عقیدہ یہ کہ روح کو اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ عقیدہ یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے تیسرا یہ کہ روح اپنے اعمال کے مطابق مختلف روپ بدلتی رہتی ہے۔ یہ عقیدہ ہندوؤں اور بعض دیگر اقوام کا ہے۔ اس عقیدے کو تناسخ اور منسکرت میں آواگون بھی کہتے ہیں۔ تناسخ اور آواگون کے بارے میں اس کے یہ معنی بتاتے ہیں کہ گناہوں اور نیکیوں کے بعد روح کو بار بار جنم لینا پڑتا ہے۔

آریوں کا کہنا ہے کہ روحوں کی تعداد چونکہ لامحدود ہے لہذا اللہ تعالیٰ نئے روح پیدا نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے روح کو آواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں روح ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے۔ یہاں تک کہ کتے کے بعد بوڑھا بدھ صٹ جب خاموش ہوا تو یونائف بولا اور کہنے لگا۔

(۱) اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ قدیم ہندوستان میں پرانا لوگ گائے کے گوبر میں سے جن جن کر دانے کھاتے اور گوبر کا پانی پھونک کر پیتے۔ تمام دھرم شاستروں میں اس کا پیشاب پینا کھانوں کو معافی کا ذریعہ خیال کیا گیا۔ درہن کی طرح میں لکھا ہے وہ منہ گوبر روزانہ نچوڑ کر اس سے غسل کرتے تھے۔ کرشن جی تل پر سوار ہونے سے قبل اس کی چوڑی کو چھو کر اسے تعظیم دیتے تھے۔ مہاتما گاندھی نے کہا کہ جب تک ہندوستان میں ایک گائے بھی ذبح ہوگی اس وقت تک اس ملک کو حقیقی معنوں میں آزادی تصور نہیں کیا جائے گا۔

مہاتما گاندھی جی کے نزدیک گائے اور آدمی کو ذبح کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ مہاتما گاندھی کے علاوہ سوائے دوسرے کہتے ہیں کہ وہ کی رو سے گائے کو ذبح کرنے کے جرم میں ہزاروں لاکھوں انسانوں کو ذبح کر کے گائے کو خوش کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ویدوں میں یہ صریح حکم ہے کہ شوروں کے پاس اگر گائے ہوں تو اس سے بچیں یہاں چاہئے۔ صوبہ ہماچل میں ایک بھوت قوم کیلک نام بھی تھی اس کے پاس گائے اور دولت تھی۔ ان کے اس جرم کی وجہ سے آریوں نے ان کے خلاف اعلان جنگ کیا اور ان سے گائے اور دولت چھین لی تھی

انسان تھا۔ جس کے جسم پر اون کے گالوں جیسے بال تھے۔ جو ایسے چمک رہے تھے گویا ان میں آگ لگی ہوئی ہو۔ کچھ دیر تک سب اس تصویر کو عجیب سے انداز میں کسی قدر حیرت سے دیکھتے رہے۔

اس موقع پر عزازیل سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہی وہ نئی چیز ہے جو میں تم لوگوں کے سامنے لانے لگا ہوں آج کی رات ہم لوگ انہی کھنڈرات میں بسر کریں گے اور میں اپنا عمل کرنا رہوں گا آنے والی صبح اس عمل کی تکمیل ہوگی۔ اس کے بعد دیکھنا میں کیا چیز تمہارے سامنے لانا ہوں۔ اب تم لوگ میرے ان ساتھیوں کے ساتھ یہاں بیٹھ جاؤ تاکہ میں اپنے عمل کی ابتدا کروں۔ صاف۔ بارص۔ پوشا۔ عارب اور نبیطہ عزازیل کے وہاں پہلے سے موجود ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے جنہوں نے اپنے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ ساری رات عزازیل اپنا کوئی عمل کرتا رہا اور اس کے ساتھی بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ پھر عزازیل اٹھا آگ کے الاؤ کو اس نے اور تیز کرنے اور بھڑکانے کا حکم دیا۔ اس پر عزازیل کے جو ساتھ پہلے سے وہاں موجود تھے انہوں نے الاؤ میں لکڑیاں ڈال کر انہیں خوب بھڑکا دیا تھا۔ اس کے بعد عزازیل الاؤ کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے عجیب طرح کی روشنی نکلنے لگی تھی۔ وہاں پہلے سے موجود اپنے ساتھیوں کو اس نے مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں اس کے وہ بارہ ساتھی باری باری آگ کے اس جلنے والاؤ کے اندر اتر گئے تھے۔ پھر عزازیل کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی بڑے تیز انداز میں آگ کے الاؤ پر پڑنے لگی اور وہاں منعکس ہوتی ہوئی نینوا کے کھنڈرات کی دیوار پر بنی ہوئی تصویر پر پڑنے ہوئے اسے عجیب طرح سے بھیاں لگ اور ہولناک بنائے چلے جا رہی تھی تھوڑی دیر تک یہ عمل جاری رہا۔ اب عزازیل کے اس عمل سے آگ پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ بھڑک اٹھی تھی اور اس میں داخل ہونے والے اس کے ساتھی ایک طرح سے اس کے اندر جھپ کر رہ گئے تھے۔ عزازیل کی آنکھوں سے نکلتی ہوئی روشنی ابھی تک بڑی تیزی کے ساتھ آگ پر پڑنے کے بعد وہاں سے منعکس ہوتی ہوئی دیوار پر بنی ہوئی اس ہولناک تصویر پر پڑ رہی تھی۔

پھر ایسا ہوا کہ آہستہ آہستہ آگ کا الاؤ دھیمہ پڑنے لگا اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر بنی ہوئی وہ تصویر بھی غائب ہو گئی تھی اور جس طرح کی تصویر دیوار پر بنی تھی اس طرح کی مخلوق آگ میں سے نکل کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ آگ میں داخل ہونے والے عزازیل کے ساتھی غائب ہو چکے تھے۔ پھر عزازیل بولا اور بلند آواز میں کہنے لگا۔

میرے ساتھیو میں پائیرو کی تکمیل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میرے ساتھی جو

بھی ہلاک ہو کر رہ جائیں گے۔ اس پر عزازیل مکروہ سی مسکراہٹ میں کہنے لگا ہاں۔ تمہارا کہنا درست ہے۔ اگر میں پیوسا کو ہلاک کرتا ہوں تو اس کے ساتھ عارب اور نبیطہ بھی ہلاک ہو جائیں گے لیکن ایسا کرنے میں میں اب کوئی فکر مندی یا پریشانی محسوس نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اب یہ عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی میرے لئے بیکار ہو چکے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں مل کر بھی یونان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہذا اگر پیوسا کے ساتھ یہ دونوں بھی ہلاک ہو جاتے ہیں تو مجھے کوئی صدمہ کوئی دکھ نہ ہو گا۔

اس پر صاف بولا اور کہنے لگا۔ آقا یہ تو ایک خوشخبری ہے اور دوسری۔ عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

دوسری خوشخبری یہ ہے کہ میں اپنا ایک نیا تجربہ کرتے ہوئے ایک پائیرو بنانے میں کامیاب ہو گیا ہوں اس پر پوشا عجیب سے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ آقا یہ پائیرو کیا ہے۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔ پائیرو آتش انسان کو کہتے ہیں۔ گو جنس کے لحاظ سے جنت بھی پائیرو ہیں لیکن جس پائیرو کا تجربہ میں نے کیا ہے اس کی قوت بارہ جنت کے برابر ہوگی اور وہ پائیرو جب اپنی اصل شکل و صورت میں سامنے آئے گا تو جب میں اسے یونان پر مسط کروں گا تو یونان کو اٹھا کر یوں پھینک دیا کرے گا جیسے کوئی بڑا آدمی کسی بچے کے کھونے کو اٹھا کر حقارت آمیز انداز میں پھینک دیتا ہے۔ اس بار بارص بولا اور پوچھنے لگا۔

پر اے آقا اس پائیرو کی تکمیل آپ کہاں کریں گے۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔ تم اندر جاؤ۔ عارب اور نبیطہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ ان کے آنے پر ہم یہاں سے نینوا شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کریں گے۔ عزازیل کے کہنے پر بارص تقریباً بھاگتا ہوا محل کے اندر چلا گیا تھا۔ اس نے واپس آنے میں کچھ دیر لگائی تھی شاید وہ ساری صورت حال عارب اور نبیطہ کو بتانے لگ گیا تھا۔ جب وہ عارب اور نبیطہ کو بلا کر عزازیل کے پاس لایا تو عزازیل کے کہنے پر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نینوا شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

جب ان کھنڈرات میں عزازیل کے ساتھ پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں پہلے سے جنت کی جنس سے تعلق رکھنے والے عزازیل کے بارہ کے قریب ساتھی موجود تھے۔ یہ سب نینوا کے کھنڈرات کی ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے شاید عزازیل ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ جس دیوار کے ساتھ عزازیل کے وہ ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اس دیوار پر ایک عجیب و غریب نسبت کی شکل بنی ہوئی تھی۔ وہ کوئی بہت بڑی جسامت اور قد کاٹھ کا بن مائیں نما

یوشا۔ صادو۔ بارص میرے نائب ہیں جس طرح تم میرے مطیع اور فرمانبردار بن کر رہو گے اس طرح تم انکی بھی تابعداری کرو گے اب یہ دیوار کے پاس عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی کی جولاہیں پڑی ہیں۔ اٹھا کر مٹی میں دفن کر دو۔ عزائیل کے اس حکم پر وہ بن مانس نما پائیو حرکت میں آیا۔ اپنے بچوں سے اس نے ایک گڑھا کھودا اور اس گڑھے میں عارب اور نبیطہ کو اس نے دفن کر دیا تھا۔

○

جس روز بوڑھے بد صفت نے بڑی تفصیل کے ساتھ ہندومت سے متعلق یونان اور یوسا کو تفصیل بتائی تھی۔ اس کے دوسرے روز یونان علی الصبح اپنے بستر سے اٹھا اور اس کے پہلو میں یوسا گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ یونان اٹھا۔ نما دھو کر اس نے لباس تبدیل کیا پھر اس نے یوسا کا شانہ پکڑ کر ہلاتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہا یوسا اٹھو۔ دیکھو سورج ظلوغ ہونے والے ہے پر یونان کے بار بار ہلانے پر بھی یوسا کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی اس پر یونان فکر مند ہوا۔ وہ آگے بڑھ کر یوسا کی دل کی دھڑکن کا جائزہ لینے لگا اس نے دیکھا یوسا کے دل کی دھڑکن بند ہو چکی تھی اس پر یونان چونک جانے کے انداز میں یوسا کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا تھا اس نے دیکھا کہ یوسا کے چہرے پر مرنی چھائی ہوئی تھی پھر اس نے یوسا کی نبض دیکھی اس کے چہرے پر نبض دیکھتے ہوئے عذاب بے نوائی میں دکھ کے آنسو اور غم کے ستاروں جیسی کیفیت چھا گئی تھی پھر اس نے یوسا کا بازو چھوڑ دیا۔ شائد اسے یقین ہو گیا تھا کہ یوسا مر چکی ہے۔

مسری کے پاس کھڑا ہو کر یونان عجیب انداز سے یوسا کے چہرے کو گھورتا رہا اس کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسی کیفیت چھا گئی تھی جیسے خون چاٹتی خواہشوں میں مسائل۔ عذاب۔ حادثے اور دکھوں کے سیالوں میں شکستہ دردِ بام کی سی کیفیت اور آنکھوں کی دیرانی جوش مارنے لگی ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش اور چپ کھڑا رہا۔ جیسے بے دھوپ زمین پر غم کے لمبیں برزخ کی سنگینی کی طرح نزول کرتے ہیں۔ وہ بے چارہ باطن کی گہرائیوں سے خوابوں کی ڈوٹی دھند گمان کے اندھیروں، آندھیوں کے غبار اور گویائی سے محروم الفاظ کی طرح چپ تھا اور آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر اس کے گالوں پر ڈھلک رہے تھے۔ وہ حرکت میں آکر کچھ کرنا ہی چاہتا تھا کہ ایک آنسو نے اسی لمحہ اس کی گردن پر لپس دیا۔ پھر ایلیکا کی غم اور دکھ میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

یونان میرے حبیب میں انتہائی دکھ اور انتہائی غم سے تم پر یہ انکشاف کرتی ہوں کہ

آگ میں داخل ہوئے تھے ان سب کی روحیں ان سب کی طاقت اور قوت آگ سے نکلنے والے اس پائیو میں منتقل ہو چکی ہے۔ اگر تم لوگ اس کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو سب آگے بڑھو اور اس پر حملہ آور ہو جاؤ پھر دیکھو۔ تمہارا کوئی حربہ اس پر کامیاب نہیں رہے گا۔ عارب۔ نبیطہ۔ بارص۔ صادو۔ یوشا اس بن مانس نما ہستی کو دیکھ کر ابھی تک حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس کے جسم پر خاصی بڑی بڑی بھیڑ جیسی اون تھی آتش رنگ رکھنے کے ساتھ آگ کی طرح بھڑکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی عزائیل کے کہنے پر صادو۔ یوشا۔ بارص۔ عارب۔ اور نبیطہ آگے بڑھے اور بیک وقت اس پر حملہ آور ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ اون سے جو آگ نکلتی تھی وہ حقیقی معنوں میں آگ نہ تھی۔ بلکہ ایک چمک تھی جو آگ کی طرح محسوس ہوتی تھی ان چاروں نے آگے بڑھ کر اس پر اپنی ضربوں کی بھرمار کر دی تھی۔ لیکن ضربیں کھانے کے ساتھ ساتھ وہ پائیو اپنے جسم اور سر کو جھٹک کر حرکت میں آیا۔ پھر اس نے باری باری صادو۔ یوشا۔ عارب اور نبیطہ کو اٹھا اٹھا کو دور بٹخ دیا تھا۔

صادو۔ بارص۔ یوشا۔ عارب۔ اور نبیطہ اس پائیو کی طاقت اور قوت دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔ اس پر عزائیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ سنو میرے ساتھیو۔ اس پائیو کو اب میں یونان کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ یہ صرف میرا ہی مطیع اور فرمانبردار ہو کر چل سکتا ہے اس لئے کہ میری آنکھوں سے نکلنے والی روشنی ہی کی وجہ سے آگ میں داخل ہونے والے میرے بارہ ساتھیوں نے یہ شکل اور صورت اپنائی ہے۔ لہذا جب تک یہ اپنے اس وجود میں ہے میرا مطیع اور فرمانبردار ہو کر رہے گا۔ پھر عزائیل نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر وہ عارب اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو عارب اور نبیطہ تم دونوں میاں بیوی وہ سامنے والی دیوار کے ساتھ لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں بھی ایک نئی طاقت اور قوت دینے والا ہوں۔ عارب اور نبیطہ چپ چاپ آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ لیٹ گئے۔ عزائیل ان کے قریب آکر کھڑا ہوا اور اپنے عمل کی ابتدا کی۔ اس کے عمل کی ابتدا ہوتے ہی عارب اور نبیطہ پر غشی طاری ہو گئی تھی تھوڑی ہی دیر تک عزائیل اپنا کوئی عمل کرتا رہا پھر وہ مڑا اور یوشا۔ بارص۔ صادو کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا میرے ساتھیو۔ اس عارب اور نبیطہ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس پر صادو بڑی جستجو میں عزائیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا آقا ان کے ساتھ یوسا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہو گا اس پر عزائیل قہقہے لگاتے ہوئے کہتے لگا۔ تمہارا انداز تمہاری سوچ درست ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ یوسا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہو گا۔ اس کے بعد عزائیل نے اس نئی تخلیق پائیو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سنو پائیو یہ

کو وہ کسی بھی وقت تمہارے مقابلے پر لا سکتا ہے۔ یوں سمجھو کہ پائیدہ بن مانس نما ایک انسان ہے جو انتہائی کریمہ شکل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجہ کا طاقتور اور خونخوار ہے۔ لہذا یوسا کی تدفین کے ساتھ ساتھ تم اپنی حفاظت کا بھی بندوبست کرو۔ اس لئے کہ جب عزازیل پائیدہ کو تمہارے مقابلے پر لائے گا تو میں سمجھتی ہوں وہ پائیدہ تمہارے لئے ان گنت مصیبتیں اور مصائب کھڑے کر دے گا۔ اس پر یونان نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا پھر وہ پوچھنے لگا۔

سنو ایلیکا کیا میں اور تم دونوں مل کر بھی اس پائیدہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس پر ایلیکا انتہائی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یوں جانو کہ میں ایک طرف ایک روح ہوں گی جبکہ دوسری طرف بارہ انتہائی خونخوار اور طاقتور روحیں ہوں گی پھر ایک اور بارہ کا مقابلہ کیا۔ اس پر یونان کی چھاتی تن گئی پھر وہ کہنے لگا۔

سنو ایلیکا اس میں فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب تک میں زندہ ہوں اس عزازیل اور اس کے تیار کردہ پائیدہ کے مقابلے میں میں اپنے رب اپنے خداوند کو پکارتا رہوں گا مجھے امید ہے کہ نیکی کے ایک فرد کی حیثیت سے جب میں اپنے رب کو پکاروں گا تو وہ میری مدد اور اعانت کا کوئی نہ کوئی سبب اور میری حفاظت کا کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور ہی پیدا کرے گا اس کے ساتھ ہی یونان حرکت میں آیا پھر وہ یوسا کی تدفین کا انتظام کرنے لگا۔ یوسا کو سرائے کے قریب ہی ایک صحرائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا۔



سورج دور مغرب کی پراسرار فٹاہ گاہوں میں غروب ہو چکا تھا۔ ایشیا کے نیلے آسمان پر ستاروں کا ایک ہجوم نکل کھڑا ہوا تھا۔ وہ چاندنی رات تھی اور چاندنی اپنا سفر طے کرتی ہوئی ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھی۔ ایسے میں تین شتر سوار اپنے اونٹوں کو بھگاتے ہوئے صحرا کی بیکران وسعتوں کو سمیٹ رہے تھے۔ ان میں ایک عدی تھا جو ایک سرخ رنگ کے سرکش اور توانا اونٹ پر سوار تھا اور دوسرے دو اس کے ساتھی تھے۔

چاندنی رات میں دور دور تک پھیلے ہوئے صحرا کے اندر ایسی خاموشی اور ایسی چپ تھی جیسے مقدر کے خالی دامن میں وحشی آندھیاں، حصار شب میں تاریک خوابوں کے عفریت، وادی مرگ میں شب کے سفاک عناصر اور ان دیکھے دیاروں کے سفر میں صدیوں کے انتظار جیسی درد کی روشنی غضب کی آندھیوں کا شور اور انتقام کے خراشوں کی جلن بھر دی گئی ہو۔ صحرا کے اندر چاندنی کے پراثر جنگی رنگ ہر طرف بکھر گئے تھے۔ بھوکے

یوسا مر چکی ہے اور یہ سب کچھ عزازیل کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم جانتے ہو کہ اسکے ناموس پر میری طرف سے ایک عمل ہوا تھا اور اسکے ناموس پر جو پہلے سے ایک عزازیل کا عمل تھا اس کے اثرات ختم کر دیئے گئے تھے۔ لیکن عزازیل نے ان اثرات کو پھر بحال کرتے ہوئے یوسا کا خاتمہ کر دیا اس پر یونان روتی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا کیا یوسا کے ساتھ ساتھ عزازیل نے عارب اور نبیطہ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ایلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

تمہارا اندازہ درست ہے یونان۔ یوسا کے ساتھ عزازیل نے عارب اور نبیطہ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اس لئے کہ وہ یہ خیال کرنے لگا تھا کہ عارب اور نبیطہ وہ دونوں اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر اس نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان دونوں کے ساتھ یوسا کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ سنو یونان مجھے یوسا کے مرنے کا بھی دکھ ہے۔ میں جانتی ہوں حیات کے ان گنت رنگوں میں یوسا تمہارے لئے روشنیوں کی رنگین کرن، اجلی چمکیلی رت تھی۔ وہ سنہرے خوابوں کے لمحوں میں تمہارے لئے چاند کی ٹھنڈی کرن یادوں کی خوش کن لہر تھی۔ تمہاری ذات کے لئے وہ دھنک رنگ جذبات۔ موسموں کی رعنائی۔ مہکار رتوں کی ایک خوشبو تھی اور تمہارے دل کیسے حلقہ رنگ و بو میں رس بھری شکست اور نشاط آفرین ساعت تھی۔ کاش کائنات کی اس دھوپ چھاؤں کی ستیزہ کاری میں یوسا قدم روکتی خواہشوں اور گلابوں کے اوپر پڑی شبنم کی طرح تمہارے ساتھ رہتی۔ لیکن ہائے افسوس عارب اور نبیطہ کے ساتھ عزازیل نے یوسا کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔

ایلیکا کے اس انکشاف پر یونان کی حالت غصہ اور غصہناکی میں یکسر تبدیل ہو کر وہ گئی تھی اس کی آنکھوں سے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے بے سحر بے کنار دکھ کے صحرا میں ہڈیوں کی وحشی آندھیاں، اندھیروں کے آگن میں طوفان کے سفر اور سراپوں کے سمندر میں آوازوں کے بگبگوں کے جھکڑ چل نکلے ہوں۔ جبکہ اس کے چہرے پر ان گنت حشر انگیزیوں، ظلم آرائیوں خونخواری درندگی اور جبروت و بد مزاجیوں اپنا رنگ جمانے لگی تھیں۔ اس موقع پر ایلیکا نے پھر بڑا نرم سانس یونان کی گردن پر دیا ساتھ ہی اس کی دکھوں اور پریشانیوں سے بھرپور آواز سنائی دی۔

یونان میرے حبیب اپنے آپ کو سنبھالو جو کچھ ہوتا تھا ہو چکا دیکھ پہلے یوسا کی تدفین کا اہتمام کرو۔ اس کے بعد اپنے دفاع کی کوئی تدبیر کرو اس لئے کہ عزازیل نے بارہ انتہائی خونخوار اور طاقتور روحوں پر اپنا ایک آتش عمل کر کے ایک عفریت تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار کی ہے۔ اس عفریت کا نام اس نے پائیدہ رکھا ہے اور اس پائیدہ

گیدڑوں کی کرناک چیخیں وقفہ وقفہ سے صحرا کے اندر آگے جانے والے شاہراہ کے دونوں طرف سنائی دے جاتی تھیں زمستانی ہوا میں صحرا کی جھاڑیوں کی خوشبو اور اوس کی نمی میں اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں۔

اچانک عدی کے ایک ساتھی نے حدی گانا شروع کی۔ حدی کے بول اور اسکی لئے کو سنتے ہی اونٹ ہلبلائے اور حدی کے سنگیت پر انہوں نے اپنی رفتار پہلے سے کہیں تیز کر دی تھی۔ حدی کے پرسوز بول اور اونٹوں کے گلوں میں بندھی ہوئی کانسی کی گھنٹیوں کی آواز پرسکون صحراء میں دور دور تک بکھرنے لگی تھی۔

اگلے روز صبح پہر کے قریب عدی اور اس کے دونوں ساتھی بنوازد کے شہر میں داخل ہوئے اور شہر کی ایک شامی سرائے میں انہوں نے قیام کیا۔ عدی اور اس کے دونوں ساتھی سوداگروں جیسے رنگین چوٹے پہنے ہوئے تھے۔ انکے نیچے ان کے بہترین اور چمکتے ہوئے ہتھیار سجے ہوئے تھے۔

آدمی رات کے قریب جبکہ کائنات کی ہر شے اوگھ رہی تھی عدی اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو جگایا پھر وہ دھیمی اور رازدارانہ سی آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو! میرے بھائیو! رات آدمی کے قریب گزر چکی ہے اور یہ وقت اس کام کیلئے بے حد مناسب ہے جس کام کے لئے ہم بنوازد کی سرزمین میں داخل ہوئے ہیں میرے خیال میں اٹھ کھڑے ہو اپنے اس کمرے سے نکل کر اصطبل میں جائیں اپنے اونٹوں پر کجاوے ڈالنے کے بعد بنوازد کے معبد کا رخ کریں اور وہاں سے ان کے بت نکال کر رات کی تاریکی میں ہی اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر جائیں۔

عدی کے دونوں ساتھیوں نے عدی کی اس تجویز سے اتفاق کیا تینوں نے اپنا اپنا سامان سمیٹا اور سرائے سے نکل کر اصطبل میں آئے۔ سب سے پہلے انہوں نے اونٹوں کی گردنوں میں بندھی ہوئی کانسی کی بڑی بڑی گھنٹیاں اتار دیں پھر اونٹوں پر کجاوے ڈالنے کے بعد بنوازد کے معبد کے باہر نکلے۔ گھنٹیاں اتار دینے کی وجہ سے رات کے سنائے میں کوئی آواز پیدا نہ ہوئی تھی۔ لہذا تینوں بڑی رازداری کے ساتھ سرائے سے نکل کر شہر کے مضافات میں بنوازد کے معبد کے سامنے آئے۔ معبد کی ایک بلند دیوار کے سائے میں عدی نے اپنے اونٹ کو روک دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دونوں ساتھی بھی دیوار کے سائے میں اپنے اونٹوں کو روک چکے تھے۔

پھر عدی اپنے اونٹ سے کود گیا اس کے بعد اس نے گھیل کا سرا اپنے اونٹ کی اگلی

ٹانگوں پر مارا اور جواب میں اونٹ زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ اس وقت تک اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں سے اتر کر عدی ہی کی طرح ان کی ٹانگوں پر مار کر انہیں بٹھا چکے تھے۔

اس کے بعد عدی معبد کے بڑے دروازے پر آیا اور دروازے کو اس نے پیچھے دھکیلا پر لکڑی کے موٹے تختوں کا وزنی دروازہ اندر سے بند تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عدی لوٹ کر اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس آیا اور رات کے سناتے میں اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے سرگوشی کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے ساتھیو! میرے بھائیو! ہمیں وقت ضائع کئے بغیر اپنے کام کی تکمیل کرنی چاہئے۔ دیکھو میں کند کے ذریعے معبد میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر نیچے اتر میں معبد کا دروازہ کھول دوں گا تم دونوں چوکس اور چوکنے رہنا۔ اگر تم دونوں کو یہاں کھڑے ہوئے کوئی دیکھ لے اور یہاں تم سے کھڑے ہونے کی وجہ پوچھے تو کہنا۔ مسافر ہیں۔ شہر کی طرف جاتے ہوئے دعا مانگنے کے لئے معبد کے پاس رک گئے ہیں۔ میرے خیال میں تمہارے ایسا کہنے سے تمہارے معبد کے پاس ٹھہرنے پر کوئی بھی باز پرس نہیں کرے گا۔

اتنا کہنے کے بعد عدی اپنے اونٹ کے پاس آیا اونٹ کے کجاوے سے بندھی ہوئی کند اس نے کھولی وہ ایک مضبوط رسی تھی جس کے ایک سرے پر لوہے کی خمیدہ کئی سلاخیں بندھی ہوئی تھیں جن کی شکل شاہین کے پنجوں سے جلتی تھی۔ عدی نے لوہے کے ان پنجوں کو اپنے ہاتھ میں تھاما اور کند کا کچھ حصہ ایک گوں چکر میں دوہرا کیا پھر اپنے ہاتھ کو لہرایا اور اس زور سے کند معبد پر پھینکی کہ لوہے کی مضبوط پنجے نما وہ کند کہیں پھنس گئی تھی۔ عدی نے دو ایک بار خوب جھٹکے کے ساتھ کند کو کھینچ کر اس کی پختگی کا جائزہ لیا پھر بڑی تیزی سے معبد کی دیوار پر کند کے ذریعے چڑھنے لگا تھا۔

معبد کے اوپر جا کر عدی نے کند نکال کر نیچے پھینک دی جسے اس کے ساتھیوں نے لپیٹ کر اونٹ کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ معبد کے اندر عدی نیچے اتر آ۔ لکڑی اور لوہے کا بنا ہوا وزنی دروازہ اس نے کھولا اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ساتھی اپنے تینوں اونٹوں کو لے کر معبد میں داخل ہو گئے تھے۔ جبکہ عدی نے معبد کا دروازہ پہلے کی طرح پھر بند کر دیا تھا۔

تینوں کوئی کھٹکا کئے بغیر معبد میں داخل ہوئے اونٹ انہوں نے ایک جگہ باندھ دیئے پھر وہ معبد کے مختلف کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ کسی ناگہانی خطرے سے متنبہ کیلئے انہوں نے اپنی ٹانگوں میں اپنے ہاتھوں میں سوپ رکھی تھیں اور بد سے بدتر

حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو انہوں نے تیار کر لیا تھا۔

مختلف کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے وہ ایک کمرے کے سامنے ٹھک کر رہ گئے انہوں نے دیکھا اس کمرے میں معبد کے محافظ سوئے ہوئے تھے۔ تینوں نے ایک دوسرے کے ساتھ کچھ دیر تک رازدارانہ سرگوشی کی پھرتیوں اپنی ٹکواریں لہراتے ہوئے ایک ساتھ اس کمرے میں داخل ہوئے اور معبد کے محافظوں پر وہ ٹوٹ پڑے تھے۔ اس طرح جیسے شاہین کرگسوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ آن کی آن میں انہوں نے محافظوں کو قابو کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے منہ میں ان کے کپڑے ٹھونس کر رکھ دیئے تھے۔

معبد کے ان محافظوں سے فارغ ہونے کے بعد عدی اور اس کے دونوں ساتھی اس خاص کمرے میں داخل ہوئے جس میں بنوازد کے بت تھے۔ تینوں نے دیکھا وہ سنگ مرمر اور قیمتی سرخ پتھر سے بنا ہوا ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں شمالی دیوار کے ساتھ ایک بلند شہر نشین پر دو بہت بڑے اور وزنی پتھر کے بت استادہ تھے۔ کمرے کے اندر چلتے ہوئے تیز لوبان کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ عدی نے اپنے ساتھی سے سرگوشی کی اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی جس کمرے میں بت رکھے ہوئے ہیں اس کے دروازے کی طرف ذہر سے دیکھ۔ اس کا دروازہ اس قدر بلند ہے کہ اس دروازے کے ذریعے اونٹ اس کمرے میں داخل ہو سکتا ہے۔ لہذا تو جا میرے اونٹ کو لا کر اس کمرے میں بٹھا دے۔ تاکہ میں اس پر بنوازد کے یہ بت لادوں۔ عدی کے یہ الفاظ سنتے ہی اس کا ساتھی بڑی خیزی سے گیا۔ عدی کے اونٹ کو اٹھا کر وہ اس کمرے میں لایا اور ٹکیل اس کے پاؤں پر مار کر اسے بتوں کے قریب بٹھا دیا تھا۔ اونٹ کے بیٹھ جانے کے بعد عدی نے پھر اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم دونوں باہر ہی رکو۔ جن محافظوں پر ہم نے پر قابو پایا ہے ان کے علاوہ بھی اگر کوئی یہاں ہے تو تمہارے باہر رہنے سے وہ ہمارے لئے خطرہ ثابت نہیں ہوں گے۔ تم بڑی آسانی کے ساتھ ان سے نیٹ لو گے۔ دیکھ میرے ساتھیو۔

میرے بھائیو۔ میرے باپ نے کہا تھا کہ ان بتوں کو کئی جوان مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ تم طاقتور ہو۔ شاید تم وہ بت اٹھا لو۔ میں دیکھتا ہوں میرے باپ نے مجھ سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں کیا میں ان پر پورا اترتا ہوں۔ لہذا میں اکیلا ان بتوں کو اٹھا کر اس اونٹ پر لادنے کی کوشش کرتا ہوں تم کمرے سے باہر رہ کر میری حفاظت کا کام سرانجام دو۔ عدی کے کہنے پر اس کے دونوں ساتھی اپنی ٹکواریں سونت کر کمرے سے باہر کھڑے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد یہ عدی آگے بڑھا بتوں کے قریب آ کر تیس کی طرف منہ کر کے وہ سجدہ ریز ہوا پھر اپنا سر اٹھایا اور بڑی رقت آمیز آواز میں اپنے

دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر وہ دعا مانگ رہا تھا۔

اے خداوند اے ابراہیم کے خدا اس کائنات میں غم اور خوشی طاقت اور توانائی محبت اور نفرت۔ نرمی اور سختی۔ سیاہی اور سفیدی۔ چھوٹائی اور بڑائی۔ اتفاق اور نفاق اور جنگ اور امن تیرے اختیار میں ہے۔ دشمن کے اس شر میں میری مدد فرما۔ اے اللہ تو ہی دھواں دھواں۔ کمر کمر فضاؤں کو نور عطا کرتا ہے۔ اے خداوند تو ہی غبار غبار کاش کناروں سے موت بھی تاریکیوں کو پامال کرتا ہے۔

اے خداوند۔ اے ابراہیم کے خدا یہ مہکتے جنگل یہ لہکتی فصلیں یہ چمکتے طیور یہ چمکتے ستارے۔ برستے بادل۔ تیرے ہی دم سے ہیں۔ تو ہی رات کی خلا سے دن کی تلخی کو جنم دیتا ہے تو ہی رات کی گود کو صبح کی آغوش میں تبدیل کرتا ہے۔ حمیں وادیوں اور چلتے پتتے بے آب و گیاہ صحراؤں میں زندگی کے عروج و ارتقاء۔ فنا اور بقا کا سلسلہ میرے اللہ صرف تیرے ہی حکم سے جاری و ساری ہے۔ اے خداوند اے میرے خدا جس کام کیسے میں اس معبد میں داخل ہوا ہوں۔ میری مدد فرما کہ میں اپنے بوڑھے باپ کی خواہشوں کی تکمیل کر سکوں۔ اے خداوند تو چھوٹے کو بڑا۔ بڑے کو چھوٹا کر دے۔ تو چاہے تو کمزور و بے توانا کو ایسی توانائی عطا کرے کہ وہ خرق عادت ہو کر رہ جائے اے اللہ مجھے ہمت عطا فرما کہ میں بنوازد کے ان بتوں کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔“

قبلہ رو ہو کے خداوند کے حضور دعا مانگنے کے بعد عدی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا عدی کے دونوں ساتھیوں نے دیکھا کہ کمرے کے اندر چلتی ہوئی مشعل کی تیز روشنی میں عدی کے چہرے پر جنگلی جلال اور وحشت چھا گئی تھی پھر عدی آگے بڑھا اس نے اپنے دونوں مضبوط اور آہنی بازو ایک بت کی کمر کے گرد لپیٹے ذرا جھکا آسمان کی طرف دیکھا اور رقت آمیز آواز میں کہا۔

اے خداوند اے سارے جہاں کے پالنے والے اے میرے اور ساری کائنات کے رب۔ میری مدد فرما۔ اس کے ساتھ ہی عدی نے جھک کر خوب زور لگایا پھر بلند آواز میں اپنے رب کو پکارا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بت کو اوپر اٹھ لیا تھا۔

عدی کے دونوں ساتھی بڑی حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ عدی بت کو اٹھا کر قریب بیٹھے ہوئے اپنے اونٹ کے پاس لایا اور اس کے کجاوے کے ساتھ بت رکھتے ہوئے وہ دوبارہ پیچھے ہٹا اور جس طرح پہلا بت اس نے اٹھایا تھا اسی طرح دوسرے بت کو اٹھا کر اس نے کجاوے کے دوسری طرف رکھ دیا۔

میرے بھائیو جلدی کرو۔ میرے اونٹ پر ان دونوں بتوں کے گرد رسیاں پھیر کر باندھ دو۔ اس کے علاوہ ہم تینوں کے پاس جو بستر ہیں ان سے سارے کپڑے نکال کر ان بتوں پر ڈال دو انہیں اچھی طرح ڈھانپ دو۔ تاکہ انہیں کوئی نہ دیکھے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کوچ کر چلیں۔

وہ دونوں جوان بڑی تیزی سے حرکت میں آئے۔ عدی کی مدد سے دونوں نے مل کر بتوں کو اونٹ پر لادا اور انہیں رسیوں سے خوب کس کر باندھ دیا۔ کپڑے نکال کر دونوں بتوں کو اچھی طرح ڈھانپ دیا تھا اس کے بعد عدی نے اپنے اونٹ کی ٹکیل پکڑی اسے اٹھایا اتنی دیر تک اس کے دونوں ساتھی بھاگتے ہوئے باہر گئے انہوں نے اپنے اونٹ کھول کر انہیں اٹھ لیا تھا۔

بت لدے اونٹ کو عدی معبد سے باہر لایا اور ایک جگہ اسے کھڑا کر دیا۔ اتنی دیر تک اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں کو لے کر معبد سے باہر نکل چکے تھے۔ اس کے بعد عدی نے معبد کا دروازہ بند کر دیا اپنے اونٹ کی گردن میں ہاتھ ڈال کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا۔ اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں پر سوار ہو چکے تھے اور پھر عدی کی رہنمائی میں وہ بڑی تیزی سے اس شاہراہ کی طرف جا رہے تھے جو انکے قبیلے کی طرف جاتی تھی۔

○

اگلے روز تین سواروں اور اونٹوں کا یہ مختصر ترین کارواں کہیں رکے بغیر صحرا میں دھول اڑاتا ہوا اپنے قبیلے میں داخل ہوا بنو ایاد کے بوڑھے سردار نصر نے اپنے مکان سے باہر نکل کر بیٹے کا استقبال کیا اس لئے کہ بستی میں اس کے آنے کا شور مچ گیا تھا اور لوگ خوش تھے کہ عدی بنو ازد کے بت اٹھ لایا ہے۔ جب عدی کا اونٹ مکان کے سامنے بٹھایا گیا اور بتوں کے گرد لپٹے ہوئے کپڑے ہٹائے گئے تو نصر نے آگے بڑھ کر بیٹے کو اپنے سینے سے لپٹاتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی اور کہنے لگا۔

میرے فرزند۔ میرے بیٹے میرے بچے۔ مجھے پختہ یقین تھا کہ تم ان بتوں کو ضرور اٹھا لاؤ گے۔ میرے بیٹے۔ میرے بچے قسم خداوند کی قسم ابراہیم کے عظیم رب کی۔ مجھے تم سے ایسی ہی توقع اور امید تھی۔ میرے بیٹے مجھے امید ہے کہ اب بنو ازد کا حکمران جزیہ میرے بیٹے کو زبردستی طلب نہیں کر سکے گا۔ بیٹے ان بتوں کو اٹھا کر اپنے مکان کے اندر لے جاؤ اس کے بعد میں ایک خط لکھ کر قاصد کے ذریعے بنو ازد کے حکمران جزیہ کی طرف

بجواؤں کا اور اس سے کہوں گا کہ ہم تمہارے بت اٹھا کر لے آئیں ہیں اور تم نے اگر میرے بیٹے کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے قبیلے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے دونوں بتوں کو توڑ دیں گے۔ اپنے سردار کا یہ فیصلہ سن کر بنو ایاد کے لوگ بہت خوش ہوئے پھر سب لوگ عدی کے ساتھ مل کر بنو ازد کے دونوں بتوں کو اندر لے گئے تھے۔

○

بنو ازد کے لوگ اور ان کا حکمران جزیہ اپنے بتوں کے چوری ہو جانے کی وجہ سے بڑے پریشان اور فکر مند تھے جس روز یہ بت عدی اٹھا کر لے گیا تھا اس کے دوسرے روز اپنے صحرائی محل میں اپنے وزیر قصیر بن سعد کے ساتھ بڑا فکر مند اور سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ کہ اس کی جواں سال بہن رقاش بھی اس کے قریب بیٹھی تھی۔ رقاش ایک انتہائی خوبصورت لڑکی تھی اور عرب قبیلوں کے کئی سردار اس سے شادی کرنے کا پیغام دے چکے تھے۔ لیکن جزیہ سب کی خواہش کو ٹھکرا چکا تھا۔ رقاش اس کی اکلوتی بہن تھی اور وہ اسے کسی بڑی سلطنت کے حکمران کے ساتھ بیاہنے کی خواہش رکھتا تھا۔ تینوں ہی اپنے بت چوری ہو جانے پر بڑی فکر مندی اور پریشانی میں سوچ و پکار کا شکار بیٹھے تھے۔

بت چوری ہو جانے پر جزیہ یوں پریشان تھا کہ وہ بنو ازد والے ان دونوں بتوں کو اپنا خدا مان کر ان کی پوجا کرتے تھے اور بت چوری ہو جانے سے ان کے عقیدے کو سخت دھچکا لگا تھا۔ پچھلے پورے دن سے بنو ازد کے کھوجی بت چرانے والوں کو تلاش کرنے صحرا کے اندر ہی بٹک رہے تھے۔ صحرا کے اندر ان کھوجیوں کا رخ بنو ایاد کی طرف تھا۔

جزیہ اس کا وزیر قصیر بن سعد اور جزیہ کی حسین بہن رقاش تینوں بڑے افسردہ اور پریشان پریشان بیٹھے تھے۔ کہ بنو ازد کا ایک نوجوان ان کے سامنے آیا پھر وہ جزیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ میں اپنے ساتھ ایک ایسے نوجوان کو لے کر آیا ہوں جس کا تعلق بنو ایاد سے ہے۔ اس کے پاس بنو ایاد کے سردار نصر کا ایک پیغام ہے قاصد کا کہنا ہے کہ یہ پیغام چوری ہو جانے والے بتوں سے ہی متعلق ہے۔ اس نوجوان کے اس انکشاف پر جزیہ کو قصیر بن سعد۔ رقاش تینوں چونک پڑے تھے۔ پھر جزیہ بولا اور اپنے اس جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو بنو ایاد کے اس قاصد کو میرے قریب ماؤ اسے کہو کہ وہ میرے لئے

دس جنگی گھوڑوں جیسی طاقت رکھتا ہے اگر بت اس سے بھی بھاری ہوتے تو وہ بھی انہیں اکھاڑ اور اٹھا کر لے جاتا۔ اور پھر تم جانو جو شخص چٹانوں کو اکھاڑ پھینکنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے سامنے ان دو بتوں کی کیا حیثیت تھی اس قاصد کی یہ گفتگو سن کر جزیہ اور قصیر بن سعد تو خاموش رہے لیکن جزیہ کی حسین ترین بہن رقاش بول پڑی اور بنو ایاد کے اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص دس جنگی گھوڑوں کے برابر طاقت رکھتا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارے قبیلے کے سردار کا بیٹا عدی بن نصر اکیلا ہمارے دونوں بتوں کو اٹھا کر لے گیا ہو۔ یقیناً رات کی تاریکی میں وہ اپنے ساتھ اپنے کچھ ساتھی لے کر آیا ہو گا جنگی مدد سے وہ ہمارے بتوں کو اٹھا لے جانے میں کامیاب ہو گیا اس پر بنو ایاد کا وہ قاصد پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے لڑکی میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ پہلے اپنا تعارف کرا پھر میں تجھے جواب دیتا ہوں اس پر رقاش پھر بولی اور کہنے لگی۔ میں بنو ازد کے حکمران جزیہ کی بہن رقاش ہوں اس پر وہ قاصد پھر بولا اور کہنے لگا۔ سن بنو ازد کے حکمران کی بہن رقاش تو عدی بن نصر کو نہیں جانتی۔ ان صحراؤں کے اندر کوئی بھی عدی بن نصر سے بڑھ کر طاقت نہیں رکھتا۔ وہ ایسا شخص ہے جو بڑی بڑی چٹانوں کو اکھاڑ پھینکنے کی ہمت رکھتا ہے۔ اس کی اسی طاقت اور جوانمردی سے متاثر ہو کر حیرہ کی ملکہ الزباء نے اسے اپنے یہاں طبع کیا تھا۔ الزباء نے اپنے بہترین پہلوان سے اس کا مقابلہ کرایا جسے نصر نے زیر کر دیا اور جواب میں الزباء نے نہ صرف یہ کہ عدی بن نصر کو انعامات سے نوازا بلکہ الزباء نے عدی بن نصر سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ عدی بن نصر نے ملکہ الزباء سے یہ وعدہ کر کے اپنے باپ کے پاس لوٹ آیا کہ وہ اپنے باپ سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد شادی کرنے سے متعلق کوئی فیصلہ کرے گا۔ پس اے جزیہ کی بہن تو مانے یا نہ مانے پر یہ ایک حقیقت ہے کہ تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو اکیلا عدی بن نصر اٹھا کر لے گیا ہے یہ دونوں بت اس نے خود اپنے قبیلے کے ایک سرکش اونٹ پر لادے اور وہ اونٹ رات کی تاریکی میں دونوں بتوں کو تمہارے قبیلے کی حدود سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

بنو ایاد کے اس قاصد کی گفتگو پر جزیہ۔ قصیر بن سعد اور رقاش بیٹوں ہی خاموش رہ کر نہ جانے کن سوچوں میں الجھے رہے اس پر بنو ایاد کا وہ قاصد پھر بولا اور پوچھنے لگا تم عدی بن نصر کو ہم سے کیوں مانگے ہو۔ جواب میں بنو ایاد کے حکمران جزیہ نے بڑے غور سے قاصد کی طرف دیکھا پھر کہا کہ ہم عدی بن نصر کو تم سے اس لئے مانگتے ہیں کہ وہ ایک

اپنے سردار کا کیا پیغام لایا ہے۔ اس پر وہ نوجوان بنو ایاد کے قاصد کو لے کر آگے بڑھا اور پھر جزیہ کے کہنے پر اس قاصد نے اپنے کھلی سستینوں والی قبا کے اندر سے لپٹا ہوا ایک کاغذ نکالا اور جزیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کہنے لگا یہ ہمارے سردار نصر کی طرف سے آپ کے لئے پیغام ہے۔ جزیہ نے وہ کاغذ لے لیا پھر وہ اسے کھول کر پڑھنے لگا اس میں لکھا تھا۔

”سنو بنو ازد کے حکمران جزیہ۔ تمہارے قبیلے کے دونوں بت اٹھا کر اپنے قبیلے میں ہم لے آئے ہیں یاد رکھو اگر تم نے میرے بیٹے کو حاصل کرنے کے لئے میرے قبیلے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو توڑ کر صحرا میں پھینک دیں گے لہذا میں بنو ایاد کے سردار کی حیثیت سے تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ ہماری طرف صبح کا ہاتھ بڑھاؤ۔ ہمارے ساتھ جنگجویانہ رویہ ترک کر دو اور میرے بیٹے کو مجھ سے زبردستی حاصل کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ جزیہ نے کپڑے پر لکھا ہوا وہ پیغام پڑھا کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر وہ پیغام اس نے اپنے وزیر قصیر بن سعد کو تمہا دیا تھا۔ ساتھ ہی اس کی مدہم سی آواز بھی سنائی دی وہ بن سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

بنو ایاد کے سردار نصر کی طرف سے آنے والے اس پیغام کو غور سے پڑھو اور بتاؤ کہ اب ہمیں بنو ایاد کے خلاف کیا قدم اٹھانا چاہئے اس پر قصیر بن سعد نے پیغام لکھا وہ کپڑا لے لیا اور بڑے غور اس کی تحریر پڑھنے لگا تھا۔

قصیر بن سعد نے کپڑے پر لکھا ہوا پیغام پڑھا پھر پیغام لکھا ہوا وہ کپڑا تہہ کرتے ہوئے اس نے بنو ایاد کی طرف سے آنے والے اس قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تم بتا سکو گے کہ ہمارے بتوں کو ہمارے معبد سے اٹھا کر کون لے گیا ہے۔ اس پر قاصد نے قصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو ہمارے سردار کا بیٹا ان صحراؤں کا طاقتور ترین انسان عدی بن نصر اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس پر قصیر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ عدی بن نصر اکیلا ہمارے معبد سے بتوں کو اٹھا لے جانے میں کیسے کامیاب ہو گیا۔ جبکہ ان بتوں کو بڑی مشکل سے دس آدمی مل کر اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بت معبد کے کمرے میں بڑی مضبوطی سے ا۔ ستادہ تھے۔ قصیر کے اس جواب پر بنو ایاد کے قاصد نے فخریہ انداز میں اپنی چھاتی تانتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

ہمارے قبیلے کے سردار کا بیٹا عدی بن نصر صحراؤں کا فرزند ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ

ہمارے اور جنگجو اور طاقت ور نوجوان ہے اور اس سے ہم اپنے دشمنوں کے خلاف کام لیتا چاہتے ہیں۔ اس پر قاصد نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ پر یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے قاصد کی اس گفتگو کے جواب دینے کے بجائے بنو ازد کے حکمران جزیہ نے کچھ سوچا اور پھر سامنے رکھی ہوئی اس نے چھوٹی سی ایک چوبی ہتھوڑی اٹھائی اور اپنے بائیں طرف لگتے ہوئے پستل کے طشت پر اس نے اس ہتھوڑی کو دے مارا تھا۔ ہتھوڑی کی ضرب پڑتے ہی وہ طشت ایک گونجتی ہوئی آواز کے ساتھ بول اٹھا تھا جس کے جواب میں ایک مسلح جوان تقریباً بھاگتا ہوا اندر آیا اور اسے دیکھتے ہی جزیہ کہنے لگا یہ بنو ایاد کا قاصد ہے اسے مسمان خانے میں لے جاؤ یہ اس وقت تک ہمارے یہاں رہے گا جب تک اس کے حقیق ہم کچھ فیصلہ نہیں کر پاتے۔ جزیہ کا یہ حکم سن کر آنے والے مسلح نوجوان بنو ایاد کے اس قاصد کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

بنو ایاد کے اس قاصد کے باہر نکل جانے کے بعد جزیہ نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے وزیر قیس بن سعد کی طرف دیکھا پھر کسی قدر پریشانی میں اس نے پوچھا سعد کے بیٹے اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ قیس بن سعد نے بڑے اطمینان سے کہا۔

آپ بتوں سے متعلق زیادہ فکر مند نہ ہوں۔ میں چند روز تک بنو ازد کی طرف روانہ ہوں گا اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے سرکردہ سرداروں کو بھی لے جاتا ہوں گا۔ میں اس قاصد کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤں گا۔ بنو ایاد میں پہنچ کر ان کے سردار نصر سے بات چیت کروں گا اور سنو بنو ازد کے حکمران۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں دونوں بتوں کے ساتھ ساتھ عدی بن نصر کو آپ کے سامنے لانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس پر جزیہ نے چونک جانے کے انداز میں قیس بن سعد کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر میں جانوں گا کہ تم نے ایک بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے۔ اس پر قیس بولا اور کہنے لگا میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ جب میں عدی بن نصر کو یہاں لے کر آؤں تو آپ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پھر قیس اپنا منہ جزیہ کے کان کے قریب لے گیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا ہماری بہتری اسی میں ہے کہ جب میں عدی بن نصر کو یہاں لے کر آؤں۔ تو آپ اپنی بہن رقاش کی شادی اس سے کر دیں۔ اس پر جزیہ چونک سا پڑا اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ عدی ان صحراؤں کا ایک معمولی نوجوان ہے۔ وہ عرب قبائل میں سے ایک معمولی قبیلے بنو ایاد کے سردار کا بیٹا ہے۔ لہذا یہ مقام اسے کسی بھی صورت میں دیا جا سکتا۔ جزیہ کے چہرے پر غصہ اور ناپسندیدگی کے آثار دیکھتے ہوئے

قیس بن سعد خاموش رہا پھر وہ اسے خوش کرنے کے لئے کہنے لگا۔ بہرحال آپ کا فیصلہ آخری ہو گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چند روز تک اپنے بیٹ اور عدی بن نصر دونوں یہاں ہوں گے جواب میں جزیہ نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالتے ہوئے کہا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہاری خواہش کے مطابق میں عدی بن نصر کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ جزیہ کا یہ جواب سن کر قیس بن سعد خوش ہو گیا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا اب میں جاتا ہوں اور چند روز تک بنو ایاد کی طرف روانہ ہو کر اپنے کام کی تکمیل کی ابتداء کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی قیس بن سعد جزیہ کے صحرائی محل سے نکل گیا تھا۔



رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ ستاروں کے قافلے اپنی اپنی منزلوں کی تلاش میں رواں دواں تھے ایسے میں یونان ملک الزبا کے شہر شط الفرات سے باہر صحرائی قبرستان میں یوسا کی قبر کے پاس بیٹھا اس کی قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا تیز ہوائیں ابھری ہوئی قبروں سے لپٹ کر روتے لحوں کو اڑاتے جا رہی تھیں۔ یونان بے چارہ گولوں کے ہنسنے کسی مسافر کی طرح چپ تھا مفلس کے جھونپڑے جیسا وہ دکھیا۔ آلام کے عیب سایوں جیسا مغموم بوڑھے پچھل جیسا ویران خاموش پیروں جیسا اداس۔ مٹی کے ڈھیر جیسا افسردہ ستارے میں پڑنے والی چوٹ جیسا بے رونق اور ویرانوں میں چھوٹے کے دکھیا گیت جیسا ملول دکھائی دے رہا تھا۔ اسکی حالت اس آوارہ بادل جیسی ہو رہی تھی جو پانی کی تلاش میں سرگرداں ہو۔

تھوڑی دیر تک وہ مغموم اور خاموش بیٹھا یوسا کی قبر پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر کسی طفل معصوم کی طرح جگر کو لو کر کے انداز میں بند کمرے میں بھڑکتی آرزو کی طرح بے حال اور گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یوسا تو میری نسلوں کی دولت میری کشتی کا ساحل میری محبت میری جستجو کا حاصل میری ذات کے شجر کا ثمر اور میرا سرمایہ حیات تھی۔ تیرے بغیر میں زمین پر برستی راتوں میں سورج کے اجالوں میں امیدوں کے تنہا ویرانوں میں خاموشی کا شیشہ توڑ کر اڑتے ہوئے لحوں میں اور بجھتی بے شعور رات میں بلند ہونے والی صداؤں کی طرح بھٹکتا رہوں گا۔ سنو یوسا خزاں کی زخم خوروں یلغار میں تو میرے لئے امرت کا ایک چشمہ تھی۔ اذیت بھری حیات میں تو میری محبت کا بھرم تھی۔ میں عقیدتوں کے پھول ٹھکانے کرنے والا تم جیسا ہمارا امن کی لوریاں سناتے والا تم جیسا دم ساز کہاں تلاش کروں گا۔ سنو یوسا

عزائیل کی اس گفتگو کے جواب میں یونان بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ عزائیل یہ گمراہی شادیوں فطرت کے رنگین جمال یہ خشک موضوع یہ کڑے بول سب میرے خداوند قدوس کی طرف سے ہیں۔ وہی دن رات طاری کرتا ہے۔ وہی عزت و ذلت عطا کرتا ہے یہاں تک کہنے کے بعد یونان خاموش ہو گیا پھر وہ خون کے کسی دھارے آگ کے سمندر، دہر کے پچائے، موت کے نذرانے، مرگ کے لب بستہ طوفان اور سوچوں کے منجد ہار کی طرح حرکت میں آیا ایک دم وہ آگے بڑھا اور اچانک ہی عزائیل پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ شاید رات کی تاریکی میں دیرات قبرستان کے اندر اس نے عزائیل سے بیوسا کا انتقام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

اندھے طوفانوں کی طرح یونان عزائیل کے قریب آیا پھر لگاتار کئی زور دار ضربیں عزائیل کے چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں پر دے ماری تھیں عزائیل نے اپنا دفاع کرتے ہوئے یونان پر جوابی وار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی کوئی پیش نہ گئی تھی اس لئے کہ یونان نے جو اپنی طاقت اور قوت کو دس گن بڑھا لیا تھا اس کی وجہ سے عزائیل مکمل طور پر یونان کے سامنے بے بس دکھائی دے رہا تھا۔ یونان نے تھوڑی دیر کیلئے عزائیل کو مار مار کر بری طرح کھنگال کر رکھ دیا تھا۔ عزائیل نے جب دیکھا کہ اب یونان کے سامنے بالکل بے بس اور لاچار ہوتا دکھائی دے رہا ہے تو اس نے اشارے سے پائیر کو یونان پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

دوسری طرف یونان کو پائیر کی طاقت اور قوت کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ جب دیکھا کہ عزائیل زمین پر بے بسی کے عالم میں زمین پر گر پڑا ہے اور پائیر اس پر حملہ آور ہو رہا ہے تو وہ عزائیل کو چھوڑ کر پائیر کی طرف بڑھا اور اس پر بھی حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی۔ اس نے لگاتار کئی زور دار گھونے اس پائیر کے پیٹ میں دے مارے تھے۔ پائیر وقتی طور پر تھوڑی دیر کیلئے جھکا تھا لیکن یونان کے ان مکوں کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔ لمحہ بھر کیلئے اس نے پیٹ کو سہلپا ضرور تھا لیکن اس سے اس کے غصے میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اس نے یونان کے منہ پر اپنا پنجہ نما ہاتھ اس زور سے مارا کہ یونان ہوا میں پلٹیاں کھاتا ہوا دور جاگرا۔ پھر وہ پائیر طوفانی انداز میں آگے بڑھا اور گردن سے پکڑ کر اس نے یونان کو اوپر اٹھایا اور اس کے کندھوں اور اسکی پیٹھ پر ضربیں لگائیں۔ کہ یونان ہوا میں پلٹیاں کھاتا ہوا دور جاگرا تھا۔ یونان کے کندھے اور اس کے منہ سے بری طرح خون بہہ نکلا تھا۔ شاید اس جگہ اس پائیر کے درندہ نما پنجے لگے تھے۔ قبل اس کے کہ پائیر پھر آگے بڑھ کر یونان کو اپنا ہدف بناتا یونان اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس

تمہاری موت کے بعد تمہارے بغیر میں خاموشی میں ڈوبے گھر اور پردیس کی بے مرکز گاہ جیسی زندگی میں زخم بے دوا اور چاک بے رفو بن کر رہ جاؤں گا۔ میرے دشمن میرے لئے چاندنی کی راکھ ابو کی بارش میں عکسوت وہم کھڑا کرتے رہیں گے اور میرے راستوں کو دنیا بھر کی گمراہی نا آسودگیوں اور سیاہ تانسیدوں سے بھر دیں گے۔

یہاں تک کہتے کہتے یونان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اسی لمحے ابلیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا۔ ابلیکا کی روٹی اور بین کرتی ہوئی آواز یونان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی یونان میرے حبیب سنبھلو۔ میں جانتی ہوں بیوسا کے مرنے کا تمہیں کس قدر دکھ اور کس قدر صدمہ ہے۔ لیکن اس دکھ اور اس صدمے کو جان کا روگ نہ بناؤ۔ یہ دنیا ایک سرائے ہے کوئی آتا ہے۔ کوئی جاتا ہے۔ جو آتا ہے اسے ایک نہ ایک روز یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔ اپنے آپ کو سنبھلو۔ تھوڑی دیر تک عزائیل تم پر وارد ہونے والا ہے وہ اپنے ساتھ اپنے پائیر کو بھی لے کر آ رہا ہے اور وہ اس قبرستان میں پائیر کو تم پر آزمائے گا۔ لہذا اپنے آپ کو سنبھلو۔ ورنہ یاد رکھو اس قبرستان میں پائیر تمہاری ایسی حالت کرے گا جو آج تک کبھی نہ ہوئی ہوگی۔

ابلیکا کی اس تنبیہ پر یونان فوراً اٹھ کھڑا ہوا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے اپنی طاقت اور قوت کو دس گنا بڑھا لیا تھا۔ وہ بیوسا کی قبر سے ایک طرف ہٹ کر عزائیل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عزائیل رات کی تاریکی میں یونان کے سامنے قبرستان کے اندر نمودار ہوا اس کے ساتھ پائیر بھی تھا۔ یونان نے پہلی بار اس پائیر کو دیکھا وہ بڑا قد آور اور قوی پیکل تھا اور اس کے جسم پر جو بھیڑ جیسی اون تھی وہ رات کی تاریکی میں یوں چمک رہی تھی جیسے اون نے ہلکی ہلکی آگ پکڑ رکھی ہو۔ پائیر یونان سے چند قدم دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا جبکہ عزائیل آگے بڑھا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ کیا میں نے تیری زندگی کی ساتھی بیوسا کا خاتمہ کر کے تیری تقدیر کے سفر میں جدائی کے زخم اور ہاتھ کی لکیروں میں نا آسودگی نہیں بھر دی۔ نیکی کے نمائندے جو بھی میرے ساتھ تیری طرح ٹکرایا میں نے اس کی نظر کی روشنی میں دیرانیاں۔ بازار حیات اور قلب کی راحت میں ٹیکراں بے نشان دکھ بھرے ہیں۔ دیکھ میں تیرے خداف بھی کیا خوب حرکت میں آیا ہوں۔ تیرے فرد نصیب میں میں نے زندگی کا نحوس۔ وقت کے سرور میں ذلت کا ناسور اور نبض حیات میں نفرتوں کی آگ اور زخموں کے گلستان بھر کر رکھ دیئے ہیں۔

قانون فطرت کے تحت رواں اور دواں ہیں۔

اے میرے اللہ۔ کائنات کی اس اقلیدس میں یہ عزائیل موت اور نیستی اور بربادی کی الماتی داستانوں کا کھیل میرے ساتھ کھیلتا چاہتا ہے۔ میرے اللہ زندگی کی دھوپ چھاؤں میں یہ عزائیل میرے لئے درد کی زنجیر۔ مجبوری کا قصہ۔ حقارت بھری ٹھوکر کا زخم بن جانا چاہتا ہے۔ میرے اللہ یہ تیرا راندہ ہوا میں میری پسلیوں کا نیزہ بن کر میری زندگی کو دل کی سلاک بٹ آنگھوں کے آئسو۔ ذہن کی تھکن سے بھر دینا چاہتا ہے۔ میرے اللہ میں اس عزائیل کے دکھ کی آگ۔ سلگتی خواہشوں۔ رینگتے خیالات کے ہجوم یاں انگیز تارکیوں میں اور ظلم کے گھمبیر اندھیروں سے تیری پناہ مانگتے ہوں۔ میرے اللہ مجھے اس عزائیل کی ستم رانیوں سے نجات دے۔ میں اس کے شر سے تیری ہی ذات کی پناہ مانگتا ہوں۔“

سجدے میں گر کر یہاں تک دعا مانگنے کے بعد یوناف پھر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے دیکھا تھوڑی دیر بعد آسمان پر ہادل گر جئے گئے تھے پھر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہونے لگی تھی۔ جس سے بچنے کیلئے عزائیل اور پائیدو ذرا پیچھے ہٹ کر ایک عبارت کے چھبے تے کھڑے ہو گئے تھے۔ اچانک ایک بار زوردار بجلی جو گرجی تو یوناف نے حرم سے دور کچھ فاصلے پر ایک بلی کو دیکھا جس کے پیچھے اس کے چھوٹے چھوٹے تین بچے چپے جا رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف کی آنکھوں میں امید کی چنگاریاں رقص کرنے لگی تھیں۔ ہونٹوں پر ہلکا سا تھسم نمودار ہوا تھا۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے اللہ میں تیرا ممنون ہوں تیرا شکر گزار ہوں رات کی اس تاریکی میں اور برستی بارش میں میرے اللہ تو نے کیا خوب میری رہبری اور ہمنائی کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا حرم کعبہ سے نکلا اپنے گلے میں جو اس نے چری تھیلا لٹکا رکھا تھا وہ سنبھالا۔ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے بجلی کے کوندے کی طرح وہ لپکا بلی کی تینوں بچوں سے دو کو اٹھا کر اس نے اپنے چری تھیلے میں ڈالا اور پھر بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک عزائیل اور پائیدو نے بھی اسے دیکھ لیا تھا لہذا وہ بھی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔ یوناف حرم کعبہ سے نکل کر بلی کے ان دونوں بچوں کو لے کر یمن کی طرف بھاگا۔ جبکہ عزائیل اور پائیدو اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔

یوناف صبح تک یمن کے کوہستانی سلسلوں کے اندر عزائیل اور پائیدو کو اپنے پیچھے چکر دیتا رہا۔ جب مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہونا شروع ہوا تو یمن کے مرکزی شہر قارب کے باہر کوہستانی سلسلے کے اندر سرارپ کے جنوب میں ایک بلند کوہستانی سلسلے کے اوپر ٹھہر گیا۔ سورج اب مشرق سے طلوع ہو چکا تھا۔ ہر شے شعبہ جہیں انجم نگاہ اور خورشید

وقت تک پائیدو پھر نزدیک آیا اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے ایک ہی ہاتھ سے یوناف کو اوپر اٹھایا اور بڑے زور دار انداز میں کافی دور پھینک دیا تھا۔ یوناف اپنے آپ کو اس پائیدو کے سامنے مکمل طور پر بے بس اور لاچار محسوس کر رہا تھا۔

قبل اس کے کہ پائیدو پھر نزدیک آکر یوناف پر ضرب لگاتا یمن اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بڑی ہمدردی اور غمگساری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو یوناف اس پائیدو سے مقابلہ کرنے کا خیال ترک کر دو۔ تم یہاں سے بھاگ کھڑے ہو۔ میں کہتی ہوں کہ مکہ کا رخ کرو اور وہاں اللہ کے گھر کعبہ میں پناہ لو۔ دنیا میں اس وقت وہی ایک جگہ ہے جہاں تمہیں اس عزائیل اور پائیدو سے پناہ مل سکتی ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو یہ عزائیل اور پائیدو دونوں مل کر تمہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

ابلیکا کے ان الفاظ کا یوناف پر خاطر خواہ اثر ہوا پہلے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنے منہ اور شانے پر بہتا ہوا خون اس نے صاف کر لیا اس نے اپنی حالت درست کی پھر وہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے وہاں سے غائب ہو گیا تھا جبکہ عزائیل اور پائیدو بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

یوناف نے حرم کعبہ میں آکر پناہ لی تھی اور عزائیل اور پائیدو حرم کعبہ سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ یوناف نے جب دیکھا کہ عزائیل اور پائیدو حرم کعبہ میں داخل نہیں ہو رہے تو اسے کسی قدر تسلی ہوئی پھر خوف زدہ سے انداز میں وہ سجدہ میں گر گیا اور بڑی عاجزی اور انگساری سے اپنے خداوند کے حضور دعا مانگنے لگا۔

”اے خداوند۔ اے میرے خدا۔ ہر ذی حیات کی دھڑکنوں میں۔ دعاؤں میں تو ہے۔ ہر شے کی سوچوں میں تفکرات میں رازوں میں خوابوں میں شعور اور لاشعور میں اور روحوں کی حلاوت تک میں تو ہے۔ الٰہی یہ ہونٹوں کے تبسم۔ یہ سانسوں کی مہک۔ یہ نظر نظری روشنی۔ یہ نفس نفس کی نمکی۔ سب تیرے ہی کن کی بدولت ہے۔

اے خداوند۔ ترانہ سحر۔ و نیمفہ شب میں تو۔ آیات ہمہ نور۔ باغوں کے برگ و ثمر میں تو۔ صفات و ذات کی ساری تجلیاں تیرے ہی لئے دہر کی رزاق اور ربوبیت بھی تیرے لئے۔ نیک و بد سے بالاتر اوبہیت تیری تو نور دائم ہے۔ تیرے سوا سب کا مقدر زوال ہے۔ میرے اللہ تو مکان اور لامکان ہے۔ تو بے کراں اور بے نشان ہے۔ نیلے بحر کا جاہ و جلال ہر دشت و گلشن کا جمال تیرے ہی دم سے ہے۔ تو ہی نیلگوں بے کراں آسمانوں میں یادلوں کے بادیاں کھولتا ہے تو ایک خاک کو اوج ثریا عطا کرتا ہے۔ میرے اللہ ہر آورش ہر معراج میں یادوں کے رنگ۔ سوچوں کے نکھار الفاظ کی حوریں اور تخیل کی جل بریاں تیرے ہی

بکھت ہو کر سحر پیکر کی طرح نمودار ہو گئی تھی۔ ڈوبتے کاپٹے سایوں میں روشنی رنگ لہریں اپنا رنگ جمائے لگیں تھیں۔ صبح تک عزازیل اور پائرو کو چکر دینے کے ساتھ ہی ساتھ یوناف نے اپنے چرمی تھیلے میں بند بلی کے دونوں بچوں پر اپنا سری عمل کرتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیا تھا پھر سد مارب کے جنوبی کوستانی سلسلے کی ایک چوٹی پر ٹھہرنے کے بعد اس نے بلی کے دونوں بچوں کو نکالا اس نے اپنا سری عمل کیا۔ ان کی جسامت اور قوت کو اس نے دس گنا جب بڑھایا تو بلی کے دونوں بچے یوناف کے دائیں بائیں انتہائی بڑی جسامت کے خونخوار چیتے بن کر کھڑے ہوئے گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک اس کوستانی سلسلے پر یوناف کے سامنے عزازیل اور پائرو بھی نمودار ہوئے تھے۔

یوناف کے ساتھ بڑی بڑی جسامت کے دو چیتوں کو دیکھتا ہوا عزازیل چونکا تھا۔ جبکہ پائرو کو دیکھتے ہوئے چیتے بری طرح غرائے لگے تھے لیکن یوناف نے ان دونوں کو گردن سے پکڑ کر روک رکھا تھا۔ پھر یوناف بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن۔ عزازیل۔ نحوست میں ڈوبی ہوئی وہ شام تمام ہوئی۔ جس میں تم میرا تعاقب کرتے رہے ہو۔ اب ان زہر انگتی ویرانوں میں میں مدت کے رے طوفانوں کی طرح تیرے اور تیرے پائرو کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ تم دونوں کے غرور کے شعلوں کو دکھ کی جھیل کے کناروں میں بدلوں گا۔ سن عزازیل ان سنان ساعتوں ویران لحوں میں تم دنوں کے لئے وقت کا آنسو اور حقارت سے بھری ٹھوکر اور زندگی کے عذاب سے لبریز ایک کرناک حقیقت بن جاؤں گا۔ عزازیل تو نحوست کا پھل اور کڑوا بول ہے۔ تیری سرشت۔ تیری کھردری زبان کو میں بے حسی کی سرد لاش اور زخموں کی جراحت بنا کر رکھ دوں گا۔

جواب میں عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ اے نیکی کے نمائندے۔ میں دیکھتا ہوں تو ات بھر میرے اور پائرو کے سامنے بے بس مسافر کی طرح اپنی جان چھپاتا پھرتا رہا ہے۔ تو میرے خلاف کیا حرکت میں آئے گا اور یہ جو چیتے تو نے اپنے دائیں بائیں کھڑے کر لئے یہ اس پائرو کے سامنے نہیں ٹک سکیں گے۔ یہ جو تو مجھے اور پائرو کو دھمکیاں دیتا ہے سب خالی خولی دھونس ہے جس میں ہرگز آنے والا نہیں۔ ساتھ ہی عزازیل نے آگے بڑھ کر پائرو کو یوناف پھر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ عین اس وقت یوناف نے اپنی ی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت کو بھی دس گنا بڑھا لیا تھا۔

پائرو جو نہی یوناف پر ضرب لگانے کیلئے آگے بڑھا یوناف نے اپنے دائیں بائیں کھڑے کے ان دونوں بچوں کو جو بڑے بڑے چیتوں کی صورت اختیار کر چکے تھے چھوڑ دیا۔

یوناف کا ان چیتوں کو چھوڑنا تھا کہ وہ دائیں بائیں طرف سے پائرو پر ٹوٹ پڑے۔ عین اس وقت یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کی اور اس پر اپنا کوئی سری عمل کیا اس میں سے چنگاریاں اٹھنے لگیں تھیں پھر وہ اپنی تلوار لراتا ہوا پائرو پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے پائرو کے پیچھے کھڑے عزازیل کے چہرے پر ان گنت بدگمانیاں سی لرا گئی تھیں پھر عزازیل کی طرف سے ایک شعلہ لپکا اور یوناف کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی ساتھ ہی عزازیل نے ایک قلعہ لگایا اور کہنے لگا دیکھ اے نیکی کے نمائندے تو اپنی اس تلوار کو میری موجودگی میں پائرو کے خلاف استعمال نہیں کر سکتا۔ یوناف پر حرکت میں آیا اپنی تلوار اٹھا کر نیام میں کر لی۔ پھر چند قدم آگے بڑھتے ہوئے اس نے ہوا کے اندر ایک بلند جست لگائی اور پوری قوت کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اس نے پوری قوت اور طاقت کے ساتھ پائرو کے ناک پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ پائرو زمین پر گر گیا تھا۔ دونوں چیتے اسے بری طرح مٹھبھونڈنے لگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عزازیل کچھ فکر مند ہوا تھا پھر نہ جانے اس نے کیا عمل کیا کہ اس کی طرف سے روشنی کی ایک لہر دونوں چیتوں پر ٹوٹ پڑی اور دونوں چیتے بری طرح ہلبلاتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عین اس موقع پر یوناف نے پھر ہوا کے اندر ایک بلند جست لگائی تھی اور خداوند کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس نے جس طرح پائرو کی ناک پر ناقابل برداشت ضرب لگائی تھی ایسی ہی ضرب اس نے عزازیل کی ناک پر لگائی تھی جس کے جواب میں عزازیل بری طرح ہلبلاتا ہوا اور پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ عزازیل کی طرف سے سری عمل ختم ہونے کے باعث دونوں چیتے پھر پائرو پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ تاہم پائرو کی طاقت اور قوت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دونوں چیتوں کو ایک ایک پیچہ مار کر اس نے پیچھے ہٹایا تاہم جو چیتوں نے اسے مٹھبھونڈا تھا یوناف نے اس کی ناک پر ضرب لگائی تھی اس کے باعث وہ کچھ گھبرا سا گیا تھا اور پیچھے ہٹ کر عزازیل کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف نے دونوں چیتوں کو گردن سے پکڑا ان دونوں کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر ایک بھرپور قلعہ لگاتے ہوئے عزازیل سے کہنے لگا۔

سن بدی کے نمائندے۔ اپنے اس پائرو کے ساتھ پھر میری طرف بڑھ۔ میرے ساتھ نکرا۔ پھر دیکھ اس پائرو کے ساتھ ساتھ تمہارا میں کیسے برا انجام کرنا ہوں۔ میں جب اپنے خداوند کی تکبیر بلند کرتا ہوں اس کے چہرے پر ضرب لگاؤں گا تو یاد رکھنا اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ تیرا علیہ بھی بگاڑ کے رکھ دوں گا۔ یہ مت خیال کرنا کہ میں تیرے اور تیری

خدا ہوتا ہے اور پھر میں نیکی اور راستی پر ہوں۔ نیکی اور راستی والوں کی خدا مدد ضرور کرتا ہے۔ تو نے دیکھا تو اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ پائیدو کو میرے خلاف حرکت میں لانے کے لئے لایا تھا میں تجھے کہتا ہوں کہ پھر ایک بار اس پائیدو کو آگے بڑھا۔ پھر اپنا اور پائیدو کا انجام میرے ہاتھوں دیکھ کیا ہوتا ہے۔ جواب میں عزازیل نے کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے۔ میں تجھے معاف نہیں کروں گا تجھ سے انتقام ضرور ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل پائیدو کا ہاتھ پکڑ کر سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس کو ہستانی سسلے کے اوپر اپنے دونوں چیتوں کے ساتھ کھڑا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ عزازیل اب پائیدو کے ساتھ واپس لوٹنے والا نہیں تو اس نے دونوں چیتوں کو پھر بلی کے بچوں میں تبدیل کیا انہیں اپنے چرمی تھیلے میں ڈالا اور سری قوتوں کو وہ حرکت میں لایا اور کو ہستانی سسلے کی وادی کے اندر جو بستی تھی اس میں داخل ہوا۔ پہلے وہ بستی کے بازار میں آیا۔ بلی کے دونوں بچوں کو اس نے اپنے چرمی تھیلے سے نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑا پھر وہ ایک قصاب کی دوکان کے سامنے رکا۔ وہاں اس نے گوشت خریدا اور بلی کے دونوں بچوں کو اس نے پیٹ بھر کر گوشت کھلایا۔ پھر بلی کے دونوں بچوں کو اپنے چرمی تھیلے میں ڈالنے کے بعد یوناف بستی سے باہر نکل کر ایک سرائے میں داخل ہوا۔ سرائے میں اس نے اپنے لئے ایک کمرہ حاصل کیا۔ پہلے اس نے کھانا کھایا اور اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بھائی میرے۔ میں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ شاید تمہاری سرائے میں ایک لمبا عرصہ قیام کروں۔ اس کے لئے میں تمہیں کچھ رقم پیشگی ادا کر دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتا ہوں کہ جب کبھی میرے لئے میرے کمرے میں کھانا بھیجا جائے میرے ساتھ دو بلی کے بچے ہیں ان کے لئے گوشت بلاناغہ تین وقت فراہم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے چند سنہری سکے نکال کر سرائے کے مالک کے سامنے رکھ دیئے تھے۔ سرائے کے مالک نے اس کا شکریہ ادا کیا اور یوناف کی ہدایت پر عمل کرنے کا اس نے وعدہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف سرائے میں اپنے کمرے کے اندر چلا گیا تھا۔ یوں عزازیل اور پائیدو کو بھگانے کے بعد یوناف نے سد معارب کے اس کو ہستانی سسلے کی سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

میرا یہ ایمان ہے کہ میرا اللہ میرا خداوند میرے ساتھ ہے۔ اور وہ تجھے جیسے بدکار کے سامنے مجھے ذلیل اور رسوا نہ ہونے دے گا۔ اس عزازیل کی ابھی تک تسلی نہ ہوئی تھی لہذا ایک بار پھر اس نے پائیدو کو آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس کے ساتھ یوناف نے پھر دونوں چیتوں کو چھوڑا اور پائیدو پر حملہ آور ہونے کی اس نے ترغیب دی تھی۔

اس بار پائیدو بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا اور جوں ہی دونوں چیتے اس پر حملہ آور ہوئے اس نے باری باری دونوں چیتوں کو زور سے ان دونوں کے منہ پر ایک ایک پیچہ مارا کہ دونوں چیتے بھاگتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس دوران یوناف بھی حرکت میں آچکا تھا۔ پائیدو کی طرف آنے کے بجائے ہٹ کر اس نے پھر بند چھانگ لگائی اور عزازیل کے سر پر اپنی تلوار کے دستے کی ایک ناقابل برداشت ضرب لگائی۔ یہ ضرب پڑتے ہی عزازیل بری طرح ہلکا اٹھا تھا۔ چیخیں مارتا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ عزازیل کی حالت دیکھتے ہی طوفانی انداز میں یوناف آگے بڑھا اپنی تلوار پر کوئی سری عمل کیا اسے اپنے سامنے کیا پھر وہ اچھلا اور اپنی تلوار کا ایک وار اس نے پائیدو کے شانے پر کیا۔ یوناف کی تلوار کی ضرب سے پائیدو کے شانے پر ایک گہرا گھاؤ آگیا تھا اور یہ گھاؤ گتے کے ساتھ ہی پائیدو بری طرح چیخا تھا لیکن یوناف کی حیرت کی انتہا نہ رہی دوسرے لمحے پائیدو کا وہ گھاؤ بھر گیا تھا پھر وہ پہلے جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ دوسری طرف دونوں چیتے پھر پلٹ کر حملہ آور ہو گئے تھے اتنی دیر تک یوناف پھر حرکت میں آچکا تھا۔ ہوا میں اچھلتے ہوئے اس نے پھر پائیدو کے دوسرے شانے پر تلوار سے گہرا گھاؤ لگایا تھا۔ جواب میں پائیدو ایک بار پھر چیخا چلایا تھا۔ جس جگہ تلوار سے یوناف نے گھاؤ لگایا تھا اس جگہ ایک چیتے نے چھانگ لگا کر اس گھاؤ کو بری طرح مٹھوڑ دیا تھا جس کے رد عمل کے طور پر پائیدو تکلیف کی شدت سے کراہ اٹھا تھا۔ تاہم دوسرے ہی لمحے پائیدو نے نہ جانے کیا عمل کیا کہ اس کا گھاؤ پہلے گھاؤ کی طرح بھر گیا تھا لیکن یوناف اسے دم نہ لینے دے رہا تھا اب اس نے اس کی گردن پر تیسرا گھاؤ لگایا۔ پائیدو گھاؤ بھرتا رہا۔ یوناف لگاتار اس کے گھاؤ لگاتا رہا۔ اس طرح بار بار کی تکلیف سے ہلکا کر پائیدو پیچھے ہٹ کر عزازیل کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف نے بھی اپنے دونوں چیتوں کو روک لیا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بدی کے گماشتے میں نے کہا نہ تھا کہ اس کائنات میں میں اکیلا نہیں ہوں۔ خداوند ہر شے کو دیکھنے والا ہے۔ وہ جہاں تیری بدی تیری مردودیت پر نگاہ رکھے ہوئے ہے وہاں وہ میری راستی کو بھی دیکھ رہا ہے۔ میں نے تجھے کہا تھا کہ اس دنیا میں جس کا کوئی نہیں اس کا

چند ہی روز بعد بنو ازد کے حکمران جزیمہ کا وزیر قصیر بن سعد اپنے قبیلے کے دو سرکردہ سرداروں کے ساتھ بنو ایاد میں داخل ہوا جب وہ عدی کے باپ کی حویلی کے قریب آیا تو عدی اور اس کے باپ نے قصیر بن سعد اور دونوں سرداروں کا بڑی گرجوٹی سے استقبال کیا۔ عدی اور اس کا باپ نصران تینوں کو اپنی حویلی میں لے گئے اور اپنے مہمان خانے میں ان تینوں کو ٹھہرایا۔ خاطر تواضع کے بعد قصیر بن سعد عدی کے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ بنو ایاد کے سردار۔ دیکھ بنو میں گفتگو کروں گا تمہارے لئے اور عدی کے بھائی کی حیثیت سے کروں گا۔ یا میرے اشفاظ کو تم یوں کہہ سکتے ہوں کہ میری گفتگو تم دونوں باپ بیٹے کی ہی نہیں بلکہ تمہارے قبیلے کی بھائی اور بہتری میں پنہاں ہوگی۔ میرا مشورہ تم دونوں کے لئے یہ ہے کہ نہ صرف تم بنو ازد کے بت واپس کر دو۔ بلکہ اے بنو ایاد کے سردار تم اپنے بیٹے عدی کو بھی میرے ساتھ روانہ کر دو۔

قصیر بن سعد کی اس گفتگو پر بنو ایاد کے سردار اور عدی کے باپ نصر نے چونک کر قصیر بن سعد کی طرف دیکھا پھر وہ حیرت سے پوچھنے لگا یہ تم کیا کہتے ہو تمہارے قبیلے کے بت بھی واپس کر دو اور اپنے بیٹے کو بھی تمہارے ساتھ کر دوں تاکہ تمہارا حکمران جزیمہ بیٹوں کو اٹھالانے کی پاداش میں میرے بیٹے عدی کو اپنا ہدف اور نشانہ بنائے۔ ایسا میں ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ اس پر قصیر بن سعد پھر بولا اور کہنے لگا۔

بنو ایاد کے سردار یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دونوں بت واپس کر دیئے جائیں اور عدی کو میرے ساتھ روانہ کر دیا جائے تو جزیمہ کسی صورت بنو ایاد پر حملہ آور نہ ہو گا اور نہ ہی وہ عدی کو کسی قسم کا گزند پہنچائے گا۔ سنو۔ بنو ایاد کے سردار۔ ہمارا حکمران جزیمہ تمہارے بیٹے کی شجاعت اور طاقت سے بے حد متاثر ہے۔ وہ تمہارے بیٹے عدی کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنا کر بنو قسطنورہ کی ملکہ الزباء سے ایک فیصلہ کن جنگ لڑنا چاہتا ہے۔ اسی بناء پر وہ عدی کو تم سے مانگ رہا ہے۔ تم جانتے ہو ماضی میں بنو ازد اور بنو قسطنورہ کے درمیان کئی بار جنگیں ہو چکی ہیں اور ان ہی جنگوں میں جزیمہ کا باپ مارا گیا تھا۔ لہذا ملکہ الزباء سے جزیمہ اپنے باپ اور قبیلے کے قتل عام کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم سمجھ گئے ہو گے کہ جزیمہ کیوں تمہارے بیٹے کو مانگتا ہے۔ ملکہ الزباء کا ذکر آتے ہی عدی کا خون کھول اٹھ تھا۔ گو ربیعہ ابھی تک زندہ تھی۔ تاہم اسے یہی بتایا گیا تھا کہ ربیعہ کو ملکہ الزباء نے قتل کرا دیا ہے لہذا اس نے انتقامی جذبے کے تحت قصیر بن سعد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو۔ سعد کے بیٹے اگر تمہارا حکمران مجھے اپنی افواج کا سپہ سالار بنا کر ملکہ الزباء کے خلاف جنگ کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے تو میں تمہارے ساتھ جانے کیلئے تیار ہوں۔ عدی کا یہ جواب سن کر قصیر بن سعد خوش ہو گیا تھا۔ دوبارہ وہ بولا اور کہنے لگا۔ سن۔ نصر کے بیٹے۔ میں تمہیں تمہاری حفاظت کی ضمانت دیتا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جزیمہ صرف تمہیں اپنی افواج کا سپہ سالار بنانے کیلئے تمہیں طلب کرتا ہے اس کے علاوہ تمہارے ساتھ نہ کوئی اس کی دشمنی ہے نہ عداوت۔ تم بلا جھجک میرے ساتھ چو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ جزیمہ تمہارا بہترین استقبال کرے گا۔

عدی کا باپ نصر شاید عدی کو قصیر بن سعد کے ساتھ بھیجنے پر رضامند نہ ہوتا لیکن خود عدی نے قصیر کے ساتھ جانے کے لئے ہاں کر لی تھی لہذا اس موقع پر نصر بولا اور قصیر بن سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ سعد کے بیٹے۔ میرا اپنا خیال یہی تھا کہ میں عدی کو تمہارے ساتھ روانہ نہیں کروں گا اور اگر اس پاداش میں جزیمہ ہم پر حملہ آور ہو گا تو میں تمہارے قبیلے کے ان دونوں بتوں کو توڑ پھوڑ کر انکے گلزے کر کے صحرا میں بکھیر دوں گا۔ لیکن اب جبکہ میرا بیٹا خود تمہارے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گیا ہے تو میں اپنے بیٹے کو ایسا کرنے کے اجازت دیتا ہوں۔ عدی کے باپ کا یہ جواب سن کر قصیر بن سعد مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔ سنو بنو ایاد کے سردار۔ آج کی رات میں اور میرے دونوں سردار تمہارے یہاں قیام کریں گے اور کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ عدی اور اسکے باپ دونوں نے قصیر بن سعد کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں اٹھے اور قصیر بن سعد اور دوسرے دو سرداروں کی مہمانداری میں لگ گئے تھے۔ دوسرے روز قصیر بن سعد اپنے دونوں سرداروں کے علاوہ عدی بن نصر اور اپنے قبیلے کے دونوں بتوں کو لے کر بنو ازد کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دوسرے روز بنو ازد کے حکمران جزیمہ کو جب اس کے جاسوس نے یہ خبر دی کہ ان کا وزیر قصیر بن سعد قبیلے کے بتوں اور عدی بن نصر کو لے کر شہر میں داخل ہونے والا ہے تو جزیمہ اس خبر پر بے حد خوش ہوا شہر سے نکل کر وہ معبد کے قریب آیا تاکہ اپنے بتوں کا استقبال کرے۔ اس کے ساتھ شہر کے ان گنت لوگ بھی اٹھ کر اپنے معبد کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ شہر کے لوگ نہ صرف یہ کہ بتوں کا استقبال کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ اس عدی بن نصر کو بھی دیکھنا چاہتے تھے جو اپنی طاقت اور قوت کو استعمال کر کے ان کے معبد سے ان کے بت چرا کر لے گیا تھا۔

اٹھا کر بنو ازد کے معبد کے اندر رکھ دیئے تھے۔

جب عدی بن نصر دو سرا بت معبد کے اندر رکھ کر واپس آیا۔ جزیہ دونوں بتوں کو دیکھنے کے لئے معبد کے اندر چلا گیا۔ اس دوران جزیہ کی حسین بن رقاش عدی کے پاس آئی اور خوشبو میں ببا ہوا اپنا سفید رومال عدی کی ناک کے سامنے لہراتے ہوئے مسکرا کر شگیت کی لہروں جیسی آواز میں وہ کہنے لگی۔

نصر کے بیٹے میرا نام رقاش ہے۔ میں جزیہ کی بہن ہوں اور تمہیں پسند کرتی ہوں۔ عدی نے پہلی بار چونک کر رقاش کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ انداز میں وہ چونک سا پڑا تھا اس نے دیکھا بنو ازد کے حکمران جزیہ کی بہن رقاش لمحوں کی کھنک، سحر کے عکس جیسی پر جمال، یادوں کی خوشبو، لہجے کی جمال جیسی خوبصورت، لالہ رخ انگ خوابوں کی جنگ جیسی خوشگوار اور فطرت کے رنگیں جمال اور روح کے تسکین جیسی شاداب تھی۔ مجموعی طور پر اس لمحے رقاش عدی بن نصر کو اجالوں کا سرور، تسوانیت کا وقار، سراپا بہار اور حسن و خوشبوؤں سے تراشہ پیکر محسوس ہوئی تھی۔

جو الفاظ رقاش نے عدی سے کہے تھے وہ قریب ہی کھڑے جزیہ کے وزیر قصیر نے بھی سن لئے تھے۔ تاہم وہ منہ سے کچھ بولا نہیں بلکہ کچھ سوچتے ہوئے اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ ضرور ابھر گئی تھی۔ دوسری طرف عدی نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے رقاش کی طرف دیکھنے کے بعد اپنی گردن جھکا لی تھی جبکہ رقاش اس کے سامنے کھڑی اس کی ادا پر مسکرا رہی تھی۔

اتنی دیر تک بنو ازد کا حکمران جزیہ معبد سے باہر نکلا وہ سیدھا عدی کے قریب آیا اس کے چہرے پر اس لمحہ گہری مسکراہٹ تھی۔ عدی کے قریب آ کر اس نے داد دینے کے انداز میں عدی کی پیٹھ تھپتھپائی پھر وہ کہنے لگا سنو عدی ان صحراؤں کے اندر جس قدر میں نے تمہاری تعریف۔ تمہاری طاقت اور قوت کے چہرے سن رکھے تھے تم یقیناً ان پر پورے اترے ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی شخص اکیلا یوں ہمارے بتوں کو اپنی جگہ سے اٹھا کر حرکت میں لا سکتا ہے۔ لیکن اے نصر کے بیٹے تو نے واقعی ایک ناممکن کام کو ممکن کر کے دکھایا ہے۔ سنو نصر کے بیٹے تمہیں یہاں منگائے اور طلب کرنے کا مقصد تمہیں نقصان پہنچانا یا تم سے کوئی انتقام لینا نہیں بلکہ تمہاری عزت اور تمہاری توقیر میں اضافہ کرنا ہے۔ اب آج سے تم میرے ساتھ میرے صحرائی محل میں رہو گے اور میرے لشکر میں تمہاری حیثیت ایک سپہ سالار کی سی ہوگی۔ عنقریب تمہاری کمانداری میں اپنے لشکر کو ملکہ الزباء کے خلاف حرکت میں لاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ تمہاری سرکردگی میں ہم ملکہ الزباء

رکا ایک اونٹ پر قصیر بن سعد سوار تھا۔ دوسرے دو اونٹوں پر اس کے قبیلے کے دونوں سردار تھے چوتھا اونٹ عدی کا تھا اس پر وہ خود بھی بیٹھا ہوا تھا اور بنو ازد کے دونوں بت بھی لدے ہوئے تھے۔ شہر کے لوگ جو معبد کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے وہ اپنے دونوں بتوں پر اور عدی بن نصر پر پھول پتیاں پٹھا اور کر رہے تھے لیکن اس موقع پر عدی کی گردن جھکی ہوئی تھی شاید اس ندامت کے باعث کہ وہ بنو ازد کے دونوں بت اٹھا کر لے گیا تھا۔

معبد کے صدر دروازے کے قریب لوگوں کے آگے بنو ازد کا حکمران جزیہ اپنی بہن رقاش کے ساتھ کھڑا تھا اس کے اشارے پر چاروں اونٹ معبد کے سامنے رک گئے۔ لوگوں کا ٹھائیں مارتا ہوا ایک سمندر تھا جو معبد کے ارد گرد جمع ہو گیا تھا۔ قصیر بن سعد کے اشارے پر عدی اپنے اونٹ سے نیچے کودا۔ قصیر نے اس کا ہاتھ تھاما اور جزیہ کے پاس لے گیا۔ پھر جزیہ کے ساتھ قصیر نے عدی کا تعارف کرایا۔

جزیہ نے عدی کو گلے لگا لیا اور پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو بنو ایاد کے فرزند تم ایک بہادر اور طاقتور ترین انسان ہو۔ معبد کے گرد کھڑے میرے قبیلے کے یہ سارے لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے واپس آنے والے بتوں کا استقبال کرنے آئے ہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم ہمارے بتوں کو کس طرح اس معبد سے نکال کر لے گئے تھے۔ سنو۔ نصر کے بیٹے۔ اپنے اونٹ کو بٹھاؤ اور بتوں کو اٹھا کر اسی جگہ رکھو جہاں سے تم ان بتوں کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اگر تم باری باری ان بتوں کو اٹھا کر معبد کے اندر رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو میرے قبیلے کے لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا کہ میں نے تم جیسے طاقتور اور پر زور جوان کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنانے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ درست اور مناسب ہے۔

جزیہ کے ان الفاظ کے بعد عدی جزیہ کے پاس سے ہٹ کر اپنے اونٹ کے پاس آیا اونٹ کی ٹیکل کی رسی پکڑ کر اس نے اونٹ کے اگلے گھٹنوں پر مارتے ہوئے منہ سے عجیب سے آوازیں نکالنا شروع کیں جن کے جواب میں اونٹ نے باری باری اپنی دونوں ٹانگوں کو خم کیا پھر وہ بنو ازد کے دونوں بتوں کو لے کر زمین پر بیٹھ گیا تھا۔

اونٹ کے بیٹھ جانے کے بعد عدی حرکت میں آیا اور اونٹ کی رسی کھولنے لگا۔ جن سے دونوں بت بندھے ہوئے تھے۔ دونوں بتوں کی رسیاں کھولنے کے بعد ان گنت لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے عدی نے اپنے آہنی بازو ایک بت کی کمر کے گرد ڈالے اور جھک کر اس نے زور لگایا ورنی بت کو ادا پر اٹھا لیا اور گرد کھڑے سارے لوگ تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور عدی بن نصر کو داد دے رہے تھے۔ یوں عدی نے باری باری دونوں بت

عدی نے الٹا رقاش سے سوال کر ڈالا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم مجھے کس قدر پسند کرتی ہو۔ رقاش فوراً بولی اور کہنے لگی۔

اے بنو ایاد کے شیر دل جوان کیا تم رات کے وقت نیلے آسمان پر نمودار ہونے والے ستاروں کو شمار کر سکتے ہو۔ عدی کہنے لگا نہیں۔ رقاش بولی۔ جس طرح تم ستاروں کو شمار نہیں کر سکتے دیسے ہی تم میری اس محبت کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے جو مجھے تم سے ہو گئی ہے۔ اس پر عدی بڑی سنجیدگی میں کہنے لگا۔

سن بنو ازد کے حکمران جزیہ کی بہن۔ میں ایک اجنبی اور نا آشنا انسان ہوں اور اجنبیوں سے دل لگانا تو دھوکہ اور فریب کھانا ہے۔ اس کے بعد رقاش کا کوئی جواب نہ آیا۔

بنو ازد کے حکمران جزیہ کے اس صحرائی دارالحکومت کے ارد گرد تھوڑی دیر تک چکر لگانے کے بعد عدی جب واپس آیا اور گھوڑے کو اصطبل میں باندھ کر وہ محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں اسے ٹھہرایا گیا تھا وہ یہ دیکھتے ہوئے دنگ رہ گیا کہ اس کے کمرے میں پہلے سے قصیر اور رقاش بیٹھے ہوئے تھے۔ عدی جو نئی کمرے میں داخل ہوا قصیر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عدی سے مصافحہ کیا پھر وہ اپنے سامنے بیٹھی ہوئی رقاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

عدی میرے عزیز میرے بھائی۔ میں تمہارے پاس رقاش کا وکیل بن کر آیا ہوں۔ عدی آگے بڑھ کر قصیر کے پہلو میں بیٹھا ہوا پوچھنے لگا۔ کس بات کا وکیل۔ اس پر قصیر نے انکشاف کرنے کے انداز میں کہا تم جانتے ہو رقاش تمہیں پسند کرتی ہے۔

جواب میں عدی نے لاپرواہی میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ کرتی ہو گی۔ قصیر پھر بولا میں چاہتا ہوں تم رقاش سے شادی کر لو۔ اس سے ۔۔۔ اس سے خوبصورت لڑکی ان صحراؤں کے اندر تمہیں کہیں مل ہی نہیں سکتی اور پھر اگر تم رقاش سے شادی کر لیتے ہو تو اس شادی سے بنو ازد اور بنو ایاد دونوں قبائل کے درمیان تعلقات نہ صرف بہترین ہو جائیں گے بلکہ اس میں دونوں قبیلوں کی بہتری بھی ہو گی کہ دونوں قبیلے ان صحراؤں کے اندر اس رشتے کی وجہ سے ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں گے اور ہاں اس سلسلے میں رقاش کے ساتھ میری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو چکی ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم رقاش کے ساتھ شادی کر لو تو رقاش کا بھی جزیہ اور بنو ازد کا حکمران نہ صرف یہ کہ تمہیں اپنا سپہ سالار بنالے گا بلکہ وہ تمہیں اپنا ولی عہد بھی مقرر کر دے گا۔ اس لئے کہ جزیہ کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ جو اس کے بعد اس کا وارث بنے نہ ہی اس کا کوئی بیٹا ہے۔

کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کریں گے۔

اس کے بعد بنو ازد کا حکمران جزیہ عدی کو اپنے ساتھ اپنے صحرائی محل میں لے گیا تھا۔ بہت جلد جزیہ عدی سے کچھ اس قدر مانوس ہو گیا کہ وہ عدی کو رزم اور ہزم اکل و شرب میں ہر وقت اپنے ساتھ رکھنے لگا۔ دوسری طرف جزیہ کی بہن بھی بری طرح عدی سے محبت کرنے لگی تھی۔ اسی حالت میں کئی روز گزر گئے۔ رقاش اس کوشش میں رہنے لگی تھی کہ کبھی موقع ملے تو عدی سے علیحدگی میں اپنی محبت سے متعلق مزید گفتگو کرے لیکن جزیہ ہر وقت اسے سائے کی طرح اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

○

ایک روز عدی نے اس شہر کے مضافاتی چشموں اور ٹھکانوں میں گھومنے کے لئے جزیہ سے اجازت طلب کی۔ جزیہ نے جب اسے جانے کی اجازت دے دی تو عدی جزیہ کے اصطبل میں آیا ایک گھوڑے پر زین ڈالی جب اسے وہ لے کر اصطبل سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ وہاں جزیہ کی بہن رقاش کھڑی تھی۔ عدی جب اس کے پاس سے گزرنے لگا تو رقاش نے اپنا نازک بازو اس کے سامنے پھیلاتے ہوئے روک دیا۔

عدی نے نظر بھر کر رقاش کی طرف دیکھا اور اسے اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے رقاش کا جوان۔ حسین اور پکا ہوا بدن چنگاریں مار رہا ہو اسی لمحہ رقاش کی آواز کچھ اس طرح بلند ہوئی گویا پتلے پتلے نازک تقرتی برتن آپس میں ٹکرائے ہوں۔ اس کے بعد رقاش انگور کے ٹکڑوں جیسی شیریں آواز۔ شگفتہ اور دلکش لہجے میں اور گلزار تبسم چھلکانے کے انداز میں عدی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

جب تم پہلے روز ہمارے دونوں بت لیکر اس شہر میں داخل ہوئے تھے تو معبد سے باہر میں نے تم سے ایک سوال کیا تھا۔ جس کا تم نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عدی نے حیرت سے رقاش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں نہیں جانتا تم نے مجھ سے کیا سوال کیا تھا۔ اس پر رقاش نے ایک گہری نگاہ عدی پر ڈالی پھر وہ پیسے سے بھی زیادہ محاسن بھرے لہجے میں کہنے لگی۔ میں نے اس وقت تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ تم نے میری اس بات کا کوئی جواب ابھی تک نہیں دیا۔ اس پر عدی کہنے لگا۔ سن جزیہ کی بہن یہ سوال نہیں اپنے جذبات کا یکطرفہ اظہار ہے۔ اس پر رقاش مایوسی کے سے انداز میں کہنے لگی۔

چلو یوں ہی سہی۔ پھر تم یکطرفہ جذبات کے اظہار کے جواب میں کیا کہتے ہو۔ اس پر

لہذا تمہارا فائدہ یہ ہے کہ اس عہدے سے فائدہ اٹھا کر تم اپنے قبیلے کے لوگوں کی مدد بھی کر سکو گے

قصیر کی اس گفتگو کے جواب میں عدی گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا تھا۔ اس دوران قصیر پھر بولا اور کہنے لگا۔ عدی میرے بھائی دیکھ ایسے موقعوں پر گہری اور طویل سوچیں کوئی زیادہ سود مند ثابت نہیں ہوتیں۔ میں چاہتا ہوں تم آج رات ہی جزیہ سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ اس پر عدی نے سراپہ اٹھاتے ہوئے حیر نگاہوں سے قصیر بن مسجد کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ میں اس سلسلے میں جزیہ سے کیوں بات کروں۔ اگر تم یہ رشتہ پسند کرتے ہو اور دونوں قبائل کی بہتری بھی ہے تو تم دونوں خود رشتے کی بات جزیہ سے کیوں نہیں کرتے اس پر قصیر پھر بولا اور کہنے لگا۔

ہم دونوں کی طرف سے جزیہ کے ساتھ شادی کی بات کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ عدی میرے بھائی تم جانتے ہو میں تمہیں اب اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور میں ہرگز تمہیں کوئی ایسا مشورہ نہیں دوں گا جس میں تمہارا نقصان ہو۔ یہ جو تم اکیلے بنو اذو کے بت اٹھا کر لے گئے تھے اور یہ جو تم جزیہ کی موجودگی میں جوں کو اٹھا کر ہمارے معبد کے اندر رکھا ہے۔ تو اس کی وجہ سے جزیہ تم سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے۔ ویسے تو تمہاری طاقت اور قوت کی داستانیں پہلے ہی صحراؤں کے اندر مشہور تھیں اور جزیہ تمہیں پسند کرتا تھا لیکن تمہاری طاقت اور قوت کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد جزیہ پسے سے کئی گنا زیادہ تمہیں پسند کرنے لگا ہے اب جزیہ کے یہاں تمہاری بڑی وقعت اور شرف ہے

لہذا میں تمہیں اپنے بھائی کی حیثیت سے مشورہ دوں گا کہ آج رات جزیہ سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ دیکھ عدی میرے بھائی جزیہ رات کے وقت بے حد شراب پینے کا عادی ہے۔ خوب شراب پی کر وہ نیم بدحواس ہو کر رہ جاتا ہے جس وقت جزیہ نے خوب شراب پی رکھی ہو۔ اس وقت تم اس سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں وہ انکار نہ کرے گا اس پر عدی پھر بولا اور کہنے لگا۔

لیکن اگر مجھے جزیہ سے رقاش کو مانگنا ہی ہے تو میں اس سے رقاش کو شراب پینے کی حالت میں کیوں مانگوں۔ دن کی روشنی میں جب وہ اپنے حواس میں ہو تو اس سے کیوں رقاش کی طلب نہ کروں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس موقع پر وہ انکار کر دے گا۔ اس پر قصیر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عدی میرے بھائی جہاں تک رقاش کا تعلق ہے وہ جنوں کی حد تک تم سے پیار کرتی ہے۔ تمہارے علاوہ اس کی اگر شادی کسی اور سے ہوئی تو یقین جانے۔ نری خود کشی

کر لے گی۔ میں نے تمہیں رقاش کو جزیہ کے نشے کی حالت میں مانگنے کے لئے اس لئے مشورہ دیا ہے کہ تم جانتے ہو رقاش بے حد خوبصورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان صحراؤں میں اس سے بڑھ کر کوئی خوبصورت لڑکی نہیں ہو گی۔ جزیہ نے اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی ہے کہ وہ رقاش کا رشتہ کسی ایسے حکمران کے ساتھ کرے گا جس کے ساتھ رشتہ جوڑ کر ان صحراؤں کے اندر اس کی طاقت اور قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو اور وہ آئندہ ملکہ الزباء کے خلاف جنگوں میں اس کی مدد کر سکے۔ لہذا مجھے خدشہ اور ڈر ہے کہ اگر کسی عام موقع پر جزیہ سے رقاش کا رشتہ طلب کر دے گا۔ میرے بھائی اب میں مزید تم سے کچھ نہیں کہتا تاہم میں ایک بار پھر کہوں گا کہ تم آج کی رات حرکت میں آؤ جس وقت جزیہ نے شراب پی رکھی ہو اس وقت تم اس سے رقاش کو طلب کرو۔ میرے خیال میں ایسے موقع پر وہ ہرگز انکار نہیں کرے گا۔

اس کے ساتھ ہی قصیر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رقاش بھی کھڑی ہو گئی اور عدی کی طرف دیکھتے ہوئے وہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ مجھے امید ہے کہ تم آج رات اس کام کو کر گزرو گے۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرا بھائی تمہاری اس خواہش کا ضرور احترام کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی رقاش قصیر کے ساتھ اس کمرے سے نکل گئی تھی جب کہ عدی بے چارہ انجانی سوچوں میں کھو گیا تھا۔

قصیر اور رقاش کے مشورہ پر اس رات عدی بن نصر حرکت میں آیا۔ رات کے وقت جب جزیہ نے خوب شراب پی رکھی تھی تو عدی جزیہ کے پاس آیا اور بڑے ٹٹھے اور نرم لہجے میں اس نے جزیہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے اپنے لئے رقاش کو مانگا۔ جزیہ اس وقت نشے کی حالت میں تھا۔ لہذا اس نے فوراً ہاں کر لی۔ جب عدی نے اس بات پر زور دیا کہ آج ہی رات اس کی شادی رقاش سے کر دی جائے تو جزیہ اس پر بھی تیار ہو گیا اور نشے کی حالت میں اس نے بغیر کسی تیاری کے اسی رات رقاش کا نکاح عدی سے پڑھا دیا تھا۔ وہ شب عدی اور رقاش نے میاں بیوی کی حیثیت سے جزیہ کے محل میں گزاری تھی۔ دوسرے روز جزیہ کا نشہ اترا اور لوگوں کی زبانی اسے اپنی بہن رقاش اور عدی کے نکاح اور عقد کا علم ہوا تو وہ غصے میں پھر گیا۔ اس نے اسی غصے کے تحت عدی کو فوراً اپنے محل کے ایک کمرے میں بند کر کے اسے بھاری زنجیروں میں جکڑ دیا اور قبیلے کے کچھ بزرگ سرداروں سے مشورہ کر کے اس نے حکم دیا کہ آنے والی صبح کو معبد کے اندر دونوں جتوں کے قدموں میں عدی کی گردن کاٹ دی جائے۔ اس لئے کہ اس نے اس کی بہن سے

اس موقع پر قصیر اور رقاش دونوں حرکت میں آئے انہوں نے جزیہ کی بہتری متیں سمجھیں کیں اور اسے عدی کو رہا کرنے کے لئے کہا لیکن جزیہ نے غصے اور خفگی کی آگ میں دونوں کو بری طرف جھڑک دیا اور اپنے قبیلے پر قائم رہا۔ جزیہ اپنی بہن رقاش کو بڑا عزیز رکھتا تھا لیکن اس سلسلے میں اس نے رقاش کی بھی نہیں سنی اور اپنے قبیلے پر وہ اڑا رہا۔

اس پر عدی کی رہائی کے لئے رقاش نے دوسرا طریقہ اپنایا۔ رات کے وقت جب کہ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا تھا اور جزیہ نے اس کمرے کے دروازے پر دو سپاہیوں کا پہرا لگا دیا تھا جس کے اندر عدی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ قصیر اور رقاش دونوں اس کمرے میں آئے۔ دونوں نے پہرہ داروں سے عدی سے ملنے کا بہانہ کیا اور کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا عدی لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ زنجیروں کے سرے کمرے کے دائیں بائیں طرف کی دیواروں میں لگے ہوئے لوہے کے مضبوط کڑوں سے ملے ہوئے تھے۔ اس موقع پر رقاش بے چاری بھاگ کر آگے بڑھی اور عدی سے لپٹ کر وہ بری طرح رونے لگی تھی اس لئے کہ اب وہ عدی کی بیوی تھی۔

ایسے موقع پر قصیر نے رقاش کو خاموش رہنے اور صبر کرنے کی تلقین کی پھر وہ عدی کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

من عدی میرے بھائی جن زنجیروں میں تم جکڑے ہوئے ہو ان کی چابی جزیہ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ میں نے وہ چابی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر میری بد قسمتی جانو کہ میں ناکام رہا۔ تم اگر ان زنجیروں کو توڑ دو تو تمہاری رہائی کا بندوبست ہو سکتا ہے ورنہ آنے والی صبح کو جزیہ معبد کے اندر اپنے بھائی کے سامنے تمہاری قربانی دینے کا عہد کر چکا ہے اس پر عدی نے چونک کر قصیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اگر میں ان زنجیروں کو توڑ دوں تو پھر یہاں سے کیسے اور کس طرح بھاگ کر اپنے قبیلے میں جانے میں کامیاب ہو سکوں گا۔ اس پر قصیر فوراً بولا اور کہنے لگا۔

اگر تم ان زنجیروں کو توڑ سکو تو ان کی مدد سے دونوں پہرہ داروں کو ہلاک کر کے اس کمرے کی پشت پر پہنچ جاؤ۔ جس میں پچھلی شب تم نے رقاش کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے گزارى تھی۔ وہاں تمہارا اونٹ کھڑا ہے اور رات کی تاریکی میں اپنا چہرہ ڈھانپ کر تم بھاگ سکتے ہو۔ تمہارے بھاگنے کا الزام بھی کسی پر نہ آئے گا کیونکہ زنجیریں ٹوٹی ہوں گی اور پہرہ دار ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ لہذا جزیہ یہی خیال کرے گا کہ تم نے زنجیریں توڑ کر پہرہ داروں کو ہلاک کر دیا ہے اور دیکھو میں اور رقاش تمہارے اونٹ کو تار کرنے کے

بعد اس طرف آئے ہیں۔ اس پر کجاوہ ڈلا ہوا ہے۔ پانی کی چھاگل بھری ہوئی ہے اور کھانے پینے کی اشیاء بھی ہیں۔ لہذا تم با آسانی اس اونٹ کے ذریعے اپنے قبیلے میں پہنچ سکو گے اور سنو ایک دفعہ بھاگ کر تم اپنے قبیلے میں پہنچ گئے تو میرے خیال میں جزیہ مزید تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آئے گا وہ جانتا ہے کہ ان حالات میں بنو ایاد اس کی بدترین دشمن ملکہ الزباء سے اتحاد کر کے اس کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں۔ لہذا تمہارے بھاگ جانے کے بعد میرے خیال میں جزیہ کسی رد عمل کا اظہار نہیں کرے گا۔ اس پر عدی چھاتی مانتے ہوئے کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا قصیر میرے بھائی اگر یہ معاملہ ہے تو میں ابھی تمہارے سامنے ان زنجیروں کو توڑ دیتا ہوں۔

عدی کی یہ گفتگو سن کر رقاش اور قصیر بڑی حیرت اور تعجب سے عدی کی طرف دیکھنے لگے تھے پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے عدی نے ان زنجیروں کو جن میں وہ جکڑا ہوا تھا اپنے ایک ہاتھ پر خوب کس بیا پھر اس نے زور لگایا اور زنجیروں کا وہ کڑا جو اس کے ہاتھ پر چڑھا ہوا تھا ٹوٹ کر گر گیا۔ اس طرح عدی نے زور لگا کر اور اپنے بدن کو سمیٹتے ہوئے دوسری زنجیر کو بھی توڑ ڈالا تھا۔ لہذا دوسری زنجیر بھی چھٹانے کے ساتھ ٹوٹ گئی تھی۔

دونوں پہرہ دار زنجیروں کو ٹوٹنے کی آوازیں سن کر کمرے میں داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں جو انہوں نے اپنے سامنے سونت رکھی تھیں۔ عدی نے بھی ان دونوں پہرہ داروں کو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

جوں ہی وہ دونوں پہرہ دار کمرے میں داخل ہوئے۔ عدی نے بڑی تیزی سے ایک زنجیر اٹھائی اس کا سراٹھما کر اس تیزی سے اس نے ان دونوں پر برسایا کہ ان دونوں کو اس نے ہلاک کر کے رکھ دیا تھا۔ پھر زنجیر اس نے پھینک دی اور ایک پہرہ دار کی تلوار اٹھا کر وہ کمرے سے باہر آیا۔ قصیر اور رقاش بھی اس موقع پر اس کے ساتھ تھے۔

تینوں بھاگتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں عدی کا اونٹ رات کی تاریکی میں کھڑا ہوا تھا۔ اونٹ کو بٹھانے کے بجائے عدی نے چھلانگ لگائی اور کجاوے کا منہ پکڑ کر اس نے بدن کو سمیٹا اور کجاوے کے اندر وہ بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر رقاش بولی اور روتی ہوئی آواز میں عدی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

شر میں بڑی احتیاط سے گزرتا مجھے امید ہے میں چند دنوں تک اپنے بھائی جزیہ کو اس بات پر آمادہ کر لوں گی کہ وہ تم سے اپنے رویے کی معافی مانگے اور تمہیں واپس بلا لے اگر وہ نہ مانا تو میں خود تمہارے پاس چلی آؤں گی۔ اس کے بعد اگر میرے بھائی جزیہ نے اپنے قبیلے پر حملہ کیا تو وہ اپنی بہن کی لاش سے گزرنے کے بعد ہی تم تک پہنچ سکے گا۔

اے جس تم کون ہو۔ اس پر عدی نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے کہا۔ پہلے تم کو تم لوگ کون ہو۔ جواب میں ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا ہمارا تعلق بنو ایاد سے ہے۔ اس پر عدی چلا کر کہنے لگا میں بنو ایاد کا عدی بن نصر ہوں۔

اس پر انہوں نے اپنے اونٹ عدی کے قریب لا کر عدی سے مصافحہ کیا۔ ان میں سے ایک جوان جو خوب قوی پیکل تھا عدی سے مخاطب ہو کر بولا۔ ہم تمہارے لئے دو قسم کی خبریں لائے ہیں ایک خوشخبری، دوسری بدبختی اور تولیدگی کی اطلاع۔ کو پہلے کون سی خبر سننا پسند کرو گے ہم تم سے ملنے بنو ازدا جا رہے تھے اچھا ہوا تم راستے میں ہمیں مل گئے ہو۔

اس پر عدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا پہلے خوشخبری کہو۔ وہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔

کیا تم کسی خانہ بدوش لڑکی سے محبت کرتے تھے۔ جس کا نام ربیعہ ہے اس پر عدی نے چونک کر پوچھا کیا ربیعہ زندہ ہے جو تم کچھ اس انداز میں اس کا ذکر کر رہے ہو۔ اس پر وہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔ ”ہاں“ عدی تمہارا اندازہ درست ہے وہ ربیعہ زندہ ہے اور ان دنوں اس کا قبیلہ ہمارے نظستانوں کے اندر خیمہ زن ہے اور وہ ربیعہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ پھر عدی پھول کی طرح خوشی سے کھل اٹھا اور کہنے لگا۔

سنو میرے بھائیو۔ میرے عزیزو۔ کیا ربیعہ زندہ ہے اور کیا اس کے قتل ہونے کی خبر ایک دھوکہ اور فریب تھی۔ اس پر اس بار دوسرا جوان بولا اور کہنے لگا ہاں عدی وہ لڑکی جس کا نام ربیعہ ہے اور جو تم سے محبت کرتی ہے وہ زندہ ہے۔ اس کی موت کی خبر یقیناً ایک فریب ہی تھی۔ وہ ان دنوں ہمارے قبیلے سے باہر اپنے خانہ بدوش قبیلے میں ہے اور دن رات بڑی بے چینی سے تمہیں یاد کرتی ہے۔ اس پر عدی سنجیدہ ہو گیا پھر کہنے لگا۔ یہ خوشخبری جو تم نے سنائی ہے یہ واقعی بہت اچھی خوشخبری ہے۔ بہت اچھی خبر ہے اب وہ بری خبر سناؤ جو تم سنانا چاہتے ہو۔ اس پر ان تینوں میں سے ایک بولا پھر کہنے لگا۔

سنو نصر کے بیٹے تمہارے لئے بری خبر یہ ہے کہ تمہارا بوڑھا باپ مر چکا ہے اسے نہ جانے کیا ہوا کہ اچانک رات کے وقت وہ مردہ پایا گیا۔ شاید اس کے دل کی دھڑکن خاموش ہو گئی تھی۔ یا یہ کہ وہ تمہاری جدائی کو برداشت نہیں کر سکا اور سنو تمہارے باپ کی موت کے بعد تمہارے قبیلے والوں نے تمہارے چھوٹے ماموں کو اپنا سردار چن لیا ہے۔

عدی پر اس خبر سے سکتہ طاری ہو گیا تھا وہ کچھ کہہ نہ سکا تھا۔ اس کے چہرے پر

اب تم وقت ضائع نہ کرو۔ اگر ادھر سے کوئی گزرا تو جزیہ کو فوراً تمہارے بھاگ نکلنے کی اطلاع ہو جائے گی۔ میری بات غور سے سنو۔ میں گو بت پرست ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم ابراہیمؑ کے مذہب پر یقین رکھتے ہو پر اب چونکہ میں تمہاری بیوی ہوں اس لئے میں ابراہیمؑ کے رب سے تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی رہوں گی۔

اس کے بعد رقاش مزید حرکت میں آئی اپنی وہ عبا جس پر سنہری اور قرمزی تاروں کی کام کیا ہوا تھا اتار کر اس نے عدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ اوپر لے لو اور اپنا چہرہ اس سے خوب اچھی طرح ڈھانپ لو۔ شرمیں سے گزرتے ہوئے تمہارے چہرے پر کسی کی نگاہ نہیں پڑنی چاہیے۔ ورنہ جزیہ اپنے آدمی تمہارے تعاقب میں لگا دے گا۔ جو تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ عدی نے فوراً رقاش کی ہدایات پر عمل کیا۔ رقاش کی دی ہوئی عبا اس نے اپنے اوپر ڈال لی اپنا چہرہ اس نے اچھی طرح ڈھانپ لیا اس کے بعد اس نے اونٹ کو نکیل کھینچ کر ایڑ لگائی اور اونٹ بلبلاتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

عدی بن نصر بڑی رازداری کے ساتھ شہر سے نکل کر صحرا میں داخل ہو گیا تھا۔ آسمان پر گہری رات چھائی ہوئی تھی۔ تیز ہواؤں نے صحراؤں میں طوفانوں جیسی کیفیت طاری کر رکھی تھی اور فطرت کے حرب آزما اور خشکیاں عناصر طوفانی شکل میں ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے۔ نفس کی سی پراسرار تاریکی میں تیز طوفان کی قربانیت کے سامنے انسان اور ڈولیدہ صحرا کراہ اٹھا تھا۔

ہر طرف خاموشی کی لہریں بکھری ہوئی تھیں اور صحرائی جھاڑیوں کی سوندھی سوندھی اور کمرہاک خوشبو محسوس کی جاسکتی تھی۔ چاروں طرف اڑتی ہوئی ریت دکھائی دے رہی تھی بالکل یوں گویا وہ صحرا کی ریت نہیں بلکہ انسانوں کی اڑتی ہوئی خاک ہو۔

صحرا کی اس طوفانی کیفیت میں عدی کا اونٹ کسی تیز رفتار ستارے کی مانند بھاگا جا رہا تھا۔ عدی اپنے اونٹ کی رہبری نہ کر رہا تھا اس لئے اس کی نکیل ڈھیلی کر رکھی تھی اس لئے کہ صحرا میں سفر کرنے والا اونٹ جانتا تھا کہ اس کی منزل کس طرف ہے تاہم وہ اسے ہمیشہ پر ہمیشہ لگائے چلا جا رہا تھا۔

عدی جب صحرا کا کافی حصہ عبور کر چکا اور فضائے بسیط کے قہقروں کے اندر چاند نمودار ہو چکا تو اس نے دیکھا صحرا کے اندر بالکل اس کے سامنے تین شترسوار نمودار ہوئے انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے اور طوفانی ریت سے بچنے کی خاطر انہوں نے اونٹوں کے منہ پر ڈھانٹے چڑھا رکھے تھے۔ جب وہ عدی کے قریب آئے تو ان میں سے ایک نے زور سے چلاتے ہوئے پوچھا۔

اور وہ چپ سادھے اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ پہلے کی طرح اپنے قبیلے کی طرف سفر کرتے لگا تھا۔

تینوں اپنے اونٹوں کو چیزی کے ساتھ ہانکتے صحرا میں سفر کرتے ہوئے اپنے قبیلے سے چند میل کے فاصلے پر رہ گئے تو صحرا کی سفید ریت میں چاندی کی طرح چمکتی چاندنی میں انہوں نے دیکھا۔ بیس سے بھی زائد سوار ان کا راستہ روکے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے قریب جا کے کی طرح گرجتی آواز میں عدی نے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کیوں تم لوگ ہمارا راستہ روک کے کھڑے ہوئے ہو۔ اس پر ان میں سے ایک نے اپنے اونٹ کو چند قدم آگے بڑھایا اور کہنے لگا۔

قبل اس کے کہ ہم سب مل کر تم چاروں پر حملہ آور ہو جائیں اور تمہارا خاتمہ کر دیں تم لوگ یہ کہو کہ تم میں سے عدی بن نصر کون ہے۔ اس پر عدی بن نصر نے اپنے اونٹ کو تھوڑا سا آگے بڑھایا اور کہنے لگا میں عدی بن نصر ہوں۔ اس پر راہ روکنے والوں کا وہ سرگردانہ پھر بولا اور کہنے لگا ہم الزباء کے آدمی ہیں اور تمہیں لینے آئے ہیں۔ اس پر عدی بری طرح گرجا اور پوچھا کیوں۔ اس پر راہ روکنے والا پھر بولا اور کہنے لگا۔

تم جانتے ہو الزباء تم سے محبت کرتی ہے تم شاید جزیہ کی بن رقاش سے شادی کرنے کے بعد مطمئن تھے کہ ملکہ الزباء کو اس کی خبر نہیں ہوگی۔ یاد رکھو بنو ازد کے اندر ملکہ الزباء کے بیٹا جاسوس ہیں جو اسے پل پل کی خبر پہنچاتے ہیں لہذا تمہاری رقاش کے ساتھ شادی کی خبر بھی ملکہ الزباء کو پہنچ چکی ہے۔ تم نے جزیہ کی بن رقاش سے شادی کر کے ملکہ الزباء کی آرزوؤں کو پامال کیا ہے جبکہ تم جانتے ہو جزیہ ہمارے قبیلے کا ازلی دشمن ہے الزباء کا حکم ہے کہ تمہیں پکڑا کر اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہم اس وقت بنو ازد ہی کی طرف جا رہے تھے کہ ہماری خوش قسمتی کہ تم ہمیں راستے ہی میں مل گئے ہو۔ ہمیں یہ بھی امید تھی کہ تم اپنے باپ کی موت کا سن کر ضرور اپنے قبیلے کی طرف آؤ گے لہذا ہم تمہارے قبیلے کی طرف آنے والے راستے پر ہی سفر کرتے ہوئے بنو ازد کی طرف بڑھے تھے۔ اب تم ہمارے ساتھ ہو لو۔ اس لئے کہ ہم تمہیں ملکہ الزباء کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔

اس پر عدی نے بڑی خوشخواری سے پوچھا اگر میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں پھر۔ اس پر اس جوان نے جواب دیا اگر تم ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر دو گے تو اس کے لئے الزباء کا حکم ہے کہ ہم تمہارا سر کاٹ کر اس کے سامنے پیش کر دیں۔ اس پر عدی نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا کہ میں الزباء کے پاس جانے سے انکار کرتا ہوں۔ سنو میرا راستہ

روکنے والو۔ ملکہ الزباء صحرا کی ایک خاردار بھاڑی ہے اور میں اس کے ساتھ رہنے پر بھیڑیوں اور لومڑیوں کے غاروں میں رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔

عدی کا یہ جواب سن کر ان سب نے بھی اپنی تلواریں نکال لیں اور عدی کے گرد گھیرا جنگ کرنے لگے تھے۔ عدی کے ساتھی ابھی تک شش و پنج میں کھڑے تھے کیونکہ ملکہ الزباء کے آدمی ان سے کوئی قرض نہ کر رہے تھے۔ قبل اس کے کہ وہ تینوں کوئی فیصلہ کرتے ایک ساتھ کئی تلواریں اونٹ پر بیٹھے عدی پر برس گئیں تھیں۔ عدی نے اپنا دفاع کر لیا تھا اور حملہ آوروں کی اکثر تلواریں عدی کے اونٹ پر برس گئیں تھیں عدی کا اونٹ زور زور سے بلبلاتا ہوا ایک گول چکر کی صورت میں گھومنے لگا تھا۔ پھر عدی کا اونٹ ریت پر گر گیا۔ عدی اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے لگا تھا جو اسے ہار ہار گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اپنی تلوار کے ساتھ غراتا ہوا عدی جس طرف بھی حملہ آور ہوتا اپنے سامنے آنے والے کو خون میں نہا کر نکل جاتا تھا۔ اس کی حالت اس بھیڑیے کی سی تھی جسے بے شمار لومڑیوں کے بھٹ میں بند کر دیا گیا ہو۔

لیکن الزباء کے آدمیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ عدی ان کے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکا۔ الزباء کے آدمی اس کے گرد اپنا گھیرا جنگ کرتے چلے گئے پھر ایک ساتھ کئی تلواریں اس پر برس گئیں عدی دشمنوں کی تاپ نہ لا کر زمین پر گر گیا اور ختم ہو گیا۔ اس کا پورا بدن لومہاں ہو چکا تھا۔

اس موقع پر حملہ آور عدی کے قبیلے کے تین جوانوں پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے تھے کہ بین اس موقع پر صحرا کے اندر گھنٹیاں سنائی دیں۔ شاید کوئی قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا لہذا حملہ آور وہاں سے ہٹا کر نکلے تھے۔

○

آدمی رات کے آسمان پر تابندہ ستارے جھلک رہے تھے۔ تیز طوفانی ہوائیں درندوں کی طرح دھاڑ رہی تھیں۔ آسمان کی بنات انشعش زمین کی طرف جھک کر صحرا کے اندر فطرت کے جنگجو اور حرب آنا عناصر کو ایک دوسرے پر ضرب لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

خانہ بدوشوں کا قبیلہ جس سے اس رعبہ کا تعلق تھا جو عدی سے محبت کرتی تھی۔ بنو ازد کے ایک نخلستان میں خیمہ زن تھا جو عدی کے گھر کے بالکل قریب تھا۔ خیموں کے پاس

تم تینوں تو عدی کو لینے گئے تھے واپس کیوں لوٹ آئے ہو۔ اس پر وہ جوان تھوڑا سا آگے بڑھا اور سر جھکاتے ہوئے کسی قدر بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ ہم عدی کی لاش لائے ہیں جو پچھلے اونٹ پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کے دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ بری خبر سننے ہی ربیعہ بے چاری دیوانہ وار اس اونٹ کی طرف بھاگی تھی جس پر عدی کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ جبکہ عدی کا ماموں گھٹی گھٹی سی آواز میں پھر بولا۔

کیا عدی قتل ہو گیا لیکن کیسے اور کس نے اسے قتل کیا۔ اس پر وہ آنے والا جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔ ملکہ الزباء کے آدمیوں نے عدی کو قتل کر دیا ہے۔ ہم عدی کو لیکر اپنے قبیلے کی طرف آرہے تھے کہ ملکہ الزباء کے آدمیوں نے صحرا کے اندر ہماری راہ روک لی۔ وہ عدی کو اپنے ساتھ زبردستی لے جانا چاہتے تھے لیکن عدی نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے عدی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ وہ یقیناً ہمیں بھی مار ڈالتے لیکن اسی وقت صحرا میں گھینٹاں بجنے کی آواز سنائی دی شاید وہ کوئی تجارتی کاررواں تھا۔ جس کے آنے کی وجہ سے حملہ آور ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس بار عدی کے ماموں نے خوفناک لمبے میں پوچھا۔

میرے بھانجے عدی کو قتل کرنے والے کتنے تھے۔ جواب ملا میں سے زائد ہی ہوں گے۔ عدی کے ماموں نے ان سے پوچھا کیا عدی نے ان کا مقابلہ کیا تھا آنے والوں نے جواب دیا عدی نے شیر کی طرح ان کا مقابلہ کیا تھا لیکن ان کی تعداد زیادہ تھی لہذا وہ عدی کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس بار عدی کا ماموں ایسی آواز میں بولا جس میں تردد، کھپاؤ، تردد، سرکشی اور بغاوت کے انداز نمایاں تھے۔ جاؤ قبیلے کے بہترین جوانوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ عدی کے قاتلوں کا تعاقب کرو اور انہیں قتل کر کے برسوں کے اس پیاسے صحرا کی پیاس ان کے خون سے بجھا دو۔ اس پر وہ تینوں شترسوار عدی کی لاش وہیں رکھ کر بہتی کی طرف چلے گئے تھے۔ بنو ایاد کا سردار اور عدی کا ماموں آہستہ آہستہ اس کھجور کے قریب آیا جس کے نیچے عدی کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس نے دیکھا ربیعہ عدی کے پاؤں پر سر رکھتے ہوئے رو رہی تھی۔ جب بنو ایاد کا سردار وہاں پہنچا تو ربیعہ بھی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر یکایک ربیعہ میں ایک خوفناک تبدیلی پیدا ہوئی اس کی نگاہیں منجمد ہو گئیں اور ہونٹ جیسے پھرا گئے تھے۔ اس کے چہرے پر یاس و غم اور شقاوت کا پرتو دکھائی دیا تھا۔ اس کی حالت اس ہرنی جیسی تھی جو خوفناک بھیڑیوں کا شکار ہوتے ہوئے بچ گئی ہو۔

عدی کا ماموں شدید غم، مایوسی، ناامیدی اور اکتاہٹ یاس کے عالم میں عدی کی لاش سے لپٹ کر آہ زاری کرنے لگا تھا۔ اچانک وہاں کھڑی ربیعہ نے اپنے پاں نوچنے اور قہقہے لگانے

وہی پہلے کی طرح الاؤ روشن تھا۔ پتھر کی طرح سخت چہرے اور بھوری آنکھوں والا مفتی منورہ بجاتے ہوئے گا رہا تھا اور حسین ربیعہ اس کے سامنے رقص کر رہی تھی۔ پہلے ربیعہ اپنے قبیلے کے سردار کے کہنے پر رقص کیا کرتی تھی لیکن آج وہ جانتی تھی کہ آج عدی آنے والا ہے لہذا وہ اپنے منسوب اور اپنے حبیب کے انتظار کی خوشی میں رقص کر رہی تھی۔

مفتی گا رہا تھا۔

ہماری تو انہیں گرم صحرا کا گیت ہیں

سورج جب آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے

ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحرا کا سینہ چیر کر سفر کرتے ہیں۔

ربیعہ آج سارے بدن کا وجد آفریں رقص کر رہی تھی بالکل یوں جیسے کوزہ مگر اپنی پوری قوت، جوش اور ولولہ کے ساتھ چاک کو چکر دیتا ہے۔ ربیعہ کے ہونٹوں پر جھللاہٹ، مسکراہٹ اور گلاوٹ تھی وہ عدی کے نخلستانوں میں پہنچ کر اس کا انتظار جو کر رہی تھی۔

عدی جو اس کا محبوب تھا۔

عدی جو اس کی دل کی وادیوں کا حکمران تھا۔

بنو ایاد کے نخلستان میں آکر وہ محسوس کر رہی تھی گویا وقت کی دھول چھٹ گئی ہو اور فاصلوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں ہوں۔ رقص جاری تھا اور جلتے ہوئے الاؤ کے شعلے بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے تھے۔ الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے خانہ بدوش اور بنو ایاد کے لوگ مفتی کی آواز ربیعہ کے رقص اور منورہ کی فریاد کرتی ہوئی صداؤں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس موقع پر خانہ بدوش قبیلے کے افراد کے ساتھ بنو ایاد کے بے شمار لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان میں عدی کا وہ ماموں بھی تھا جو عدی کے باپ کے بعد بنو ایاد کا سردار بنایا گیا تھا۔ اچانک صحرا کے اندر تین شترسوار نمودار ہوئے وہ جلتے ہوئے الاؤ کے قریب آئے ان میں سے ایک نے اونٹ کے کجاوے کے اندر بیٹھے ہی بیٹھے بھیڑیوں کی سی دھاڑتی اور چنگھاڑتی آواز میں کہا۔

بند کردیہ گانا اور رقص۔

مفتی نے گانا بند کر دیا اور منورہ پر اس کے ہاتھ ساکت ہو گئے تھے۔ ربیعہ نے بھی رقص بند کر دیا اور الاؤ کے قریب کھڑی ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک نووارد شترسوار اونٹوں سے اتر چکے تھے۔ عدی کا ماموں اور بنو ایاد کا سردار ان جوانوں کی طرف بڑھا اور ان میں

شروع کر دئے تھے۔ بے چاری پاگل ہو گئی تھی۔

صحرا میں مقدس خیابانوں جیسی خاموشی بکھر گئی تھی۔ جیسے چاندنی رات میں اسرار کا رقص شروع ہو گیا ہو۔ الاؤ کی آگ بڑی تیزی سے بجھتی جا رہی تھی اور ربیعہ کے کریناک اور بھونانہ قبضے لواتر کے ساتھ بلند ہو رہے تھے جیسے کسی دیوانے نے مضراب پھن کر مینورے پر ہاتھ مار دیا ہو۔

تھوڑی دیر بعد فلسطین کی ایک کھجور تلے عدی کو دفن کر دیا گیا۔ دوسرے روز بنو ایاد کے جوان الزباء کے ان جوانوں کو قتل کر کے لوٹ آئے جنہوں نے عدی کو قتل کیا تھا۔ خانہ بدوش قبیلے نے بنو ایاد کے اندر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور بے چاری پاگل ربیعہ ہر وقت عدی کی قبر کے گرد طواف کرتی رہتی تھی وہ گندم کے کھوکھلے خوشے جیسی ہو گئی تھی۔ اس کی حالت اس سبب کی طرح تھی جس سے اس کا کوئی چھین لیا گیا ہو۔

دوسری طرف رقاش نے مسلسل کوشش کر کے اپنے بھائی جزیہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ عدی کو واپس بلایا جائے۔ جزیہ اپنے رویے پر نادم ہوا اور اس نے ایک بار پھر اپنے وزیر قصیر بن سعد کو بنو ایاد میں بھیجا تاکہ وہ عدی کو اپنے ساتھ لیکر آئے لیکن قصیر عدی کے بجائے اس کی موت کی خبر لیکر پہنچا۔ رقاش نے اپنا سینہ پیٹ لیا۔ بال فوج لئے جزیہ کو بھی عدی کی موت سے دھچکا پہنچا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ملکہ الزباء سے اپنے سپہ سالار اور اپنی بہن کے شوہر عدی کے قتل کا انتقام ضرور لے گا۔

○

اسے ایک اتفاق کہنے کی قدرت کو یہ منظور تھا کہ صحرا کے اندر جنم لینے والی قدیم داستان کا کوئی بہتر اور اچھا انجام ہو۔ رقاش اپنی شادی کی پہلی رات ہی عدی سے حاملہ ہو گئی تھی اور پھر اس کے یہاں ایک بچے نے جنم لیا جس کی شکل بالکل عدی سے ملتی جلتی تھی۔ رقاش نے اس کا نام عمرو رکھا۔ رقاش نے پورے قبیلے میں اعلان کر دیا تھا کہ اس کے بیٹے عمرو کو جب وہ بڑا ہو یہ نہ بتایا جائے کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کیا انجام ہوا۔

جزیہ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا کہ الزباء سے انتقام لے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا کیونکہ ملکہ الزباء نے اپنی طاقت خوب بڑھالی تھی اور پھر اپنے قبیلے کے ارد گرد صحرا کے ایک وسیع حصے میں لڑاکا چھاپہ مار دے پھیلا دیئے تھے۔ جو اس انداز میں حملہ آور ہوتے جس طرح شد کی کھیاں اپنے شکار کا تعاقب کرتی ہیں اور یہ چھاپہ مار جنگی محاذ میں ایسے تھے

کہ کسی کو بھی اپنے قبیلے کی طرف بڑھنے نہ دیتے تھے۔ دوسری سمت عدی جو زنجیریں توڑ کر بھاگا تھا رقاش نے ان کی مرمت کروا دی تھی اور ٹوٹی ہوئی کڑیوں کی جگہ اس نے نئی اور مضبوط کڑیاں ڈلوا دیں تھیں۔ شاید رقاش نے ان لوہے کی زنجیروں سے جنہیں توڑ کر ان کا شوہر بھاگا تھا کوئی بہت بڑا کام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف روم شہر میں آگ لگ گئی یہ آگ ایسی بھڑکی کہ شہر کے وسیع حصے کو اس نے جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ وہ پرانا شہر جو صدیوں سے چلا آ رہا تھا جل کر راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گیا تھا۔ شہر کا یہ جلنا بھی نیرو کے لئے سود مند اور اس کی شہرت کا باعث بنا۔ اس لئے کہ جو شہر جلا اس جگہ نیرو نے بہتریں اور خوبصورت عمارتیں لوگوں کے لئے تعمیر کیں۔ جو شہر جلا تھا وہ بغیر کسی تنظیم کے تعمیر کیا گیا تھا لیکن اب جو نیرو نے اس کی جگہ نیا شہر تعمیر کرایا اس میں اس کی سڑکیں، گلیاں خوب کھلی رکھیں اور اس طرح کہ ساری گلیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں اس طرح جو ایک تنظیم کے ساتھ دوبارہ روم شہر کی نیرو نے تعمیر کی تو یہ تعمیر ایک لحاظ سے رومن سلطنت میں اس کی شہرت کا باعث بن گئی تھی۔

دوسرا بڑا حادثہ جو نیرو کے دور حکومت میں پیش آیا وہ یہودیوں کی بغاوت تھی۔ رومنوں نے یہودیوں کو کئی ایک مراعات دیے رکھی تھیں اس کے باوجود بھی یہودی رومنوں کی حکمرانی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ لہذا رومنوں کے خلاف فلسطین میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور رومنوں کی غلامی کا جوا اتار کر یہودیوں نے اپنی آزادی اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

لیکن جلد ہی روم شہر کی دوبارہ تعمیر کر کے نیرو اپنی حکومت میں ایک اعلیٰ اور شہرت پر مبنی مقام حاصل کر چکا تھا لہذا وہ یہودیوں کو کھلی چھٹی نہیں دینا چاہتا تھا۔ دوسری طرف یہودیوں نے بھی اپنی پوری تیاریاں کرنے کے بعد رومنوں کے خلاف علم بغاوت کھڑا کیا تھا۔ انہوں نے فلسطین کے اندر ایک بہت بڑا اور جرار لشکر ترتیب دیا۔ اس لشکر کو انہوں نے بہترین انداز میں مسلح کیا اور اس لشکر کی مدد سے یہودیوں نے فلسطین میں جس قدر حکمران طبقے سے تعلق رکھنے والے رومن اور جس قدر لشکری فلسطین میں مقیم تھے ان پر حملہ آور ہو کر ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس طرح یہودیوں نے ایک طرح سے فلسطین کے اندر سارے رومنوں کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔

دمشق اور شام کے دیگر شہروں میں مقیم رومن لشکریوں کو جب خبر ہوئی کہ فلسطین کے اندر جس قدر رومن تھے انہیں یہودیوں نے تہ تیغ کر دیا ہے تو وہ بھی انتقامی کارروائی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دمشق اور شام کے دوسرے شہروں کے اندر جس قدر

یہودی تھے رومنوں نے ان سب کا قتل عام کر دیا تھا۔ رومنوں کے شہنشاہ نیو کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اس نے مصر کے اندر اسکندریہ شہر میں جو قیسیوس نام کا رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا اسے حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین میں داخل ہو اور وہاں قتل ہونے والے رومنوں کا اس طرح انتقام لے کہ جو بھی یہودی مسلح ہو کر اس کے سامنے آئے ان کا وہ بے دریغ قتل عام کرے۔ نیو کا حکم ملتے ہی قیسیوس نے پہلے سے اسکندریہ میں مقیم اپنے لشکر میں مزید اضافہ کیا اپنی عسکری قوت کو خوب بڑھانے کے بعد اس نے فلسطین کی طرف کوچ کیا تھا۔

رومن جرنیل قیسیوس چاہتا ہی تھا کہ فلسطین میں داخل ہو کر وہ یہودیوں کا قتل عام کرے کہ فلسطین کی سرحد کے قریب ہی اس کی بڑھتی ہوئی لشکر سے ہوئی۔ قیسیوس کو بچی امید تھی کہ وہ یہودیوں کے ناخبرہ کار لشکر کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو گا لیکن جنگ کے ابتداء میں ہی رومن جرنیل قیسیوس کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا تھا۔ وہ اس طرح کہ یہودی تین اطراف سے رومنوں کے جرنیل کے لشکر پر کچھ اس جانشاری اور اس خونخواری سے حملہ آور ہوئے کہ انہوں نے تین اطراف سے رومنوں کا قتل عام کر دیا تھا۔ رومن جب ایک یہودی کو قتل کرتے تو اس کی جگہ پر کئی یہودی رومنوں کے سامنے آ نمودار ہوتے۔ اس طرح رومن جرنیل قیسیوس ایک معیبت میں پھنس گیا تھا اور جو نہی جنگ نے طول پکڑا آہستہ آہستہ رومنوں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ یہودیوں نے رومن جرنیل قیسیوس کو بدترین شکست دی۔ اس کے لشکر کے اکثر حصے کو یہودیوں نے تہ تیغ کر دیا۔ قیسیوس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر اسکندریہ کی طرف بھاگ نکلا تھا۔

اس کے بعد دمشق کے رومنوں کی باری آئی۔ دمشق کے رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ یہودیوں نے اسکندریہ کے رومن جرنیل کو شکست دی ہے تو انہوں نے بھی ایک لشکر تیار کیا اور فلسطین پر حملہ آور ہوئے لیکن فلسطین کے یہودیوں کے حوصلے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دمشق سے آنے والے رومنوں کے لشکر کو بھی بدترین شکست دی اور یہ لشکر بھی اپنے پیچھے اپنے آدمیوں کی لاشیں چھوڑ کر دمشق کی طرف بھاگ گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یہودیوں کی سرکوبی کرنے کے لئے رومن شہنشاہ نیو نے اپنے بہترین جرنیل ویسپاسیان کا انتخاب کیا۔ ویسپاسیان نے اپنے بیٹے ٹیٹس کو اپنے ساتھ لیا جو جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔ ویسپاسیان اور ٹیٹس دونوں باپ بیٹے کے پاس پچاس

سب سے پہلے ویسپاسیان اپنے لشکر کے ساتھ کلی شہر کی طرف بڑھا۔ یہاں کوئی یہودی لشکر نہ تھا۔ لہذا ویسپاسیان نے بڑی آسانی کے ساتھ کلی شہر اور اس کے قریب و جوار میں سمندر کے کنارے کے ساتھ جس قدر قبضے اور شہر تھے ان پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے ویسپاسیان نے اپنے لشکر کے لئے بہترین رسمہ کا سامان حاصل کیا اور اپنے لشکر کو تازہ دم کرنے کے بعد وہ اپنی دوسری فوج کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ کلی شہر اور اس کے گرد و نواح میں پڑنے والے چھوٹے شہروں اور قبضے کو فتح کرتے کرتے ویسپاسیان کو ایک سال لگ گیا تھا۔ اگلے سال وہ دریائے بردن کے کنارے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ اس نے صومالیہ شہر پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ دوسری طرف یہودی بھی بڑی چالاک کا مظاہرہ کر رہے تھے وہ اپنے مرکز سے نکل کر سرحدی شہروں میں جا کر ویسپاسیان کا مقابلہ نہیں کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ جب ویسپاسیان پر دھم شہر پر حملہ آور ہو گا تو وہ رومنوں کو خون میں نہلا کر رکھ دیں گے۔

دو سال کے عرصے میں کلی اور صومالیہ شہروں اور ان کے گرد و نواح میں دوسرے شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد ویسپاسیان پر دھم شہر پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔ اس لئے کہ اب تک فلسطین کے دو شہر اس نے فتح کئے تھے وہاں سے دھڑا دھڑا ان گنت مہاجر یہودی پر دھم کا رخ کر رہے تھے اس طرح پر دھم کی مرکزی یہودی قوت کو ان مہاجرین کی وجہ سے ان گنت مسائل سے دوچار کر دیا تھا۔ ویسپاسیان چاہتا تھا کہ اسی وقت سے فائدہ اٹھائے اور جس وقت یہودی مہاجرین کو سنبھالنے میں مصروف ہوں وہ ان پر حملہ آور ہو کر ان کا قتل عام شروع کر دے لیکن اسی دوران اٹلی سے خبر آئی کہ نیو مر

گیا ہے و یسپاسیان چونکہ خود بھی رومنوں کا شہنشاہ بننے کا امیدوار تھا لہذا نیو کی موت کی خبر سن کر وہ پریشان ہوا اس نے فلسطین میں رومن لشکر کا کماندار اپنے بیٹے ٹیٹس کو مقرر کیا اور خود وہ بڑی تیز رفتاری سے اٹلی چلا گیا تھا۔

لیکن و یسپاسیان کی بد قسمتی کہ اٹلی پہنچنے سے پہلے ہی رومن سینٹ نے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص گالبا کو رومنوں کا شہنشاہ مقرر کر دیا تھا۔ لیکن گالبا زیادہ دن تک شہنشاہ نہ رہ سکا اس لئے کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد ایک شخص آتو کو رومنوں کا شہنشاہ مقرر کیا گیا۔ اس وقت تک و یسپاسیان کی خوش قسمتی کہ آتو کے تحت نشین ہوتے ہی چاروں طرف سارے صوبوں اور نو آبادیاتی علاقوں میں رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ ان بغاوتوں سے گھبرا کر نئے رومن شہنشاہ آتو نے خود کشی کر لی اور اس کی خود کشی کے بعد سینٹ نے اپنے بہترین جرنیل و یسپاسیان کو رومن شہنشاہ مقرر کر دیا تھا۔

رومن شہنشاہ بننے کے بعد و یسپاسیان روما کی بغاوتوں کو فرو کرنے میں لگ گیا جرمن اور برطانوی علاقوں میں بڑی سخت بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ شمال کے وحشی گال قبائل نے بھی بغاوت کر دی تھی اس کے علاوہ اٹلی میں بھی جگہ جگہ شورشیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں لیکن آہستہ آہستہ و یسپاسیان نے ان ساری بغاوتوں پر قابو پا لیا تھا۔ اتنی دیر تک و یسپاسیان کا بیٹا ٹیٹس بھی حرکت میں آچکا تھا۔

و یسپاسیان فلسطین سے نکل کر جب اٹلی میں داخل ہوا تو ٹیٹس نے اپنے لشکر کے ساتھ یروشلیم کی طرف کوچ کیا۔ یروشلیم کے ارد گرد اس وقت دوہری فسیل تھی۔ فسیل سے باہر یہودیوں نے ٹیٹس کا جہم کر مقابلہ کیا۔ اس لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تاہم یہودیوں نے فسیل کے اندر محصور رہ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہودیوں کا یہ فیصلہ غصی پر مبنی تھا اور ٹیٹس کے لئے بڑا سود مند ثابت ہوا ٹیٹس شہر پر حملہ آور ہوا پہلے اس نے بیرونی فسیل میں توڑ پھوڑ کر کے فسیل کے ایک حصہ کو گرا کر رکھ دیا اس کے بعد وہ دوہری فسیل پر حملہ آور ہوا اس میں بھی اس نے جگہ جگہ شکاف کر دیئے ان شکافوں پر یہودی لشکر نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن رومن انہیں مارتے کاتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اس طرح آہستہ آہستہ ٹیٹس اپنے پورے رومن لشکر کے ساتھ یروشلیم شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر کے اندر رومنوں اور یہودیوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جس میں تقریباً ایک لاکھ یہودی مارے گئے۔ اس طرح ایک طرف و یسپاسیان نے روم میں اٹھنے والی بغاوتوں کو فرو کر دیا تھا دوسری طرف اس کے بیٹے ٹیٹس نے فلسطین کے اندر

اٹھنے والی یہودیوں کی بغاوت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔

و یسپاسیان کے دور حکومت میں شمال کے وحشی آلائی قبائل نے گرجی قبائل کے ساتھ مل کر آذر بایجان پر یلغار کر دی تھی۔ آذر بایجان کے حکمران وحشی قبائل کا مقابلہ نہ کر سکے اور راہ فرار اختیار کر کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوئے۔ اس سے ان وحشی قبائل کے حوصلے اور ہاند ہوئے اور انہوں نے مختلف علاقوں کو تخت و تاراج کرتے ہوئے سرسبز میدانوں کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا۔ وہاں سے نکل کر یہ قبائل آرمینیا آئے اور آرمینیا کے حکمران جو ایران کے بادشاہ بلاش کا بیٹا تھا اس کو مغلوب کر کے اسیر کر لیا۔

ایران کے بادشاہ بلاش نے جب یہ سنا کہ وحشی قبائل نے نہ صرف یہ کہ اس کے بیٹے کو قیدی بنا لیا ہے بلکہ آذر بایجان کے علاوہ پورے آرمینیا پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اسے خوف ہوا کہ کہیں یہ آلائی اور گرجی قبائل اسی طرح یلغار کرتے ہوئے پورے ایران پر ہی غالب نہ ہو جائیں۔ ان خیالات کے تحت بلاش بڑا فکر مند ہوا اور ان وحشی قبائل کو مغلوب کرنے کے لئے اس نے قیصر روم و یسپاسیان سے مدد طلب کی لیکن و یسپاسیان ان دنوں خود اپنے ملک کے اندر بغاوتیں فرو کرنے میں بری طرح مصروف تھا لہذا اس نے بلاش اول کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

دوسری طرف بلاش اول کی خوش قسمتی کہ یہ وحشی قبائل جگہ جگہ لوٹ مار کرتے ہوئے ایران کی سلطنت کی طرف بڑھنے کے بجائے واپس لوٹ گئے۔ ان وحشی قبائل کی یلغار کے کچھ ہی عرصہ بعد ایران کا بادشاہ بلاش اول فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا پیکارس اشکانیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین ہوا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ و یسپاسیان بھی صرف دس سال حکومت کرنے کے بعد چل بسا۔ اس کی موت کے وقت اس کا بیٹا ٹیٹس فلسطین کے اندر قیام کئے ہوئے تھا اور اس نے ایک یہودی شہزادی برنٹس سے شادی کر لی تھی۔ و یسپاسیان کی موت کے بعد رومنوں کا خیال تھا کہ ٹیٹس کو اپنا شہنشاہ بنایا جائے لیکن لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس نے ایک غیر رومن لڑکی سے شادی کر رکھی ہے اور جب تک وہ اس یہودی بیوی کو ترک نہیں کرتا اس وقت تک اسے قیصر روم نہیں بنایا جاسکتا۔ شہنشاہ بننے کی خاطر ٹیٹس نے یہودی شہزادی برنٹس کو طلاق دیدی اور یوں وہ اپنے باپ و یسپاسیان کے بعد رومنوں کا شہنشاہ بنا لیکن صرف دو سال حکومت کرنے کے بعد یہ دنیا سے چل بسا اور اس کی جگہ رومنوں نے ڈومیتین کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔

اپنے باپ کے خون کا انتقام لے سکتا ہوں۔ عمرو کی ان ساری باتوں کے جواب میں رقاش جب خاموش رہی تو عمرو پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ ماں تجھے میرے خون کی قسم اس پر رقاش نے فوراً عمرو کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

دیکھ میرے بیٹے میرے بچے ایسی کوئی قسم مت کھانا جب تک تم ان دونوں زنجیروں کو توڑنے میں کامیاب نہیں ہوتے میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں گی۔ جس روز تم نے ان زنجیروں کو توڑ لیا اس روز مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم اپنے باپ کی طرح طاقتور ہو گئے ہو۔ اس روز میں تمہیں بتا دوں گی کہ تمہارا باپ کون تھا وہ یہاں سے زنجیریں توڑ کر کیوں بھاگا۔ صحراؤں کے اندر کس نے اسے کیوں قتل کیا۔ اس پر عمرو بن عدی نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

آؤ ماں اگر ایسی بات ہے تو پھر تم مجھے اس کمرے میں لے چلو جس کے اندر وہ زنجیریں ہیں۔ جنہیں تم نے میرے پاؤں سے باندھ دیا ہے۔ میں ان زنجیروں سے زور آزمائی کرتا ہوں اگر میں نے انہیں توڑ دیا تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی کہ اس طرح میں اپنے باپ کے انتقام کی ابتداء کر سکوں گا۔ اس پر رقاش ایک طرف چل دی اور کہنے لگی میرے ساتھ آؤ عمرو بن عدی چپ چاپ اپنی ماں کے ساتھ ہو لیا تھا۔

اپنے بیٹے کو لیکر رقاش اس کمرے میں آئی جس میں زنجیریں تھیں پھر اس نے سہے کی موٹی اور مضبوط زنجیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میرے بیٹے میرے بچے یہ ہیں وہ زنجیریں جنہیں تمہارے باپ نے صرف ایک ہی جھٹکے میں توڑ دیا تھا۔ اگر تم واقعی اپنے باپ کا انتقام لینے میں سنجیدہ ہو تو پھر آگے بڑھو اور زنجیروں کو اپنے باپ اور اس کے قاتلوں کے درمیان ایک رکاوٹ سمجھ کر توڑ پھینکو۔ اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو میں سمجھوں گی تم اپنے باپ کا انتقام لینے میں کامیاب ہو سکو گے۔

عمرو بن عدی آگے بڑھا دونوں زنجیروں کو اس نے اپنے دائیں بائیں بازوؤں کے گرد لپیٹا اور زور آزمائی کرنے لگا۔ رقاش اس کے سامنے کھڑی اس کو زور لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھی پھر لمحہ بہ لمحہ رقاش کے چہرے پر مایوسی اور افسردگی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے اس لئے کہ عمرو بن عدی کافی دیر تک زور آزمائی کرتا رہا اس کا بدن پینہ پینہ ہو گیا تھا پر وہ ان زنجیروں کو نہ توڑ سکا تھا۔ اس موقع پر عمر بن عدی کے سامنے رقاش کی گردن افسوس کے سے انداز میں جھک گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک مزید ان زنجیروں پر زور آزمائی کرنے کے بعد زنجیروں کو عمرو بن عدی نے اپنے بازوؤں سے علیحدہ کر دیا پھر وہ اپنی ماں کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ماں اگر میں ان زنجیروں کو توڑ نہ سکا تب رقاش نے اپنی جھکی ہوئی گردن اوپر اٹھائی

صحراؤں کے اندر رقاش کا بیٹا عمرو اب جوان ہو کر اٹھارہ برس کا ہو چکا تھا۔ ایک روز جب اس نے اپنی ماں سے اپنے باپ کے متعلق پوچھا تو رقاش نے اس پر سر سے لیکر پاؤں تک بڑے غور سے اپنے بیٹے کو دیکھا پھر وہ کسی قدر مسکرا کر کہنے لگی۔

سن میرے بیٹے تمہارے ماموں کے محل میں ایک ایسا کمرہ ہے جس کی دائیں بائیں جانب کی دیواروں میں لوہے کی بھاری اور مضبوط زنجیریں لگی ہوئی ہیں۔ جس روز ان دونوں زنجیروں کو تم اپنے بازوؤں کے گرد لپیٹ کر توڑ دو گے اس روز تمہیں بتاؤں گی کہ تمہارا باپ کون تھا اور کس نے اسے قتل کر دیا تھا۔

اپنی ماں کے اس خوفناک انکشاف پر عمرو نے اپنی گردن جھکاتے ہوئے اور کسی قدر ٹوٹی آواز میں کہا۔

اے میری ماں کیا میرے باپ کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔ جواب میں رقاش روتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ میرے فرزند تمہارے باپ کو اس کے دشمنوں نے ہلاک کیا تھا۔ تیرے ماموں کے محل کے کمرے میں جس کی طرف میں نے نشاندہی کی ہے جس میں زنجیریں ہیں انہیں تمہارے باپ نے ایک ہی جھٹکے میں توڑ دیا تھا۔ تمہارا باپ بہادر، جفاکش اور طاقت ور ترین انسان تھا۔ صحرا کے اندر خانہ بدوش قبائل اور نخلستان کے رہنے والے آج بھی اس کی شجاعت کی داستانیں اپنے بچوں کو سناتے ہیں لیکن افسوس دشت کا وہ شہ زور انسان ہم دونوں کو تنہا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے ہم سے منہ موڑ چکا ہے۔ آہ اس کے حقیر دشمنوں نے اس صحرا کے اندر گھیر کر قتل کر دیا۔ اگر اس کے دشمن باری باری اس کے سامنے آتے تو وہ ان سب کو موت کی سزا میں لپیٹ کر رکھ دیتا لیکن افسوس میں دشمن صحرا کے اندر اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اپنی ماں کے اس نئے انکشاف پر عمرو کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر وہ انتہائی مغموم لہجے میں کہنے لگا۔

آہ میری ماں تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتا دیا کہ میرے باپ کو اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا تھا۔ بتاؤ ماں میرے باپ کے قاتل کون ہیں۔ اے میری ماں مجھے اپنے باپ کی شجاعت اور طاقت کی قسم میں اس کے قاتلوں سے اس کے قتل کا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اپنے باپ کے قاتلوں پر واضح کر دوں گا کہ میں اپنے باپ کا انتقام لینے کی جرات اور ہمت رکھتا ہوں۔

کہو ماں وہ قاتل کون تھے وہ کہاں ہیں اور کس جگہ میں ان سے ٹکرا کر اپنے باپ کا

لہو بھر کے لئے اس نے بڑے غور سے اپنے بیٹے عمرو بن عدی کی طرف دیکھا پھر وہ کسی قدر مایوسی بھرے لہجے میں کہنے لگی

میرے فرزند سن اگر تو ان زنجیروں کو توڑ نہ سکا تو پھر تمہارے باپ کے قتل کا راز راز ہی ہو کر رہ جائے گا اور میں یہ سمجھ کر اور یہ جان کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاؤں گی کہ میں نے جس بیٹے کو جنم دیا تھا وہ اس قاتل نہیں کہ اپنے باپ کے قاتلوں سے اس کا انتقام لے سکے۔ دیکھ میرے بیٹے یہ میرا آخری فیصلہ ہے جب تک تم ان زنجیروں کو نہیں توڑو گے اس وقت تک میں تمہیں تمہارے باپ کے قاتلوں سے متعلق آگاہ نہیں کروں گی۔

ان الفاظ سے عمرو بن عدی کے جسم میں آگ سی لگ گئی تھی۔ وہ آگے بڑھا اس نے اپنی ماں رقاش کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے گنہگار آواز میں بڑے ٹھہراؤ اور پختہ سی آواز میں کہا۔

سن میری ماں اگر میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کی شجاعت اور جوانمردی کی داستانیں لوگ خوشی سے ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔ پھر تو مجھ پر اعتماد اور یقین رکھ میں ان زنجیروں کو اپنے مقدر کی ایک دیوار نہ بنے دوں گا۔ میں انہیں ایک روز اس طرح توڑ کر نکل جاؤں گا جس طرح ایک جھٹکے میں میرے باپ نے انہیں توڑا تھا۔

دیکھ میری ماں اپنے باپ کی اصلیت اور اس کے قتل کا راز جاننے کے لئے اب میں ہر سال زنجیروں سے زور آزمائی کرتا رہوں گا اور پھر ایک نہ ایک سال ضرور ایسا آئے گا جب یہ زنجیریں اس کمرے میں ٹوٹی ہوئی پڑی ہوں گی اور میری شجاعت کی کہانیاں میرے عظیم باپ کی طرح ان صحراؤں کا موضوعِ سخن بن جائیں گی۔

اپنے بیٹے کی یہ گفتگو سن کر رقاش کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ کہنے لگی میرے بیٹے جس روز تو ان زنجیروں کو توڑ پھینکے گا وہ دن میری زندگی کا مقدس اور عظیم ترین دین ہو گا۔ اس روز میں جانوں گی کہ میں نے جس بیٹے کو جنم دیا تھا وہ میری امیدوں میری آرزوؤں پر پورا اترتا ہے۔ اس پر عمرو نے اپنی ماں رقاش کے شانے تھپتھپائے اور کہنے لگا اگر یہ بات ہے میری ماں تو بے فکر ہو جاؤ ایک روز یہ زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔ جواب میں رقاش اپنے بیٹے کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی میرے بیٹے میں ابراہیم کے رب سے ہر روز تمہاری کامیابی کی دعائیں مانگتی رہوں گی۔ اس کے بعد دونوں ماں بیٹا محل کے سکونتی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○



بنو ازد کے حکمران جزیمہ کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ چالبازی سے کام لیتے ہوئے جزیمہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لینا چاہتی تھی۔ ماضی میں ایک جنگ میں ملکہ الزباء کے باپ کو جزیمہ نے قتل کر دیا تھا۔ الزباء اس حادثے کو بھولی نہ تھی اور اندر ہی اندر وہ انتقام لینے سے متعلق سوچ رہی تھی۔ جزیمہ کے ساتھ کھلے میدان میں جنگ کرنے کے بجائے ملکہ الزباء نے حیلے اور مکاری سے کام لینے کا تہیہ کیا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ملکہ الزباء نے اپنا ایک نہایت تیز اور عیارِ شخص جو اس کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا سمجھا پڑھا کر ایک کھل اور خوفناک سازش کے تحت جزیمہ کے پاس روانہ کیا۔ اس شخص نے جزیمہ کے پاس جا کر پہلے الزباء کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کی۔ پھر وہ الزباء کی اچھی عادات اور صفات گنتے لگا۔ جب یہ شخص کافی دیر تک ملکہ الزباء کے حسن اور اس کی اچھی عادات اور صفات کی تعریف کر چکا تب جزیمہ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے شخص تو کس لئے میرے سامنے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کی تعریف کرتا ہے۔ اس پر وہ عیارِ شخص کہنے لگا۔

میں ملکہ الزباء کی تعریف و توصیف آپ کے سامنے اس لئے کرتا ہوں کہ آپ الزباء سے شادی کر لیں اس طرح دونوں قبیلوں کے درمیان پرانی پینچلش اور رنجش جاتی رہے گی اور صحرا میں ہر طرف امن اور سکون ہو جائے گا اور اے بنو ازد کے حکمران جزیمہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو جب تک ان صحراؤں کے اندر بنو قسطورہ اور بنو ازد موجود ہیں یہ مستقبل میں بھی ایک دوسرے سے ٹکراتے رہیں گے اور ایک نہ ایک روز ایسا وقت ضرور آئے گا جب دونوں قبائل ان صحراؤں کے اندر تباہ اور برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ اے بنو ازد کے حکمران ملکہ الزباء کی تعریف کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں ان دونوں قبیلوں کے درمیان صلح اور امن چاہتا ہوں اس طرح صحراؤں اور نخلستانوں کے اندر دونوں قبائل اپنے اپنے قبیلے کی بہتری اور خیر و فلاح پر دھیان دے سکیں گے۔

اس شخص کی یہ ساری گفتگو سن کر جزیمہ نے سر جھکا لیا اور کافی دیر تک سوچتا رہا۔ اس پر ملکہ الزباء کے اس جاسوس نے کسی قدر تعجب سے جزیمہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے بنو ازد کے حکمران کیا آپ ملکہ الزباء جیسی خوبصورت، دولت مند اور اچھی عادات رکھنے والی عورت سے شادی کرنے سے انکار کرتے ہیں اس پر جزیمہ نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اس طرح اوپر اٹھایا جیسے وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا جاؤ ملکہ الزباء کو میری طرف سے شادی کا پیغام دیدو۔ اگر اس طرح

بنو قنطورہ اور بنو ازد کے درمیان امن قائم ہو سکتا ہے تو پھر میں ملکہ الزباء سے شادی کرے پر میں بخوشی رضا مند ہوں۔

جزیمہ کا یہ جواب سن کر ملکہ الزباء کا وہ آدمی ایسا خوش اور مطمئن ہوا کہ اسی وقت وہ اٹھ کر وہاں سے نکلا اور اسی روز اپنے قبیلے کی طرف وہ روانہ ہو گیا۔ ملکہ الزباء کے اس جاسوس کے جانے کے بعد رات کے وقت جزیمہ نے اپنے وزیر قصیر بن سعد، بن رقاش اور بھانجے عمرو بن عدی کو جمع کیا اور ان کے سامنے ملکہ الزباء سے شادی کرنے کا مسئلہ پیش کیا۔ قصیر اور رقاش دونوں نے اس شادی کی سخت مخالفت کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ الزباء جزیمہ کے بہادر اور شیر دل بہنوئی کی قاتل تھی۔ رقاش نے بڑے تلخ لہجے میں اپنے بھائی جزیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سن میرے بھائی میرا دل کتا ہے کہ الزباء شادی کے بعد یقیناً تمہیں دھوکہ دے گی۔ اس پر جزیمہ نے گہری نگاہوں سے اپنی بن رقاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں ملکہ الزباء کے دھوکہ دینے سے قبل ہی اسے ٹھکانے لگا دوں گا۔ میں نے صرف اس سے منپنے کے لئے ہی شادی کی پیش کش کی ہے۔ سن میری بن ایک دن تم دیکھو گی صحراؤں کی یہ حسین ساحرہ میرے سامنے بے بس اور مجبور ہو گی یہ بھی جان لو میں اسے زنجیروں میں جکڑ کر تمہارے سامنے پیش رکھوں گا۔ پھر تم جس طرح چاہو اس سے انتقام لے سکو گی۔ اپنے بھائی جزیمہ کا یہ جواب سن کر رقاش کسی قدر مطمئن اور خاموش ہوتی دکھائی دے رہی تھی پر اس موقع پر جزیمہ کا وزیر قصیر بن سعد بولا اور اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

الزباء بڑی مکار عورت ہے۔ کہیں وہ اس شادی کے چکر میں ہمیں دھوکہ دینے میں ہی کامیاب نہ ہو جائے اور ہم شمال کے پریتوں سے لیکر جنوب کے صحراؤں تک بدنام ہو کر وہ جائیں۔ اس پر جزیمہ نے قصیر کا شانہ بچھڑاتے ہوئے کہا۔ قصیر میرے دوست میرے بھائی تم فکر مند نہ ہو میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا اور ہر کام تمہارے مشورے سے کیا کروں گا۔ بہر حال اس رات باتوں ہی باتوں میں جزیمہ نے اپنی بن رقاش اور اپنے وزیر قصیر کو الزباء کے ساتھ شادی کر لینے پر رضا مند کر لیا تھا پھر ایسا ہوا کہ اس رضا مندی کے چند ہی روز بعد ملکہ الزباء کی طرف سے وہی قاصد آیا اور جزیمہ کو پیغام دیا کہ ملکہ الزباء آپ کو بلاتی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ شادی اس کے قبیلے میں ہو۔ اس کے بعد آپ اسے جہاں رکھیں گے وہ رہے گی۔

رقاش نے جزیمہ کو بہت روکا کہ وہ الزباء کے پاس نہ جائے لیکن وہ جزیمہ پر تو شاید

الزباء کے حسن کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ وہ الزباء کی خوبصورتی اور اس کی توصیف سے بے حد متاثر دکھائی دیتا تھا اور ہر حالت میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لہذا اپنی بن رقاش کی مخالفت کے باوجود جزیمہ اپنے وزیر قصیر کے ہمراہ اپنے لشکر کے ایک معمولی سے حصے کے ساتھ الزباء کے قبیلے کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اپنے بعد اس نے اپنے بھانجے اور رقاش کے بیٹے عمرو بن عدی کو اپنے قبیلے کا حکمران مقرر کر دیا تھا۔

○

شام کے غمگین اندھیرے صحرا کے اندر بکھر پھیل کر خوب گہرے اور تاریک ہو گئے تھے۔ آسمان سے زمین تک نیلگوں وسعتوں میں انجانی اور نا آشنا سماوی خوشبوئیں بکھر گئیں تھیں۔ صحرا کے ویرانہ پسند پرندے ہرام کی خاطر اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹنے لگے تھے۔ صحرا میں ہر سمت نفس جیسی تاریکی پھیل چکی تھی۔ جزیمہ اور اس کا وزیر قصیر بن سعد اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ تیز رفتار ستاروں کی طرح صحرا کا سینہ چیرتے ہوئے ملکہ الزباء کے قبیلے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے آکر طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق قصیر بن سعد فوجی دستے کے ساتھ دریا کے کنارے کے وسیع جنگلوں میں رک گیا تھا جبکہ جزیمہ اکیلا الزباء کے محل کی طرف بڑھا۔ تاہم اس کی خبر گیری کرنے کے لئے قصیر بن سعد نے اپنے کچھ جاسوس اس کے پیچھے لگا دیئے تھے۔

جزیمہ الزباء کے محل میں داخل ہوا۔ الزباء کو اس کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی لہذا اس نے بڑی گرم جوشی سے جزیمہ کا استقبال کیا اور اسے اپنے ساتھ اپنی خواہگاہ میں لے گئی تھی۔

مشطوں کی تیز روشنی اور کمرے کے اندر اڑتی ہوئی حیز صندلی خوشبوؤں میں جزیمہ نے پہلی بار غور سے الزباء کو دیکھا۔ الزباء اس وقت گوبیس برس کی ہو چکی تھی لیکن اس کا حسن اب بھی آئینے کی طرح پرسکون اور پرکشش تھا۔ اس کے جسم کی سختی اپنی جگہ برقرار تھی اور اس کی آنکھیں اب بھی پھولوں کی طرح حسین تھیں۔

عدی سے محبت کرنے کے بعد ملکہ الزباء نے شادی نہ کی تھی اور ابھی تک وہ برق کی طرح بے ثمر تھی۔ الزباء نے جزیمہ کو مخاطب کیا اور کمرے میں اس کی آواز اپنی پوری شیرینی اور مٹھاس کے ساتھ بلند ہوئی آواز ایسی تھی گویا تیز ہواؤں کی آوازیں صحرا کی زخمی روح سے ارتباط کے بعد سنائی دی ہوں۔ اسے بنو ازد کے حکمران کیا تم مجھ سے شادی کے

لئے رضا مند ہو۔ اس موقع پر ملکہ الزباء کی آواز اور لہجے میں خفیف سے طر تھا جسے جزیہ محسوس نہ کر سکا۔ اس لئے کہ وہ تو ملکہ الزباء کے چمکدار حسن کے سامنے اپنے سارے حواس پر اپنی گرفت ہی کھو چکا تھا۔ ملکہ الزباء کی لقرنی چمکتے حسن کے آگے جزیہ اپنی ذہنی قوتیں مغلوب کر بیٹھا تھا۔ ملکہ الزباء کے سوال کرنے پر اس نے سرزدہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بنو قسطورہ کی ملکہ شادی کا یہ معاملہ میری اور تمہاری مرضی اور رفاقت سے ہی طے ہوا ہے۔ جزیہ کا یہ جواب سن کر الزبایوں کڑک کر بولی گویا خط افق پر بجلی کڑک گئی ہو۔ سنو بنو ازد کے جزیہ کیا تم میرے باپ کے قاتل نہیں ہو۔ جزیہ جو ابھی تک ملکہ الزباء کے حسن اور اس کی خوبصورتی پر مسحور ہوا جا رہا تھا اب اس کے حواس درست ہوئے۔ خوشی اور بے تابی کی جگہ اب اس کے چہرے پر اٹھانہ غم اور ناامیدی چمک گئی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے ملکہ الزباء سے کہا۔

دیکھ الزباء یہ پرانی اور قدیم باتیں ہیں۔ میں انہیں بھول چکا ہوں تم بھی بھول جاؤ اور دونوں مل کر اس صحرا میں ایک نئی زندگی کی ابتدا کریں۔ ایسی زندگی جس سے صحرا کے اس حصے میں امن و سکون پھیل جائے گا۔ دیکھ الزباء میری اور تمہاری شادی بنو قسطورہ اور بنو ازد دونوں ہی کے لئے سود مند رہے گی۔ اس لئے کہ اس شادی سے دونوں قبائل کے درمیان روابط اور تعلقات بہترین ہو جائیں گے۔ اور آنے والے دنوں میں دونوں قبیلوں کے لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اپنے اپنے قبیلے کی ترقی اور فلاح کے کام سرانجام دے سکیں گے۔

جزیہ جب خاموش ہوا تو ملکہ الزباء کی اسے ایسی آواز سنائی دی جس طرح بھاری اور آہنی زنجیروں کے آپس میں ٹکرا جانے کے باعث سخت آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ الزباء جزیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی تھی۔

سنو جزیہ میں نے اپنی زندگی میں صرف ایک شخص سے محبت کی تھی اور وہ شخص عدی بن نصر تھا لیکن اس نے تمہاری بہن سے شادی کر کے میرے ساتھ بے وفائی میرے ساتھ بد عہدی کی تھی اور جانتے ہو میں نے اس سے کیا سلوک کیا۔ میں نے اسے قتل کروا دیا اور اس کے جواں اور توانا جسم کا سارا خون صحراؤں کی پیاسی ریت پی لیا۔ اس پر جزیہ نے حیرت زدہ سے انداز میں چونکتے ہوئے پوچھا تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تم نے میرے ساتھ بد عہدی کی ہے۔

اس پر الزباء نے کڑک کر کہا۔ ہاں مجھے تم سے نفرت ہے تم میرے باپ کے قاتل ہو

اور اپنے باپ کے قاتل کو میں کس طرح معاف کر سکتی ہوں۔ جب کہ وہ بے بسی کی حالت میں میرے سامنے پڑا ہوا ہے۔ سنو جزیہ عدی بن نصر کے بعد میں نے نہ کسی مرد کو پسند کیا ہے نہ ہی اس سے محبت کی ہے۔ ان صحراؤں ان ٹھلستانوں کے اندر صرف عدی بن نصر ہی میری پسند اور میری محبت تھا۔ اس کے بعد کوئی مرد میرے دل کو چھ نہیں اور پھر جہاں تک تمہارا تعلق ہے جزیہ تم تو میرے ہی نہیں میرے قبیلے کے بھی بدترین دشمن ہو پھر تم کیسے سوچ سکتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ شادی کروں گی اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء مزید حرکت میں آئی اس نے تالی بجائی۔ تالی بجاتے ہی اس کے تین پہرہ دار اس کی خوابگاہ میں داخل ہوئے۔

ملکہ الزباء نے شاید اپنے ان پسریداروں کو پہلے ہی سب کچھ سمجھ رکھا تھا۔ ان پسریداروں نے اندر آتے ہی جزیہ کو رسیوں میں جکڑ لیا۔ اپنی بے بسی دیکھ کر جزیہ کا چہرہ غصہ میں تھما اٹھا اور بھاری کھولتی ہوئی آواز میں ملکہ الزباء کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن الزباء تو کمبختی ذہنیت کی اور مستقامہ مزاج کی عورت ہے تو اندرائن کا وہ پھل ہے جو دیکھنے میں حسین ترین اور کھانے میں کڑوا ہوتا ہے اور حق کو پکڑ لیتا ہے۔ تو جنرل کی نیکل ہے جو صحرا میں تریز کی طرح خوبصورت انداز میں پھیلتی ضرور ہے پر کسی کام کی نہیں ہوتی۔ لارےب تو عورت نہیں رات بھر کا ایک پڑاؤ ہے جو کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

جزیہ کی یہ گفتگو سن کر ملکہ الزباء کا حسین چہرہ غصہ میں غضبناک ہو گیا تھا۔ پھر اپنی آنکھوں سے غضب کی کے شعلے برساتتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ سن جزیہ میں تمہیں ویسی ہی بے بسی سے قتل کروں گی جس طرح تم نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اس بار جزیہ قدرے ٹھہرے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا۔ دیکھ ملکہ الزباء گو میری کوئی اولاد نہیں پر یاد رکھ میرے بعد میرا بھانجا تم سے میرے قتل کا بدلہ ضرور لے گا۔ دیکھ ملکہ الزباء جانتی ہو وہ کس کا بیٹا ہے وہ اسی عدی بن نصر کا بیٹا ہے جس سے تم محبت کرتی تھی۔ تم جانتی ہو عدی کیسا بہادر اور جواں مرد انسان تھا۔ اس کا بیٹا بھی اسی جیسا ہے جب وہ ان زنجیروں کو توڑ دے گا جن کو اس کا باپ توڑ کر بھاگا تھا اور اس کی ماں اسے یہ بتا دیے گی کہ تم اس کے باپ کی قاتل ہو تو یاد رکھو وہ طوفان بن کر اٹھے گا اور اپنے باپ کے ساتھ میرا بھی انتقام تم سے ضرور لیکر رہے گا۔

ملکہ الزباء نے جزیہ کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے حکم پر اس کے پسریداروں نے جزیہ کے جسم کی رگ ہنتم کاٹ لی جس سے اس کے جسم کا سارا خون بہہ گیا اور یوں جزیہ ملکہ الزباء کی خوابگاہ میں سسک سسک کر اور اڑناں رگڑ رگڑ کر بے بسی

کی موت مر گیا تھا۔

دوسری طرف جزیہ کے وزیر قصیر بن سعد کو اس کے جاسوسوں نے جزیہ کی موت کی اطلاع کر دی تھی اور وہ کچھ سوچ کر اپنے چھوٹے سے اس دستے کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اپنے قبیلے میں واپس آ کر قصیر نے رقاش اور عمرو کو جزیہ کے مرنے کی خبر دی۔ رقاش نے اپنا سر پیٹ لیا۔ الزباء اس کے شوہر ہی کی نہیں بھائی کی بھی قاتل ہو چکی تھی۔ عمرو بن عدی کی حالت یوں تھی جیسے وہ اس جہاز کا ملاح ہو جو سمندر میں گھوم رہا ہو۔ پھر قصیر نے عمرو بن عدی سے بڑی راز داری سے کہا۔ میرے ذہن میں الزباء سے انتقام لینے کی ایک بہت اچھی ترکیب ہے۔ اس پر عمرو نے چونک کر پوچھا کیسی ترکیب جواب میں قصیر بن سعد کہنے لگا۔

دیکھ عدی کے بیٹے میں آج رات ہی یہاں سے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اگلے روز تم جزیہ کے قتل کا مورد مجھے ٹھہرانا اور لوگوں میں یہ مشہور کر دینا کہ میری سستی کی وجہ سے جزیہ مارا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تم میری گرفتاری پر انعام مقرر کر دینا۔ میں ملکہ الزباء کے پاس جا کر کہوں گا کہ عمرو بن عدی نے مجھ پر جزیہ کے قتل کا الزام لگا کر مجھے قتل کرنا چاہا لہذا میں بھاگ کر تمہارے پاس آ گیا ہوں۔

اس کے علاوہ میں ملکہ الزباء سے یہ بھی کہوں گا کہ تم چونکہ جزیہ کے خاندان کی بدترین دشمن ہو اور میں بھی اب چونکہ انہیں اپنا بدترین دشمن سمجھتا ہوں لہذا دونوں مل کر ان سے انتقام لیں۔

اگر ملکہ الزباء نے مجھ پر اعتماد نہ کیا اور مجھے اپنے قبیلے میں رہنے کی اجازت نہ دی تب میں واپس آ جاؤں گا اور اگر اس نے اپنے یہاں مجھے قیام کی اجازت دے دی اور مجھ پر اعتماد اور مجھ پر بھروسہ کیا تو میں وہاں رہ کر پہلے الزباء کو اپنے مکمل اعتماد میں لوں گا اس کے بعد جاسوسوں کے ذریعے تم سے رابطہ قائم کروں گا اور اس طرح ہم اس سے انتقام لینے کا لائحہ عمل مرتب کریں گے۔

عمرو بن عدی نے فوراً قصیر کی اس تجویز کو سراہتے ہوئے کہا۔ تمہاری تجویز بڑی اچھی عمدہ اور قابل عمل ہے ایسا کرو تم آج رات ہی ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب رہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک روز میں ملکہ الزباء سے انتہائی سنگین انتقام لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عمرو بن عدی اٹھ کر اندر گیا اور نقدی کی ایک تھیلی لے کر قصیر کی بھولی میں رکھتے ہوئے وہ پھر کہنے لگا۔

بنو سعد کے بیٹے یہ تھیلی اپنے پاس رکھ لو یہ تمہارے کام آئے گی اور اسی رات کی مارکی میں ملکہ الزباء کی طرف کوچ کر جاؤ۔ تمہاری غیر موجودگی میں تمہاری بیوی اور بچوں کو وہی عزت وہی وقار اور وہی مراعات حاصل ہوں گی جو انہیں اس وقت حاصل ہیں۔ عمرو بن عدی کی اس گفتگو کے بعد عدی بن سعد اٹھ کر اپنی حویلی کی طرف چلا گیا تھا۔

○

اسی رات قصیر نے اپنے قبیلے سے کوچ کیا اور ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمرو بن عدی کو جب یقین ہو گیا کہ قصیر الزباء کے پاس پہنچ چکا ہو گا قصیر کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے۔ دوسرے روز شام کے قریب قصیر الزباء کے قبیلے میں داخل ہوا۔ قبیلے کے صحرائی محافظ اسے پکڑ کر ملکہ الزباء کے پاس لے گئے۔ جب اسے ملکہ الزباء کے سامنے پیش کیا گیا تو کافی دیر تک ملکہ الزباء اسے غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے کسی قدر تعجب اور حیرت سے قصیر بن سعد سے کچھ پوچھنا چاہا ہی تھا کہ قصیر نے بولنے میں پہل کی اور کہنے لگا۔

میں بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کو سلام کرتا ہوں۔ الزباء نے حیرت سے پوچھا۔ میں حیران اور پریشان ہوں کہ بنو ازد کے وزیر کو بنو قسطورہ میں آنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ کیا تم اپنے آقا کی تلاش میں میرے قبیلے میں آئے ہو۔ اس پر قصیر بن سعد بے پناہ خفگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میں ملکہ الزباء تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ میں جانتا ہوں جزیہ کی روح سے اس کے جسم کا رشتہ منقطع ہو چکا ہے اور وہ ایسی جگہ پہنچ چکا ہے جہاں کوئی بھی اس سے مل نہیں سکتا۔ اس پر ملکہ الزباء نے مزید حیرت سے قصیر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ قصیر بن سعد کہنے لگا۔

اے ملکہ کیا تم جانتی ہو جب جزیہ شادی کی نیت سے تمہارے پاس آیا تھا تو میں اس کے ہمراہ تھا اور اس نے مجھے ایک فونی دستے کے ساتھ فرات کے کنارے جنگل میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا تھا اس احتیاط کے ساتھ کہ اگر تمہارے قبیلے میں کوئی خطرہ ہو تو میں اس کی مدد کر سکوں۔

لیکن اے ملکہ جب تو نے اس کی رگ ہلتم کاٹ کر اسے ختم کر دیا تو میں واپس چلا گیا۔ میں تمہارے ساتھ کسی صورت میں بھی الجھتا نہ چاہتا تھا۔ میری نگاہوں میں تم ان صحراؤں کا حسین گیت ہو۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس حسین صحرائی گیت کی تائیں اور دلکش

صدائیں نکھر جائیں جس طرح پھول کی پتیاں نکھر جانے سے پھول پھول نہیں رہتا ویسے ہی گیت کی صدائیں نکھر جانے سے صحرا کا یہ گیت وہ حسین گیت نہ رہتا۔ میں جب اپنے اس فوجی دستے کے ساتھ واپس اپنے قبیلے میں گیا تو عدی کے بیٹے عمرو نے جو جزیرہ کا بھانجا اور اس وقت بنو ازد کا حکمران ہے اس نے جزیرہ کے قتل کا ذمہ وار مجھے ٹھہرایا۔

میں ابھی اپنے گھر بھی نہ پہنچا تھا کہ اس نامعاقبت اندیش اور کندہ نازاں انسان نے میری گرفتاری کے احکامات جاری کر دیے لیکن بنو ازد کی فوج میں میرے بھی کچھ ہم نوا اور راز دار ہیں۔ میں ان ہی کی مدد سے عمرو بن عدی کے ہاتھوں گرفتار ہونے سے بچ گیا اور پناہ کی خاطر تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔

قصیر بن سعد کی یہ ساری گفتگو سن کر ملکہ الزباء کچھ دیر تک سر جھکا کر سوچتی رہی پھر وہ کہنے لگی اگر میں تمہیں پناہ دیتے پر رضا مند نہ ہوں تب۔ اس پر قصیر بن سعد چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ملکہ یہ زمین بڑی وسیع ہے۔ میں اپنا آپ بچانے کی خاطر کسی اور خانہ بدوش قبیلے کا رخ کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ مجھے مایوسی نہ ہوگی کیونکہ عمرو اپنے باپ کی طرح ٹونخوار انسان ہے اور جب تک میں کسی قبیلے میں پناہ نہیں لے لیتا اس کے ذمہ نوا مجھ سے انتقام لینے کی خاطر میرے پیچھے سائے کی طرح لگے رہیں گے۔

اس پر ملکہ الزباء نے پھر کچھ سوچا اور اس دفعہ وہ افسردہ سے لہجے میں پوچھنے لگی کیا یہ حقیقت ہے کہ عدی نے جس سے میں نے محبت کی تھی رقاش سے شادی کر لی تھی اور بنو ازد کا موجودہ حکمران عمرو اس عدی کا بیٹا ہے۔ قصیر بن سعد چاہتا تھا کہ باتوں باتوں میں ملکہ الزباء کی تعریف کر کے الزباء کے دل میں اپنے لئے ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کرے اب جب ملکہ الزباء نے خود ہی یہ دوسرا موضوع چھیڑا تو قصیر بن سعد نے اس موضوع سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لہذا اس دفعہ اس نے اپنی آواز کو خوب مصالحہ لگا کر بڑی درد مند اور غمگسار آواز میں کہا۔

اے ملکہ کہاں تم کہاں جزیرہ کی بہن رقاش۔ وہ تو خوبصورتی میں تمہارا پر تو بھی نہیں ہے۔ پر بات کچھ یوں ہے کہ جزیرہ نے عدی کو اپنے پاس بلایا تھا اور وہ اسے اپنی افواج کا سپہ سالار بنانا چاہتا تھا اس طرح شاید وہ عدی کی خدمات حاصل کر کے تمہارے خلاف اپنے لشکر کو عدی کی سرکردگی میں حرکت میں لانا چاہتا تھا۔ جب عدی اور رقاش کی شادی کی بات چھڑی تو عدی نے صریحاً "رقاش کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ وہ تم سے محبت کرتا تھا لیکن برا ہو وقت اور حالات کا کہ بنو ازد کے بہت سے لوگوں کو سمجھانے پر عدی رقاش کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس لئے کہ

لوگوں نے اسے یہ تک دھمکی دیدی تھی کہ اس نے اگر رقاش کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تو جزیرہ اس کا خاتمہ کرا دے گا۔ لہذا مجبوراً عدی نے رقاش کے ساتھ شادی کے لئے حامی بھر لی تھی۔

پر اس کے باوجود اے ملکہ عدی اور جزیرہ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور موت یہاں تک پہنچ گئی کہ جزیرہ نے اپنے صحرائی محل کے ایک کمرے میں عدی کو زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ وہ بہادر اور جوانمرد انسان ایک رات لوہے کی ان بھاری اور مضبوط زنجیروں کو توڑ کر بھاگ نکلا اور اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں تمہارے آدمی صحرا کے اندر اس سے ٹکرا گئے اور اسے قتل کر دیا۔

اے ملکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے قبیلے سے ہو کر تمہارے پاس ہی چلا آتا لیکن تمہارے آدمیوں نے اس سے کچھ پوچھے بغیر ہی اسے موت کی ابدی نیند سلا دیا اور اس کے رد عمل میں بنو ایاد کے سوراخوں نے تمہارے آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ کاش اس وقت عدی بن نصر زندہ ہوتا تو میں اس کے پاس پناہ لیتا اور اس وقت میں جزیرہ کے بھاگنے سے ایسا انتقام لیتا کہ صدیوں تک اس انتقام کے نقوش ان صحراؤں میں دیکھے جاسکتے۔

قصیر کی ان باتوں پر الزباء اداس ہو گئی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں ٹمناک ہوئیں پھر آنسوؤں کے کئی ننھے ننھے قطرے اس کی حسیں آنکھوں میں جھلکانے لگے تھے اور اپنی لمبی لمبی سرخ مخروطی انگلیوں سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ملکہ الزباء نے رندگی ہوئی آواز میں پھر کہا۔

آہ عدی کاش تم جزیرہ کے پاس نہ گئے ہوتے۔ اپنے باپ سے مل کر سیدھے میرے پاس چلے آئے ہوتے۔ تمہیں بنو قنطورہ کا حاکم بنا دیتی اور خود ایک لونڈی بن کر تمہاری خدمت کرتی لیکن جزیرہ اور اس کی بہن رقاش نے تمہیں مجھ سے چھین لیا۔ کاش تم زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ میں نے جزیرہ سے کیا عبرت خیز انتقام لیا ہے۔ اس کے بعد الزباء بے چاری کھل کر رو دی تھی۔

لوہا گرم دیکھ کر قصیر بن سعد نے پھر چوٹ لگائی اور کہنے لگا تو اے ملکہ الزباء کیا تم مجھے اپنے یہاں پناہ دینے کے لئے تیار نہیں ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے کسی اور عرب قبیلے کا رخ کرنا ہو گا۔ اس پر ملکہ الزباء فوراً "سنجھل گئی اور کہنے لگی۔ سنو سعد کے بیٹے تمہارا اندازہ غلط ہے میں تمہیں اپنے قبیلے میں پناہ دینے پر رضا مند ہوں۔ اب تم میرے قبیلے میں ہی رہو گے۔ میں تمہیں پناہ دیتی ہوں۔ تم جیسا انسان میرا بہترین مشیر ثابت ہو سکتا ہے۔ تمہارے مشوروں سے میں عمرو بن عدی کا مقابلہ جی آسانی سے کر سکوں گی میرے قبیلے

ہے اس سے پہلے عزازیل پائیرو کو لیکر ایک بار پھر ضرب لگائے اور پھر تمہیں سبق سکھانے کی کوشش کرے لہذا پائیرو اور عزازیل سے بچنے کے لئے تمہیں ابھی سے تیاری کر لینی چاہیے۔ یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا جب رکی تو یونان بولا اور کہنے لگا۔

سنو ایلیکا پائیرو اور عزازیل سے بچنے کے لئے میرے پاس وہ بلی کے دو بچوں والا ہی حربہ ہے میں انہیں کہیں سے بھی پکڑ کر ان کی جسامت اور قوت میں اضافہ کر کے پائیرو کے خلاف استعمال کر سکتا ہوں اس پر ایلیکا بولی اور کہنے لگی یہ تم بلی کے بچوں ہی پر یوں اکتفا کرتے ہو۔ سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے جہاں تم کسی کی جسامت کو 10 (دس) گنا بڑھا سکتے ہو اور اس کی طاقت میں دس گنا اضافہ کر سکتے ہو وہاں جسامت اور طاقت میں تم دس گنا کی بھی کر سکتے ہو۔ تم ایسا کرو۔ بلی کے بچے اپنے پاس رکھنے کے بجائے دو جوان نر مادہ چیتے اپنے پاس رکھو۔ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ان کی جسامت اور طاقت میں دس گنا کی کر کے انہیں اپنے پاس رکھو ان کی خاطر خدمت کرو۔ سری قوتوں کے ذریعے بھی ویسے بھی انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کر لو اور جب تم نے انہیں استعمال کرنا ہو تو انہیں ان کی طبعی جسامت میں لاؤ لیکن ان کی طاقت میں دس گنا اضافہ کرو۔ اس کے بعد انہیں پائیرو کے خلاف استعمال کرو گے تو وہ کارکردگی میں بلی کے بچوں سے کہیں زیادہ بہتر اور خوشنوار ثابت ہوں گے۔

سنو یونان یہ کام تمہیں چند ہی دن میں کر لینا چاہیے۔ میرے خیال میں کسی بھی وقت عزازیل پائیرو کے ساتھ تم پر وارد ہو سکتا ہے۔ اب وہ وقفے وقفے سے پائیرو کو تمہارے خلاف استعمال کرتا رہے گا۔ لہذا تم افریقہ کی سرزمین کے کسی بھی جنگل کی طرف نکل جاؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ دو نر مادہ چیتے تلاش کرو اور ان کی جسامت گھٹا کر اپنے کام میں لاؤ۔ یہاں تک کہنے کے بعد ایلیکا جب خاموش ہوئی تو یونان بولا اور کہنے لگا۔

سنو ایلیکا تمہارا کہنا درست ہے اور بجا ہے میں آج ہی مارپ کی اس سرائے سے افریقہ کی سرزمین کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ وہاں دو جوان 'توانا' طاقتور 'نر' مادہ چیتے کا انتخاب کرتا ہوں اور اپنی سری قوتوں کے ذریعے انہیں اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اس پر ایلیکا پھر بولی اور کہنے لگی ہاں یونان یہ بہترین فیصلہ ہے اور سنو وہ نر مادہ چیتے جو تم اپنے پاس رکھو گے جب تم دیکھو گے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بڑھاپے کا شکار ہوتے جاتے رہے ہیں اور لاغر ہو رہے ہیں تو تم ان کے بچوں کو پالو۔ جب وہ بالکل ختم ہونے کے قریب آئیں تو ان کا خاتمہ کر دو اور ان کی جگہ ان کے بچوں کو اپنے کام میں لاؤ۔ اس طرح پائیرو

میں تمہاری حیثیت ایک معزز مہمان کی سی ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء پیچھے مڑی۔ ہتھیل کی چمکتی ہوئی ایک ایسی طشتری پر لکڑی کی ایک خوبصورت ہتھوڑی سے ضرب لگائی جو ایک چوکھٹے پر لٹک رہی تھی۔

چند ہی لمحوں بعد ایک پہرے دار اندر آیا اور الزباء کے سامنے قہقرا "سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ الزباء نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ یہ قہیر بن سعد اب ہمارے قبیلے کا ایک محترم مہمان ہے۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے ایسی رہائش مہیا کرو جو ایک وزیر کے لائق اور شایان شان ہو۔ اب یہ واپس نہیں جائے گا اب یہ ہمارے یہاں ہی رہے گا اور اس کی حیثیت یہاں ایک ذی عزت مہمان کی سی ہوگی۔ وہ پہرے دار قہیر کو لیکر چلا گیا اور الزباء اپنے پلنگ کی طرف بڑھی اور اپنے نازک حسین جسم کو حریری بستر پر گرا دیا۔ شاید عدی کی یاد نے اسے افسردہ ملول اور پریشان کر دیا تھا۔



یونان نے ابھی تک یمن میں سد مارپ ہی کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا تھا کہ ایلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا اس کے بعد ایلیکا کی سماعت میں رس گھولتی ہوئی آواز یونان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

یونان میرے حبیب سنو عزازیل ان دنوں اپنے پائیرو کے ساتھ دریائے نیل کے انتہائی جنوبی حصوں میں آباد وحشی قبائل کے اندر قیام کئے ہوئے ہے۔ ان قبائل کے اندر پائیرو کی مدد سے اس عزازیل نے شرک کا ایک طوفان کھڑا کر رکھا ہے۔ عزازیل نے اس پائیرو کی مدد سے ان وحشی قبائل کے اندر چند محیر العقول اور مافوق البشریت کام سر انجام دیئے جس کی بنا پر وہ وحشی قبائل نا صرف یہ کہ پائیرو کی عظمت، طاقت اور قوت کے قائل ہو گئے بلکہ جس طرح وہ اپنے قدیم دیوتاؤں کے بت بنا کر ان کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے پائیرو کے بھی چٹائیں تراش تراش کر بڑے مجتہد بنا کر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی ہے۔ ان قبائل کے درمیان چھوٹے سے ایک کوہستانی سلسلے کے غار کے اندر عزازیل نے پائیرو کو رکھا ہوا ہے۔ وہ وحشی قبائل نہ صرف یہ کہ پائیرو کو بہترین گوشت کی صورت میں غذا مہیا کرتے ہیں بلکہ ہر سال ایک لڑکی بھی پائیرو کو پیش کرتے ہیں۔ یہ لڑکی سال بھر پائیرو کے ساتھ غار میں قیام کرتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے اور پھر اگلے سال نئی لڑکی پائیرو کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اب جو سال شروع ہونے والا ہے اس کی ابتدا پر ان وحشی قبائل کے سردار کی بیٹی کو پائیرو کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ ہو سکتا

اور عزازیل کے خلاف اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر سکو گے۔

اس کے ساتھ ہی ابیکا یوناف کی گردن پر ایک ہلکا سا لمس دیجی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ یوناف اسی وقت سرائے کے کمرے سے نکلا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ وسطی افریقہ کے گھنے اور وسیع جنگلوں میں نمودار ہوا تھا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ کافی دیر تک جنگل میں گھوم کر اپنی پسند کے پھیتوں کو تلاش کرتا رہا۔ جب اسے دو انتہائی جوان، خوبصورت اور توانا نر مادہ چھتے پسند آئے تو اس نے ان پر اپنی قوتوں کو آزمایا انہیں مانوس کیا ان کی جسامت اور قوت گھٹا کر دس گنا کم کر دیا پھر ان دونوں کو جو بچوں جیسی صورت اختیار کر گئے تھے اپنے چمڑے کی زنجیل میں ڈال کر وہ دوبارہ سری قوت سے مارب کی سرائے میں آگیا تھا۔

سرائے میں واپس آ کر یوناف نے پہلے سری قوتوں کے ذریعے دونوں پھیتوں کو اپنے ساتھ مزید مانوس کیا پھر ان کی خدمت خاطر میں لگ گیا تھا تاکہ وہ حقیقی معنوں میں بھی اس کے ساتھ مانوس ہو جائیں۔ اس طرح دن تیزی سے گزرنے لگے تھے۔ سرائے سے نکل کر یوناف جہاں کہیں بھی جاتا اپنی اس چری زنجیل کو اپنے پاس رکھتا اور دونوں پھیتوں کو بھی اس زنجیل میں ڈال کر رکھتا تھا۔ اس زنجیل میں اس نے کئی سوراخ کر ڈالے تھے تاکہ دونوں نر مادہ چھتے جو جسامت گھٹائی جانے کے باعث بچوں کی سی صورت اختیار کر گئے تھے اس زنجیل کے اندر سانس لیکر زندہ رہ سکیں۔

ایک روز یوناف سرائے کے نواح میں سد مارب کے کوہستانی سلسلے کے اوپر چل قدمی کر رہا تھا اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ کوہستانی سلسلے ویران اور اواس ہو گئے۔ یوناف چل قدمی کرتے ہوئے سرائے کی طرف واپس لوٹ جانے کی سوچ رہا تھا کہ اچانک کوہستان سلسلے کے اوپر عزازیل اور پائرو اچانک اس کے سامنے نمودار ہوئے۔ عزازیل یوناف کے ذرا قریب آیا اور کہنے لگا۔

کہاں جاتے ہو نیکی کے نمائندے اب تو تمہارے ساتھ ہمارا حساب چلتا ہی رہے گا۔ یہ پائرو دقتاً "فوقاً" تمہاری مرمت کرتا ہی رہے گا تاکہ تمہارے حواس درست رہیں اور تمہارا ذہن نئی نئی شاخصیں نکالنا نہ شروع کر دیے۔ اس پر یوناف کمال جرات مندی میں چھاتی تلمتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ملعون میرے خداوند کے رائدھے ہوئے۔ تیری اس گفتگو اور ان دھمکیوں سے میں مرعوب ہونے والا نہیں ہوں۔ نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میرا یہ یقین اور ایمان ہے کہ جب تک میں نیکی کی راہ پر قائم اور دائم رہوں گا مجھے

حاصل ہو گی اور جب تک مجھے اپنے خداوند کی نصرت اور حمایت حاصل ہے تو اور تیرا یہ پائرو دونوں مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پھر عزازیل طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ پائرو تیرا کچھ بگاڑ سکتا ہے یا نہیں۔ تو آخر کب تک ملی کے بچوں کی جسامت بڑھا کر پائرو کے خلاف استعمال کرے گا۔ اب میں نے پائرو سے کہہ دیا ہے کہ تجھ پر ضرب لگانے سے پہلے ایک ایک ہاتھ ملی کے بچوں پر لگائے کہ وہ ٹھکانے لگ جائیں اس کے بعد یہ تمہارے حواس درست کیا کرے گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں پائرو کو تم پر وارد کرتا ہوں اگر تم اپنا دفاع کر سکتے ہو تو کر دیکھو۔ اس کے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل دیکھ رائدہ درگا۔ میرا ایمان ہے کہ جس طرح اب تک میں اپنے خداوند کی نصرت پر یقین اور ایمان اور اعتقاد رکھ کر تیرا مقابلہ کرتا رہا ہوں ایسے ہی میں تمہارے اس پائرو کے سامنے بھی جتا رہوں گا اس کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ عزازیل بولا اور اس سے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے ماضی میں جو تو ہمارے ساتھ کھرا کر مختلف موقعوں پر کامیابیاں حاصل کرتا رہا ہے وہ سماں گزر گیا۔ اب تو میں قدم قدم پر تیرے لئے شکست کے داغ، رسوائی اور ذلت کے ستون کھڑے کروں گا۔ تجھے کسی بھی موقع پر اپنے خلاف کامیابی اور غلبہ حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کروں گا۔ جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے اس قشنہ اور آشفتہ مسافر جیسی زمین میں وقت کی لمبی مسافتوں جیسی تحکک، ٹھنڈے گردوں تلے اس دھرتی کی اندھی آنکھوں میں میں ان گنت بار تیری حالت اندھے کنویں کی گونج، تہہ خالوں کی سرگرداں تاریکی، ہڈیاں چبانے والی رات، روحوں کے ویران صحرا میں سنسناں آرزوؤں اور وحشی اندھیروں جیسی کرتا رہا ہوں۔

بن عزازیل قسم خدائے بخرو بر کی جو جہاں حرف و صوت گر مئی نبض حیات کا مالک ہے میں ہر موقع پر تیرے سامنے اجالوں کا سرور اور دلوں کا رابطہ بن کر نمودار ہوں گا۔ تیری لگتی خونی زبان، تیری بے چین بھٹکتی خواہشوں کو میں اس احساس کے ویران کھنڈروں اور مردہ لحوں کی روحوں، اندامتوں کے تلخ ذائقوں میں بدلنا رہوں گا۔

عزازیل اس پائرو کو میرے سامنے اور مقابلے میں لاتے ہوئے یہ مت بھوتا کہ اگر اس پائرو کی مدد سے تو مجھ پر انگاروں کی بھیجی جیسی روح کی آگ، کالی آندھیوں کے بڑے رگ، ویراں رتوں کی الم افروزیں نازل کرتے رہے تب بھی میں تیرے سامنے سے

کے مقدس نام کی تکبیر بلند کرتے ہوئے میں تیری انا کی سرحدوں پر آتش نفس جیسی سفاکی کی سرس ثبت کرتا رہوں گا۔ دیکھ عزازیل تو خبر گولا اور بادی کا منجھار ہے یاد رکھ دنیا کی یہ زندگی ڈوبتی پنہایوں کے درمیان کھڑے لامرکز لفظ کی مانند ہے جو کسی وقت بھی ڈوب کر خواہشوں کی پیاس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اس کائنات میں بسنے والے جن و انس میں کامیاب وہی ہے جو اپنی خواہشوں کی پیاس کو ٹیکوں کی زنجیر میں باندھ کر رکھتا ہے اور اس دنیاوی زندگی کو اخروی زندگیوں کے لئے خرچ کر دیتا ہے۔

جواب میں عزازیل بڑے طنز بڑے تمسخر کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اے نیکی کے نمائندے میں حیرا و عطا تیری تیغ کو سننے نہیں آیا۔ میں تو تیری کسمپرسی اور لاچارگی کا مظاہرہ دیکھنے آیا ہوں۔ دیکھ پائید کو تم پر وارد کرتا ہوں۔ بچ سکتا ہے تو بچ دکھا۔ عزازیل نے آگے بڑھ کر پائید کو یوناف پر ضرب لگانے کا حکم دیدیا تھا۔ جوں ہی پائید آگے بڑھا یوناف نے فوراً اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی ہڈی کے ذریعہ زمین کی طرف سیدھا کیا۔ اس میں سے دونوں چیتوں کو اس نے باہر نکال کر اپنے دائیں بائیں کھڑا کر لیا۔ ایک جھکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی اس پر اپنا کوئی سری عمل کیا اور اپنی تلوار وہ اپنے سامنے لایا جوں ہی تلوار چمکارے مارتی ہوئی نیلے رنگ کی چنگاریاں نکالنے لگی تھی اس موقع پر عزازیل نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کے ہاتھوں سے اس کی تلوار چھین لینا چاہی تھی لیکن اس میں عزازیل کو ناکامی ہوئی تھی۔ یوناف اپنی تلوار اپنے سامنے رکھے کسی ستون کی مانند جما کھڑا تھا جب کہ پائید آہستہ آہستہ آگے بڑھا تھا۔ جوں ہی پائید قریب آیا یوناف نے فوراً چیتوں پر اپنا عمل کیا وہ دونوں چیتے اپنی طبعی جسامت میں آنے کے بعد یوناف کی سری عمل کی وجہ سے دس گنا زیادہ طاقت کے مالک بھی ہو گئے تھے۔ وہ پائید کو دیکھ کر بری طرح غرائے لگے تھے۔

پھر یوناف نے دونوں چیتوں کو آگے بڑھ کر پائید پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ دونوں چیتے جست لگاتے ہوئے جب پائید پر حملہ آور ہوئے تو پائید نے اس قوت اور زور کے ساتھ اپنا ایک ایک پنجہ دونوں چیتوں کے منہ پر مارا کہ دونوں چیتے کتے کے پلوں کی طرح بے بسی اور لاچارگی کی چیخ و پکار کرتے ہوئے دور جا گرے تھے۔ پھر پائید پر گویا جنوں طاری ہو گیا تھا۔ یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ آگے بڑھا لیکن اتنی دیر تک یوناف نے اپنی تلوار لہرائی اور پائید کے شانے پر دے مار تھی۔ پائید کے شانے پر زخم آیا تھا لیکن اس نے اپنا ہاتھ زخم پر پھیر کر عجیب سے انداز میں اپنا زخم ٹھیک کر لیا تھا۔ اتنی دیر تک اس نے یوناف کا تلوار والا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس نے جو یوناف کی گردن پر اپنا دایا پنجہ اٹا

مارا تو یوناف ہوا میں کئی پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر کر کوہستانی سلسلے میں ایک چھٹا پیداکرتی چلی گئی تھی۔

اس موقع پر عزازیل نے ایک بھر پور قہقہہ لگایا۔ وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے نیکی کے نمائندے یہ ہے تیری اپنی ذات اور تیری ساری قوتوں کے اوقات۔ تیرے یہ دونوں چیتے پائید کا ایک ایک طمانچہ بھی برداشت نہیں کر سکے اور کتے کے پلے کی طرح شور کرتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ جبکہ تمہاری اپنی حالت یہ ہے کہ پائید کا ایک ہی وار کھاتے ہوئے تم کسی کھلونے کی طرح لڑھکتے ہوئے دور جا گرے ہو۔ کیا اب بھی تم کہتے ہو کہ تم میرا اور پائید کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور سکت رکھتے ہو۔ پھر عزازیل خاموش رہ کر یوناف کی طرف سے کسی جواب یا رد عمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔

قبل اس کے کہ پائید زمین پر گرے ہوئے یوناف پر پھر آگے بڑھ کر ضرب لگاتا یوناف ایک جست لگا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس لئے کہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے اس نے اپنی قوتوں کو بحال کر لیا تھا۔ چیتوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنی طاقت میں بھی دس گنا اضافہ کر چکا تھا۔ ایک بار پھر اس نے لپک کر اپنی تلوار اٹھائی دونوں چیتوں پر بھی اس نے اپنا سری عمل کر کے پائید کی ضرب کی شدت سے انہیں نجات دی۔ دونوں چیتے پھر تازہ دم ہو کر اس کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے اور یوناف کی طرف سے کسی رد عمل یا حکم کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یوناف نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ایک بار پھر دونوں چیتوں کو پائید پر حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا۔ اشارہ ملتے ہی دونوں چیتوں نے ایک ساتھ جست لگائی اور پائید پر حملہ آور ہوئے۔ جس وقت دونوں چیتوں نے جست لگائی تھی عین اس وقت دونوں چیتوں کے درمیان یوناف نے بھی چیتوں کی طرح پائید پر جست لگائی تھی اور اس نے اپنی تلوار کا دست اپنی دس گنا بڑھائی ہوئی طاقت کے ساتھ پائید کی ناک پر دے مارا تھا۔ دوسری طرف چیتوں نے پائید کے دونوں ہاتھ چبا کر رکھ ڈالے تھے۔ یوناف پر دیوانگی اور جنوں طاری ہو گیا تھا۔ پائید کی ناک پر ضرب لگانے کے بعد اس نے اپنی تلوار کے دست کی دو ضربیں خوب قوت سے پائید کی پیشانی پر لگائیں۔ پھر اس نے اپنی تلوار کے کئی وار پائید کے شانے پر کچھ اس طرح مارے کہ پائید کے شانے کا ایک حصہ خوب چر کر رہ گیا تھا۔ یہ زخم آنے کی وجہ سے پائید خوب بلبلا اٹھا تھا بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ اس نے چیتوں سے چھڑائے پہلے اس نے دونوں ہاتھوں کو درست کیا پھر اپنے ہاتھ اس نے اپنے شانے پر پھیر کر شانے کے زخم بھی درست کر لئے پھر تازہ دم ہو کر یوناف اور اس

چکا تھا اور بائیں ہاتھ کا الٹا حصہ یوناف نے پوری قوت کے ساتھ عزایل کے جڑے پر دے مارا تھا۔ عزایل بل کھاتا ہوا پائیدو کی پشت پر کھڑا ہوا مگر گیا تھا۔ عزایل نے شاید اپنی قوتوں کی بڑھتی نہیں کی تھی اس لئے جب یوناف کی طرف سے دس گنا بڑھی ہوئی طاقت کا طمانچہ اس کے منہ پر پڑا تو وہ اس کے لئے ایک طرح سے ناقابل برداشت ہو کر رہ گیا تھا۔

دوسری طرف پائیدو نے اپنے ایک ہاتھ سے نر چیتے کے جڑے سے اپنی گردن چھڑائی جب کہ دوسرے ہاتھ سے اس نے نر چیتے کے سر پر ضرب لگائی تھی۔ ضرب لگتے ہی نر چیتا نیم بے ہوشی کی سی حالت میں زمین پر گر گیا تھا اسی لمحہ یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور نر چیتے پر جو پائیدو نے ضرب لگائی تھی اس ضرب کی شدت کو یوناف نے زائل کر دیا تھا۔ ضرب کی شدت زائل ہوتے ہی نر چیتا پھر پائیدو پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس وقت تک پائیدو مادہ پر ضرب لگانے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن نر چیتے نے پھر ایک بار زہریلی جست لگاتے ہوئے پائیدو کی گردن دوچلی تھی۔

نر اور مادہ دونوں چیتوں کو پائیدو کے ساتھ الجھتے دیکھ کر یوناف مزید حرکت میں آیا اس وقت تک عزایل جو پائیدو کی پیٹھ سے ٹکرا کر گرا تھا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یوناف نے آگے بڑھ کر نگار اس پر اتنی ضربیں لگائیں جن کی بناء پر عزایل کراہ اٹھا تھا۔ پھر وہ سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنی قوت میں شاید اس نے کئی گنا اضافہ کر لیا تھا پھر وہ آگے بڑھ کر یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا کہ یوناف نے اپنے اور اس کے درمیان عمل کی ہوئی اپنی تلوار کر دی جس کی بناء پر عزایل یوناف پر ضرب لگانے میں ناکام رہا تھا۔

عزایل جب یوناف کی طرف بڑھتے بڑھتے اس کی تلوار سے ذرا دور رک گیا تو یوناف نے فوراً "میترا بدلا وہ پائیدو پر اس کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا اور نگار کئی زخم اپنی تلوار سے اس نے پائیدو کی پیٹھ پر لگا دیئے تھے۔ اس دوران عزایل نے جھپٹتے ہوئے یوناف پر چھلانگ لگا دی تھی لیکن جوں ہی وہ یوناف پر گرنے لگا یوناف نے اس پر بھی تلوار برسا دی اور اسے بھی زخمی کر دیا۔ اپنے زخم مندمل کرنے کے لئے عزایل پیچھے ہٹا تھا۔ دوسری طرف پائیدو کو بھی نر مادہ چیتوں سے جان چھڑا کر پیچھے ہٹا پڑا تھا تاکہ وہ اپنے زخم مندمل کر سکے۔ جب کہ اپنے دونوں چیتوں کو یوناف نے اپنے قریب کھڑا کر لیا تھا۔

پھر یوناف عزایل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن عزایل تو اپنے اس پائیدو پر بڑا ٹھنڈا برا بھلا کرتا تھا۔ لیکن دیکھ تو خود اپنی ذات کو اور اس پائیدو کو بھی میرے خلاف استعمال کرتے ہوئے میرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ تجھے اس پر برا بھلا تھا کہ تو پائیدو کی مدد سے مجھے پست

کے دونوں چیتوں کے سامنے جم کر رہ گیا تھا۔

پائیدو پر یہ کاری ضرب لگانے کے بعد یوناف دونوں چیتوں کو لیکر ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر وہ عزایل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن بدی کے منہ مار ذرا اپنے پائیدو کو ایک بار پھر آگے بڑھاؤ پھر دیکھ اس بار میں کیسے اسے لوٹاؤ اور خون آلود کر کے رکھتا ہوں۔ یوناف کے اس چیلنج کے جواب میں عزایل حرکت میں آیا اور پائیدو کو آگے بڑھ کر اس نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ پھر پائیدو آگے بڑھا اس نے آگے بڑھنے کے ساتھ ہی چیتے ایک ساتھ غراتے ہوئے پائیدو پر ٹوٹ پڑے تھے اس بار انہوں نے پائیدو کی پیٹھوں کو اپنا ہدف بنایا تھا۔ پائیدو بھی حرکت میں آیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے وہ چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کے دار دونوں چیتوں کی پیٹھوں پر کر کے ان کی ریڑھ کی ہڈیوں کو توڑ کر رکھ دے مگر اس وقت تک یوناف بھی حرکت میں آ چکا تھا ایک کوندے کی طرح آگے بڑھا اپنی تلوار اس نے دونوں چیتوں کے اوپر سے لہرا دی تھی۔ اس طرح جب پائیدو نے تیزی کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ نیچے گرائے مگر اس کے ہاتھ چیتوں کی ریڑھ کی ہڈیوں پر پڑنے کے بجائے یوناف کی تلوار پر گر کر زخمی ہو گئے تھے۔ ایک بار پھر پائیدو بلبلا تے ہوئے پیچھے ہٹا تھا یوناف نے بھی اپنے چیتوں کو پیچھے ہٹا لیا تھا۔ پائیدو پھر عزایل کے پاس جا کر اپنے زخم مندمل کرنے لگا تھا۔

پائیدو کے ہاتھوں یوناف اور اس کے چیتوں کے بچا جانے کی وجہ سے عزایل بری طرح سخیا۔ یہ گھبراہٹ پائیدو جب اپنے زخم مندمل کر چکا تو وہ ایک نئے عزم کے ساتھ حرکت میں آیا اور پائیدو کو پھر اس نے یوناف پر ضرب لگانے کے لئے حکم دیا۔ پائیدو کے ساتھ ہی ساتھ عزایل خود بھی یوناف پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے بھی اپنے آپ کو ذہنی اور جسمانی طور پر تیار کر لیا تھا۔ دونوں چیتوں کو یوناف نے پائیدو پر جھوڑ دیا تھا اور وہ دونوں چیتوں پر نگاہ بھی رکھے ہوئے تھا۔ وہ دونوں چیتے ایک نئے انداز میں حملہ آور ہوئے تھے۔ نر چیتے نے اس بار ایک لمبی جست لی اور اپنا منہ اس نے پائیدو کی گردن پر ڈال دیا تھا۔ دوسری طرف مادہ چیتا بھی حرکت میں آ چکی تھی اور اس نے پائیدو کی ران اپنے منہ میں لیکر مٹھوڑنا شروع کر دی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے کسی قدر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے عزایل کا سامنا کرنے کی کوشش کی۔ عزایل یوناف کے قریب آ کر یوناف پر ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف نے اپنی تلوار اس پر دے گرائی لیکن اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کی تلوار کو عزایل نے دور ہٹا دیا تھا لیکن اسی لمحہ یوناف کا بایاں ہاتھ حرکت میں آ

کے صدقے میں جس کے متعلق ہر آسمانی کتاب میں پیش گوئیاں کی گئی ہیں۔ اے میرے رب اسی عرب کے چاند کے صدقے میں مجھے میرے اس امتحان میں کامیابی اور سرفرازی عطا فرما۔“

دیوار کے ساتھ کھڑی رقاش عجیب سے انداز میں اپنے بیٹے عمرو کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ سنجیدہ اور خاموش تھی شائد دل ہی دل میں بیٹے کی کامیابی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے عمرو نے اپنے بدن کو سکیڑا۔ بازو سیدھے کر کے اس نے زور لگایا۔ پھر اس نے ایک زوردار وحشی نعرہ مارا اور پوری قوت صرف کی تو بازو کے گرد لپٹی زنجیریں جن کا ایک سرا دیوار میں لگا ہوا تھا۔ ایف چھتا کے ساتھ ٹوٹ گری تھیں یہ درختال دیکھتے ہوئے عمرو بن عدی نے اپنے بازوؤں کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں اتار کر ہینک دیں اور مسکراتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔ رقاش کے چہرے پر اس لمحے خوشی کی اتھاہ گہرائیاں تھیں۔ اس کا چہرہ خوشی کی تہمتاہٹ میں سرخ اور بے حد پرکشش ہو گیا تھا۔ پھر وہ بھاگ کر آگے بڑھی اور عمرو کو اپنے ساتھ لپٹا کر اس نے اس کی پیشانی چوم لی۔ اس موقع پر رقاش کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے جنہیں اس نے پونچھ کر عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میرے بیٹے۔ میرے فرزند۔ آج تم عدی بن نصر کے فرزند ہو اور اپنے باپ اور ماموں کے انتقام پر جو ایک اوجھڑا خواب بن گیا تھا۔ عمل کرنے کی ہمت رکھتے ہو۔ اب میں تم سے وہ سارے راز کہہ دوں گی جو برسوں سے میں اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہوں۔ اور یہ راز ایسے ہیں میرے بیٹے جو میرے دل میں تپتے صحرا کی سی تپش اور حدت پیدا کرتے ہیں۔ اب میں تمہک گئی ہوں اب انہیں میں وزنی بوجھ سمجھ کر اتار بھیجوں گی۔

عمرو بن عدی نے رقاش کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ کو ماں۔ کون بد بخت میرے باپ کا قاتل ہے۔ اس موقع پر رقاش کی آنکھوں میں آنسو ستاروں کی مانند جھللانے لگے تھے۔ اس کے بعد جی کڑا کر کے اس نے سخت آواز میں کہنا شروع کیا۔

دیکھ میرے بیٹے میرے فرزند تیرے شیر دل باپ کی قاتل جو قسورہ کی ناکھ ہے جو ملکہ الزہرا کہلاتی ہے سن میرے بیٹے آج سے کئی برس قبل ایک طوفانی رات جب کہ تمہارا باپ اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا صحرا کے اندر الزہرا کے آدمیوں نے اسے قتل کر دیا ہوا کیلا تھا اور دشمن ہیں سے بھی ڈانڈتے تھے لیکن وہ شیر کی طرح جم کر اس کے سامنے ٹھٹھا رہا یہ وہ کیلا تھا سو قتل ہو گیا۔ صحرا کے اس حصے میں رقاش سسک سسک کر دوپڑی اور اپنی بات کھل نہ کر سکی۔

اور ذلیل کر گیا لیکن دیکھ عزت اور ذلت دینے والا میرا اللہ ہے۔ اگر اس نے میرے مقدر میں عزت لکھ رکھی ہے تو میری اس عزت کو ذلت میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں اب تو یہاں سے دفع ہو جا۔ اس لئے کہ اسی میں ثمری بہتری اور بھلائی ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ تو پائینرو کے ساتھ بھی مجھ پر وارد ہو کر آزما چکا ہے۔ تجھے ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ عزرازیل نے یونان کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ غصے میں ہونٹ کاٹتا رہا پائینرو اور وہ سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دونوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے جب کہ یونان اب مطمئن انداز میں تھوڑی دیر تک اپنی جگہ کھڑا ہو کر مسکراتا رہا پھر دونوں چیتوں کی جسامت کو اس نے دس گنا کم کیا دونوں کو اپنی زنجیل میں ڈالا پھر وہ کوہستانی سسلے سے اتر کر واپس اپنے سرائے کی طرف جا رہا تھا۔ جس میں اس نے قیام کر رکھا تھا۔

○

پورے ایک سال بعد عمرو بن عدی ایک روز اپنی ماں رقاش کے ساتھ اسی کمرے میں داخل ہوا جس میں دیواروں میں زنجیریں لگی ہوئی تھیں۔ دروازے کا زنگ آوڑنا کھولنے سے بعد عمرو نے اپنی ماں رقاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

اے میری ماں میرے لئے دعا کرنا کہ آج میں اس امتحان کے کمرے سے سرفرو ہو کر نکلوں اور اپنے باپ کے دشمنوں سے انتقام لینے کی ابتدا کر سکوں۔ اے میری ماں مجھے امید ہے کہ آج میں ان زنجیروں کو توڑ بھیجوں گا۔ اور پھر اس کے بعد میں اپنے باپ کے قاتلوں پر ضرب لگاتی شریع کروں گا۔ اس موقع پر رقاش نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے بڑی رقت آمیز آواز میں کہا۔ ابراہیم کا رب میری مدد کرے گا۔

دونوں ماں بٹنا اس کمرے میں داخل ہوئے۔ رقاش سامنے کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ جبکہ عمرو اپنے بازوؤں سے وہ بھاری اور مضبوط زنجیریں ہاندھے اگا۔ آج اس پر طافت اور قوت کا ایک نشہ سوار تھا۔ اس پر تہمتاہٹ تھی۔ زنجیروں میں بکڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے عمرو بن عدی۔ بڑی عاجزی سے خداوند کے حضور رہائی۔

اے ابراہیم کے رب آج میری ماں میرے سامنے کھڑی ہے اے آج میری طرف سے مایوس نہ کرنا۔ جس طرح تو نے آدم کی خطائیں معاف کیں۔ نوح کو پانی کے ہولناک عذاب سے بچایا۔ جس طرح تو نے خلیل کی آگ کو خیابان میں بدل دیا آج میری شکلوں کو بھی آسمانی میں بدل دے۔ لئے زمین و آسمان کے خالق اپنے اس آنے والے عظیم رسول

اپنی ماں کی یوں بے بسی دیکھ کر عمرو بن عدی کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے پھر اس نے لرزتی کھولتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اے میری ماں میرے باپ کی قبر کہاں ہے؟ رقاش بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال کر کہنے لگی۔

اس کا تعلق بنو ایاد سے تھا۔ صحراؤں اور نخلستانوں کے لوگ آج بھی اس کی بہادری اور شجاعت کی داستانیں ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ بنو قنطوہ کی ملکہ الزبا اس سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن تمہارے باپ نے انکار کر دیا انتقام الزبا نے اسے قتل کرا دیا سنو میرے بیٹے اس صحرا کے اندر ایک اور لڑکی بھی تمہارے باپ سے محبت کرتی تھی وہ کوئی خانہ بدوش رقاصہ تھی۔ میں نے اسے دیکھا تو نہیں پر سنا ہے کہ وہ پاگل ہو چکی ہے اور اب اپنے قبیلے کے ساتھ وہ مستقل تمہارے باپ کی قبر کے پاس آباد ہے۔

اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے عمرو بن عدی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا سن میری ماں میں ملکہ الزبا سے ایسا انتقام لوں گا کہ صحراؤں اور نخلستانوں کے لوگ جان جائیں گے کہ بنو ایاد کے عدی بن نصر کا بیٹا بزدل نہ تھا اور وہ اپنے باپ کا انتقام اور حسب چکانے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا۔ جتاؤ میری ماں بنو ایاد میں میرے باپ کی کیا حیثیت تھی۔

رقاش نے اپنی سیاہ قبا سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا سن میرے بچے اس کا باپ بنو ایاد کا سردار تھا وہ مرچکا ہے اور اب تیرے باپ عدی کا ماموں بنو ایاد کا سردار ہے۔ اس پر عمرو بن عدی نے پوچھا۔ کیا میرے باپ کا ماموں مجھے پہچان جائے گا۔ اس پر رقاش بڑے وثوق سے کہنے لگی ضرور۔ وہ اپنے بھانجے کے خون کو ضرور شناخت کرے گا۔ اس پر عمرو بن عدی فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

اگر ایسا ہے تو پھر سنو میری ماں میں آج ہی اپنے باپ کی قبر دیکھنے بنو ایاد کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور پھر ایک روز تم دیکھو گی کہ میں اپنے انتقام کی ابتدا کیسے کرتا ہوں۔ اس کے بعد عمرو بن عدی نے اپنی ماں رقاش کا ہاتھ تھام لیا اور کہنے لگا آؤ میرے ساتھ ساتھ۔ پھر وہ دونوں زنجیروں والے اس کمرے سے نکل کر محل کے سکوتی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

مارب شمر سے باہر کوستانی سلسلے میں عزازیل اور اس کے پائیو سے مقابلہ کرنے کے تقریباً ایک ماہ بعد جب کہ یوناف مارب کی سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایلکا نے اسکی گردن پر اس کی ایلکا کی شیریں آواز یوناف کے کان میں رس گھول دی

تھی۔

یوناف۔ میرے عزیز۔ میرے حبیب۔ اٹھو اپنے معمول کے مطابق نیکی کا کام کریں۔ خرطوم شمر سے بہت آگے جہاں دریائے نیل اپنے منبع کے قریب پانی کی مختلف پیٹوں میں بٹ جاتا ہے وہاں گھنے جنگلوں کے اندر ہو وحشی قبائل آباد ہیں ان کے اندر عزازیل نے شرک کے معاملات کو اپنے عروج پر پہنچا دیا ہے۔ میں پسمے ہی بتا چکی ہوں کہ وہاں ایک کوستانی سلسلے کی ایک لمبی اور وسیع کجا کے اندر عزازیل نے پائیو کو رکھا ہوا ہے۔ اور ہر سال اس وحشی قبیلے کے لوگ اپنی ایک لڑکی کو خوب ہتاؤ سنگھار کر کے اس غار میں داخل کرتے ہیں اور وہ لڑکی ایک سال تک پائیو کے پاس رہتی ہے۔ اب چند ہی ہفتوں بعد قبیلہ کے سردار کی بیٹی کا نمبر آنے والا ہے اور اسے وحشی قبائل کے لوگ ہتاؤ سنگھار کر کے پائیو کو پیش کریں گے۔ سردار کی اس لڑکی کا نام ملیتا ہے اور یوں جانو کہ وہ بے حد حسین اور جمیل ہے۔ عزازیل خوش ہے کہ اسے اس کے پائیو کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ یوناف میرے حبیب اٹھو۔ کمر باندھو۔ ہم دونوں مل کر وحشی سردار کی بیٹی میتا کو پائیو کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ ان وحشی قبائل کے سردار کا نام کلاؤش ہے۔ وہ بڑا سیانا دانش مند اور رحمدل ہے۔ لیکن اپنی بیٹی کو پائیو کی نذر کرنے پر مجبور ہے اس لئے کہ یہ وحشی قبائل کا فیصلہ ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو پھر وحشی قبائل اسے اپنا سردار ماننا تو بہت دور کی بات اس کا سرتن سے جدا کر دیں گے۔ اس لئے کہ وحشی قبائل کے لوگ پائیو کو ایک مافوق الفطرت چیز سمجھتے ہوئے اس کی پرستش کرتے آئے ہیں۔ وحشی قبائل کے اندر جگہ جگہ چٹانوں پر پائیو کے مجسمے تراش کر ان کی پوجا پاٹ کا کام شروع کر دیا ہے۔ میرے حبیب اٹھو ماضی کی طرح اس بت کو بھی پاش کریں اور یہ کام بہر حال مجھے اور تمہیں مل کر ہی کرنا ہو گا۔ اس پر یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ نیکی کے ہر معاملے میں ایلکا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ آؤ نیل کے منبع کی طرف کوچ کریں اور وحشی قبائل کے اندر عزازیل نے پائیو کے حوالے سے شرک کی جو ابتدا کی ہے اس کا قلع قمع کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مارب کی اس سرائے سے وہ دریائے نیل کے اس منبع کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز صبح ہی صبح دریائے نیل کے منبع کے قریب گھنے جنگلات کے اندر یوناف وحشی قبائل کے سردار کلاؤش کے لکڑی کے بنے ہوئے مکان کے سامنے نمودار ہوا۔ مکان کے سامنے اس وحشی قبائل کے کچھ جوان کھڑے تھے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انھیں مخاطب کر کے کہنے لگا میرے بھائیو میرے عزیزو میں تمہارے ان قبائل کے اندر ایک

اجنبی ہوں اور تمہارے ہی بھلے کے کام سے تمہارے سردار کلاؤش سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر ایک جوان نے اشارے سے وہاں ٹھہرنے کو کہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے سردار کلاؤش کے ٹکڑی کے بست بوے حویلی نما مکان کے دروازے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک لڑکے نے دروازہ کھولا۔ دستک دینے والے جوان نے تھوڑی دیر اس سے بات کی پھر وہ لڑکا بھاگتا ہوا اندر چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد پھر وہ لوٹا اور اس جوان سے کچھ کہا۔ جواب میں وہ جوان یوناف کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا۔ ہمارے سردار نے تمہیں اپنی حویلی میں طلب کیا ہے۔ جاؤ اس سے مل لو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف سردار کی حویلی کی طرف چل پڑا۔ دروازہ کھولنے والا لڑکا ابھی تک وہیں کھڑا تھا یوناف کو لے کر وہ حویلی میں داخل ہوا اور ایک کمرے میں یوناف کو اس نے لا بیٹھایا۔ شاید وہ کمرہ دیوان خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ یوناف کو وہاں بٹھانے کے بعد لڑکا وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا پھر لوٹا۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھا بھی تھا۔ دونوں دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ بوڑھے نے آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا پھر وہ کہنے لگا میرا نام کلاؤش ہے اور میں ان قبائل کا سردار ہوں اور میرے ساتھ میرا یہ بیٹا ہے اس کا نام یوٹال ہے۔ کو تم مجھ سے کیوں اور کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ اگر آپ دونوں باپ بیٹا تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھیں تو میں آپ سے کچھ بات کروں۔ سردار کلاؤش اور اس کا نو عمر بیٹا یوٹال جب دونوں یوناف کے سامنے بیٹھ گئے تب یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

سردار کلاؤش میں تمہارے قبائل میں اجنبی ہوں۔ یوں جانو کہ میرا تعلق دور دراز کی سرزمینوں سے ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ یہاں تمہارے کوہستانی سلسلے کے ریگزاروں کے اندر پائیدہ نام کی ایک مافوق الفطرت شے رہتی ہے اور تمہارے قبیلے کے لوگوں نے جگہ جگہ چٹانوں کو راش کر اس کی پوجا پاٹ شروع کر دی ہے اور ہر سال اسے خوش کرنے کے لئے تم اپنے قبیلے کی کوئی نہ کوئی لڑکی بناؤ اور سنگسار کر کے پیش کرتے ہو۔ کیا یہ درست ہے۔ اس پر کلاؤش نے حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی سی رازدارانہ سی آواز میں کہا۔ یہ درست ہے اجنبی پر آہستہ بولو اگر اس پائیدہ کو میری اور تمہاری گفتگو کا علم ہو گیا تو تمہارے ساتھ میں بھی اور میرے گھر کے دوسرے دونوں افراد ہی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے۔ یہ پائیدہ مافوق الفطرت مخلوق ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرنا انسانوں کے بس کا رنگ نہیں ہے۔ اس پر یوناف اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے پھر پوچھنے لگا۔

سنو سردار کلاؤش۔ مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس بار پائیدہ کو پیش کرنے کے لئے تمہاری بیٹی کا نمبر آ رہا ہے۔ کیا تم اپنی مرضی اپنی خوشی سے اپنی بیٹی کو پائیدہ کو پیش کرنا چاہتے ہو۔ اور کیا اس میں تمہاری اپنی بیٹی کی رضامندی بھی شامل ہے اور کیا تمہارا بیٹا یوٹال بھی چاہتا ہے کہ ایسا ہو۔ اس پر کلاؤش گہری سوجوں میں کھو گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور ہراس کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور وہ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا تھا پر کہہ نہیں پا رہا تھا۔ یوناف نے اس کا پھر حوصلہ بڑھایا اور کہنے لگا۔

سردار کلاؤش جو کچھ تمہارے دل اور ضمیر کی آواز ہے وہ مجھ سے کہو۔ یاد رکھو جب تک میں یہاں ہوں یہ پائیدہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اگر تم اپنی بیٹی کو پائیدہ کو پیش نہیں کرنا چاہتے ہو تو سن رکھو ایسے کئی پائیدہ آجائیں تب بھی وہ تمہاری بیٹی کو تم سے زبردستی نہیں چھین سکتے۔ میں اس پائیدہ کا مقابلہ کروں گا اور تمہاری بیٹی کو اس کی نذر نہیں ہونے دوں گا۔ اور پھر یہ جو پائیدہ کے تمہارے قبیلے کے اندر جگہ جگہ بت بنائے گئے ہیں اور ان کی پوجا پاٹ شروع کی گئی ہے ان کا بھی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ سردار کلاؤش بولا اور کہنے لگا۔

من اجنبی۔ نہ میں۔ نہ میری بیٹی اور نہ میرا بیٹا یوٹال چاہتے ہیں کہ میری بیٹی کو پائیدہ کی نذر کیا جائے۔ یہ سب کچھ مجبوری اور جبر کے تحت کیا جا رہا ہے اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو قبیلے والے ہم قتلوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ہم گھر کے تین ہی افراد ہیں۔ میں میرا بیٹا یوٹال اور میری بیٹی ملیتا۔ اس کام کو تب ہی روکا جا سکتا ہے کہ جب کوئی اس پائیدہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرے۔ پر ایسا ناممکن ہے اس لئے کہ پائیدہ کے غار میں کوئی داخل ہونے کی جرات ہی نہیں کرتا۔ شروع شروع میں میرے قبیلے کے لوگ پائیدہ کی طرف مائل نہیں تھے۔ اور انھوں نے فردا فردا اور گروہوں کی شکل میں غار میں داخل ہو کر پائیدہ کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن پائیدہ نے ان سب کا خاتمہ کر دیا اور ان سب کی ہڈیاں تک چبا کر رکھ دیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے میرے قبیلے والوں نے اسے اپنا دیوتا تسلیم کر لیا۔ اب اس کے بت بنا کر اس کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے لہذا میرے لوگ عقیدہ "اب پائیدہ کے حق میں ہو چکے ہیں اور اس عقیدے کو اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک پائیدہ کا خاتمہ نہ کیا جائے یا کم از کم کوئی شخص پائیدہ کے میں داخل ہونے کے بعد زندہ اور سلامت باہر لوٹ نہیں آتا۔ اس پر یوناف جھٹ بولا اور کہنے لگا۔

سردار کلاؤش یہ کام میں کروں گا میں پائیدہ کو ختم کرنے کا وعدہ تو تمہارے ساتھ نہیں

کرتا لیکن میں تمہارے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے سارے قبیلے کے لوگوں کی موجودگی میں پائیدو کے غار میں داخل ہوں گا اور اس کا مقابلہ کروں گا بلکہ یوں جانو کہ اسے اپنے سامنے زیر کروں گا اور زندہ اور سلامت غار سے باہر نکالوں گا۔ اس پر سردار کلاؤش بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی نوجوان تو اگر ایسا کر گزرے تو پھر لوگ آپ سے آپ اس پائیدو کے بتوں کو توڑ دیں گے اور اس کی پوجا ترک کر دیں گے اور اگر تو ایسا کر گزرے تو دیکھ میں اپنی بیٹی ملتا کو تم سے بیاہ دوں گا اور وہ ایسی ہے کہ پورے قبائل میں خوبصورتی اور حسن میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ تم یہیں بیٹھو میں ملتا کو بلاتا ہوں اور اس سے تمہیں ملاتا ہوں پھر سردار کلاؤش نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بیٹے یوٹال کو مخاطب کر کے کہا کہ بیٹے ملتا کو بلا کر لا۔ اس پر یوٹال اٹھا اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوٹال اپنی بہن ملتا کو اپنے ساتھ لے کر آیا۔ وہ لڑکی دیوان خانے میں داخل ہوئی اور یوناف کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ یوناف نے دیکھا وہ نوعمر اور خوب دراز قد تھی۔ وہ صبحوں کی صباحت اور سحر کے گیتوں جیسی حسین۔ آرزوؤں کے اسم اعظم منزل کے نشان جیسی پرکشش اور ازل کے اسرار اور ابد کے رموز جیسی خوبصورت تھی۔ اس نے ہونٹوں کے سرور میں صبح کے پھولوں کے رس۔ اس کی پیشانی کی چمک میں چاند کی نرم زو۔ اس کے ریشم جیسے گلابی رخساروں میں سیلاب جمال اور آنکھوں کے طلسم رنگ و آنکھ میں شباب کے مغلوب کرتے آثار جوش مار رہے تھے۔ مجموعی طور پر وہ لڑکی زمزموں کی سحری لہریں کی خوشنماں۔ لذتوں کی نعمت۔ عشرت گاہوں کا رنگ اور محبتوں کی ایک شہنشاہی یاد تھی۔

کلاؤش کے کہنے پر ملتا کلاؤش کے پہلو میں بیٹھ گئی پھر بڑے نرم لہجے میں کلاؤش نے سے اس ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا جو اس سے پہلے اسکے اور یوناف کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ ساری گفتگو سننے کے بعد ملتا نے بیٹھی بیٹھی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھ بھر وہ اپنے لہجے کی شیرینی تبسم کی نرمی اور طلسماتی جھنکار کے سے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے اجنبی نوجوان میں نہیں جانتی تو کون ہے۔ حیرت قلیق کس سرزمین سے ہے۔ تاہم اگر تو مجھے پائیدو نامی اس دیوتا کی ستم آرائی سے نجات دلائے تو میں سمجھوں گی تو نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام یوناف ہے میں دور دراز کی سرزمینوں کا رہنے والا ہوں اور تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اپنا گھر دے دوں گا۔

ضرور نجات دلاؤں گا۔ اس پر وحشی قبائل کا سردار کلاؤش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا دیکھ میرے محترم اور معظم مہمان تو یہاں میری بیٹی ملتا اور بیٹے یوٹال کے پاس بیٹھ۔ جو پیش کش تو نے کی ہے میں اپنے قبیلے کے لوگوں سے بات کر کے آتا ہوں پھر تجھے اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ ہی سردار کلاؤش اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کلاؤش لوٹا اور یوناف کے سامنے بیٹھ گیا۔ یوناف نے اس کا جائزہ لیا اس کے چہرے پر خوشی اور اطمینان کے آثار تھے۔ کلاؤش بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ میرے معزز مہمان۔ میں قبیلے کے سرکردہ لوگوں سے بات کر کے آ رہا ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اجنبی پائیدو سے بچنے کی پیشکش کرتا ہے اگر وہ پائیدو کے غار میں داخل ہونے کے بعد زندہ بچ آیا یا اس نے پائیدو کا خاتمہ کر دیا یہ کہ اس نے پائیدو اپنے سامنے زیر کر لیا تو ہم آئندہ پائیدو کو اپنے قبیلے کی لڑکی پیش نہیں کریں گے نہ ہی اس کے بت بنا کر اسکی پوجا پاٹ یا پرستش کا اہتمام کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی بہتی کے سرکردہ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ نوجوان آج ہی ہم سب کی موجودگی میں غار کے اندر داخل ہونے کا مظاہرہ کرے۔ اس پر یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ سن سردار میں چلتا ہوں اور تمہارے سب لوگوں کی موجودگی میں غار میں داخل ہوتا ہوں۔

یوناف کا جواب سن کر سردار کلاؤش خوش ہو گیا تھا۔ حسین ملتا اور اس کے بھائی یوٹال کے چہرے پر بھی خوشی کے جذبات بکھر گئے تھے۔ پھر وہ تینوں یوناف کو لے کر اپنے مکان سے باہر نکل گئے تھے۔ مکان سے باہر نکلنے کے بعد یوناف کو شاید کوئی بات یاد آگئی۔ وہ مڑا اور حسین ملتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے تمہارے یہاں سے چلی ہوئی لکڑی کے چند کونسلے مل جائیں۔ یہ میرے کام آسکتے ہیں۔ اس پر ملتا نے بڑی خوش طبعی سے کہا کیوں نہیں ابھی میں لکڑی کے کونسلے لے آئی ہوں۔ اس پر ملتا بھاگتی ہوئی اپنے مکان میں گئی۔ اور چھوٹے سے ایک کپڑے میں باندھ کر چند کونسلے لے آئی۔ یوناف نے اس سے کپڑے میں بندھے ہوئے کونسلے لئے اور ان کے ساتھ آگے ہو لیا تھا۔ وحشی قبائل کے سردار کے کہنے پر سارے لوگ کوہستانی سلسلے کے غار کے منہ کے پاس جمع ہو گئے تھے جس غار میں پائیدو کو عزائیل نے رکھا تھا۔ یوناف اس غار کے منہ پر آیا۔ اس غار کے اندرونی حصے میں اس نے کونکوں کی مدد سے غار کی دیوار پر پائیدو۔ عزائیل دونوں کی شبیہ بنائی۔ دونوں شبیہیں مکمل کرنے کے بعد اس نے کوئی بری عمل بھی کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے پیچ پر بھی عمل کر کے اسے نیام میں ڈال لیا تھا۔ پھر وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ عکا کے غار میں داخل ہو گیا تھا۔ جبکہ وحشی قبیلے کے سب

لوگ کیا مرد کیا عورتیں کیا بچے۔ بوڑھے سارے عار کے باہر کھڑے ہو کر بڑی بے چینی سے رونما ہوتے والے حالات کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یونان غار میں تھوڑا سا آگے گیا تھا کہ اندر اسے کسی عورت کی ہولناک چیخ سنائی دی۔ چیخ ایسی خوفناک تھی گویا کسی عورت کا حلقوم کاٹا جا رہا ہو۔ وہ بڑی بے بسی بڑی لاچارگی میں چیخ چلا رہی ہو۔ اس صورت حال میں یونان نے فوراً اپنی زنجیل الٹ کر دونوں چیتوں کو نکالا انکی جسامت انکی قوت کو بوجھ کر ساتھ رکھا۔ خود اپنی بھی طاقت اور قوت اس نے دس گنا بڑھائی تھی۔ اپنی تلوار نکال کر اس نے اپنے سامنے کر لی پھر وہ پہلے کی نسبت زیادہ تیزی کے ساتھ تار کے اندر آگے بڑھنے لگا تھا۔

یونان مزید جب تھوڑا سا غار میں آگے بڑھا تو اس نے دیکھا غار کی ایک سگی دیوار کے ساتھ ایک عورت کی ادھڑی ہوئی لاش پڑی تھی اور اس کا حلقوم کاٹا ہوا تھا اور جسم پر جگہ جگہ ضربوں کے نشان تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ یونان نے تھوڑی دیر تک اس لاش کا جائزہ لیا۔ اپنے چیتوں کو اس نے پکڑ کر رکھا تھا کہ لاش پر نہ جھپٹیں۔ دونوں چیتوں کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔

یہ لاش حقیقی معنوں میں کسی عورت کی لاش نہیں تھی بلکہ پائیرو کو یونان کے غار میں داخل ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ لہذا پائیرو نے اس ادھڑی ہوئی لاش کا روپ دھار لیا تھا۔ لاش کے پاس سے گزر کر یونان اپنے دونوں چیتوں کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا تو اس عورت سے پائیرو نے پھر اپنی اصلی شکل و صورت اختیار کر لی اور وہ یونان کے پیچھے گیا زور دار انداز میں اپنے دونوں ہاتھ اس نے دونوں چیتوں کی کمر پر برسائے۔ دونوں چیتوں کی اس نے ہڈیاں توڑ کر رکھ دیں چیتے پائیرو کی ضرب پڑتے ہی ہلاک ہو گئے تھے۔

اس صورت حال میں یونان آندھی اور طوفان کی طرح مڑا تھا لیکن اس وقت تک پائیرو اس کے دونوں چیتوں کا خاتمہ کر کے فارغ ہو چکا تھا۔ پھر جوں ہی یونان مڑا پائیرو نے ایسا زور دار ہاتھ اس کی گردن پر مارا کہ یونان بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں قلابازیاں کھاتا ہوا غار کی سگی دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اس سے ذرا فاصلے پر جا گری تھی۔

پائیرو کی ضرب پڑنے کے بعد یونان غار کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسکی تلوار بھی اس سے چھوٹ گئی۔ پائیرو بے حد خوش بڑا مطمئن تھا۔ وہ آگے بڑھ کر یونان پر دوسری ضرب لگاتا چاہتا تھا۔ پر اتنی دیر تک یونان سنبھل چکا تھا۔ جوں ہی پائیرو نے نزدیک آ کر اپنا آہنی ہاتھ یونان پر برسانا چاہتا یونان نے بجلی کے کوندے کی طرح ایک کروٹ لی اور ایک طرف

ہٹ گیا۔ جس کی بناء پر پائیرو کا ہاتھ بری طرح چٹان سے جا ٹکرایا۔ عین اسی موقع پر یونان بڑی تیزی سے حرکت میں آیا قریب پڑا ہوا ایک پتھر اس نے اٹھایا اور پوری قوت کے ساتھ اس نے پائیرو کی گردن کے پچھلے حصے پر دے مارا تھا۔ پائیرو لڑکھڑا کر غار کی دیوار کے ساتھ جا گرا تھا۔ اس موقع سے یونان نے فوراً فائدہ اٹھایا اور جھپٹ کر اس نے اپنی تلوار اٹھالی اور اس پر اس نے اپنا سری عمل کر دیا تھا۔

عین اس موقع پر عار کے اندر عزازیل نمودار ہوا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے اب جبکہ تیرے دونوں چیتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے تو اس غار سے میرے اور پائیرو کے ہاتھوں بچ کر نہ نکل سکو گے۔ یہ صورت حال یونان کیسے خطرناک اور تکلیف دہ ہوئی جا رہی تھی۔ لہذا یونان اٹے پاؤں غار سے باہر نکلنے لگا تھا۔ جبکہ پائیرو اور عزازیل بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

جب غار کا منہ قریب آ گیا تو عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا روپوش ہو گیا جبکہ پائیرو بڑی خونخواری سے غار کے دہانے تک یونان کا تعاقب کرتا چلا آیا تھا۔ غار کے منہ کے قریب یونان نے غار میں داخل ہونے سے پہلے کونوں کی مدد سے جو پائیرو اور عزازیل کی شبیہیں بنائی تھیں ان کے قریب آ کر یونان نے اپنی تلوار فوراً نیم میں کر لی اپنا خنجر اس نے نکالا اور پائیرو کی شبیہ میں عین دل کے مقام پر اس نے پوری قوت کے ساتھ خنجر کو گاڑ کر رکھ دیا تھا۔

یونان کا خنجر وہاں گاڑنا تھا کہ پائیرو وہیں زمین پر گر گیا وہ بری طرح زمین پر بوٹنے لگا آہ و پکار کرنے اور درد و شدت کا اظہار کرنے لگا تھا۔

یونان نے اپنا خنجر وہیں گڑا رہنے دیا پھر وہ غار سے باہر آیا اور وحشی قبائل کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو لوگو آگے بڑھو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے اس پائیرو کی کیا حالت بنائی ہے۔ جس کے بت بنا کر تم اس کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہو اور تم ہر سال بتاؤ سنگھار کر کے ایک لڑکی پیش کرتے ہو اس پر لوگ ہنسنے کی صورت میں آگے بڑھے انہوں نے دیکھا غار کے منہ کے قریب ہی پائیرو بری طرح زمین پر بوٹ رہا تھا اور آہ و فغاں کر رہا تھا۔ سارے وحشی قبائل کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا پھر وہ گروہ در گروہ یونان کے قریب آ کر اس کی تعریف کرنے لگے تھے۔ یونان جانتا تھا کہ عنقریب عزازیل وہاں نمودار ہو گا اور پائیرو کو شکل تبدیل کرنے کے لئے کہے گا تاکہ وہ دیوار کے اس عمل کی اذیت سے بچ سکے اس لئے اس نے ایک بار لوگوں کو پائیرو دکھانے کے بعد انہیں پیچھے ہٹنے کیلئے کہہ دیا تھا۔ جب لوگ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے تو واقعی یونان کے

اندازے کے مطابق عزائیل وہاں نمودار ہوا اور پھر پائیرو سے شائد اس نے کچھ کہا جس کے جواب میں پائیرو نے اپنی شکل تبدیل کی پھر وہ دونوں غار کے اندرونی حصے کی طرف بھاگ گئے تھے۔

یوناف غار سے باہر آیا۔ ایک بلند اور اونچے پتھر پر وہ کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا سنو بگو۔ تم دیکھتے ہو کہ میں جس پائیرو کی تم پرستش کرتے ہو اس کی غار میں داخل ہونے کے بعد نہ صرف یہ کہ زندہ اور سلامت باہر آیا ہوں بلکہ تم نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے پائیرو کو مار مار کر اس کی بری حالت کر دی تھی اور وہ غار کے فرش پر پڑا چیخ و پکار کر رہا تھا۔ سب لوگوں نے ہاتھ بلند کر کے یوناف کی ان باتوں کی تصدیق کی۔ اس کے بعد وحشی قبائل کے کچھ سرکردہ لوگ اپنے سردار کلاؤش کے قریب آئے پھر ان وحشی قبائل کا ایک سرکردہ سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے اجنبی نوجوان! تو نے واقعی وعدے کے مطابق اپنا کام کامیابی سے تکمیل تک پہنچایا ہے تو نہ صرف اس غار سے زندہ سلامت نکلا بلکہ تو نے اس پائیرو کو بھی اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا ہے۔ لہذا جو وعدہ ہم نے قبائل کے سردار کلاؤش سے کیا تھا اس کے مطابق آج سے ہم اس پائیرو کی پرستش ترک کر دیں گے اور اس کے سارے بتوں کو توڑ دیں گے اور ہاں سردار کلاؤش نے تمہارے ساتھ یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر تم غار سے زندہ سلامت نکل آئے تو وہ اپنی بیٹی ملیتا کی شادی تمہارے ساتھ کر دے گا۔ لہذا سردار کی بیٹی کی شادی بھی تمہارے ساتھ کرنے پر آمادہ اور رضامند ہیں۔

اتنے میں یوناف وحشی قبائل کے سردار کلاؤش اور دوسرے سرکردہ لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو میرے بزرگو۔ تم لوگ شادی کی اتنی جلدی نہ کرو۔ سب سے پہلے تم لوگ پائیرو کے ان بتوں کو توڑو اور ان کی پوجا پاٹ اور پرستش کرنا ترک کر دو۔ پھر میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ ایک روز ایسا بھی آئے گا کہ میں اس پائیرو کو اس غار سے مار بھگاؤں گا۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ تم فی الحال اس شادی کو ملتوی کر دو۔ جب تک اس پائیرو کو میں یہاں سے مار نہیں بھگاتا۔ اس پر سردار کلاؤش آگے بڑھا یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

اے اجنبی مہمان۔ تو جیسا چاہے گا ویسا ہی ہو گا۔ پر تو اب ہمارے ساتھ آ۔ آج سے تو میرے یہاں قیام کرے گا۔ تیری حیثیت ہمارے سارے قبائل کے اندر ایک معزز اور محترم مہمان کی سی ہو گی۔ بستی کا ہر مرد اور عورت تمہارا ممنون ہے میری بیٹی کے علاوہ اس بستی کی جس لڑکی کی طرف تم اشارہ کرو گے ہم اسے تمہارے ساتھ بیاہ دیں گے۔ اب

تم میرے ساتھ آؤ۔ شائد اب تم آرام اور سکون کی ضرورت محسوس کرتے ہو گے۔ یوناف چپ چاپ سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملیتا اور یوناف کے ساتھ ہو لیا تھا۔

سردار کی حویلی کی طرف جاتے ہوئے ایک جگہ درختوں کے جھنڈ میں یوناف ٹھٹھک کر رہ گیا تھا۔ اس نے دیکھا لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں میں اندر ایک بہت بڑا بن مانس بندھا ہوا تھا۔ یوناف اس بن مانس کو بڑے غور سے دیکھنے لگا وہ گاہے گاہے ان زنجیروں کو حرکت دیتا جس کی وجہ سے وہ درخت ہلنے لگتے تھے جن سے وہ بن مانس زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک یوناف اس بن مانس کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے سردار کلاؤش کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

یہ بن مانس کیسا ہے اور کیوں اسے زنجیروں میں جکڑا گیا ہے۔ اس پر سردار کلاؤش مسکراتے ہوئے کہنے لگا اس بن مانس کو ہماری بستی کے ایک سردار نے پال رکھا ہے یوں جانو کہ یہ اس کا پالٹو جانور ہے۔ یہ بڑا طاقتور اور بڑا زور دار بن مانس ہے۔ اس کے ذریعے ہمارے قبیلے کے لوگ اکثر جنگلی جانوروں کو شکار کرتے ہیں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

اگر میں اس بن مانس کو اس کے مالک سے اچھی رقم کے عوض خریدنا چاہوں تو کیا وہ اسے میرے ہاتھ بیچ دے گا۔ اس پر سردار کلاؤش ایک جستجو جیسے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ میرے کہنے پر اس بن مانس کا مالک اس بن مانس کو مفت ہی تمہارے حوالے کر دے گا۔ اس کے لئے تمہیں اسے رقم دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی مگر پہلے یہ تو کو تم اس بن مانس کا کرو گے کیا؟ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اس بن مانس سے میں اس پائیرو کے خلاف کام لوں گا۔ اس پر سردار کلاؤش تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

پائیرو کے خلاف یہ بن مانس تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ان قبائل کے اندر جب پائیرو نے جانی اور بربادی مچانا شروع کی تھی اور وہ لوگوں کو اٹھا کر غار میں لے جایا کرتا تھا تو کچھ لوگوں نے اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اس بن مانس کو غار کے اندر چھوڑا تھا لیکن اس بن مانس کو مار مار کر اس پائیرو نے غار سے باہر نکال دیا تھا۔ اس پر یوناف چھاتی مانتے ہوئے کہنے لگا۔

اس بن مانس سے میرے اور تمہارے کام لینے میں بڑا فرق ہے۔ میں اس سے اس انداز سے کام لوں گا کہ جس طرح اس پائیرو نے اسے مار مار کر غار سے باہر نکالا تھا ویسے ہی یہ بن مانس اس پائیرو کو مار مار کر غار سے باہر نکالے گا۔ اس پر سردار کلاؤش بولا اور کہنے لگا یہ بن مانس ہے بڑا طاقتور۔ جنگلی جانوروں میں ہاتھی۔ گینڈے۔ شیر تک کو لپیٹ

جاتا ہے۔ یہ انتہائی خوشخوار ہے۔ ایک بار اس نے ایک جنگلی شیر کو مار کر اپنے دونوں ہاتھوں پر بری طرح شیخ دیا تھا۔ یہاں تک کہتے کہتے کلاؤش خاموش ہو گیا تھا اس لئے ایک شخص ان کے قریب آکھڑا ہوا تھا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کلاؤش پھر کہنے لگا یہ دیکھو اس بن مانس کا مالک بھی آگیا ہے۔ یونان فوراً اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیا تم اس بن مانس کو میرے ہاتھ فروخت کرنا پسند کرو گے۔ اس پر بن مانس کا مالک بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگا فروخت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے ہم قبایکوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ تم اسے بغیر کسی قیمت اور معاوضے کے لے سکتے ہو پر تم اسے رکھو گے کہاں۔ یہ بڑا خوشخوار ہے۔ میرے علاوہ عموماً یہ کسی سے مانوس بھی نہیں ہوتا۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائے۔ اس پر یونان بولا اور کہنے لگا یہ مجھے کیسے اور کیونکر نقصان پہنچائے گا۔ پھر یونان اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنی نگاہیں اس بن مانس کی نگاہوں میں ڈال کر عجیب سی روشنی ڈالی اس کے ساتھ اس نے بن مانس کو اپنے ساتھ مانوس کر لیا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور بن مانس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ جواب میں بن مانس اپنا منہ یونان کی چھاتی سے رگڑنے لگا تھا۔ بن مانس کی طرف سے یہ رد عمل دیکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ بن مانس کا مالک حیرت زدہ ہو گیا تھا بلکہ اس سارے منظر کو سردار کلاؤش اس کی بیٹی منیب اور اس کا بیٹا یوٹال بھی بڑے حیرت انگیز انداز میں دیکھ رہے تھے۔ پھر بن مانس کا مالک بولا اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے معزز مہمان جس طرح مانوسیت کا اظہار یہ بن مانس تمہارے ساتھ کر رہا ہے ایسی مانوسیت کا اظہار تو میرے ساتھ بھی نہیں کرتا۔ حالانکہ میں نے اسے جب یہ پتہ تھا تو حاصل کیا تھا اور جب سے میں اس کی دیکھ بھال اور پرداخت کر رہا ہوں۔ جس شخص سے میں نے یہ پتہ حاصل کیا تھا اس شخص کا کہنا تھا کہ یہ افریقہ میں بن مانسوں کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور اور خوشخوار نسل سے تعلق رکھنے والا بن مانس ہے۔ بہر حال اب جبکہ یہ تمہارے ساتھ مانوسیت کا اظہار کر رہا ہے تو تم اسے لے لو اور آج کے بعد یہ بن مانس تمہارا ہی ہے۔

اس پر یونان مڑا اور اپنے لہاس کے اندر سے ایک تھیلی اس نے نکالی اس میں سے اس نے چند سونے کے سکے بن مانس کے مالک کے حوالے کئے پھر وہ کہنے لگا یہ رقم اپنے پاس رکھو۔ اس پر بن مانس کا مالک حیرت زدہ انداز میں کہنے لگا یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ اتنی قیمت کا تو بن مانس بھی نہیں ہے۔ اس پر یونان کہنے لگا تم یہ ساری رقم رکھو۔ اس میں بن مانس کی قیمت بھی شامل ہے اور فی الحال بن مانس کی تم ہی خاطر خدمت اور

پرداخت کرتے رہو۔ پھر چند روز بعد اس بن مانس سے ایک بڑا کام لوں گا۔ بن مانس کے مالک نے خوش ہوتے ہوئے وہ رقم لے لی تھی اس کے بعد یونان کلاؤش۔ ملینا اور یوٹال کے ساتھ ان کی حویلی میں قیام کرنے کے لئے آگے بڑھ گیا تھا۔

○

وہ ایک تاریک طوفانی اور سرد ترین رات تھی عمرو بن عدی اپنے گھوڑے پر سوار ہو ایاد کے قبیلے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے گھوڑے کے منہ پر ڈھانچا پڑھا رکھا تھا اور اس کا سر زمین کے جنے کی طرف جھک گیا تھا۔ صحرا کے اندر خشک اور تیز جھکڑ چل رہے تھے۔ ریت کے بڑے بڑے گراؤز ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑ کر صحرا کی شکل شکست دے دیتے کرتے ہوئے ٹیلوں کی شکل اور ہیئت بدلنے میں لگے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ رسیاں ٹوٹ گئیں ہوں جن سے فطرت کے جنگجو عناصر بندھے ہوئے تھے اور اب وہ آزاد ہوتے ہی سوئی ہوئی عوام پر برق پاش بن کر ٹوٹ پڑے ہوں۔

فضا کے اندر اڑتے رگزاروں کی ایک چادر سی تن گئی تھی۔ کچھ اس طرح جیسے پورا صحرا آسمان کی طرف پرواز کرنا شروع ہو گیا ہو۔ تاہم عمرو بن عدی صحرا کی اس ہولناکی کو نظر انداز کرتے ہوئے چیل کی طرح اپنی منزل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

بنو ایاد کی بستیوں کے قریب جا کر عمرو بن عدی کو خوشی اور اطمینان کا احساس ہوا اس لئے کہ وہاں تک جاتے جاتے ریت کا طوفان ختم ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری کائنات پر سکون ہو کر رہ گئی ہو۔ تھوڑا سا اور آگے جانے کے بعد اب عمرو بن عدی کے سامنے بنو ایاد کے حسین نخلستان۔ وسیع کھیتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ پھر بنو ایاد کی مرکزی بستی کے قریب جا کر عمرو بن عدی جیسے چونک سا پڑا۔ کچھ اس طرح گویا اس کے کالوں میں کسی نے رس گھولتی ہوئی آواز ڈال دی ہو۔ اس آواز کو سننے کے لئے عمرو بن عدی نے کان کے گرد ہاتھ جما کر بڑے غور سے کچھ سننے کی کوشش کی۔ وہی آوازیں اب پہلے کی نسبت زیادہ صوتی آہنگ کے ساتھ اس کی سماعت سے نکرائی تھیں۔

طنبورے کی دلپسند نغمہنگی سے بھرپور آواز جس میں سوز۔ پکار اور گھلوث تھی۔ صحرا کے اندر خوشبو کی طرح اڑتی ہوئی عمرو بن عدی کو سنائی دی تھی۔ عمرو نے آواز کی سمت گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور اسے سرپٹ دوڑا دیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ خیموں کے ایک شر میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ اسی خانہ بدوش قبیلے کے خیمے تھے جس کی لڑکی ربیعہ کبھی عمرو کے باپ عدی بن نصر سے محبت کرتی تھی اور اس قبیلے نے بنو ایاد کی سرزمین میں مستقلاً پرواز

ہم لالچ اور بے کرائی آرزوؤں کے سرشام کا شکار نہیں ہوتے
صحرا سے ہماری محبت جھاگ سے آشنا اور بلور کی طرح شفاف لہروں جیسی ہے
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

پراسرار بوڑھا گاتا رہا اور ارد گرد بیٹھے لوگ دم بخود ہو کر اسے سنتے رہے اور لڑکی
ناچتی رہی ارد گرد بیٹھے ان مرد عورتوں میں وہ حسین اور ساحر انداز ربیعہ بھی تھی جو کبھی
عمرو کے باپ عدی سے محبت کرتی تھی۔ وہ گانے والے کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ کبھی وہ
بھی الاؤ کے گرد رقص کیا کرتی تھی اور اب تو وہ اداس اور دیران تھی۔ اس کے پاس
پھوس کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ بوڑھی ہو چکی تھی۔ سر کے بال چاندی کی طرح سفید ہو
گئے تھے اور پھر وہ بے چاری دیوانی اور پاگل بھی ہو چکی تھی۔

الاؤ کی تیز روشنی میں ربیعہ بڑے غور سے عمرو بن عدی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو
کھجور کے تنے سے ٹیک لگائے اس حسین لڑکی کی طرف دیکھے جا رہا تھا جو رقص کر رہی
تھی۔

رات کی تاریکی میں بکھری ہوئی الاؤ کی روشنی میں اس حسین رقاصہ کا حریری ریشمی
جمال برق بن کر چمک رہا تھا اور اس کے رقص کرنے کی جوان اور بھرپور ادائیں کسی اجنبی
کو مبسوس کر دینے کیلئے کافی تھیں۔

گانا جب ختم ہو گیا تو اس نغمہ نواز بوڑھے نے اپنا طنبورہ ایک ہاتھ میں تھاما اور اٹھ
کھڑا ہوا آہستہ آہستہ اور رازدارانہ سی چال چلتا ہوا وہ عمرو بن عدی کے پاس آیا اور دہلی
دہلی سی نرم آواز میں پوچھنے لگا۔ اے اجنبی تم کون ہو کس غرض سے ہمارے خیموں میں
داخل ہوئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ عمرو بن عدی جو رقاصہ کے حسن میں پوری طرح کھویا ہوا
تھا۔ ایک دم چونک سا پڑا پھر وہ بڑی مشکل سے جواب دے سکا۔ مسافر ہوں۔ طنبورے
اور گانے کی آواز سن کر ادھر نکل آیا تھا۔ یہ آوازیں مجھے بھلی معلوم ہوئیں۔ لہذا میں
تمہارے خیموں میں داخل ہو گیا۔

اتنی دیر تک ربیعہ بھی الاؤ کے پاس سے اٹھی اور کھجور کے اس تنے کے قریب
کھڑی ہوئی جہاں عمرو بن عدی اور بوڑھا گانے والا کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔
ربیعہ بڑے وحشی انداز میں عمرو بن عدی کی طرف نظر باندھے دیکھے جا رہی تھی۔ رقص
کرنے والی وہ حسین پرکشش اور نوجوان لڑکی بھی طنبورہ بجانے والے بوڑھے اور ربیعہ کے
درمیان عمرو بن عدی کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ گانے والے بوڑھے نے ایک بار پھر
کناہتی اور لرزتی ہوئی آواز میں عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کر لیا تھا۔

ربیعہ جو پاگل ہو چکی تھی اب ہر وقت عدی بن نصر کی قبر کے گرد طواف کرتی رہتی
تھی۔ عمرو خیموں کے بیچوں بیچ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا بڑی تیزی سے اس سمت بڑھنے لگا جدھر
سے آواز آرہی تھی۔ پھر ایک جگہ عمرو بن عدی رک گیا۔ اس کے سامنے آگ کا ایک
بست بڑا الاؤ روشن تھا جس کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہو رہے تھے اور بے شمار مرد
عورتیں جو سب عرب تھے اس الاؤ کے گرد جمع تھے۔ الاؤ کے گرد کا ماحول گرم اور پرسکون
ہو گیا تھا۔ عمرو بن عدی نے دیکھا الاؤ کے قریب ہی ایک بوڑھا بیٹھا طنبورہ بجا رہا تھا اس
کے بال چاندی کی طرح سفید تھے اور آگ کے لپکتے شعلوں میں اس کا رنگ تانبے کی طرح
چمک رہا تھا۔

یہ وہی طنبورہ بجانے والا تھا جس کے طنبورے کی آواز سن کر کبھی عمرو کے باپ عدی
نے بھی اپنے گھوڑے کو روک لیا تھا۔ آگ کے پاس بیٹھا طنبورہ بجاتا ہوا وہ بوڑھا عجیب
پراسرار لگ رہا تھا۔

اس بوڑھے طنبورچی سے لگا ہی ہٹا کر عمرو کی لگا ہی اس حسین اور پری پیکر لڑکی پر جم
گئیں تھیں جو طنبورے کی لے پر الاؤ کے گرد رقص کر رہی تھی۔ ہر چیز پر سکوت تھا۔ ہر
طرف خاموشی تھی لگتا تھا طنبورے کی ساحرانہ آواز اور رقص کی قاتلانہ آوازوں پر پوری
کائنات دم بخود ہو کر رہ گئی ہو۔ عمرو بن عدی اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور ایک کھجور کے
تنے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

طنبورے کی لے اور رقص کی گردش جب اپنے پورے جوبن پر آئیں تو اس بوڑھے
طنبورہ نواز کے ہونٹ حرکت میں آئے اور اس نے گانا شروع کر دیا۔ وہی پرانا گیت اور
وہی قدیم اور صحرا کی لذتوں سے بھرپور دشت کا حسین نغمہ طنبورہ نواز گاتا رہا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

سورج جب آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے

ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحرا کا سینہ چیرتے سفر کرتے ہیں

چمکتی اور جوت پھیلاتی دھوپ ہمیں ایسی ہی عزیز ہے

جیسے ان کونپوں کو جو سورج کی گرم شعاعوں کو چمتی ہیں

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

ہم مستقل آباد ہونے کے لئے زمین کا ٹکڑا خریدنے کیلئے پیسے کیوں خرچ کریں

جبکہ رات کی تاریکی صحرا میں ایک ماں کی طرح ہماری حفاظت کرتی ہے

یہاں سے چلے جاؤ اجنبی۔ یہ صحرا غفلتوں کی آماجگاہ ہے۔ یہاں سے بھٹک جانے کے سوا تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ لہذا یہاں کھڑے رہ کر اپنا وقت اپنے لہجے اور اپنی توانائیوں کو برباد مت کرو۔ جواب میں عمرو بن عدی بڑے حوصلے اور جرات سے کام لیتے ہوئے اس نوعمر رقاصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر میں کہوں کہ میں اس حسین رقاصہ کو پسند کر چکا ہوں تب تمہارا کیا جواب ہو گا۔ اس پر بوڑھے گانے والے نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور وہ بری طرح زور سے چلا اٹھا۔

نہیں۔ نہیں۔ اجنبی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ گمراہ کن خیال ہے اسے ترک کر دو اجنبی۔ اس ارادے کو جھٹک دو۔ یہ ایک ایسا ارادہ ہے جو کسی روز تمہاری جان پر یوجہ بھی بن سکتا ہے۔ جاؤ اجنبی چلے جاؤ جاؤ ادھر چلے جاؤ۔ جدھر سے آئے ہو۔ اس پر عمرو نے اپنی تلوار کے دسے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

تمہارے قبیلے میں اگر کوئی ایسا نوجوان ہو جو اس لڑکی پر اپنا حق تسلیم کرتا ہو۔ تو اس سے کہو کہ تیج زن ہو کر میرا سامنا کرے۔ پھر دونوں میں سے جو زندہ رہے رقاصہ اسی کی ہو کر رہے۔ اس پر اس بے چارے گانے والے نے بھاری اور مغموم کی سی آواز میں کہا۔ تم قلعہ فیصلہ کر رہے ہو۔ سنو اجنبی آج سے انیس برس پہلے بھی بالکل تم جیسا ایک نوجوان اس خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہوا تھا۔ جس کا نام عدی بن نصر تھا اور پھر وہ گانے والے نے ربیعہ کی طرف اشارہ کیا۔ ہمارے قبیلے کی اس لڑکی کو پسند کر بیٹھا۔ اجنبی وہ رات بھی ایسی طوفانی اور سرد تھی۔ جب دریائے فرات کے کنارے وہ حسین اور طاقتور اجنبی جوان ہمارے پڑاؤ میں داخل ہوا تھا۔ اس وقت یہ جو اب پاگل ہو گئی ہے۔ بالکل آج کی طرح الاؤ کے گرد رقص کر رہی تھی اور وہ اجنبی اسے پسند کر بیٹھا۔ پر سنو اجنبی اس سگتے صحرا کے اندر ان دونوں کی محبت شاید پسند نہ کی گئی اور ملکہ الزہراء نے دھوکے سے صحرا کے اندر اسے قتل کروا دیا اور اس کی بدائی میں یہ ربیعہ بے چاری پاگل ہو گئی ہے۔

گانے والا شاید کچھ اور بھی کہتا پر پاگل ربیعہ زور زور سے چیخیں مارتی ہوئی ایک طرف بھاگی پھر ایک کچی قبر پر بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی تھی۔ گانے والے نے پھر بڑے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا دیکھا تم نے اجنبی وہ قبر جس پر بیٹھ کر ربیعہ رونے لگی ہے وہ اس کے محبوب کی قبر ہے۔ جسے سنگدل ملکہ الزہراء نے قتل کرا دیا تھا۔ اس موقع پر کئی اور لوگ بھی عمرو بن عدی کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے۔ عمرو نے بھاری اور غمگین آواز میں پوچھ کیا وہ اجنبی جس کا تم نے ذکر کیا اور جس کا نام تم نے عدی بن نصر بتایا ہے بنو ایاد کے سردار۔ نا تھا۔ اس بار گانے والے نے چونک کر کہا۔

ہاں بنو ایاد کے سردار کا بیٹا تھا پر تم اسے کیسے اور کیونکر جانتے ہو۔ عمرو بن عدی اداس ہو کر خلاؤں میں کھوسا گیا تھا۔ پھر روتی ہوئی آواز میں اس نے جواب دیا۔ دیکھ گانے والے بوڑھے میں اسے برسوں سے جانتا ہوں میرا اس کا ایسا ناطہ ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مضبوط اور پائیدار رشتہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر گانے والے نے بڑی پریشانی اور حیرت میں پوچھا تمہاری شکل بھی بڑی حد تک عدی بن نصر سے ملتی جلتی ہے کیا تم اس کے ہمزاد ہو یا اس کی روح اپنا انتقام لینے کی خاطر پھر اس انام کی طرف لوٹ آئی ہے جواب میں عمرو نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ میں ایک حقیقی انسان ہوں۔ گانے والے نے پوچھا تمہارا عدی بن نصر سے کیا رشتہ ہے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا میرا نام عمرو بن عدی ہے۔ میں عدی بن نصر کا بیٹا ہوں۔ گانے والے نے چونک کر پوچھا میں نے سنا تھا کہ عدی نے قبیلہ ازد کے سردار جزیہ کی بہن رقاش سے شادی کر لی تھی کیا تم اسی رقاش سے ہو اور جزیہ کے بھانجے ہو۔ جواب میں عمرو بن عدی کسی قدر مطمئن انداز میں کہنے لگا۔

ہاں میری ماں کا نام رقاش ہے میں اپنے باپ کی قبر دیکھنے اور اپنے قبیلے والوں سے ملنے آیا ہوں اس کے بعد میں بنی قنطورہ کی ملکہ الزہراء سے اپنے باپ کا ایسا خوفناک انتقام لوں گا کہ صحرا کا ہر ذرہ نشتانوں کا چپہ چپہ برسوں تک اسکی قربانیت کے گیت گائے گا۔ دیکھ میرے بزرگ کیا تم اب بھی سمجھتے ہو کہ اس لڑکی کو پسند کر لینے سے کوئی طوفان اٹھ کھڑا ہو گا۔ یاد رکھو میں بزدل نہیں ہوں آج کے بعد تمہارے دشمن میرے دشمن ہوں مجھے قبل اس کے بوڑھا گانے والا عمرو بن عدی کا اس گفتگو کا کوئی جواب دیتا۔ ایک بوڑھا جس کے سر اور داڑھی کے بال میلی چاندی کی طرح سفید ہو رہے تھے عمرو کے گرد جمع ہونے والے جھوم سے اٹھا اور بڑے اداس لہجے میں اس نے عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

عدی کے بیٹے میں پاگل ربیعہ کا باپ ہوں۔ میرا نام سرہ ہے اور یہ لڑکی جسے تم پسند کر چکے ہو۔ میری پوتی ہے۔ اگر تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو تو آج ہے یہ تمہاری منسوبہ اور امانت ہے لیکن رخصتی کے لئے میری ایک شرط ہو گی۔ اس پر عمرو بن عدی نے بے چین اور بیتاب ہو کر پوچھا کیسی شرط۔

بوڑھا فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا ملکہ الزہراء سے عدی بن نصر کا انتقام۔ دیکھ عدی کے بیٹے جس روز تم نے بنو قنطورہ کی ملکہ الزہراء کو قتل کر دیا اسی روز میں اپنی اس پوتی صفیہ کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اسے تم سے بیاہ دوں گا۔ جواب میں عمرو بن عدی اپنا ہاتھ

بھی دو تب بھی مجھے بنو قنطورہ کی ملکہ الزباء سے اپنے عظیم اپنے شیر دل باپ کے قتل کا انتقام تو ضرور لینا ہے۔

سنو میرے بزرگ یاد رکھو ملکہ الزباء مجھ سے بچنے کیلئے اگر کرۂ ارض میں مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب کی طرف بھاگتی رہی تو بھی میں وقت کی تیز آب جو کی طرح اس کا تعاقب کر کے اسے موت کی گہری نیند سلا دوں گا۔

جواب میں بوڑھا سرمہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ایسا شخص وہاں آیا جسے دیکھتے ہی لوگ فوراً ادھر ادھر ہٹ کر اسے راستہ دینے لگے تھے۔ اس کے ساتھ ایک خانہ بدوش مرد تھا جو اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ آنے والا وہ معزز شخص ادھیر عمر کا کوئی بوڑھا عرب تھا جس کا سر بے کلاہ اور کمر خیدہ تھی لیکن بوڑھا ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر ایک رعب ایک جلال تھا۔ اس کی رہنمائی کرنے والا خانہ بدوش کچھ قریب آ کر عمرو بن عدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ ہے وہ نوجوان جو عدی بن نصر کا بیٹا ہے جس کا نام عمرو ہے۔ اس نووارد بوڑھے نے چند لمحوں تک ٹٹنگلی باندھ کر عمرو بن عدی کو دیکھا پھر اس کی پلکیں بھیگ گئیں اس نے اپنی آنکھیں بند کر میں اور عمرو کی طرف اپنے بازو پھیلا دیئے۔ پھر اس بوڑھے کی روتی بین کرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ عدی کے بیٹے آگے بڑھ کر میرے گلے لگ جاؤ۔ میں تمہارے باپ عدی بن نصر کا ماموں اور بنو ایاد کا دوسرا سردار عطف بن جابر ہوں۔

عمرو بن عدی بھاگ کر آگے بڑھا اور اپنے باپ کے ماموں سے لپٹ گیا اور بوڑھے عطف نے عمرو کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کی پیشانی اس کا منہ اور اس کے گال چومے پھر وہ کہنے لگا میں نے سنا ہے تم اپنے باپ کا انتقام لینا چاہتے ہو۔ جواب میں عمرو بن عدی اپنے مضبوط بازوؤں سے بوڑھے عطف بن جابر کو سہارا دیتے ہوئے کہنے لگا۔

ہاں دادا میں اس عیار ملکہ الزباء سے اپنے بے گناہ اپنے عظیم باپ کا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اسے بتا دوں گا کہ میرے باپ کی موت کے بعد اس صحرا میں سکوت طاری نہیں ہوا بلکہ طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ جس کے ریگزار ملکہ الزباء کے محل میں بھی گریں گے۔ عمرو بن عدی کی اس گفتگو سے بوڑھے عطف بن جابر کی پلکیں پھر بھیگ گئیں تھیں۔ مردہ بڑے دکھ اور بڑے کرب میں اپنے ننگے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ میرے فرزند۔ اپنے بھانجے عدی بن نصر کی موت پر میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اپنے بھانجے کے قتل کا انتقام نہ لے لوں سر پر علامہ نہ باندھوں گا۔ آہ! افسوس کہ میں ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے سکا۔ مگر اب تو میں بوڑھا اور

لاغر بھی ہو چکا ہوں۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ اپنے گرد ایسے فوج جمع کر سکوں ایسا لشکر ترتیب دے سکوں جو ملکہ الزباء سے انتقام لے سکے۔ لیکن الزباء سخت عیار اور مکار ہے اس نے اپنی طاقت میں اس قدر اضافہ کر لیا ہے کہ میں صرف اپنے قبیلے کے بل بوتے پر اس سے ٹکرا جانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ آہ! میرے لئے یہ کیسا بد نصیبی اور بد بختی کا دور شروع ہوا ہے۔

بوڑھے عطف بن جابر کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو لپیٹتے ہوئے عمرو بن عدی نے مضبوط عزم اور اعتماد سے کہا دادا اب میں آپ کا ہاند ہوں آپ کی لاشی۔ آپ کا سہارا آپ کی گوار ہوں۔ میں آپ کے بھانجے کا خون ہوں آپ کا سر۔ اُٹھ نہ رہنے دوں گا۔ اگر ملکہ الزباء عیار اور مکار ہے تو میں بھی اس کے لئے زہ بڑا سانپ بن جاؤں گا۔ دادا عنقریب آپ دیکھیں گے عمرو بن عدی اپنے باپ کا انتقام کس طرح لیتا ہے۔ جواب میں بوڑھے عطف نے عمرو کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر وہ کہنے لگا۔

ابراہیم کا رب تجھے کامیاب کرے گا۔ میں نے سنا ہے ملکہ الزباء نے تمہارے ماموں جزیہ کو بھی دھوکے سے اپنے پاس بلا کر قتل کر دیا ہے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا ہاں دادا وہ میرے ماموں کی بھی قاتل ہے۔ عطف بن جابر نے پھر پوچھا۔ دیکھ میرے فرزند تمہاری ماں رقاش کیسی ہے۔ عمرو کہنے لگا وہ اب کنزور ہو چکی ہے دادا۔ اب وہ بڑی بے تابی کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہی ہے جب میں ملکہ الزباء سے انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ دادا مجھے رخصت کرتے وقت میری ماں نے کہا تھا کہ اگر میرے شوہر کا ماموں اور بنو ایاد کا سردار زندہ ہے تو اسے کہنا آپ کی بیٹی آپ کو سلام کہتی ہے جواب میں عطف بے چارہ سلگتے ہوئے لمبے میں کہنے لگا۔

آہ! رقاش میری بیٹی۔ عدی کے بعد تیری زندگی بھی صحرا کے اندر خشک ہو جانے والے دریا جیسی ہو گئی ہوگی۔ کاش تیری بے بسی کے دور میں تیری اس ٹٹنگلی کے عالم میں یہ بوڑھا تیری کوئی مدد کر سکتا۔ عمرو بن عدی نے عطف بن جابر کا حوصلہ بڑھایا اور کہنے لگا۔

دادا میں ان دیرانوں اور ریگستانوں کے اندر یقیناً تمہارا سہارا بنوں گا اس پر سردار عطف نے تھوڑی دیر سر جھکا کر کچھ سوچا پھر دھیرے دھیرے مسکراتے ہوئے اس نے رقامہ کی طرف اشارہ کر کے عمرو بن عدی سے پوچھا۔ میں نے سنا ہے کہ تم اس خانہ بدوش لڑکی کو جس کا نام صفیہ ہے پسند کر چکے ہو۔ اس پر عمرو بن عدی شرارتے شرارتے کہنے لگا ہاں دادا۔ میرے باپ کے حالات مجھ پر دہرائے جا رہے ہیں۔ میں یقیناً اس خانہ بدوش

یارِ عظیم! اپنی گردنیں جھکا لی تھیں پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے اپنی اپنی گود میں لکڑی کی تختیاں رکھ لیں اور نوک دار کونوں کی مدد سے وہ اپنا حساب لگانے لگے تھے۔

اس کام میں ان سارے منموں اور ستارہ شناسوں نے کچھ وقت لیا پھر انہوں نے ایک دوسرے سے صلاح و مشورہ شروع کیا۔ جیسے وہ ایک دوسرے سے اپنا اپنا کام اپنا اپنا نتیجہ ملانے کی کوشش کر رہے ہوں جب وہ آپس کا صلاح و مشورہ ختم کر چکے تو ان میں سے ایک بوڑھا منجم اٹھا اور مودیہانہ ہاتھ باندھ کر ملکہ الزباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے ملکہ ستارہ شناسی اور منجمی کا جس قدر علم ہم جانتے ہیں اس کے مطابق جو ہم نے نتائج نکالے ہیں ان کے مطابق اے ملکہ تمہارا قاتل شامِ مغرب کی طرف سے آئے گا وہ ایک توانا اور خوبصورت جوان ہو گا اور طاقت اور شجاعت میں یگانہ روزگار ہو گا۔ اے ملکہ! آپ اپنی طرف سے کتنی ہی کوشش کریں اس حملہ آور سے آپ بچ نہ سکیں گی۔ اس پر ملکہ الزباء نے کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کیا تم مجھے اس کا نام نہیں بتا سکتے ہو۔ اس پر وہی منجم بولا اور کہنے لگا ہم یقیناً اس کا نام نکال چکے ہیں اور اس کا تعلق آپ کے پرانے دشمنوں سے ہے۔ اس پر ملکہ الزباء نے کسی قدر مزید پریشانی میں پوچھا کون پرانے دشمن۔ منجم کہنے لگا عدی اور جزیہ۔ الزباء نے پھر پوچھا میرے قاتل کا ان دونوں سے کیا تعلق اور رشتہ ہو گا۔ منجم کہنے لگا وہ عدی کا بیٹا اور جزیہ کا بھانجہ ہو گا۔ ملکہ الزباء نے اس دفعہ زیادہ پریشانی میں پوچھا کیا وہ رقاش سے ہے اور عدی کا بیٹا ہے۔ منجم نے پریشانی کے انداز میں سر کو بھکاتے ہوئے کہا ہاں ملکہ ایسا ہی ہے ملکہ نے اس سے پوچھا تم نے اس کا نام نہیں بتایا۔ منجم کہنے لگا اس کا نام عمرو بن عدی ہے۔

اس منجم کا یہ جواب سن کر ملکہ الزباء تھوڑی دیر تک تفکرات۔ پریشانیوں اور غم میں ڈوبی رہی۔ پھر اس نے سارے نجومی اور ستارہ شناسوں کو رخصت کر دیا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے اپنے قبیلے کے دو بہترین اور سبک دست مصوروں کو بلوایا اور انہیں عمرو بن عدی کی تصویر بنا کر لانے کے لئے بنو ازد کی طرف روانہ کر دیا۔

مصور جب اپنی منزل پر روانہ ہو گئے تو الزباء اس کمرے کے اندر بڑی بے چینی سے ٹپٹپٹ لگی استن میں جزیہ کا وزیرِ قصر بن سعد کمرے میں داخل ہوا۔ الزباء اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بڑی گھلاوٹ اور مٹھاس میں کہنے لگی۔ قیصر بن سعد تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو۔ میں تمہیں بلانے ہی والی تھی اس پر قیصر بن سعد آگے بڑھا اور سر کو جھکاتے ہوئے عظیم! کہنے لگا۔ میں خود آپ کے پاس ایک عریضہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔

لڑکی کو پسند کر چکا ہوں۔ عطف بن جابر نے پھر پوچھا تم اپنی ماں کے پاس سے سیدھے میرے قبیلے میں آ رہے ہو۔ عمرو بن عدی نے جواب دیتے ہوئے کہا ہاں دادا۔ میں آپ سے ملنے اور اپنے باپ کی قبر دیکھنے آیا ہوں۔ اس پر عطف نے پھر پوچھا کہ تم چند روز میرے پاس رہو گے۔ عمرو بن عدی نے مسکرا کر کہا ہاں دادا۔ میں تمہارے پاس ضرور رہوں گا۔ بنو ایاد کے سردار عطف بن جابر نے اس یار اپنے قریب کھڑے بوڑھے سمرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو سمرہ کیا یہ صفیہ تمہاری پوتی ہے۔ سمرہ نے مودب ہوتے ہوئے کہا۔ ہاں۔ بنو ایاد کے سردار یہ صفیہ میری پوتی ہیں۔ اس پر عطف بن جابر نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر سنو آج کے بعد صفیہ میرے گھر میں یہی بیٹی بن کر رہے گی اور جب عمرو بن عدی اپنے باپ کے انتقام سے فارغ ہو جائے گا۔ میں ان دونوں کو بیاہ دوں گا۔ کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے اس پر سمرہ نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں سردار۔ بلکہ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز اور عزت افزائی ہے۔ جواب میں عطف بن جابر نے عمرو اور صفیہ دونوں کے ہاتھ پکڑ کر کہا تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ اس پر عمرو بن عدی اور صفیہ چپ چاپ سردار عطف بن جابر ساتھ ہو گئے۔ پہلے وہ سب عدی کی قبر پر آئے جہاں ابھی تک ربیعہ بیٹھی رو رہی تھی پھر بوڑھا سردار عطف۔ عمرو اور صفیہ کو لے کر اپنے گھر کی طرف چلا گیا تھا۔ بوڑھے سمرہ نے عدی کی قبر پر بیٹھ کر روتی ہوئی ربیعہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اٹھا کر اپنے خیمے کی طرف لے گیا تھا۔

○

بنو قنطورہ کی ملکہ الزباء ایک روز اپنے عام کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی جس میں وہ اپنا دربار لگایا کرتی تھی۔ اس کا حسن اور اس کی سنہری رنگت بلور کی طرح چمک رہی تھی۔ اس کا اطلس و حریر تیز رنگ کا لباس فرش کے اس سرخ ریشمیں قالین پر بکھر گیا تھا جس پر جنگلی جانوروں کی شبیہیں بنی ہوئی تھیں ملکہ الزباء نے اپنی نشست پر بڑی بے چینی اور دل شکن انداز میں پہلو بدلا پھر وہ اپنے سامنے بیٹھے ستارہ شناسوں سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی۔

بنو ازد کے حکمران جزیہ نے مرتے وقت کہا تھا کہ ایک روز اس کا بھانجہ مجھ سے ضرور انتقام لے گا کیا تم اپنے علم سے یہ جان سکتے ہو کہ میرا قاتل کون ہو گا۔ ملکہ الزباء کے استفسار پر اس کے سامنے بیٹھے سب منموں اور ستارہ شناسوں نے ایک

گئی کیا عمرو بن عدی کو اس کے ماموں جزیہ کی طرح یہاں کسی طریقہ سے بڑا کر قتل کر کے اس سے چھٹکارہ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ قیصر بن سعد فوراً کہنے لگا۔ ہم ضرور اسے یہاں بلا سکتے ہیں۔ اس پر ملکہ الزباء کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ پوچھنے لگی کیسے۔ قیصر بن سعد نے کہنے لگا۔

اسے یہاں بلانے کی ذمہ داری آپ مجھ پر رہنے دیجئے۔ اس لئے کہ جب میں تجارتی قافلے کے ساتھ حیرہ روانہ ہوں گا تو اس سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کروں گا اور اسے لالچ دوں گا کہ تم اگر اپنے باپ اور ماموں کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے ہو تو مجھ سے تعاون کرو۔ میں انتقام لینے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ میں اس سے شرمیں ملنے کی کوشش کروں گا۔ میں اصل حالات ظاہر نہ کروں گا میں کہوں گا کہ میں اکیلا ہوں اور اس خیل سے قبیلے میں ملنے کے بجائے حیرہ میں ملنے کیلئے جگہ مقرر کی ہے کہ کہیں تم مجھے قتل ہی نہ کر دو۔ چونکہ وہ آپ سے انتقام لینے کیلئے دیوانہ ہو رہا ہے۔ لہذا مجھے امید ہے کہ مجھ سے ملنے وہ ضرور حیرہ آئے گا اگر وہ آیا تو میں اپنے ساتھیوں کی مدد سے اسے رسیوں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کر دوں گا الزباء نے قیصر بن سعد کو بھاری انعام کا لالچ دیتے ہوئے کہا۔

اگر تم ایسا کر سکو تو میں تمہیں اپنا وزیر بنا کر تم سے شادی کر لوں گی۔ قیصر نے سر جھکا کر کہا یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت ہوگی۔ اس پر ملکہ الزباء نے اسے ایک قاتل ادا سے کہا اب تم جا سکتے ہو۔ قیصر بن سعد باہر نکل گیا اور ملکہ الزباء مطمئن اور مسکراتی ہوئی اپنی خوابگاہ کی طرف چل دی تھی۔

○

ایک روز بنو ایاد کا بوڑھا سردار عطف بن جابر اپنے مکان سے باہر عمرو بن عدی کو الوداع کہہ رہا تھا۔ عطف بن جابر سے مل کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا بڑی بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے شاید صفیہ کی تلاش تھی ہو اسے کہیں دکھائی نہ دے رہی تھی۔ اس نے سارے گھر کا جائزہ لیا تھا وہ گھر پر بھی نہ تھی۔ جبکہ وہ اس کے لئے پریشان تھا اب وہ اس کی سمجھ تو تھی تاہم اس نے عطف بن جابر کو الوداع کہتے ہوئے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی تھی۔

جب وہ بستی کے باہر ایک ایسے راستے پر جا رہا تھا جہاں اس کے دونوں طرف کھجوروں کے درخت تھے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور تازگی بکھر گئی تھی اس لئے کہ

اس پر ملکہ الزباء نے بڑی لگاؤ میں کہا تم کو کیا چاہتے ہو۔ اپنا خیمہ سر اوپر اٹھاتے ہوئے قیصر کہنے لگا۔ اے محترم ملکہ! میں یہاں فارغ اور بیکار پڑے رہنے کی زندگی سے تھک اور اکتا گیا ہوں۔ میں آپ کے پاس یہ عریضہ لے کر حاضر ہوا ہوں کہ مجھے کوئی کام سونپا جائے جس سے میں مصروف بھی رہ سکوں اور آپ اور آپ کے قبیلے کی خدمت بھی کر سکوں۔ قیصر بن سعد کی اس گفتگو کے جواب میں ملکہ الزباء نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ کیا کام کرنا پسند کرو گے۔ جو بھی آپ سونپ دیں۔ قیصر بن سعد نے ملکہ الزباء کی طرف دیکھتے ہوئے غور سے کہا تھا۔ ملکہ الزباء نے پوچھا۔

کیا تم قبیلے کے تجارتی کاروان کی رہبری اور رہنمائی کا کام انجام دے سکو گے۔ ملکہ الزباء کے یہ الفاظ سن کر قیصر بن سعد مطمئن نظر آنے لگا اور بے تاب ہو کر اس نے کہا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تجارت میں آپ کے لئے بھاری منافع کما کر لایا کروں گا۔ جواب میں الزباء نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ اگر تم تجارت میں میرے لئے اور میرے قبیلے کے لئے اچھا منافع کما سکو تو میں تمہیں ایسی عزت بخشوں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس پر قیصر بن سعد نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

کب تک اس کام پر میں روانہ ہو سکوں گا۔ ملکہ الزباء فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی اگلے ماہ کے پہلے عشرے کے کسی بھی روز میں خود تمہیں اپنے تجارتی کاروان کے ساتھ الوداع کہوں گی۔ تمہارے خیال میں قبیلے کے تجارتی کاروان کس طرف روانہ ہونا چاہئے۔ ملکہ الزباء کے استفسار کے جواب میں قیصر بن سعد تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ میرے خیال میں ہمارے تجارتی کاروان کو حیرہ شہر کی طرف روانہ ہونا چاہئے۔ وہاں ہمارا مال فوراً اچھے داموں بک جانے کے مواقع ہیں۔ اس پر ملکہ الزباء فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی تو پھر تم مطمئن رہو پھر ہم اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں ایک بہت بڑا تجارتی کاروان تمہاری رہنمائی میں حیرہ کی طرف روانہ ہو گا۔ کیا تم سمجھتے ہو تمہارا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ مسکراتے ہوئے قیصر نے جواب دیا۔ ہاں میرا مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے لگی تو پھر سنو۔ میں بھی تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ آج میں نے اپنے قبیلے کے منہجوں اور ستارہ شناسوں کو جمع کیا تھا اور ان سے پوچھا تھا کہ بتاؤ میرا قاتل کون ہو گا تو انہوں نے اپنے حساب سے بتایا کہ میرا قاتل عمرو بن عدی ہو گا جو جزیہ کا بھانجہ اور بنو ایاد کے عدی بن نصر کا بیٹا ہے۔ کیا تم عمرو بن عدی کو جانتے ہو۔ اس پر قیصر بن سعد اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگا۔

کیوں نہیں جانتا۔ عمرو بن عدی تو میرے ہاتھوں میں پلا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے

لگا۔ سن میری ماں۔ میرے باپ کے ماموں نے مجھے روک لیا تھا۔ بس وہ مجھے آنے ہی نہیں دے رہا تھا۔ اس پر رقاش نے افسردہ سے لہجے میں پوچھا۔ وہ بے چارہ اب ضعیف اور کمزور ہو گیا ہو گا۔

اس پر عمرو بن عدی اواس ہو گیا۔ ہاں ماں اس کا بدن نزار اور کمر خمیدہ ہو چکی ہے اس نے میرے باپ کے مرنے پر عہد کیا تھا کہ وہ جب تک بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے لے اپنے سر پر عمامہ نہ باندھے گا۔ لیکن افسوس وہ ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے سکا اور اب تک وہ بے کلاہ ہی پھرتا ہے۔ میں نے عہد کیا ہے ماں کہ میں اپنے باپ کا انتقام لے کر اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ کے ماموں کے سر پر عمامہ باندھوں گا۔ اس پر رقاش دعائیہ انداز میں کہنے لگی۔

میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ ابراہیم کا رب تجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ قبل اس کے کہ عمرو کچھ کہتا۔ رقاش بھربولی اور کہنے لگی۔ تمہارے ذاتی جاسوسوں میں سے ایک کل کا قیصر کے پاس سے آیا ہوا ہے۔ وہ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے وہ بڑا بے تاب تھا کہ رہا تھا کہ میں بنو ایاد میں ہی جا کر تم سے مل لیتا ہوں۔ لیکن میں نے اسے روک رکھا ہے تم اس سے مل لو۔ شاید کوئی اہم پیغام لایا ہو۔ اس پر عمرو بن عدی نے بیتاب ہو کر پوچھا وہ اس وقت کہاں ہے۔ رقاش کہنے لگی وہ اس وقت سمان خانے میں ہے۔

گھوڑے کو سائیں کے حوالے کر کے عمرو بن عدی تیزی سے سمان خانے کی طرف بڑھا رقاش بھی اس کے ساتھ تھی۔ جب وہ سمان خانے میں داخل ہوئے وہاں ایک ادھیڑ عمر کا عرب آشدان کے پاس بیٹھا تھا۔ عمرو کو دیکھتے ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ عمرو اور رقاش بھی آشدان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ عمرو پھر اس بوڑھے عرب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

کیا تم قیصر بن سعد کے پاس سے آئے ہو۔ بوڑھا عرب بولا اور کہے لگا۔ ہاں اس نے مجھے ایک اہم پیغام کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے۔ عمرو نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا۔ کیا پیغام۔ بوڑھا کہنے لگا۔ قیصر بن سعد نے کہا تھا کہ عمرو بن عدی سے کہنا کہ اگلے ماہ کے پچیس عشرے میں وہ حیرہ شر کے شہل میں ایک مشہور سرائے رباط الشرق میں اس کا انتظار کرے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تم حیرہ جاؤ تو کم از کم پچاس ہزار دینار سرخ اپنے ساتھ لے کر جانا۔ قیصر بن سعد اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں کسی بھی روزہ حیرہ کی اس سرائے میں تم سے ملے گا۔ قیصر بن سعد نے مجھے یہ بھی تنبیہ کی تھی کہ یہ موقع ضائع نہ کیا جائے۔ ورنہ جس مقصد کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں

کھجوروں کے ایک جھنڈ سے نکل کر صفیہ اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی عمرو بن عدی نے گھوڑے کو روکا اور پیچھے کود گیا۔ صفیہ اواس اواس سی اس کے سامنے آکھڑی تھی عمرو نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ صفیہ گھر سے رخصت ہوتے وقت میں بڑے قلق کے ساتھ روانہ ہوا تھا میں نے تمہیں ادھر ادھر دیکھا تم کہیں بھی نہ تھیں میں نے سوچا شاید تم سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم مجھ سے ملنے یہاں آگئی ہو اب میں یہاں سے سکون کے ساتھ رخصت ہو سکوں گا۔ اس پر صفیہ نے بھاری اور اواس آواز میں پوچھا پھر کب آؤ گے۔

جواب میں عمرو بن عدی کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ میں بہت جلد لوٹوں گا۔ تم دیکھو گی میں ملکہ الزباء سے انتقام لے کر تمہیں بیوی بنا کر بیٹھ کے لئے اپنی ماں کے پاس لے جاؤں گا اس پر صفیہ روتی ہوئی آواز میں کہنے لگی کیا تم کچھ دن اور نہیں رک سکتے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا نہیں۔ میں پہلے ہی یہاں زیادہ قیام کر چکا ہوں۔ میری ماں بڑی بے تابی سے میرا انتظار کر رہی ہو گی اور وہ شہر سے باہر نکل کر روزانہ ان ریت کے کسی ٹیلے کے اوپر کھڑی میری راہ دیکھتی ہو گی۔

صفیہ نے بڑے دکھ لہجہ میں کہا میں تمہیں اس امید پر الوداع کہتی ہوں کہ بہت جلد تم اپنے دشمنوں سے ٹپٹ کر اس دشت کا رخ کرو گے یہاں میں دیران دن اور تاریک راتوں میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ صفیہ نے ہاتھ فضاء میں لہرا کر عمرو بن عدی کو الوداع کہا۔ عمرو ایک ہی جست میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ کھجوروں کے جھنڈ کے بیچ وہ اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتا رہا اور بار بار مڑ کر راستے کے درمیان کھڑی صفیہ کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں سے او جھل ہو گئے تھے۔ اس موقع پر صفیہ پیچری سر جھکائے آہستہ آہستہ بہتی کی طرف لوٹ رہی تھی۔

کھجوروں کے جھنڈ سے نکل کر صحرا میں عمرو بن عدی داخل ہوا اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس نے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ اب اس کا گھوڑا صحرا کے اندر شمال مغرب کے رخ پر قاصدوں کو بڑی تیزی سے سمیٹنے لگا تھا۔

صحرا کی دسعتوں کو عبور کرنے کے بعد جب وہ اپنے شہر کے صحرائی محل میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا محل سے باہر ہی اس کی ماں رقاش اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ جوں ہی وہ گھوڑے سے اترا رقاش نے تنبیہ کیا کہ تم نے بہت دیر لگا دی بیٹے۔ اتنے دن وہاں رکے رہے۔ میں ہر روز تمہارا انتظار کرتی تھی۔ جواب میں عمرو بن عدی مسکراتے ہوئے کہنے

کر جواب دیا۔

ہم دونوں لبتانی راہبوں کے بھیس میں بنو ازد میں داخل ہوئے تھے وہاں لوگوں نے ہماری خوب آؤ بھگت کی۔ اس دوران ہم کئی بار عمرو بن عدی سے بھی ملے۔ ان ملاقاتوں کے درمیان ہم اس کے نقوش کا جستہ جستہ جائزہ لیتے رہے اور رات کو اپنے کمرے میں بیٹھ کر اس کے چہرے کے نقوش کپڑے پر نقل کرتے رہے اس طرح ایک روز ہم اس کی تصویر کھل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس بار الزباء نے بڑی نرمی سے اس مصور سے پوچھا۔

اب تم دونوں جا کر آرام کرو۔ ملکہ الزباء کے کہنے پر جب وہ دونوں مصور وہاں سے چلے گئے تو ملکہ الزباء نے بڑی رازداری سے قیصر بن سعد سے پوچھا۔

اگر تم عمرو بن عدی کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ ایک معرکہ ہو گا لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ تمہارے کہنے پر حیر چلے آئے اور تم اسے گرفتار کر کے لا سکو۔ یہ منصوبہ ناکام بھی ہو سکتا ہے اور تمہیں اس کے علاوہ بھی کوئی احتیاطی قدم اٹھانا چاہئے۔ اس پر قیصر کا سر تھوڑی دیر جھکا رہا پھر چند لمحوں کی سوچ بچار کے بعد اس نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا اور پھر وہ کسی قدم خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی ہے۔ ملکہ نے چونک کر پوچھ کیسی ترکیب۔ قیصر کہنے لگا۔ یہ تو آپ جانتی ہیں عمرو بن عدی جب بھی آپ پر حملہ آور ہو گا تو وہ ہمیں آپ کے قبیلے میں آکر آپ پر قاتلانہ حملہ کرے گا۔ ملکہ الزباء تیز نگاہوں سے قیصر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی یہ تو ظاہر ہے۔ قیصر بن سعد پھر بولا۔

تو پھر ایک کام اور کریں۔ اپنی خوابگاہ کے علاوہ وہ کمرہ جس میں آپ دربار لگاتی ہیں اور محل کے باہر وہ گوشہ جہاں پر آپ ٹیٹھتی ہیں ان تینوں جگہ سے ایک زمین دوڑ راستہ کھودا جائے اور تینوں راستے محل کے کسی تہ خانے میں جا کر مل جائیں اور اس تہ خانے سے بھی ایک سرنگ کھود کر مشرق کی طرف دریائے فرات تک اس جگہ لے جائی جائے جہاں پر اسے عبادت خانے ہیں ان قدیم عبادت خانوں میں کسی ایک کے اندر اس سرنگ کا دروازہ کھلے اور دریا کے اس گھاٹ پر ہر وقت ایک کشتی کھڑی رہے جس کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت دو پیردار وہاں موجود رہنا چاہئے۔ ظاہر ہے جسے کی صورت میں آپ ان تینوں میں سے ایک جگہ ضرور ہوں گی لہذا آپ فوراً ان تینوں میں سے کسی ایک بھی سرنگ کے ذریعے تہ خانوں سے ہو کر دریائے فرات تک پہنچ سکتی ہیں اور وہاں سے آپ کشتی

ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اس نے کچھ کہا تھا۔

بوڑھا عرب کہنے لگا نہیں۔ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا کیا تم اسے پیغام دینا چاہو گے؟ عمرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ قیصر بن سعد سے کتنا اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں پچاس ہزار سرخ دیناروں کے ساتھ میں حیرہ کی سرائے رباط الشرق میں اس کا انتظار کروں گا۔ پھر عمرو بن عدی کھڑا ہوتا ہوا بولا کیا تم آج یہاں رکو گے نہیں۔ وہ بوڑھا عرب بھی کھڑا ہو گیا اور بولا میں پسے ہی دو دن یہاں رک کر تمہارا انتظار کر چکا ہوں۔ جبکہ قیصر نے مجھے بہت جلد لوٹ آنے کو کہا تھا۔ عمرو بن عدی نے اپنی قبا کے اندر سے نقدی کی ایک خرابی نکالی اور بوڑھے عرب کو تھماتے ہوئے کہا یہ رکھ لو۔ سفر میں تمہارے کام آئے گی۔ پھر عمرو بن عدی اور رقاہش دونوں ماں بیٹا بوڑھے عرب کو ساتھ لے کر اصبہل میں آئے اس کے بعد وہ بوڑھا عرب وہاں سے رخصت ہو گیا تھا۔

○

ایک روز ملکہ الزباء قیصر بن سعد کو الوداع کہہ رہی تھی۔ اس کی سرکردگی میں وہ بنو قسورہ کا ایک بہت بڑا تجارتی کاروان حیرہ کی طرف لے کر روانہ ہو رہا تھا۔ شہر کے باہر جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ سامان سے لدے ہوئے اونٹ کھڑے تھے۔

ملکہ الزباء سے ہدایات لینے کے بعد قیصر اپنے شتر کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ مغربی دشت سے دھول اڑتی دکھائی دی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس دھول سے دو سوار نمودار ہوئے قیصر جہاں تھا وہیں الزباء کے قریب ہی رک گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سوار ملکہ الزباء کے قریب آکر اور اپنے گھوڑوں سے اترے وہ بنو قسورہ کے وہی دونوں مصور تھے جنہیں ملکہ الزباء نے عمرو بن عدی کی تصویر بنا کر لانے کو بھیجا تھا۔ ان میں سے ایک مصور نے اپنے گھوڑے کی خرچیں میں سے لپٹا ہوا ایک کپڑا نکالا اور اسے الزباء کے سامنے پھیلا دیا۔ اس کپڑے پر عمرو بن عدی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ ملکہ الزباء کچھ دیر تک تصویر کو دیکھتی رہی پھر تاسف بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

اس کی شکل بالکل عدی بن نصر سے ملتی جلتی ہے۔ میرا دل کتنا ہے یہی میرا قاتل ہوگا۔ پھر اس نے تصویر قیصر بن سعد کو دکھاتے ہوئے پوچھا کیا یہی عمرو بن عدی ہے۔ اس پر قیصر نے ایک اچھتی ہوئی نگاہ تصویر پر ڈالی پھر بڑی نفرت اور حقارت سے کہا یہی ہے وہ غلیظ انسان جو میرا دشمن اور آپ کا متوقع قاتل ہے۔ ملکہ الزباء نے اپنے قریب کھڑے ہوئے مصور سے پوچھا تم اس کی تصویر بنانے میں کیسے

اس پر عمرو بن عدی نے قیصر بن سعد کی بات کالتے ہوئے کہا۔ تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ قیصر پھر بولا اور کہنے لگا۔ پہلے میری پوری بات سنو۔ پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے اور مجھے کیا کرنا ہے۔ اس پر عمرو بن عدی کہنے لگا اچھا کہو۔ تم مزید کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر قیصر نے پھر پوچھا کیا تم اپنے ساتھ میرے کہنے کے مطابق رقم لائے ہو۔ عمرو بن عدی جھٹ سے بولا اور کہنے لگا ہاں میں تمہارے کہنے کے مطابق اپنے ساتھ پچاس ہزار سرخ دینار لے کر آیا ہوں۔ اس پر قیصر بن سعد فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

بس تو پھر معاملہ سارا درست ہوا۔ وہ پچاس ہزار سرخ دینار کی رقم میرے حوالے کر دو اور میرے پاس جس قدر تجارتی سامان ہے یہ رقم لے لو۔ سنو۔ عدی کے بیٹے۔ میں جب یہ رقم لے کر جاؤں گا تو ملکہ الزباء بے حد خوش ہوگی کیونکہ جو تجارتی سامان میں لے کر آیا ہوں اس کی اصل قیمت اس رقم سے آدمی بھی نہیں ہے۔ گویا ملکہ الزباء جب یہ جانتے گی کہ میں اس کے لئے رقم دو گنی کر کے لے کر آیا ہوں تو وہ نہ صرف یہ کہ مجھ پر زیادہ اعتماد اور بھروسہ کرنے لگے گی بلکہ میری اس کارکردگی پر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ جس کے نتیجے میں وہ مجھے ایک اور کارروا کے ساتھ روانہ کرے گی۔ اس طرح میں اس کا اعتماد حاصل کرتا رہوں گا۔ جب وہ تمہارے متعلق مجھ سے پوچھے گی تو میں اس سے کہوں گا کہ عمرو بن عدی حیرہ شر آیا ضرور تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک ایسا لشکر بھی تھا جس پر میں اپنے تجارتی کارروا کے ساتھ ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا۔ میں اسے یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ اسی طرح دو تین بار حیرہ میں عمرو بن عدی اگر مجھ سے ملتا رہا تو ایک روز مجھ پر وہ اعتماد کر کے اپنے محافظوں کے بغیر بھی آجائے گا۔ اس روز میں اسے پکڑ کر تمہارے سامنے پیش کر دوں گا میں ملکہ الزباء کو یہ بھی یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ جو مال میں حیرہ شہر لے گیا تھا اس کا بیشتر حصہ ابھی عمرو بن عدی نے ہی خرید لیا تھا۔

سنو عدی کے بیٹے۔ آئندہ وہ مجھے اگر تجارتی قافلے کے ساتھ بھیجے گی تو مجھے امید ہے کہ تجارتی کارروا اس سے بھی بڑا ہو گا۔ لہذا اس کی حفاظت کے لئے بنو قسطورہ کے نوجوان بھی زیادہ ہوں گے جب میں دیکھوں گا کہ کارروا کے ساتھ محافظوں کی ایک بڑی جماعت میرے ساتھ روانہ کی گئی ہے تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا۔ تم اپنے قبیلے کے لشکر کے ساتھ میرا انتظار کرنا۔ پھر موقعہ جان کر میرے تجارتی کارروا پر حملہ کرنا۔ اس طرح ہم بنو قسطورہ کے سارے محافظوں اور تاجروں کو قتل کر کے انکی جگہ اپنے قبیلے اور بنو ایاد کے جوان اپنے ساتھ لے کر الزباء کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے وہ یہی سمجھے گی

قیصر بن سعد کی یہ تجویز سن کر ملکہ بے حد خوش ہوئی اور اس کی بیٹھ بپتھپاتے ہوئے کہنے لگی۔ قیصر بن سعد تمہارا یہ ایک بہترین منصوبہ ہے۔ یقیناً تم کام کے آدمی ہو۔ اب تم اپنے تجارتی کارروا کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تمہاری واپسی تک میں یہ سرنگ تیار کروا لوں گی۔ میں قبیلے کے سارے معمار اور صنایع اس کام پر لگا دوں گی۔ اس کے بعد قیصر بن سعد اپنے شتر پر سوار ہوا اور کارروا کو روانگی کا حکم دے دیا تھا۔ ملکہ الزباء مطمئن اور شاداں اپنے محل کی طرف لوٹ گئی تھی۔



ایک روز قیصر بن سعد حیرہ شہر کی ایک سرائے رباط الشرق میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے دو قابل اعتماد اشخاص بھی تھے جنہیں ساتھ لے کر وہ بنو قسطورہ میں گیا تھا اور جنگے ذریعے سے وہ عمرو بن عدی کے ساتھ پیغام رسائی کرتا رہا تھا۔

وہ ابھی سرائے کے صحن میں ہی کھڑے تھے کہ سرائے کے اندر سے عمرو بن عدی نکلا۔ مسکراتا ہوا وہ ان تینوں سے گلے ملا۔ پھر اس نے قیصر بن سعد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ کو تم کیسے آئے ہو اور مجھے یہاں کس غرض کیلئے بلایا ہے۔ قیصر بن سعد نے پہلے گہری نگاہوں سے اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا پھر کہنے لگا۔ کہیں علیحدہ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ یہاں سرائے کے صحن میں گفتگو کرنا اچھا نہیں۔ یہ میرے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ عمرو بن عدی نے قیصر بن سعد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ ایسا ہے تو میرے ساتھ آؤ۔ میں نے سرائے میں ایک کمرہ لے رکھا ہے۔ وہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ عمرو بن عدی کی یہ تجویز پسند کی گئی پھر وہ سب عمرو بن عدی کے ساتھ ہو لئے تھے۔

کمرے میں جا کر جب چاروں ایک دوسرے کے آئے سامنے بیٹھ گئے۔ تب قیصر بن سعد بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ عدی کے فرزند مروان۔ مجھے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء نے اپنے قبیلے کے تجارتی کارروا کا سرکردہ بنا کر بھیجا ہے۔ وہ ان دنوں تم سے بے حد خوفزدہ ہے کیونکہ اس کے ٹھویوں نے اسے بتایا ہے کہ تم ہی اس کے قاتل ہو گے اور اس کی موت عمرو بن عدی کے ہاتھوں ہوگی۔ میں نے اسے یہ حکم دیا کہ میں تجارتی کارروا کو لے کر جب حیرہ جاؤں گا تو عمرو بن عدی کو پیغام بھیجوں گا کہ تم اگر ملکہ الزباء سے انتقام لینا چاہتے ہو تو مجھے حیرہ میں ملو۔ میں نے الزباء کو یقین دلایا تھا کہ عمرو بن عدی اگر وہاں آیا تو میں اسے گرفتار کر کے تمہارے سامنے پیش کر دوں گا۔

تھا۔ لیکن اس کے ساتھ محافظوں کی ایک بھاری جماعت تھی جس کی وجہ سے وہ اس پر ہاتھ نہ ڈال سکا۔ اس نے ملکہ الزباء کو یقین دلایا کہ اگر اسی طرح عمرو کے ساتھ وہ ایک ملاقاتیں ہو گئیں تو وہ مجھ پر اعتماد کر کے اپنے محافظوں کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا اور اس روز پھر اسے گرفتار کرنا میرے لئے مشکل نہ ہو گا۔

تجارتی کارواں کے ذریعے منافع حاصل کرنے کی وجہ سے بنو قسطورہ میں قیصر بن سعد کی اب بہت زیادہ آؤ بھگت ہونے لگی تھی۔ جس کے نتیجے میں ملکہ الزباء نے اپنا ایک اور تجارتی قافلہ تیار کیا اور یہ تجارتی قافلہ پہلے کے تجارتی قافلے سے کئی گنا بڑا تھا۔ قیصر بن سعد کے کہنے پر عمرو بن عدی نے وہ سارا مال بھی خرید لیا اور قیصر بھاری منافع لے کر ملکہ کے پاس لوٹ آیا۔

قیصری بار ملکہ الزباء نے اتنا بڑا تجارتی کاروان روانہ کیا تھا جتنا وہ کر سکتی تھی۔ تاجروں اور محافظوں کی تعداد پہلے سے کئی گنا زیادہ تھی۔ تجارتی سامان میں پہلے سے کئی گنا زیادہ اضافہ ہوا تھا۔ قیصر بن سعد نے بدقت عمرو بن عدی کو اس تجارتی کارواں کے متعلق اطلاع کر دی تھی پھر اس نے اپنے قبیلہ کے مسخ جوانوں کے ایک لشکر کے ساتھ قیصر بن سعد کے ساتھ آنے والے تجارتی کارواں پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر لی تھی۔ عمرو بن عدی کے اس لشکر میں بنو ایاد کے مسلح جوان بھی شامل ہو گئے تھے یہ قبیلہ چونکہ عمرو بن عدی کے باپ کا قبیلہ تھا لہذا وہ ملکہ الزباء سے اپنے فرزند عمرو بن عدی بن نصر کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ اس طرح عمرو بن عدی کی قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔

جب قیصر بن سعد حیرہ شہر میں وہ سامان بچ کر وٹا تو دریائے فرات کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اچانک اس نے اپنا رخ بدلا اور دائیں طرف صحرا کے قلب کی طرف بڑھنے لگا۔ اس پر ایک بوڑھا تاجر اپنی اونٹنی قیصر بن سعد کے قریب لایا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے احتجاجاً کہنے لگا۔

یہ تم نے کارواں کا رخ کس طرف بدل دیا ہے صحرا کے اندر ہم راستہ بھٹک گئے تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ ہمارے لئے سب سے محفوظ ترین راستہ یہی ہے کہ فرات کے کنارے کنارے چلتے رہیں۔ اس پر قیصر بن سعد نے اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا بڑے اعتماد میں کہا۔ میں صحرا کے ان راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم مطمئن رہو۔ میں اپنا تجارتی کارواں اور اس کے ساتھ آنے والے محافظوں کو بھٹکنے نہیں دوں گا۔ اس پر بوڑھے نے پہلے سے زیادہ احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

لیکن صحرا کے قلب سے ہو کر جانے کا آخر ہمیں فائدہ کیا ہو گا۔ اس پر قیصر بن سعد

کہ میرا تجارتی قافلہ لوٹ آیا ہے اور وہ ہمارے استقبال کو آئے گی اس طرح ہم اس پر حملہ کر کے اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سنو۔ عمرو بن عدی۔ گو ملکہ الزباء کے ارد گرد کافی محافظ ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد اتنی نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے آدمیوں کا مقابلہ کر سکیں اور جب تک اس کے دوسرے لوگ اس کی مدد کو آئیں گے ہم ملکہ الزباء کو قتل کر کے حالات اپنے ہاتھ میں لے چکے ہوں گے۔ اب بتاؤ میرا یہ منصوبہ کیسا ہے۔ اس پر عمرو نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔

سنو۔ قیصر بن سعد۔ تمہاری یہ تجویز بہت اچھی ہے اور اس میں سو فیصد ہماری کامیابی کے امکان ہیں۔ اب بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اس پر قیصر بن سعد کہنے لگا اب میرے ساتھ میرے تجارتی کارواں میں چلو اور سارا سامان دیکھ کر مجھ سے خرید لو۔ تاکہ جو میرے ساتھ لوگ آئے ہیں وہ یہی جانیں گے کہ واقعی تجارتی سامان بچا گیا ہے۔ اس میں کوئی سازش نہیں کی گئی اور ایسا کرنے سے میرے ساتھ آنے والے تاجروں کو کوئی شبہ بھی نہیں ہو گا۔ میں تمہارے متعلق ان سے کہوں گا کہ شہر میں عمرو بن عدی سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے ہمارا سارا مال خرید لیا ہے۔ اس پر عمرو بن عدی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایسا ہے تو پھر اٹھو چلیں۔ قیصر اور اس کے دونوں ساتھی بھی اٹھ کر چپ چاپ عمرو بن عدی کے ساتھ ہو گئے تھے۔

عمرو بن عدی۔ قیصر بن سعد اور اس کے دونوں ساتھی سرائے سے نکل شہر کے باہر آئے جہاں تجارتی کارواں نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ عمرو بن عدی نے کسی ماہر تاجر کی طرح تجارت کا سارا مال بڑے غور سے دیکھا پھر اس نے قیصر کے ساتھ اس کی مرضی کے مطابق بھاؤ طے کر کے قیمت چکا دی۔

اس قدر جلدی اور اتنے ہلکے داموں مال بک جانے سے بنو قسطورہ کے وہ تاجر جو قیصر کے ساتھ آئے تھے وہ بے حد خوش ہوئے وہ قیصر کی دانشمندی اور خلوص کی تعریف کرنے لگے۔ تجارتی سامان کے ساتھ آئے ہوئے بنو قسطورہ کے محافظ سپاہی بھی خوش تھے کہ انہیں زیادہ دن اپنے اہل و عیال سے دور نہیں رہنا پڑے گا۔

تجارتی کارواں نے صرف ایک شب حیرہ شہر میں قیام کیا دوسرے روز شام کے قریب قیصر بن سعد اپنے اس تجارتی کارواں کے ساتھ ملکہ الزباء کے شہر الفرات کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

قیصر بن سعد کے اس قدر جلدی اور منافع بخش تجارتی سامان بچ آنے پر ملکہ الزباء بے حد خوش ہوئی۔ قیصر نے اسے مطمئن کر دیا تھا کہ حیرہ کی ایک سرائے میں عمرو اسے ملا

بھی نہ کر پایا تھا کہ جس جگہ کھجوروں کے جھنڈ میں وہ خیمہ زن ہو رہے تھے کہ چاروں اطراف سے ریت کے بڑے ٹیلوں کی اوٹ سے بنو ارد اور بنو ایاد کے نوجوان نمودار ہوئے اور عمرو بن عدی کی سرکردگی میں انہوں نے بنو قنطورہ کے اس تجارتی کاروان اور اس کے محافظوں پر حملہ کر دیا تھا۔

تجارتی کارواں کے محافظ ابھی سنبھلتے بھی نہ پائے تھے کہ عمرو بن عدی ان کا خاتمہ کرا چکا تھا قیصر اور اس کے جاسوس ساتھی بھاگ کر عمرو کے ساتھ مل گئے تھے۔ سورج جب دور حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ریگستانوں پر ایک سنہری چادر بکھیرتا ہوا غروب ہونے لگا تو عمرو بن عدی اور اس کے ساتھی کاروان کو لوٹنے اور اس کے محافظوں کو قتل کر دینے سے فارغ ہو چکے تھے۔

عمرو بن عدی اور قیصر بن سعد نے تجارتی کارواں کا لوٹا ہوا سارا سامان بنو ایاد میں رکھا اور کارواں کے سارے اونٹ انہوں نے ایک جگہ جمع کئے ان پر اپنے مسلح جوانوں کو سوار کیا اور بنو قنطورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

صحرا کے اندر سفر آہستہ آہستہ شروع کیا گیا۔ راستے میں ایک جگہ رک کر انہوں نے آرام کیا اور اگلے روز کا سورج جب طلوع ہو رہا تھا تو عمرو بن عدی اور قیصر بن سعد اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے ملکہ الزباء کے شہر شط الفرات میں داخل ہو رہے تھے۔ وہ بالکل اس حالت میں سفر کر رہے تھے گویا بنو قنطورہ کا تجارتی کارواں حسب سابق تجارت سے کافی منافع کما کر لوٹ رہا ہو۔ کاروان کے آگے قیصر تھا اور اس کے پیچھے اپنے مسلح جوانوں کے جھرمٹ میں عمرو بن عدی تھا۔

ملکہ الزباء اپنے محل سے باہر شہر نشین پر کھڑے ہو کر اپنے تجارتی قافلے کا استقبال کر رہی تھی اس کے ارد گرد اس کے قبیلے کے ان گنت مسلح محافظ کھڑے تھے جب سے انہوں نے اسے کہا تھا کہ تمہاری موت عمرو بن عدی کے ہاتھوں ہو گی اس نے اپنے تحفظ اور حفاظت کے لئے مسلح محافظوں کی تعداد بڑھا دی تھی جو ہر وقت اس کے محل کے چاروں طرف چاق و چوبند کھڑے پہرہ دیتے رہتے تھے۔

قیصر کے اشارے پر محل کے عین سامنے کاروان رک گیا۔ قیصر اپنا اونٹ عمرو بن عدی کے قریب لایا اور ملکہ الزباء کی طرف اشارہ کر کے اس نے سرگوشی میں کہا۔

من عدی کے بیٹے وہ شہر نشین کے اوپر بنو قنطورہ کی ملکہ الزباء کھڑی ہے اس کے دائیں طرف بیس گز کے فاصلے پر ایک سرنگ ہے جس کے ذریعے وہ بیچ کر نکل سکتی ہے۔ اس سرنگ کا راستہ دریائے فرات کے کنارے پرانے معبد میں جا کر کھلتا ہے۔ جہاں ہر

نے بڑے غور سے اس بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ صحرا کے اس حصے کی طرف سے گزرا جائے تو کون سا قبیلہ قریب ترین پڑتا ہے۔ اس پر بوڑھے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے صحرا کے اس حصے سے اگر گزرا جائے تو بنو ایاد کے مغلستان قریب ترین پڑتے ہیں اور یہ بنو ایاد ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں اس پر قیصر بن سعد نے تیز نگاہوں سے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا تم اپنے قبیلے کو خوشحال دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ ملکہ الزباء تمہاری کارگزاری سے خوش ہو اور ہمیں انعام سے مالا مال کرے۔ اس پر وہ بوڑھا کہنے لگا ہاں۔ میں ضرور چاہتا ہوں۔ جواب میں قیصر بن سعد کہنے لگا۔

تو سنو بنو ایاد ہمارے تجارتی راستے میں ایک خطرہ ہیں۔ آج میرے ساتھ کافی محافظ ہیں۔ آج میں ان پر شب خون مار کر انہیں ویران اور تباہ کر دوں گا۔ اس طرح ہمارے ہاتھ آج اتنا مال غنیمت آئے گا کہ تم اسے سمیٹ نہ سکو گے۔ اور اس کے دو فوائد ہوں گے اولاً بنو قنطورہ خوشحال ہو جائیں گے ثانیاً ہمارا تجارتی راستہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔ اب کو تمہارا کیا ارادہ ہے۔

وہ بوڑھا کچھ شش و پنج کی حالت میں تھا فکر مندی میں اس نے پوچھا کیا ہم بنو ایاد پر حملہ آور ہو کر کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ اس پر قیصر بن سعد نے پھر اسے کہا کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں وہ بوڑھا تاجر مال غنیمت کے لالچ میں مطمئن ہو گیا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں تم پر مکمل اعتماد ہے۔ اب جو بھی فیصلہ تم کرو گے بہر حال ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد وہ بوڑھا مطمئن ہو کر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

شام سے ذرا پہلے قیصر بن سعد نے بنو ایاد کے مغلستانوں سے ایک فرسنگ دور کاروان کے پڑاؤ کا اہتمام کیا اور چیدہ چیدہ لوگوں کو بلا کر اس نے سمجھایا اور مطمئن کر دیا کہ بنو ایاد سے کوئی معرکہ پیش نہیں آئے گا۔ قیصر بن سعد چونکہ حیرہ میں دو بار سامان تجارت بیچ کر بنو قنطورہ کیلئے تجارتی سامان میں سے منافع حاصل کر چکا تھا لہذا اس کی ذہانت اس کی دانشمندی پر بھروسہ کرنا تجارتی کاروان کے لوگوں کا ایک فطری عمل تھا۔ اس کے علاوہ جب انہیں قیصر بن سعد نے مال غنیمت کا لالچ دیا۔ تو وہ قیصر بن سعد کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئے۔

جس جگہ قیصر بن سعد نے پڑاؤ کیا۔ یہ وہی جگہ تھی جس کے متعلق اس نے پہلے سے عمرو بن عدی کو اطلاع دے رکھی تھی۔ بنو قنطورہ کا تجارتی کارواں ابھی پوری طرح پڑاؤ

اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کو جنگ بند کرنے کا حکم دے کر اس نے انہیں اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عمرو بن عدی اور قیصر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے وہ بنو ایاد کے نخلستان میں داخل ہوئے۔ بنو ایاد کے مسلح جوان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جبکہ بنو ازد کے سپاہی عمرو بن عدی کے حکم کے مطابق ایک نخلستان میں خیمہ زن ہو گئے تھے۔

عمرو بن عدی اپنے اونٹ پر اس جگہ آیا جہاں خانہ بدوشوں کا قبیلہ آباد تھا جہاں اس کے باپ کی قبر تھی ایک جگہ وہ اپنے اونٹ سے اتر گیا سامنے بنو ایاد کا بولہا سرور عطف بن جابر کھڑا تھا عمرو آگے بڑھا سب خانہ بدوش وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ان میں بے چاری وہ پاگل اور دیوانی ربیعہ بھی تھی۔ جو کبھی عمرو بن عدی کے باپ سے ٹوٹ کر محبت کرتی تھی۔ عمرو بن عدی نے اپنے اونٹ کی گردن سے بندھے ہوئے الزباء کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عطف بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

دادا اوھر دیکھ میں ملکہ الزباء کا سر کاٹ لایا ہوں اب تم اپنے سر پر عمامہ باندھ سکتے ہو۔ میں نے اپنے باپ کا انتقام لے لیا ہے۔ دیوانی اور پاگل ربیعہ بھاگ کر آگے بڑھی ملکہ الزباء کا کٹ ہوا سر اس نے دیکھا پھر قہقہے لگاتے لگی۔ زور زور سے وحشت ناک قہقہے جیسے وہ ملکہ الزباء کے قتل پر بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔

ملکہ الزباء کا سر عدی بن نصر کی قبر کے پاؤں کی طرف زمین میں دبا دیا گیا تھا اسی روز عمرو نے اپنے ہاتھوں سے عطف کے سر پر عمامہ باندھا اور عمرو بن عدی کی شادی صبیہ سے ہو گئی تھی۔

سورج غروب ہو جانے کے بعد جبکہ نخلستان کی صبح چاندنی میں دن بھر کا تھکا ہارا صحرا جاگ رہا تھا عمرو بن عدی اپنے گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اس حالت میں کہ وہ خانہ بدوش حسین اور ساتھ انداز صبیہ اس کے گھوڑے پر اس کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ اب وہ اس کی بیوی جو تھی۔

ہر طرف خوشی اور انبساط کی لہریں بکھر گئیں تھیں جیسے برسوں کا پاپا صحرا عدی بن نصر کا انتقام کھل ہونے کے بعد تروتازہ ہو کر مسکرا اٹھا ہو۔ نخلستانوں کے نواح میں صحرا کے گیت بکھر گئے تھے۔ لیکن ربیعہ جو پاگل ہو گئی تھی اسے اب بھی اپنے حبیب اور منسوب عدی بن نصر کا انتظار تھا۔ جس کی قبر بنو ایاد کے نخلستانوں میں تھی اور روح پتے صحراؤں کے اندر فطرت کے رنگین عناصر کی جنگ میں بھٹک رہی تھی۔

وقت ایک کشتی اور دو پیریدار رہتے ہیں۔ میں اپنے ان جاسوسوں کو جو اپنے ساتھ میں رہاں لیا تھا پرانے معبد کی طرف روانہ کر چکا ہوں تاکہ اگر ملکہ الزباء سرنگ میں داخل ہو تو دریا کے کنارے ہمارے آدمی اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اب بولو تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر عمرو بن عدی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

تم اپنے اونٹ سے نیچے اترد میں اپنے مسلح جوانوں کو حملہ آور ہونے کا حکم دیتے لگا ہوں تم سیدھے ملکہ الزباء کے پاس جا کر اس طرف کھڑے ہو جاؤ جہاں سرنگ کا راستہ ہے تاکہ الزباء بھاگنے نہ پائے۔

تھوڑی دیر بعد عمرو بن عدی نے اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے ایک مخصوص نعرہ لگایا اور اشارہ اپنے ساتھیوں کو دیا جس کے جواب میں اس کے ساتھیوں نے اپنے اونٹوں سے چھلانگیں لگا دی تھیں اپنی چمکتی ہوئی تلواریں سونت کر وہ حملہ آور ہوئے ملکہ الزباء سارا معاملہ سمجھ گئی تھی اور سرنگ کی طرف بھاگی لیکن اس وقت تک قیصر بن سعد وہاں پہنچ کر اس کا راستہ روک چکا تھا۔

اتنی دیر تک عمرو بن عدی بھی بھاگتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا۔ ملکہ الزباء نے قرآلوں لگا ہوں سے قیصر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا میں سمجھوں کہ تم نے میرے ساتھ بد عمدی اور غداری کی ہے۔ اس پر قیصر بن سعد نے اپنی نگلی اور چمکتی ہوئی تلوار اپنے سامنے لہراتے ہوئے کہا کیا تم نے ہمارے حکمران جزیہ کو شادی کے لالچ میں بلا کر قتل کر کے بد عمدی نہ کی تھی پھر قیصر نے عمرو بن عدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اوھر دیکھو بنو قسطورہ کی ملکہ وہ عمرو بن عدی کھڑا ہے اور تمہارے منیموں کی پیش گوئی پوری ہونے کا وقت آگیا ہے ہم تم سے کچھ زیادہ نہیں کر رہے صرف تم سے عدی بن نصر اور جزیہ کے قتل کا قصاص لے رہے ہیں۔

اس پر ملکہ الزباء نے ایک طرف ہو کر سرنگ کی طرف بھاگنا چاہا۔ لیکن عمرو نے بھاگ کر اس کا راستہ روک لیا اور تلوار مار کر ملکہ الزباء کی گردن کاٹ دی تھی۔ پھر اس نے الزباء کا کٹ ہوا سر اٹھایا جس سے خون ٹپک رہا تھا اور اپنے اونٹ کے قریب لا کر اس نے سر کے شہری خوبصورت لمبے لمبے باؤں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے رسی کی مانند انہیں مل دیئے اور کٹ ہوا سر اس نے ان رسی نما باؤں کی مدد سے اپنے اونٹ کی گردن سے باندھ دیا تھا۔

اتنی دیر تک عمرو بن عدی کے جوان حملہ آور ہو کر ملکہ الزباء کے محافظوں کا اور وہاں پر جمع ہونے والے بنو قسطورہ کے لوگوں کا خاتمہ کر چکے تھے۔ اس کے بعد عمرو بن عدی

قدی کرتے ہوئے وحشی چٹی قبائل ٹائوس اور ویشراؤ شہروں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ یوں ایک طرح سے ان وحشی چٹی قبائل نے رومنوں کو دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب کے اس پار دھکیل کر رکھ دیا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈومیشین جانتا تھا کہ اگر حالات اسی طرح رہے تو جگہ جگہ رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ جنوب میں افریقہ والے ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے مغرب میں اسپین والے اور مشرق میں ایران کی سرحدوں تک جو انہوں نے اپنی نوآبادیاں بنا رکھی تھیں سب کے بغاوت کھڑا کر دینے کے خدشات شروع ہو سکتے تھے۔ لہذا ڈومیشین فوراً حرکت میں آیا اس نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اور اپنے چند بہترین جرنیلوں کی سرکردگی میں یہ لشکر اس نے دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب کی طرف روانہ کئے اور حکم دیا کہ ہر صورت میں وحشی چٹی قبائل کو پیچھے دھکیل کر اپنی سرحدوں کو بحال کیا جائے۔ پہنچا لشکر ایک عرصے تک چٹی قبائل کے خلاف برسریکا رہا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر چٹی قبائل کو اپنی سرحدوں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ڈومیشین کی بد قسمتی کہ چٹی وحشی قبائل کی بربریت ختم کرنے کے لئے جو لشکر اس نے اپنے شمال کی طرف روانہ کیا تھا اس لشکر کے اس نے دو جرنیل مقرر کئے تھے ایک انتونیوس جو مشہور رومن جرنیل مارک انتونی کا رشتہ دار تھا اور دوسرا ٹاربانئوس تھا۔ ان دونوں میں بہترین کارکردگی انتونیوس نے دکھائی تھی اور اسی کی وجہ سے رومن وحشی جرمن قبائل کو اپنی سرحدوں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ وحشی جرمن قبائل کے متعلق رومن خیال کرتے تھے کہ وہ ناقابل شکست ہیں اور یہ کہ بڑے خونخوار قبائل ہیں اور انسانی گوشت تک کھا جاتے ہیں۔ لہذا رومنوں کو یہ امید تک بھی نہ تھی کہ وہ وحشی چٹی قبائل کے خلاف کامیابیاں حاصل کریں گے یہ ساری کامیابیاں چونکہ ان کے جرنیل انتونیوس کی مرہون منت تھی لہذا چٹی قبائل کو شکست دینے کے بعد انتونیوس نے اپنے لشکریوں میں بے پناہ ہردلعززی حاصل کر لی تھی۔

اسی ہردلعززی کی وجہ سے شاید انتونیوس کا داغ خراب ہو گیا اور اس نے ڈومیشین کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے خود رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ وحشی رومن قبائل چٹیوں کی سرکوبی کیلئے جو لشکر آیا تھا دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصے نے انتونیوس کا ساتھ دیا اور اسے رومن شہنشاہ تسلیم کر لیا۔ جبکہ لشکر کے دوسرے حصے نے دوسرے جرنیل ٹاربانئوس کا ساتھ دیا تھا۔

بغاوت کی خبریں جب روم میں ڈومیشین کو پہونچیں تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ وہ جانتا تھا

اٹلی میں قیصر روم ٹینس کی موت کے بعد اس کا بھائی ڈومیشین رومنوں کا شہنشاہ بنا تھا۔ اس شخص نے پہلے مشہور رومن جرنیل کازبلو کی بیٹی دو میٹیہ سے شادی کی تھی جس کے بطن سے اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنی بھتیجی یعنی اپنے بڑے بھائی ٹینس کی بیٹی جولیا سے شادی کر لی تھی۔ کہتے ہیں ڈومیشین فطرتاً ہی سخت مزاج اور منقسم المزاج اور ظالم حکمران تھا۔ تحت نشین ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے اپنی شمالی سرحدوں کی طرف دھیان دیا۔

شمال میں انگلش کے دور سے رومنوں کی سرحدیں دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب تک پہونچتی تھیں۔ ڈومیشین کے باپ و سپاسیان نے جو ایک بہترین رومن حکمران ثابت ہوا تھا اپنے دور حکومت میں شمالی سرحدوں کو مزید آگے بڑھایا تھا۔ اپنے باپ و سپاسیان کی پیروی کرتے ہوئے ڈومیشین نے بھی شمال کی طرف دھیان دیتے ہوئے رومن سرحدوں کو مزید شمال کی طرف بڑھانا چاہا۔ ڈومیشین چاہتا تھا کہ رومنوں کی سرحدیں شمال میں روس کے قدیم باشندوں کے ساتھ جا ملیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ڈومیشین نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا لشکروں کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کر کے دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کے کناروں پر جمع کیا اور ان دریاؤں کے اس پار جو وحشی قبائل تھے ان پر حملہ آور ہو کر اس نے ویشراؤ اور ٹائوس شہروں پر قبضہ کر لیا اور مزید آگے بڑھتا ہوا یہ منز کی وادیوں میں داخل ہوا جن کے اندر بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے۔ ڈومیشین چاہتا تھا کہ ان قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں مستقل فوج رکھے جو سرحدوں کی حفاظت کرتی رہے اور ایسا کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا۔ منز کے قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رومن سرحدوں کو شمال کی طرف خوب پھیلا بڑھا کر رکھ دیا تھا۔

لیکن اسی دوران ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور وہ یہ کہ شمال مغرب کی سمت سے وحشی جرمن قبائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ قبائل چٹی کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ یا جوج ماہوج کی طرح کو ہستانی سلسلوں سے اٹھے اور سب سے پہلے انہوں نے منز کی وادیوں کا رخ کیا۔ ان وحشی قبائل کے سامنے جو بھی رومن آیا انہیں انہوں نے نہ تیغ کر دیا یہاں تک کہ ان وحشی چٹی قبائل نے منز کی وادیوں سے رومنوں کو نکال باہر کیا اور جن رومنوں نے ان کا مقابلہ کیا ان رومنوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہاں سے مزید پیش

نالپند کرتے تھے۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ان دنوں یو سیمین آباد تھے جبکہ دریائے رائین کے کنارے وحشی کو آدی قبائل آباد تھے۔ اس کے علاوہ ان قبائل سے ذرا آگے روس کی سرحدوں تک آئیزیکس قبائل تھے اور یہ سائی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ ان کے پہلوؤں پر وحشی ڈیسیجن جنہوں نے موجودہ رومانیہ پر مکمل قبضہ کر رکھا تھا۔ یہ سارے وحشی قبائل مشہور وحشی چٹی قبائل کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتے تھے اور یہ قبائل چٹیوں کو اپنے لئے ایک خطرہ خیال کرتے تھے لہذا جب رومن جرنیل انتونیوس اور نارمانیوس نے چٹیوں پر حملہ کیا تو پشت کی طرف سے ان قبائل نے بھی چٹیوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ جس کی وجہ سے چٹی قبائل پسپا ہو کر اپنے کو مستانی علاقوں کی طرف جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس طرح چٹیوں کے مقابلے میں رومنوں کو کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ بہر حال چند روز تک سرحدی علاقوں میں قیام کرنے کے حالات کا پوری طرح جائزہ لینے اور سرحدوں کو پہلے کی نسبت مضبوط کرنے کے بعد رومن شہنشاہ ڈیوسیسن اپین سے آنے والے اپنے لشکر کو لے کر روم کی طرف لوٹ گیا تھا جب کہ شمالی سرحدوں کا محافظ اور کماندار اس نے اپنے وفادار جرنیل نارمانیوس کو مقرر کر دیا تھا۔

وحشی جرمن چٹی قبائل کی بغاوت کو ختم ہوئے ابھی چند ہی ہفتے ہوئے تھے کہ رومنوں کے شہنشاہ ڈیوسیسن کیلئے طرح طرح کے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ یوں کہ جب رومنوں نے وحشی چٹی قبائل کو شکست دی تو ڈیوسیسن قبائل کے اندر ایک انقلاب رونما ہوا۔ ڈیوسیسن قبائل بھی وحشی چٹی قبائل کی طرح خونخوار تھے اور شمال کے برفانی کوستانی سلسلوں کے اندر بڑی تک و دو کی زندگی بسر کرتے تھے۔

جب چٹیوں کی بغاوت فرو ہو گئی تو انہی دنوں ڈیوسیسن کے اندر یہ انقلاب رونما ہوا کہ ان پر پہلے ایک شخص بورلے حکمرانی کرتا تھا۔ اچانک ہی ان دنوں ڈیوسیسن قبائل کے حکمران بورلے بستر کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ ڈیلبالیوس نام کا ایک شخص وحشی ڈل سیمین قبائل کا سربراہ بنا۔ ڈیلبالیوس مقدر آزا اور انتہائی جنگجو قسم کا انسان تھا۔ ڈیوسیسن کا حکمران بنتے ہی اس نے رومنوں کے خلاف قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا۔

حکمران بنتے ہی ڈیلبالیوس نے اپنے لشکروں کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی کیا پھر اس نے دریائے رائین اور دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کے صوبہ ٹیسیا میں اس نے تباہی مچا کر رکھ دی تھی اور صوبہ مونیسیا کے رومن گورنر سینیوس کو جو اس کے مقابلے پر لشکر لے کر آیا تھا ڈیلبالیوس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا

کہ انتونیوس بڑا پائے کا جرنیل ہے اور اگر وحشی چٹی قبائل کو شکست دینے والے سارے لشکر کو وہ اپنے ساتھ ملائے میں کامیاب ہو گیا تو اسے کوئی طاقت اور قوت رومنوں کے شہنشاہ کی حیثیت سے روم میں داخل ہونے سے روک نہ سکے گی۔ اس صورت حال کا سامنا کرنے کیلئے ڈیوسیسن فوراً حرکت میں آیا اور اپین میں جس قدر رومن لشکر تھے انہیں اس نے طلب کر لیا۔ اسے خیال تھا کہ اپین ایک عرصے سے رومنوں کے ساتھ چلا آ رہا ہے اور اگر وہاں سے لشکر روم میں منگائے جائیں تو اسے امید تھی کہ اپین کے حالات میں کوئی اتہری پیدا نہیں ہوگی۔ بہر حال ڈیوسیسن کے حکم پر لشکر روم شہر کے آس پاس آ جمع ہوئے جب ان لشکروں کی تعداد کافی بڑھ گئی تو ڈیوسیسن خود روم سے نکلا اور ان لشکروں کی کمانداری کرتے ہوئے شمال کی طرف بڑھا۔ وہ چاہتا تھا کہ خود میدان جنگ میں آئے اور انتونیوس کی بغاوت کو فرو کرے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر یہ بغاوت فرو نہ ہوئی تو انتونیوس روم کی طرف بڑھے گا اور اپنے ہاتھوں سے ڈیوسیسن کو قتل کر دے گا۔ لہذا ڈیوسیسن اس سے پہلے ہی اپنی زندگی کی حفاظت کا سامان کر لینا چاہتا تھا۔

دوسری طرف شمالی سرحدوں پر کام کرنے والے دونوں جرنیلوں یعنی انتونیوس اور نارمانیوس میں ٹھن گئی۔ انتونیوس نے تو رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا جبکہ دوسری طرف نارمانیوس ڈیوسیسن کا وفادار رہنا چاہتا تھا۔ لہذا اس بناء پر دونوں جرنیلوں نے ایک دوسرے سے ٹکرانے کا عزم کر لیا۔ دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کو لے کر ایک دوسرے کے سامنے آئے دریائے ڈینیوب اور دریائے رائین کی وادیوں میں خوفناک جنگیں ہوئیں جس کے نتیجے میں ڈیوسیسن کی خوش قسمتی کہ انتونیوس مغلوب رہا اور نارمانیوس نے سارے باغی لشکروں کا قلع قمع کر کے رکھ دیا تھا۔ رومن شہنشاہ ڈیوسیسن اپین سے آنے والے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے خبر ملی کہ اس کے جرنیل نارمانیوس نے انتونیوس اور اس کے باغی لشکریوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ خبر سننے ہی ڈیوسیسن نے سکھ کا سانس لیا تاہم وہ اپین سے آنے والے لشکر کے ساتھ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائین کی سرحدوں تک گیا خود اس نے حالات کا جائزہ لیا اور اپنے جرنیل نارمانیوس کو جس نے انتونیوس کی بغاوت کو فرو کیا تھا۔ خوب نوازا۔

شمالی سرحدوں پر جا کر ڈیوسیسن کو خبر ہوئی کہ وحشی چٹی قبائل کی بغاوت کو فرو کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد اسے علم ہوا کہ انتونیوس اور نارمانیوس وحشی چٹی قبائل کی بغاوت کو فرو کرنے میں اس لئے کامیاب ہو گئے تھے کہ وہاں پر آباد دوسرے وحشی قبائل نے پشت کی طرف سے چٹیوں پر حملہ کر دیا تھا اسلئے کہ وہ چٹیوں کو

بھاگ گئے اس طرح ڈو میٹین نے اپنے دور میں شمال کے وحشی قبائل کو باری باری اپنا زیر اور مطیع بنا کر رکھ دیا تھا۔ ڈو میٹین ہی کے دور میں انگلستان کے رومن گورنر ایگریکولا نے انگلستان کے ان علاقوں کی طرف پیش قدمی کی جن پر ابھی تک رومنوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور بہت سے علاقے اس نے فتح کر کے رومن سلطنت میں شامل کر لئے تھے۔

رومن شہنشاہ ڈو میٹین کو اپنے دور حکومت میں بار بار شمال کی طرف فوجی کارروائیاں کرنی پڑی تھیں اور بڑی مشکل سے شمال کے وحشی قبائل کو زیر اور مطیع کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ ان ساری بغاوتوں اور اس کے نتیجے میں رونما ہونے والی جنگوں کو دیکھتے ہوئے ڈو میٹین نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ جب تک اس کا لشکر مضبوط اور بہتر ہتھیاروں سے مسلح ہے اس وقت تک کوئی اسے شہنشاہیت سے محروم نہیں کر سکتا۔ لہذا ایک طرف اس نے اپنے لشکروں میں اضافہ کیا دوسری طرف اس نے اپنے لشکریوں کی تنخواہ ایک تہائی بڑھا دی۔ اس طرح حکومت کے اخراجات بڑھے تھے اس کے علاوہ ڈو میٹین بڑا شاہ خرچ تھا۔ وہ شہرت حاصل کرنے کے لئے لوگوں کے قرضے عموماً معاف کر دیا کرتا تھا جو حکومت سے قرض لیتے تھے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ تھیٹروں کا بھی اہتمام کرتا تھا اس پر بھی بہت سے اخراجات اٹھتے تھے۔ ان سارے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ڈو میٹین نے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے زبردستی دولت لگانا شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کہ جگہ جگہ ڈو میٹین کے مخالف اور دشمن اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان ہی میں سے ایک شخص نے اچانک ڈو میٹین پر حملہ کیا اور مخبر گھونپ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ ڈو میٹین کی موت پر رومنوں کے سرکردہ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا کہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے وہ انکے پیچھے لگا ہوا تھا۔ ڈو میٹین کی موت کے بعد نروا رومنوں کا شہنشاہ بنا۔



ایک روز سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے یونان دریائے نیل کے کنارے وحشی قبائل کے سردار کلاؤش کی جوبی کے باہر ایک درخت تلے اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اسے اس کی گردن پر اپنا ریشی لٹس دیا۔ پھر ایلیکا کی مٹھاس اور شہد بھری آواز یونان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ یونان میرے حبیب میرے عزیز۔ کیا سوچ رہے ہو۔ یونان کہنے لگا کچھ بھی نہیں۔ بس یونانی یہاں اس درخت تلے بیٹھا ہوں۔ اس پر ایلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔ میں تم سے دو باتیں کہنا چاہتی ہوں۔ یونان متوجہ ہو گیا اور کہنے لگا کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔ ایلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

طرف تباہی اور بربریت کا کھیل کھیلا یہ اطلاع جب رومن شہنشاہ ڈو میٹین کو ملی تو اس نے فوراً ایک لشکر تیار کیا۔ اپنے ایک جرنیل فیکسوس کو ساتھ لیا اور وحشی ڈو میٹین قبائل کی سرکوبی کیلئے نکلا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ایک ہولناک معرکہ رومنوں اور ڈو میٹین کے درمیان ہوا جس میں رومنوں نے ڈو میٹین قبائل کو ہرا کر دیا۔ اور ڈو میٹین قبائل دریائے ڈینیوب کے اس پار کو ہستانی سلسلے میں روپوش ہو گئے۔ ڈو میٹین کی بغاوت فرو کرنے کے بعد خود قیصر روم ڈو میٹین تو روم لوٹ گیا جبکہ اس نے اپنے جرنیل فیکسوس کو سرحدوں پر ہی اپنے لشکر کے ساتھ قیام کرنے کا حکم دیا۔

ڈو میٹین قبائل کو شکست دینے کے بعد رومن جرنیل فیکسوس کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ جب ڈو میٹین دریائے ڈینیوب کو پار کرنے کے بعد کو ہستانی سلسلوں کے اندر روپوش ہو گئے تو فیکسوس نے دیگر وحشی قبائل کے خلاف کامیابیاں حاصل کرنے کا ارادہ کیا تاکہ شمالی سرحدوں پر کوئی بھی وحشی قبیلہ رومنوں کیلئے آنے والے دنوں میں خیالوت نہ ہو اس مقصد کیلئے فیکسوس نے کار ہتھمیں قبائل کا رخ کیا یہ قبائل بھی وحشی تھے اور بڑی خونخوارانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ فیکسوس نے اپنے لشکر کے ساتھ اچانک کار ہتھمیں کو جا لیا۔ اچانک ان پر حملہ کر کے ان کا خوب قتل عام کیا اور انہیں اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کیا اور انکے مرکزی شہر میں داخل ہوا۔

وحشی کار ہتھمیں قبائل کو رومن جرنیل فیکسوس کی یہ حرکت پسند نہ آئی وہ حملہ آور ہونے سے وقتی طور پر ہپا ضرور ہوئے تھے لیکن انہوں نے اپنی قوت کو مجتمع کرنا شروع کر دیا اور جوں ہی رومن جرنیل فیکسوس چند روز تک کار ہتھمیں قبائل کے مرکزی شہر میں قیام کرتے کے بعد دریائے ڈینیوب کی طرف جانے کے لئے نکلا کار ہتھمیں قبائل بڑی دل کی طرح کو ہستانی سلسلوں کے اندر سے نمودار ہوئے اور رومن جرنیل فیکسوس پر حملہ آور ہو گئے۔ فیکسوس کے سارے لشکر کو انہوں نے تہ تیغ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ یہ ہولناک جنگ فیکس کی وادیوں میں لڑی گئی جہاں ہر طرف رومنوں کا خون بہہ نکلا تھا رومن جرنیل فیکسوس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر دریائے ڈینیوب کے اس پار بھاگنے میں کامیاب ہوا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈو میٹین کو ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ روم سے نکلتا پڑا۔ اپنے جرنیل فیکسوس کو اس نے اپنے ساتھ لیا اور کار ہتھمیں کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے رومنوں اور وحشی کار ہتھمیں قبائل کے درمیان

پہلی بات یہ کہ تم اس وحشی قبائل کے سردار کلاؤش کی بیٹی ملیتا سے شادی مت کرنا۔ دیکھ یوناف ان وحشی قبائل کا ایک جوان ملیتا کو پسند کرتا ہے گو ملیتا اس سے محبت نہیں کرتی لیکن وہ اندر ہی اندر سے چاہے جا رہا ہے اور وہ ملیتا سے شادی کا خواہشمند ہے۔ تمہارے یہاں آنے سے وہ ایک طرح کے رشک و حسد میں مبتلا ہو چکا ہے اور اگر تم نے ملیتا سے شادی کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم ملیتا کو اس کے حال پر چھوڑ دو تاکہ وہ نوجوان اگر چاہے تو اس سے شادی کر لے۔ اس پر یوناف نے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ ملیتا سے شادی کا خواہشمند قبیلے کے جوان کا نام کیا ہے۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی اس کا نام عریاس ہے اور وہ دیوانگی کی حد تک ملیتا کو چاہتا ہے۔ اس پر یوناف ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا جو کچھ تو چاہ رہی ہے۔ ایسا فیصلہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ سردار کلاؤش نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں اس کی بیٹی سے شادی کر لوں۔ لیکن میں نے اس معاملے کو ٹال دیا تھا۔ دیکھ ابلیکا میں شادی وادی کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بیوسا کی موت نے میرا دل توڑ دیا ہے اور میرے ذہن کی روشنی کو ایک طرح سے اس نے بجھا دیا ہے۔ مجھے اس ملیتا میں کوئی دلچسپی نہیں۔ میں عریاس سے ملوں گا اور اسے بتاؤں گا کہ میں اس کے راستے کی دیوار اور پتھر نہیں بنوں گا۔ بلکہ وہ جب اور جس وقت چاہے ملیتا سے شادی کر لے میرا ملیتا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر ابلیکا نے خوشی بھری آواز میں پھر کہا۔

چلو ایک معاملہ تو طے ہوا۔ اب میں دوسرے معاملہ کی طرف آتی ہوں۔ دیکھو ان وحشی قبائل کے کوہستانی سلسلے کی غار میں پائیدو اس وقت اکیلا گری نیند سویا ہوا ہے اگر تم چاہو تو اس وقت اس پر حملہ آور ہو کر اسے ناقابلِ خلائی نقصان پہنچا سکتے ہو۔ اگر تم بار بار اسی طرح اسے نقصان اور اذیت پہنچاتے رہو تو ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ تمہارے خلاف خود بخود حرکت میں آنے کی کوشش نہیں کرے گا تاوقتیکہ ابلیس اسے اکسا کر ایسا کرنے پر مجبور نہ کرے۔ اس پر یوناف نے ابلیکا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

دیکھ ابلیکا اس پائیدو کا بندوبست میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ ان وحشی قبائل کے اندر ایک بہت بڑی جسامت اور طاقت کا بن مانس ہے جس پہلے ہی سے اپنے ساتھ مانوس کر چکا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی میں تمہاری ساری حرکات دیکھ چکی ہوں اور بن مانس کا بھی جائزہ لے چکی ہوں۔ وہ واقعی بہت بڑی جسامت کا بن مانس ہے اور بڑا طاقتور ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ جب تم اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کرو گے تو وہ پائیدو

کے سامنے ایک مصیبت بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا۔ میں ابھی اور اسی وقت غار کی طرف جاتا ہوں۔ پیسے میں بن مانس کی طرف جاتا ہوں۔ اسے اپنے ساتھ لیتا ہوں پھر غار میں داخل ہو کر میں پائیدو پر حملہ آور ہوتا ہوں میرے خیال میں میں اگر اس پائیدو پر یہ بن مانس کے ساتھ خوب اچھی طرح کارگر ضربیں لگانے میں کامیاب ہو گیا تو میں اس پائیدو کو اس غار سے بھگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پھر میں اس وحشی قبیلے کے لوگوں کو اس غار میں لے جاؤں گا اور جب وہ یہ دیکھیں گے کہ وہاں سے پائیدو بھاگ گیا ہے تو وہ بڑے خوش ہوں گے اس کے بعد میں عریاس نام کے اس جوان سے ملوں گا جو ملیتا سے شادی کا خواہشمند ہے اس کے دل میں میرے خلاف کوئی غلط فہمیاں ہیں تو انہیں دور کروں گا تاکہ ان وحشی قبائل کے اندر ملیتا کے حوالے سے میرا رقیب اور حاسد پیدا نہ ہو۔ جواب میں ابلیکا خاموش رہی جبکہ یوناف اس سمت چل دیا تھا جہاں بن مانس بندھا رہتا تھا۔

یوناف جب اس بن مانس کے قریب آیا تو اس نے دیکھا وحشی قبیلے سے تعلق رکھنے والے جس شخص سے اس نے وہ بن مانس خریدا تھا اور بڑی رقم دے کر بن مانس کی دیکھ بھال پر مقرر کیا تھا وہ بن مانس کو اس وقت اس کی خوراک دے رہا تھا۔ یوناف چونکہ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس بن مانس کو اپنے ساتھ مانوس کر چکا تھا لہذا وہ آگے بڑھا اور بن مانس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ دیوانہ بن مانس جواب میں یوناف کی چھاتی پر بڑے پیار سے اپنا منہ رگڑنے لگا تھا۔

بن مانس کا سابقہ مالک تھوڑی دیر تک یوناف اور بن مانس کی حرکات کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ کسی قدر شک و شبہ کی نگاہ سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ اے مرہان! ابھی مجھے تمہاری سمجھ نہیں آئی۔ میں حیران اور پریشان ہوں کہ تم نے اس بن مانس کو اس قدر جلدی اپنے ساتھ کیسے مانوس کر لیا۔ حالانکہ اسے میرے پاس ایک عرصہ ہو گیا اور یہ بہت سی دوسرے لوگوں کے ساتھ ابھی تک مانوس نہیں ہوا۔ جو بھی اس کے قریب جاتا ہے یہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے لوگ اسے دور سے خوراک دے کر اپنے ساتھ مانوس کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی ہے۔ تم نے نہ کچھ اس بن مانس کو کھلایا ہے نہ پلایا ہے بس اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہو اور یہ بچوں کی طرح تم سے مانوس ہو جاتا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ اس پر یوناف نے کچھ سوچا پھر مسکراتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز! اس کی وجہ یہی ہے کہ میں جانوروں کی بولیاں اور ان کی حرکات اور سکانات کو سمجھتا ہوں اور ان کے مطابق ان کے ساتھ رد عمل کرتا ہوں۔ اس پر وہ شخص بولا اور کہنے لگا اس کے علاوہ بھی ایک وجہ مجھے نظر آتی ہے۔ شاید اسے تم تسلیم نہ کرو۔ اس پر یونانف نے چونکتے کے انداز میں اس شخص سے پوچھا اور کیا وجہ ہے۔ وہ شخص کہنے لگا تم مجھے کوئی عام انسان نہیں لگتے۔ بڑے پراسرار شخص لگتے ہو اور مجھے یہ بھی شک و شبہ ہونے لگا ہے کہ تم غیر معمولی قوتوں اور طاقتوں کے مالک ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم ہرگز اس پائیرو کے غار میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرتے۔ میرے خیال میں انہی پراسرار قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تم نے اس بن مانس کو بھی اپنے ساتھ مانوس کر لیا ہے ورنہ یہ بن مانس یوں اجنبی کے ساتھ اتنی جلدی اور اس قدر گہرے انداز میں مانوس ہونے والا نہیں ہے۔ بہر حال وجہ کچھ بھی ہو میں تمہارے ساتھ تمہاری شخصیت کو بھی سلام کرتا ہوں۔ اس پر یونانف پھر بولا اور کہنے لگا۔

میں اس بن مانس کو ذرا اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ میں اس وقت پائیرو کے غار میں داخل ہوں گا اور اس بن مانس کو استعمال کر کے اسے اس غار سے بھاگ جانے پر مجبور کروں گا۔ اس پر وہ شخص خوف زدہ سے لہجے میں کہنے لگا ایسا کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس سے پہلے بھی بستی واؤں کے کہنے پر اس بن مانس کو ہم نے غار پر چھوڑا تھا لیکن اس پائیرو نے مار مار کر بن مانس کو باہر نکال دیا تھا یہ بن مانس کئی دن زخمی حالت میں پڑا رہا میں نے دن رات اس کی دیکھ بھال کی تب جا کر یہ بحال ہوا۔ ورنہ یہ پائیرو کی مار کھا کر مر جاتا۔ اس پر یونانف بولا اور کہنے لگا۔

سن میرے عزیز۔ تم لوگوں کو اس بن مانس سے کام لینا نہیں آیا۔ آج میرے بھی کام لینے کا انداز دیکھنا۔ میں اکیلا اس بن مانس کو پائیرو کے خلاف حرکت میں نہیں آنے دوں گا بلکہ میں خود بھی پائیرو کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ میں اور یہ بن مانس دونوں مل کر پائیرو کو مار مار کر اس غار سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔ اس پر وہ شخص خوف زدہ سے انداز میں کہنے لگا۔ میرے خیال میں ایسا قطعی طور پر ناممکن ہے۔ یہ بن مانس اور تم دونوں مل کر بھی پائیرو کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں وہ تم دونوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ اس پر یونانف بولا اور کہنے لگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پچھلی بار میں اکیلا غار میں داخل ہوا تھا۔ پائیرو کا مقابلہ کیا تھا اور لوگوں نے دیکھا تھا پائیرو میرے سامنے درد کی شدت اور اذیت سے غار کے فرش پر پڑا تڑپ اور کراہ رہا تھا اس پر وہ شخص تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر عجیب سے انداز میں یونانف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ تم

کچھ عجیب و غریب اور پراسرار سے شخص لگتے ہو۔ تم عام انسانوں جیسے نہیں ہو۔ میرے خیال میں تمہارے پاس کچھ غیر مرئی قوتیں بھی ہیں جنکی بناء پر تم غار میں داخل ہوئے اور سلامتی کے ساتھ پائیرو کے ہاتھوں بچ کر غار سے باہر نکل آئے۔ بہر حال معاملہ کچھ بھی ہو میرا دل کہتا ہے کہ تم ہی وہ شخص ہو جو ہمارے ان قبائل کو پائیرو جیسی عفریت سے نجات دلا سکتے ہو۔ بہر حال جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کرو۔ میں تمہاری سلامتی اور کامیابی کی دعا مانگوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یونانف نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر اس بن مانس کی زنجیریں کھول دو۔ اس پر وہ شخص خوفزدہ سے لہجے میں کہنے لگا۔

بن مانس کی زنجیریں تو کھول دیتا ہوں لیکن میں غار کے منہ تک تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا اور میرے خیال میں تم اکیلے اس بن مانس کو غار تک نہیں لے جا سکو گے۔ یہ چل جائے گا۔ سچ پا ہو گا اور راستے میں جو شخص بھی اسے نظر آیا یہ اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس پر یونانف بولا اور کہنے لگا نہیں یہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ تم اس کی زنجیریں کھولو۔ پھر دیکھو میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہوں۔ اس پر وہ شخص ڈرتے جھجکتے آگے بڑھا باری باری دونوں طرف کی اس نے زنجیریں کھول دیں تھیں۔ عین اس وقت یونانف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور اس بن مانس کی جسامت اس نے دس گنا کم کر کے اسے ایک بندر کے چھوٹے بچے کی طرح اٹھایا اور اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی چڑی زنبیل میں ڈال لیا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ شخص خوفزدہ اور پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بھٹی بھٹی نگاہوں سے یونانف کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ ہکلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اے اجنبی یہ تو نے کیا معاملہ کیا تو نے اتنے بڑے اور دیو پیکر اس بن مانس کو کیسے اور کیونکر چھوٹے سے ایک بندر میں تبدیل کر کے اپنے اس چڑے کی زنبیل میں ڈال لیا ہے۔ اے شخص تو کون ہے کیسے تو نے اس بن مانس کو چھوٹا کر دیا۔ تو نے اس پر کیا عمل کیا۔ تو انسان ہے یا تیرا تعلق جنات کی جنس سے ہے۔ اس پر یونانف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ڈر مت میں تمہارے جیسا انسان ہوں بس میرے پاس کچھ ایسی قوتیں ہیں جو عام لوگوں کے پاس نہیں ہیں انہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے میں پائیرو کے غار میں داخل ہوا تھا اور سلامتی کے ساتھ نکل آیا تھا تم خوفزدہ نہ ہو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا تم میرے بھائی ہو۔ اس پر وہ شخص کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم غار میں رہنے والے پائیرو کو یہاں سے بھگانے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس لئے کہ تم جیسے شخص جو اس قسم کی ہوسناک طاقتیں رکھتا ہے وہ پائیرو کو ضرور

یہاں سے مار بھگائے گا۔ اب تم جاؤ میں تمہاری کامیابی کی دعا کروں گا۔ ساتھ ہی میں ہستی کے لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم پائیدہ کو یہاں سے بھگانے کے لئے غار میں داخل ہو رہے ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ شخص وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا تھا۔ جبکہ یونان بڑی تیزی سے پائیدہ کے غار کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

سورج غروب ہو رہا تھا فضاؤں کے اندر تاریکیاں اپنے پر پھیلانے لگی تھیں سائے دراز ہو کر روپوش ہو گئے تھے۔ ہستی اور گھروں کے اندر سے کھانے پکینے کی وجہ سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ محض بہ اندھیرے اجالوں پر غالب آتے ہوئے دنیا کو تاریک زندان کی صورت دینے لگے تھے۔ ایسے میں اپنے گلے میں اپنی چری زنبیل ڈالے یونان پائیدہ کے غار میں داخل ہوا غار میں تھوڑا سا آگے گیا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کہنے لگی سنو یونان پائیدہ اس وقت گمری نیند سویا ہوا ہے۔ اور عزازیل یہاں نہیں ہے آگے بڑھو اور اس پائیدہ پر حملہ آور ہو جاؤ۔ اس پر یونان کہنے لگا آج میں اس پائیدہ کو سوتے میں نہیں ماروں گا اسے جگا کر سزا دینے کی کوشش کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یونان نے اپنی زنبیل کے اندر سے بن مانس کو نکالا پہلے اسے اس کی طبیعت میں لایا۔ پھر جو سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے دس گنا اضافہ کیا تو بن مانس بری طرح غراٹے لگا تھا۔ غار کے اندر بن مانس کی غراہٹ کی وجہ سے پائیدہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہ اس غراہٹ کا تعاقب کرتا ہوا اس سمت آیا تھا جہاں غار کے اندر یونان اور بن مانس کھڑے ہوئے تھے۔

یونان اور اس کے ساتھ بن مانس کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر پائیدہ انتہائی غضبناک اور سنج پا ہوا تھا اور وہ اپنے منہ سے انتہائی رستک آوازیں نکالتا ہوا ان دونوں کی طرف بڑھا تھا۔ پائیدہ جب نزدیک آیا تو یونان نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لیتے ہوئے بن مانس کو اکسایا اور اس پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ جواب میں بن مانس بری طرح غرایا اور چھاتی پر ہاتھ مارے ہوئے وہ آگے بڑھ کر پائیدہ پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ پائیدہ شاید اس بن مانس سے پہلے بھی شناسا تھا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا کہ بن مانس کو مار مار کر غار سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے لیکن اب بن مانس کی ہیئت بدل چکی تھی اس لئے کہ اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ آگے بڑھتے ہی اس بن مانس نے کچھ ایسی قوت سے اپنے دونوں ہاتھ کے نیچے پائیدہ کے شانے پر مارے کہ پائیدہ ایک بار بلبلا اٹھا تھا۔ عین اس موقع پر یونان بھی حرکت میں آیا اور جس وقت بن مانس کی ضرب لگنے سے پائیدہ ازیت کی وجہ سے کراہ رہا تھا اسی لمحہ یونان نے پشت کی طرف سے پائیدہ پر حملہ آور ہونے

کی تھائی۔ اس نے اپنی طاقت اور قوت میں بھی دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔ پھر غار میں پڑا ہوا ایک وزنی اور بھاری پتھر اٹھایا اور اسے پوری قوت کے ساتھ پائیدہ کی پشت کی طرف سے اس کے سر پر دے مارا تھا۔ یہ پتھر لگنے کی وجہ سے پائیدہ چکرا کر رہ گیا تھا اور زمین پر گر گیا تھا۔ زمین پر گرے ہوئے پائیدہ پر بن مانس پھر برس پڑا اور اس کے جگہ جگہ ضربیں لگانے لگا تھا۔ پائیدہ نے شاید اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی تکلیف اور ازیت پر قابو پا لیا تھا وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بن مانس پر جوابی ضربیں لگانے لگا تھا۔ لیکن بن مانس بھاگنے کے بجائے چٹان کی طرح جم گیا تھا اور اس پر ضربیں لگا رہا تھا اور اس کی ضربوں کی مار کو برداشت کر رہا تھا۔ یونان پھر حرکت میں آیا اور ایک بار پھر اس نے پتھر اٹھایا اور پائیدہ کے سر پر دے مارا۔ پائیدہ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ازیت کو اس نے رفع کیا اب پائیدہ بن مانس کی طرف دھیان دینے کے بجائے براہ راست یونان کی طرف متوجہ ہوا اس لئے کہ یونان اسے دو بار ازیت میں مبتلا کر چکا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یونان نے فوراً اپنی تلوار سہ نیام کی اس پر اپنا سری عمل کیا پھر قبل اس کے کہ پائیدہ آگے بڑھ کر یونان پر حملہ آور ہوتا یونان نے آگے بڑھ کر اس انداز سے پائیدہ پر تلوار برسائی کہ تلوار پسلیوں کے قرب پائیدہ کو چرتی چلی گئی تھی۔ ایک بار پائیدہ کرب و درد کی شدت سے کراہ اٹھا لیکن دوسرے ہی لمحے زخم پر ہاتھ پھیر کر اس نے زخم کو مندل کر لیا تھا۔ اتنی دیر تک پشت کی طرف سے بن مانس پائیدہ پر حملہ آور ہوا اور دو ہاتھوں کی ایک ضرب اس انداز سے اس نے پائیدہ کی پیٹھ پر لگائی کہ پائیدہ زمین پر گر گیا۔ اب زمین پر گرے ہوئے پائیدہ پر یونان اور بن مانس دونوں ایک ساتھ اولوں کی طرح برس پڑے۔ بن مانس بار بار ضربیں لگا رہا تھا جبکہ یونان اس پر بڑی تیزی سے تلوار برساتے ہوئے زخم لگا رہا تھا۔ اور زمین پر لیٹے ہی لیٹے پائیدہ اپنے زخموں کو درست کرتا رہا اور بن مانس کی ضربوں کی ازیت کو دفع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب اس نے اندازہ لگایا کہ یونان اور بن مانس اسے اٹھتے نہیں دیں گے تو وہ شاید سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا غار سے چلا گیا تھا۔

پائیدہ کے چلے جانے کے بعد یونان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر اس نے اس بن مانس کی قوت دس گنا کم کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا پھر اسے ساتھ لے کر غار سے باہر نکلنے لگا تھا۔ جب وہ غار کے دھانے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ وحشی قبائل کے بے شمار لوگ غار کے دھانے پر کھڑے تھے ان میں قبیلہ کا سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملیتا اور بیٹا یوٹال بھی شامل تھے۔ سب سے آگے بن مانس کا سابقہ مالک کھڑا بڑی حیرت سے یونان اور بن مانس کو غار سے نکلتے دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کے قریب آ کر یونان بن مانس کے ساتھ رکا

ایک طرف چٹان نما پتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گے وہاں آؤ وہاں بیٹھ کر تم سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ عریاس کچھ کے بغیر یوناف کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں پتھر پر جا کر بیٹھ گئے پھر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عریاس میرے عزیز۔ تو جانتا ہے میں اس بہتی میں ایک اجنبی ایک مسافر ہوں۔ اس پر عریاس فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ پر بہت جلد اجنبیت اور مسافرت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ تم پائید کو یہاں سے نکال بھگانے میں کامیاب ہو گئے ہو اور اب ان قبائل کا سردار کلاؤش اپنی حسین اور جمیل بیٹی ملتا سے تمہاری شادی کر دے گا۔ جب یہ شادی ہو جائے گی پھر تم اس قبیلے کے ایک فرد کی حیثیت سے یہاں زندگی بسر کرو گے پھر کیسی مسافرت۔ کیسی اجنبیت۔

عریاس کی اس گفتگو سے یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی وہ بولا کہنے لگا دیکھ عریاس میں تمہاری یہی غلط فہمی دور کرنے کے لئے تمہیں یہاں اس چٹان پر علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو عریاس مجھے نہ تم سے کوئی واسطہ ہے اور نہ تمہارے سردار کلاؤش سے کوئی تعلق ہے اور نہ میں اس کی بیٹی ملتا کو چاہتا ہوں۔ نہ اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوں۔ دیکھ میرے عزیز میں جانتا ہوں کہ تو ملتا کو پسند کرتا ہے میں نہیں جانتا کہ ملتا کے تمہارے متعلق کیا جذبات ہیں۔ اس کے دل میں تمہارے متعلق چاہت یا محبت ہے یا نہیں۔ اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی غرض و غایت ہے۔ میں تو تم پر صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں ملتا سے شادی نہیں کر رہا۔ دیکھ عریاس میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور نیکی کے فروغ ہی کے لئے کام کرتا ہوں۔ میں ملتا کو تم سے چھین کر بدی کا مرکب نہیں ہونا چاہتا۔

دیکھ عریاس اب جبکہ اپنے وعدے کے مطابق میں اس پائید کو یہاں سے مار بھگانے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو جس کام کی غرض سے میں ان قبائل میں داخل ہوا اور امیزی وہ غرض پوری ہو گئی یعنی میں نے پائید کو مار بھگایا۔ اب میرا یہاں کوئی کام کوئی غرض نہ رہا۔ مقصد نہیں ہے اب میں یہاں سے ادھر ہی کوچ کر جاؤں گا جدھر سے میں یہاں آیا تھا۔ دیکھ عریاس میرے عزیز کسی قسم کی غلط فہمی اور دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔ میرا اس ملتا سے کوئی تعلق نہیں ہے میں آج ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا اور تجھے وصیت کروں گا کہ میری روانگی کے بعد تو اپنے کسی بزرگ کو کلاؤش کی طرف بھیج اور اپنے لئے ملتا کو مانگ لے۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عریاس آگے بڑھ کر بری طرح یوناف سے لپٹ گیا تھا

اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ وریائے نیل کے کنارے بسنے والے لوگو۔ پائید جو اس غار کے اندر تمہارے لئے اذیت۔ تمہارے لئے رکھوں اور تکلیفوں کا باعث بنا تھا میں نے اسے غار سے مار بھگایا ہے۔ اب یہ غار خالی پڑا ہے اس کے اندر کوئی پائید نہیں۔ میں نے اسے مار مار کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر تم لوگوں کو میری باتوں پر یقین نہ ہو تو کچھ لوگ میرے ساتھ آؤ۔ سارا غار گھوم کر دیکھ لو۔ یہاں پائید نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یوناف کی اس پیشکش پر وحشی قبیلے کے بہت سے لوگ اپنے ہاتھوں میں نیزے تھامے یوناف کے ساتھ غار کے اندر جانے پر رضامند ہو گئے تھے۔ بن مانس کو لئے یوناف ان جوانوں کے ساتھ غار میں داخل ہوا تھا۔ سارا غار اس نے انہیں گھمایا۔ جب سارا غار گھوم کر انہوں نے کہیں بھی پائید کو نہ پایا تو مطمئن ہو کر باہر آئے اور لوگوں سے انہوں نے تصدیق کر دی کہ پائید واقعی وہاں سے چلا گیا ہے۔ اس پر اس وحشی قبیلے کے لوگوں نے بڑے بڑے ڈھول بجاتے ہوئے پائید کے جانے پر خوشیاں منانے کی ابتداء کر دی تھی۔

جس وقت لوگ خوشیاں منا رہے تھے یوناف بن مانس کے ساتھ سابقہ مالک کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا تو میرے لئے دو کام کر۔ ایک تو بن مانس کو وہاں لے جا کر باندھ دے جہاں تو اسے باندھتا ہے دوسرے یہ کہ مجھے کیا تو بتا سکتا ہے کہ تیرے قبیلے کا نوجوان جس کا نام عریاس ہے اس وقت کہاں ہو گا۔ اس پر وہ شخص بولا اور کہنے لگا۔

میں حیران اور پریشان ہوں کہ یہ بن مانس تمہارے ساتھ کھڑا ہے لوگوں کے اس قدر بڑے ہتھیاروں کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے اور بالکل مطمئن ہے جبکہ پہلے یہ اس قسم کا رد عمل ظاہر نہیں کرتا تھا۔ اپنے لوگوں کو دیکھ کر یہ حملہ آور ہونے کو ٹوٹ پڑتا تھا۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے اس بن مانس کو مانس بنا کر رکھ دیا ہے۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں عریاس اس وقت کہاں ہے یوناف بن مانس کا ہاتھ تھامے اس شخص کے ساتھ ہو لیا تھا۔ وہ شخص ایک جوان کے سامنے رکا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ عریاس ہے جس کا آپ پوچھ رہے تھے یوناف پھر بولا اور کہنے لگا تو اس بن مانس کو لے کر چلا جا۔ اب میں عریاس سے بات کر لیتا ہوں وہ شخص اس بن مانس کو لے کر چلا گیا۔ یوناف آگے بڑھا اور عریاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیا تو تھوڑا سا وقت مجھے دے سکتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری ہی بہتری اور بھلائی ہے۔ اس پر عریاس نے تھوڑی دیر تک سر سے لے کر پاؤں تک یوناف کو بڑے غور سے دیکھا پھر وہ ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا ہاں میں تمہاری بات سننے کے لئے تیار ہوں۔ کو تم کہا کہتا چاہتے ہو۔ یوناف

جواب میں سردار کلاؤش بڑے غور اور اشتہاک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تو بڑا عظیم انسان ہے۔ تیری جگہ کوئی اور ہوتا تو کبھی بھی میری بیٹی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار نہ کرتا۔ تو جانتا ہے کہ میں ان قبائل کا سردار ہوں اور ان قبائل کی بڑی قوت اور طاقت ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ ملتا ان قبائل کے سردار کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجہ کی حسین و جمیل ہے۔ پھر بھی تیرا اس سے شادی نہ کرنے کا ارادہ اس بات کی غمازی ہے کہ تو بڑا بے غرض اور انتہائی مخلص اور غیر لاپٹی انسان ہے اور اب تم مجھ سے کیا مانگتے ہو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں جو چیز مانگو گے اگر وہ چیز میرے پاس ہوئی تو میں تمہیں دیتے سے انکار نہیں کروں گا۔ اس پر یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار کلاؤش۔ اس عریاس نام کا جوان کا تعلق تمہارے قبیلے سے ہے یہ تمہاری بیٹی ملتا کو جنون کی حد تک پسند کرتا ہے اگر تو برا نہ مانے اور مناسب جانے تو اپنی بیٹی ملتا کو اس عریاس سے بیاہ دے۔ یہ تیری بیٹی کو خوش اور پرسکون رکھے گا۔ جواب میں کلاؤش مسکراتے ہوئے بولا۔ اور کہنے لگا۔ یوناف میرے عزیز تم نے مانگنے کو بھی کیا مانگا ہے۔ بڑی چیز مانگتے۔ میں عریاس کو جانتا ہوں۔ یہ بہت اچھا اور محنتی جوان ہے۔ میں تمہاری بات کو ٹالوں گا نہیں۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی بیٹی ملتا کو عریاس سے بیاہ دوں گا۔ یوناف بولا اور کہنے لگا۔ سردار کلاؤش تیری مہربانی تیرا بڑا شکریہ تو نے میری بات رکھ لی۔ جواب میں کلاؤش بولا اور کہنے لگا اب تم میرے ساتھ میری حویلی چلو۔ پائیرو کے مار بھگانے کی خوشی میں آج ہمارے قبیلے میں جشن منایا جائے گا میں چاہتا ہوں تم اس جشن میں ایک ہیرو کی حیثیت سے شامل ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا نہیں کلاؤش میں اس جشن میں شامل نہیں ہوں گا۔ میری تم سے یہ التجا ہے کہ تم اس جشن کے دوران اپنی بیٹی ملتا کو عریاس سے بیاہ دینا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملتا۔ بیٹا یوناف اور عریاس چاروں یوناف کو اپنے سامنے سے یوں غائب ہو جانے پر حیران اور ششدر رہ گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ گم سم سے ہو کر اپنے اطراف میں دیکھتے ہوئے یوناف کو تلاش کرتے رہے جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ وہاں سے جا چکا ہے تب وہ پیچھے ہٹے اور پھر وہاں جمع ہونے والے قبائل کے لوگوں کے ساتھ واپس اپنی بستی کی طرف جا رہے تھے۔ کلاؤش کے پاس سے غائب ہونے کے بعد یوناف بن مانس کے قریب نمودار ہوا اس کی جسامت کم کر کے اسے ساتھ لیا اور یمن کی طرف چلا گیا۔

پھر وہ علیحدہ ہوا اور کہنے لگا۔ یوناف تم ان قبائل کیلئے اجنبی ہو پر میرے لئے تم اب اجنبی نہیں رہے تم نے اپنی گفتگو سے اپنے آپ کو میرا بھائی ثابت کر دیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس گفتگو سے پہلے میرے دل میں تمہارے لئے انتہائی جذبے اور نفرت کے طوفان جنم لے چکے تھے۔ لیکن اب تم نے میرا دل صاف کر دیا ہے۔ میری ساری غلط فہمیاں دھو کر نکال دی ہیں۔ دیکھو یوناف میں تیرا ممنون۔ تیرا شکر گزار ہوں کاش تو یہاں رہتا اور میں تیری ساری عمر خدمت کرتا۔ اس پر یوناف عریاس کی بیٹھ بچھتا ہوتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری تمہارے لئے دعا ہے کہ تم ملتا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ اور اس کے ساتھ خوش و خرم اور پرسکون زندگی بسر کرو۔ یوناف یہاں تک کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا اس لئے کہ قبائل کا سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملتا اور بیٹا یوناف ان کی طرف آتے دکھائی دیئے تھے۔

یوناف کے قریب آکر سردار کلاؤش تھوڑی دیر تک رکا۔ بڑی غور سے یوناف کو دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا اور کہنے لگا یوناف میرے عزیز تم نے میرے قبائل میں وہ معرکہ سر کیا ہے جو کوئی کر نہیں سکتا تھا۔ تم نے اپنے وعدے کے مطابق پائیرو کو ہمارے غاروں سے مار بھگایا ہے۔ میرے قبائل کے سارے افراد تمہارے ممنون اور شکر گزار ہیں۔ دیکھ یوناف جب تو اس بستی میں داخل ہوا تھا اور مجھ سے تو نے وعدہ کیا تھا کہ تم پائیرو کو مار بھگاؤ گے تو اس وقت میں نے بھی تمہارے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا کہ اگر تم پائیرو کو مار بھگانے میں کامیاب ہوئے تو میں اپنی اکلوتی بیٹی ملتا کو تم سے بیاہ دوں گا۔ اب تم میرے ساتھ میری حویلی میں چلو آج رات قبائل کے سب لوگ جشن منائیں گے اور اسی جشن کے دوران میں اپنی اکلوتی بیٹی ملتا کو تم سے بیاہ دوں گا۔ کلاؤش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار کلاؤش۔ میں تمہارے قبائل میں قیام نہیں کروں گا۔ میں یمن کے شہر مارب سے اس طرف آیا تھا اور آج ادھر ہی واپس چلا جاؤں گا۔ میں نے پائیرو کو یہاں سے مار بھگانے کا وعدہ کیا تھا یہ میری زندگی کا ایک مشن اور میری زندگی کا ایک مقصد تھا جو میں نے پورا کر لیا۔ دیکھ کلاؤش ملتا سے میری شادی کا وعدہ تم نے یکطرفہ کیا تھا۔ میری طرف سے اس میں کسی قسم کی ہاں یا کسی قسم کی رضامندی شامل نہیں تھی۔ دیکھ کلاؤش میں تمہاری بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ میں آج ہی یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ اس موقع پر سردار کلاؤش میں اگر تم سے کوئی چیز مانگوں تو تم انکار تو نہیں کرو گے۔

کے ساتھ وہ فوراً حرکت میں آیا اور ڈسبالیوس کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بڑھا۔ رومنوں اور ڈسین قبائل کی سرحدوں پر ہولناک جنگ ہوئی جس میں ڈسین وحشی قبائل پسپا ہو کر پہاڑوں کے اندر روپوش ہو گئے۔ ٹراجن نے ڈسین قبائل کا تعاقب نہیں کیا اس لئے کہ کوستانی سلسلوں میں برابری شروع ہو گئی تھی اور وہ تعاقب کر کے اس پر برابری میں پھنستا نہیں چاہتا تھا لہذا اس نے اپنے کچھ دستے دریائے ڈینیوب کے اس پار مقرر کئے اور خود لشکر کے ایک حصے کے ساتھ دریائے ڈینیوب کو پار کر کے سرسبز وادیوں کے اندر غنیمت ڈال ہوا تھا۔

ان حالات سے ڈسین قبائل کے حکمران ڈسبالیوس نے فائدہ اٹھایا برابری کے اندر وہ ایک بار پھر وہ کوستانی سلسلوں سے نکلا اور ٹراجن نے دریائے ڈینیوب کے اس پار جو اپنے دستے مقرر کئے تھے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ ٹراجن کو اپنے لشکر کے ساتھ برابری کے دوران پھر دریائے ڈینیوب کو پار کرنا پڑا ایک بار پھر ہرقانی خطوں میں ٹراجن اور ڈسین قبائل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ٹراجن نے ایک بار پھر ڈسین قبائل کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس دوسری جنگ میں ٹراجن نے ڈسین قبائل کے حکمران ڈسبالیوس کو بدترین شکست دی۔ اس دفعہ ٹراجن نے ڈسین قبائل اور ان کے حکمران ڈسبالیوس کو بھاگنے نہیں دیا بلکہ جب وہ جنگ میں پسپا ہوئے تو ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ شاید ٹراجن چاہتا تھا کہ بار بار کے ڈسین حملوں سے سرحدوں کو محفوظ کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ دور تک برف زاروں کے اندر وحشی ڈسین قبائل کا تعاقب کر کے مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ڈسین قبائل کے سردار ڈسبالیوس نے جب دیکھا کہ ٹراجن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا ہے تو اس نے صبح کی درخواست کی آخر ٹراجن نے صلح کی درخواست کو قبول کیا اور ڈسبالیوس پر چند شرائط مسلط کیں۔

ڈسبالیوس پر یہ شرائط عائد کی گئیں تھیں کہ آئندہ وہ سرحدی علاقے کے جوانوں کو اپنے لشکر میں بھرتی نہیں کرے گا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ رومنوں اور ڈسین قبائل کے سرحدی علاقے رومنوں کی نگہداشت میں رہیں گے۔ تیسری شرط یہ تھی کہ آئندہ ڈسبالیوس اپنے لشکر میں کوئی اضافہ نہیں کرے گا اور چوتھی شرط یہ تھی کہ وہ کوستانی سلسلے میں جن سے اتر کر ڈسبالیوس حملہ آور ہوتا تھا وہ کوستانی سلسلے رومنوں کے تسلط میں دے دیئے گئے تھے۔

اس طرح وقتی طور پر رومنوں اور وحشی ڈسین قبائل کے درمیان صلح ہو گئی تھی لیکن یہ صلح کچھ دریا باطلت نہ ہوئی اس لئے کہ ڈسبالیوس نے دل سے رومنوں کی

رومنوں کے شہنشاہ ڈیٹین کی موت کے بعد ایک شخص نروا کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ چنا۔ نروا کی عمر تخت نشینی کے وقت ساٹھ سال کی تھی۔ یہ ایک پڑھا لکھا اور ادبی انسان تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ حکومت کی کچھ زمینوں کو فروخت کر کے اس نے خزانے میں کافی رقم جمع کروائی اور پھر اس نے وہ زائد ٹیکس معاف کر دیئے جو قیصر روم ڈیٹین نے اپنے دور میں لوگوں پر عائد کئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں نے سازش کر کے اسے ہلاک کر دیا تھا۔

نروا چونکہ تخت نشینی کے وقت بوڑھا لاغر اور کمزور انسان تھا لہذا اپنے مشیروں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرے جو اس کی موت کے بعد رومنوں کا شہنشاہ بنے۔ نروا کی کوئی قابل ذکر اولاد نہ تھی۔ لہذا اس کی نظر ایک جوان ٹراجن پر پڑی۔ یہ ٹراجن رومنوں کا بہترین بڑا کامیاب اور دلیر جرنیل تھا۔ رومن شہنشاہ و سپاسیان نے اپنے دور حکومت میں اس کو بڑا نوازا تھا۔ جس وقت نروا شہنشاہ بنا اس وقت ٹراجن دریائے رائن کے کنارے اس لشکر کے ساتھ مقیم تھا جو اس کے تحت کام کر رہا تھا۔ ٹراجن کے ذمے جرمنی کے بالائی حصوں کی حفاظت کی ذمہ داری تھی۔ شہنشاہ نروا ٹراجن کی دلیری اور بہادری سے بے حد متاثر تھا۔ لہذا ایک روز یہ جیوپٹر کے مندر میں گیا اور سارے ہجاریوں کے سامنے اس نے نہ صرف یہ کہ ٹراجن کو اپنا بیٹا بنایا بلکہ سب سے عہد لیا کہ اس کے بعد ٹراجن کو شہنشاہ مقرر کیا جائے گا۔ دوسری طرف ٹراجن جرمنی میں ہی مقیم رہا اور اسے شہنشاہ کے فیصلے سے آگاہ کر دیا گیا کہ شہنشاہ نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور یہ کہ اس کی موت کے بعد وہ رومنوں کا شہنشاہ بنے گا۔ اس کے علاوہ قیصر روم نروا اور سینٹ کے ارکان نے ٹراجن کو قیصر کا لقب استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی تھی۔

اس اعلان کے تھوڑے ہی عرصے بعد نروا اپنی طبیعت موت مر گیا اور اس کی جگہ ٹراجن رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ٹراجن کے شہنشاہ بننے کے ساتھ ہی رومنوں کی شمالی سرحد پر آباد ڈسین وحشی قبائل نے پر پڑے نکالنے شروع کر دیئے تھے اور ان کے حکمران ڈسبالیوس نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کرتے ہوئے سرحدوں پر یلغار کرنا شروع کر دی تھی۔ ٹراجن چونکہ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کے کناروں پر جرمنوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے ایک عرصہ مگزار چکا تھا لہذا اس نے ڈسبالیوس سے خطرہ محسوس کیا اور اپنے لشکر

ایران کے سابق شہنشاہ پیکارس نے جو آرمینہ کا حکمران اپنے بیٹے ایکسی ڈارس کو یکطرفہ طور پر مقرر کر دیا تھا یہ اس معاہدے کی صریح خلاف ورزی تھی جو آرمینہ کے سلسلے میں ایرانی اور رومیوں کے درمیان طے پایا تھا۔ اسی خلاف ورزی کو بہانہ بناتے ہوئے ٹراجن نے مشرق پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اس کے علاوہ ٹراجن بڑا جاہ پسند بادشاہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سکندر اعظم کی کشور کشائی کرے لہذا اس نے آرمینہ کے معاملے کو ایک بہانہ بناتے ہوئے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا اور میں مشرقی ممالک کا اس نے رخ کیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ ٹراجن پہلے تھرا پہنچا۔ تھرا کے مقام پر ایران کے بادشاہ خسرو کے سفیر ٹراجن کے دربار میں آئے اور تحفے تحائف پیش کئے۔ جو خسرو نے انہیں ٹراجن کو پیش کرنے کے لئے دیئے تھے۔ ساتھ ہی خسرو کے سفیروں نے یہ پیغام بھی دیا کہ پیکارس کا بیٹا ایکسی ڈارس آرمینہ کی حکومت سے الگ کر دیا گیا ہے اب اگر قیصر روم منظور کرے تو ایکسی ڈارس کے بھائی پار تھا مازی رس کو آرمینہ کی حکومت سپرد کر دی جائے اور تاج پوشی کی رسم قیصر روم کے ہاتھوں سے ادا ہو۔

رومن شہنشاہ ٹراجن کو اگر محض آرمینہ میں اپنی برتری قائم کرنے کا خیال ہوتا تو اس کے لئے خسرو نے جو اقدام کئے تھے وہ یقیناً کافی تھے۔ لیکن ٹراجن تو چاہتا تھا کہ مشرقی ممالک کی از سر نو تنظیم کرے۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ سکندر اعظم کی طرح ہندوستان پر حملہ آور ہو اور ایسا کرنے سے پہلے وہ ایرانی سلطنت کو اپنا مطیع اور باجگزار بنانا چاہتا تھا۔ بالکل ویسے ہی جس طرح سکندر اعظم نے کیا تھا۔

اپنے ان ہی ارادوں کی بناء پر ٹراجن نے خسرو کے سفیروں کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے کسی قسم کی گرم جوشی کا مظاہرہ نہ کیا۔ بلکہ خسرو کے تحائف لوٹاتے ہوئے اس نے کہا جب میں یونان سے نکل کر ایران کی سرحد پر پہنچوں گا تو جیسا مناسب ہو گا ویسا ہی کیا جائے گا۔ ٹراجن نے اس جواب سے ظاہر تھا کہ وہ ایرانی سلطنت کے خلاف کچھ اور ہی عزائم رکھتا ہے۔

کچھ عرصہ یونان کے شہر ایجنٹر میں قیام کرنے کے بعد ٹراجن نے وہاں سے کوچ کیا اس کے بعد وہ ایشیا کے مشہور شہر اٹلاکیہ پہنچا اور وہاں پر اس نے کچھ عرصہ قیام کر کے اپنی جنگی تیاریوں کا جائزہ لیا۔ اٹلاکیہ میں قیام کے دوران ہمسایہ سرزمینوں کے مختلف حکمرانوں نے تحفے تحائف بھیج کر ٹراجن سے اپنی ارادت مندی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ایران کے شہنشاہ خسرو کے بیٹے پار تھا مازی رس نے بھی ایک قاصد کے ہاتھ خط بھیج کر ٹراجن سے اپنے آپ کو

اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ ایک بار پھر وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے گا اور انہیں جنگ میں شکست دے کر اپنی آزادی کی بالادستی قائم کرے گا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے اندر ہی اندر پھر جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور پھر ایک جرار لشکر لے کر وہ رومن شہنشاہ ٹراجن کے مقابلے پر آیا۔ دریائے ڈینیوب کے کناروں پر ہولناک جنگ ہوئی جس میں بد قسمتی سے ڈیسیلیوس کو پھر شکست ہوئی۔ رومنوں نے اس کا تعاقب کیا اور آخر کار ڈیسیلیوس کا سر ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ کر نیزوں پر نصب کر دیئے گئے۔ اس طرح ٹراجن نے رومنوں کی شمالی سرحدوں پر دریائے ڈینیوب کے اس پار وحشی ڈیسیلین قبائل کی یلغار کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دیا تھا۔

○

ڈیسیلین قبائل سے بچنے کے بعد رومن شہنشاہ ٹراجن نے ایران کی طرف توجہ کی۔ ایران کے بادشاہ بلاش اول کے بعد اس کا بیٹا پیکارس تخت نشین ہوا تھا اس کے عہد میں سخت بد نظمی رہی۔ اشکانی سلطنت مختلف صوبوں اور حصوں میں بٹ گئی اور ہر علاقے کا حکمران شہنشاہ کہلانے لگا۔ سب شہنشاہ اپنے اپنے نام کے کے ڈھالتے تھے۔ چنانچہ اس عہد کے سکے پیکارس کے علاوہ اردوان اور مہرداد کے نام سے بھی پائے گئے ہیں۔ سکوں سے پتہ چتا ہے کہ وہ مختلف علاقوں کے خود مختار حکمران تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ علاقے کون کون سے تھے۔ پیکارس دوئم بتیس سال حکومت کرنے کے بعد ۷۰ میں فوت ہوا۔ اس کے عہد میں کوئی خاص واقعہ رونما نہیں ہوا۔ رومیوں اور ایرانیوں کے تعلقات بھی خوشگوار رہے۔

پیکارس کے بعد خسرو ایران کا بادشاہ بنا۔ خسرو کی تخت نشینی سے پہلے ہی آرمینہ میں ایک انقلاب رونما ہوا تھا اور وہ یوں کہ آرمینہ کا حکمران پیرداد فوت ہوا تو ایران کے بادشاہ پیکارس نے اپنے بیٹے ایکسی ڈارس کو آرمینہ کا حکمران مقرر کر دیا۔ لہذا ایکسی ڈارس ایک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے آرمینہ پر حکومت کرنے لگا اور اس نے امور سلطنت میں قیصر روم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ یہ بات قیصر روم کو سخت ناگوار گزری تھی۔ اس دوران پیکارس مر گیا اور اس کی جگہ خسرو ایران کا بادشاہ بنا۔ اسی خسرو ہی کے عہد میں رومنوں کا شہنشاہ ٹراجن شمال کے وحشی ڈیسیلین قبائل سے فارغ ہو چکا تھا لہذا اب اس نے آرمینہ کے سلسلے میں مشرق کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی۔

جس سے متعدد شہر آن کی آن میں کھنڈر بن گئے۔ اس بلائے آسمان سے ہزار ہا انسان لقمہ اجل بنے اور ہزاروں انسان مرنے والوں کے غم میں سوگوار ہوئے۔ ٹرائجن بھی اس حادثے میں بال بال بچا تھا۔ اتفاق سے وہ محل کی کھڑکی کھول کر باہر نکلا ہی تھا کہ محل آن کی آن میں گر کر مٹی کا ڈھیر ہو گیا۔

دریائے دجلہ اور فرات کے درمیانی حصے میں ٹرائجن نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز قیام کیا پھر اپنی اگلی مہم کی ابتدا کی۔ اس کی اس مہم کیلئے جہاز تیار کئے گئے پھر ان جہازوں کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا۔ اب اپنے لشکر کے ساتھ ٹرائجن نے مشہور شہر آریا بن کا رخ کیا۔ یہ ایرانی شہر تھا۔ ایران کے بادشاہ خسرو نے آریا بن کے تحفظ کے لئے انتظام نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس شہر کیلئے کوئی مدافعت نہ ہو سکی اور ٹرائجن بڑی آسانی سے اس شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس شہر کو فتح کرنے کے بعد ٹرائجن نے شہر کو رومی مملکت کا جزو بنا لیا تھا۔

آریا بن کو فتح کرنے کے بعد ٹرائجن نے دریائے فرات کو عبور کیا اور پورا شہر کی طرف بڑھا۔ اس شہر میں ایران کی سب سے بڑی مارکول کی کان تھی۔ ایران کے بادشاہ خسرو نے اس شہر کی مدافعت کے لئے بھی کچھ نہ کیا۔ ٹرائجن بڑی آسانی سے اس شہر کو بھی فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اب ٹرائجن کے حوصلے بلند ہو چکے تھے اور وہ دریائے فرات کے کنارے کنارے بائیں شہر کی طرف بڑھا تھا۔ ایرانیوں کی بد قسمتی کے انکے بادشاہ خسرو نے بائیں کے دفاع کا بھی کوئی انتظام نہ کیا چاہئے تو یہ تھا کہ ٹرائجن کے بائیں پہنچنے سے پہلے ہی وہ بائیں کی مدافعت کا بندوبست کرتا اور اپنے لشکر لے کر بائیں کی حفاظت کرتا۔ لیکن خسرو نے کچھ بھی نہ کیا۔ ان سارے اقدامات سے ٹرائجن کے حوصلے مزید بلند ہوتے چلے گئے۔ اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے ٹرائجن بائیں پہنچا یہاں کوئی لشکر ہی نہیں تھا جو ٹرائجن کا مقابلہ کرتا۔ لہذا لڑے بغیر ہی ٹرائجن بائیں شہر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔

ٹرائجن نے اپنے لشکر کے ساتھ بائیں میں چند روز تک قیام کیا اس کے بعد اس نے ٹیسفون شہر کا رخ کیا۔ ٹیسفون میں چھوٹا سا ایک ایرانی لشکر تھا جو اس شہر کے انتظامی امور کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ جب اس لشکر کو خبر ہوئی کہ رومن لشکر ٹرائجن کے ساتھ حملہ آور ہونے کے لئے بڑھ رہا ہے تو چھوٹا سا لشکر بھی ٹیسفون شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یوں ٹرائجن بغیر لڑے ٹیسفون شہر پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سلیوکیا کی طرف بڑھا اور اسے بھی اس نے بڑی آسانی سے مسخر کر لیا تھا۔

آرمینیا کا بادشاہ لکھا۔
پارتھا مازی رس کو ٹرائجن کی طرف سے اس خط کا کوئی جواب نہ لکھا جس کی بناء پر اس نے ایک دوسرا مراسلہ ٹرائجن کے دربار میں بھیجا۔ اس خط میں پارتھا مازی رس نے اپنا نام بغیر کسی لقب کے لکھا تھا۔ اس کا البتہ رومن شہنشاہ ٹرائجن نے یہ جواب دیا کہ اگر وہ ٹرائجن کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو اسے آرمینیا کا تاج پہنا دیا جائے گا۔
انٹاکیاہ میں چند روز قیام کرنے اپنی جنگی تیاریوں کا جائزہ لینے اور اپنے لشکر میں مزید اضافہ کرنے کے بعد ٹرائجن نے مشرق کی طرف مزید پیش قدمی کی اور دریائے فرات کو عبور کر کے وہ آرمینیا پہنچ گیا۔ ایرانی شہنشاہ خسرو کا بیٹا شہزادہ پارتھا مازی رس ٹرائجن کی خدمت میں حاضر ہوا اور تاج انار کر ٹرائجن کے قدموں پر رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ ٹرائجن تاج اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔

ٹرائجن کی اس حرکت سے ایرانی شہزادہ پارتھا مازی رس بہت مایوس ہوا اور ٹرائجن کے یہاں سے وہ ناکام ہوا۔ لیکن ٹرائجن بڑا عیار اور دھوکہ باز انسان تھا۔ اس نے پارتھا مازی رس کے پیچھے اپنے آدمی لگا دیئے جنہوں نے اچانک حملہ آور ہو کر پارتھا مازی رس کو قتل کر دیا تھا۔ اہل روم نے ٹرائجن کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔
پارتھا مازی رس کو ہلاک کرنے کے بعد ٹرائجن نے آرمینیا کے امور کی طرف دھیان دیا۔ اس کے دور تک آرمینیا دو حصوں میں تقسیم تھا۔ آرمینیا کلاں اور آرمینیا کوچک۔ دونوں کو ملا کر ٹرائجن نے آرمینیا کو رومنوں کا ایک صوبہ بنا دیا۔

جس وقت ٹرائجن نے آرمینیا میں قیام کئے ہوئے تھا تو آس پاس کے قبائل کے سرداروں نے اپنے نمائندے بھیج کر ٹرائجن سے اپنی ارادت۔ وفاداری اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ان سارے وفود پر ٹرائجن نے روم کی قوت اور شوکت واضح کی۔ آرمینیا سے نکل کر ٹرائجن نے مشہور شہر نسیسین کا رخ کیا یہاں بھی مختلف علاقے کے حکمرانوں نے ٹرائجن کو خراج عقیدت اور اپنے خلوص کا اظہار کیا۔ پھر رفتہ رفتہ دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے درمیان تمام امراء اور حکمرانوں نے رومیوں کی اطاعت کر لی تھی۔

دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے حکمرانوں کے یوں رومیوں کی اطاعت قبول کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آرمینیا کی طرح یہ پورا علاقہ بھی رومی صوبہ بن گیا۔ یہاں رومی سکے رائج کئے گئے۔ اسی زمانے میں رومی سینٹ نے ٹرائجن کو پار تھی کوس یعنی فاتح پارس کا خطاب دیا۔

جن دنوں ٹرائجن نے مشرق میں قیام کر رکھا تھا ان دنوں جہاں ایک تار نہ تھی وہاں ایک روم کا پرچم لہا رہا۔

خود مختاری دے دی جائے جو کہ رومنوں کے اثر میں ہو۔ اس لئے اس نے جنوبی حصے کی خود مختاری کے اعلانات کیلئے احکامات جاری کئے۔ ساتھ ہی اس نے اشکانی خاندان کے ایک فرد پار تھا ماسپات کو جس نے خسرو کی مخالفت میں رومنوں کا ساتھ دیا تھا اس جنوبی حصے کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

لیکن ٹراجن کی یہ ترکیب بھی ناکام ہوئی کیونکہ اگلے سال خسرو نے مزید پر پڑے نکالے اس نے یسیفون پر فوج کشی کی اور رومنوں کے نامزد بادشاہ پار تھا ماسپات کو نکال باہر کیا۔ اس طرح ٹراجن نے جو مشرق میں فتوحات حاصل کیں تھیں بہت جلد ان کا اثر زائل ہو کر رہ گیا تھا۔

رومن شہنشاہ ٹراجن نے جب دیکھا کہ مشرق میں جو علاقے اس نے فتح کئے ہیں وہ یکے بعد دیگرے بغاوتیں اور شورشیں برپا کرتے ہوئے رومنوں کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور جو باقی رہتے ہیں ان کے اندر بھی بغاوتیں اور شورشیں برپا ہونا شروع ہو گئی ہیں تو وہ بڑا پریشان ہوا اس نے ایک بار پھر ارادہ کیا کہ لشکر لے کر مشرق کی جانب بڑھے اور جو علاقے اس نے پہلے فتح کئے تھے دوبارہ ان پر قبضہ کرنے کے بعد ان کا نظم و نسق رومنوں کے ہاتھوں درست کرے لیکن اسے ایسا کرنا نصیب نہ ہوا اس لئے کہ اسے کو موت نے اسے آ لیا اور اس کی جگہ ہادریان رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

نئے قیصر روم ہادریان نے محسوس کیا کہ ملک کی سرحدیں جو رومن شہنشاہ آگسٹس نے مقرر کی تھیں۔ روم اور رومنوں کے لئے وہی سرحدیں بہتر ہو سکتی ہیں۔ ہادریان کا خیال تھا کہ جوں جوں سلطنت کو پھیلا یا گیا ہے اور دور دور ہمسایہ ملکوں میں وسعت دی گئی ہے توں توں روم اور رومنوں کیلئے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہادریان کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر رومن سلطنت کو اسی طرح وسعت دی جاتی رہی تو اس کے اندر کمزوری کے آثار پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور جن اقوام کو رومن سلطنت میں شامل کیا جائے گا تو وہ ایک نہ ایک روز رومنوں کے خلاف بغاوتیں اور شورشیں برپا کر کے خود رومنوں ہی کا خاتمہ کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔

اپنے ان ہی خیالات کے تحت ہادریان نے ٹراجن کی فتوحات کو ناپسند کیا۔ ٹراجن نے حدود سلطنت کو جو وسعت دی تھی ہادریان نے اسے ٹراجن کا دیوانہ پن قرار دیا۔ اس لئے اس نے حکم دیا کہ آرمینیا۔ آرمینیا اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان رومن فوج کے دستے واپس بلا لئے جائیں اس کی یہ خواہش بھی تھی کہ حکومت ایران سے دوستانہ روابط پھر سے قائم کئے جائیں۔

اب صورت حال یہ تھی کہ وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور فرات سے میراب ہوتا تھا رومیوں کے تسلط میں آ گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں ٹراجن اب اپنے آپ کو سکندر ثانی سمجھنے لگا تھا اور مطمئن تھا کہ حکومت ایران جو مدت دراز سے روم کی حریف اور ہمسرحلی آ رہی تھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکی۔ اس کا ارادہ تھا کہ سلطنت روم کی سرحدوں کو اپنی فتوحات کے ذریعے دریائے سندھ اور دریائے جیحون تک پھیلا دے۔ لیکن اس کے لشکریوں نے اس کا ساتھ نہ دیا لہذا اپنی ساری مہموں کو ادھورا چھوڑ کر اسے واپسی اختیار کرنی پڑی تھی۔

سیلوکیہ شہر کو فتح کرتے وقت ٹراجن کے ہاتھ خسرو پرویز کی ایک بیٹی یعنی ایران کی شہزادی اور ایران کا تاج زرین بھی لگا تھا۔ جب اس نے وجدہ اور فرات سے واپسی اختیار کی تو ایران کی شہزادی اور تاج زرین کو بھی وہ اپنے ساتھ روم لے گیا تھا۔

ایران کا بادشاہ خسرو ٹراجن کی فاتحانہ یلغاروں کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس نے مقابلے میں آنا تو مناسب نہ سمجھا لیکن جوں ہی ٹراجن نے واپسی اختیار کی اس نے ٹراجن کے مفتوحہ علاقوں میں رومنوں کے تسلط سے آزاد ہونے کی تحریک چائی جو کامیاب ہوئی اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ چاہا رومنوں کے خلاف بغاوت کے علم لہرانے لگے۔ سیلوکیہ۔ نصیسن اور دیگر شہروں کے لوگوں نے اسلحہ اٹھایا اور رومنوں کا جوا اتار پھینکنے کی جدوجہد کرنے لگے۔

ٹراجن نے اپنے چند سالاروں کی سرکردگی میں اپنے لشکر کا ایک حصہ ان شورشوں کو فرو کرنے کے لئے بھیجا۔ جنہوں نے سیلوکیہ کو نذر آتش کر دیا۔ نصیسن کو برباد کیا اور چند دوسرے شہروں کو بھی جلا کر خاکستر کر دیا۔

ایرانیوں کو اپنے ان شہروں کی تباہی و بربادی کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ جن جن علاقوں میں رومنوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی نمودار ہوئی تھی آخر ان لوگوں کے مسلح جوان ایک جگہ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ آخر انہوں نے ہتھرا شہر کی طرف پیش قدمی کی۔ رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ ایرانیوں کا لشکر ہتھرا شہر کی پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ بھی ہتھرا شہر کے باہر جمع ہوئے۔ یہاں رومنوں اور باغیوں کے متحدہ لشکر کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں رومنوں کے لشکر کا ایک بڑا حصہ لقمہ اجل بن گیا تھا۔

ٹراجن کو اب محسوس ہوا کہ اس کی فتوحات دیر پا ثابت نہ ہوں گی۔ اس لئے اس نے مناسب سمجھا کہ دجلہ اور فرات کے جنوبی حصے کو رومیوں کے ہاتھ لے کر اسے

فرسند پڑتا تھا جو اس دور میں رومنوں کے تحت تھا۔ فرسند نے وحشی آلائی قبائل کو اپنے علاقے سے گزر جانے کی اجازت دے دی تاکہ وہ آگے بڑھ کر ایرانی سلطنت کے اندر جاہی اور بربادی کا باعث بنیں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے علاقے سے گزرنے والے آلائی قبائل کو اکسایا اور قفقاز کے وہ درے جو گرجستان کے بادشاہ فرسند کے قبضے میں تھے ان دروں سے گزرنے میں بھی فرسند نے آلائی قبائل کی خوب مدد کی تاکہ یہ ایرانی سلطنت میں داخل ہو کر ایرانیوں کی جاہی اور ان کے نقصان کا باعث بنیں۔

یہ وحشی آلائی قبائل قفقاز کے دروں سے گزر کر مملکت ایران میں داخل ہوئے اور آذربائیجان اور آرمینیہ کے علاقوں میں انہوں نے بری طرح لوٹ مار مچا کر رکھ دی۔ یہاں یہ وحشی آلائی قبائل مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور ان کا ایک گروہ کپا دو کیا شہر کی طرف بڑھا جو ان دنوں رومنوں کے تسلط میں تھا۔ لیکن جوں ہی آگے بڑھے رومن جرنیل اریان نے انکا مقابلہ کیا اور انہیں اپنے علاقوں سے مار بھاگایا۔

تاہم ایران کے بادشاہ بلاش دوم کو جب خبر ہوئی کہ ایران کے شمال کے یہ وحشی آلائی قبائل بڑی برق رفتاری سے اس کی سلطنت میں داخل ہو کر اس کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں تو اس نے ایک زرکیر دے کر آلائی قبائل کو واپس جانے پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح بلاش دوم نے اپنی کمزوری کا ثبوت پیش کیا۔

اس کے بعد بلاش دوم نے قیصر روم کے پاس گرجستان کے حاکم کی شکایت کی کہ اس نے آلائی قبائل کو قفقاز کے دروں سے گزر جانے کی اجازت کیوں دی اور یہ کہ دروں سے گزر کر آلائی قبائل سلطنت ایران کے ایک حصے کی جاہی کا باعث بنے۔

بلاش دوم کی شکایت کے سلسلے میں قیصر روم ہادریان نے فرسند کو دربار میں تو ضرور بلوایا۔ لیکن قیانیوں کی حوصلہ افزائی کرنے پر کوئی سرزنش فرس مند کو نہ کی بلکہ اسے اپنے شہر روم میں خوش آمدید کہا اور اس کی بڑی عزت افزائی کی چند روز تک قیصر روم ہادریان نے فرس مند کو اپنے ہاں مہمان رکھا پھر واپس بھیج دیا اور اسے اجازت دے دی کہ مملکت گرجستان کے آس پاس کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اپنی سلطنت کو وسیع کر سکتا ہے۔ یہ رومن شہنشاہ ہادریان کی ایک عیاری اور دھوکہ بازی تھی جو اس نے ایرانی سلطنت کے خلاف کی تھی۔

بلاش دوم قیصر روم ہادریان کی اس غلط بخشی سے سخت برا فروخت ہوا لیکن حرف شکایت زبان پر نہ لاسکا اس لئے کہ وہ رومنوں سے ٹکرانے کی ہمت اور جرات نہیں رکھتا تھا۔ اس کا حرف شکایت زبان پر نہ لانا بھی اس کی کمزوری کی دلیل تھی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آریان حسب سابق اشکانیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ دریائے وجلہ اور فرات کے درمیان عربی ایرانیوں کا تسلط تسلیم کر لیا گیا اور پار تھا ماسپات کو جسے ٹراجن نے جنوبی بین النہرین کا حکمران مقرر کیا تھا اسے آرمینیہ کی حکومت سونپ دی گئی تھی۔ ہادریان نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے ایرانیوں کے بادشاہ خسرو سے ملاقات کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ خسرو نے ہادریان کی اس خواہش کا احترام کیا دونوں حکمرانوں نے آپس میں ملاقات کی اور قیصر روم ٹراجن جنگوں کے دوران جو ایرانی شہزادی پرغمال بنا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا ہادریان نے وہ شہزادی ایران کے حکمران خسرو کو واپس کر دی تھی۔

ایران کے حکمران خسرو نے جب دیکھا کہ ہادریان ایرانیوں کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنے کا خواہش مند ہے اور یہ کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ٹراجن کے فتح کئے ہوئے علاقے واپس کر دیئے ہیں بلکہ ایرانی شہزادی کو بھی لوٹا دیا ہے تو اس نے ہادریان سے ایرانیوں کا وہ تاج زرین واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ جو ٹراجن اپنی فتوحات کے دوران قبضہ کر کے روم لے گیا تھا۔

قیصر روم ہادریان نے فی الفور تو ایرانیوں کا تاج زرین واپس نہ کیا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ وہ تاج زرین کو واپس کر دے گا۔ لگتا تھا ہادریان اس تحت زرین کو واپس نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے ایرانی شہنشاہ خسرو کا دل رکھنے کے لئے یہ وعدہ ضرور کر لیا تھا۔ تاہم ہادریان نے یہ صلح جو یا نہ کام کر کے ایرانیوں کے دلوں میں جگہ حاصل کرنی تھی اس طرح ایک بار پھر ایران اور روم کے مابین مستحکم دوستی کی بنیاد پڑی تھی۔ اس معاہدہ کے چند ہی سال بعد ایران کا بادشاہ خسرو چل بسا۔

خسرو کی وفات کے بعد بلاش دوم اشکانی تخت پر بیٹھا۔ بلاش دوم کوہن تھا اس کے متعلق مورخین نے کوئی فیصلہ کن بات نہیں بتائی بعض کا خیال ہے کہ وہ خسرو کا بیٹا تھا۔ بعض دوسرے یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا شخص تھا جس نے اشکانی حکومت کا وارث ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ماضی میں ایران کے کسی حصے کو اس کے سپرد کر کے اس کا حاکم بنا دیا گیا تھا بہر حال جب یہ بلاش دوم تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر بہتر سال کی تھی۔

بلاش دوم کے عہد میں کافی عرصہ تک ایران میں مکمل امن و امان قائم رہا۔ رومنوں کے ساتھ بھی تعلقات درست اور استوار ہی رہے۔ آخر اس بلاش دوم کے دور میں ایک بدائے ناگہانی شمال کی طرف سے نمودار ہوئی اور وہ یہ کہ شمال کے وحشی آلائی قبائل

دیکھ لڑکی۔ گو میں ان سرزمینوں میں اجنبی اور پرہیزی ہوں۔ پر دیکھ حوصلہ اور ڈھارس رکھ۔ تیرا تعاقب کرنے والا شیطان کیسا ہی طاقت ور اور پر قوت کیوں نہ ہو میں اس سے تیری حفاظت کروں گا۔ تو بس ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جا۔ اگر وہ تیرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آتا ہے تو پھر دیکھ میں اس تعاقب کرنے والے کتے کو کیسے مار بھگاتا ہوں۔ یوناف کے ان الفاظ سے لڑکی کا چہرہ نازک حسین سوچوں، رشتوں کی نرم آنچ اور قرب کے احساس جیسا خوش کن اور پر کشش ہو گیا تھا اور وہ جواب میں کچھ کتنا ہی چاہتی تھی کہ ڈھلان کی طرف سے ایک خوب لہجے قد کاٹھ اور بھرپور جسامت کا جوان نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ ایک لمبا قد آور اور بھرا بھرا چیتا بھی تھا۔ جو زنجیر میں جکڑا ہوا تھا اور زنجیر کا سرا اس جوان نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ چیتا گو زنجیر میں جکڑا ہوا تھا پر وہ لڑکی اور یوناف کی طرف بڑھنے کے لئے زور مار رہا تھا۔ جس کی وجہ سے زنجیر خوب تن گئی تھی۔ یوناف اور اس لڑکی کے قریب آکر اس آنے والے جوان نے زنجیر کے بجائے چیتے کو پٹے سے پکڑ لیا تھا تاکہ وہ ان دونوں پر حملہ آور نہ ہو۔ اس موقع پر وہ لڑکی کو مخاطب کر کے کچھ کتنا ہی چاہتا کہ یوناف نے بولنے میں پہل کی اور اس جوان کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔

تو کون ہے۔ کہاں رہتا ہے اور اس بے بس اور لاچار لڑکی کا تعاقب کیوں کرتا ہے۔ اس پر اس جوان نے پہلے بد قماشوں جیسا ایک بھرپور تشہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ان سرزمینوں میں اجنبی لگتے ہو اور اگر اجنبی نہ ہوتے تو مجھے ضرور جانتے اور پہچانتے۔ مجھے اور میرے اس چیتے کو مارب شر کے لوگ نہیں بلکہ اس پس کے شہروں اور بستیوں کے لوگ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ میرا نام غزیہ بن عمرو ہے میں مارب کے سب سے بڑے کاہن عمرو بن عامر کا بیٹا ہوں اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میری ماں کا نام طریفہ ۲ ہے۔ جو میرے باپ کے بعد ان علاقوں کی سب سے بڑی کاہنہ حسیم کی جاتی ہے۔ میرے باپ کے کاہن اور ماں کے کاہنہ ہونے کی وجہ سے سب ہی لوگ میرے باپ ہی نہیں بلکہ مجھ سے بھی خوفزدہ ہیں اور کسی کو یہ ہمت اور جرات نہیں ہو سکتی کہ ہمارے خلاف زبان تک کھولے۔

اس پر یوناف غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ جوان تیرے کاہن باپ اور تیری کاہنہ ماں کی ایسی تھیں۔ اگر مارب کے لوگوں کو ان دونوں اور تمہارے خلاف کبھی زبان کھولنے کی ہمت اور جرات نہیں ہوئی تو پھر میں ان سرزمینوں میں پہلا شخص ہوں جو صرف زبان ہی نہیں کھولوں گا بلکہ تم تینوں کے خلاف ہاتھوں کو بھی حرکت میں لاؤں گا اور



میں کے مرکزی شہر مارب کی سرائے جس میں یوناف نے قیام کر رکھا تھا اس کے اطراف میں نہ صرف یہ کہ بلند کوستانوں کا طویل سلسلہ تھا بلکہ ان کے اندر بند پاندھ کر پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ کیا گیا تھا۔ جس سے مارب کے اطراف میں میلوں تک پھیلے باغات سیراب ہوتے تھے۔ مارب کی اس سرائے سے نکل کر یوناف اکثر پانی کے اس ذخیرے کے اطراف میں چل قدمی کرتا، شلتا اور زمین کے ان خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہوتا۔

ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف اسی ذخیرہ آب کے کنارے پانی کے اندر تیرتی ماہی گیروں کی کشتیوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک لڑکی بدحواسی سے بھاگی بھاگی آئی۔ یوناف کے قریب وہ آئی اور منت و ساجت کرنے کے انداز میں کہنے لگی میں نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں پر میری آپ سے التماس اور التجا ہے کہ ایک بھیڑیا نما انسان میرا پیچھا کر رہا ہے وہ عزت کا دشمن، میری آبرو کا شکاری بننا چاہتا ہے۔ خدا کے لئے مجھے اس درندے کے ہاتھوں بچاؤ اور اگر میں نے اس کے ہاتھوں بے آبرو ہونا پسند نہ کیا تو وہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ وہ جوان بڑا خونخوار اور درندہ نما ہے۔ اس نے ایک چیتا پال رکھا ہے اور جو کوئی اس سے دشمنی کرتا ہے اس پر وہ اپنے اس چیتے کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ مارب کے ایک کاہن کا بیٹا ہے جس سے سارے لوگ ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں اور کوئی اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ اس لئے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کاہن کے روابط شیطانی سے ہیں جن کی مدد سے وہ لوگوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

یوناف نے اس لڑکی کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے سر سے پاؤں تک ایک بار اس لڑکی کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ لڑکی بے حساب چاہتوں کی خوشبو جیسی خوبصورت خوشیوں کے اچلتے طوفان جیسی جوان لذتوں سے شرابور بکھری تحریکوں جیسی بھرپور چاندنی رچے آبشاروں جیسی حسین ویرانوں میں رقص کرتے اچالوں، شراروں، شعاعوں جیسی پرکشش اور نیلگوں بکراں آسمانوں میں سکھی پرندوں کے لازوال گیتوں جیسی شاداب تھی۔

یوناف نے فی الفور اس لڑکی کی منت و ساجت کا کوئی جواب نہ دیا تو وہ دھنک رنگوں جیسی بڑی رنگ خواہوں، زخوب کی جرات جیسی اداس دست خزاں میں پھنسی زندگی کی ویرانیوں جیسی افسردہ اور برے وقت کی قید و زنداں میں جکڑی ہوئی دکھتی رگ کی طرح غمزدہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اسی لمحہ یوناف بولا۔ اسے ڈھارس اور تسلی دے کر کہنا لگا۔

تمہیں ایسی مار ماروں گا کہ تم ان سرزمینوں میں عبرت کا نشان بن کر رہ جاؤ گے۔ اس پر وہ جوان جس نے اپنا نام غزیہ بن عمرو بتایا تھا غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا تھا۔

دیکھ اجنبی جو الفاظ تو نے ابھی ابھی میرے سامنے ادا کئے ہیں فی الفور ان الفاظ کو واپس لے لے۔ ورنہ میں ابھی چیتے کی زنجیر کھول کر تم پر چھوڑ دوں گا اور یہ چیتا لحوں کے اندر تیری ٹکا ہوئی کر کے تیرے جسم کا گوشت کھا جائے گا۔

اس غزیہ بن عمرو کی گفتگو سن کر یونان کے چرے کی کیفیت سلگنے کی تپش، ساحلوں کی شام اور پیاس کے صحرا جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر دیران رتیں، تیرگی کے محرم راز، جھکڑ اور پت جھڑ کے تلخ احساس کی آگ جوش مارنے لگی تھی۔ پھر وہ کسی قدر بلند اور غضبناک آواز میں غزیہ بن عمرو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بدکردار کی اولاد پھر دیر کا ہے کی۔ اس چیتے کو چھوڑ میں دیکھوں یہ مجھے کس قدر نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس کیسے تھ ہی یونان نے اس لڑکی کو مخاطب کر کے کہا لڑکی تو میرے پیچھے آکر کھڑی ہو جا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کاہن عمرو بن عامر کا یہ لڑکا اس کو مستانی سلسلے کے اوپر میرا کیا بگاڑ لیتا ہے۔ یونان کی اس گفتگو نے غزیہ بن عمرو کو شاید کچھ زیادہ ہی سبب پا کر دیا تھا لہذا اس نے فوراً چیتے کے پٹے کے ساتھ منسلک زنجیر علیحدہ کر لی اور پھر چیتے کا پٹہ چھوڑ کر اس نے چیتے کو یونان پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ جوان اور توانا چیتا دھاڑتا ہوا یونان کی طرف بڑھا اور ایک لمبی جست کے ساتھ اس نے یونان پر چھلانگ لگا دی تھی۔ یونان بھی کسی مافوق البشر انسان کی طرح حرکت میں آیا۔ فضا کے اندر ہی اس نے چیتے کی گردن کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا اور پھر اس قوت سے اس نے چیتے کا گلا دبایا کہ چیتے کو اس نے لحوں کے اندر ہلاک کر دیا۔ پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر دور بچ دیا تھا۔

یونان کی اس کارگزاری پر غزیہ بن عمرو دنگ رہ گیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں اور پریشان حالی میں یونان کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اس موقع پر یونان غزیہ بن عمرو کو مخاطب کر کے کچھ کہتا ہی چاہتا تھا کہ عین اس موقع پر ایلیکا نے یونان کی گردن پر لمس دیا پھر ایلیکا کی شیریں اور شہد بھری آواز یونان کی سماعت سے گزرائی۔

یونان میرے حبیب تیار اور مستعد ہو جاؤ۔ اس جوان غزیہ بن عمرو کا کاہن باپ عمرو بن عامر اور عزازیل دونوں اس سمت ہی آ رہے ہیں۔ عزازیل کے ساتھ اس وقت پائید بھی ہے۔ سنو۔ اس جوان کا باپ عمرو بن عامر جو ایک کاہن ہے۔ اس کے تعلقات عزازیل سے بڑے پرانے اور مستحکم ہیں اور کاہن کی حیثیت سے وہ یونان کے لوگوں میں

بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے کہ کچھ امور کی خبریں یہ عزازیل عمرو بن عامر کو بتاتا ہے۔ جن سے عمرو بن عامر لوگوں کو متاثر کرتا ہے جس کی بناء پر لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سنو یونان میں نہیں جانتی کہ عزازیل اور مارب کے کاہن عمرو بن عامر کے اس طرف آنے کے کیا ارادے ہیں۔ تاہم اس عزازیل کا عمرو بن عامر کے پاس اکثر آتا جانا ہوتا ہے۔ شاید عزازیل کا یہ بھی عمرو بن عامر کی طرف معمول کا ہی کوئی چکر ہو۔ بہر حال تم مستعد اور تیار رہو۔ ہو سکتا ہے اپنے بیٹے کی طرنداری میں عمرو بن عامر عزازیل کو اکسائے وہ تم سے انتقام لے اس صورت میں عزازیل پائید کو تم پر چھوڑ سکتا ہے۔ اس پر یونان بولا اور کہنے لگا۔

سنو ایلیکا! اب مجھے اس پائید کی چنداں پرواہ نہیں ہے اس لئے کہ دریائے نیل کے کنارے وحشی قبائل کے غار میں اسے کافی بڑی سزا دے چکا ہوں اب یہ یوں بے مہابا مجھ پر چڑھ نہیں دوڑے گا۔ پائید اب کچھ سوچ سمجھ کر ہی مجھ پر حملہ آور ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یونان خاموش ہو گیا تھا۔ تاہم اس نے اپنی چڑے کی زنجیر پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی جس کے اندر اس نے خونخوار بن مانس کی جسامت کو دس گنا کم کر کے محفوظ کر رکھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد یونان نے دیکھا کہ اس سے ذرا دور فاصلے پر پانی کے ذخیرے کے کنارے بلند کو مستانی سلسلے کے اوپر عزازیل مارب شر کا کاہن عمرو بن عامر اور پائید نمودار ہوئے تھے۔ یونان کی طرف آنے کے بجائے وہ دوسری سمت نکل گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی غزیہ بن عمرو یونان سے اپنی جان بچانے کی خاطر وہاں سے بھاگ کر انکی طرف چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایلیکا نے پھر یونان کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی سن یونان یہ غزیہ بن عمرو نے یہاں سے بھاگ کر عزازیل اور اپنے باپ عمرو بن عامر سے تمہاری شکایت کی ہے۔ عمرو بن عامر تو تم سے انتقام لینے پر تلا ہوا تھا لیکن عزازیل نے عمرو بن عامر کو سمجھا بھجا کر خاموش کر دیا ہے کہ اس شخص سے انتقام لینا اچھا نہیں ہے اس لئے کہ وہ بڑا دراز دست ہے اور تم دونوں باپ بیٹوں کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ لہذا کاہن میں چاکر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی ایلیکا یونان کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ ایلیکا کے جانے کے بعد یونان اپنی پشت کی طرف کھڑی لڑکی کی طرف مڑا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔ یہ بھی نہیں بتایا کہ تم کہاں رہتی ہو اور یہ غزیہ

بن عمرو تمہارا کیوں تعاقب کر رہا تھا۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی۔ میرا نام عروشہ ہے یہ غزیہ بن عمرو مجھ سے شادی کا خواہاں تھا۔ لیکن میرے بار بار انکار کرنے پر آج یہ مجھے بے آبرو کرنے پر تل گیا۔ میں تمہاری بڑی ممنون اور شکرگزار ہوں کہ تم نے مجھے اس بھیڑیے کے ہاتھوں بچایا۔ جہاں تک میری رہائش کا تعلق ہے تو میں آزاد نہیں۔ مارب کے ایک رئیس کی لونڈی ہوں۔ میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ دنیا میں میں تنہا اور اکیلی ہوں۔ میں اپنے رئیس آقا کے بارغ میں کام کرنے کے بعد لوٹ رہی تھی کہ اس غزیہ بن عمرو نے میرا تعاقب شروع کر دیا۔ اس پر یونان نے بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

تم اپنے آقا سے رہائی کیوں نہیں حاصل کر لیتی ہو اور ایک لونڈی کے بجائے ایک آزاد لڑکی کی حیثیت سے زندگی کیوں نہیں بسر کرتی ہو۔ اس پر وہ بڑی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی کیسے آزادی حاصل کروں۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے رقم چاہئے۔ جو میرے پاس نہیں ہے اور اگر رقم ہو بھی تو وہ میرا رئیس آقا مجھے آزاد نہیں کرے گا۔ میری بد قسمتی یہ ہے کہ میں خوبصورت اور جوان ہوں۔

میرا آقا خود بھی جواں ہے مجھے پسند کرتا ہے وہ دے دے لفظوں سے کئی بار مجھ سے اظہار محبت بھی کر چکا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی اس لئے کہ وہ دن رات شراب میں غرق رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں دین ابراہیمی کی پیروی ہوں جبکہ وہ سخت قسم کا مشرک اور بت پرست ہے۔ اس بناء پر میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ اس پر یونان عروشہ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر میں تیرے ساتھ تیرے آقا کے پاس جاؤں اور تجھے اس سے آزاد کرا دوں پھر تو لونڈی کے بجائے ایک آزاد لڑکی کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا پسند کرو گی۔ تم یہ مت سوچو کہ وہ تمہیں آزاد نہیں کرے گا۔ جب میں تمہارے ساتھ جاؤں گا تو اس کا باپ بھی تمہیں آزاد کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میں کچھ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہوں جنہیں استعمال کرتے ہوئے ناممکن کام کو بھی ممکن بنا کر رکھ سکتا ہوں۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی اس کا مظاہرہ میں اس ذخیرہ آب کے کنارے دیکھ چکی ہوں۔ جس طرح تم نے غزیہ بن عمرو کے چھوڑے ہوئے چھتے کا حشر کیا تھا ایسا کام کوئی عام انسان نہیں کر سکتا۔ میں ایک شرط پر آزادی حاصل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر یونان تیز لگا ہوں سے لڑکی کی طرف دیکھا پھر پوچھا کیسی شرط۔ جواب میں لڑکی کہنے لگی۔

میری شرط یہ ہے کہ مجھے میرے موجودہ آقا سے رہائی اور آزادی دلانے کے بعد تم مجھے اس دنیا میں دھکے کھانے کیلئے اکیلا نہیں چھوڑو گے۔ بلکہ اپنے ساتھ رکھو گے۔ میں

تمہارے ساتھ ایک اجنبی لڑکی کی حیثیت سے بھی نہیں رہوں گی۔ میں صرف اس وقت ہی تمہارے ساتھ رہ سکوں گی جب تم مجھ سے شادی کر لو۔ اور اگر تم ایسا کرنے پر آمادہ نہ ہو تو پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں اپنے موجودہ آقا کے پاس رہتے ہوئے اور اس کی جھڑکیاں سستے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزار دوں گی۔ اس پر یونان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے چل تو مجھے اپنے آقا کے پاس لے کر چل۔ اس پر اس خوبصورت اور حسین عروشہ کے چہرے پر ان گنت خوشیاں اور اطمینان کی لہریں بکھر گئیں تھیں۔ پھر وہ یونان کو لے کر مارب شہر کی طرف جا رہی تھی۔

حسین اور خوبصورت عروشہ جب یونان کو کوہستانی سلسلے کی کئی ڈھلوانوں سے ہوتی ہوئی مارب شہر کی طرف لے گئی تب ذخیرہ آب کے کنارے کھڑا مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا یہ جوان جسے مارب شہر کی ایک لونڈی اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ اس نے نہ صرف یہ کہ میرے بیٹے کے چھتے کو ہلک کیا ہے۔ میرے بیٹے کی بے عزتی اور بے حرمتی بھی کی ہے۔ اے آقا چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اس سے ہمارا انتقام لیتے آپ نے اسے یوں جانے دیا جیسے وہ آپ کا بڑا جاننے والا عزیز ہو۔ اے آقا اگر آپ اس پر اپنا پائیدہ چھوڑتے تو وہ لحوں کے اندر اس جوان کی تھکے ہوئی کر کے رکھ دیتا۔ اس پر عزازیل کچھ سوچتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابن عامر وہ جوان جسے لڑکی اپنے ساتھ لے کر گئی ہے کوئی معمولی اور عام جوان نہیں ہے وہ بڑا دست دراز ہے اور کئی بار اس پائیدہ کو مار مار کر پسپا ہونے پر مجبور کر چکا ہے۔ اس وقت میں اس جوان سے ٹکرانے نہیں آیا۔ دیکھ ابن عامر اس جانے والے جوان کا نام یونان ہے اور گذشتہ کئی صدیوں سے میرا اور اس کا ٹکراؤ ٹیکی اور ہڈی کے نمائندوں کی حیثیت سے ہوتا رہا ہے دیکھ اسے زیر اور مغلوب کرنا کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے۔ میرے خیال میں وہ لڑکی اسے لے کر مارب شہر ہی کی طرف گئی ہے میرے پاس سے فارغ ہونے کے بعد تم باپ بیٹا کہیں اس سے ٹکرانے کی حماقت نہ کر بیٹھنا۔ ورنہ تم دونوں کی وہ ایسی ٹکا ہوئی کرے گا کہ مارب شہر میں تم دونوں نہیں تمہارے خاندان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دے گا۔ اس وقت میں اس جوان کی گفتگو کرنے نہیں آیا بلکہ تمہیں ایک اچھا مشورہ دینے آیا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو تو اس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔ اس پر مارب کے کاہن عمرو بن عامر نے چونک کر عزازیل کی طرف دیکھا پھر پوچھنے لگا۔

بیچنے کی ایک بہترین ترکیب آئی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہم اپنے ہر طرح کے نقصان سے بچ سکتے ہیں۔ اس پر عمرو بن عامر کے بیٹے غزیہ بن عمرو نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے میرے باپ۔ آپ کے ذہن میں کیا ترکیب آئی ہے۔ اس پر کاہن عمرو بن عامر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بچے میں تمہیں کچھ کام کرنے کا حکم دوں گا تم اس کی تعمیل مت کرنا۔ پھر میں تمہیں حکم کی تعمیل نہ کرنے پر ڈانٹوں گا تم بھی مجھے ڈانٹنا۔ آخر اس ڈانٹ کی بناء پر میں تمہارے منہ پر تھپڑ دے ماروں گا جواب میں تم بھی میرے تھپڑ مار دینا۔ اس پر عمرو بن عامر کا بیٹا غزیہ بن عمرو بولا اور کہنے لگا۔

اے میرے باپ ایسا کیسے اور کیونکر ہو سکتا ہے میں کیسے آپ کو ڈانٹ سکتا ہوں اور کیسے آپ کے تھپڑ مار سکتا ہوں۔ اس طرح لوگ مجھے کیا کہیں گے۔ لوگ مجھے نافرمان لوگ مجھے ادبناش کہیں گے اور کہیں گے کہ مارب شہر کے سب سے بڑے کاہن عمرو بن عامر کا بیٹا اس قدر خستہ اور پلید ہے۔ اس پر عمرو بن عامر کہنے لگا۔ بیٹے مجبوری میں ایسا تجھے کرنا پڑے گا۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو کوئی ہماری جائیداد نہیں خریدے گا۔ اس کے بعد میں کیا کروں گا تو خاموشی سے دیکھتا رہا۔ بس جو کچھ میں نے تجھے کہا ہے تو کل ایسا ہی کرنا۔ میرے بیٹے۔ اس میں تیرے اور میرے دونوں ہی باپ بیٹے کی بہتری ہے۔ تو جانتا ہے کہ ایک کاہن کی حیثیت سے میں کوئی کام غلط کرنے والا نہیں۔ عمرو بن عامر کے بیٹے غزیہ بن عمرو نے ایسا کرنے کی حالی بھر لی پھر دونوں باپ بیٹے مطمئن انداز میں مارب شہر کی طرف جا رہے تھے۔

○

حسین و دلکش عروشہ یونان کو لے کر مارب شہر کے مضافات میں ایک باغ میں داخل ہوئی اور یونان کو مخاطب کر کے کہنے لگی اس باغ کے اندر ہی اس شخص کی حویلی ہے جس کی میں لونڈی ہوں۔ اس پر یونان بولا اور پوچھنے لگا اس شخص کا نام کیا ہے عروشہ بولی اور کہنے لگی اس کا نام "حرب بن جدیس" ہے۔ بڑا سخت مزاج اور بڑا جابر قسم کا انسان ہے۔ ہو سکتا ہے مجھے وہ آزاد نہ کرے اس پر یونان نے چھاتی مانتے ہوئے کہا اس کی ایسی تہیسی۔ اس کا باپ بھی تمہیں آزاد کرے گا۔ اس کی کیا مجال ہے کہ وہ انکار کرے۔ یونان شائد مزید کچھ کہتا عروشہ فوراً بولی اور کہنے لگی چپ رہو۔ وہ دیکھو سامنے باغ میں "حرب بن جدیس" چل قدمی کر رہا ہے۔ تم آگے بڑھو اور اس سے بات کرو۔ اگر میں آگے آگے رہی

عزازیل بولا اور کہنے لگا دیکھ ابن عامر مارب شہر کے اس ذخیرہ آب کا پشتہ عنقریب ٹوٹ جائے گا اور اس ذخیرے میں جمع شدہ پانی میلوں دور تک سیلاب کی صورت میں پھیلے گا اور چاروں طرف شہروں۔ بستیوں اور باغوں میں تباہی اور بربادی پھیلا دے گا۔ اس پر مارب کے کاہن عمرو بن عامر نے بڑی فکر مندی سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

اے آقا آپ یہ ساوی خبر دے رہے ہیں یا دیے اس پشتے کے متعلق آپ کا اندازہ ہے۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا یہ ساوی خبر نہیں ہے۔ دیکھ اس ذخیرہ آب کے پشتوں کا جائزہ لیتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کہ ایک پشتے کے اندر گھوس ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا یہ گھوس بھی غیر معمولی اور بڑی جسامت کے ہیں اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان گھوسوں نے بند کے ایک پشتے کو مکمل طور پر ناکارہ بنا دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ چند ہی یوم تک اگر یہ گھوس اس پشتے سے کھیلنے رہے تو وہ پشتہ ٹوٹ جائے گا اور اس علاقے میں ایسا سیلاب آئے گا جس کی اس سے پہلے نظیر نہیں ملتی۔ اس پر عمرو بن عامر نے فکر مندی سے پوچھا۔

اے آقا ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آپ جانتے ہیں ان علاقوں میں میری وسیع زمینیں ہیں۔ باغات ہیں۔ جائیداد ہے اگر سیلاب آگیا اور چاروں طرف تباہی اور بربادی پھیلی تو میرا تو بے حد نقصان ہو گا۔ اس پر عزازیل کہنے لگا تیری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ تو اپنی ساری جائیداد کو فروخت کر کے کہیں اور جا کر آباد ہو جاؤ اور اگر تو نے اس معاملے میں دیر کی تو پھر تیرے پاس سوائے کچھتاوے کے کچھ نہیں رہے گا۔ دیکھ عمرو بن عامر اس مارب شہر اور اس پاس کی بستیوں میں جو سفر کا مشاق ہو وہ عمان چلا جائے۔ اگر کوئی شراب و کباب اور دیگر مشروبات کا شوقین ہو تو بصرہ کا رخ کرے۔ اگر کوئی زمین میں گزے ہوئے درختوں کے پھل محل میں آرام سے بیٹھ کر کھانا چاہے تو یثرب کا رخ کرے جہاں کھجوروں کی کثرت ہے۔ بس عمرو بن عامر میں تم سے یہی کہنا چاہتا تھا۔ میں تمہیں پھر تاکید کرتا ہوں کہ ان سرزمینوں سے نکل بھاگو ورنہ تمہاری ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے گی اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور پائپرو کے ساتھ وہ اس ذخیرہ آب کے کنارے سے عائب ہو گیا تھا۔

عزازیل کے جانے کے بعد عمرو بن عامر اور اس کا بیٹا غزیہ بن عمرو تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ اس دوران عمرو بن عامر کچھ سوچتا رہا تھا۔ پھر اس کاہن نے شائد کوئی آخری فیصلہ کر لیا تھا اس لئے وہ بولا اور اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ میرے ذہن میں اپنی جائیداد اپنی حویلی اور اپنے باغات

دیکھ جدیس کے بیٹے کیوں میرے ہاتھوں اپنے زندگی کی بشارتوں میں کمزورت کے طوفان اپنی سماعتوں کی شیرینی میں زخم و کرب کے حروف اپنی بشارتوں کے سرور میں درد کے فاصلوں کے تاریک بھنور اور کرب قحطی بھرنا چاہتے ہو۔ اس پر -حرب بن جدیس نے چھاتی تانتے ہوئے نثریہ انداز میں کہا۔ کس کی جرات اور مجال ہے کہ میری ایسی حالت کرے۔ دیکھ اجنبی تو اپنی حدود کو پھلانگتا جا رہا ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں مارب کے چند بڑے رؤسا میں شامل ہوں اور ان عداوتوں میں کسی کی مجال نہیں کہ میرے خلاف محاذ آرائی کرے۔ یا میری خواہش میری امید اور میری تمنا کے خلاف گفتگو یا ارادہ کرنے کی کوشش کرے۔ جواب میں یونان بولا اور کہنے لگا۔

سن جدیس کے بیٹے میں بذات خود تیرے لئے تقدیر کا عذاب، تیرگی کا ہجوم، آنسوؤں کی قدیل بنوں گا۔ سن تیری زندگی کے نیم اندھیارے راستوں پر سنگتی خزانیں اور تیرے باطنی احساس کے پردوں پر دکھ کے بھنور ثبت کردوں گا۔ دیکھ -حرب بن جدیس اب بھی وقت ہے جو کچھ تو رقم مانگتا ہے مانگ اور اس عروہ کو آزاد کر دے۔ یہی بھل مالنی کا طریقہ ہے اور اگر تم نے اس طریقہ کو نہ اپنایا تو میں تیری حالت دیران گوشوں کی نحوست، دکھ کے پردیس کی مار اور آتشیں آندھیوں کے حدف جیسی بنا کر بھی اس عروہ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس پر -حرب بن جدیس بے پناہ غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

جاؤ دفع ہو یہاں سے میں نہیں کرتا اسے آزاد کیا کوئی زبردستی ہے یہ میری لونڈی ہے میری مرضی ہے کہ میں اسے آزاد کروں یا نہ کروں اور پھر میں اسے اپنے گھر کا ایک فرد یا یوں سمجھو حرم کا ایک فرد بنا کر رکھنا چاہتا ہوں۔ اس پر یونان چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا -حرب بولا اور کہنے لگا اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو ذرا میری موجودگی میں اس عروہ کو ہاتھ تو لگا کر دیکھو۔ اس پر یونان فوراً عروہ کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عروہ یہ -حرب بن جدیس مجھے انسان کا بچہ نہیں لگتا۔ آؤ یہاں سے چلیں۔ اب تم آزاد ہو کسی کی لونڈی نہیں ہو۔ کسی کی جرات اور مجال نہیں ہے کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں زبردستی اپنے ساتھ رکھ سکے۔ یونان عروہ کا ہاتھ تھامے اسے لے کر پلٹا ہی تھا کہ اس کے پیچھے سے -حرب بن جدیس لپکا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب وہ یونان کی گردن پر لگاتا ہی چاہتا تھا کہ یونان آندھی اور طوفان کی طرح مڑا۔ اپنا پایاں ہاتھ الٹا کر کے اس زور سے اس نے -حرب بن جدیس کے منہ پر مارا کہ -حرب بن جدیس پلٹیاں کھاتا ہوا دور جاگرا تھا۔ یونان کے اس طمانچے کی ضرب اس قدر سخت اور زور دار تھی کہ -حرب بن جدیس دنگ رہ گیا اور زور زور سے اپنے غلاموں اور اپنے

اور اس نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھا تو وہ مجھ پر ضرور ہاتھ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ اس پر یونان خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا میری موجودگی میں اس کی کیا جرات کہ تم پر ہاتھ اٹھائے۔ میں مار مار کر اس کا منہ لال کر دوں گا۔ یونان کی باتوں پر عروہ ہنس دی تھی۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھتے ہوئے -حرب بن جدیس کے پاس آئے۔ -حرب بن جدیس نے ایک غلط نگاہ یونان پر ڈالی پھر تھوڑی دیر بڑے غور سے اس نے عروہ کی طرف دیکھا پھر وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پھر یونان نے اسے مخاطب کرنے میں پھل کی اور کہنے لگا۔

دیکھ -حرب بن جدیس۔ یہ جو لڑکی عروہ اس وقت میرے ساتھ ہے میں جانتا ہوں یہ تیری لونڈی ہے میں اسے لے کر تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو اسے آزاد کر دے جو کچھ تو نے اس پر خرچ کیا ہے وہ مانگ میں تجھے ادا کر دیتا ہوں اس پر -حرب بن جدیس نے بڑی تیز اور غصیلی نگاہوں سے یونان کی طرف دیکھا پھر وہ بڑی بے اعتنائی سے کہنے لگا تمہیں کس نے کہہ دیا کہ میں اپنی اس لونڈی کو فروخت کر دوں گا۔ یہ میری ہر دفعہ عزیز لونڈیوں ہی میں سے نہیں بلکہ یوں جانو کہ میرے خاندان کا ایک فرد ہے میں کیوں کر آزاد کر کے اسے تمہارے ہاتھ فروخت کر سکتا ہوں۔ اس پر یونان بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ جدیس کے بیٹے ایسا تو تجھے کرنا ہی پڑے گا۔ اگر تو نے اسے آزاد نہ کیا تو پھر یاد رکھو میں زبردستی اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس لئے کہ یہ اپنی زندگی میرے ساتھ بسر کرنے پر آمادہ ہے میں اس سے شادی کروں گا اور اپنی بیوی بنا کر اسے اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اس پر -حرب بن جدیس غضبناکی میں کہنے لگا کس کی مجال ہے کہ اس لڑکی کو زبردستی مجھ سے چھین کر لے جائے۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے تو میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں اس کا حلقوم کاٹ کر رکھ دوں۔ اے اجنبی تو ہے کون اور تو نے کیسے جرات کی کہ تو اس عروہ کو میرے پاس لے کر آیا اور اس کی آزادی کی مجھ سے استدعا کی۔ ابھی اور اسی وقت لئے پاؤں میری حویلی کے احاطے سے نکل جاؤ۔ ورنہ میں ابھی اپنے ملازموں کو آواز دیتا ہوں اور وہ تمہاری مار مار کر ایسی حالت کریں گے کہ زندگی کی ابتدا انتہا سب ہی کچھ بھول جاؤ گے۔

-حرب بن جدیس کے ان الفاظ نے یونان کی حالت عجیب کر دی تھی اس کے چہرے پر شکن شکن خیالات میں لہو لہو تمنائوں جیسی کیفیت پھیل گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وقت کی اذیتوں کی سنگتوں میں زمانے کے عذاب، ان دیکھے روگ کا پیغام اور فنا برپا کرنے والے خنجر حروف جوش مارنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک یونان خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور -حرب بن جدیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یوناف کی اس دھمکی پر -حرب بن جدیس کے سارے ملازم اور غلام واپس بھاگتے ہوئے حویلی کے اندر چلے گئے تھے۔ ان کی اس حرکت سے دونوں کے چروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ عروہ اب بن مانس سے خوفزدہ نہیں رہی تھی بلکہ اس سے مانوس ہو گئی تھی اس لئے کہ وہ سمجھ گئی تھی کہ بن مانس پوری طرح یوناف کی گرفت میں ہے پھر اس بن مانس کو لے کر یوناف باغ کے اندر اس جگہ آیا جہاں اس کا ٹھانچہ کھا کر زمین پر گرے کے بعد -حرب بن جدیس نے غلاموں کو واپس بھاگنے کا منظر بڑی پریشانی کے عالم میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ یوناف اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ جدیس کے بیٹے! اب بتا تو اس عروہ کو آزاد کرتا ہے یا اس کی آزادی کی خاطر یہ خونخوار بن مانس تم پر چھوڑ دوں۔ یوناف کے ان الفاظ سے -حرب بن جدیس کا چہرہ مارے خوف کے پیلا ہو گیا تھا۔ پھر وہ کسی قدر ہکلاتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا کہ تو کن سرزمینوں سے آیا ہے۔ پر تیرے جیسا جابر تیرے جیسا خوفناک اور تیرے جیسا وحشت و بیت رکھنے والا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا دیکھ اجنبی میں اس عروہ کا تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں تم سے کچھ نہیں لینا چاہتا۔ میری طرف سے یہ آزاد ہے تو اسے جہاں چاہے لے جا۔ اپنے حرم میں داخل کر لے پر مجھے چھوڑ دے اور اس بن مانس کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔ اگر تو اس عروہ کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے مجھ سے کسی قسم کا بھی مطالبہ کرتا ہے تو وہ بھی میں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن تیری مہربانی مجھے کوئی گزند یا نقصان نہ پہونچاتا۔

-حرب بن جدیس کا یہ جواب سن کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ -حرب بن جدیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر تم اپنی حویلی کے اندر چلے جاؤ۔ -حرب بن جدیس تقریباً بھاگتا ہوا حویلی کے اندر چلا گیا اس کے چہرے جانے کے بعد یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی عروہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ بتاؤ عروہ جو وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ میں نے پورا نہیں کر دکھایا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں ہر حالت میں تمہیں -حرب بن جدیس سے آزاد کر کے رہوں گا اور دیکھ میں نے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ اس -حرب بن جدیس کی کیا بھول کہ تمہیں آزاد نہ کرتا۔ اس پر عروہ کے لبوں پر ہلکی ہلکی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ آگے بڑھی۔ بڑے پیارے انداز میں یوناف کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور ہلکے ہلکے دباتے ہوئے کہنے لگی جس شخص کا آپ جیسا محافظ ہو میرے خیال میں اسے دنیا کے ہر خطرات سے بے فکر ہو جانا چاہئے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے چن چاہئے۔ یوناف فوراً حرکت میں

ملازموں کو اپنی مدد کے لئے آواز دینے لگا تھا۔

یہ ساری صورت حال دیکھتے ہوئے عروہ پریشان اور فکر مند ہو گئی تھی۔ پھر وہ منہموم سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ معاملہ تو کچھ زیادہ ہی بگڑ گیا ہے۔ اس -حرب بن جدیس نے اپنے غلاموں اور ملازموں کو آواز دے لی ہے اس حویلی میں اس کے کافی ملازم اور غلام ہیں اور جب وہ تم پر حملہ آور ہوں گے تو وہ تم کو بھاگنے کا موقع نہیں دیں گے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یہاں سے بھاگنے بھی کون لگا ہے۔ میں تو اس -حرب بن جدیس اور اس کے غلاموں اور ملازموں کو یہاں سے بھاگ کر رہوں گا۔ پھر یوناف نے اپنی زمییل کے اندر سے جسامت میں دس گنا کم کیا ہوا بن مانس نکالا جو بندر کا ایک چھوٹا سا بچہ دکھائی دیتا تھا۔ پھر جب یوناف نے اس پر اپنا عمل کیا اور بن مانس اپنی طبعی جسامت میں آیا تو اسے دیکھتے ہوئے عروہ جنہیں مارتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ ساتھ ہی یوناف نے اس بن مانس پر دوسرا عمل کرتے ہوئے اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کر دیا تھا۔ پھر وہ اس بن مانس کو لے کر اپنے پہلو میں کھڑا ہو گیا تھا اور بن مانس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا جواب میں بن مانس بڑے پیارے انداز میں اس کی چھاتی سے اپنا منہ رگڑنے لگا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے عروہ کو بھی کچھ حوصلہ ہوا اور وہ دوبارہ یوناف کے پہلو میں آکر کھڑی ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک حویلی کے اندر سے -حرب بن جدیس کے غلام اور ملازم اپنی اپنی کھواریں سونے نکلے تھے۔ یوناف نے بن مانس کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا اور خود بھی اپنی کھوار سونے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ رہا تاکہ کوئی اسے زیادہ زخمی نہ کرنے پائے۔

حویلی سے نکلنے والے ان غلاموں اور ملازموں نے جب یوناف کے ساتھ دیو ہیکل بن مانس دیکھا تو وہ خوفزدہ سے ہو گئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف نے ان میں سے دو پر حملہ کیا ان کی کھواریں کاٹ دیں اور جن کی کھواریں اس نے کاٹی تھیں ان دونوں کو بن مانس نے اپنے دونوں بچوں میں اٹھا کر کچھ اس طرح کھلونوں کی طرح اوپر اچھالا کہ وہ دونوں بلند درختوں کی اونچائی تک جا کر نیچے گرے تھے انہیں یوناف نے زمین پر نہ گرنے دیا بلکہ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے انہیں اپنے ہاتھوں میں لیا اور زمین پر رکھ دیا۔ پھر وہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھو اگر تم نے مجھ سے اور میرے اس بن مانس سے ٹکرانے کی کوشش کی تو تم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ تمہاری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ حویلی کے اندر چلے جاؤ اور -حرب بن جدیس تمہیں پھر پکارے تو تم باہر مت آنا میں خود اس -حرب بن جدیس سے نمٹ لوں گا۔

اگر یہ بات ہے تو میں ایسے شہر میں رہتا ہی پسند نہیں کرتا جس میں میرے اور میری اولاد کے درمیان مزاحمت کی جائے۔ اگر یہ معاملہ ہے تو میری جائیداد اور زمین خرید لو میں یہاں سے نکل جاؤں گا۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس پر آمادہ ہو گئے عمرو بن عامر نے ایک ایک کر کے اپنی ساری جائیداد فروخت کر دی اور جب ساری جائیداد فروخت کرنے کے بعد اس کے پاس رقم جمع ہو گئی تو اس نے اپنا سارا مال و اسباب باندھا اور مارب سے رخصت ہونے لگا۔ رخصت ہوتے وقت اس نے مارب شہر کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو مارب کے لوگو۔ میں تمہیں پیشگی اطلاع دیتا ہوں کہ ایک بہت بڑا عذاب تم لوگوں کے سروں پر منڈلا رہا ہے اور یہ عذاب پانی کا سیلاب ہے سد مارب ٹوٹنے والا ہے اور جو بند باندھ کر پانی کے بے پناہ ذخائر تم نے جمع کر رکھے ہیں وہ میلوں پھیلی ہوئی زمینوں میں سیلابی کیفیت طاری کر دیں گے۔ اس طرح تم پر عذاب نازل ہو گا اور تمہارا زوال عنقریب آگئے گا۔

سنو لوگو میری باتیں غور سے سنو۔ وہ بدترین عذاب اور سیلاب آنے سے پہلے ہی ان سرزمینوں سے نکل کر ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ اگر تم میں سے کوئی نے گھر کے سخت بخار کا اور دور کے سفر کا مشتاق ہو تو وہ عدن چلا جائے اگر کوئی شراب، کہاب اور دیگر مشروبات کا شوقین ہو تو بصرہ کا رخ کرے اور اگر کوئی زمین میں گزے ہوئے درختوں کے پھل محل میں بیٹھ کر آرام سے کھانا چاہے تو وہ یثرب چلا جائے۔ جہاں کھجوروں کی کثرت ہے۔

لوگوں نے عمرو بن عامر کی بات مان لی۔ اور مارب شہر سے نکلنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ عمرو بن عامر کی اس تنبیہ کے بعد بنو غسان اردن اور شام کی طرف چلے گئے اوس اور خزرج قبیلے یثرب میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ بنو خزائمہ جدہ کے قریب تہامہ کے علاقے میں سکونت اختیار کر گیا قبیلہ ازد عمان جا کر آباد ہوا۔ لحم اور جذام اور کنفہ بھی نکلنے پر مجبور ہوئے حتیٰ کہ یمن میں سیاہ فام کی کوئی قوم باقی نہ رہی اس کے بعد مارب کا بند ٹوٹ گیا اور سیلاب نے تباہی مچا کر رکھ دی تھی۔ سیلاب سے پہلے ہی پہلے یوناف اور عروشہ مارب شہر سے نکل کر اوس و خزرج کے قبائل کے ساتھ یثرب کی طرف چلے گئے تھے۔

یوناف اور عروشہ نے اپنی رہائش کیلئے یثرب کے نواح میں ایک سرائے میں کمرہ حاصل کر لیا تھا جب میاں بیوی اس کمرے میں داخل ہوئے تو عروشہ نے بڑے پیار بڑی محبت اور رغبت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کے انداز سے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے آپ اس شہر میں پہلے بھی آ چکے ہیں۔ اس بات پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے اس سے پہلے بھی میں کئی بار اس شہر میں آ چکا ہوں۔ اس شہر کی

آیا اپنی ساری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بن مانس کی جسامت بندر کے بچے کے برابر کی اسے اپنی ذنبیل میں بند کر لیا۔ اس کے بعد وہ عروشہ کو لے کر حویلی سے نکل گیا دونوں سیدھے مارب شہر کے نواح میں اس سرائے میں آئے جس میں یوناف نے قیام کیا ہوا تھا۔ وہاں سرائے کے مالک کے تعاون سے دونوں نے شادی کر لی پھر دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے اسی سرائے میں رہنے لگے تھے۔

○

دوسرے روز صبح سویرے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر حرکت میں آیا اور مارب شہر کے لوگوں کے سامنے اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے یہ فلاں کام میرے لئے کرو۔ بیٹے نے جس طرح باپ نے سمجھا رکھا تھا فوراً انکار کر دیا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ جواب میں کاہن عمرو بن عامر اپنے بیٹے غزیہ کو برا بھلا کہنے لگا غزیہ نے بھی باپ کے حکم کے مطابق اسے برا بھلا کہا۔ آخر غصے میں آ کر عمرو بن عامر نے اپنے بیٹے غزیہ کو طمانچہ مار دیا۔ غزیہ نے بھی باپ کے طمانچہ دے مارا۔ اس پر عمرو بے انتہا غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میری اولاد ہو کر مجھ پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ چھری لاؤ لوگو چھری لاؤ۔ عمرو بن عامر کا چیخ و پکار پر لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور جمع ہونے والوں نے پوچھا چھری کیا کرو۔ عمرو بن عامر بول اور کہنے لگا اپنے بیٹے غزیہ کو ذبح کروں گا۔

لوگوں نے پوچھا کیا تم اپنے بیٹے کو ذبح کرو گے مار پیٹ لویا جو تمہارے دل میں آئے کرو۔ مگر ذبح نہ کرو۔ مگر عمرو بن عامر نہ مانا۔ اور اڑ گیا کہ میں غزیہ کو ذبح ہی کروں گا۔ لوگوں نے کہا کہ اس لڑکے غزیہ کے ماموؤں کو تو خبر کرو کہ تمہارے بھانجے کو تمہارا بہنوئی ذبح کئے دے رہا ہے۔

آخر غزیہ کے ماموؤں کو خبر کی گئی وہ بھاگے بھاگے آئے انہوں نے کہا کہ غزیہ کی گتہ خفی کا بدلہ ہم سے جو چاہو لے لو۔ مگر اسے معاف کر دو۔ عمرو بن عامر اپنی بات پر اڑ گیا اور ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا میں تو اسے ذبح ہی کروں گا۔ غزیہ کے ماموؤں نے عمرو بن عامر کو بڑا سمجھایا کہ وہ ایسا نہ کرے جب عمرو بن عامر ضد پر قائم رہا تو غزیہ کے ماموؤں نے دھمکی دی کہ اگر تم نے ہمارے بھانجے غزیہ کو ذبح کرنے کی کوشش کی تو اس کے ذبح کرنے سے پہلے ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے اس پر عمرو بن عامر بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

گلی گلی۔ کوچہ کوچہ۔ محلہ محلہ میرا آشنا ہے۔ اس شہر میں جو سب سے بہترین اور قابل دید شے ہے وہ ایک دو منزلہ محل ہے اس پر عروش بولی اور فوراً پوچھ لیا۔

یہ محل کس نے بنایا ہے کون اس میں رہتا ہے اور کس لحاظ سے قابل دید ہے اس پر یونان پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ عروش بنی اسرائیل ہی نہیں بلکہ حجاز کے مقامی عربوں کا بھی خیال ہے کہ ان سرزمینوں میں ایک نبی برپا ہو گا جو خداوند کی طرف سے آخری اور سب سے عظیم اور محترم رسول ہو گا۔ یہاں کے لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یثرب شہر اس آنے والے رسول کا دارالہجرت ہو گا۔

کبھی یمن کا بادشاہ سعد کرب بھی اس شہر پر حملہ آور ہوا تھا جب اسے پتہ چلا کہ یہ شہر ایک آنے والے رسول کا دارالہجرت ہے تو وہ غائبانہ طور پر اس رسول پر ایمان لے آیا اور اس نے اس شہر میں ایک دو منزلہ محل تعمیر کیا اور لوگوں سے کہا کہ نسل در نسل اس محل کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں اور جب وہ محترم رسول ہجرت کر کے اس شہر میں تشریف لائیں تو اسی محل کو ان کی قیم گاہ بنایا جائے۔ لہذا اس رسول کے انتظار میں لوگ اس محل کی دیکھ بھال کرتے ہیں اس لحاظ سے محل قابل دید ہے۔ کو عروش ہے یا نہیں۔ جواب میں عروش مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

یقیناً ہے اور میں آپ کے ساتھ اس محل کو دیکھنے ضرور جاؤں گی۔ اس پر یونان بولا اور کہنے لگا۔ آج کھانا کھانے کے بعد آرام کرتے ہیں اس کے بعد میں کل سے تمہیں شہر اور اس کے مضافات میں گھمانا شروع کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے کمرے کا اچھی طرح جائزہ لینے اپنا سامان رکھنے اور منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ دونوں بچے بھٹیاری خانے میں گئے وہاں سے کھانا کھایا پھر آرام کرنے کے لئے وہ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

رومن شہنشاہ ہادریان کے دور حکومت میں رومن سلطنت کے اندر کئی ایک بغاوتیں رونما ہوئیں جنہیں ہادریان نے بڑی سختی کے ساتھ کچل کر رکھ دیا۔ پہلی بغاوت فلسطین میں یہودیوں نے کی۔ جسے قیصر ہادریان نے اپنے بہترین جرنیل مارکیوس ٹرو کی مدد سے ناکام بنا دیا۔ دوسری بغاوت ماریطانیہ میں اٹھی یہ بغاوت انتہائی سخت تھی اس لئے کہ ماریطانیہ کے وحشیوں نے رومنوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور کسی بھی صورت رومنوں کا کہا ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ یہاں بھی ہادریان نے اپنے جرنیل مارکیوس ٹرو کو روانہ کیا اور اس نے ماریطانیہ کی بغاوت کو بھی فرو کر دیا۔

تیسری بغاوت شمالی انگلستان میں اٹھی اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے ہادریان بذات خود لشکر لے کر گیا۔ شمالی انگلستان کی بغاوت کو ہادریان نے بڑی سختی کے ساتھ کچل دیا۔ ہادریان ابھی اس بغاوت کو کچل کر فارغ ہوا ہی تھا کہ خود اٹلی کے اندر بغاوت رونما ہو گئی۔

اٹلی کے اندر یہ بغاوت ہادریان کے ایک سابق جرنیل یوسیوس نے کی تھی۔ یوسیوس پہلے لشکروں کا کماندار تھا اس کی دیانتداری اور خلوص پر شک کرتے ہوئے ہادریان نے اسے علیحدہ کر دیا اور مارکیوس ٹرو کو اپنا سپہ سادر بنا دیا تھا۔ جس کی بناء پر سابق جرنیل یوسیوس نے چند اور جرنیلوں کے ساتھ مل کر بغاوت کر دی لیکن ہادریان کی خوش قسمتی کہ وہ اپنے اس جرنیل یوسیوس کی بغاوت کو بھی ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہادریان کے آخری دور میں آخری بغاوت ایک بار پھر فلسطین میں اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس طرح کہ پہلی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد قیصر روم ہادریان نے یروشلم شہر کے پاس نہ صرف یہ کہ رومنوں کی ایک بہتی قائم کی تھی بلکہ یروشلم شہر کے باہر جبل زیتون پر اس نے اپنے ایک دیوتا جیوپیٹر کا مندر بھی تعمیر کر دیا تھا۔

یہودیوں نے یروشلم کے پاس رومنوں کی بہتی اور یروشلم جیسے شہر کے قریب رومنوں کے دیوتا جیوپیٹر کے مندر کو انتہائی طور پر ناپسند کیا۔ اندر ہی اندر رومنوں کے خلاف ایک تحریک کام کرتی رہی یہاں تک کہ دو سرکردہ اشخاص سامنے آئے اور انہوں نے رومنوں کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی۔

پہلے شخص کا نام ایلی زار تھا یہ ایک مذہبی شخص تھا اور یہودیت کا بہترین عالم خیال کیا جاتا تھا۔ دوسرے کا نام برکوشیا تھا اور یہ اس لشکر میں جرنیل تھا جو رومنوں کی طرف سے فلسطین میں مقرر تھا۔ بہر حال ایلی زار اور برکوشیا نے مل کر بغاوت کر دی۔ یہودیوں کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسے مسلح کر کے رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

جب لشکر تیار ہو گیا تو ایلی زار اور برکوشیا دونوں حرکت میں آئے اور یروشلم کے قریب جو رومنوں نے اپنی بہتی تعمیر کی تھی ان دونوں نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ جبل زیتون پر جو جیوپیٹر کا مندر بنایا تھا وہ بھی گرا دیا گیا۔

یہودیوں کی ان حرکات کی خبر جب قیصر روم ہادریان کو پہنچی تو اس نے فلسطین کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا اسے اس کام کی یہودیوں کو سزا دینے کا حکم دیا۔ لیکن فلسطین کے اندر جس قدر رومن تھے یہودیوں نے حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا۔

ہادریان دوبارہ حرکت میں آیا۔ شام میں ان دنوں چونکہ رومنوں کی حکومت تھی لہذا

ہادریان نے شام میں اپنے جرنیل کو حکم دیا کہ فوراً فلسطین میں یہودیوں پر حملہ آور ہو اور ان کی بغاوت کو فرد کرے۔ شام کا رومن جرنیل فلسطین میں یہودیوں پر حملہ آور ہوا لیکن اسے بدترین شکست ہوئی اور وہ شام کی طرف بھاگ گیا۔

یہ حالات دیکھتے ہوئے قیصر روم ہادریان نے محسوس کیا کہ اگر یہودیوں کو یوں ہی کھلی چھٹی دے دی گئی تو ان کی بغاوت اس قدر زور پکڑ جائے گی کہ اسے ختم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ لہذا اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کی کمانداری اس نے اپنے ایک جرنیل جیولیس سیوریوس کو دی۔ یہ جرنیل اس سے پہلے برطانیہ میں اٹھنے والی بغاوتوں میں بہترین کارہائے نمایاں انجام دے چکا تھا۔ یہ جیولیس سیوریوس اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین آیا۔ لگاتار یہ تین سال تک فلسطین میں باغی یہودیوں کے ساتھ برسرِ یار رہا۔ اور گروہ در گروہ ان کا قتل عام کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے سارے باغی یہودیوں کا خاتمہ کر دیا اور فلسطین کے اندر اس نے ایک بار پھر رومنوں کیلئے امن و امان قائم کر دیا۔ اس کے بعد قیصر ہادریان صرف ایک سال زندہ رہا اور پھر اپنی طبعی موت مر گیا۔

قیصر روم ہادریان ۱۳۸ء میں فوت ہوا تو اس کی جگہ سابق رومن شہنشاہ ٹراجن کا بیٹا انتونیوس تخت نشین ہوا۔ ایران کے شہنشاہ بلاش دوم نے اسے تبریک پیش کرنے کے لئے اپنا سفیر دربار روم میں بھیجا جس کے ذریعے قیصر کیلئے بلاش دوم نے سونے کا تاج بھی پیش کیا یہ حقیقت ان سکوں سے ظاہر ہوئی ہے جو انتونیوس نے اپنے حکومت کے سال اول میں بنائے تھے۔ ان سکوں کے ایک طرف قیصر روم کے سر کی شبیہ تھی دوسری طرف ایک عورت تھی جس کے ہاتھیں ہاتھ میں ترکش اور کمان تھا اور دائیں ہاتھ میں تاج تھا جو اس نے پیش کش کے لئے آگے بڑھایا ہوا تھا۔ اور سکوں پر پارتھیا یعنی فارس کا نام بھی نقش ہے۔

بلاش دوم نے قیصر روم انتونیوس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ قیصر روم اشکانیوں کا تاج زرین واپس بھیج دے جو اس کا باپ ٹراجن نے لے گیا تھا۔ لیکن انتونیوس نے ٹراجن کی فتح کی یادگار کو واپس بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔

بلاش کا تحفہ تحائف دے کر اپنے سفیر کو قیصر روم کے دربار میں بھیجا اس عہد کی آخری روداد ہے جو تاریخوں میں ملتی ہے۔ اس کے علاوہ قدیم تاریخوں میں اور کوئی ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ زمانہ اشکانی حکومت کے ضعف اور پیری کا زمانہ تھا۔ کیونکہ جب آلائی قبائل ایران پر حملہ آور ہوئے تو انہیں زر و مال دے کر ملک سے نکالا گیا۔ قیصر روم نے جب فرسند کی حوصلہ افزائی کی تو بلاش دوم نے اپنے ہاتھ بٹا کر روک دیا۔

تھا۔ اور حرف احتجاج تک زبان پر نہ لایا تھا۔ زرین تاج کی واپسی کا مطالبہ ہونے پر بھی اس کے چہرے پر غیض و غضب کی کوئی شکن نمودار نہ ہوئی تھی۔ اس لئے کہ وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ رومنوں کا مقابلہ کر سکے۔ ۱۳۸ء میں بلاش دوم کا بھی انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا بلاش سوم اشکانی سلطنت کے تخت و تاج کا مالک بنا۔

قیصر روم انتونیوس کے دور حکومت میں زیادہ تر امن ہی قائم رہا۔ تاہم چھوٹی چھوٹی بغاوتیں رونما ہوئیں جو ختم کر دی گئیں۔ فلسطین میں یہودیوں نے بغاوت کی جس کا خاتمہ کر دیا گیا اس سے بڑی ایک بغاوت مصر میں اٹھی۔ اسے بھی دبا دیا گیا۔ ڈینیوب اور بحر اسود کے آس پاس ان علاقوں میں بھی بغاوتیں اٹھیں جو رومنوں کے تحت تھے لیکن یہاں بھی باغیوں کی سرکوبی کر دی گئی تھی۔

اس کے علاوہ شمال سے کچھ وحشی ایشین قبائل بھی دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کی سلطنت پر حملہ آور ہوئے یہ لوگ اس قدر تیزی سے اور اس قدر خونخواری کے ساتھ علاقوں پر وارد ہوئے کہ شمالی علاقوں کو تباہ اور برباد کرتے ہوئے یہ یونان تک پہنچ گئے تھے لیکن رومنوں کی خوش قسمتی کہ انہیں ان وحشی ایشین کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا بلکہ یہ یونان تک تباہی اور بربادی پھیلانے کے بعد خود ہی واپس ایشیا کی طرف لوٹ گئے تھے۔

اس کے علاوہ برطانیہ میں یارک شاہ اور ڈبل شاہ میں بھی رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھیں لیکن قیصر روم انتونیوس کی خوش قسمتی کہ اس کا جرنیل جو برطانیہ میں امن و امان قائم کرنے کا ذمہ دار تھا اس نے بڑی سختی کے ساتھ برطانیہ میں بغاوتوں کو کچل دیا تھا۔

انتونیوس کے آخری دور میں ایرانی حکومت کے ساتھ تعلقات انتہائی کشیدہ ہو گئے تھے۔ لیکن انہیں رومن قیصر روم انتونیوس ایک ماہ بیمار رہ کر مر گیا اور اس کی جگہ مارس اور لیس رومنوں کا حکمران بنا۔

جوں ہی مارس اور لیس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ایرانیوں کے حکمران بلاش سوم نے ایران کی گزشتہ کوتاہیوں اور شکستوں کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے عزم کیا کہ آرمینیا پر حملہ آور ہو اس کے بعد دیگر علاقوں میں رومنوں کے خلاف برسرِ یار ہو جائے۔ رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کی بلاش سوم کے پاس دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ آرمینیا کا بادشاہ اشکانی نسل سے تعلق نہیں رکھتا تھا اور براہ راست قیصر روم کو جواب دہ تھا جبکہ ایرانی آرمینیا کو اپنا علاقہ سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس پر حکمران بھی

انکا اپنا ہی ہو اور وہ انہیں ہی جواب دے ہو۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ بلاش سوئم کے باپ بلاش دوئم کا تخت زرین قیصر روم نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ بلاش دوئم نے کئی بار اپنے تخت زرین کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن قیصر روم نے حقارت کے ساتھ مطالبہ مسترد کر دیا تھا۔ لہذا بلاش سوئم رومنوں پر حملہ آور ہو کر فوائد حاصل کرتے ہوئے اپنے باپ کا تخت زرین بھی رومنوں سے واپس لیتا چاہتا تھا۔

بہر حال بلاش سوئم نے رومنوں کے خلاف اپنی تنگ و دو اور حملے کی ابتدا آرمینیا سے کی۔ وہ بے درد گزرگاہوں پر آزادی کی آہٹ، خودداری کے کھٹکے اور خون آلود خواہشوں کی طرح حرکت میں آیا۔ ایک جہانگیر جذبہ، اجڑی قوم کو آباد کرنے، غلامی کی زنجیروں پر ضرب لگانے اور وہم و گمان کے پردے ہٹانے کا عزم لئے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا اور آرمینیا پر طغیانی قہرانی غارتگریوں کے خروج۔ بیجان خیز طوفانوں اور ریگستانی دیرانوں کی طرح حملہ آور ہوا۔

رومنوں کی طرف سے آرمینیا کے بادشاہ سوئمیس نے اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ آرمینیا کا دفاع کیا اور جس قدر لشکر اس کے پاس تھا وہ سارا اس نے بلاش سوئم کے مقابلہ لکھڑا کیا۔ لیکن اپنے پہلے ہی حملے میں بلاش سوئم نے ایسی خونخواری اور ایسی جراتمندی کا مظاہرہ کیا کہ اس نے آرمینیا کے بادشاہ سوئمیس کے لشکر کی حالت آوازوں کی گھٹن، بکھرے بکھرے خوابوں، ادھورے لمحوں، ٹوٹی ساعتوں اور سمٹی خواہشوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

آرمینیا کے وسیع میدانوں، کوہستانی سلسلوں، وادیوں میں جگہ جگہ بلاش سوئم نے آرمینیا کے حکمران سوئمیس کو بدترین شکستیں دیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آرمینیا کا حکمران سوئمیس اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جان بچانے کے لئے شام کی رومن حکمران حکومت کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کے بھاگ جانے کے بعد ایران کے حکمران بدش سوئم نے اپنی طرف سے ایک اشکانی شہزادے ٹیکرینس کو آرمینیا کا حکمران مقرر کر دیا۔

اس شاندار فتح کے نتیجے میں بلاش سوئم کا رومنوں کے خلاف مزید فتوحات حاصل کرنے کا عزم فطرت کے تجسس، طبعی ترنگ، تلخی حیات اور زندگی کی زہر آلود ساعتوں جیسا پھیلتا چلا گیا تھا۔ دوسری طرف جب رومنوں کے شہنشاہ مارکس اوریلیس کو آرمینیا میں ان کے حکمران سوئمیس کی بلاش سوئم کے ہاتھوں بدترین

میں اپنے جرنیل سوری آئس کو حکم دیا کہ وہ فوراً ایک جرار لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے بلاش سوئم کے ساتھ جنگ کرے اسے اور اشکانی شہزادے ٹیکرینس کو آرمینیا سے نکال باہر کرے اور آرمینیا کے سابق حکمران سوئمیس کی حکومت کو بحال کرے۔ یہ حکم ملتے ہی رومن جرنیل سوری آئس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ایران کے حکمران بلاش سوئم کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے اس نے ارض شام سے آرمینیا کی طرف رخ کیا تھا۔

دوسری طرف بلاش سوئم بھی غافل نہ بیٹھا ہوا تھا وہ رومن جرنیل سوری آئس کی نقل و حرکت سے اپنے جاسوسوں کے ذریعے پوری طرح آگاہ تھا۔ لہذا اس کے مجبوروں نے جب اطلاع دی کہ شام کا رومن جرنیل سوری آئس ایک بہت بڑا لشکر لے کر آرمینیا کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو بلاش سوئم نے اپنے ایک جرنیل کو نام جس کا خسرو تھا سوری آئس کا مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کا ایک حصہ دے کر روانہ کیا۔

رومن جرنیل بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے ابھی ایلیہ کے مقام پر پہنچا تھا کہ بلاش سوئم کا جرنیل خسرو اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کھڑا ہوا۔ لہذا ایلیہ کے دیرانوں اور وسیع میدانوں کے اندر دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے لگے تھے۔ یہ وہی میدان تھا جہاں چند برس پہلے رومنوں کے شہنشاہ ٹراجن نے اشکانیوں کو فیصلہ کن شکست دینے کے بعد ان سے خراج وصول کیا تھا۔

ایلیہ کے میدانوں میں جنگ کی ابتداء ہوتے ہی اشکانی لشکر رومنوں پر بھولی بھری زہریلی یادوں، بھیاںک سرزمینوں کے شدید موسم، چار سو پھیل جانے والی جہر کی تعبیروں اور اڑتی گرد سے بھرپور جذبوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ اشکانی لشکریوں کے حوصلے بند تھے اس لئے کہ وہ اس سے قبل آرمینیا میں رومنوں کو بدترین شکست دے چکے تھے لہذا انہوں نے اپنے ذہنوں میں یہ بات بٹھالی تھی کہ ان کے مقابلے میں رومن ناقابل شکست نہیں ہیں لہذا اگر وہ ہمت سے کام لیں تو ایشیا سے رومنوں کو نکال باہر کر سکتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ ایلیہ کے میدانوں میں رومنوں کو ٹکالنے ہی کے جذبے کے تحت ان کے سامنے سیدہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے تھے۔

دوسری طرف رومن بھی یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر اشکانیوں کے ہاتھوں انہیں بچے در بچے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تو ایشیاء میں انکی حیثیت انتہائی دگرگوں ہو کر رہ جائے گی لہذا وہ بھی اپنے جرنیل سوری آئس کے اشتعال دلانے پر وقت کی پھیلتی دھول،

تھے۔ جنگ کا بازار پوری طرح گرم ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے سوار، بڑے بڑے جنگجو لوہے سے کٹتے ہوئے اپنے خون سے زمین کو رنگین کرنے لگے تھے۔ رومنوں کو پختہ امید تھی کہ ایلیا کے میدانوں میں وہ اشکانیوں کو بہت جلد شکست دے دیں گے اس لئے کہ انہی میدانوں میں اس سے پہلے ان کا ایک شہنشاہ ٹراجن ایرانیوں کو بدترین شکست دے چکا تھا۔ لیکن جلد ہی محسوس ہونے لگا کہ جیسے اشکانیوں نے آہنی قوتوں کے جنون میں آندھیاں اوڑھ لی ہوں اور وہ تشنگی کے سراپوں میں تیرگی کے طوفان کھڑے کرنے کا عزم کر چکے ہوں۔

جلد ہی اشکانی رومنوں پر غالب آنے لگے اور رومنوں کے لشکر کی اگلی صفوں کی حالت اشکانیوں نے وقت کی آندھیوں کے بدترین آشوب میں حشر کی تمہید رات، پراسرار رست کے سفر میں بھٹکتی آرزوں، جوش مارتے بھنور میں ظلمت کی اسیری اور چتے صحرا میں قلب و روح کے ان گنت گھاؤ جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ رومنوں نے اپنی طرف سے بہتری کو شش کی کہ ایک دوسرے کا ساتھ دہتے ہوئے اشکانیوں کے سامنے جم جائیں اور میدان جنگ اپنے ہاتھ میں لے میں لیکن اشکانی تو گویا سر پر کفن باندھ کر میدان میں داخل ہوئے تھے۔ وہ میدان جنگ میں جدھر بھی رخ کرتے لاشوں کے انبار اپنے پیچھے چھوڑتے چلے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر تک مزید جب جنگ جاری رہی تو اچانک جنگ کا نقشہ بدل گیا۔

اس لئے کہ اشکانی جرنیل خسرو نے اپنے لشکر کو رومنوں کے لشکر کے اطراف میں پھیلانا شروع کر دیا تھا پھر وہ لمحہ بھی آیا جب اشکانیوں نے تین اطراف سے رومن لشکر کا قتل عام شروع کر دیا۔ رومن جرنیل سوری آلس نے جب دیکھا کہ چند ہی لمحوں بعد اس کے مقدر میں بدترین شکست لکھی جانے والی ہے تو وہ اپنی جان بچانے کی خاطر بھاگ گیا جبکہ اس کے سارے لشکر کو اشکانیوں کے جرنیل خسرو نے تہ تیغ کر رکھا تھا۔

رومن جرنیل کے خلاف خسرو کی اس شاندار فتح نے اشکانیوں کے حوصلے مزید بلند کر دیئے۔ جب خسرو کی شاندار فتح کی خبر آرمینیا میں اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم کو ملی تو اس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آرمینیا سے کوچ کیا اور اپنے باقی لشکر کے ساتھ اپنے جرنیل سے آن ملا۔ پھر بلاش سوئم نے اپنے اس متحدہ لشکر کے ساتھ ایشیا میں رومنوں کے سب سے بڑے گڑھ شام کی طرف پیش قدمی کی۔ دمشق شہر کے باہر گھسان کا رن پڑا دونوں طرف کے ان گنت لشکری موت کے گھاٹ اتر کر خاک و خون ہو گئے اس جنگ میں بھی بلاش سوئم کا پلہ بھاری رہا اور اس نے دمشق شہر سے باہر رومنوں کو نہ صرف یہ کہ بدترین شکست دی بلکہ انکے لشکر کے اکثر حصے کو اس نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا تھا۔

اس طرح آرمینیا اور شام میں بلاش سوئم نے ایک طرح سے رومنوں کی قوت کا خاتمہ کر دیا تھا ان کامیابیوں کے بعد بلاش سوئم نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ رومنوں کا کم از کم ایشیا میں مکمل طور پر خاتمہ کر دیا جائے۔

رومنوں کے شہنشاہ مارکس اوریلیس کو جب یکے بعد دیگرے ایلیا اور شام میں رومنوں کی بدترین شکستوں کی خبریں ملیں تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ لہذا اس نے اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم کی پیش قدمی روکنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار رومن شہنشاہ مارکس اوریلیس نے ایک نامور جرنیل اوڈینیس کیسیس کو بنایا اوڈینیس کیسیس کا حوصلہ بند کرنے کے لئے رومن شہنشاہ نے اپنی خوبصورت بیٹی اینوسیلہ کی شادی اوڈینیس کیسیس سے کر دی تھی تاکہ اوڈینیس کیسیس مزید حوصلے اور غلوں کے ساتھ بلاش سوئم سے جنگ کرے۔ بہر حال یہ نیا رومن جرنیل اوڈینیس کیسیس اپنے جرات لشکر کو لے کر ایشیا کی طرف بڑھا تھا تاکہ اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم سے مقابلہ کرے۔

روم سے اوڈینیس کیسیس کی روانگی کے چند ہی یوم بعد رومن شہنشاہ مارکس اوریلیس نے ایک اور اتنا ہی بڑا لشکر تیار کیا جتنا اس نے اوڈینیس کیسیس کی سرکردگی میں روانہ کیا تھا۔ اس نئے لشکر کی کمانداری رومن شہنشاہ نے اپنے ایک نئے جرنیل اسٹالیس پر لیکس کے حوالے کی اور اسے بھی اس نے ایشیا کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دے دیا تھا۔

یہ دونوں رومن جرنیل یکے بعد دیگرے ایشیا کے ساحل پر اترے۔ پہلے جرنیل اوڈینیس کیسیس کا ٹکراؤ یورپس کے مقام پر اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم سے ہوا۔ خوش قسمتی سے یورپس کے مقام پر لڑی جانے والی اس جنگ میں رومن جرنیل اوڈینیس کیسیس کو شاندار فتح نصیب ہوئی اور بلاش سوئم کو پسا ہونا پڑا۔ دوسری طرف دوسرا رومن جرنیل اسٹالیس پر کیسیس بھی تیزی سے حرکت میں آیا اس نے جب دیکھا کہ اشکانیوں کا بادشاہ بلاش سوئم اس کے ساتھی جرنیل اوڈینیس کے ساتھ برسرِ پیکار ہے تو وہ تیزی سے آرمینیا کی طرف بڑھا۔ آرمینیا میں اشکانیوں کا جو چھوٹا سا لشکر تھا اسے اسٹالیس نے بدترین شکست دی اور آرمینیا کے مرکزی شہر ارماکتا کو اس نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور آرمینیا کے سابق حکمران سویمس کی حکومت اس نے آرمینیا میں بحال کر دی تھی۔

اسٹالیس آرمینیا میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد آرمینیا ہی میں مقیم رہا جبکہ دوسرا جرنیل اوڈینیس یورپس کے مقام پر بلاش سوئم کو شکست دینے کے بعد شام کی طرف

یونان نے ابھی تک یثرب شہر کے نواح میں اسی سرے کے اندر قیام کیا ہوا تھا۔ جمال وہ یمن سے کوچ کرنے کے بعد اپنی بیوی عروہ کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس دوران عروہ بوڑھی ہو کر اس دنیا سے کوچ کر چکی تھی جبکہ یونان اکیلا ہی اس سرے کے کمرے میں قیام کئے ہوئے تھا۔ ایک روز وہ اپنے کمرے میں لباس تبدیل کرنے کے بعد نیچے بھینار خانے میں کھانا کھانے کیلئے نکلنے والا تھا کہ اسیک نے اس کی گردن پر پس دیا پھر اسیکا کی خوش کن اور شیریں آواز یونان کی سماعت سے ٹکرائی۔

سنو یونان۔ لگتا ہے ان علاقوں کے اندر ایک انقلاب ایک خوں ریزی رونما ہونے والی ہے۔ اس پر یونان نے چمکتے ہوئے پوچھا۔ دیکھو اسیکا کھل کر کو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اس پر اسیکا تھوڑی خاموش رہی اس کے بعد اس کی آواز پھر یونان کی سماعت میں رس گھولتی چلی گئی تھی۔

سنو یونان۔ یمن سے نکل کر یثرب میں آکر آباد ہونے والے اوس و خزرج قبائل کا ایک شخص جس کا نام روتیل ہے وہ شام کی طرف گیا ہے اور وہ یہاں کے یہودیوں کے خلاف بنو غسان کے بادشاہ ابوجبلہ سے مدد حاصل کرنا چاہتا ہے سنو یہ غسان قبیلہ بھی اوس خزرج کی طرح یمن ہی سے مارب کا بند ٹوٹنے کی وجہ سے شام کی طرف چل گیا تھا اور وہاں انہوں نے طاقت اور قوت حاصل کر کے ان علاقوں پر اپنی سلطنت قائم کرنی اب ایک شخص ابوجبلہ ان پر حکومت کر رہا ہے اور یہ روتیل یثرب کے یہودیوں کے خلاف اسی ابوجبلہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے گیا ہے۔ اس پر یونان بول اور پوچھنے لگا۔

لیکن اسیکا۔ یہ عربوں کا روتیل نام کا سردار کیوں یہودیوں کے خلاف ابوجبلہ سے مدد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہاں آنے کے بعد عربوں کو یہاں سے کوئی شکایت ہے اس پر اسیکا دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی دیکھ یونان گزشتہ کئی برسوں سے یثرب میں سارے یہودی قبائل کا ایک مشترکہ سردار ہے جس کا نام قیہن ہے یہ انتہائی شیریں طبع ادبش اور بدکردار انسان ہے عربوں کے یہاں جس لڑکی کی بھی شادی ہوتی ہے تو پہلی شب اسے اپنے شوہر کے یہاں بھیجنے کے بجائے قیہن کی خلوت گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ قیہن کا حکم ہے۔ اوس و خزرج کے عرب چونکہ یہودیوں کے مقابلے میں کمزور ہیں لہذا وہ قیہن کے خلاف بغاوت بھی نہیں کر سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں تو یثرب کے یہودی انہیں مکمل طور سے کچل کر رکھ دیں۔

لہذا قیہن کی اسی بد معاشی اور ادبش کی شکایت عربوں کا سردار روتیل بنو غسان کے بادشاہ ابوجبلہ کے پاس لے کر گیا ہے۔ شاید وہ ابوجبلہ کو یثرب پر حملہ آور ہونے کی

اور یہاں بھی اس نے اشکانیوں کو شکست دے کر شام پر قبضہ کر لیا تھا۔ اوپڈ نہیں شام ہی کی فتح پر قناعت نہیں کرنا چاہتا تھا اب وہ اپنے سابق شہنشاہ نراجن کی طرح فاتح پارس کھانا چاہتا تھا چنانچہ اس نے ایرانی مملکت پر چڑھائی کی اور بابل شہر کو فتح کر لیا۔

اس کے بعد اوپڈ نہیں نے مزید پیش قدمی کی۔ سلیو کیا فتح کیا اسے مکمل طور پر نذر آتش کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بیسیفون شہر کا رخ کیا اسے بھی بغیر کسی رکاوٹ اور تکلیف کے اوپڈ نہیں نے فتح کر لیا اور بلاش سوئم کے سرمائی محل کو جو اس شہر میں تھا آگ لگا کر کھنڈرات میں تبدیل کر دیا اس شہر میں جس قدر اشکانیوں کے معبد اور مندر تھے ان کو بھی آگ لگا کر رومنوں نے پیوند خاک بنا دیا تھا۔

بیسیفون شہر سے رومنوں کو کثیر تعداد میں مال و دولت ہاتھ لگا۔ اب اشکانیوں کو جگہ جگہ پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس بناء پر اشکانی اب اپنی مدافعت سے بھی مایوس ہوتے جا رہے تھے۔ دوسری طرف پے در پے فتح حاصل ہونے کی وجہ سے اوپڈ نہیں کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور وہ مزید آگے بڑھتے ہوئے کوہستان زاگرس کے سلسلوں کے پاس پہونچا اور آذربائیجان کے کچھ علاقے پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس طرح اوپڈ نہیں سابق رومن شہنشاہ نراجن سے بھی آگے نکل گیا تھا۔

اوپڈ نہیں کی ان شاندار فتوحات کی وجہ سے رومنوں کی سینٹ نے اوپڈ نہیں کو فاتح آرمینیا اور فاتح پارس کے خطاب عطا کئے۔

رومنوں کی ان فتوحات کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک بلائے ناکہانی ان پر نازل ہوئی اور وہ یوں کہ ان کے اندر طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی جس نے بے انتہا تباہی مچائی۔ جو رومن ان دنوں بابل میں مقیم تھے وہ اس وباء سے مکمل طور پر زبردست ہو گئے۔ اہل ایران یہ سمجھنے لگے کہ رومنوں نے چونکہ اشکانیوں کے معبدوں کو تباہ کیا ہے لہذا ان پر یہ طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی ہے۔

ہزاروں رومن اس طاعون کی دبا کا شکار ہوئے اور ہزاروں بھوک سے مر گئے۔ جو بیچ کر روم پہونچے وہ وہاں کے لوگوں کے لئے مصیبت کا باعث بنے اس لئے کہ یہ دبا ان کے ذریعے تک پہونچ گئی تھی۔ وہاں بھی اس وباء نے ہزاروں رومنوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ اس طرح رومن فتوحات کا سلسلہ شروع کئے ہوئے تھے وہ رک گیا اور اشکانیوں نے ایک بار پھر حرکت میں آکر اپنے مفتوحہ علاقوں کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔

ظلم خیال کی طرح پر سکوت کھڑا رہا۔

تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا جبکہ اس جوان کو غور سے دیکھتا رہا جبکہ جیبیلہ کے پیچھے شتر مرغ کے پروں کا چھتر لہراتے والے خدام اور دائیں بائیں کھڑے اس کے محافظ بھی اس اجنبی عرب کو کسی قدر تجسس سے دیکھے جا رہے تھے۔ اس عرب نوجوان کا کچھ دیر جائزہ لینے کے بعد ابوجیبیلہ بولا اور انتہائی نرم پر سکون اور شفقت آمیز آواز میں اپنے سامنے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اجنبی یوں بے بسی سے میرے سامنے کھڑے مت رہو۔ وہاں بیٹھ جاؤ۔ جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو میں غور سے سنوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابوجیبیلہ تھوڑی دیر کا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی نودارد تیرے چہرے پر لاوے کی طرح پھیلا تشدد کا فروغ، تیری آنکھوں میں ریت کے دیرانوں جیسی سراپوں کی پیاس، تیرے باطن میں غمگین علامتوں کے نگار خانے جیسا دکھ اور تیرے لباس پر جچی ہوئی ریت۔ تمہارے باطن کے اندر اٹھنے والے درد و الم کے نصاب، ہر معنوں کی داستانیں، ناکام جذبوں کے رنگوں اور من کے اندر گہور اندھیروں میں ٹوٹنے سپنوں کی غمازی کرتی ہے۔ کو تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کس کے خلاف شکایت کرنا چاہتے ہو کس نے تم پر ظلم کس نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور یہ کیا تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ کیا نام ہے تمہارا۔

ابوجیبیلہ کے ان سوالات کے جواب میں اس اجنبی عرب نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکائے رکھی پھر اس نے شاید کوئی فیصلہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور ابوجیبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ میرا نام روتیل ہے میں عرب کے صحراؤں اور دیرانوں میں بڑب شہر سے تمہاری طرف آیا ہوں۔ اور تم سے وہاں کے ایک شیطان کے خلاف مدد طلب کرنے آیا ہوں۔ اس پر ابوجیبیلہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس عرب نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ شیطان اور ابلیس کون ہے جس کے خلاف تم میری مدد اور تعاون حاصل کرنا چاہتے ہو اور اس شیطان کی طرف سے تمہیں کیا دکھ کیا ظلم اور کیا اذیت پہنچی ہے۔

اس پر روتیل نام کے اس عرب جوان کے چہرے پر داد کی منزلوں جیسی تختی، سمندر جیسی طوفانی شدت اور آنکھوں میں موت کی ہوس، زندگی کی گرم بازاری جیسی انتقام کی خواہش تڑپ اٹھی تھیں۔ پھر وہ بولا اور بنوعسان کے بادشاہ ابوجیبیلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ یثرب کے اس ابلیس کا نام قیون ہے وہ وہاں یہودیوں کا سردار اور رئیس

دعوت دے گا تاکہ انہیں یہودیوں کے سردار قیون کی بد معاشی اور بد کرداری سے نجات مل سکے۔

اس پر یوناف دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اگر یہودیوں کا سردار قیون اس قسم کی بد معاشی کرتا ہے تو وہ واقعی قابل مذمت اور سزا کے قابل ہے اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہر تو بیادتا عرب لڑکی اپنے شوہر کے بجائے ایک رات کیلئے اس کے پاس بھیجی جائے۔ یہ انسانیت کے منہ پر طمانچہ ہے اور عربوں کا سردار اور روتیل اگر ابوجیبیلہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے۔ یہودی سردار قیون کو اس کے اس کردار کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔ دیکھو ایلکا اگر تم مزید گفتگو کرنا چاہتی ہو تو بعد میں کریں گے اس وقت مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے میں نیچے بھٹیاری خانے میں کھانا کھانے جاتا ہوں۔ یوناف کی اس گفتگو کے بعد ایلکا اس کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ یوناف بڑی تیزی سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد سرائے کے بھٹیاری خانے کی طرف جا رہا تھا۔

○

شام کی سرزمین میں مارب کے سیلاب کی وجہ سے یمن سے شام کی طرف جا کر آباد ہو جانے والے بنوعسان کا بادشاہ ابوجیبیلہ اپنے صحرائی محل میں بیٹھا تھا کہ اس کے سامنے ایک جوان کو پیش کیا گیا۔ ابوجیبیلہ کے حاحب نے جس جوان کو ابوجیبیلہ کے سامنے پیش کیا تھا وہ خوب دراز قد۔ کزیل جسم اور مضبوط اعضاء کا مالک تھا۔ ابوجیبیلہ نے دیکھا کہ آنے والے اس جوان کی آنکھیں گہری نیلی تھیں جن میں فطرت کی پراسرار قوتیں سمٹی سکری نظر آتی تھیں۔ وہ کھلی آستینوں والی قبا پہنے ہوئے تھے اور لباس سے عرب لگتا تھا۔

اس لمحے ابوجیبیلہ کے سامنے پیش کئے جانے والے اس عرب جوان کے چہرے پر سراپا تشنہ ندیوں، عہد ماضی کے رنگ آلود کہنہ تصورات، پراسرار داستانوں میں اجاڑ دیران خانہ ہوں اور خواب آلود فضاؤں میں اجڑے ہوئے کنوؤں جیسی اذیت تھی۔ اس کی خالی دیران آنکھوں میں موت کے تبسم میں روح کی آخری چمک۔ اجاڑ دیرانوں میں جہنمی شرابوں اور منہ زور آندھیوں جیسی کیفیت طاری تھی۔

ابوجیبیلہ تھوڑی دیر تک بڑے غور بڑی توجہ سے اس جوان کو دیکھتا رہا جبکہ وہ عرب جوان اس کے سامنے غم و اندوہ کے دیرانوں، وقت کی پھیلتی دھول جیسا خاموش روح کے اندھے جذبوں میں ٹوٹے خوابوں جیسا چپ اور دل کے نماں خانوں میں فسوں، تصور اور

جب اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام نے قریحون کے غرق ہونے کے بعد جب فلسطین کا رخ کیا تو ایک لشکر انہوں نے علاقہ کی سرکوبی کیلئے یثرب کی طرف بھی روانہ کیا۔

اس لشکر کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا حکم تھا کہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ سب کو قتل کر دیا جائے یوں اسرائیلی لشکر یثرب پر حملہ آور ہوا۔ علاقہ کے بادشاہ ارقم بن ارقم سمیت سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر یثرب میں علاقہ کی اولاد ارقم میں سے ایک نوجوان جو حسن و جمال میں لامتناہی اور بے مثل تھا بچ گیا تھا۔

اس شہزادے کے قتل کے سلسلے میں اسرائیلی کے لشکریوں نے کچھ توقف سے کام لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اس کے سلسلے میں واپس جا کر موسیٰ علیہ السلام سے نیا حکم حاصل کیا جائے۔ لہذا یثرب میں علاقہ کا خاتمہ کرنے کے بعد بنو اسرائیل کا لشکر واپس فلسطین کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر بنی اسرائیل کو جب خبر ہوئی کہ ان کے لشکر نے علاقہ پر کامیابی حاصل کی ہے تو بنی اسرائیل کے بے شمار لوگ اپنے کامیاب اور فاتح لشکر کا استقبال کرنے کے لئے فلسطین کی سرحدوں پر جمع ہو گئے۔ اس وقت تک اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔

بنی اسرائیل نے جب اپنے فاتح لشکر کا استقبال کیا اور انہیں علم ہوا کہ ان کے لشکریوں نے یثرب میں علاقہ کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے کا قتل نہیں کیا تو انہوں نے لشکریوں پر برہمی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے سردار اس لشکر سالاروں اور کمانداروں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

تم لوگوں نے اللہ کے نبی کے حکم کی مخالفت کی ہے۔ لہذا تمہیں ہم اپنے درمیان ہر گز نہ رہنے دیں گے۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم کسی اور سرزمین کی طرف نکل جاؤ اور اگر تم لوگوں نے زبردستی فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے اس وقت تک جب تک تم سب جاہ نہیں ہو جاتے یا ہمارا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

یہ کیفیت دیکھ کر لشکر کے کمانداروں نے باہم فیصلہ کیا اور لشکر میں شامل سب یہودی یثرب میں جا کر آباد ہو گئے۔ اے بادشاہ تب سے ہی وہ یثرب میں سب پر غائب ہیں۔ وہ بہت سے قبیلے ہیں جبکہ ہم عربوں کے صرف دو قبیلے عوف اور خزرج یثرب میں ہیں جو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اے بنو غسان کے بادشاہ افرادی قوت کے ساتھ ساتھ یہودی قبائل مال و دولت میں بھی ہم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یہودی نہ صرف یثرب اور اس کے گرد و نواح میں بلکہ وہ وادی

ہے اور عربوں کی کوئی لڑکی جس کی شادی ہو وہ ایک رات اس اہلیس کے پاس گزارے بغیر اپنے شوہر کے پاس نہیں جا سکتی۔

اے بادشاہ یثرب میں یہودیوں کے سامنے عرب اس قدر بے بس اور مجبور ہیں کہ جس لڑکی کی بھی شادی ہوتی ہے اسے اپنے شوہر کے یہاں بھیجنے کے بجائے فیتون کی خلوت گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ اے بادشاہ جب سے ہم سد مارب کے ٹوٹنے کے خطرے سے ہجرت کر کے یمن سے یثرب میں آکر آباد ہوئے ہیں تب سے اس ادباشی اور لعنت کا سلسلہ جاری ہے اے بادشاہ ہم اکیسے اس فیتون کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ یثرب شہر میں یہودی قوت اور تعداد میں ہم پر غلبہ اور فوقیت رکھتے ہیں۔ اے بادشاہ اس کام میں اگر تم ہماری مدد کرو تو ہم یقیناً فیتون کی لعنت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

عرب نوجوان روہیل کی اس گفتگو کے جواب میں بنو غسان کے بادشاہ جبیلہ نے چند ساعتوں تک اپنے دائیں طرف بیٹھے سرمندے راہب کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں نارنجی رنگ کے چند پھول تھے۔ اور جو تنگلی ہاندھے روہیل کی طرف دیکھے جا رہا تھا اس سرمندے راہب نے جب دیکھا کہ اس کا بادشاہ ابوجبیلہ اس کی طرف متوجہ ہے تو اس نے بھی روہیل کی طرف سے اپنی توجہ ہٹائی بڑے غور سے اس نے ابوجبیلہ کی طرف دیکھا اس پر اس نے اثبات میں دھیرے دھیرے اپنا سر ہلا دیا تھا۔ شاید یہ راہب کی طرف سے ابوجبیلہ کو کوئی اشارہ تھا۔ سرمندے راہب کی طرف سے یہ اشارہ ملنے کے بعد ابوجبیلہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی آخر اس نے کوئی فیصلہ کیا اور دوبارہ روہیل کو مخاطب کرے ہوئے کہنے لگا۔

بن اجنبی پہلے یہ تو بتاؤ کہ یثرب میں یہودیوں کے کتنے قبیلے ہیں اور وہ کب سے اس شہر میں آباد ہیں۔ اس پر روہیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ یثرب میں یہودیوں کے کئی قبیلے ہیں ان کے بڑے بڑے اور مشہور قبیلے بنو شمر۔ بنو شعلبہ۔ بنو زمر۔ بنو قینقاع۔ بنو یزید۔ بنو نصیر۔ بنو قریظہ۔ بنو ہمدل۔ بنو عوف اور بنو عسح ہیں۔

اے بادشاہ اب سے سینکڑوں برس پہلے علاقہ قوم آباد تھی۔ علاقہ بنیادی طور پر عرب ہی تھے اور یہ اللہ کے پیغمبر نوحؑ کے بیٹے مسام کے فرزند لادز کی اولاد سے تھے۔ ان دنوں مصر میں بھی علاقہ کی ہی حکومت تھی۔ اللہ کے رسول ابراہیم کے دور کا مصر کا بادشاہ ستان بن اشل اور یوسف علیہ السلام کے دور کا مصر کا بادشاہ قابوس بن سعد قوم علاقہ میں ہی سے تھے۔

جیبیلہ نے اس بار تفتیش کی نگاہ سے روئیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تم بتا سکتے ہو تمہارا مذہب کیا ہے۔ اس پر روئیل نے ایک گہری نگاہ جیبیلہ پر ڈالی۔ پھر وہ چھاتی مانتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ گو میں جانتا ہوں کہ بنوعسائی نصرانی ہیں اس کے باوجود میں جھوٹ نہ بولوں گا سن بادشاہ میں موسیٰ کو مانتا ہوں مگر میں یہودی نہیں ہوں۔ میں عیسیٰ کو بھی مانتا ہوں مگر میں عیسائی بھی نہیں ہوں۔ میں ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھتا ہوں جس کا ابھی ظہور ہو گا اور وہ سارے نبیوں اور رسولوں کا سردار اور خاتم النبیین ہو گا۔ اس کا نام احمد بن عبد اللہ ہو گا۔

سن بنوعسائی کے بادشاہ یہودی عالم اکثر اپنی کتابوں کے حوالے سے اس آخری معتبر نبی کی آمد کی پیش گوئیاں کرتے رہے ہیں اور ساتھ ہی یہودی عالم اس آنے والے خاتم الرسول کے متعلق یہ بھی کہتے رہتے ہیں کہ جب ہمارا وہ رسول آئے گا تو ہم پوری دنیا کو زیر کر لیں گے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ بنی نجار اس آنے والے خاتم الرسول کا نشانہ ہو گا۔ یہودی علماء کا کہنا ہے کہ یہ رسول مکہ سے ظاہر ہو گا اور یثرب اس کا دارالہجرت ہو گا۔ یثرب میں اس کے لئے ایک خوبصورت محل بھی تعمیر ہے۔ اس میں یہ آنے والا محترم رسول قیام کرے گا اور وہاں کے لوگ بڑی بے تابی سے اس آخری رسول کی آمد کے منتظر ہیں۔

بنوعسائی کے بادشاہ ابوجیبیلہ نے حیرت زدہ نگاہوں سے روئیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دیکھ اجنبی یہ جو باتیں تو نے کی ہیں میرے لئے نا آشنا ہیں۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ جو انکشاف جو تم نے مجھ پر کئے ہیں میرے لئے نئے ہیں۔ میں نے آج تک بھی کسی یہودی یا نصرانی عالم سے یہ باتیں نہیں سنی۔ یہ تو بتا کہ اس آنے والے رسول کے لئے یثرب شہر کے اندر یہ محل کس نے بنایا ہے۔ اس پر روئیل نے غور سے ابوجیبیلہ کی طرف دیکھا پھر وہ بولا اور کہہ رہا تھا۔

سن بادشاہ۔ آج سے برسوں پہلے ایک یمن کا عرب بادشاہ تہان بن اسعد ابوکرب تھا وہ یمن سے نکل کر مغربی ممالک پر حملہ آور ہوا۔ اس پیش قدمی میں جب وہ یثرب سے ہو کر گزرا اور شہر پر قبضہ کر کے وہاں اپنے بیٹے کو حاکم کر کے آگے بڑھا تو اس کی غیر موجودگی میں اہل یثرب نے اس کے لڑکے کو قتل کر ڈالا۔

تہان اسعد کو جب اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ہوئی تو سخت برہم اور سخط ہوا اور مزید پیش قدمی کرنے کے بجائے وہ پلٹا اور چاہتا تھا کہ یثرب پر حملہ آور ہو اور اسے تباہ اور برباد

اگر ہی۔ خیبر۔ تہاء اور تیوک میں بھی تجارت زرگری۔ لین دین۔ سماجی اور سود کا کاروبار کرتے ہیں۔ افرادی قوت کے علاوہ اپنی دولت کی برتری کی بنا پر بھی وہ ہمیشہ ہم عربوں پر غالب رہتے ہیں۔ عرب توجوان روئیل جب اپنی گفتگو مکمل کر کے خاموش ہوا۔ تو اس کے جواب میں ابوجیبیلہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ اپنے ذہن میں کچھ فیصلہ کرتے ہوئے روئیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ یثرب سے آنے والے تو میرے پاس ہی مدد حمایت اور نصرت کی غرض سے کیوں چلا آیا۔ تمہارے اطراف میں اور بہت سی عرب قوتیں بھی ہیں تم انہیں بھی مدد کے لئے پکار سکتے تھے وہ قریب ہونے کی وجہ سے ہماری نسبت نہ صرف یہ کہ جلدی تم لوگوں کی مدد کرتے بلکہ وہ موثر طریقے سے بروقت یہودیوں کے خلاف تمہارا دفاع بھی کر سکتے ہیں۔ اس پر روئیل نے کسی قدر مایوسانہ سے انداز میں کہا۔

بنوعسائی کے بادشاہ۔ تمہاری طرف اس لئے آیا ہوں کہ ہماری اور تمہاری اصل ایک ہے ہم اوس و خزرج اور تم لوگ بنوعسائی سب ہی یمن سے نکلے ہوئے قبائل ہو اور سبھی قبائل کا تعلق قوم سبا سے ہے اسی رشتے اسی تعلق کی بناء پر اے بادشاہ میں تمہاری طرف چلا آیا۔

بنوعسائی کے بادشاہ میں تیری طرف اس لئے آیا ہوں کہ تو بھی ہماری طرح عرب ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ بنوعسائی اوس و خزرج کا جد امجد ایک ہی ہے جس کا نام یذکیلیا تھا۔ یمن میں جب سیلاب آیا تو اوس و خزرج یثرب میں آکر آباد ہو گئے جبکہ بنوعسائی یہاں ارض شام میں آکر بس گئے۔

روئیل کی یہ گفتگو شاید ابوجیبیلہ کو پسند آئی تھی تھوڑی دیر تک وہ مزید خاموش رہا اس دوران وہ اپنی خشنودی داڑھی میں انگلیاں پھیرتا رہا۔ پھر اس نے روئیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تم اکیلے میرے پاس آئے ہو۔

روئیل نے جھٹ کہا نہیں میرے ساتھ میرے دو ساتھی بھی ہیں ان میں ایک میرا چھوٹا بھائی یہودا اور دوسرا میرا ایک قابل اعتماد دوست رباح ہے اس کا تعلق قبیلہ عوف سے ہے۔ جبکہ ہم بنوعسائی کے ایک ذیلی قبیلے بنو نجاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے یہ دونوں ساتھی اس وقت تیرے محل سے باہر کھڑے ہیں اور وہ بڑی بے چینی سے میرے واپس لوٹنے کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ وہ توقع رکھتے ہوں گے کہ شاید میں تمہارے محل میں کامیاب اور کامران بوٹوں گا اور یثرب کے یہودیوں سے نپٹنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔

ہوں اور یہ کہ بنی نجار اوس و خزرج کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

اس پر ابوجہیلہ نے جھلا کر پوچھا۔ پورے اوس و خزرج کا سردار کون ہے۔ اس پر روتیل فوراً بولا اور کہنے لگا۔ ان دونوں اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان ہے۔ اس پر ابوجہیلہ نے سخت اور کڑکتی ہوئی آواز میں پوچھا تو پھر اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان ہی میرے پاس امداد طلب کرنے کے لئے کیوں نہیں آیا اور اس نے تمہیں میری طرف کیوں روانہ کر دیا ہے۔

اس پر روتیل نے التجا بھری نظروں سے ابوجہیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے بادشاہ مجھے اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان نے نہیں بھیجا۔ میں خود سے آیا ہوں۔ یثرب میں تو کسی کو یہاں تک خبر نہیں کہ میں تمہاری طرف آیا ہوں۔ میں تو یثرب سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بہانے سے نکلا تھا کہ میں طواف کعبہ کی خاطر مکہ جا رہا ہوں۔

اے بادشاہ جب سے یمن کے بادشاہ بنان اسعد نے یثرب میں آنے والے رسول کے لئے محل بنایا ہے تب سے اہل یثرب میں مکہ کی عزت پیدا ہو گئی ہے کیونکہ بنان اسعد کو جن دو یہودی علماء نے حملہ کرنے سے منع کیا تھا وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ مکہ کے پاس سے گزرتے ہوئے ان علماء نے بنان اسعد کو مکہ کا طواف کرنے کو کہا تھا۔ بنان اسعد تو خود یہ چاہتا تھا کیونکہ وہ آنے والے نبی پر ایمان لا چکا تھا لہذا وہ خود ہی طواف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سو اس نے کعبہ کا طواف کیا اس پر غلاف چڑھایا۔

سن بنو غسان کے بادشاہ۔ عربوں میں بنان اسعد پہلا بادشاہ تھا جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا سو میں بھی طواف کعبہ کے بہانے اس طرف آیا ہوں مجھے بھی کسی نے نہیں بھیجا بلکہ عرب قوم سے یہودی اور ایک برے کام سے نفرت مجھے تمہاری طرف کھینچ لائی ہے۔ جواب میں بنو غسان کا بادشاہ جہیلہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر پھر سوچتا رہا اس کے بعد اس نے روتیل کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اگر تم یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج کو پکارو تو کہتے مسلح جوان لیکر کہہ کر تمہاری پکار پر تمہاری ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔

بنو غسان کے بادشاہ ابوجہیلہ کی اس استفادہ پر روتیل کی حالت اندھے ماحول کے آئینے میں محرومی سے لکھے سوال جیسی افسردہ گئی گزرے دنوں کی داستانوں کی قفس میں سڑپتے پڑے جیسی قابل رحم اور بکھرے افسانوں کی الجھنتوں اور طوفانوں میں جھکے اشجار جیسی اداس ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے اس کی آنکھوں میں سبائتوں کی بے کلی، سونی، نچر و دھرتی، ریت پر لکھی تحریریں۔ بچلوں کے مارے چولے۔ اوسوں کی ماری فاختہ جیسی کیفیت چھائی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ بے چارہ گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

کر وے۔ یثرب میں آباد قبائل کو جب یہ خبر ہوئی کہ بنان اسعد ان پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو انہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے متحدہ طور پر یثرب کے دفاع کا فیصلہ کیا۔ ابھی عملی طور پر بنان اسعد یثرب شہر پر حملہ آور نہ ہوا تھا کہ یہودی قبیلے بنو قریظہ کے دو معمر اور معتبر عالم اس کے پاس آئے اور بنان اسعد کو مخاطب کر کے ان دو عالموں میں سے ایک کہنے لگا۔

یمن کے بادشاہ تو اپنے اس فعل بد سے باز آ۔ تو اپنے ارادوں کو پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یثرب کسی صورت خراب اور ویران ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ نبی آخر الزمان کا جو قریش مکہ میں پیدا ہو گا دارالہجرت ہے اور یہیں وہ آکر قیام پذیر ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد روتیل ذرا رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا بادشاہ پھر یوں ہوا کہ بنان اسعد ان دونوں یہودی عالموں کی گفتگو سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی فوراً بند کرا دی۔ وہ اس نبی پر ایمان لے آیا اور پھر اس آنے والے رسول کے لئے یثرب میں ایک عالیشان محل تعمیر کرایا اور کتابی صورت میں اس نے اس نبی کے نام ایک پیغام بھی لکھا۔ یہ محل اور کتاب اس نے ایک یہودی عالم کے حوالے کی اور اسے ان کا متولی بنایا اور کہا کہ یہ محل اور کتاب پشت در پشت آگے حوالے کرتے رہیں یہاں تک کہ میرے نبی اس میں آکر قیام کریں۔ سن بادشاہ اب تک اس یہودی کی اولاد محل اور کتاب کی متولی ہے اور وہاں کے سب لوگ اس آنے والے رسول کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔

سن بادشاہ۔ اس محل کے اندر ایک چاندی کا صندوق ہے جس کے اندر وہ کتاب رکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں آنے والے رسول کے نام کیا لکھا ہے یہ کسی کو علم نہیں تاہم یثرب کے لوگ اس کتاب کو متبرک جانتے ہیں اور اس کے سامنے احترام اور تقدس کے ساتھ دعا کیں مانگتے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب مکہ سے آنے والے اس نبی کے حوالے کی جائے گی جو اس محل میں قیام کرے گا۔ (یاد رہے کہ نبی اکرمؐ جب مکہ سے ہجرت کر کے یثرب تشریف لائے تو اس محل کے سامنے آپ کی ناکہ بیٹھ گئی اسی محل میں حضورؐ نے پہلے ٹپلے حصے میں پھر اوپر کے حصے میں قیام کیا۔ اس وقت یہ محل حضرت ابو ایوب انصاری کے تصرف میں تھا)

ابوجہیلہ نے چند خامیوں تک سوچتے ہوئے پھر روتیل کی طرف دیکھا اور پوچھا اے آنے والے نوجوان یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج میں تمہاری کیا حیثیت ہے اس پر روتیل نے بلا تامل کہا اے بادشاہ میں صرف اوس و خزرج کے ایک حصے بنی نجار کا سردار

بادشاہ میں اوس و خزرج کو کیونکر ایسے انداز میں پکار سکتا ہوں۔ میں تو بنو خزرج کے ذیلی قبیلے میں بنو نجار کا سردار ہوں۔ بنو نجار پر ہی قدرت رکھتے ہوئے انہیں پکارنے کی ہمت رکھتا ہوں اور وہی میری پکار پر لبیک کہہ سکتے ہیں۔ اوس و خزرج کو اس انداز میں پکارنے کا حق صرف ہمارے سردار مالک بن عجلان ہی کو ہے۔

اس پر ابوجبیلہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا اگر ایسا ہے تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی واپس لوٹ جاؤ۔ تمہارے کہنے پر میں اوس و خزرج کی کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ میرے پاس ایسا آدمی مدد کی درخواست لے کر آئے جس کے پیچھے اوس و خزرج کی جان کی بازی لگا دیں۔ جنگ میں مجھے بھروسہ ہو کہ وہ یہودیوں کے خلاف میرے پہلو سے پہلو ملا کر جنگ کریں گے۔ اگر وہ شخص مالک بن عجلان ہے تو ایسی درخواست لے کر وہ خود آئے اب تم جا سکتے ہو۔ اس موضوع پر میں تمہارے ساتھ اور زیادہ گفتگو کرنا پسند نہیں کروں گا۔

ابوجبیلہ کا یہ جواب سن کر روتیل کے چہرے سے زندگی کی سازی تازگی اور سیلا پن جاتا رہا تھا اور وہ کھڑا ہو گیا اور افسوس بھرے انداز میں ابوجبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اذیت زدہ آواز میں کہا۔

بنو حسان کے بادشاہ تم نے اپنے اس فیصلے سے مجھے مایوس کر دیا ہے۔ اب میں خود ہی عربوں کے اندر ان کا تلبان بن کر اٹھوں گا۔ میں یثرب میں یہودیوں کو گدھوں اور چیلوں کی طرح عربوں کا گوشت نہ توپنے دوں گا۔ اے جبیلہ میں خود ہی اب ایک آبدار خنجر بن کر یہودیوں کے تاریک سینے اور گنگار ذہن میں پھوست ہوں گا۔ آنے والے محترم رسولؐ کی قسم۔ میں بے دین اور فاسق قبیوں کی شہوات و لذات اور زیادہ پھیلنے نہ دوں گا۔

دیکھ بادشاہ میں یثرب میں یہودیوں کے مقابلے میں عربوں کو غلوں کا گہرا سمندر، اجڑی مانگ، سونا دیس، اداس سوچوں کے زاویوں میں فراق منظر، قحط کا مارا کھیت نہ بنے دوں گا۔ میں بکھری خاموشیوں اور سکوت کے بے کراں اندھ میں بخت آوری کے دشت، حشر کے رقص، سرفروشیوں کے وجدان اور بھیلوں کی ٹیلان امہو کی طرح اٹھوں گا اور بادشاہ تم دیکھو گے کہ پھر ان یہودیوں کی حالت جو آج ہم پر چڑھ دوڑتے ہیں ہم خزاں کی پیاس، نوحوں کے قافلے، تیرگی کے جمود اور آگ کے دامن میں نفرت کے لاوے جیسی بتائیں گے اور ان کے سسکتے سانسوں کی خٹس میں چھڑے ہوئے گیت بھر کے رکھ دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی روتیل ایک بیجان کے عالم میں ابوجبیلہ کے محل سے باہر نکل گیا تھا۔

محل کے باہر روتیل کا چھوٹا بھائی یہودا اور ان

ٹکلیں پکڑے کھڑے تھے جب روتیل انکے پاس آیا تو روتیل کے بھائی یہودا نے پوچھا۔ اے میرے بھائی تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے۔ کیا ابوجبیلہ نے تمہاری التماس تمہاری التجا کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس پر روتیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ غصے اور خفگی میں آگے بڑھ کر اس نے اپنے اونٹ کی ٹکیل پکڑ لی۔ اس بار رباح نے کہا روتیل۔ میرے بھائی۔ میرے عزیز تم چپ اور خاموش کیوں ہو۔ ہمارے اطمینان کی خاطر ہی کچھ کہو کہ جبیلہ نے تمہیں کیا جواب دیا ہے۔

اس پر روتیل نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ جبیلہ ایک بے درد اور بے نفس انسان ہے۔ اس نے ہماری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے ایسی درخواست اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان مجھ سے آکر کرے تاکہ مجھے بھروسہ ہو کہ یہودیوں کے ساتھ جنگ کے دوران اوس و خزرج اس کا ساتھ دیں گے۔

میرے بھائی مجھے قطعاً کوئی امید نہیں کہ مالک بن عجلان ایسی درخواست لے کر جبیلہ کے پاس جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے حال میں مست اور پرسکون ہے اسے اس کا احساس نہیں کہ غنیمتوں کے ہاتھوں عرب کیسے عذاب اور قہر میں مبتلا ہیں۔ نہیں اب اپنی ہی علو ہمتی، محنت کشی کے بھروسے سے قبیوں اور اس کی قوت کے لئے فنا کی پکار بننا ہو گا۔ اب یہاں رکنے سے کچھ حاصل نہیں۔ آؤ یہاں سے رخصت ہو جائیں۔ ہمارا زیادہ عرصہ یثرب سے باہر رہنا کئی دوسرے اور شہادت کھڑے کر دے گا۔ روتیل کے بھائی یہودا اور دوست رباح نے روتیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے ساتھ ہی قبیوں اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے۔

○

بنو حسان کے یہاں سے نکل کر وہ قبیوں صحرا اور ٹھکانوں کے اندر ہوتے اور اپنے اونٹوں کو تیزی سے ہانکتے ہوئے جب وادی القرا میں داخل ہو رہے تھے تو انکے سامنے ایک شترسوار نمودار ہوا اور اس شترسوار نے دور ہی سے انہیں آوازیں دے دے کر رکنے کے لئے کہنا شروع کر دیا تھا۔

جب وہ شترسوار نزدیک آیا تو وہ قبیوں اسے پہچان گئے وہ روتیل کے ساتھی رباح کا چھوٹا بھائی حنوخ تھا۔ اس حنوخ کو دیکھتے ہوئے روتیل کا ماتھا ٹھکا اور اس نے کسی قدر پریشانی اور متفکر آواز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

حنوخ۔ حنوخ۔ تم اس طرف کیوں آئے ہو۔ ہمارے بعد یثرب میں خیریت تو گزری۔

اس پر وہ آنے والے لوجوان جس کا نام حنوخ تھا اپنے اونٹ کو ان قیوں کے قریب لایا پھر وہ کسی قدر متفکر آواز میں ان قیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم قیوں کی روانگی کے بعد کسی نے قیوں کو یہ شک ڈال دیا ہے کہ تم لوگ کعبہ کا طواف کرنے کے بجائے کسی اور سمت اس کے خلاف سازش کرنے گئے ہو۔ اسے یہ بھی شک ڈالا گیا ہے کہ تم بنو عسنان کے بادشاہ ابوجبیلہ کی طرف گئے ہو۔ ان ہی شکوک کی بناء پر قیوں نے اپنے چھ بہترین تیغ زن بھی تم لوگوں کے تعاقب میں روانہ کئے ہوئے ہیں اور انہیں نصیحت کی گئی ہے کہ اگر تم قیوں جبیلہ کی طرف گئے ہو تو تم قیوں کے سرکٹ کر قیوں کے سامنے پیش کر دیے جائیں۔ سنو میرے بھائیو۔ ان صحراؤں اور وادیوں کے اندر قیوں کے ان تیغ زنوں سے تمہارا سامنا تو نہیں ہوا۔

یہ خبر سن کر روتیل کے بھائی یسودا۔ حنوخ کے بھائی رباح بچے ہوئے شعلے کی مانند غمگین زندگی کے شعلہ ساز، ویران گھر کے دیئے، قفس کی اسیری جیسے پریشان اور محکوم کی روایت جیسے طول ہو کر رہ گئے تھے۔ دوسری طرف روتیل کی حالت عجیب اور مختلف ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں اور اس کے چہرے کے تاثرات میں ہواؤں سے خلاؤں تک اتق سے اٹھنے والی عناصر کی طغیانی، شہید کی المناکیاں، جنگل کی آگ میں آتش کے دامن اور آگ کے لاوے رقص کرتے ہوئے دیکھے جاسکتے تھے۔ روتیل تھوڑی دیر تک خاموش رہا آخر وہ بولا اور زہر آلود لہجے میں کہنے لگا۔

قیوں کے وہ تیغ زن ہمارا سامنا کرتے تو قسم ہے مجھے اپنے آنے والے صحرائی رسول کی میں دشت شام کے اندر انہیں دامن دریدہ اور خون آلود کرتا۔ میرے ساتھیوں تمہیں فکر مند اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اب بھی صحراؤں، وادیوں یا کوہستانوں میں ہمارا سامنا قیوں کے چھ ساتھیوں سے ہوا تو ہم ان کی حیات کے رنگوں میں زہر رگ رگ میں رقص کرتی موت، زندگی کی قوس و قزح میں آمدنیوں کے بھٹکڑ اور نس نس میں ریت کے بگولوں کی حشر سامانی بھر کے رکھ دیں گے۔ ان چھ کا انجام ہم ایسا کریں گے کہ یثرب میں بیٹھے ہوئے قیوں کو خبر تک نہ ہوگی کہ اس کے چھ بہترین تیغ زنوں پر کیا جاتی۔

یہاں تک کہنے کے بعد روتیل تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میرے ساتھیو آؤ یہاں سے فی الفور کوچ کریں۔ اپنی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ تیز کر دیں اور یہاں سے سیدھا یثرب جانے کے بجائے مکہ کا رخ کریں۔ وہاں کعبہ کا طواف کر کے ہم یثرب میں داخل ہوں گے۔ تاکہ

قیوں ہم سے پوچھے کہ ہم اتنے دنوں کہاں اور کس جگہ رہے تو ہم بلا تامل کہہ سکیں کہ ہم طواف کعبہ سے لوٹ رہے ہیں۔

روتیل کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ وہ رے بغیر وادی القریٰ سے نکل کر اس شاہراہ پر اپنے اونٹوں کو سرپٹ دوڑانے لگے تھے جو وادی القریٰ سے نکل کر دومتہ الجندل سے آتی ہوئی قبائل عسنان اور وادی القریٰ سے نکل کر فدک، خیبر اور جبل احد کے پھوں بچ ہوئی ہوئی یثرب کی طرف چلی گئی تھی۔

دوپہر کے قریب جب وہ برق رفتاری سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھے اور دھوپ میں فٹکا اور نیلا آسمان پگھل رہا تھا۔ وہ چاروں گرم صحرا کے اندر چلتے ویران موسم میں وادی القریٰ اور فدک کے درمیان آئے تو ان کے سامنے شاہراہ پر قیوں کے چھ مسلح تیغ زن نمودار ہوئے وہ اونٹوں پر سوار تھے اور قریب آ کر ان کا راستہ روک کھڑے ہو گئے۔ پھر ان کے سرخیل نے روتیل کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو بنو نجار کے سردار۔ قیوں کے اندازے اور اندیشے درست ہی ثابت ہوئے تو تم بنو عسنان کے بادشاہ ابوجبیلہ کے پاس سے ہو کر آرہے ہو۔ پھر روتیل کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے رباح کے چھوٹے بھائی حنوخ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم انکے ساتھ کیسے آ گئے۔ تمہیں تو ہم یثرب میں چھوڑ کر آئے تھے۔ لگتا ہے ہمارے تعاقب سے تم انہیں مطلع کرنے نکلے تھے۔ اچھا ہوا ان کے ساتھ ساتھ ہم تمہارا سر بھی کاٹ کر لے جائیں گے۔

روتیل جو ابھی تک ان چھ سواروں کو چیلنج بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اپنے پورے غضب اور بھرپور غراہٹ میں انکے سرخیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ ہمارا تعاقب کرنے والے شیطان قیوں کے گماشتہ۔ میں اس گروہ کا سرکردہ ہوں۔ تم نے اگر کوئی بات کہی ہے تو مجھ سے کہو۔ اگر میرے کسی ساتھی کے ساتھ تم نے بے ہودہ گفتگو اور بدکلامی کی تو من رکھو تمہاری زبان کاٹ کر میں تمہاری ہتھیلی پر رکھ دوں گا۔ میں جانتا ہوں تم سب کس قدر بہادر اور شجاع ہو۔ آگے بڑھو میں تم سب کو اکیلا مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اگر اس تپتے صحرا کے اندر میں تمہارے کس بل نکال کر تمہاری تخریب کی خواہش مانجھ اور دھونڈالوں تو بنو نجار کا سردار نہیں کم ظرف اور بد ذہن کہنا۔ آگے بڑھو۔ آگے بڑھو کہ میں تمہارے سروں سے زندگی کا بوجھ اتار کر تمہیں موت کی خوشخبری اور حشر کی طواف کر کے ہم یثرب میں داخل ہوں گے۔ تاکہ

سر پر لوہے کا خود ٹوٹ جہ لیا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی تلواریں نکال لیں تھیں۔

روہیل نے اپنے شتر کو مہز لگا کر آگے بڑھایا اور اپنی تلوار سونت کر وہ دشمنوں پر حملہ آور ہوا۔ اس کے تینوں ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی یہودیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ پتے صحرا میں تلواروں اور ڈھالوں کے ٹکرانے سے فضاؤں کا سکون درہم برہم ہو گیا تھا۔ یہودی شروع میں بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوئے گئے تھے لیکن جلد ہی روہیل اپنی کاری اور خوفناک ضربوں سے اور یہود اور رباح حنوخ اپنے حملوں کی تیزی اور سرعت سے یہودیوں کے حواس پر طاری اور بھاری ہونے لگے تھے۔

یہودی زیادہ دیر تک ان چاروں کے سامنے جم کر نہ لڑ سکے تھے کیونکہ لڑائی میں روہیل نے ان کے خلاف اپنی تلوار اور ڈھال سے طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ اس کا اونٹ بار بار ہتیرے بدل بدل کر اسے یہودیوں پر مناسب رخ بہترین حملے کرنے کے مواقع فراہم کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کی کشتش کے بعد تین یہودی روہیل کی تلوار کا شکار ہو گئے تھے ایک کو اس کے بھائی یہودا نے قتل کر دیا اور باقی دو رباح اور حنوخ دونوں بھائیوں نے مل کر ٹھکانے لگا دیے تھے۔

یہ ساری کارروائی مکمل کرنے کے بعد روہیل کے چہرے پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ ایک زہریلی جست کے ساتھ اپنے اونٹ سے صحرا کی ریت پر کودا اپنی خون آلود تلوار کو گرم گرم ریت پر رگڑ کر صاف کرنے لگا تھا۔ اس کے تینوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں سے اتر کر اپنے ہتھیار صاف کر رہے تھے۔ پھر روہیل اپنی تلوار دوبارہ اپنے نیام میں ڈالتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے باجبروت ساتھیو! آؤ ان مرنے والے سارے یہودیوں کو ریت میں دفن کر دیں تاکہ کسی کو ان کے قتل کا علم نہ ہو اور ان کے اونٹوں کو لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں۔ اس کے تینوں ساتھی اس کے ساتھ فوراً حرکت میں آئے۔ یہودیوں کی لاشوں کو انہوں نے ریت میں دفن کر دیا پھر ان کے اونٹوں کی ٹکلیں اپنے کبادوں سے باندھ کر وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

فدک شہر میں آکر انہوں نے یہودیوں کے اونٹوں کو بیچ کر ان کی رقم آپس میں تقسیم کر لی تھی اور دوبارہ وہ کہیں رکے اور قیام کے بغیر آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ وہ خیبر سے باہر ایک ایسے چوراہے پہ آکھڑے ہوئے جہاں سے ایک راستہ شمال مغرب کی طرف نکل کر مدائن صالح سے ہوتا ہوا نبوک کی طرف نکل گیا تھا۔ دوسرا راستہ بائیں ہاتھ نجد کی طرف

سے ہوتا ہوا ہزہل وہاں سے طائف اور پھر مکہ کی طرف چلا گیا تھا اور دوسرا الجندل اور وادی القرئی سے آنے والی جس شاہراہ پہ وہ سفر کر رہے تھے وہ اب سیدہ یثرب کی طرف چلی گئی تھی۔

اس موقع پر روہیل نے حنوخ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا حنوخ تم یہاں سے سیدھے یثرب چلے جاؤ کسی سے یہودیوں کے ساتھ ہمارے ٹکراؤ کا ذکر نہ کرنا ہم تینوں یہاں سے مکہ کا رخ کریں گے اور وہاں کعبہ کا طواف کر کے یثرب لوٹ آئیں گے اب تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اور سنو ہمارے متعلق فکر مند نہ ہونا۔

روہیل کے کہنے پر حنوخ اپنے اونٹ کو مہز لگا کر سیدھا آگے بڑھ گیا جبکہ روہیل یہودا اور رباح بائیں طرف مڑ گئے۔ طوفانی انداز میں وہ تینوں سفر کرتے ہوئے نجد، حذیل اور طائف سے ہوتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے طواف کیا اور دوبارہ وہ مکہ سے یثرب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یثرب میں داخل ہونے کے بعد روہیل اپنے بھائی اور اپنے دوست کے ساتھ شہر کے جنوب مشرقی حصہ میں بنو قینقاع کے محلہ سے گزرتا ہوا اپنے قبیلہ بنو نجار کے محلے کی طرف جا رہا تھا کہ ایک سوار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا ان تینوں کے قریب آیا اور روہیل کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

بنو نجار کے سردار تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یثرب شہر کے سردار فہیون نے طلب کیا ہے۔ اس نے تمہیں کیوں طلب کیا ہے یہ میں نہیں جانتا بہر حال اسے تمہارے یثرب شہر میں داخل ہونے کی خبر ہو گئی ہے اور جو خبر اسے خبر ملی کہ تم شہر میں داخل ہو گئے ہو اس نے مجھے روانہ کیا تاکہ میں تمہیں بلا کر اس کے پاس لے جاؤں۔ روہیل نے اس سوار سے کچھ بھی نہ کہا بس وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو گیا تھا۔

بنو قینقاع اور بنو لہبیر کے قلعوں کے درمیانی حصہ میں جو ایک کھلی اور وسیع جگہ تھی وہاں ایک شاہ نشین پر یثرب کا سردار فہیون بیٹھا تھا۔ اس کے ارد گرد اس کے کئی مسیح محافظ بھی تھے۔ عمر کے لحاظ سے فہیون ۴۰ (چالیس) برس کے قریب ہو گا۔ قد خوب دراز تھا۔ جسم بھاری، چہرہ پر خوشنسی داڑھی تھی اور سر کے بال خوب لمبے ہو کر گردن سے نیچے

روہیل، یسودا اور رباح تینوں فلیون کے قریب آکر اپنے اونٹوں سے نیچے اترے پھر وہ تینوں آگے بڑھے اور فلیون کے قریب آکر روہیل نے پوچھا۔ فلیون! کیا تم نے مجھے طلب کیا ہے فلیون منہ سے کچھ نہ بولا تاہم وہ بڑے غور اور بڑی دلچسپی سے روہیل کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اتنے میں ہو قرینہ کے محلے کی طرف سے فلیون کا چھوٹا بھائی لابان اور اس کا چچا زاد بھائی تنہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے قریب آئے اور فلیون کے پہلو میں آکھڑے ہو گئے تھے۔ فلیون تھوڑی دیر تک بڑے غور سے روہیل کو دیکھتا رہا پھر پوچھا۔

بنو نجار کا سردار یثرب سے باہر اتنے روز کہاں رہا۔ میں نے مالک بن عجلان سے تمہارے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ تم طواف کعبہ کو اپنے بھائی یسودا اور رباح کے ساتھ گئے ہوئے ہو۔ لیکن دیکھو تمہاری غیر موجودگی میں کچھ لوگوں نے مجھے شکوک اور دوسو سات میں ڈالا کہ تم مکہ کے بنائے بنو غسان کی طرف میرے خلاف کسی مہم کے سلسلہ میں گئے ہوئے ہو۔

فلیون کے خاموش ہو جانے کے بعد روہیل تھوڑی دیر تک اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا رہا اس دوران اس نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لیا۔ چہرے پر بے بسی اور شائستگی بکھیری پھر وہ بڑی پرسکون آواز میں بولا اور فلیون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

روہیل بن حماد جو کہتا ہے وہی کرتا ہے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی ابھی طواف کعبہ سے لوٹ کر شہر میں داخل ہوا ہوں۔ اگر تمہیں شک ہو کہ میں بنو نجار کا سردار جھوٹ کہتا ہوں اور یہ کہ میں طواف کعبہ کے بجائے بنو غسان کی طرف سے ہو کے آیا ہوں تو دیکھ فلیون تو اپنے چند ساتھیوں کو میرے ساتھ مکہ روانہ کر کعبہ کا متولی گواہی دے گا کہ میں طواف کعبہ کر کے لوٹا ہوں۔ کیونکہ طواف کے دوران میں متولی سے ملا تھا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں بھی کرتا رہا تھا۔

روہیل کے اس جواب پر فلیون نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا ایک بار اس نے بڑی غور اور اشتہاک سے یسودا اور رباح کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ کمال ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تمہاری باتوں نے مجھے شش و پنج اور ایک طرح کے بیچان میں ڈال کر رکھ دیا ہے۔ روہیل پھر بولا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ فلیون وہ کون لوگ ہیں جو میرے خلاف تمہیں اکساتے ہیں کیا وہ ایسا کر کے یثرب کے ماحول کو مکدر اور یہاں کی فضاؤں کو متعفن نہیں بنا رہے وہ ہمارے درمیان بے تعلقی اور فتنہ اور قساک کی بساط بچھانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو فلیون جان لو یثرب، یثرب نہ رہے گا۔ ایسے لوگوں کے غلط الزامات اور بہتان تراشیں، کے سبب یہ شہر دوڑھڑوے گا۔

میں بٹ کر جنگ کا میدان بن جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو فلیون میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اس روز نہ کسی کی امارت رہے گی نہ کسی کا جان و مال محفوظ رہ سکے گا۔ کیا اب بھی فلیون تم اعتبار نہیں کرتے کہ میں طواف کعبہ سے لوٹا ہوں۔

روہیل بن حماد کی اس گفتگو کے بعد فلیون کے چہرے پر پھیلی ہوئی بد اعتمادی کی جھلک جاتی رہی تھی پھر اس نے خوشی، اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کسی قدر شفقت آمیز اور نرم آواز میں کہنا شروع کیا۔

حماد کے بیٹے جن چھ آدمیوں نے مجھ سے تمہاری شکایت کی تھی میں نے انہیں ہی تمہاری تلاش میں بنو غسان کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر وہ سچے ہوتے تو راستے میں ان سے تمہاری ملاقات ضرور ہوئی ہوتی اور وہ تمہیں پکڑ کر میرے پاس لاتے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا لہذا میں سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹے اور سزا کے حق دار ہیں۔ دیکھ بنو نجار کے سردار جب وہ چھ شکایت کرنے والے لوٹیں تو میں تمہارے سامنے اگر ان کی گردنیں نہ کٹاؤں تو فلیون نہیں۔ اب تم جاؤ مجھے بنو نجار کے سردار پر بھروسہ ہے کہ وہ میرے اعتماد کو ٹھیس اور میری شخصیت کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

روہیل، یسودا اور رباح بڑھ کر اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔ جب وہ تینوں بنو نجار کے محلہ کے قریب آئے تو روہیل نے اپنے چھوٹے بھائی یسودا اور اپنے دوست رباح سے کہا۔ تم دونوں گھر جاؤ میں مالک بن عجلان سے مل کر آتا ہوں۔ یسودا اور رباح بائیں طرف مڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے جبکہ روہیل اپنے اونٹ کو ایڑھ لگا کر دائیں طرف مڑ چکا تھا۔

اپنے اونٹ کو ہانکتا ہوا روہیل سیدھا اس طرف آیا جہاں یمن کے عرب بادشاہ تہان اسد نے نئی اکرم کیلئے محل بنا رکھا تھا اس محل کے عین سامنے اس نے اپنے اونٹ کو روکا۔ نیچے کود کر اس نے مہار کی رسی اونٹ کے گھٹنے پر مارتے ہوئے اسے زمین پر بٹھا دیا اور وہ خود محل میں داخل ہوا۔ سامنے ہی محل کا بوڑھا متولی حوارین کھڑا تھا۔ روہیل کو دیکھتے ہی حوارین کے چہرہ پر بے بسی اور خوشی پھیل گئی اور اس نے ایک پدرانہ شفقت میں اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے تھے۔

روہیل آگے بڑھا اور بوڑھے حوارین کے گلے لگ گیا تھا۔ اس سے رازدارانہ سرگوشیاں کرتے ہوئے پوچھا تھا۔ حماد کے بیٹے کیا بنو غسان کے بادشاہ حبیبہ سے تمہاری ملاقات ہوئی اس پر روہیل نے بھی بڑی رازداری سے کہا۔ حوارین میں بنو غسان کے بادشاہ ابو حبیبہ سے مل کر آ رہا ہوں۔ حوارین نے بڑے تجسس بڑی چاہت میں پوچھا پھر ابو حبیبہ نے تم سے کیا

کو ایک طویل بوسہ دیا۔ اس کے بعد دوبارہ اس نے اس چرمی کتاب کو لکڑی کے اس صندوق میں رکھ دیا۔ پھر کھلے صندوق کے سامنے بیٹھ کر روتیل بن حماد ایک وجد اور ایک انوکھے التہابی و آتشیں انداز میں دعا مانگ رہا تھا۔

”اے زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے یثرب جو آنے والے نبی کا دارالہجرت ہے اس پر گناہوں کی راتیں اپنی پوری تاریکیوں کے ساتھ نازل کر رہی ہیں۔ یہاں کی فضا جس کے مقدس میں کبھی مقدس ہونا لکھا ہے۔ اس کے اندر بے کراں عصانوں اور بے شمار فضاؤں کا سرسام اور طوفان برپا ہو گیا ہے۔“

روتیل کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے تھے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے وہ دعا مانگ رہا تھا۔

اے خداوند۔ فتنوں اس شہر یثرب میں ایک خون آشام بھیڑیے کی صورت میں یثرب پر حاوی ہے اس کے پاس قوت اور دولت ہے میں اس کے خلاف انفرادی جنگ تو کر سکتا ہوں پر اس کی گندی فطرت نہیں بدل سکتا۔ تو اپنے آنے والے نبی کے طفیل یثرب کو گناہوں سے بچا۔ اور ہم جو اس پر ایمان لا چکے ہیں ان کی عزتوں اور عصمتوں کو محفوظ رکھ۔

اے خداوند تو ہی یوں کی نطق آزادی کی صبح کے ساتروں کو تازہ معنویت عطا کرتا ہے۔ اے ارض و سما کے خالق تو ہی ذہنوں میں تصورات کی دھنک سوجوں میں حقائق کا اثر پیدا کرتا ہے۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو ہی تیرے و تار باغوں کو دنیا بخشا ہے۔ تو ہی زوال و انحطاط کے کنڈرات میں تاریخ انسانی کے نئے دور کا آغاز کرتا ہے۔

اے خداوند یثرب شہر میں یہ فتنوں تشدد اور بے حیائی کا راکھشش بنا ہوا ہے۔ اسکی فتنہ انگیزی اس کی شہوت پندی اس کی ریاکاری اس کی دروغ گوئی میں اوس و خزرج کے یہ عرب قبیلے تیرگی کی گود میں ہاتھ بندھی خوشبو دکھ کے کرام میں لفظوں سے پھرنے والے معافی خوف کے لمحات میں قبروں کے کتبہ۔ اضطراب کے اسباب میں غم کی ٹوٹی چٹانوں، بھنور کی سا زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ میرے اللہ یثرب کے عرب کب تک بد نصیبی کے سایوں اور الم ناک ٹھٹھن جیسی زندگی سے دوچار رہیں گے۔ خداوند تو یثرب کے عربوں کو بادلوں کی بلندی، ہوا کی شنواری، کوستانوں کی سنگینی عطا کر کہ یہ اپنی تقدیر میں دکھ کے نئے نصیب میں راکھ کو سمیٹ کر یثرب کے یہودیوں کے سامنے طاقت کی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔ اے خداوند! مایوسیوں کی لہروں، آندھیوں کے تھجڑوں میں

کہا۔ اس پر روتیل نے وکی ہی مدھم مگر مایوس کن آواز میں کہا۔ دیکھ حواریں اس نے میرا کہا نہیں مانا وہ کہتا ہے کہ مدد کی درخواست اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان خود لے کر آئے تاکہ اسے بھروسہ ہو کہ اگر فتنوں کے خلاف جنگ ہوتی ہے تو اوس اور خزرج پوری طرح اس کا ساتھ دیں گے۔

اس پر حواریں علیحدہ ہوا اور روتیل کا بازو پکڑ کر محل کے ایک کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے اس نے افسردگی اور مایوسی سے کہا آہ! ہمیں ناکامی ہوئی ہے لیکن ایک وقت ضرور آئے گا کہ ہم ایک نبی کو ماننے والے ضرور کامیاب ہوں گے۔ دیکھ روتیل گو ظاہری طور پر میں یہودی ہوں پر باطنی سے میں یہودی نہیں رہا کہ اب ہمارا مذہب وہی ہے جس کی تلقین ہمارا صحرائی رسول کرے گا۔ اللہ کرے وہ ہماری زندگی ہی میں مکہ سے ظاہر ہو اور ہم اس پر ایمان لا کر اس کی خدمت کر سکیں۔

روتیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ اس پر ایمان تو ہم اب بھی لا چکے ہیں۔ اس پر حواریں نے معذرت طلب لہجہ میں کہا ہاں میں نے غلط کہا میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ تمہارا کہنا درست ہے ہم تو ابھی سے ہی اس آنے والے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں محل کے ایک کمرے میں داخل ہوئے یہ وہی کمرہ تھا جس کے اندر چاندی کا ایک صندوق رکھا گیا تھا۔ تاجان اسعد نے نبی اکرمؐ کے نام کوئی پیغام اور تحریر لکھ رکھی تھی۔ اس تحریر کو کسی نے کھول کر پڑھا نہ تھا بلکہ یہ نسل در نسل ایک دوسرے کے حوالہ ہوتی جا رہی تھی روتیل آگے بڑھ کا اس صندوق کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ صندوق کے سامنے والے حصہ پر یمن کے بادشاہ تاجان اسعد کے عربی اشعار کندہ تھے جن کا ترجمہ کچھ یوں بنتا تھا۔

”میں گواہی دیتا ہوں بیشک احمد اللہ کے رسول برحق ہیں اگر میری عمر نے وفا کی اور میں ان کی آمد تک زندہ رہا تو میں ضرور ان کا معین و مددگار بنو گا۔“

روتیل تھوڑی دیر تک ایک عجیب سے پاکیزہ جذبہ کے تحت چاندی کے اس صندوق پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر اس نے حواریں کی طرف دیکھ کر کہا۔ بزرگ حواریں کیا تم میرے لئے آج اس صندوق کو نہ کھولو گے کہ میں اس کے اندر رکھی کتاب پر ہاتھ رکھ کر اپنے رب کے حضور دعا مانگ سکوں۔

روتیل کے اس انتظار پر حواریں کے چہرے پر خوشگوار اور شفیقانہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر حواریں نے اپنی جیب سے ایک چابی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے صندوق کھول دیا۔ روتیل نے صندوق کے اندر رکھی چڑے کے چند اوراق پر مشتمل کتاب

یثرب کے عربوں کے بھٹکے ہوئے قافلوں کو نشان منزل عطا فرما۔

دعا ختم کرنے کے بعد روئیل اپنی عبا کی کھلی آستینوں سے آنسو پوچھتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اس نے جب مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے بوڑھا حوارین کھڑا تھا اس حالت میں کہ اس کے ہاتھ چھاتی پر بندھے تھے آنکھیں بند تھیں اور اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔

روئیل نے ڈوبتی اور دل فگار سی آواز میں حوارین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے محترم صندوق بند کر دو۔ میں اب اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان کے پاس جاتا ہوں۔ روئیل کے ان الفاظ پر حوارین چونکا۔ اپنے آنسو اس نے پونچھے۔ پہلے نیچے بیٹھ کر اس نے صندوق بند کیا۔ روئیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میں تیری کامیابی کامرانی کی دعا کرتا ہوں۔ حوارین کے ان الفاظ پر روئیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جہاں کے محل سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک خوبصورت اور خوشنما مکان کے سامنے روئیل نے اپنے اونٹ کو پھر روک لیا۔ وہ نیچے اترا آگے بڑھ کر مکان کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی خوبصورت پرکشش اور اعلیٰ شخصیت نوجوان اور دلکش لڑکی نے دروازہ کھولا۔ روئیل نے اسے دیکھتے ہی مخاطب کیا اور کہا تنفورا کیا تمہارا بھائی اندر ہے۔

وہ لڑکی جس کا نام تنفورا لے کر پکارا گیا تھا۔ ذرا سی مسکرائی پھر دلتیش لہجے میں اس نے کہا افی تو اندر ہی ہے۔ پر تم کب کے طواف کو گئے تھے کب لوٹے ہو۔ جواب میں روئیل بڑی نرمی میں کہنے لگا میں آج ہی کبے کے طواف سے لوٹا ہوں۔ ذرا اپنے بھائی کو باہر بلاؤ مجھے اس سے کچھ کہنا ہے۔

اس پر تنفورا نے دروازہ پورا کھول دیا تھا اور ایک طرف ہٹتی ہوئی کہنے لگی۔ روئیل یہ تم آج اجنبیوں جیسی گفتگو کیوں کر رہے ہو۔ تمہارے الفاظ سے لگتا ہے جیسے پہلی بار اس گھر میں آئے ہو۔ دیکھو بنو نجار کے سردار یہ گھر تمہارا اپنا ہی ہے۔ بلا الجھک اندر آؤ۔ مردان خانے میں بیٹھو۔ میں بھائی کو بلاتی ہوں۔

روئیل مسکراتا ہوا مکان میں داخل ہوا۔ تنفورا نے اسے دیوان خانے میں بٹھایا اور خود اپنے بھائی کو بندنے چلی گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد تنفورا واپس آئی اس کے ساتھ اس کا بھائی اور اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان بھی تھا۔ روئیل نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا جواب میں مالک نے مسکراتے ہوئے پوچھا تم مکہ سے کب لوٹے ہو۔ اس پر روئیل دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔

میں ابھی ابھی مکہ سے لوٹا ہوں۔ ابھی اپنے گھر بھی نہیں گیا۔ ایک انتہائی ضروری کام

سے سیدھا تمہاری طرف نکل آیا ہوں۔ مالک اور تنفورا دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ مالک نے کسی قدر تجسس اور جستجو میں پوچھا تمہیں ایسا کون سا کام آن پڑا ہے جس کی وجہ سے تم پہلے گھر جانے کے بجائے سیدھے میری طرف چلے آئے ہو۔

روئیل نے بالغانہ اور مدبرانہ لہجے میں کہا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم بنو غسان کے بادشاہ ابو جیلہ کے پاس مدد کی درخواست لے کر جاؤ کہ وہ اپنی قوت استعمال کر کے ہمیں فتنوں کی لاحت سے نجات دلائے۔

روئیل کی اس گفتگو کے جواب میں مالک بن عجلان نے چونکا ہوا کر کہا۔ دیکھ روئیل میرے بھائی ایسا کوئی خیال بھی اپنے دل میں نہ لانا۔ اگر فتنوں کو علم ہو گیا کہ ہم اس سے متعلق کیسے خیالات رکھتے ہیں تو وہ یثرب میں عربوں کا جینا محال ہی نہیں ناممکن کر دے گا۔ میں جانتا ہوں تم جذباتی اور شجاع ہو اس کے باوجود حماد کے بیٹے میں تمہیں تاکید کروں گا کہ خاموشی سے جس طرح وقت گزر رہا ہے گزارتے رہو۔

دیکھ روئیل میرے بھائی ہم فتنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے خلاف کسی بھی سازش کی ابتداء ہماری زندگیوں کی انتہا ہو گی وہ ہر چیز برداشت کر لے گا لیکن اپنی ذات اور اپنے الحال کے خلاف بغاوت اور کوئی سرکشی اسے جھوٹے سے طوفان اور چنگاری سے شعلہ بنانے کے لئے کافی ثابت ہو گی لہذا میرا تم کو مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ بس جو کچھ اس یثرب شہر میں ہو رہا ہے وہ دیکھتے رہو اس کے خلاف کچھ مت کہو بس اپنے ہونٹ سی لو۔

مالک بن عجلان کی اس گفتگو کے جواب میں روئیل کے چہرے پر ناپسندیدگی، غصہ، نفرت اور ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا۔ اور مالک بن عجلان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے میں بنو غسان کے بادشاہ ابو جیلہ کے پاس ہو کر آ رہا ہوں۔ میں نے اس سے ملاقات کی اور اسے یثرب کے پورے حالات سناتے ہوئے اسے یثرب پر حملہ آور ہو کر اسے فتنوں اور اس کے یہودی ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کی التماس کی پر جواب میں اس نے مجھے کہا کہ اوس و خزرج کا سردار یہ درخواست لے کر آئے تو میں ضرور یثرب کے عربوں کی یہودیوں کے خلاف مدد کروں گا۔

روئیل کے اس انکشاف پر مالک بن عجلان کا چہرہ اتر گیا تھا اس کا رنگ پیلا ہو گیا تھا وہ بڑی مایوسی اور لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ حماد کے بیٹے یہ تو نے بہت برا کیا۔ اگر فتنوں کے کاتوں میں تمہارے اس معاملے کی بھٹک بھی پڑ گئی تو یاد رکھو وہ صرف تمہیں ہی

تمہاری ماں اور تمہاری بہن انتظار کر رہی ہوں گی۔

روئیل مالک بن عجلان کی اس گفتگو سے چراغ پا سا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ کھولتے ہوئے لیجے میں کہنے لگا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے یہ عرب لڑکیوں کی بے آبروئی اگر تو برداشت کر سکتا ہے تو کرتا رہ۔ میں اس بے حتمیتی کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کروں گا اور اگر تم نے قتیون کے خلاف مصلحت کی عبا اتار کر کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو یاد رکھ عجلان کے بیٹے میں خود ہی اس قتیون کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور اس کے لئے زہریلا خنجر بن کر رہوں گا۔ اس کے ساتھ ہی روئیل فیصے میں پیر پکتا ہوا مالک بن عجلان کے دیوان خانے سے نکلا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد روئیل اپنے گھر میں داخل ہوا اس کی بارہ سالہ بہن درعہ اسے دیکھتے ہی بھاگ کر اسے لپٹ گئی تھی جبکہ اس کی ماں نے اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کر لیا تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی اس کے اونٹ کی مہار پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گیا تھا جبکہ اس کی بوڑھی ماں زمران اس کا ہاتھ تھام کر پیار بھرے شکوے میں کہہ رہی تھی۔

تم کہاں رک گئے تھے میرے بیٹے میرے بچے۔ یہودا کہہ رہا تھا کہ تم مالک بن عجلان کے پاس گئے ہو۔ سیدھا گھر آنے کے بجائے اس کے پاس جانے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔ تمہارے انتظار میں تمہارے بھائی نے ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا۔

روئیل نے ماں کو ٹالتے ہوئے کہا بس ایک ضروری کام سے مالک کے پاس چلا گیا تھا ماں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔ مجھے بس بھوک لگی ہے مجھے کھانا دو۔ ماں اسے پکڑ کر اندر لے گئی اتنی دیر تک یہودا بھی اونٹ کو اصطبل میں باندھ آیا تھا۔ پھر وہ چاروں اکٹھے بیٹھ کھانا کھا رہے تھے۔

○

یثرب کے شمال مغرب میں وادی عقیق کے اندر اور پیر رومہ کے آس پاس ہر سال فنون سپہ گری کا ایک میلہ سا لگا کرتا تھا۔ پیر رومہ وادی عقیق میں یثرب سے تین میل کے فاصلے پر ہے (یہ وہی کنواں ہے جس کا پانی شیریں تھا اور جسے سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین نے بیس ہزار درہم میں اس کے یہودی مالک سے خرید کر وقف عام کر دیا تھا۔ بعد میں یہی کنواں پیر عثمان کے نام سے موسوم کیا گیا۔)

وادی عقیق کے اندر یہ میلہ کئی روز تک جاری رہتا تھا۔ اس میں یثرب کے مانے ہوئے تیج زن گھڑ سوار، تیر انداز، نیزہ باز اور پہلوانی کے علاوہ ایسے ہی دوسرے فنون کے

نہیں بلکہ یثرب کے سارے عربوں کو نقصان پہنچا کر رہے گا۔ لہذا میرا تمہارے لئے مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اپنی زبان سی لو۔ مجھ سے تم نے ذکر کر دیا ہے کہ تم بنو غسان کے بادشاہ ابو جیلہ کے پاس قتیون کے خلاف درخواست لے کر گئے تھے پر یہ ذکر کسی اور سے مت کرنا ورنہ قتیون کو اس کی خبر ہو جائے گی اور وہ ایک طوفان کھڑا کر دے گا۔ اس پر روئیل انتہائی تلخ لیجے میں کہنے لگا۔

دیکھ مالک بن عجلان میرے ساتھ اوس و خزرج کے سردار کی حیثیت سے بات کرو۔ اور میں یثرب شہر میں عربوں کے سردار سے پوچھتا ہوں کہ قتیون کی صورت میں یہ تباہی کب سنے گی۔ کب یہ شورش و فغاں ختمے گی۔ کیا اس وقت؟ جب عربوں کا سارا دامن خون میں ڈوب جائے گا ذہنی رشتے بکھر جائیں گے اور ہماری مساعی میں کوئی ربط کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہ رہے گا۔

عجلان کے بیٹے قسمت کے معبد میں کھڑے ہو کر اپنی قوم کے لئے صبح آزادی کی تمہید نہ باندھو۔ قتیون ہماری روحوں کا قاتل ہے اور اس کے لئے ایک غیر فانی عمل شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تم ابو جیلہ کے پاس نہیں جا سکتے تو آؤ اوس و خزرج کو مسلح کریں اور یثرب میں ظلم کے دوزخ اور مکر کے اس محافظ کو ہم خود ٹھکانے لگا دیں اور دیکھ عجلان کے بیٹے اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر مجھے ہی مصلوب کر دو۔

یاد رکھو مالک بن عجلان۔ یہودی صرف خنجر کی زبان سمجھتے ہیں اور ان کے شعور کو بیدار کرتے ہوئے ہمیں ایک نہ ایک روز اپنے خنجر کو بے نیام کرنا ہی ہو گا۔ کیوں نا اس کی ابتدا ابھی سے کر دیں۔ اس وقت کی ابتدا سے کیا حاصل جب عربوں کی ساری لڑکیاں بے آبرو اور داغدار ہو چکی ہوں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد روئیل جب خاموش ہوا تو مالک بن عجلان کی بہن تظورہ حرکت میں آئی اور وہ روئیل کی تائید کرتے ہوئے اپنے بھائی سے کہنے لگی۔ میرے بھائی روئیل ٹھیک کہتا ہے۔ ہمیں قتیون سے خلاف ضرور کسی عمل کی ابتدا کر لینی چاہئے۔ ورنہ وہ دن بدن شیر ہوتا جائے گا اور عرب اس کے سامنے بے بس اور لاچار لومڑی کا ایک کردار ادا کرتے رہیں گے۔

مالک بن عجلان نے روئیل اور اپنی بہن تظورہ دونوں کے خیالات کو جھٹلاتے ہوئے کہا تم دونوں کا فیصلہ جذباتی ہے۔ ہم میں اتنی سکت نہیں کہ ہم قتیون کی قوت کا مقابلہ کر سکیں۔ روئیل میرے بھائی یہ تمہیں مکہ سے لوٹتے ہوئے کیا ہو گیا کہ تم سرکشی اور بغاوت

ماہرین اپنی طاقت، شہزوری اور فن کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ یہ سارے مقابلے فنیوں کی نگرانی میں ہوتے تھے اور میلے پر اٹھنے والے اخراجات بھی فنیوں ہی برداشت کرتا تھا۔

اس سال کے میلے سے چند یوم قبل فنیوں نے یہودی قبائل کے تمام سرداروں کی ایک خفیہ مجلس اپنی حویلی میں منعقد کی۔ جب یہود کے قبائل بنو ننگہ۔ بنو ذرہ۔ بنو قریہ۔ بنو ثعب۔ بنو یزید۔ بنو نصیر۔ بنو قینقاع۔ بنو عوف اور بنو عصب کے سردار فنیوں کے سامنے آکر بیٹھ گئے تب فنیوں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے حریت پسند ساتھیو۔ تم عرب سرداروں میں سب سے زیادہ اپنے لئے کے خطرناک خیال کرتے ہو۔ کئی قبائل کے سرداروں نے یک زبان ہو کر کہا۔ عربوں میں سب سے زیادہ خطرناک بنو نجار کا سردار روتیل بن حماد ہے۔

فنیوں نے خواب انگیزی کی سی حالت میں کہا۔ روتیل بن حماد کا خاتمہ کر دیا جائے تو عربوں میں کوئی اور سردار ہے جو ہمارے خلاف سر اٹھا کر بغاوت کھڑی کر سکے۔ اس پر ایک سردار بولا اور کہنے لگا۔ ہرگز نہیں۔ فنیوں نے پھر رازداری میں کہا۔

سنو میرے ساتھیو۔ چند یوم تک وادی عقیق میں میلہ لگے گا۔ اس میلے میں آج تک کبھی قبائل کے سرداروں کا آپس میں مقابلہ نہیں ہوا اس بار میں یہ رسم بھی ڈالوں گا اور یہ بھی اعلان ہو گا کہ مقابلے میں جو بھی اپنے حریف کو جان سے مار دے اس پر قصاص واجب نہ ہو گا۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا سردار ہے جو روتیل بن حماد سے مقابلہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار سکے۔

بنو بحدل کے قوی ہیکل ہواں سال سردار فرزک نے کھولتے لیجے میں کہا میں روتیل کو مقابلے کے دوران موت کے گھاٹ اتار دوں گا وہ کوئی ایسا تیغ زن نہیں جسے زیر نہ کیا جاسکے۔ وادی عقیق کے اندر میں اس کے جسم کو ٹکڑوں میں کاٹ کر صحرا کی ریت کو خون آلودہ کر دوں گا۔ اگر میں ایسا نہ کر سکا تو دیکھ فنیوں میں اپنے قبیلے کی سرداری سے دست بردار ہو جاؤں گا۔

فنیوں نے تو یہی فیاض انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ سنو جب عام لوگوں کے مقابلے ہو رہے ہوں کہ تم مسلح ہو کر میدان میں اترنا اور بیڑب کے سارے قبائل کے سرداروں کو مقابلے کے لئے پکارتا۔ ظاہر ہے ہمارے سرداروں میں سے کوئی بھی باہر نہ آئے گا جو بھی مقابلے پر آیا۔ وہ عربوں ہی میں سے ہو گا۔ روتیل کے علاوہ کوئی دوسرا شاید میدان میں اترنے کی کوشش نہ کرے گا اور جب روتیل میدان میں اترے تو تم اس سے مقابلہ کر کے اور اسے اپنے سامنے زبرد مغلوب کر

کے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیتا۔

یہاں تک کہنے کے بعد فنیوں تھوڑی دیر کیلئے رکا۔ پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سنو میرے ساتھیو یاد رکھو۔ جس روز بھی عربوں نے ہمارے خلاف سرکشی اور بغاوت کی وہ روتیل بن حماد کی سرکردگی میں ہو گی۔ اسے دوسری طرح بھی قتل کیا جا سکتا ہے مگر ایسی صورت میں ہمارے لئے خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اوس و خزرج بیڑب کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ عرب قبائل بنو سلیم۔ بنو زیدہ۔ بنو اسد۔ بنو سعد۔ بنو عوفان کو ساتھ ملا کر یہ ہمارے لئے خطرات بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

یاد رکھو جس روز عرب قبائل آپس میں متحد ہو گئے اس روز بیڑب میں یہودیوں کا آخری دن ہو گا۔ اس لئے میری ایک بات گرہ باندھ کر رکھو عربوں کے ساتھ اپنی طرف سے جنگ کی پہل مت کرو۔ اسی میں ہماری بہتری ہے۔ ظاہری طور پر ان سے یرادار نہ اور دوستانہ مراسم رکھو اور اندر ہی اندر ان کے اتحاد اور قوت کی ساری جڑیں ایک ایک کر کے کاٹنے چلے جاؤ۔

میرے ساتھیو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب رہے تو عرب ابد تک بھی تم پر اپنا غلبہ قائم کرنے میں کامیاب ثابت نہ ہوں گے۔ اب تم جاؤ اور اپنے اپنے قبائل کی طرف سے میلے میں حصہ لینے کی تیاری کرو۔ عرب اکثر ان میلوں میں ہم پر بھاری رہے ہیں۔ اس بار ہم نے اگر روتیل بن حماد کو قتل کر دیا تو آج تک جس قدر ہزیمتیں ہمیں اٹھانی پڑی ہیں ان کا ازالہ ہو جائے گا۔ یہود کے تمام سردار اس کے بعد اٹھنے اور فنیوں کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

○

سرائے کے ہشیار خانے سے یوناف کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں لوٹا ہی تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لیس دیا۔ یوناف اپنے بستر پر بیٹھ گیا اور پھر وہ بڑی نرم آواز میں ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا ہاں ابلیکا۔ اب تم کیا کہنے والی ہو۔ اس پر ابلیکا نے مسکراہٹوں بھری آواز میں کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف۔ بیڑب شہر کی اس نواحی سرائے سے کوچ کرنے کی تیاری کرو تاکہ دونوں مل کر عزازیل کے خلاف حرکت میں آئیں۔ اس پر یوناف نے احتجاجی انداز میں کہا۔ اب تمہیں کہہ کر کوچ کرنا ہے ابلیکا۔ میں تو یہاں قیام کر کے اس فنیوں کا انجام دیکھنا چاہتا تھا۔ تم جانتی ہو اس فنیوں نے بیڑب کے عربوں یعنی اوس و خزرج کے درمیان بدتمیزی بے

اور دیکھ یوناف۔ پائیرو چونکہ اپنی آواز کھو چکا ہو گا اور اپنی سری قوتوں سے محروم ہو چکا ہو گا لہذا وہ اپنے زخموں کو مندمل نہیں کر سکے گا۔ لیکن ان زخموں سے وہ مرے گا بھی نہیں جب تک اسے آگ میں جلا کر نہ رکھ دیا جائے اور میں نے اس کا خاطر خواہ بندوبست کر لیا ہے جہاں اس وقت پائیرو سویا ہوا ہے وہاں کچھ لکڑیوں نے ڈھیر ساری لکڑیاں جمع کر رکھی ہیں۔ وہ اس طرح کہ وہاں کے گھتے درخت ہیں۔ لکڑیوں کے لکڑیاں کاٹ کر وہاں کئی کئی ہفتے تک خشک ہونے کو ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ لہذا جس وقت تم پائیرو کو زخمی کر رہے ہو گے اس وقت میں لکڑیوں کے ڈھیر کو آگ لگا دوں گی۔ پھر جب تم دیکھو کہ پائیرو زخموں سے بے حال ہوتا جا رہا ہے اور تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آ سکتا تو تم اسے اٹھا کر آگ کے آؤ میں پھینک دینا۔ اس طرح پائیرو کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا آج تو تم نے میرے علم میں خوب اضافہ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کہیں اللہ کے رسول نوح اور ان کی بیٹی جہ کی بھی قبریں ہیں۔ یہ جو تم نے آج کہا ہے، جبکہ شر کے نواح میں الکرک نام کا ایک قصبہ ہے جہاں اللہ کے رسول اور ان کی بیٹی کی قبریں ہیں تو کیا تم نے خود ان باپ بیٹی کی قبروں کو دیکھا ہے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

ہاں میں نے خود اللہ کے رسول اور ان کی بیٹی جہ کی قبروں کو دیکھا ہے۔ قبروں کے نزدیک ہی ایک گڑھا ہے جس میں پانی بھرا رہتا ہے اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی گڑھا ہے جسے لوگ نور کہہ کر پکارتے ہیں اور طوفان نوح کے پانی کی ابتدا اسی نور سے ہوئی تھی۔ اس گڑھے کے قریب ہی کیلے کا ایک درخت ہے جس کا تنا اور شاخیں اتنی بڑی ہیں کہ کم ہی کسی کی اس کے برابر ہوں گی۔ کیلے کے اس درخت کے قریب ہی تقریباً اکیاون قدم لمبی قبر بنی ہوئی ہے جو نوح علیہ السلام کی قبر ہے اور اس قبر کے قریب ہی ان کی بیٹی جہ کی بھی قبر ہے۔ دونوں قبروں کے قریب ہی کیلے کے درخت کے پاس اس وقت پائیرو گہری نیند سویا ہوا ہے لہذا آؤ ہم دونوں حرکت میں آئیں اور عزائیل کی اس بد بلا کا خاتمہ کر دیں جو ہم دونوں کے لئے اذیت کا باعث بنی ہوئی ہے۔ یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور پیڑب کی اس سرائے سے وہ مہلک شر کے نواحی قصبے الکرک نوح کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ابلیکا کی رہنمائی میں یوناف نوح علیہ السلام اور ان کی بیٹی جہ کی قبروں کے نزدیک رونما ہوا۔ اس نے دیکھا وہاں کیلے کا واقعی ایک بہت بڑا درخت تھا جس کا تنا غیر معمولی طور پر بڑا تھا اور اس کے قریب ہی پائیرو گہری نیند سویا ہوا تھا۔ یوناف فوراً حرکت میں آیا

جیائی اور شاہوانیت کا ایک یازار گرم کر رکھا ہے۔ میں یہاں اسی سرائے میں قیام کر کے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور اگر عرب اس کے خلاف کامیاب نہ ہو سکے تو میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ میں خود حرکت میں آؤں گا اور اس قصبوں کو برباد کر کے رکھ دوں گا۔ اس لئے کہ جہاں کہیں بھی بدی پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے ہمیں وہاں نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے حرکت میں آنا چاہئے۔ قصبوں بھی چونکہ پیڑب میں بدی گناہ کے پھیلاؤ کا باعث بن رہا ہے لہذا قصبوں سے بچنا بھی ہم پر فرض بنتا ہے۔ اس پر ابلیکا مٹھاس بھری آواز میں پھر کہنے لگی۔

تمہارا کہنا درست ہے یوناف۔ لیکن اس وقت ہمیں اس سے بھی اہم کام سے برسرِ پیکار ہونا ہے۔ ہمارے ذمے سب سے پہلا کام عزائیل کے پائیرو کا خاتمہ کرنا ہے۔ دیکھ یوناف۔ پائیرو کو ختم کرنے کا اس وقت انتہائی اور بہترین مناسب موقع ہے اس سے بہتر مناسب موقع ہو سکتا ہے پھر بھی نہ ملے اور دوسرا کام جو ہمارے ذمے لگ گیا ہے وہ یہ کہ اس عزائیل نے قدیم شہر تدمر اور اٹھ کیہ میں ایک عجیب و غریب انداز میں شرک کی ابتدا کر دی ہے۔ لہذا ہمیں پہلے تدمر اور اس کے بعد اٹھ کیہ شہر میں اس عزائیل کی گندی حرکتوں کے خلاف حرکت میں آ کر وہاں پھیلنے والے شرک کو روکنا ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے پوچھا۔

ابلیکا تو یہ کہو کہ پائیرو کو ختم کرنے کا ہمیں بہترین موقعہ کونسا ہاتھ آ رہا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ پائیرو کو ختم کرنا ہمارے اولین فرائض میں شامل ہے پر یہ تو کہو وہ اس وقت کہاں ہے اور اسے کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سن یوناف۔ پائیرو کہاں ہے اور اسے کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے یہ میں آج تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں۔ سنو غور سے سنو۔ پائیرو اس وقت، جبکہ شر کے نواح میں ایک قصبہ ہے نام جس کا الکرک نوح ہے اس قصبے کے باہر کوستانی سلسلے کے پاس دو قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر اللہ کے رسول نوح کی ہے اور دوسری نوح کی بیٹی جہ کی ہے۔ انہی قبروں کے قریب اس وقت پائیرو گہری نیند سویا ہوا ہے۔ تم ایسا کر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے پائیرو پر چڑھ دو۔ اس کے گرد پہلے حصار کھینچ کر اسے اس کی ساری سری قوتوں اور گزشتہ یادداشت سے محروم کر دو۔ یہ کام تمہیں ہر صورت کرنا ہو گا اس لئے کہ پائیرو اگر جاگ اٹھا تو تم کچھ بھی نہ کر سکو گے۔ اگر تم اس کی یادداشت اور سری قوتوں کو زائل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر اپنی تلوار پر اپنا سری عمل کر کے اپنی تلوار کو پائیرو پر برسانا شروع کر دینا۔

سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں وہ، جھک شہر کے نواحی قصبے انکرک قوح سے تدمر شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

یثرب کے نواح میں وادی عقیق میں ہیر رومہ کے اطراف فنون سپہ گرمی کا میلہ لگا اور تین دن تک جاری رہا۔ اس میں جانوروں، دیگر اشیاء کی خرید و فروخت کے علاوہ اونٹ اور گھوڑوں، گھڑ دوڑ، تیغ زنی، نیزہ بازی، تیر اندازی اور کشتیوں کے مقابلے ہوتے نہ رہے۔ جس میں اوس و خزرج کے جوانوں کا پلہ یہودیوں پر بھاری رہا۔

ایک قدیم رسم چلی آتی تھی کہ ان مقابلوں میں عام لوگ حصہ لیتے تھے جبکہ قبائل کے سردار اس میں شرکت نہ کیا کرتے تھے۔ یثرب کے مرد عورتیں انتہائی شوق سے جم غفیر کی صورت میں یہ میلہ دیکھتے تھے۔ اشیاء کے لین دین کے علاوہ یہ ان کے لئے تفریح کا ایک سلسلہ بھی تھا۔

تیسرے اور آخری روز جب تقریباً سب مقابلوں کا فیصلہ ہو گیا تو بنو۔ بحدل کا یہودی سردار فرزک جس نے اپنے آپ کو پوری طرح مسلح کر رکھا تھا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں اترا۔ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور گھوڑا اپنے لمبے عیالوں کی موٹی گردن کو خم کئے ہو کلیس کرتا ہوا میدان میں اترا تھا۔ میدان کے وسط میں آکر فرزک نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور اونچی آواز میں پکار کر کہنے لگا۔ اے اہل یثرب میں بنو۔ بحدل کا سردار فرزک ہوں۔ آج میں سرداران قبائل کے ان مقابلوں میں حصہ لینے کی رسم توڑتا ہوں اس طرح ہمارا خون منجمد ہوتا ہے تم میں کوئی ایسا سردار ہے جو یہ جان کر میرے مقابلے پر آئے کہ اگر وہ میرے ہاتھوں مقابلے پر مارا گیا تو اس کا کوئی قصاص نہ ہو گا۔

فہیون جبل احد کی سمت ایک بلند شہر نشین پر یہودی سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ فرزک کے اس فعل پر وہ مطمئن تھا۔ اس کے بھائی پر مسکراہٹ تھی کیونکہ یہ سارا کام اس کی خواہش کے مطابق ہو رہا تھا۔ یہودی سردار بھی فرزک کے اس اعلان پر مسرور اور مطمئن تھے۔

اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان بھی ہیر رومہ کی جانب عرب سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا فرزک کا یہ اعلان ان سب نے حیرت اور استعجاب سے سنا اور ایک دوسرے کا منہ دیکھتے لگے تھے۔ بنو حنظلہ کے سردار نے تیز نگاہوں سے مالک بن عجلان کی

اپنی تلوار نکال کر اس پر اس کے کوئی سری عمل کیا پھر اپنی تلوار کی نوک سے پائیدو کے ارد گرد اس نے حصار کھینچ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا دوسرا عمل کیا اور پائیدو کی یادداشت اور اس کی سری قوتوں کو اس نے زائل کر کے رکھ دیا تھا اس کے بعد اس نے اپنی تلوار پر سری عمل کیا اور پوری قوت کے ساتھ اس نے تلوار پائیدو کے شانے پر برسائی تھی۔

یوناف کی تلوار نے پائیدو کے شانے پر خاصہ گمرا اور بڑا زخم لگایا تھا جس کی وجہ سے پائیدو چیختا ہوا بلبلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اتنی دیر تک یوناف اس کے دوسرے شانے پر بھی وار کر چکا تھا۔ لہذا پائیدو یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے اپنے دونوں بازوؤں کو اچھی طرح حرکت میں نہ لا سکا تھا۔ اس کی اس کمزوری سے یوناف نے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا اور تیسرا وار یوناف نے اس کی پیٹھ پر کیا اور اس کی پیٹھ کو چیر کر رکھ دیا۔ پائیدو کے جسم سے بری طرح خون بہنے لگا تھا اس دوران تک یوناف نے چوتھا وار اس کے پیٹھ پر دے مارا تھا۔ پائیدو بری طرح چیختا چلاتا اور واویلا کرتا ہوا زمین پر گر گیا تھا اتنی دیر تک یوناف نے دیکھا کہ پائیدو کے قریب ہی ایک لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر تھا اس میں آگ لگ گئی تھی اور شعلے تیز سے تیز ہو کر آسمان کی طرف بلند ہونے لگے تھے۔

یوناف نے جب دیکھا کہ پائیدو بالکل بے بس ہو چکا ہے اور کسی بھی طور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا اور اس نے پوری قوت کے ساتھ پائیدو کو آگ کے اندر دے مارا تھا آگ کا لاوا جلتا رہا اور یوناف اپنی برہنہ خون آلود تلوار اپنے ہاتھ میں لئے لاوا کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ آگ جل کر ختم ہو گئی اور یوناف نے دیکھا اس میں پائیدو بھی جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے ابلیکا کو پکارنا شروع کیا۔

یوناف کے پکارنے پر ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر بس دیا پھر اس کی کھٹکتی تپشوں سے بھرپور خوش کن آواز سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔ یوناف میرے حبیب تم نے کمال کر دیا تم نے وہی کیا جو کچھ میں چاہتی تھی میری خواہش۔ میری تمناؤں اور میری امیدوں کے عین مطابق تو نے پائیدو پر ضرر لگائیں اسے بے بس کر دیا اب پائیدو ختم ہو چکا۔ اٹلیس یونسی دندباتے ہوئے ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آجایا کرے گا۔ اب جب بھی وہ ہمارے مد مقابل آیا تو ہم دونوں مل کر اسے پس کر رکھ دیں گے۔ اب آؤ ہم دونوں تدمر شہر کی طرف کوچ کریں۔ میرے خیال میں عزازیل ان دنوں انطاکیہ شہر میں شرک کی تشہیر کے لئے مصروف ہے وہ چند دنوں تک انطاکیہ سے تدمر شہر آئے گا اور ہم دونوں تدمر میں ہی رک کر اس کا انتظار کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف ابلیکا کے کہنے پر اپنی

طرف دیکھا پھر گرج کر کہا۔

لگتا ہے یہودی ہمارے خلاف کسی نئی سازش کی ابتدا کر رہے ہیں۔ مالک بن عجلان جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بنو ساعدہ کا سردار بول اٹھا اور کہنے لگا یہودی فرزک کے اس اعلان کا کیوں جواب دیں گے۔ کیا ہم میں کوئی ایسا نہیں جو فرزک کو نچا دکھائے اس کے سارے کس بل نکالے۔ وادی عقیق کے اس میدان میں اسے خون آلودہ کر دے۔

اس کے بعد بنو سالم۔ بنو قوافل اور بنو واقف کے سردار بھی اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے تاہم بنو نجار کا سردار روتیل بن حماد ابھی تک خاموش اور چپ تھا اور غصیلے انداز میں مقابلے کے میدان میں لٹکارتے ہوئے فرزک کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جب سارے عرب سردار خاموش ہو گئے تو مالک بن عجلان نے تأسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کاش بنو۔ حمل کا یہودی سردار ایک نئی رسم کی ابتداء نہ کرتا۔ اس نے مقابلے کے لئے لٹکار کر ہم عرب سرداروں کو نچا اور بزدل دکھانے کی کوشش کی ہے۔

روتیل غصے کی حالت میں کھڑا ہو گیا اور اپنی تلوار کو بے نیام کرتے ہوئے اس نے کہا کم ہمت تو ہم اس وقت ثابت ہوں گے جب ہم مقابلے کے لئے میدان میں نہ اترے یا فرزک ہمیں نچا دکھالے میں فرزک کی اس پکار پر لبیک کہتا ہوں۔

روتیل کے پیچھے اس کا چھوٹا بھائی یہودا اور قابل اعتماد دوست رباح بیٹھے ہوئے تھے۔ روتیل نے رباح کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ذرا میرا گھوڑا تولاؤ۔ میں دیکھوں فرزک میدان میں کتنی دیر تک میرا سامنا کر سکتا ہے۔

رباح ابھی اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ بنو نجار میں سے ایک نوجوان نے کہا اے امیر تمہارا گھوڑا لانے کی سعادت میں حاصل کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ جوان اس طرف بھاگ کھڑا ہوا جس طرف عرب سرداروں نے اپنے گھوڑے باندھے ہوئے تھے۔ آنا "فانا" اس نوجوان نے روتیل کا گھوڑا کھولا اور بھاگتا ہوا میدان میں لے آیا تھا۔

روتیل اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس کی زین سے لٹکا ہوا آہنی خود اپنے سر پر بجایا جب وہ گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو مالک بن عجلان نے بڑی شفقت اور پیار سے کہا ٹھہرو روتیل ذرہ پہن کر جاؤ میں تمہارے لئے ذرہ منگواتا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ فرزک کے سر پر خود اور جسم پر ذرہ چمک رہی ہے۔

روتیل نے ایک زقند کے ساتھ اپنے گھوڑے پر بیٹھتے ہوئے کہا عجلان کے بیٹے مطمئن رہو۔ فرزک کی ذرہ میری تلوار اور اس کے جسم کے درمیان دیوار یا آڑ ثابت نہ ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ ہی روتیل نے اپنے گھوڑے کو سخت ہمیز لگا کر میدان میں اتار دیا تھا۔

فرزک کے قریب آ کر روتیل نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالتے ہوئے حیز عقیق نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر طنزاً "کہا۔ کیا تیری مرگ کا وقت تو نہیں آگیا۔ جو تو نے مقابلے کے لئے پکار کر ایک نئی رسم کی ابتداء کی ہے۔ یاد رکھو فرزک وادی عقیق کے اندر میں تیرے تصورات کے سارے بت توڑ کر تیرے ظلم و کدورت کو تیرے ہی خون سے دھو ڈالوں گا۔ اب جان بچا کر میدان سے نکلنا تیرے لئے محال ہو گا۔

جواب میں فرزک کے چہرے پر غصے کے عالم میں سلوٹیں گہری ہو گئیں پھر اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر روتیل پر حملہ کر دیا تھا۔ روتیل نے اس کا وار اپنی ڈھال پر لیا اور جوابی حملہ کیا جسے فرزک نے بھی اپنی تلوار پر روک لیا تھا پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں کو دائیں بائیں سے ایڑ لگا لگا کر اور پیچھے بدل بدل کر حملہ آور ہونے لگے تھے۔

شروع شروع میں روتیل نے اپنے آپ کو زیادہ تر دفاع اور ہلکی پھلکی جارحیت تک محدود رکھا تھا پھر آہستہ آہستہ وہ بھڑکتا چلا گیا اور اس کے حملوں میں شعلوں کی چمک اور چمکھاڑ کی سی ہوسناکی پیدا ہوتی چلی گئی تھی۔ لگتا تھا اپنے دامن میں قیامت لئے وہ فرزک کیلئے ہل و باران کا طوفان بننا چلا گیا ہو۔

وادی عقیق میں روتیل نے تیز اور خطرناک و مہیب حملوں کا ایک ہنگام و اثروحام کھڑا کر دیا تھا۔ جبکہ فرزک نے اب آپ کو صرف دفاع تک ہی محدود کر لیا تھا روتیل کی تیز اور تواتر کے ساتھ برستی تلوار سے دفاع کرتے کرتے فرزک کی حالت اس بھیڑ جیسی ہو گئی تھی جو اپنے گلے سے بھٹک کر کسی بھیڑیے کا شکار ہو گئی ہو۔ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کاش لہجوں کے کہنے پر اس نے اس مقابلے کی ابتداء نہ کی ہوتی۔

فرزک کی اس وقت چیخ نکل گئی تھی جب روتیل نے دائیں طرف کا پکڑ دے کر بائیں جانب سے اس پر تلوار گرا دی تھی۔ جس سے شانے کے قریب فرزک کی ذرہ کی کڑیاں کٹ گئی تھیں اور خون بہہ نکلا تھا۔ شاید اسے ہلکا سا زخم بھی آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی روتیل نے ذرہ آلود لہجے میں کہا۔

سن فرزک۔ قسم ہے مجھے آنے والے صحرائی رسول کی۔ میں نے اپنی پوری قوت سے تجھ پر وار نہیں کیا۔ اگر ایسا کرتا تو تیری ذرہ کے ساتھ میں تیرے سارے جسم کو بھی کاٹ کر رکھ دیتا۔ دیکھ فرزک میرے اس ایک پٹکے سے وار نے تیری ذرہ کی کڑیاں کاٹ دی ہیں۔ میرا دوسرا وار تیرے جسم کی ہڈیاں اور گوشت کو کاٹے گا۔

فرزک کا رنگ پالا ہو گیا تھا۔ روتیل نے پھر طوفانی حملے شروع کر دیئے تھے اچانک

اتنی دیر میں تان کے محل کا متولی جو روئیل کے ہر معاملے کا رازدان بوڑھا حوارین وہاں آگیا۔ اس کے ساتھ ایک نو عمر اور دراز قد نوخیز لڑکی تھی جس کا حسن آسمان پر آدھی رات کے چمکتے ستاروں جیسا معصوم اور دلکش تھا اس کا گلابی۔ جوان اور صندلی جسم خوب بھرا ہوا اور گداز تھا۔ اس کی گہری نیلی آنکھوں میں صحرائی رات کی خاموشی جیسا اسرار تھا اور اس کے دلکش اور حسین چہرے پر رات کے بچھلے پیر کے کنوارے خواب جیسی تازگی اور نکھار تھا۔

حوارین نے قریب آ کر بڑی نرمی اور شفقت میں روئیل سے کہا۔ روئیل میں تمہیں فتح کی مبارک باد دیتا ہوں۔ پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑی اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہ لڑکی تمہارے مداحوں میں سے ایک ہے یہ تمہیں مل کر تمہاری شجاعت اور فتح پر تمہیں دعائے خیر و برکت دینا چاہتی تھی۔ پر شہنائی ہوئی اکیلے نہ آ رہی تھی۔ اس لئے مجھے ساتھ لائی ہے ہماری طرح یہ بھی ہمارے آنے والے صحرائی رسول پر ایمان رکھتی ہے۔ پھر اس نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کو کیا کہنا چاہتی ہو بیٹی۔

لڑکی نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر اس نے گنگنائی ندیوں اور آبشاروں کے تڑنم میں اپنی حسین آواز میں روئیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ فرزک بیٹرب میں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے لہجوں میں اسے زیر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بنو نجار کے سردار سے مقابلہ کرنا آسان اور سہل نہیں ہے۔ آپ کی فتح ہماری خوشی کا باعث ہے۔ آپ اب ہمارے مستقبل کی امیدوں کے چاند ہیں۔ کہ کے نبی کا رب آپ کو اس سے بھی زیادہ توفیق اور استحکام اور استقامت عطا فرمائے۔

روئیل نے پہلی بار لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے۔ لڑکی نے جھٹ کہا میرا نام راحیل ہے۔ راحیل بنت عیسیٰ۔ میں عرب ہوں اور بنو سالم سے ہوں۔ روئیل نے مسکراتے ہوئے کہا بہت اچھا نام ہے۔

راحیل نے چونک کر کہا میں تو حوارین سے آپ کے نام کی تعریف کر رہی تھی یہ ایک بہادر اور شجاع جوان کا نام ہے۔ میرا نام کس لحاظ سے اچھا ہے۔ روئیل نے اور زیادہ مسکراتے ہوئے کہا اس لئے اچھا ہے کہ اللہ کے رسول یعقوب کی بیوی اور یوسف اور نبیامین کی ماں کا نام بھی راحیل تھا راحیل کی گردن جھک گئی اور کسی قدر شرمناک ہوئی۔ آپ نے سچ کہا۔

قریب کھڑی روئیل کی ماں نے راحیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بیٹی میرا نام

اس کی تلوار چمکی اور بلند ہوتی ہوئی پھر وہاں گری جہاں سے کڑیاں کٹ گئیں تھیں اور فرزک کے جسم کو پسلیوں تک کاٹتی چلی گئی تھی۔ فرزک گھوڑے سے گرا اور دم توڑ گیا تھا۔

اس موقع پر روئیل نے چلا کر کہا بنو سجدل کے لوگو۔ اپنے سردار کی لاش اٹھا کر لے جاؤ۔ کیونکہ اس کے اپنے فیصلے کے مطابق مجھ پر کوئی قصاص نہیں ہے اور اپنے لئے مقرر ہونے والے سردار سے کہہ دینا کہ تمہارا قبیلہ پھر کسی نئی رسم کی ابتداء نہ کرے کہ اس سے تلخیاں بڑھیں گی اور غلط فہمیاں جنم لیں گی۔

یسودی سردار لہون کو سخت مایوسی ہوئی تھی۔ وہ سوچ تک نہ سکتا تھا کہ روئیل اس قدر آسانی سے فرزک کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ وہ سخت بددلی اور غم کی حالت میں وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ دوسرے یسودی سردار بھی اٹھ کر وادی عقیق سے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔

روئیل کامیاب و کامران اور فاتح کی حیثیت سے جب میدان سے باہر نکلا تو اس کے چھوٹے بھائی یسودا نے بھاگ کر اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تھی اور اس کے دائیں ہاتھ پر ایک طویل بوسہ دیتے ہوئے اس نے کہا

میں اپنے بھائی کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے بنو سجدل کے سردار کو مقابلے کے کھلے میدان میں گالت کر لہون کے قلب کو درد آشنا کر دیا ہے۔

میدان سے باہر آ کر روئیل جب گھوڑے سے اترا تو اس و خزوج کے سردار مالک بن عجلان نے لپک کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا حماد کے بیٹے قسم ہے مجھے ابراہیم کے رب کی۔ تو نے یسودیوں کے دیو کو زیر کر کے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ حسین تیری شجاعت کو۔ آفریں تیرے جذبے کو۔ آج تو نے وادی عقیق میں اپنی شجاعت اپنے فنون سپاہ گری میں مہارت کی اصل شخصیت کا پر تو دکھایا ہے۔ اب بیٹرب کا ہر یسودی تم سے دہشت زدہ ہو کر رہے گا۔ مالک بن عجلان جب علیحدہ ہوا تو بنو سالم بنو قوافل اور بنو واقف کے سردار روئیل سے گلے مل رہے تھے۔

لوگوں کے جھوم کے اندر سے اس موقع پر روئیل کی ماں زمران اور اس کی چھوٹی بہن زرعہ اچانک نکلیں اور روئیل کی طرف بڑھیں۔ زرعہ بھاگ کر روئیل سے لپٹ گئی اور بھائی کی چھاتی پر سر رکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کو یہ فتح مبارک ہو۔ اتنی دیر تک اس کی بوڑھی ماں زمران بھی وہاں پہنچ گئی اور بیٹے کی کامیابی پر وہ اسے گلے لگا کر بار بار چوم رہی تھی۔

بیچے یہاں چلا آیا ہوں۔ اب میں گھر جاتا ہوں تم یہاں سے فارغ ہو کر اور ان سے اجازت لے کر آ جانا۔

زمران نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ تم بھی رک جاؤ بھائی۔ دونوں باپ بیٹی اب شام کا کھانا کھا کر اکٹھے چلے جانا۔ عجیل نے بڑی عاجزی سے کہا نہیں بن اب میں جاتا ہوں۔ گھر میں بکریوں کا ایک چھوٹا سا ریوڑ ہے اسے بھی جا کر سنبھالنا ہے۔ تم ایک مہربانی کرنا اگر دیر ہو جائے تو راحیل کو کسی کے ساتھ روانہ کرنا۔ اسے اکیلی نہ بھیجنا۔ میں یہودیوں کی طرف سے اس کے متعلق فکر مند رہتا ہوں۔

اس پر روتیل نے چونک کر پوچھا۔ ان کی طرف سے آپ کو کیا خطرہ اور فکر ہے۔ عجیل نے ندامت کے انداز میں گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ راحیل کا دروازہ قد اور خوبصورت ہوتا ہی میری فکر مندی کی علامت ہے۔ لہٰذا میں اپنے آدمیوں کے ذریعے مجھے کئی بار پیغام بھجوا چکا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی کرو۔ مجھے یہ پیشکش بھی کی ہے کہ اگر تمہیں کوئی مناسب رشتہ نہیں ملتا تو اس کا انتظام میں کرتا ہوں۔ دراصل لہٰذا میں مجھے ہی نہیں ہر خوبصورت لڑکی کے والدین کو ایسے ہی پیغام بھجواتا ہے اس لئے کہ ہر شادی ہونے والی لڑکی اپنی عروسی شب کو اپنے شوہر کے پاس جانے کے بجائے لہٰذا کی خواہگارہ کی طرف جاتی ہے اور یہ ایسی لعنت ہے جس کا کوئی حل اور سدباب نہیں ہے۔

روتیل سوچوں میں کھو گیا عجیل نے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ میری بکریاں بھوک پیاسی بندھی ہوں گی اب میں چلتا ہوں۔ جلدی میں اس نے روتیل سے مصافحہ کیا اور حویلی سے نکل گیا تھا۔ زمران۔ راحیل اور زمرہ وہاں سے ہٹ کر کھانا پکانے کی تیاریاں کرنے لگیں۔ جبکہ روتیل دیوان خانے میں حواریں اور اپنے چھوٹے بھائی کے پاس جا کر باتیں کرنے لگا تھا۔

○

شام کے کھانے کے بعد جب راحیل نے زمران سے جانے کی اجازت طلب کی تو زمان پہلے باورچی خانے میں گئی وہاں سے ایک برتن میں کھانا باندھ کر وہ ایک لمبے کمرے میں آئی وہاں سے اس نے نقدی کی ایک چھوٹی سی خرچین لی پھر اس نے روتیل کو آواز دی جس کے جواب میں روتیل اور یہودا دونوں بھائی دیوان خانے سے اٹھ کر زمران کی طرف آگئے تھے۔

زمران نے یہودا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم حواریں کے پاس ہی بیٹھو بیٹا۔ میں نے

روتیل کو آواز دی ہے کہ وہ راحیل کو اس کے گھر چھوڑ آئے۔ یہودا کی طبیعت کچھ مسخرانہ تھی اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ماں۔ حواریں تو جا چکے ہیں تم نے جو کچھ کہنا ہے کہو ماں۔ میرا وعدہ ہے میں کسی کے گلے میں ہڈی نہ ہنوں گا۔ زمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی پھر رومال میں بندھا ہوا کھانا اور نقدی کی تھیلی راحیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

یہ دونوں چیزیں سنبھال لو بیٹی۔ رومال میں تمہارے ہاتھ کا کھانا ہے گھر جا کر تم کہاں اکیلے باپ کا کھانا تیار کرنے کی زحمت اٹھاؤ گی اور اس تھیلی میں تھوڑی سی نقدی ہے اس سے اپنے لئے کپڑے بنا لینا۔ تمہیں بیٹی کہہ کر اپنے گھر لائی تھی لہٰذا اس گھر سے تم خالی ہاتھ کیونکر جا سکتی ہو۔ راحیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا کھانا تو میں لے جاؤں گی لیکن نقدی کی یہ تھیلی نہ لوں گی میں سمجھتی ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

کسی اور کے بولنے سے قبل ہی یہودا نے کہا لو میری بہن اس تھیلی میں شہرے سکوں کی اچھی خاصی رقم ہے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں ملتے۔ اگر میں تمہاری جگہ لڑکی ہوتا تو جھپٹ کر اس تھیلی کو لے چکا ہوتا۔ راحیل کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور جلدی جلدی اس نے اپنی مسکراہٹ کو دیا کر یہودا کی طرف حیز نگاہوں سے گھور کر دیکھا اتنی دیر تک روتیل نے بھی راحیل کو مخاطب کر کے کہا۔

لے لو راحیل انکار کیوں کرتی ہو۔ راحیل نے ممنونیت کے عالم میں روتیل کی طرف دیکھا پھر اس کی گردن جھک گئی اور ہاتھ بڑھا کر اس نے زمران سے دونوں چیزیں لے لی تھیں۔ راحیل خاموشی کے ساتھ زمران اور زمرہ سے ملی اور پھر وہ روتیل کے ساتھ گھر سے نکل گئی تھی۔ دونوں بنو نجار اور بنو واقف کے محلوں سے گزرنے کے بعد بنو سالم میں داخل ہوئے اور راحیل نے ایک مکان کے سامنے رک کر دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ یہ ہمارا گھر ہے۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور ان دونوں کے سامنے بوڑھا عجیل کھڑا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر روتیل سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا میں خوش بخت ہوں کہ میرے گھر میں عربوں کا عظیم سپوت اور شیر دل فرزند آیا ہے۔

مصافحہ کے بعد روتیل نے ہاتھ علیحدہ کرتے ہوئے کہا میں راحیل کو چھوڑنے آیا تھا۔ میں اب جاتا ہوں۔ ویسے بھی اندھیرا ہو گیا ہے میں کسی روز دن کے وقت آؤں گا اور آپ کے پاس بیٹھوں گا۔ عجیل نے ممنونیت سے کہا اگر دن کے وقت آنا چاہو تو شام کے قریب آنا۔ اس سے پہلے ہم دونوں باپ بیٹی اپنے باغ میں ہوتے ہیں۔ ہر اولیس کے پاس میرا ایک چھوٹا سا باغ ہے اس کے اندر ہی اپنی ضرورت کی فصلیں بھی اگاتا ہوں دن کے وقت

میں وہاں باغ اور کھیتوں میں کام کرتا ہوں اور راحیل اپنے ریوڑ کو جاتی ہے۔
روئیل نے پیچھے ہٹے ہوئے کہا بیرادیس سے ذرا ہٹ کر ہمارا بھی ایک باغ ہے۔ میں
اکثر وہاں جاتا ہوں میں آپ سے ضرور وہاں ملوں گا۔ روئیل نے ایک الوداعی نگاہ راحیل پر
ڈالی اور عجیل سے دوبارہ مصافحہ کر کے وہ چلا گیا تھا۔ عجیل اور راحیل تھوڑی دیر تک وہاں
کھڑے ہو کر اسے دیکھتے رہے۔ جب وہ اندھیرے میں روپوش ہو گیا تو انہوں نے اپنے گھر
کا دروازہ بند کر لیا تھا۔

○

ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں یونانف شام کی سرزمین کے قدیم شہر تدمر میں داخل
ہوا۔ اس نے دیکھا تدمر شہر میں ستونوں کے اوپر عجیب و غریب عمارتیں اٹھائی گئی تھیں۔
یونانف ابھی اس قدیم شہر کے ایک چوراہے پر بڑی بڑی عمارتوں کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ
ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یونانف میرے حبیب۔ یہ جو تم عجیب و غریب عمارتیں بڑے بڑے اور مدور
ستونوں پر کھڑی دیکھتے ہو ان سے متعلق کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عمارتیں حضرت داؤد
کے بیٹے حضرت سلیمان کے حکم پر جنات نے تعمیر کی تھیں۔ یہ عمارتیں بڑے بڑے سرخ
رنگ کے پتھروں سے بنائی گئی ہیں ابھی تم اور آگے بڑھو گے تو بڑے بڑے ہیکلوں کی
عمارتیں بھی آئیں گے جن میں اس سے بھی بڑے بڑے پتھر استعمال کئے گئے ہیں اس کے
علاوہ جب تم شہر میں داخل ہوئے ہو گے تم نے دیکھا ہو گا کہ شہر کا جو پھاٹک ہے وہ بھی
کافی بڑے بڑے پتھروں سے بنایا گیا ہے اور پھاٹک دوہرا ہے تاکہ باہر سے حملہ آور ہونے
والے دشمن شہر کو آسانی سے فتح نہ کر سکیں۔

جب تم اس چوک سے جہاں کھڑے ہو بائیں طرف بڑھو گے تو تم دیکھو گے کہ شہر
کے اندر ایک ندی بھی بہتی ہے۔ جو شہر اور اس کے اطراف میں باغوں اور نخلستانوں کو
سیراب کرتی ہے۔ اس شہر کا نام تدمر حضرت نوح کی چھٹی نسل سے ایک لڑکی تدمر بنت
حسان کے نام سے ہے۔ اس تدمر شہر کے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس شہر کی عمارتیں
حضرت سلیمان سے اتنی مدت قبل تعمیر ہوئی تھیں جس قدر کہ مدت حضرت سلیمان کے
زمانے کو اب تک گزر چکی ہے۔ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو بھی دنیا میں حیرت انگیز
عمارت بنتی ہے وہاں کے رہنے والے اس عمارت کو حضرت سلیمان اور ان کے ماتحت کام
کرنے والے جنوں سے منسوب کر دیتے ہیں۔

سنو یونانف۔ میرے عزیز۔ اس تدمر شہر میں دو عجیب و غریب چیزیں ایسی ہیں جنہیں
ذریعہ بنا کر عزازیل نے یہاں کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ پہلی چیز جس کی وجہ
سے وہ شرک پھیلانے میں کامیاب ہوا ہے دو کینروں کے مجسمے ہیں جو اس شہر میں ایک
عرصہ سے چلے آ رہے ہیں۔ آؤ پہلے ان دونوں کینروں کے مجسمے کی طرف چلتے ہیں۔ یہاں
کے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کینرس جن کے مجسمے تدمر شہر کے وسط میں بنائے گئے ہیں اس شہر
کی دو نہایت پاکدامن اور خوبصورت بہنیں تھیں۔ دونوں کینرس تھیں اور ان کی پاکدامنی
ان کی شرافت کی وجہ سے لوگوں نے ان کے مجسمے کھڑے کر کے انکی یادوں کو محفوظ کر لیا۔
جس چوک پر تم کھڑے ہو اب حرکت میں آؤ اور اس کے سامنے جو شاہراہ شہر کے
اندرونی حصے کی طرف جاتی ہے اس پر ہو لو۔ یہ سڑک ایک اور چوراہے سے جا ملے گی بس
اسی چوراہے پر ان دو کینروں کے مجسمے ہیں۔ جن کی وجہ سے عزازیل نے لوگوں میں شرک
میں مبتلا کیا ہے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یونانف حرکت میں آیا اور اس چوک سے آگے
جانے والی سڑک پر ہو لیا تھا۔
اگلے چوک پر جا کر یونانف رک گیا تھا اس نے دیکھا چوک کے پچھونچ سنگ مرمر
سے تراشے ہوئے دو بہت بڑے اور انتہائی خوبصورت لڑکیوں کے مجسمے تھے اور لوگ وہاں
آتے جاتے اور گزرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر ان مجسموں کے سامنے دعا مانگ رہے تھے اور
کچھ عورتیں اور مرد عجیب طرح سے گزراتے ہوئے ان مجسموں کو پاؤں کے قریب سرسبود
ہو رہے تھے۔ یونانف تھوڑی دیر تک ان مجسموں اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے والے
لوگوں کو غور سے دیکھتا رہا اتنی دیر تک ابلیکا نے اس کی گردن پر پھر لمس دیا اور کہنے لگی۔
یونانف۔ میرے حبیب۔ یہ ہیں وہ دو مجسمے جن کی مدد سے عزازیل نے لوگوں کو شرک
میں مبتلا کیا ہے۔ عزازیل نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے لوگوں سے کہا کہ یہ تمہارے شہر
کی دو انتہائی شریف اور مقدس کینرس تھیں لہذا خدائے واحد کے بجائے ان دونوں کینروں
سے مانگو۔ تمہیں ہر شے ملے گی۔ بس لوگ عزازیل کے بھٹکانے میں آ گئے اور انہی کینروں
سے مانگنے لگے ہیں۔ اس شہر میں عزازیل نے اپنے کچھ گماشتے بھی پیدا کر لئے ہیں۔ جو
بڑے زور و شور اس سے اس کے افکار کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ تو تدمر شہر میں شرک
پھیلانے کا پہلا ذریعہ ہے۔ اب میں تمہیں دوسرا اور اس سے بڑا ذریعہ بھی بتاتی ہوں جو
اس عزازیل نے اپنایا ہوا ہے۔
یونانف جواب میں بولا اور ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔ سنو ابلیکا یہ تو پہلا
ذریعہ ہے جس کی وجہ سے عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کیا ہے۔ دوسرا ذریعہ کون سا

ماہنت حسان ہوں۔ میرے اس حجرے میں جو داخل ہو خدا اس کو ذلیل کرے۔

یوناف لوگوں کے هجوم میں کھڑا تدمر بنت حسان کی لاش کو بڑے غور اور اطمینان سے دیکھنے جا رہا تھا کہ اس موقع پر ایلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ قبل اس کے کہ ایلیکا کچھ بولتی اور کتنی یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کر کے پوچھ لیا۔ دیکھ ایلیکا یہ تو بتاؤ کہ یہ لاش کس کی ہے اس پر ایلیکا بولی اور کہنے لگی یہ لاش تدمر بنت حسان کی ہے۔ جو اللہ کے رسول نوح علیہ السلام کی چھٹی پشت سے تھی۔ یہ تدمر شہر بھی اسی عورت کے نام پر آباد کیا گیا تھا۔ اب اس عورت کا سہارا لے کر عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہاں عزازیل نے جو اپنے گماشتے اور اپنے ایجنٹ بنائے ہیں وہ لوگوں کو یہی کہتے پھرتے ہیں یہ کہ اس عورت کا تعلق واسطہ اور رابطہ اللہ کے رسول نوح سے ہے لہذا اس سے مانگو۔ جو مانگو گے وہ ملے گا۔ یہاں کے سیدھے سادھے لوگ عزازیل کے گماشتوں کی گمراہی میں آ چکے ہیں۔ تم دیکھو انبؤہ در انبؤہ اس غار کے چاروں دروازوں سے لوگ آ جا رہے ہیں اور لاش کے سامنے کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ کچھ جاہل اور بے وقوف لوگ تم دیکھو لاش کے آگے سجدہ ریز بھی ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں اس سے بڑھ کر کوئی گمراہی اس سے بڑھ کر کوئی شرک ہو ہی نہیں سکتا۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس غار کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ ایلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ ایلیکا اگر اس لاش کے حوالے سے اور ان دو کینڑوں کے مجسموں کے حوالے سے عزازیل نے یہاں کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے تو میں یہاں قیام کر کے لوگوں کو شرک کی اس گندمی دلدل سے نکال کے رہوں گا اس پر ایلیکا بولی اور پوچھنے لگی یہاں کے لوگوں کو شرک سے نکلانے کے لئے آخر تم اپنے کام کی کیسے اور کس طرح ابتداء کرو گے۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا اس کی ابتدا میں آج ہی کر رہا ہوں بلکہ یوں جانو کہ ابھی غار کے نکلنے کے ساتھ ہی میں اس کی ابتدا کروں گا اور تم دیکھتی جاؤ میں کیسے اس کی ابتدا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف ایک عزم ایک ولولے اور ایک انتظامی اور ایک استقلال کے ساتھ غار سے باہر نکل رہا تھا۔

ہے اور اسے دیکھنے کے لئے مجھے شہر کی کس سمت جانا چاہئے۔ اس پر ایلیکا سنجیدہ سی آواز میں پھر بولی اور کہنے لگی۔ جس چوک پر کھڑے ہو اس کے بائیں ہاتھ دیکھو۔ ایک سڑک شہر کے بائیں پہلو کی طرف جاتی ہے بس اسی پر ہو لو۔ تم جوں جوں آگے جاؤ گے میں تمہاری رہنمائی کہوں گی یہاں تک کہ ہم شرک پھیلانے کے دوسرے ذریعے تک بھی جا پہنچیں گے۔ ایلیکا کا کہا مانتے ہوئے یوناف اس چوک سے بٹا اور بائیں طرف جانے والی سڑک پر شہر کے جنوب شرق حصے کی طرف چل دیا تھا۔

تدمر شہر میں چلتے چلتے یوناف جب شہر کی فیصل کے قریب پہنچ گیا تو ایلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی دیکھ یوناف اپنے سامنے نگاہ دوڑاؤ۔ شہر کی فیصل کے تم قریب آ گئے ہو۔ اپنے دائیں طرف دیکھو تمہیں کچھ دکھائی دیتا ہے اس پر یوناف نے جب اپنے دائیں طرف دیکھا تو غار نما ایک دروازہ تھا جس کے ذریعے لوگوں کا ایک ہجوم اس غار میں داخل ہونے کے ساتھ ساتھ باہر بھی آ رہا تھا۔ اس پر یوناف نے بڑی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ایلیکا یہ کیا ہے۔ ایلیکا کہنے لگی۔

یہی وہ دوسرا ذریعہ ہے جس کا سہارا لے کر اس بد بخت عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ جو لوگ غار کے دروازے کے ذریعے داخل ہو رہے ہیں اور کچھ باہر آ رہے ہیں تم بھی اس غار کے دروازے سے اندر جاؤ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں اندر کیا ہے اور کس کا سہارا لے کر اس عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایلیکا کے کہنے پر یوناف دائیں طرف مڑا اور لوگوں کے ہجوم میں داخل ہو کر اس غار کے دروازے میں گھس گیا تھا۔

اس غار کی بیڑھیاں اتر کر یوناف جب نیچے گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے حجرہ نما قسم کا غار تھا۔ اس غار کے اندر سے تازہ صندل کی خوشبو آ رہی تھی غار کے اندر داخل اور باہر نکلنے کے لئے یوناف نے دیکھا چاروں طرف دروازے تھے اور چاروں دروازوں سے لوگ اندر باہر آ اور جا رہے تھے۔ غار کے اندر سے خوب صفائی کی گئی تھی اور روشنی کا بہترین انتظام رکھا گیا تھا۔ یوناف جب اس غار کے وسطی حصے میں گیا تو دنگ رہ گیا۔ اس نے دیکھا۔

غار کے وسطی حصے میں اور تھیں پر کسی عورت کی لاش اوندھے منہ رکھی ہوئی تھی اور لوگ گھڑا کر اس لاش سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ یوناف نے بھی یہ دیکھا کہ اس لاش کے لمبے لمبے بال ابھی تک محفوظ تھے۔ ان میں چھلے پروئے ہوئے تھے۔ اس لاش کے بالوں پر سونے کی ایک تختی بھی تھی جس پر سنہری حروف میں لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ میں تھیں۔